الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

مسمّی بہ

اطلاع- اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے تیئیل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب تواریخ انبیا و رسل وغیرہ اردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو-

کتب تواریخ احوال انبیا و رسل اردو

قصص الانبیا- موسوم بہ روضۃ الاصفیا- از مولوی محمد طاہر صاحب-

ایضاً- خورد-

عجائب القصص- بسوط کتاب ذکر حالات انبیا و اولیا مین مرتبہ مولوی فخرالدین- دو جلدین-

ا جلد مین حالات آفرینش نور محمدی سے تا قصہ اسکندر فیلقوس-

۲ جلد- مین تمام ذکر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible]

تاریخ حبیب اله- احوال حضرت از ولادت تا وفات [illegible]

[illegible]

ترجمہ فقط مغازی الرسول- موسوم بہ مغازی الصادقہ

ترجمہ فتوح الشام- و فتوح المصر یکجائی-

ترجمہ فتوح العجم مسمیٰ بہ غزوۂ عرب-

تواریخ انبیا و اولیا فارسی

خزینۃ الاصفیا- اسمین احوال انبیا و مرسلین و ائمہ کبار و صحابہ کرام ہی و جملہ ابرار اولیاء اللہ سالک و مجذوب خانوادہ حضرات قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ اور جسقدر خانوادے ہین بتفاوت مراتب فرادی فرادی سب کا ذکر ہی [illegible]

ا جلد [illegible] احوال انبیا و ائمہ و صحابہ کبار و سائر اولیا-

۲ جلد [illegible] احوال شیخ [illegible] لاہوری-

[illegible]

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

درین وزہا کتاب یکہ کت خطابیکہ جامع جمیع حالات و معجزات از ابو البشر آدم تا ختم الانبیا و شہادت حضرت حسنین علیہم التحیۃ والثنا

از روی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال اولیا کہ در کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحہ علما و مشائخین یافتہ شدہ

مسمی بہ

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا

جلد دوم

[illegible] مصطفوی مولوی ابو المحسن [illegible]

بتصحیح جناب مولوی محمد ابو المحسن صاحب [illegible] محمد حسن صاحب [illegible]

در مطبع منشی نولکشور بجسن طبع رونق یافت

فہرست فوائد و بیانات تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

درین روزها کتاب با برکت خطاب جامع جمیع حالات و معجزات از ابو البشر آدم تا خاتم الانبیا و شهادت حضرت حسنین علیهم التحیة والثنا
از روی آیات قرآنیه و احادیث نبویه و اقوال اولیا که در کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحهٔ علما و مشائخین یافته شده

مسمیٰ بہ

احوال الانبیا
تفریح الاذکیا

جلد دوم

از تالیف منیف زبدهٔ علما اسوهٔ عرفا سوختهٔ آتش جمال مصطفوی مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم کاکوروی

بتصحیح جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب حسب تحریک جناب مولوی محمد احسن صاحب بہادر خلف الرشید جناب مصنف مرحوم مغفور

در مطبع نامی منشی نولکشور بحسن طبع زیور [illegible] یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

تتمہ در احوال جناب رسالت مآب مستغنی از القاب حضرت سرور کائنات اول مخلوقات اشرف

بریات افضل موجودات خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین والعاصیین مقصود الطالبین

مطلوب العاشقین حبیب الدارین محبوب الثقلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و

اصحابہ وسلم نسب شریف اہل تحقیق نے اسطرح لکھا ہے کہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن شیبۃ

الحمد ابو الحارث عبد المطلب ابن عمرو الملقب بہاشم بن مغیرہ عبد مناف بفتح المیم المکنی بابی عبد شمس

ویقال لہ القمر ایضا لکثرۃ الحسن والجمال بن قصی بضم القاف وفتح الصاد المہملۃ وتشدید التحتانیۃ

بصیغۃ التصغیر ویقال لہ زید ویزید ویلقب بالمجمع بن کلاب بکسر الکاف العربی اسمہ حکیم او عروہ

بن مرہ بضم المیم وتشدید الراء المہملۃ بن کعب بفتح الکاف وسکون العین المہملۃ لوی بضم اللام و

فتح الواو وتشدید الیاء التحتانیۃ بن غالب بفتح الغین المعجمۃ وکسر اللام بن فہر بکسر الفاء وسکون الہاء

لقب بقریش عند البعض بن مالک بن نضر بفتح النون وسکون الضاد المعجمۃ لقب بقریش عند البعض

بن کنانہ بکسر الکاف وفتح النونین لقبہ قریش عند البعض بن خزیمہ بضم الخاء المعجمۃ وفتح الزاء المعجمۃ

علی صیغۃ التصغیر بن مدرکہ بضم المیم وسکون الدال وکسر الراء المہملہ علی صیغۃ اسم الفاعل من الادراک
اسمہ عامر او عمر بن الیاس بکسر الہمزۃ علے قول ابن الانباری وبفتحہا عند البعض مشتق من الیاس ضد الرجاء
والہمزۃ للوصل ہو قول القاسم ابن الثابت والسہیلی بن مضر بضم المیم وفتح الضاد المعجمۃ بن نزار بکسر النون
وفتح الزاء المعجمۃ المکنی بابی زمعۃ وابی ایاد بن معد بضم المیم وفتح العین المہملۃ او بفتح المیم وسکون المہملۃ
وتشدید الدال کذا فی الکرمانی بن عدنان بفتح العین المہملۃ وسکون الدال المہملۃ کذا فی الوان الادب
یہان تک اتفاق ہی بعد اسکے تا حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام اختلاف بسیار ہی چنانچہ بعضے تا حضرت
اسمعیل علیہ السلام تین واسطے غیر مشہور بیان کرتے ہین اور بعضے چار اور بعضے اور بھی اور
حضرت اسمعیل علیہ السلام سے تا حضرت آدم بھی اختلاف ہی اور کوئی روایت بلا معارض ثابت
نہین ہوتی فالسکوت عن الذکر اولے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عدنان پر پہونچتے توقف
فرماتے تھے رواہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کذا فی مسند الفردوس وقال ابن مسعود والسہیلی کذب النسابون
الی ما فوق عدنان و حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مین عدنان تک پہونچ کر سکوت کرتا ہون
کہ بالا تر اس سے نہین جانتا مگر اہل سیر و تواریخ متفق ہین کہ حضرت اسمعیل و ابراہیم و نوح و ادریس
و شیث علیہم السلام اجداد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین داخل ہین اور جو بہ شب معراج
حضرت ادریس نے فرمایا مرحبا بالاخ والنبی الصالح سو یہ ازروے تواضع ہی اور سنن بیہقی مین ابن
عباس رض سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ میری پشت مین سفاح جاہلیت کو دخل نہین ہی اور
امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ آدم سے میرے
والدین تک میرے سلسلہ نسب مین ہرگز سفاح جاہلیت کا لگاؤ نہین ہی اور والدہ آپ کی آمنہ بنت
وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ تھین **فائدہ** عدنان سردار قوم تھے اشہر اولاد
آپ کے معد بمعنی نمر تازہ بنت ابو قضاعہ اشہر اولاد اسکی قضاعہ و آباد و نزار آثار النبوۃ مین ہی
کہ نزار مشتق از نزر بمعنی اندک انکی پیشانی مین نور محمدی چمکا تو معد خوش ہوا اور فقرا و مساکین کو
اطعام والباس سے مسرور کیا اور فرمایا کہ جو کچھ صرف کیا جائے اس مولود کے حق مین اندک
و قلیل ہی اسی رعایت سے نام نزار ہوا نزار کی اولاد مشہور تر والیق تر مضر تھے کہ شریعت ابراہیمی نے
انکے سبب سے رونق پکڑی اول فداء شتر جہت خانہ کعبہ و حداء شتر انہین نے جاری کیا ہی انسے
الیاس ہوے اور دیدہ ابوین بعد از یاس انکے جمال باکمال سے روشن ہوے ولہذا اسمی بالیاس
وفات انکی بیماری سل سے ہوئی ہی اور تسبیح یہ ہی کہ ہدیہ کعبہ کو اونٹ اول الیاس نے بھیجے تھے

یہ بھی متبع و مروج شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے اور الیاس کی اولاد مشہورہ مین مدرکہ ہین کہ انھون نے
اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی ولہذا مسمّی بہ اور یا رمُوز مدرکہ ہین بنا بر
مبالغہ ہی کما ہو متعارف فی العرب اور اُنسے خزیمہ ہوے یہ بھی سردار قوم تھے اور متبع ملت حنفیہ
اُنسے کنانہ ہوے موصوف بصفات حسنہ خصوصاً صفت سخاوت و وسعت اخلاق اس مرتبہ تھی
کہ اوقات تنگدستی مین بھی بذل و ایثار مین دریغ نہ کرتے تھے آخر حیات مین انھون نے اولاد کو
وصیتین بہت فرمائین ازانجملہ یہ بھی تاکید فرمائی کہ نور محمدی صلعم کو ارحام طاہرہ مین انتقال
کرتے رہو اُنکی اولاد مشہورہ سے نضر ہین کنیت اُنکی ابو نضر ہی روایت ہی کہ نضر بن کنانہ
ایک روز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھکو اختیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری
اور عزت سرمدی کی نضر نے کہا کلا یارب قد اخترت باقی الابد بعضے اہل تاریخ لقب انکا قریش
بیان کرتے ہین اور وجوہ تسمیہ مین کئی توجیہین لکھتے ہین اول یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہی
دریا مین کہ وہ مچھلیان کھایا کرتا ہی اور اُسکو کوئی نہین کھاتا جسطرح صراح مین ہی سو جب
نضر نے اکثر قوم عرب پر استیلا پایا تب اُنکو قریش کہنے لگے دوسرے قریش ماخوذ ہی تقریش سے
اور تقریش بمعنی تفتیش ہی نضر کا یہ دستور تھا کہ جب ایام حج مین خلق کثیر جمع ہوتی تو بہ تجسس خلق
فقرا و مساکین کو تلاش کرکے کچھ دیا کرتے تھے اس سبب سے قریش کہلائے تیسرے یہ کہ قریش
مشتق ہی قرش سے بمعنی کسب سے اور نضر کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر بنا بر تجارت بھیجا کرتے تھے
لہذا مسمّی بقریش چوتھے قرش بمعنی جمع کردن و فراہم گردانیدن آیا و نضر نے اپنی اولاد کو عرب مین
جمع کیا اسلیے قریش کہلائے وہذا الوجہ صحیح جدا روایت ہی کہ وقت وفات نضر نے اپنی اولاد کو
جمع کرکے اکثر نصائح فرمائے اور مالک کو ولیعہد کیا اور مالک نے وقت وفات فہر کو نصائح کرکے
قوم کا سردار گردانا اور فہر نے غالب اپنے بیٹے کو وصی کیا اور غالب بمعنی شدت و غنی اور مرجع
جمیع آیا ہی اور غالب نے لوئی کو مرجع و ملجاے قوم وقت وفات قرار دیا اور لوی نے کعب کو کہ یہ
اپنے وقت مین بڑے سردار و مرجع جمیع امور تھے اور اُنکی اولاد مین مُرّہ نامور ہوے کہ روز جمعہ
قریش کو جمع کرکے نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میری اولاد سے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوگا اُنکی
متابعت کرنا اور ایمان لانا تمپر واجب ہی یہ بات مین نے اپنے آبا و اجداد سے سُنی ہی اور تمکو وصیت
کرتا ہون کہ نطفہ زکیہ نبویہ کو ارحام طاہرات مین تفویض کرو اور اُنکا یہ دستور تھا کہ سال قحط مین
فقرا اور مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور وقت وفات اولاد کو جمع کرکے انواع وجوہ سے بنا بر

صیانت نور محمدی وصایا کیے اور کلاب کو ولیعہد گردانا اور کلاب بمعنی ہمدگر خصومت کرنے کے آیا ہے
یہ جمع ہے کلب کی و کلب بالفتح بمعنی سگ ہے اور ہرا و اس سے معنی کثرت کے ہیں اور داب عرب تھا
کہ اس قسم کے نام اولاد کے جسطرح کلاب و سباع واسطے تخویف و تحذیر دشمنوں کے رکھتے تھے اور
نام غلاموں کے مانند مرزوق و رباح واسطے محبت اپنی کے رکھتے تھے جب کہ وفات قریب پہونچی تو
قصی نامی اپنے بیٹے کو سردار کیا اور قصی تصغیر قصی کہ از روے لغت بمعنی بعید ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ بعد وفات پدر
مع اپنی ماں مسماۃ فاطمہ کے بلاد قضاعہ حدود شام میں اقامت پذیر ہوے اور وطن سے دور پڑے تھے
اور چونکہ انکے سبب سے قریش بعد از پریشانی کہ مکہ میں مجتمع ہوے اس جہت سے مجمع کہلائے
دار الندوہ انھیں کا بنایا ہوا ہے اسی مکان میں قریش کے اشراف جمع ہو کر مشورت کرتے تھے
چنانچہ یہ بات جناب رسالت پناہ کے وقت تک باقی تھی اور دار الندوہ بمعنی مجلس قوم وجاے سخن ہے
اور ندوہ از روے لغت بمعنی سخن گفتن و ندی و نادیہ بمعنی مجلس روایت ہے کہ قصی نے ایک روز
اپنے اہل بیت کو جمع کر کے تقوی اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب الٰہی سے ڈرایا
بعد اسکے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک کام پر معین کیا چنانکہ عبد الدار کو علم داری اور دربانی کعبہ کی
عنایت کی اور ضیافت اور مہمانی حاجیان ام القری کے تفویض کی اور نقابت وایالت وامارت
وسرداری عبد مناف سے متعلق کر دی انکے چار بیٹے ہوے ہاشم جد عبد اللہ اور عبد الشمس
جد بنی امیہ اور نوفل جد جبیر بن مطعم و مطلب جد اعلی امام شافعی ہیں روضۃ الاحباب میں ہے کہ
ہاشم اور عبد الشمس توام پیدا ہوے تھے اور دونوں کی پشتیں ملی ہوئیں تھیں تلوار سے جدا کی گئیں
کہ وہی تلوار دونوں میں رہی چنانچہ حضرت صلعم میں اور ابوسفیان میں اور علی مرتضی اور معاویہ میں
اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید علیہ ما یستحقہ میں ظاہر ہوئی وقت وفات عبد مناف نے
سرداری قوم ہاشم کو سپرد کی وجہ تسمیہ بہاشم یہ ہے کہ ہشم بمعنی نان ریزہ کردن آیا ہے انکا دستور تھا
کہ قحط کے دنوں میں دیار شام میں روٹیاں اونٹوں پر لاد کر لاتے اور دو اونٹ ذبح کر کے پکاتے
اور خشک روٹیوں سے ثرید بنا کر لوگوں کو کھلاتے تھے اول عرب میں طریقہ ضیافت انھیں نے
جاری کیا ہے اور سخاوت انکی ضرب المثل ہے انکی پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا نام انکا عمر العلی ہے
اور ہاشم لقب آخر عمر میں مسماۃ سلمی بخاریہ بنت عمرو بخاری سے مدینے میں نکاح کیا کہ انسے عبد المطلب
پیدا ہوے تب ہاشم جانب شام تشریف فرما ہوے اور بمقام غزہ یا غرفہ کہ متعلقات دمشق سے ہے
وفات پائی اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمان اسمعیل و علم نزار و کلید خانہ کعبہ شیبہ کو دے

احوال کلاب

احوال قصی

احوال عبد مناف

احوال ہاشم

لڑکے کو جسکا نام شیبہ ہی عنایت کرنا اور بعضے کہتے ہین کہ ہاشم نے قبل ولادت عبد المطلب کے
وفات پائی اور وقت رحلت جوان تھے تین بیٹے موجود تھے ایک اسد پدر مادر علی مرتضیٰ دوم
نضیلہ سوم صیفی اور بعد وفات ہاشم عبد المطلب پیدا ہوے نام اُنکا شیبہ اس سبب سے ہوا کہ انکے
سر مین سب سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بسبب کثرت محامد شیبۃ الحمد
کہلائے اور عبد المطلب کہلانے کی وجہ جمہور کے نزدیک یہ ہی کہ ایک شخص قوم قریش کا
بعد وفات ہاشم مدینے مین آیا اور اُسنے ایک لڑکے کو تیر چلاتے دیکھا اور وہ کہتا تھا انا ابن ہاشم
جب وہ شخص مکے مین آیا تو اُسنے حرم کعبے مین مطلب بن مناف سے ملاقات کرکے کہا جو کچھ
دیکھا اور سُنا تھا مطلب اسی مقام سے اونٹ پر سوار ہو کر مدینے مین پہونچا اور شیبۃ الحمد کو
بلا اطلاع اُنکی مان کے لے چلا چونکہ شیبہ جامۂ کہنہ پہنے ہوے تھے تو جو کوئی راہ مین مطلب سے پوچھتا
یہ کون ہی وہ کہتے کہ میرا غلام ہی جب مکے مین پہونچے تو پوشاک نفیس پہنا کے مجلس قوم مین لائے
اور حال مفصل بیان کیا اُسدن سے شیبہ عبد المطلب کہلائے اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ بعد
وفات ہاشم شیبہ کو مطلب نے پرورش کیا اور دستور تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا
وہ یتیم اُسکا غلام کہلاتا تھا اس سبب سے عبد المطلب کہلائے ولاخلاف بین الروایتین درج الدرر
مین ہی کہ عبد المطلب کے بارہ بیٹے ہوے اور چھ بیٹیان ہوئین عبد اللہ و ابو طالب و زبیر
و عبد الکعبہ چار پسر اور مسماۃ بیضاء و امیمہ و برہ و عاتکہ چار دختر مسماۃ فاطمہ بنت عمر مخزومیہ سے
اور حمزہ سید الشہدا و مقوم و حجل بتقدیم الجیم علی الحاء المہملہ اور بالعکس کہ اسکو عبد و اور مغیرہ بھی
کہتے ہین اور مسماۃ صفیہ دختر بطن مسماۃ ہالہ بنت وہب ابن عبد مناف سے اور عباس و ضرار و قثم مسماۃ نتیلہ
بنت حباب سے اور حارث و ابو لہب جسکا نام عبد العزیٰ تھا اور مسماۃ اروی مسماۃ صفیہ یا قتیلہ بنت
جندب سے کذا فی المواہب اور روضۃ الاحباب مین اروی کو سقیہ عبد اللہ لکھا ہی اور ابو لہب جسکا نام
عیداق یا عبد العزیٰ تھا بطن لبنی بنت ہاجر سے شمار کیا ہی اور عیداق کو تیرھوان بیٹا لکھا ہی واضح ہو
کہ حارث پسر عبد المطلب سب سے بڑا تھا یہی شخص حفر چاہ زمزم مین عبد المطلب کا شریک تھا
اسی کے بیٹے ابو سفیان و مغیرہ و نوفل تھے سو ابو سفیان و نوفل ایمان لائے تھے اور یہ ابو سفیان غیر پدر
معاویہ ہین اور ان لوگون مین سے ضرار و قثم و حجل کے کوئی اولاد نہین ہوئی اور بعضون کے نزدیک قثم حارث کا
بھائی مادری تھا صغر سنی مین مر گیا تھا ابن جوزی نے لکھا ہی کہ قبل پیدا ہونے عبد اللہ پدر رسول اللہ صلعم کے
ایک دن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک زنجیر نورانی نکلی کہ اُسمین چار طرفین مین

حال عبد المطلب

ایک طرف جانب آسمان چلی اور دوسری طرف جانب زمین اور تیسری طرف سمت مشرق اور چوتھی
جانب مغرب اور وہ زنجیر ایسی تابان و روشن و پرنور ہی کہ نگاہ کو تاب اُسکی رویت کی نہین ہی
پھر وہ زنجیر ایسی بڑھی کہ برابر ایک درخت کے سرسبز و شاداب ہوگئی اور ہر طرح کے میوے لگے
اُسمین نظر آئے اُسکے سائے مین دو شخص مہیب صورت کشیدہ قامت کھڑے ہوے دیکھ پڑے
مین نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا ہم نوح نبی اللہ علیہ السلام ہین دوسرے نے
کہا مین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہون اور کہا ہم اسلیئے آئے ہین کہ اس درخت کے سائے مین
آرام لین اور مژدہ ہو تمکو ای عبد المطلب اس خواب سے پھر مین خواب سے اُٹھ کر خوفناک و ترسناک
باہر گیا اور قریش کے کاہنون سے اُسکی تعبیر پوچھی کاہنون نے کہا کہ ای عبد المطلب تیرے صلب سے
ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جسپر تمام اہل آسمان و اہل ارض ایمان لائینگے اور باعث رحمت ایک
قوم اور سبب خرابی دوسری قوم کا ہوگا بالجملہ بعد وقوع اس واقعے کے عبد المطلب نے مسماۃ
فاطمہ مخزومیہ بنت عمر بن عاید مخزومی سے نکاح کیا اُنسے عبد اللہ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوے عبد المطلب نے جانا کہ یہ لڑکا خواب والا ہی لیکن جو پوتا حکم
بیٹے کا رکھتا ہی ظہور اُس خواب کا پشت عبد اللہ سے ہوا اور جب عبد اللہ جوان ہوے
تو قطع نظر از پاکی طینت بڑے زور آور پہلوان تیر انداز از بس خلیق و کریم و مجمع صفات کمالات
وحسنات ہوے اُنکے حسن و جمال کا ایسا شہرہ ہوا کہ صنادید قریش سے ہر ایک شخص آرزو رکھتا تھا
کہ اپنی بیٹی کا عقد نکاح اُنسے کر دے اور چونکہ نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی
پیشانی سے چمکتا تھا اہل کتاب اس نشان اور دیگر علامات سے جانتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ
علیہ وسلم انھین کے صلب سے ظاہر ہونگے اس سبب سے وہ لوگ عبد اللہ سے عداوت مانتے
اور اکثر اوقات اُنکے مارنے کو اطراف مکے مین آتے اور بمشاہدہ امور غریبہ و شواہد عجیبہ نامراد
و ناکام پھر جاتے اور قبل اس خواب کے جب حکومت و پیشوائی اہل مکہ عبد المطلب کو بعد فوت
مطلب انکے چچا کے پہونچی تو ایک دن فنا کعبے مین سوتے تھے ایک شخص نے خواب مین حکم دیا کہ
چاہ زمزم کو کھودو اور زمزم بسبب شامت ظلم و فساد قوم جرہم کے غائب ہوگیا تھا یعنی عمرو بن حارث
سردار قوم جرہم نے حجر اسود کو رکن کعبے سے جدا کر کے مع ہر دو غزال کعبہ جنکو اسفندیار فارسی نے
بطور ہدیہ بھیجے تھے اور کئی ہتیار کہ بیت اللہ مین تھے چاہ زمزم مین ڈالکر نشان زمزم مٹا دیا تھا
اس سبب سے عبد المطلب مقام زمزم سے واقف نہ تھے کہ واقع کہان ہی دوسری مرتبہ پھر خواب دیکھا

کوئی کہتا ہی کہ زمزم ذخیرۂ شیخ اعظم یعنی اسمعیل ہی جب بیدار ہوے تو زیادہ تر حیران ہوے پھر سورہے کہنے والے نے کہا کہ مابین سرگین اورخون جس جگہ کوا اپنی منقار سے سوراخ کرے اور اُسکے مقابل دو بُت سُرخ رنگ رکھے ہوے نظر پڑین ناچار دوسرے دن بیت الحرام مین گئے اور مترصد علامات مرئیہ ہوکر بیٹھے اتفاقاً کوئی مشرک ایک خُرخورہ شیلہ کو جاٹ کے پاس ذبح کرتے تھے دفعۃً تہ تیغ سے نکل کر بھاگے اور چشمۂ زمزم کے پاس پہونچے اور آساف و نایلہ کے سامنے کہ اُسی جگہ دونون منصوب تھے دونون نے اُسکو ذبح کیا اور خون اُسکا اُنپر ملا اور گوشت و پوست خود لے گئے اور خون و سرگین وہین چھوڑ گئے اُسی وقت ایک کوا آیا اُسنے اپنی منقار سے وہان سوراخ کیا تب عبد المطلب نے خیال کیا کہ یہ میرے خواب کی علامتین ظاہر ہوئین اور جو کچھ مین نے خواب مین دیکھا تھا اُسکی حقیقت و ماہیت یہ ہی بالجملہ امارات و علامات اُس خواب کے بعنایت غیبی عبد المطلب پر بخوبی ظاہر ہوے تو عبد المطلب جد رسول اللہ کا عزم صمیم حفر زمزم پر ہوگیا اور ارادہ کیا کہ زمزم کو صاف کرین قریش مانع ہوے عبد المطلب مع اپنے بیٹے حارث کے برسر مقابلہ آئے اللہ تعالے نے اُنکو غالب اور منصور کیا کہ زمزم کو ایسا صاف کیا کہ پانی نکلا اور بڑی نام آوری ہوئی اُسوقت عبد المطلب نے یون نذر کی کہ اگر میرے دس بیٹے ہون تو ایک کو راہ خدا مین قربان کرونگا اللہ نے دس بیٹے عنایت فرمائے جب سب جوان ہوے ایک رات عبد المطلب خانۂ کعبہ پاس سوتے تھے خواب مین دیکھا کہ گوینده کہتا ہی نذر وفا کر عبد المطلب ترسان لرزان بیدار ہوے اور وفاے نذر مین متامل تب ایک بکری ذبح کرکے فقرا کو کھلائے پھر خواب مین دیکھا کہ نذر ادا کر اور قربانی کر بزرگ تر اس سے عبد المطلب نے گاے حلال کی پھر تیسری بار خواب دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر تب اونٹ نحر کیا پھر خواب مین دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر اس سے عبد المطلب نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کیا ہی جواب ملا کہ ایک بیٹا ذبح کر اس بات سے عبد المطلب بہت ڈرے اور غمناک ہوے اور اپنے بیٹون کو جمع کرکے صورت حال ظاہر فرمائی بیٹون نے کہا کہ ہم حاضر ہین عبد المطلب اس اطاعت سے بہت راضی ہوے اور واسطے تسکین خاطر کے قرعہ ڈالا کہ جسکا نام نکلے اُسکو قربانی کرین قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا عبد المطلب متحیر ہوے لیکن ناچار چھری لیکر عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ قربان گاہ مین لائے چونکہ عبد اللہ بہت خوبصورت تھے قریش مانع آئے اور بعد رد و کد سجاح نامے ایک کاہنہ کے پاس گئے اُسنے کہا آدمی کی دیت تمھارے یہان دس اونٹ ہین سو ایک طرف عبد اللہ کو رکھو اور دوسری طرف دس اونٹ تب قرعہ ڈالو اور اسی طرح کرو یہان تک کہ قرعہ اونٹون کے نام نکلے چنانچہ اسی طرح عبد المطلب نے قرعہ ڈالا یعنی دس اونٹ کہ عرب مین دیت انسان مقرر تھے علاحدہ کیے اور قرعہ ڈالا عبد اللہ ہی کا نام نکلا تب

دس اونٹ اور زیادہ فرمائے پھر بھی عبد اللہ کا نام نکلا یہان تک کہ دس مرتبہ قرعہ ڈالا اور سو اونٹون کی نوبت پہونچی آخر گیارھوان قرعہ اونٹون کے نام نکلا کہ عبد المطلب نے بعوض عبد اللہ انکو نذر خدا مین قربان کیا اس عرصہ مین عمر عبد اللہ کی پچیس برس و بقولے تیس برس کی تھی اس سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انا ابن الذبیحین یعنی عبد اللہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام **فائدہ** دور اسلام مین شارع نے سو اونٹ کہ فدیہ عبد اللہ تھا خون بہا انسان کا مقرر فرمایا **فائدہ** قریش اس سبب سے چاہ زمزم کے صاف کرنے سے مانع ہوے تھے کہ قریب مقام زمزم کے دو بت یعنی اساف و نائلہ رکھے تھے اس سبب سے چاہ زمزم کے کھودنے سے ناراض تھے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ جس رات مین عبد اللہ پیدا ہوے ہین اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزمان کی ولادت قریب ہی اور سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک جامہ صوف سفید ملبوس حضرت یحیی پیغمبر کا کہ انکو کافرون نے شہید کیا تھا خون آلودہ انکے پاس تھا اور مضمون کتب سماویہ سے جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بار دگر بخون تازہ سرخ ہوجائے اور چند قطرے خون کے اسمین سے ٹپکین تو یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمانے کی ہی سو اس رات مین اس جامے مین یہ نشان ظاہر ہوا تھا اور اسی سبب سے ہمیشہ عبد اللہ سے دشمنی رکھتے اور عبد اللہ شکار دوست تھے چنانچہ ایک دن عبد اللہ شکار کو گئے وہان نوّے آدمی اہل کتاب کے تلوارین زہر آلودہ کھینچے ہوے جانب شام سے انکے قتل کے ارادے پر آئے وہب بن مناف بھی اس جنگل مین دوسری طرف شکار کھیلتے تھے انھون نے دیکھکر چاہا کہ مین اعانت کرون دفعۃً چند سوار ابلق گھوڑون پر یا اشتر سوار کہ جنکو اس عالم کے لوگون سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی غیب سے ظاہر ہوے یعنی فرشتے تھے کہ آسمان سے اوترے اور اس گروہ بے شکوہ کو عبد اللہ سے دفع کیا سب ہلاک ہوے ایک بھی نہ بچا وہب بن مناف نے اسی دم سے چاہا کہ مسماۃ آمنہ بمد ہمزہ و کسر میم و نون مفتوحہ اپنی بیٹی کو عبد اللہ سے عقد کرون سو اپنے گھر مین آکر اپنے اقارب سے مشورہ کیا سب لوگون کی راے مطابق ہوئی تب مسماۃ برہ بنت ام حبیبہ بنت برہ بنت قلابہ بنت امیمہ بنت درب بنت لیلی بنت عوف والدۂ آمنہ زوجہ وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ نے عبد المطلب کو پیغام بھیجا وہ اس تلاش ہی مین تھے کہ اگر کوئی عورت عفیفہ باحسب و نسب نظر پڑے تو عبد اللہ کا عقد کرون جب آمنہ بنت وہب کو بصفات حمیدہ موصوف پایا بلا تامل راضی ہوے کہ باہم خطبے کا طریق قائم ہوگیا بعد چندے شعب ابیطالب مین عقد سے فراغت حاصل ہوئی اہل سیر کے نزدیک شب جمعہ اوسط ایام تشریق مین قریب جمرۃ الوسطی نوبت مقاربت پہونچی تو نور محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیشانی عبد اللہ مین چمک رہا تھا منتقل ہوا یعنی آمنہ حاملہ ہوئین اسی سبب سے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ یوم جمعہ کو لیلۃ القدر سے افضل جانتے ہین کیونکہ جو خیرات اور برکات اہل عالم پر اس رات مین نازل ہوئین کسی اور رات مین تا دور قیامت نازل نہونگی اس سال مین کافرون نے حج جمادی الثانی مین ادا کیا تھا کیونکہ طائفہ کفار جب حج بھول جاتے تھے تو تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ رکھتے تھے سوائے ذی الحجہ کے بھی ادا کرتے تھے روایت ہی کہ اس رات فرشتون کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو منور کرین رضوان کو ارشاد ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول کر مشام جبروت و لاہوت کو معطر کرے مالک کو ارشاد ہوا کہ آتش دوزخ کو آج کی رات ٹھنڈا کر دے اور تخت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تھا الٹ دیا گیا وہ مردود چالیس شبانروز جبل ابوقبیس پر بحالت اضطراب واویلا کرتا رہا پھر ایک فرشتے نے اسکو دریا مین غوطہ دیا پھر منھ کالا کیا تو ذریت ابلیس نے سبب پوچھا وہ مردود بولا کہ خرابی ہوئی ہماری تمہاری جو کبھی نہوئی تھی آج کی رات آمنہ زوجہ عبد اللہ نور پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام سے منور ہوئین ہین یہ ایسا شخص ہوگا کہ اسکے باعث سے عبادت لات و منات و عزیٰ و ہبل کی بالکل موقوف ہو جاویگی یہ مورتین سب توڑی جاوینگی جملہ ادیان منسوخ ہونگے شرک و کفر و زناکاری و قماربازی و شرابخواری کو منع کریگا جو نمانیگا اسے سزا دیگا ہماری آمد و رفت آسمان پر نہوگی جب قصد کرینگے فرشتے انگارے پھینکینگے پس علم کہانت و غیب کوئی بات قلم نہ رہیگا تمام عالم عدل و انصاف سے معمور ہو جاویگا تمام روے زمین مساجد ہو کر عبادت حق سے آباد ہوگی افعال نیک کا روز بروز کمال بد باتون کا ہر دم زوال ہوگا روایت ہی کہ جس رات مین نور محمدی نے بطن پاک آمنہ کو منور کیا اور سپہر رسالت کا آفتاب برج حمل مین در آیا اسکے صبح کو جہان کے بت منھ کے بل گرے شیاطین صعود و افلاک سے بند کیے گئے بادشاہون کے تخت الٹ گئے حضرت احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے ملائک ارض و سما آج تمام عالم کو نور محبوب سے منور کر دو چنانچہ کوئی گھر نہ تھا جو نورانی نہوا کوئی جانور نہ تھا جو گویائی مین نہ آیا مشرق سے مغرب تک وحوش و طیور نے خوشیان کین اور شادیانے جبروتی و لاہوتی خوب بجے روایت ہی کہ بعد نکاح و قبل زفاف ایک روز عبد اللہ مسماۃ رقیقہ بنت نوفل کی طرف کہ بضم را مہملہ و فتح قافین بصیغہ تصغیر ہی و بروایتے قتیلہ کہ بضم قاف و فتح مثناۃ فوقیہ و بروایتے فاطمہ شامیہ و بروایتے خثعمیہ بفتح خاء معجمہ و سکون ثاء مثلثہ و فتح عین مہملہ یعنی فاطمہ کہ منسوب بقبیلہ خثعم تھی ہو کر نکلے وہ ازخود رفتہ ہو کر بولی سو اونٹ دونگی اگر تو میرے ساتھ

نزدیکی کر اور بہیر اکہا مان عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ بات بلا نکاح نہین ہوگی اُسنے اصرار کیا عبد اللہ نے
بہانہ کیا کہ گھر ہو کر آتا ہون بعد اُسکے گھر آکر اپنی بی بی سے ہم بستر ہوے اور وہ نور جسکے چوٹ سے
شیشہ دل عورتون کے چور چور تھے آمنہ کے پیٹ مین پہونچا صبح کو عبد اللہ اُس عورت کے پاس گئے
اور کہا کہ اگر نکاح کر تو مین راضی ہون یہ عورت بھی بڑی کاہنہ حسینہ وفصیحہ متمولہ صاحب عصمت
وعفت وناکتخدا تھی اُسنے کہا کہ مین بدکار نہین ہون لیکن مین نے نور محمدی کو تیری پیشانی مین
چمکتا دیکھ کر چاہا تھا کہ جسطرح ہو مین اسکو لون خدا نے نہ چاہا اب مجھکو کچھ غرض نہین اے عبد اللہ
سچ بتا تو کس عورت کے ساتھ سویا عبد اللہ نے احوال کہا اُسنے کہا اے عبد اللہ اپنی بی بی کو خبر کر
کہ تو نے اپنے پیٹ مین بہترین اہل زمین کو اُٹھایا ہے اُسکی محافظت کرنا ضرور ہے اور بعضے کہتے ہین
کہ یہ عورت ام قتال ورقہ ابن نوفل کی بہن تھی اُسنے اپنے باپ سے آنحضرت کا حال سُنا تھا
کہ نبی اسماعیل سے ہونگے سو اُسنے نور محمدی پیشانی عبد اللہ مین دیکھ کر خواہش کی اور بعضے کہتے ہین
کہ نام اُس عورت کا جسنے خواہش وصال عبد اللہ سے کی تھی لیلی عدویہ تھا اور وجہ تطبیق روایات
یہ ہے کہ ان سب عورتون نے خواہش کی تھی ہر ایک راوی نے جو اسکو پہونچا روایت کیا ایک
روایت ہے کہ اکثر عورتین قریش کی کہ نور محمدی کی چمک سے عاشق جمال عبد اللہ تھین کثرت
غم واندوہ سے بیمار ہو گئین اور اُنمین سے دو سو لڑکیان اسی غم و درد مین مر گئین روایت ہے کہ
ان دنون قحط وخشک سالی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تھی سو آنحضرت کی برکت سے
خوب مینہ برسا اور تمام عالم سرسبز ہو گیا اور سارے حیوانات اور نباتات پر ایک نور عجیب چھا گیا
بلکہ اسی خوشی سے نام اس سال کا سنۃ الفتح والابتہاج رکھا گیا ابو نعیم نے حضرت عباس سے
روایت کی ہے کہ اس رات مین اہل قریش کے دواب اور مویشی نے قدرت نطق پا کر
خوشی مین پُکار پُکار کر کہا کہ قسم ہے پروردگار کی آمنہ کے پیٹ مین خدا کا رسول ہے
تمام دنیا کا امام اور سارے خاندانون کا چراغ اور عمدۂ نبوت کا سرتاج ہے روایت صحیحہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے نہ زیادہ نہ کم مان کے پیٹ مین رہے اور
جیسا کہ عورتون کی عادت ہے کہ حمل کے دنون مین بدمزگی طبیعت اور ناخوشی خاطر رہا کرتی ہے
سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو اس قسم کے عوارض سے کوئی بھی
عارضہ نہ تھا بلکہ وہ فرمایا کرتی تھین کہ حمل کے دنون مین مجھے یہ بھی معلوم نہوا
کہ مین حمل سے ہون اور حضرت آمنہ فرماتی ہین کہ ایک رات مین مین کچھ سوتی کچھ جاگتی تھی

کہ ایک آواز میرے کان مین آئی کہ تو حمل سے ہی اور تیرے حمل مین بہترین خلائق ہی
اُسوقت سے مین نے جانا کہ حمل سے ہون اور مدت حمل تک ہر مہینے آسمان سے یہ آواز
آتی تھی کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ ابو القاسم کے ظہور کا دن آپہونچا بالجملہ بعد نو مہینے کے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع آفتاب بارھوین ربیع الاول
بقول اشہر روز دوشنبہ بالاتفاق سراے محمد ابن یوسف تنزا رمین مختون و مسرور مستقبل
قبلہ دونون ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوے پیدا ہوے اسی
شب مین حرمین شریفین کے لوگ ابتک مولد پڑھتے ہین اور آداب اور مناسک بجالاتے ہین
اور اہل مکہ ابتک زیارت مقام مولد شریف کرتے ہین اور اس مقام کو متبرک جانتے ہین
اور وہ سراے ایک کوچے مین واقع ہی کہ اُسکو زقاق المولد کہتے ہین اور وہ کوچہ ایک
شعب مین ہی کہ مشہور بشعب بنی ہاشم ہی اور جو لوگ کہتے ہین کہ ولادت شریف رمضان
مبارک مین واقع ہوئی ہی اور دلیل اُسکی یہ بیان کرتے ہین کہ علوق نطفہ محمدیہ صلے اللہ
علیہ وسلم رحم آمنہ مین شب عرفہ یا اوسط ایام تشریق مین ہوا اور مدت حمل نو مہینے پوری تھی
پس ماہ رمضان ماہ ولادت پڑتا ہی سو تطبیق اس قول مین اور قول اشہر مین یہ ہی کہ کفار
اشہر حرام مین تقدیم و تاخیر کرتے تھے اس صورت مین جائز ہی کہ سال ولادت حضرت مین
کافرون نے حج جمادی الثانی مین کیا ہو اس تقدیر پر نو مہینے پورے ربیع الاول مین ہوتے ہین
کذا فی روضۃ الاحباب **فائدہ** ازروے تحقیق شیخ جلال الدین سیوطی کے واضح ہی کہ سب
سترہ رسول پیدایشی مختون ہین آدم نوح سام شیث ادریس صالح ہود یوسف لوط
شعیب موسیٰ سلیمان زکریا حنظلہ یحییٰ عیسیٰ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین چنانچہ
صاحب درمختار نے مسائل شتی اجلد اخیر مین لکھا ہی اور کتب معتبرہ سے واضح ہی کہ جس دن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے اُس دن واقعہ اصحاب فیل سے چالیس یا پچپن یا پچین دن
گذرے تھے اور نوشیروان بادشاہ تھا اور اسکی سلطنت پر بیالیس برس گذر چکے تھے اور
آٹھ سو بیاسی برس سکندر رومی کو مرے ہوے تھے اور چھ ہزار تین سو اکا دن برس قمری
اور دو سو اٹھیس روز ہبوط آدم علیہ السلام کو ہو چکے تھے اور اہل حساب کے نزدیک بیسوین
یا اٹھائیسوین شہور رومیہ سے تھی اور سترھوین دے ماہ شہور فرس سے اور جس رات
حضرت پیدا ہوے نوشیروان کا محل زلزلے مین آیا اور چودہ کنگرے اُسکے گر پڑے یہ اشارہ

کتب معتبرہ مین ہی کہ یہ وقت طلوع غفر تھا و غفر بفتح غین معجمہ و سکون فا و راے مہملہ آخر شب مین تین تارے ... نکلتے ہین ... اور مواہب لدنیہ مین منقول ہی کہ ... ۱۲ منہ

اسطرف ہی کہ اُسکی اولاد مین چودہ آدمیون کی پادشاہی رہیگی اور یہ معاملہ ہوا کہ آتشکدہ
فارس جو ہزار برس سے جلتا تھا ٹھنڈا ہو گیا اور ساوہ کا دریا جو بڑے زور شور سے
جاری تھا سوکھ گیا اور رودخانہ سماوہ مین جو ہزار برس سے سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہو گیا
اسمین یہ اشارہ ہی کہ آتش پرستون کا بازار سرد اور کفر کے دریا خشک ہونگے اور دریاے
اسلام جاری رہینگے بالجملہ اس واقعہ سے نوشیروان گھبرایا اور بہت دنون تک خائف رہا
مگر اس حال کو کسی سے بیان نہین کیا یہان تک کہ قاضی القضاۃ فارسیون نے جسکو
موبدان کہتے تھے یہ خواب دیکھا کہ شتر تند سرکش عربی گھوڑون کو کھینچتے ہین یہان تک کہ
دجلے سے گذر گئے اور بلاد مین پھیل پڑے موبدان نے تعبیر کی کہ عرب کے ملک مین حادثہ
برپا ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائے پس نوشیروان ایسے ایسے واقعات سے
پریشان ہوا اور اُسنے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی نجومی ایسا میرے پاس بھیجدے کہ
اُس سے ان واقعات کا حال دریافت کرون نعمان نے عبد المسیح ابن عمرو غسانی کو بھیجا کہ
نوشیروان نے کیفیت واقعات سے مطلع کر کے کشف حقیقت چاہی اُسنے کہا یہ سب واقعات
دلالت حدوث حادثہ پر کرتے ہین مگر تعین وقت حادثہ سے میرا ماموں سطیح جواب دیسکتا ہی
اور یہ سطیح وہ شخص تھا جو ایام سیل عرم پیدا ہوا عمر اُسکی چھ سو برس کی تھی اور بڑا کاہن شاطر
اپنے علم مین ماہر تھا اور ہیئت ترکیبیہ اُسکی قدرت حق کی اعجوبہ تھی کہ تمام جسم مین جوڑ بند نہ تھے
قدرت نشست و برخاست نہ رکھتا تھا مگر جب غضب مین آتا تو ہوا مین بھرتا اور بیٹھتا اور اعضا مین
ہڈی نہ تھی سواے استخوان جمجمہ کے اور کنارے ہاتھ اور اُنگلیون کے گویا ایک سطح گوشت کی تھی
جسوقت چاہتے کہ اُسکو کسی مقام پر لیجائین تو لپیٹ لیتے تھے جیسے کپڑے کو لپیٹتے ہین اور نہ
اُسکے سر تھا نہ گردن مُنھ سینہ پر تھا جب کوئی غیب کی بات پوچھنا چاہتا اُسکو ہلاتا جیسے
مشک دوغ ہلاتے ہین تب اسمین دم بھرتا اور جواب دیتا وہب ابن منبہ سے روایت ہی
کہ ایک جن سطیح کا آشنا تھا وہ خبرین آیندہ بتلایا کرتا تھا اور یہ وہ جن تھا جسنے طور سینا پر
اللہ صاحب کا کلام جو موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا سُنا تھا الغرض نوشیروان نے
عبد المسیح کو سطیح کے پاس بھیجا جسوقت رسول کسریٰ سطیح کے شہر مین آیا تو اُسکو سکرات موت مین
پایا وقت ملاقات بعد عرض سلام جانب کسریٰ سے ابلاغ پیام کیا سطیح نے جواب نہ دیا
عبد المسیح نے سطیح کو ہلایا اور چند بیتین مشتمل احوال کسریٰ اور اُسکے سوال کی پڑھین سطیح نے

جب اُن بیتون کو سُنا جنبش کی اور کہا عبد المسیح آیا ہی بجانب سطیح سوار اوپر شتر واماندہ رفتا کے
بہ تحقیق سطیح قریب اُسکے ہی کہ قبر مین داخل ہو بھیجا ہی تجھکو ملک بنی ساسان یعنی نوشیروان نے
بسبب اضطراب و تزلزل ایوان اور گر پڑنے کنگرون کے اور بجھنے آتشکدۂ فارس کے اور خواب قاضی
موبدان کی کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑون کو کھینچتے ہین یہان تک کہ دجلے سے باہر اوتر گئے اور
بلاد فارس مین منتشر ہوے ای عبد المسیح مین کہتا ہون اذا ظہرت التلاوۃ وبعث صاحب الھراوۃ
وفاز وادی السماوۃ وغارت بحیرۃ ساوۃ وخمدت نیران فارس لم یکن بابل للفرس مقاماً
ولا الشام لسطیح مناماً یملک منہ ملوک وملکات علی عدد الشرفات ثم یکون نہات وہنیات و
کل ما ہو آتٍ آتٍ حاصل یہ کہ جسوقت ظاہر ہو تلاوت یعنی جسوقت قرآن خوانی ہوگی اور
لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ صلعم پیغمبر ہوگا اور دریاے سماوہ مین پانی جاری ہوگا اور ساوہ کا دریا
خشک ہو جائیگا اور فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہوگا نہ رہیگا بابل فارسیون کا مقام اور نہ شام
سطیح کا خوابگاہ یعنی اُسوقت سطیح اپنی زندگی مین نہوگا سلطنت عجم تمام ہو صرف چودہ آدمی سلطنت کیا کے
تخت نشین ہون ای عبد المسیح جو کچھ ہونے والا ہی ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانہ کے افسانہ ہونگے
چنانچہ یہ کلام کے مرگیا اور عبد المسیح نے یہ جواب کسریٰ سے بیان کیا کہ چودہ آدمی بعد دکنگرہ پادشاہت
کرینگے اسکو مدت مدید درکار ہی لیکن تقدیر سے غافل تھا چنانچہ عرصۂ قلیل مین ریاست اُسکی برہم ہوگئی
اور دس رئیس چار برس مین مرگئے اور چار شخصون کی دولت تا خلافت خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ کے رہی
خلافت خلیفۂ ثالث مین وہ بھی جاتی رہی بالجملہ جو باتین سطیح نے کہین تھین وہ سب واقع ہوئین اور
یزدجرد کا ملک سال سی ویک ہجری مین بسر گردگی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح ہوا اور یزدجرد
آخر خلافت حضرت عثمان مین ایک آسیابان کے ہاتھ سے جنگل مرو مین مارا گیا پھر اُنمین کوئی پادشاہ ہوا
محققین اہل تاریخ فرماتے ہین کہ بعد سطیح کے کوئی کاہن راست گو ظاہر نہین ہوا اور عبد اللہ ابن عمرو ابن
عاص سے روایت ہی کہ اہل شام مین ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تھا کہ ای اہل مکہ تم مین
ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے مطیع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونے والا ہی چنانچہ جب کوئی مکہ مین پیدا ہوتا
وہ درویش اُسکا حال پوچھتا حتی کہ آنجناب صلعم پیدا ہوے تو عبد المطلب نے اُسکو آگاہ کیا اُسنے کہا یہ
وہی لڑکا ہی تمنے اُسکا نام کیا رکھا عبد المطلب نے کہا محمد نام ہی کہنے لگا اُسکی تین علامتین مجکو معلوم ہین
ایک شب گذشتہ مین ستارہ اُسکا طالع ہوا دوسرے دوشنبہ کو پیدا ہوا تیسرے محمد نام ہوا اور فاطمہ ثقفیہ
بنت عبد اللہ اور عثمان ابن ابی العاص کہتے ہین کہ تولد حضرت صلعم کے وقت مین بھی آمنہ کے پاس موجود تھی

سو مجکو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا اور ستارے آسمانی ایسے نزدیک آ گئے
کہ مجھے گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھ پر گر ینگے ۞ تھا یہ وہ نور جلا جسکی تجلی سے طور ۞ طور پر موسی عمران
گرا ہوش سے دور ۞ دور اسکو نہ سمجھنا کہ ہو آنکھوں کے حضور ۞ پس یہ واجب ہو کہ تم حسب حدیث مشہور
جب تلک ذکر سنے اسکے رہے محفل روشن ۞ صلوات اسپہ پڑھو تا کہ رہے دل روشن ۞ اور حاکم نے عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ شہر مکہ مین ایک یہودی تاجر رہتا تھا اُسنے قریش سے کہا رات تمکو ایک لڑکا
تم مین پیدا ہوا ہی قریش نے کہا ہمکو خبر نہین بولا بے شبہہ ہوا ہی اور اُسکے مابین دونون شانون کے بال
مجتمع ہین جسطرح گھوڑے کی رگین تب قریش یہودی کو لیکر دروازۂ آمنہ پر آئے اور حضرت صلعم کو دیکھا
تو وہ علامت پائی گئی اور یہودی بیہوش ہو کر گرا اور بے تحاشا کہ اُٹھا واللہ نبوت بنی اسرائیل سے
منتقل ہوئی اور عبد الرحمن ابن عوفؓ اپنی والدہ مسماۃ شفاؓ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی تھین کہ جس
رات آمنہ کو دردزہ ہوا ہی مین قابلہ آمنہ تھی جب کہ حضرت صلعم میرے ہاتھون پر بطن مادر سے آئے تو مین نے
سُنا کوئی کہتا ہی یرحمک ربک اور شرق سے غرب تک ایک روشنی ایسی ہو گئی کہ مین نے بعضے قلعے روم کے
اپنی آنکھون سے دیکھے اور آمنہ فرماتی ہین کہ جب میرے درد شروع ہوا تو مین نے ایک آواز سنی اور ڈرگئی
پھر مین نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا ہی مین سمجھی دودھ ہی اور مین پیاسی تھی سو مین نے
اُسکو پیا کہ دل کو اطمینان ہوا اور تحقیق محدثین اہل تاریخ کی یہ ہی کہ آمنہ شب تولد آنجناب صلے اللہ علیہ
وسلم مین تنہا تھین اسی سبب سے ترسان وہراسان ہوئین کہ غیب سے ایک طائفہ ملکوت نے نزول کیا
تب اطمینان ہوا اس روایت مین اور روایت موجودگی فاطمہ ثقفیہ اور شفا مادر عبد الرحمن مین تعارض واقع ہوتا ہی
کاتب الحروف کے نزدیک رفع تعارض ہو سکتا ہی اسطرح کہ جب دردزہ پیدا ہوا تو آمنہ اکیلی تھین اور
وہ اول شب تھی اور اواخر شب مین یعنی ہنگام طلوع صبح ظہور السرور صلعم جملہ دوست و اقارب حسبی و
نسبی حاضر ہوے تھے اور بھی آمنہ فرماتی ہین کہ حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
جسوقت پیدا ہوے اُسی دم سجدے مین گئے اور انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائی مین کہتا ہون
کہ یہ دعا فرمائی تھی واسطے نجات امت مرحومہ کے آمنہ فرماتی ہین کہ بعد اُسکے ایک سفید ابر آیا اُسنے
آنجناب کو اپنے بیچ مین چھپا لیا اور میرے کان مین آواز آئی کہ گویندہ کہتا ہی اسکو مشرق و مغرب مین
پھراؤ تاکہ سب مخلوق بری و بحری اور تمام ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و وحوش و طیور و شجر
و حجر اسکے نام سے واقف و آگاہ ہو جاوین اور بخوبی پہچان رکھین اور ابو البشر حضرت آدم علی نبینا
و علیہ الصلوۃ والسلام کا خلق اور حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیا حضرت نوح

علیہ السلام کی شجاعت اور ابراہیم کی خلت اور اسمعیل کی زبان اور اسحق کی رضا اور صالح کی فصاحت
اور لوط کی حکمت اور یعقوب کا بشرے اور موسیٰ کی شدت اور ایوب کا صبر اور یونس کی طاعت اور یوشع کا
جہاد اور داؤد کی آواز اور دانیال کا جثہ اور الیاس کا وقار اور یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کا زہد عطا کرو اور
بحر اخلاق امتیاز مین غوطہ دو آمنہ فرماتی ہین کہ جب یہ آواز سن چکی تو ابر کھل گیا اور حضرت محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت پیچیدہ پارچہ سبز مین پائے گئے کہ مثل چشمہ اُس حریر سے پانی ٹپکتا تھا اور
کہنے والا کہتا تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاکم ہوے تمام دنیا پر تمامی خلق اُنکے مطیع ہوگی اور روے مبارک
ماہ چہاردہم نظر آیا اور بوے مشک اذفر نے دماغ کو معطر کردیا اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ مین
ابریق نقرہ اور دوسرے کے ہاتھ مین طشت زمرد سبز اور تیسرے کے ہاتھ مین حریر سفید ایک نے انگشتری
نکالی اور سات مرتبہ دھو کر بین الکتفین مُہر کردی اور اپنی گود مین ایک ساعت رکھ کر میری گود مین دیا
اور عبد المطلب سے منقول ہے کہ مین شب ولادت آنحضرت صلعم مجاورت کعبہ مین مصروف تھا
جب نصف شب گذری تو کعبہ مقام ابراہیم پر سجدہ مین گرا اور در و دیوار سے آواز آتی تھی

اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد ن المصطفے الآن قد طھرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین
یعنی اللہ بزرگ ہی جو پروردگار محمد مصطفے کا ہے اب اُسنے مجھے پاک کردیا نجاست بتون اور خباثت
مشرکون سے اور آواز غیب سے آئی کہ بخداے کعبہ کہ مقبول ہوا اور مسکن محمد کا گردانا گیا
اور مین نے آنکھ سے دیکھا کہ مورتین جو گرد کعبہ رکھی تھین پارہ پارہ ہوگئین اور ہُبل
نامے بُت جو سب مین بڑا تھا اوندھے مُنھ زمین پر گرا پڑا تھا اور غیب سے ندا ہوئی
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آمنہ سے پیدا ہوے اور سحاب رحمت آیا یہ احوال مشاہدہ کرکے
عبد المطلب جانب خانہ آمنہ متوجہ ہوے تو تمام گھر نور سے بھرا نظر آیا عبد المطلب نے
آمنہ کو دیکھا تو نور تابان مصطفے پیشانی آمنہ پر نظر نہ آیا عبد المطلب نے پوچھا ای آمنہ
وہ نور کہان گیا فرمایا مین نے بیٹا جنا ہی عبد المطلب نے بشوق تمام کہا یہان جلد لاکہ
مین اُس سے مشرف ہون آمنہ بولین کہ توقف کیجیے اسوقت آپ اُسکو دیکھ نہین سکتے
کیونکہ جسوقت حضرت پیدا ہوے تو ایک شخص آیا کہ قد و قامت اُسکا خرمے کے درخت کے
برابر تھا اُسنے کہا اس لڑکے کو باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دکھلانا اس
سبب سے مین مجبور ہون تب عبد المطلب نے شمشیر برہنہ کرکے کہا کہ مین تجکو مار ڈالونگا یا آپکو
ہلاک کرونگا نہین تو جلد میرے فرزند کو دکھلا ناچار آمنہ نے وہ مکان جسمین حضرت محمد مصطفے

صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے بتلایا فوراً عبدالمطلب اُسی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ ایک مرد
باشوکت و حشمت و باہیبت و جلالت شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے کھڑا ہی اُسنے فرمایا
اے عبدالمطلب تو کہان آیا عبدالمطلب نے کہا مین اپنے نور البصر کو دیکھنا چاہتا ہون
فرمایا اے عبدالمطلب جب تک ملائک سموات اور ارض اُسکی زیارت سے مشرف نہو لینگے
تب تک کسی بشر کو اجازت نہوگی کہ وہ دیکھے اس کلام کے سُنتے ہوے عبدالمطلب کانپ گئے
اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کانپتے ہوے باہر کو بھاگے اور قصد کیا کہ اس معاملہ سے
قریش کو اطلاع کرون مگر طاقت بیان باقی نہ رہی محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے
لکھا ہی کہ اِن دنون عبداللہ والد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی موضع ابوا مین
اور درج الدرر مین مولانا اصیل الدین محدث لکھتے ہین کہ بعد معاملہ نکاح و زفاف آمنہ
عبدالمطلب نے عبداللہ کو بنا بر تجارت جانب شام روانہ کیا تھا جب وہان سے معاودت کی
تو مدینۂ منورہ مین بیمار ہوے اور متوقف ہوے بنی نجار مین جب قافلہ جانب مکۂ معظمہ
روانہ ہو کر ابوا مین پہونچا تو عبداللہ نے وفات پائی عمر اُنکی پچیس برس خواہ بائیس
برس کی ہوے دار النابغہ یا دار التابعہ مین مدفون ہوے اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ
عبداللہ اور آمنہ سے سواے حضرت کے کوئی اولاد نہین ہوئی اور محمد ابن اسحاق کے
نزدیک وقت فوت عبداللہ آنحضرت صلعم شکم مادر مین تھے اور بعضے کہتے ہین گود مین تھے
اٹھائیس مہینے یا سات مہینے کے اور بعضے دو ماہ کہتے ہین اور یہ قول اصح اقوال سے ہی
اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ عبداللہ نے وفات پائی تو فرشتون نے کہا اے
معبود بحق محمد تیرا پیغمبر یتیم ہوا ارشاد ہوا کہ مین حافظ اور نصیر اور کفیل اُسکا ہون تم
اُسپر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو بالجملہ جب عبدالمطلب نے حضرت صلعم کو دیکھا
تو نہایت مسرور ہوے اور بیت اللہ مین لے گئے اور پناہ خدا مین سونپ دیا اور محمد
نام رکھا اور دروازۂ کعبہ پر کھڑے ہو کر شکر خدا ادا کیا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بہ حفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے اور محافظت کے واسطے نہایت تاکید کردی
اور کہا اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اس فرزند سعادت مند کی شان عظیم ہوگی اور اِسکو
مرتبۂ بلند عنایت ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فائدہ پوشیدہ نہ رہے
کہ محمد اشہر اسمار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی اور اصل مین یہ لفظ بصیغۂ اسم مفعول

از باب تفعیل ہی اور تکریر و تکثیر اسکا خاصہ ہی پس محمد بمعنی ستودہ بکرر و بسیار و ولنعم ماقیل ؎
مقام تو محمود و نامت محمد ÷ بہ ہنیسان مقامی و نامی کہ دارد ÷ مطالع المسرات مین لکھا ہی کہ اللہ جل شانہ نے
دو ہزار برس پیش از خلقت خلق یہی نام حضرت کا رکھا تھا کہ یہی نام عبد المطلب کی زبان سے
نکلا بعض قریش نے پوچھا کہ تمھارے آبا و اجداد مین یہ نام کسی کا نہین ہوا ہی تمنے کسلیے یہ نام
رکھا عبد المطلب نے کہا مین نے یہ نام اسواسطے تجویز کیا کہ اللہ تعالی اُسکی تعریف کرے اور
اہل زمین اُسکی ستایش مین مصروف ہون کذا فی مزرع الحسنات اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی
کہ آمنہ نے ایام حمل مین خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہی انت حاملہ بسید ہذہ الامۃ فاذا وضعت
فسمیہ محمداً اور اللہ صاحب نے چار جگہہ اپنے کلام مین اسی نام سے یاد فرمایا ہی چنانکہ وما محمد
الا رسول اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور والذین
اتبعوا ما نزل علی محمد اور محمد رسول اللہ والذین معہ اور ذکر شریف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
کتب سابقہ اور السنہ انبیاء گذشتہ مین باسم محمد و احمد بیشتر تھا اور اس نام کو اور احمد کو
اللہ صاحب نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی شخص قبل حضرت کے اس نام سے نامزد
نہین ہوا لیکن احمد پس بالاتفاق کوئی اس نام کا مسمے نہین ہوا باقی رہا محمد سو یہ بھی ایسا ہی ہی
حتی کہ جب زمان ظہور نور نبوت احمدی قریب تر پہونچا اور علماء توریت و انجیل اور کاہنون اور
نجومیون نے اس مژدۂ جان فزا سے لوگون کو مسرور کیا تو بعضون نے اپنے بیٹون کے نام
محمد رکھے اس آرزو سے کہ یہ نبی آخر الزمان ہون اور عجائب حکمت آلہیہ سے یہ ہوا کہ اُنمین سے
کسی نے بھولے سے بھی دعوی نبوت نہ کیا کہ باعث التباس و اشتباہ واقع ہوتا حافظ ابن
حجر اور سخاوی نے قریب پندرہ آدمیون کے جنکے نام محمد رکھے گئے تھے بیان کیے ہین
محمد ابن عدی ابن ربیعہ تیمی سعدی و محمد ابن اُحیحہ اوسی بصیغۂ تصغیر و ہر دو مہملہ و محمد ابن اسامہ
و محمد ابن البراء بکری و محمد ابن حارث و محمد ابن حرمان یعمری و محمد ابن حرمان جعفی و محمد
ابن خزاعی سلمی و محمد ابن خولی ہمدانی و محمد ابن سفیان و محمد ابن یحمد ازدی و محمد ابن یزید
و محمد ابن الاسدی و محمد ابن القصمی اور قاضی عیاض نے محمد ابن مسلمہ انصاری کو بھی
انھین مین شمار کیا ہی اور غرائب قدرت حق سے یہ ہی کہ یہ نام پاک یعنی احمد و محمد بعضے اوراق
و شمار پر بخط قدرت لوگون نے لکھا ہوا دیکھا ہی کہ اُنکے قصص و حکایات قاضی عیاض نے
شفا مین اور قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین نقل فرمائے ہین جسکو ملاحظہ کرنا منظور ہو ملاحظہ کرے

اور عبد اللہ نوزری کہتے ہین کہ غرۂ رجب سنہ آٹھ سو چوہتر مین ایک بچہ بکری کا پیدا ہوا تو اُسکی
پیشانی پر محمد رسول اللہ قلم قدرت سے لکھا تھا مین نے اُسکو بچشم خود دیکھا اور صاحب فتح المتعال
فرماتے ہین کہ سنہ ایک ہزار چھبیس مین فقیر نے بلدۂ فاس مین ایک پتھر ایک عورت کے پاس
دیکھا تو اُسکی ایک جانب مین بقلم قدرت بخط سیاہ لا الہ الا اللہ لکھا تھا اور دوسرے پہلو مین محمد
رسول اللہ سو مین نے اُس عورت سے لینا چاہا اور دو وزن اُسکے سونا دیتا رہا اُسنے نہ دیا اور
حدیث شریف مین آیا ہی کہ اللہ جل شانہ اُس شخص کو دوزخ مین نہ ڈالینگے جسکا نام محمد یا احمد ہی
اگرچہ اس حدیث کو صاحب مقاصد حسنہ اور مصنف سفر السعادت نے ضعیف کردیا ہی مگر پھر بھی
امید ہی کہ اگر کوئی ایمان دار اس عقیدے سے نام رکھے تو عجب نہین کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے گھر مین
تین نام ہون محمد و احمد و عبد اللہ تنگی اُس گھر مین نہین آئیگی اور ابن مسعود سے روایت ہی کہ
فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص میری محبت کے واسطے اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھے قیامت کے
دن وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو بندہ
مومن اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے جب اُسکو بلاوے اور کہے ای محمد تمام حاملان عرش اُسکے جواب مین
کہین لبیک یا ولی اللہ پھر کہین خوشخبری ہو تجکو ای ولی اللہ کے ہماری عبادت وطاعت مین تو
شامل ہی اور اجر ہماری بندگی کا اللہ تجکو کرامت فرمائیگا کذا فی الرکن الثانی من المعارج پس
کاتب الحروف کے نزدیک اس نام سے نامزد ہونا موجب فضیلت دنیا و آخرت ہی مگر تسمیہ باسم
وکنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد ابو القاسم افراداً یا جمعاً مین اختلاف واقع ہی امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ بجواز مطلق قائل ہین اور بعضے افراداً قائل بجواز ہین اور جمعاً منع فرماتے ہین
ہکذا مذہب الرافعی اور بعضے کہتے ہین کہ کنیت افراداً یا جمعاً مکروہ ہی صرف باسم محمد جائز ہی اور
بلا عباد لیکن حاشیۂ صدرا مین لکھتے ہین کہ نام مبارک رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بضم میم
یعنی محمد بولنا چاہیے اور غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بفتح میم لینا چاہیے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ القصہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور مین
تشریف لائے تو اول سات دن آمنہ نے دودھ پلایا پھر ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ نے اور یہ ثوبیہ
وہ ہی جسنے آنحضرت کے پیدا ہونے کی بشارت ابو لہب کو پہونچائی کہ تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر مین
لڑکا پیدا ہوا ہی اُسی وقت ابو لہب نے اُسکو اس بشارت کے صلے و انعام مین آزاد کیا اور یہ کہدیا کہ

تو جا کر دودھ پلا تب اُسنے دودھ پلایا اور حمزہ ابن عبد المطلب اور ابو سلمہ عبد اللہ ابن عبد الاسد
مخزومی اور عبد اللہ جحش اسدی سنے بھی اُسی کا دودھ پیا اور اُس عرصہ مین لڑکا ثوبیہ کا مسروح نام تھا
اگرچہ ثوبیہ کے اسلام مین اختلاف ہی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی تعظیم کرتے تھے اور مدینہ
منورہ سے اکثر اُسکے واسطے انعام اور پوشاک اور خلعت بھیجتے رہے ہین اور ثوبیہ نے سنہ آٹھ ہجری مین
خیبر کی واقعہ کے بعد وفات پائی اغلب یہ ہی کہ محبت آنحضرت سے مغفرت اُسکی ہوئی ہوا اور حضرت
عباس ابن عبد المطلب فرماتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی ابو لہب کو دیکھا کہ بدحالت مین گرفتار ہی
مین نے اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا دوشنبہ کی رات کو عذاب مین رفاہیت ہوتی ہی اور باقی ہمیشہ
عذاب مین مبتلا رہتا ہون حضرت عباس نے کہا اسکا کیا سبب ہی اُسنے جواب دیا کہ جب پیدا ہوے
محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو ثوبیہ نے مجھکو بشارت دی سو مین نے اُس خبر کے صلے مین اُسکو آزاد کیا
اور وہ رات دوشنبہ کی تھی اور صحیح بخاری مین بھی اسکا اشارہ ہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ جو کوئی
بروز ولادت آنجناب اظہار فرحت و سرور کا کرے تو ثواب پاوے بعد اُسکے حلیمہ سعدیہ بنت
ابی ذویب کے دودھ سے پرورش ہوئی اسکا قصہ اسطرح سے ہی کہ طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہ
محدثین نے حلیمہ سے روایت کی ہی کہ حلیمہ فرماتی ہین کہ جب مین قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتون کے
ساتھ جو شیرخوار لڑکون کی تلاش مین نکلی تھین مکے مین آئی تو اس سال بڑا قحط پڑا تھا اور
میرے پاس ایک گدھی تھی کہ لاغری سے چل نہ سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ایک قطرہ بھی
دودھ نہ دیتی تھی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتھ تھے اور تنگدستی کا یہ مرتبہ تھا کہ فاقون کے مارے
نہ رات کو نیند آتی اور نہ دن کو کل پڑتی جب قوم کی عورتین مکے مین پہونچین تو سب نے اپنی خاطر خواہ
اچھے اچھے مالدارون کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے کہ سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور کوئی لڑکا باقی نہ رہا سو بھی اس سبب سے کہ آنحضرت یتیم تھے کسی نے قبول نہ کیا ناچار مین نے
اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے کمال شرم آتی ہی کہ مکے سے خالی پھر جاؤن اور کوئی لڑکا اپنے
ساتھ نہ لیجاؤن اب مستحسن یہ ہی کہ اس یتیم کو لے لون سو بعد اس مشورہ کے مین آمنہ کے پاس گئی
اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک سفید کپڑے مین لپٹے ہوے سوتے ہین اور
تنفس جاری ہی یعنی آپ سانس لیتے تھے اور یہ عادت محمود ہی اور جو بعضون نے خراٹا کرکے تعبیر کیا ہی
یہ صحیح نہین ہی آپ کبھی خراٹا نہ لیتے تھے کیونکہ خراٹا ایک آواز ناپسند ہی اور خدا ے تعالی نے سب باتون سے آپ کو منزہ
کیا تھا یہ تقریر ہی مولانا ولی اللہ محدث دہلوی والد حضرت استاد الاستاد مولانا مقتدانا حضرت شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ

وفات ثوبیہ

وقوف عباس بر حال ابو لہب در عذاب

بیان حلیمہ سعدیہ

اور بدن مبارک سے مشک کی بو ایسی آتی ہو کہ سارا مکان مہک رہا ہو سو میرا دل انکی صورت پر فریفتہ ہو گیا کہ مین آہستہ آہستہ پاس گئی اور سینۂ مبارک پر مین نے اپنا ہاتھ رکھا تو جھٹ حضرت نے آنکھین کھولین اور دیکھ کر متبسم ہوے مین نے بہت پیار سے دونون آنکھین چومین اور گود مین لیکر پستان راست منھ مین دی کہ حضرت نے دودھ پیا پھر مین نے پستان چپ دینی چاہی حضرت نے منھ مین نلی اور تازمان رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے دوسری پستان کو کبھی منھ بھی نہ لگایا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ وجہ اسکی یہ تھی کہ حق تعالی نے ابتدا سے حال سے آنحضرت پر عدالت اور انصاف کا وصف کھول دیا تھا پس آپ نے دودھ پینے مین بھی سر رشتۂ عدالت و انصاف ہاتھ سے نہ دیا ایک پستان کا دودھ آپ پیا کرتے اور دوسری کا اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے بعد اسکے حلیمہ فرماتی ہین کہ مین حضرت کو گود مین لیکر اپنے فرودگاہ پر آئی اور اپنے خاوند کو دکھلایا وہ بھی دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور میری اونٹنی لاغری اور فاقہ کشی سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی سو وہ دودھ سے سیراب ہو گئی اور تھن اسکے بھر گئے پھر میرے خاوند نے دوہکر آپ پیا اور مجھکو پلایا کہ تکلیف فاقہ کشی کی اُس سے دفع ہوئی اور رات کو نیند بھر سو صبح میرے خاوند نے کہا ای حلیمہ یہ لڑکا تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہوا آخرش چند روز کے بعد حلیمہ آمنہ سے رخصت ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے گود مین بٹھلا لیا اس مرکب مین ایسی طاقت آگئی کہ سب مرکبون سے آگے جاتا تھا حلیمہ کہتی ہین کہ چپ و راست سے مجھے آواز آتی تھی کہ ای حلیمہ اب تو غنی ہو گئی اور جس منزل پر اوترتی تھی وہ منزل سرسبز اور تر و تازہ ہو جاتی تھی حالانکہ قحط کے سبب سے سبزی کا نام بھی نہ تھا جب اپنے گھر پہونچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہو گئی اور طرفہ یہ تھا کہ ہر چیز مین برکت پائی جاتی تھی بکریان بہت بہت سا دودھ دیتین کہ اور لوگ اپنے چرواہون سے کہتے کہ جس چراگاہ مین حلیمہ کی بکریان چرتی ہین تم بھی اپنی بکریان اُسی جگہ چرایا کرو اسی طرح سے اور انواع انواع طرح کی برکتین برکت قدم مبارک سے ہوئین کہ بیان اُنکا تفصیل وار مشکل ہو پھر جب آنحضرت کو طاقت گفتار ہوئی تو حلیمہ کہتی ہین کہ مین نے سُنا کہ اکثر آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اور بچھون کپڑون پر بول و غائط نہ فرماتے تھے اور بول و غایط کا ایک وقت معین تھا اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خرامان خرامان گھر کے دروازہ پر جاتے

اور اکثر وہان لڑکے کھیلتے نظر آتے تو آنحضرت اُنہین شامل نہوتے بلکہ اُنکو کھیلنے سے
منع فرماتے اور کہتے کہ تمکو لہو لعب کے واسطے پیدا نہین کیا ہی اور آپ کا نشو و نما اسطرح پر تھا
کہ ایک مہینے مین اتنا پڑھتے جتنا اور لڑکے سال بھر مین اور رونا اور مچلنا اور رُوٹھنا
اور لڑکون کی طرح آپ کی عادت مین نہ تھا اور کوئی چیز بائین ہاتھ سے نہ لیتے تھے
اور جو چیز ہاتھ سے لیتے اُسپر ہاتھ رکھتے بسم اللہ فرماتے حلیمہ فرماتی ہین کہ مین کبھون
آنحضرت کو اپنے پاس سے الگ نہونے دیتی مگر ایک دن غافل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی بہن رضاعی مسماۃ شیما کے ساتھ دھوپ مین باہر چلے گئے مین ڈھونڈھتی نکلی تو شیما کے
ساتھ پایا مین نے خفا ہو کر شیما سے کہا کہ تو ایسی گرمی اور دھوپ مین کہان لے گئی تھی اُسنے کہا
کہ انکو کچھ دھوپ سے مضرت نہ تھی انکے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کرتا تھا فائدہ
قبیلہ بنی سعد ابن بکر عرب مین ازبس فصیح و بلیغ تھا اور پانی خوش اور ہوا اُس مقام کی
نہایت صاف تھی اس سبب سے مکے کے لوگ اپنی اولاد کو وہان کی عورتون سے دودھ
پلواتے اور اسی طرح سے اُنکے سپرد کر دیتے تھے و لہذا سال مین دو مرتبہ یعنی فصل ربیع
و خریف مین اُس قبیلے کی عورتین حرم شریف مین آتین اور بچون کو لیجاتین اور جب
عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تین یا چار برس کی ہوئی تو معاملہ شق صدر و غسل
قلب اطہر پیش آیا کہ ایک دن آنجناب نے حلیمہ سے فرمایا میرے بھائی دن مین کہان
جاتے ہین جو نظر نہین آتے حلیمہ نے کہا بکریان چرانے جاتے ہین فرمایا ہمکو بھی اُنکے
ہمراہ کر دے اُسنے بنا بر سرور خاطر آنجناب علے الصباح منھ ہاتھ دھلا شانہ بالون مین کر
پوشاک بدل سرمہ لگا اپنے بیٹون کے ساتھ کیا اور واسطے رفع نظر بد کے ایک ہار مہرہ یمانی کا
بھی گلے مین ڈالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فی الفور گلے سے نکال کر پھینک دیا اور
فرمایا میرا حافظ اللہ ہی مگر عصا ہاتھ مین لیکر بھائیون کے ہمراہ چلے گئے اور بکریان چرایا کیے دوپہر کو
ضمرہ پسر حلیمہ افتان و خیزان روتا چلاتا آیا کہ اے اما دوڑ میرے بھائی محمد یا یہ کہا کہ بھائی
محمد کی خبر لے قریب ہی کہ تو اُسکو زندہ نہ پائے کام تمام ہو جائے حلیمہ نے کہا کیا ہوا اُسنے کہا
محمد ایک مقام پر کھڑے تھے دو شخص آئے اُنکو اُٹھا لیگئے پھر لٹا کر پیٹ چاک کیا آگے کا
حال نہین جانتا حلیمہ پریشان ہو کر مع اپنے شوہر کے دوڑین پہاڑ پر گئین تو دیکھا حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم صحیح و سالم بیٹھے ہوے جانب آسمان دیکھتے ہین البتہ رنگ چہرہ متغیر حلیمہ کو دیکھ کر

ذکر شق صدر

تبسم فرمایا حلیمہ نے بوسہ لیکر کہا مین تمپر فدا کیا معاملہ ہے فرمایا دو یا تین شخص بلباس سفید آئے ایک کے ہاتھ مین چاندی کی چھری دوسرے کے پاس طاس زمردی برف سے پر انھون نے مجھے اٹھایا اور پہاڑ پر لائے ایک نے نہایت مہربانی سے لٹا کر میرا سینہ تا ناف چاک کیا پر مجھے درد نہ معلوم ہوا پھر پیٹ مین ہاتھ ڈال روودے نکالے اور برف کے پانی سے دھوکر رکھدیے دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا اور نقطۂ سیاہ خون آلودہ نکال کر ڈال دیا اور کہا ہذا حظ الشیطان منک یا حبیب اللہ اور ایمان واثق وعرفان حق وایقان صادق کہ اسکے ہاتھ مین تھے میرے دل مین بھرے پھر اسی مقام مین رکھدیا اور ایک انگوٹھی نور کی نکال کر دل پر مہر کی سو میرا دل حکمت ونبوت کے نور سے پر ہوگیا اور ایسی خنکی وتازگی دل مین سما گئی کہ میرے جوڑ بند مین اثر باقی ہے

دلم خزانۂ اسرار بود دست قضا ✤ درش بہ بست وکلیدش بہ دلستانی داد ✤

پھر اسی شخص نے اپنے ہاتھ سے میرا سینہ برابر کردیا صرف ایک خط باریک سینہ سے تا ناف باقی رہا پھر مجھے چھوڑ پرواز کر گئے

خط مو سینہ سے تا ناف جو ہے مشک سیاہ ✤ رشتۂ جان سے ہے شیرازۂ مکتوب آلہ ✤ یا رخ حور پہ ہے گیسوے مشکین سیاہ ✤ یا مصلے پہ رکھا سبحہ ہے سبحان اللہ ✤ جسکے ہر دانے سے دانائے جہان ہے آگاہ ✤ یا شب تار مین ہے وادی ایمن کی راہ ✤

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے اس زخم کا نشان شکم مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لنبا باریک خط سا تھا

بال آئینۂ تن پر نہین واللہ مگر ✤ خط باریک ہے اک سینۂ نورانی پر ✤ کیون نہو سینہ سیہ مست بہار دیگر ✤ سایۂ سنبل جنت ہے بروے کوثر ✤ خط مشکین بہ سر سینۂ انور کہیے ✤ آب آئنہ مین یا موجۂ عنبر کہیے ✤ سینہ پر حضرت موسی کی پڑی شب کو نگاہ ✤ نہ ملی انکو بھی اس وادی ایمن کی راہ ✤ جادۂ راہ سے جبرئیل مگر تھے آگاہ ✤ بولے دیکھو یہ ہے خس پوش تہ خط سیاہ ✤ رہنمائی کو یہان خضر دل حق جو ہے ✤ کیا ہوا سینہ کا میدان جو مقام ہو ہے ✤

جب حضرت تمام احوال فرما چکے حلیمہ نے گود مین لیکر گھر پہونچایا وہان لوگون نے کہا انکو کاہن کے پاس لیجلو تاکہ یہ حال دریافت ہو حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نکرو الحمد للہ مین صحیح سالم ہون بالجملہ ان لوگون نے جن کا سایہ ٹھہرایا اور مصر ہوے کہ ضرور ضرور کاہن پاس لیچلو حلیمہ کو کچھ بن نہ پڑی ناگزیر کاہن کے پاس لیگئین اور سرگذشت کہ جلین اسنے کہا یہ لڑکا اپنا حال آپ ہی کہے تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ظاہر کیا کاہن نے گود کر حضرت کو

گلے سے لگایا اور سینے سے بزور چمٹایا اور بآواز بلند پکارا اے اہل عرب اسکو مار دو اور مجھے بھی اسی کے ساتھ قتل کر دو جو نہ مارو گے تو جوان ہو کر تمھارے دین کو باطل اور عالمون کو جاہل بنیگا اور ایسے خدا کی طرف بلائیگا جسکو تم پہچانتے جانتے نہوگے اور ایسے دین کی دعوت کریگا جسے تم مانتے نہوگے تب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لیلیا کہا تو دیوانہ ہی جو مین ایسا جانتی زنہار تیرے پاس نہ لاتی تو البتہ سزاوار قتل ہی پھر حضرت کو گھر لائین حلیمہ کہتی ہین کہ جب یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا اسکو عبدالمطلب کے پاس پہونچانا چاہیے ایسا نہو کہ آسیب و نقصان کسی طرح کا پہونچ جائے سو مین حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئی وقت شب مین نے سُنا کوئی کہہ رہا ہی کہ بنی سعد سے خیر و برکت جاتی ہی بطحا و مکہ خوش ہون شادیانے بجادین کہ اُنکی زیب و زینت پھر آئی وہ ہمیشہ حفظ و امان مین رہیگا جب کہ متصل مکے کے پہونچی تو دروازۂ حرم پر جائے محفوظ خیال کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھلا دیا اور خود براے قضاے حاجت بشری ایک جانب الگ گئی جب فارغ ہو کر وہان آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ ملے ہر چند چپ و راست پیش و پس تلاش کیا کسی طرف نشان نہ ملا اور جس کسی سے مین نے پوچھا اُسنے بھی لاعلمی ظاہر کی حیران و پریشان سراسیمہ و گریان احمداہ واولداہ پکار رہی تھی یکایک ایک بوڑھا پھوس آدمی لاٹھی ہاتھ مین لیے ہوے آیا اُسنے پوچھا کیا حال ہی کیون روتی ہی مین نے سرگذشت بیان کی اُسنے کہا مین تجھے ایک بزرگ کے پاس لیچلون وہ تیرے گم شدہ کو بہم پہونچا یگا چنانچہ وہ مجھے ہُبل نامے بُت کے پاس لیگیا اُسنے سات بار طواف کیا اور نہایت منت و سماجت والحاح وزاری سے کہا کہ محمد ابن عبداللہ کا نشان بتلا سو وہ بُت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے ہی اوندھے منھ گر پڑا اور جتنی مورتین اُسکے گرد تھین وہ بھی سب زمین پر گرین اور اندر سے آواز آئی کہ اے پیر مرد یہان سے دور ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام یہان نہ لے وہی ہمارا خراب کرنے والا و فضیحت و رسوا کرنے والا ہی سو وہ بوڑھا ڈرتا چلاتا ہانپتا کانپتا باہر آیا لاٹھی ہاتھ سے گر گئی بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا کہا اے حلیمہ تیرے بیٹے کا حافظ خدا ہی ہرگز اُسکو ضائع نہ کریگا اگرچہ حلیمہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین و طمانینت ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سربستہ کو کھولنا اور معاملہ نہفتہ کو ظاہر کر دینا بلکہ عبدالمطلب جد حضرت صلعم کو آگاہ کرنا واجب و لازم ہی چنانچہ حلیمہ کہتی ہین کہ مین ناچار ہو کر خبر کرنے عبدالمطلب کے پاس گئی اور معاملہ گذشتہ و واقعۂ پیش آمدہ بیان کیا عبدالمطلب سُنکے نہایت مضطر و پریشان

مانند آئینہ حیران بہ تمنائے مشاہدۂ جمال جانان دوڑکر صفا پہاڑ پر چڑھے اور قریش کو آواز دی کہ اے
آل غالب چلو انکی آواز سے سب قوم قریش جمع ہوکر آئے اعلائے مکہ سے تا اسفل مکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سب نے تلاش کیا نہ اسمین پیادے کا شمار ہی نہ سوار کا سب کی سب ڈھونڈھتے تھے مگر
کسی مقام پر آنجناب کا سراغ نہ لگا تب عبد المطلب زیادہ تر مضطر ہوئے اور مسجد حرام مین جاکر سات مرتبہ
طواف کعبہ کیا پھر دعا مانگی ہاتف غیبی نے آواز دی غم نہ کر محمدؐ کا حافظ خدا ہی عبد المطلب نے کہا محمدؐ
کہان ہین ہاتف نے جواب دیا کہ وادی تہامہ مین درخت کیلے کے نیچے بیٹھے ہین سو عبد المطلب اودھر چلے
راہ مین ورقہ ابن نوفل علاوہ بھی عبد المطلب کے ہمراہ ہوا یہان تک کہ مقام معہود پر آئے تو حضرت
درخت کیلے کے نیچے بیٹھے پتے چنتے ہین عبد المطلب نے گود مین لیکر گھوڑے پر اپنے آگے بٹھلا لیا اور مکے مین
داخل ہوے بہت خوشی کی گئی اونٹ نحر کیے اور سونا خیرات کیا اور حلیمہ کو بہت مال و اسباب عنایت کرکے
رخصت فرمایا اس قصے مین بھی بعض اہل تحقیق نے بدقت وفطانت کچھ اسرار کھول کر بیان کیے ہین
مگر تحقیق نہین ہوتا کہ اس معاملہ مین کیا اسرار حکمت رکھے تھے عالم الغیب والخفیات خود عالم ہی کسی کو کب
اُسکے اسرار سے خبر ہوسکتی ہی فائدہ روایات صحیحہ سے واضح ہی کہ اول حضرت صلعم دو برس قبیلہ بنی سعد مین
جلوہ افروز رہے اور بعد گذرنے مدت رضاعت کے حلیمہ سعدیہ سپرد آمنہ کرگئین اور چونکہ ان دنون مکہ
معظمہ مین وبا کی شدت تھی لہذا باجازت آمنہ پھر آنجناب کو اپنے قبیلہ مین لیگئین کہ دو برس و بروایتے
تین برس اور اپنے پاس رکھا بالجملہ پانچ برس تک حضرت صلعم کا رہنا قبیلۂ بنی سعد مین ثابت ہوتا ہی اور
بعد پانچ برس کے شروع چھٹی برس مین حلیمہ کو یہ خوف ہوا کہ شق صدر کا معاملہ از بس نازک ہی ایسا نہو
کہ پھر واقع ہو اسلیے مکہ مین لاکر آمنہ وعبد المطلب کے سپرد کرگئین مخفی نہ رہے کہ روایات شق صدر مختلف ہین
ایک یہ کہ قبیلۂ بنی سعد مین اول مرتبہ یا دوسری مرتبہ واقع ہوا اور ایک روایت مین ہی کہ جب آنجناب چھ برس کے
ہوے تب شق صدر ہوا اور بعضے دس برس کی عمر مین بیان کرتے ہین اور سوائے انکے احادیث صحیحہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ شق صدر شب معراج بھی واقع ہوا پس جمع بین الروایات جس سے تعارض رفع ہوجائے
یون ہوتا ہی کہ یہ معاملہ عجیب حادثہ غریب کئی مرتبہ واقع ہوا ہی فائدہ بعضے کہتے ہین کہ کتب اطفال
جو ہند مین چار برس چار ماہ وچار روز مین مقرر ہی اُسکی توجیہ یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر
اسی عمر مین ہوا تھا حالانکہ یہ توقیت سراپا غلط ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وقت شق صدر بروایت
صحیحہ تین برس کی تھی شرح شرعۃ الاسلام مین بھی یہ توجیہ بیان کی ہی بعد ازان لکھا ہی والمشہور انہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان عمرہ ثلث سنین اھ مولانا محمد اسحق صاحب نے اربعین مین لکھا ہی کہ جو ہندوستان مین کتب اطفال کے واسطے

مقرر ہوا ہی بے اصل ہی القصہ بعد رخصت ہوجانے حلیمہ سعدیہ کے مسماۃ برکہ مشہور بام ام ایمن حبشیہ
کنیز عبداللہ کہ حضرت صلعم کو میراث والدین سے پہونچی تھین ہوا داری وخدمت گزاری مین مصروف ہوئین
وہ فرماتی ہین کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک وپیاس کی شکایت کرتے کبھون نہین سُنا
بلکہ جب صبح ہوتی تھوڑا پانی نوش فرماتے تھے پھر دوپہر کو مین کھانے کو کہتی تو فرماتے مجھے حاجت
نہین ہی جب چھ برس وبروایتے سات برس کے ہوے تو آمنہ والدۂ حضرت مع ام ایمن آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم کو جانب مدینہ یا سکینہ لیگئین اور قبیلۂ بنی عدی مین اپنے مامون کے گھر ایک مہینے کامل
مقیم رہین اس اثنا مین یہود مدینہ شواہد علامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موعود آخر الزمان یہی ہین
پھر بعد ایک ماہ کے آمنہ جانب مکہ معظمہ تشریف لیچلین اور موضع ابوا مین جو کہ مابین مکہ ومدینہ واقع ہی
مقام کیا اُسی جگہہ اُنکی وفات ہوئی اور وہین مدفون ہوئین اور بعض عالمون نے قبر اُنکی ام القری
مین لکھی ہی اور جمع بین الروایتین یہ ہی کہ اول ابوا مین دفن کیا تھا بعد اُسکے مکہ معظمہ مین لاکر دفن کیا ہی
فائدہ متقدمین کو عدم اسلام ابوین رسول اللہ صلعم مین یقین واثق ہی اور متاخرین مین ابن حجر
اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا بھی یہی مسلک ہی مگر بعض متاخرین اہل حدیث نے اسلام ابوین
رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع آبا وامہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہی
اور اثبات اسلام کے تین طریق بیان کیے ہین اول یہ کہ والدین آنحضرت دین ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام پر تھے دوسرا یہ کہ دونون زمانہ فترت مین تھے نہ زمانہ نبوت مین یعنی اُنکو کسی نبی کی
دعوت نہین پہونچی تیسرا یہ کہ اللہ تعالی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دونون کو زندہ کیا
کہ اسلام لائے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے سوال کیا کہ
الٰہی زندہ کردے میرے ماں باپ کو سو اللہ نے زندہ کیا اور دونون مسلمان ہوے اگرچہ احادیث
صحیحہ مین تصریح اسکی خلاف ہی اور اس حدیث کو ضعیف بھی کہتے ہین لیکن تصحیح وتحسین حدیث احیا
محققین نے فرمائی ہی کئی طرح سے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث احیا ان احادیث سے جنکو
متقدمین محدثین نے روایت کیا ہی متاخر ہی اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ ومستور تھا کہ متاخرین رحمہم
اللہ نے کھولا واللہ یختص برحمتہ من یشاء من فضلہ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اس بات مین
رسالے لکھے ہین اور مخالفین کو جواب دیے ہین کذا قال المحقق الدہلوی فی شرحہ للمشکوۃ الغرض
ام ایمن بعد وفات آمنہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ مین لائین اور عبدالمطلب حضرت کی
تربیت وپرورش مین مصروف ہوے اور اپنے سب لڑکون سے زیادہ دوست رکھتے تھے ایک مرتبہ

عبد المطلب کو سفر یمن کا اتفاق پڑا اور قریش بھی ہمراہ گئے تھے جب وہان سے واپس آئے
تو قریش پر قحط مستولی تھا اور وہ قحط ایسا طولانی ہوا کہ کئی برس تک رہا آخر عبد المطلب کو غیب سے
آواز آئی کہ محمد صلعم سے استسقا کراؤ سو عبد المطلب حضرت صلعم کو اپنے کندھون پر چڑھا کر پہاڑ پر
لے گئے اور دعا کرائی اُسی وقت پانی برسا کہ قحط و خشک سالی جاتی رہی جب حضرت صلعم آٹھ برس
دو ماہ دس روز کے ہوئے و بروایتے آمنہ کی وفات سے دو برس گذر گئے تو عبد المطلب نے وفات پائی
عمر انکی ایک سو بیس برس کی ہوئی اور اسی سال مین نوشیروان و حاتم نے وفات پائی اور بیٹا
نوشیروان کا ہرمز پادشاہ ہوا ام ایمن سے روایت ہے کہ جب جنازہ عبد المطلب باہر نکلا تو آنجناب
جنازے کے پیچھے روتے ہوئے جاتے تھے بالجملہ بعد وفات عبد المطلب کے ابو طالب عم آنحضرت صلعم
خدمت مین مصروف ہوئے اور ابو طالب نے یہ نعمت غیر مترقبہ قرعہ ڈال کے حاصل کی تھی اور حضرت نے
بھی بطیب خاطر قبول فرمایا اور ابو طالب کمال محبت کرتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایک دم جدا
نکرتے تھے اور اشعار آپ کی مدح مین کہا کرتے اور بخوبی جانتے تھے کہ نبی موعود یہی ہین ابن عساکر
اپنی تاریخ مین عرفطہ بضم العین المہملہ و سکون الراء المہملہ و ضم الفاء و اہمال الطاء سے روایت
کرتے ہین کہ مین ابو طالب کے زمانۂ کفالت مین داخل مکہ ہوا تو وہان قحط سالی تھی قریش کے
لوگون نے کہ عبد المطلب کے زمانے مین شاید قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دعا سے مینہ کا
برسنا دیکھ چکے تھے ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے پانی کے واسطے دعا کراؤ سو ابو طالب گھر سے
نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم اُنکے ساتھ ہوا اُنمین ایک لڑکا ایسا نورانی تھا کہ جسطرح آفتاب
اُسکو ابو طالب نے اُٹھا کر اُسکی پیٹھ دیوار کعبے سے لگا دی اُسنے اُنگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا
تو چارون طرف سے بادل گھر آیا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برسا کہ جنگل بھر گئے حالانکہ پیشتر نشان ابر کا
نہ تھا اور جب عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی نو برس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ملازمت مین
حاضر رہنے لگے تین برس رہے پھر حضرت جبرئیل اُنتیس برس بطریق ملازمت پوشیدہ رہے اور
جب بارہ برس کی عمر ہوئی بلکہ دو مہینے دس یوم زائد تو ابو طالب نے شام کا سفر کیا حضرت اقدس بھی
ہمراہ تھے راہ مین جب شہر بصریٰ پر پہونچے تو بصریٰ کے چھ میل اسطرف موضع کفر مین ایک صومعہ تھا
اسمین ابو عداس بضم العین المہملہ ملقب بحیرا بفتح باء موحدہ و کسر حاء مہملہ و سکون یاء تحتیہ کہ اسکو
جرجیس بفتح جیم و سکون راء مہملہ و باء ساکنہ بھی کہتے تھے اور وہ درویش زاہد نصرانی تھا اور
مدت دراز سے قیام پذیر اسی سبب سے وہ قریہ دیرہ بحیرا مشہور تھا اُسنے جب علامات مندرجۂ کتب آسمانی

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچانا اور زیادہ تر تائید علامات وشواہد یہ ہوئی کہ اُسنے ایک
ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوے قافلے پر دیکھا تو یقین کامل ہوا کہ اس قافلے مین پیغمبر آخر الزمان
تشریف فرما ہین اور مدت سے اُسکا منتظر تھا ہر ایک قافلے کو تاکتا رہتا تھا اسلیے تمام قافلے کی
دعوت کی چنانچہ ابوطالب مع اہل قافلہ وہان گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت کے
نیچے چھوڑ گئے اُسدم وہ ابر جو سایہ بان تھا اسی درخت پر ٹھہر گیا قافلے کے ساتھ نہ گیا بحیرا نے
لوگون سے پوچھا کہ تمھارے ساتھیون مین کوئی شخص فرودگاہ پر رہگیا ہے ابوطالب نے کہا ہان
اور اُسی وقت آنجناب کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوے چلا آیا بحیرا نے بخوبی پہچان کے
ابوطالب پہ تاکید کردی کہ انکو شام مین ہرگز نہ لیجانا یہود انکے دشمن مین لهذا ابوطالب نے
مال تجارت بصری مین فروخت کیا اور پلٹ آئے اور روایت کہ بحیرا نے حضرت کو سوکھی روٹی اور
خرمے دیے تھے اور ترمذی نے ابوموسی اشعری سے روایت کی ہے کہ موٹی روٹی اور روغن زیتون
ہمراہ کردیا اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ بحیرا نے دست مبارک پکڑ کے کہا کہ یہ شخص رسول رب العالمین ہے
اہل قافلے نے کہا تو نے کسطرح جانا اُسنے کہا کہ جب تم لوگ ما بین دو پہاڑون سے نکل کر
یہان آئے تو ہر ایک شجر وحجر انکو سجدہ کرتا تھا اور یہ دونون سجدہ نہین کرتے مگر پیغمبر کو
یہ روایت ہے ابوموسی اشعری کی الغرض ابوطالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوف یہود
روانہ مکہ کردیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی قافلے مین تھے حضرت کے ہمراہ گئے
اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ اس عرصہ مین سات آدمی روم کے رہنے والے
حضرت کو ڈھونڈھتے ہوے آئے تھے بحیرا نے اُنسے کہا تم کیون آئے اُنھون نے کہا کہ
پیغمبر آخر الزمان ان دنون باہر نکلنے والا ہے اُسکی تلاش مین پھرتے ہین کہ اگر ملجائے تو قتل
کرین بحیرا نے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہے اُسکو تغیر دیسکتے ہو بولے نہین بحیرا نے کہا کہ
اُسپر ایمان لاؤ اور بیعت کرو کہ وہ بیشک نبی ہے عالی رتبہ تم ہرگز اُسکو ضرر نہ پہونچا سکوگے
روایت ہے کہ بحیرا نے ابوطالب سے علاحدہ ہو کے پوچھا کہ یہ لڑکا تمھارا کون ہے ابوطالب نے کہا
کہ میرا بیٹا ہے کہا غلط اسکے والدین زندہ نہونگے ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہا یہ سچ ہے
پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کے کہا تمکو لات وعزی کی قسم مجھے خبر دو کہ تمھارے
مابین دونون شانون کے اس شکل کا نشان ہے فرمایا واللہ میرے نزدیک بدتر لات وعزے سے
کوئی چیز نہین ہے اُسکی قسم مجھے نہ دے بحیرا نے کہا تمکو قسم خدا کی ہے سچ کہو فرمایا جیسا نشان

تو چاہتا ہی وہ تو بلا شک ہی بحیرا نے کہا اشہد انک رسول اللہ حقاً سر قدم مبارک کو بوسہ دیا
فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک بحیرا بت پرست نہ تھا مگر اُسنے امتحاناً لات وغیرہ کی قسم دلائی تھی بالجملہ
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور سترہ برس کے ہوے تو زبیر خواہ عباس
ابن عبد المطلب بامید مین جانب ملک یمن باجازت ابی طالب لے گئے اُنکو بھی اکثر خوارق
عادات نظر آئے اور جب بیس برس کے ہوے تو ظہور رہا کہ اور واقعات عجیبہ دیکھے گئے کہ
تواریخ و کتب حدیث مین موجود ہین اسی سال مین حلف الفضول واقع ہوا اور صورت یہ ہوئی
کہ زبیدہ یمنی نے اپنا اسباب عاص ابن وائل کے ہاتھ بیچ کیا عاص نے قیمت نہ دی زبیدہ نے
کوہ ابو قبیس پر چڑھکے عاص کے ظلم کی شکایت مین ایک شعر پڑھا اسپر قریش جمع ہوے اور
دار الندوہ مین اس بات پر عہد ہوا کہ ظالم کا ظلم دفع کرین زبیر بن عبد المطلب اسمین سرغنہ ہوے
بعد اُسکے ایک گروہ عبد اللہ ابن جدعان کی حویلی مین متفق ہوکے اختلاف کیا اور کہا ہذا
حلف الفضول مجلس اول مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما تھے لیکن عہد و پیمان مین
کسی کے شریک نہ تھے اور جب عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو حضرت نے کوہ اجیاد مین
کہ بفتح ہمزہ و سکون جیم و فتح تحتانیہ ہی شیبانی شروع کی اور جو کچھ مزدوری مین ملتا مسکینون کو
عنایت کرتے اور جب پچیس برس کے ہوے تو ابو طالب پر افلاس غالب آیا پر ایک دن اپنا
حال کہکر ملتمس ہوے کہ قریش کا قافلہ بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوتا ہی اور سُنا گیا ہی کہ
خدیجہ بنت خویلد کو ایک شخص امین کی احتیاج ہی اگر اُسکا مال آپ لیجائین تو ہمکو شاید نفع ہو
دفعتہً خدیجہ نے یہ حال سُنا اور نہایت آرزو سے کہلا بھیجا کہ اگر حضرت راضی ہون تو مین دو چند
اُجرت دینے پر حاضر ہون ابو طالب نے قبول کیا اور خدیجہ نے بے تامل اجرت بھیجدی سو حضرت صلعم
بہمراہی میسرہ غلام خدیجہ جانب شام روانہ ہوے جب شہر بصریٰ مین پہونچے تو ایک درخت خشک کے نیچے
اُترے وہان نسطورا درویش نصرانی رہتا تھا اُسنے دیکھ کر کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا ے پیغمبر کے
کوئی نہین اُترتا لہذا حضرت کے پاس حاضر ہوکے اسم شریف دریافت کرکے کہنے لگا کہ تم خاتم النبیین ہو
اور میسرہ سے خوارق عادات سنکر کہا کہ مین اس پیغمبر کے انتظار مین تھا الحمد للہ کہ زیارت نصیب ہوئی
اے میسرہ تجھے وصیت کرتا ہون کہ انسے ہرگز جدا نہونا اور شام مین نہ لیجانا کہ یہود انکے دشمن ہین
کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہین میسرہ نے کہا کہ مین نے شدت حرارت مین انپر دو مرغ سایہ کرتے ہوے
دیکھے ہین اور زیر قدم سے پانی جاری ہوتا ہی اور ایک آدمی کے لائق کھانا سو آدمی انکی برکت سے

کھاتے ہین اُسنے کہا سب درست ہی چنانچہ میسرہ نے اسباب تجارت وہین فروخت کرایا سہ چند نفع پایا
اور بعضے اس معاملے کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حضرت صلعم کی عمر چوبیس برس نو مہینے چھ روز کی ہوئی
اور امانت و دیانت آپ کی عالم مین شائع ہوئی اور قوم قریش آپ کو محمد امین کہنے لگے تو خدیجہ کبریٰ کو
خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسباب تجارت دیکر بھیجین اس بات کا پیغام بھیجا حضرت صلعم نے
بمشورۂ ابیطالب قبول کیا کہ خدیجہ نے میسرہ غلام اور خزیمہ اپنے رشتہ دار کو ہمراہ رکاب جناب
رسالتمآب صلعم کرکے جانب شام روانہ کیا یہ معاملہ دو مہینے چوبیس دن قبل نکاح سے ہوا ہی بالجملہ
جب حضرت صلعم نے بصریٰ مین اسباب فروخت کیا اور مراجعت فرمائی اور قریب حرم مکہ نہضت فرما ہوے
تو اُسوقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضرت خاتم المرسلین سوار تھے دوسرے پر خزیمہ و میسرہ
اور خدیجہ الکبریٰ مع چند عورات قریش بالاے بام بیٹھی ہوئین راہ کے مسافرون کو غرفے سے دیکھتی تھین
دفعتہً حضرت محبوب رب العالمین اونٹ پر سوار نظر آئے تو خدیجہ نے دیکھا کہ دو مرغ درحقیقت وہ
دونون فرشتے تھے اپنے پرون سے سر مبارک پر سایہ کیے ہوے چلے آتے تھے اور میسرہ و خزیمہ دھوپ مین
تھے خدیجہ متحیر ہوئین اور عورتین متعجب یہان تک کہ میسرہ و خزیمہ خدیجہ کے پاس پہونچے اول خدیجہ نے
خیر و عافیت انکی پوچھ کر حضرت کا احوال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا اُن دونون نے
نسطور راہب کا کلام بیان کرکے جو کچھ خوارق عادات دیکھے تھے بیان کیے بہجۃ المحافل مین ہی کہ
جب حضرت صلعم و میسرہ جانب شام سے اسباب لیکر آئے خدیجہ نے اُسکو فروخت کیا اور دونا فائدہ اُٹھایا
اُجرت بھی حضرت کو دونی دی اور اجرت چار اونٹ جوان تھی بالجملہ جب خدیجہ نے حضرت کا حال سُنا
اُسی وقت خدیجہ عاشق ہوئین اور انکے دل نے چاہا کہ حضرت کے نکاح مین آوُن اگرچہ سیکڑون
ہزارون شریفون اور بڑے بڑے امیرون نے انکے ساتھ خواہش ازدواج کی تھی اس سبب سے
کہ خدیجہ شرافت و نجابت مین نہایت ممتاز اور دولت و عزت سے قریشیون سرفراز تھین مگر خدیجہ نے
سب کو جواب صاف دیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ مجکو خواہش نکاح نہین ہی لیکن خداوند تعالی نے انکو
حضرت کی محبت مین ایسا مشغوف کردیا کہ بلا تامل مسماۃ نفیسہ بنت غنیہ کو بلا کر کہا تو حضرت کے
حضور مین حاضر ہوکے دریافت کر کہ آپ کا میلان جانب نکاح ہی یا نہین وہ وہ عورت حضرت کے
پاس آئی اور اُسنے ما فی الضمیر اپنا ظاہر کیا حضرت نے فرمایا نکاح کا ساز و سامان ہمارے پاس نہین ہی
وہ بولی اگر کوئی عورت اپنے قوم کی شریف و مالدار ایسی ملے کہ سامان نکاح کے بھی کفالت کرے تب تو کچھ
عذر نہین ہی حضرت نے فرمایا ایسی عورت کہان ہی اُسنے کہا خدیجہ بنت خویلد آپ کی تمنا رکھتی ہی اور

اور چاہتی ہے کہ نکاح کرون اور اُسنے مجکو استفسار کیلئے بھیجا ہے حضرت نے فرمایا مضائقہ نہین چنانچہ نفیسہ خدیجہ کے پاس یہ مژدہ لیگئی خدیجہ ممنون ہوئین اور بعضے کہتے ہین میسرہ غلام خدیجہ نے اس مہم کو سرانجام کیا ہے بہر و تقدیر جب خدیجہ نے جانا کہ حضرت کو نکاح سے انکار نہین ہے تو عمرو ابن اسد اپنے چچا کو کہ بسبب مرجانے خویلد کے وارث تھا طلب کیا اور حال گذشتہ سے اطلاع بخشی اور بعض کے نزدیک ورقہ ابن نوفل چچازاد بھائی اپنے کو بھی بلایا تھا الغرض دونون راضی ہوے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمام سے احوال کہا وہ بھی راضی ہوے چنانچہ حمزہ و عباس و ابو طالب وغیرہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوکر خدیجہ الکبریٰ کے گھر گئے پھر روسا قریش کے سامنے ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمٰعیل وضئضئ معد وعنصر مضر وجعلنا حضنۃ بیتہ وسواس حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی ہذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن بہ رجل الا رجح وان کان فی المال قل فان المال ظل زائل وامر حائل ومحمد من قد عرفتم قرابتہ وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد وبذل لہا من الصداق ما آجلہ وعاجلہ من مالی وہو واللہ بعد ہذا لہ نبأ عظیم وخطر جلیل حاصل یہ ہے کہ حمد و سپاس اُس خدا کو ہے جسنے ہمکو اولاد ابراہیم و ذریت اسمٰعیل سے گردانا اور منبت نشو و نما ہمارا اصل مضر و معد بنایا اور اپنے گھر و حرم کا نگہبان کیا اور صنادید عرب و ارباب فضل و ادب کا مقتدا و پیشوا کیا اور بعد حمد میرا بھتیجا محمد ابن عبد اللہ وہ شخص ہے کہ اسکے ہموزن کوئی مخلوق خدا نہین ہو سکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم راجح نکلین اگرچہ کیسۂ مال اُسکا مشہور بقلت ہے لیکن مال کا اعتبار نہین ہے وہ سایہ ہے معرض زوال مین اور محمد وہ ہے جسکی قرابت تمکو معلوم ہے حالانکہ اُسنے خواہش کی ہے خدیجہ بنت خویلد کی اور اُسکو نکاح مین لاتا ہے بعوض مہر جسکا مؤجل و معجل میرے مال سے متعلق ہے اور قسم خدا کی ہے محمد کو بعد اس معاملے کے مرتبۂ عظیم ہوگا بعد اسکے ورقہ ابن نوفل نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا کما ذکرت وفضلنا علی ما عددت فنحن سادۃ العرب وقادتہم وانتم اہل ذلک کلہ لا ینکر العرب العشیرۃ فضلکم ولا یرد احد من الناس فخرکم وشرفکم وانا فی ہذا الامر راغبون حاصل یہ کہ حمد و سپاس اس خدا کو ہے جسنے ہمکو اُن فضائل مین گردانا جو تمنے بیان کیے پس ہم سردار عرب ہین اور تم ان کمالات کے اہل ہو کوئی آدمی اور کوئی فرد افراد قبائل و عشائر عرب سے تمھارے فضل کا منکر نہین ہے اور نہ کوئی متنفس تمھاری شرافت کو رد کرتا ہے اور حقیقۃً مجکو قبول اس خطبہ مین رغبت ہے انتہے بعد اسکے ابو طالب نے کہا کہ وقت مین چاہتا ہون کہ عمرو بن اسد بھی تیرا شریک ہو سو عمرو ابن اسد نے کہا اے گروہ قریش تم گواہ ہو

کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد عبداللہ ابن عبداللہ کے نکاح مین دیا بالجملہ نکاح ایجاب قبول طرفین سے منعقد ہوا اور بعد تمامی قاعدہ عقد صحیح ابوطالب نے کئی اونٹ نحر کراکے اشراف قوم کو کھانا کھلایا اور بایمائے ام المومنین خدیجہؓ لونڈیون نے دف بجاکے رقص کیا اور دوپہر کے وقت اسی دن یہ عقد واقع ہوا فائدہ مہر حضرت خدیجہ کا ایک روایت مین چارسو مثقال طلا تھا و بروایتے پانسو درہم و بروایتے بیس اونٹ تھے فائدہ یہ جو کھانا ابوطالب نے کھلایا طعام ولیمہ تھا ولیمہ مشتق ہی التیام سے اور التیام کے معنی اجتماع چونکہ وقت اجتماع زوجین کے کھلایا جاتا ہو اسلیے اسکو ولیمہ کہتے ہین پس ولیمہ وہ طعام ہو جو نکاح مین کھلایا جائے اکثر علما اسپر ہین کہ ولیمہ سنت ہو اور بعضون نے کہا مستحب ہو اور بعضون نے کہا واجب ہو اور وقت ولیمہ کا بعض کے نزدیک بعد دخول ہو اور بعضے کہتے کہ وقت عقد کے ہو اور بعض قائل ہو دونون کے یعنی وقت عقد بھی کرنا چاہیے اور بعد دخول بھی اور اختلاف کیا ہو علمانے تکرار ولیمہ مین یعنی زیادہ دودن سے ایک جماعت علما نے مکروہ کہا ہو اور مالکیہ نے مستحب جانا ہو ہفتہ تک اور مختار یہ ہو کہ ولیمہ بقدر حال خاوند کے ہو اور مجمع البحار مین لکھا ہو کہ ضیافت آٹھ قسم ہو ولیمہ بنا بر نکاح خرس بضم الخاء المعجمہ واسطے پیدا ہونے لڑکے کے اعذار[۱] ختنہ کے لیے وکیرہ تعمیر مکان کے واسطے نقیعہ[۲] مسافر کے آنے کے لیے خواہ مسافر تیار کرائے یا اُسکے لیے کوئی اور تیار کرے وضیمہ بالضاد المعجمہ مصیبت کے لیے عقیقہ واسطے تسمیۂ ولد کے مأدبہ بالہمزہ وضم الدال والباء الموحدہ وہ کھانا ہو جو تیار کیا جائے واسطے ضیافت کے بے سبب اور یہ سب اقسام مستحب ہین مگر ولیمہ کہ بعضون کے نزدیک واجب ہو اور صحیح یہ ہو کہ ولیمہ سنت ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب آپ کے کیا کرتے تھے بعض عالمون کے نزدیک ولیمہ مین جانا واجب ہو جو نہ جائے وہ گنہگار اور بعضون کے نزدیک مستحب ہو کھانا ضرور نہین اگر کچھ عذر ہو نہ کھائے فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ خدیجہ اولاً نامزد ورقہ ابن نوفل ابن اسد کے تھین سو نوبت نکاح نہین پہونچی یہانتک کہ عتیق ابن عائذ مخزومی[۳] نے خواہش کی کہ اُس سے اول نکاح ہوا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوے پھر عتیق مرگیا تو نباش ابن زرارہ تمیمی سے نکاح ہوا اُس سے بھی ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور ایک روایت مین ہند وہالہ و زینب پیدا ہوے پھر وہ بھی مرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اُنسے قاسم و عبداللہ و طاہر تین بیٹے و زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ چار بیٹیان پیدا ہوئین سو تینون صاحبزادے حالت شیرخوارگی مین قبل نبوت داخل بہشت ہوے اور زینب و رقیہ و ام کلثوم نے روبرو حضرت کے وفات پائی مگر فاطمہ علیہا السلام نے چھ مہینے بعد اور تمام اولاد حضرت کی خدیجہ سے تھی مگر ابراہیم ماریہ قبطیہ سے اور جب خدیجہ حضرت کے نکاح مین آئین تو عمر انکی عند البعض اٹھائیس برس کی تھی اور حضرت صلعم کی پچیس کی

[Margin notes:]
مہر خدیجہ

ولیمہ

[۱] اعذار بکسر ہمزہ و سکون عین و ذال معجمہ ختنہ کردن و طعام ختنہ ...

[۲] نقیعہ بفتح نون ... طعام ... کہ برای مسافر ...

[۳] عائذ بضم ... و الد عتیق و ... مخزومی ... منسوب الی مخزوم ابن یقظہ

مگر شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمر خدیجہ چالیس برس کی وقت نکاح لکھی ہی وہو الصحیح اور باقی
حال انکا احوال ازوجات مطہرات مین لکھا جائیگا ایک فضیلت اس مقام پر قابل بیان ہی کہ بعد نکاح
حضرت جبرئیل نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ صاحب خدیجہ کو سلام کہتے ہین حضرت نے
فرمایا اے خدیجہ یہ جبرئیل امین ہین تیرے رب کا سلام تجکو کہتے ہین خدیجہ نے کہا ان اللہ ہو السلام و
منہ السلام وعلی جبرئیل السلام وعلیک یا رسول السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمن یسمع السلام الا الشیطان اور
جب عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پینتیس ۳۵ برس کی ہوئی تو قریش نے بناء کعبہ و بقولے تعمیر کعبہ
شروع کی اور چاہا کہ مسقف کرین کیونکہ قبل خرابی چار دیواری تھی اور طول یعنی بلندی مقدار قد آدم
اسی عرصہ مین اتفاقیہ ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی مین ایک آدمی باقوم
نام کار معماری مین استاد پختہ کار تھا وہ مع اپنی قوم کے جدہ مین مقیم ہوا قریش نے یہ خبر سنی ولید
ابن مغیرہ نے جدہ مین جا کر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم مین لایا اور تعمیر کعبہ پر معین کر دیا
اور فرمائش کی کہ مطابق بناء ابراہیم علیہ السلام بنا نہادین بشرطیکہ اجزاء دیوار مین کسی طرح کا خلط نہو
باقوم نے کہا یہ بات حیز امکان سے خارج ہی دو باتین اختیار کرو یا تو اجازت دو کہ پتھر و مٹی ملا کے بنایا جائے
یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے سو قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو
اب حجر اور کبھی حطیم بولتے ہین بعد اسکے چارون کن قبائل قریش مین تقسیم ہوے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر
پتھر لانے لگے حضرت صلعم بھی پتھر لانے مین شریک ہوے یہان تک کہ دیوارین تیار ہوئین اور آستانۂ حرم
بلند کیا گیا تاکہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا اذن بواب کوئی جا نہ سکے جب حجر الاسود کے رکھنے کی
نوبت آئی تو بطون قریش یعنی بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم مین مخالفت پیدا ہوئی بلکہ بنو عبد الدار نے
اتفاق کیا اسپر کہ جب تک ہم سب لوگ قتل نہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر مین دخل نہ دینگے چنانچہ اسی
سبب سے لقب اس عہد کا عقد الدم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگون کو منع کر کے
یہ قرار دیا کہ جو کوئی شخص باب بنی شیبہ سے اول آئے وہی اس قضیہ مین حکم ہو اسی کے حکم پر عمل کرو چنانچہ
حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے سب لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوے
اور ملتمس ہوے کہ اس قضیہ مین جو کچھ آنجناب ارشاد فرماوین منظور ہی حضرت صلعم نے اپنی چادر دوش مبارک سے
لیکر زمین پر بچھائی اور ید بیضا سے حجر اسود کو اٹھا کر چادر مین رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص
چارون گوشے چادر کے پکڑ کر اٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے
بعد ازان سب لوگ مجھے حجر اسود کے رکھنے مین وکیل کرین قریش نے قبول کیا اور عتبہ ابن ربیعہ و ابو زمعہ و ابو حذیفہ

ابن المغیرہ و قیس ابن عدی نے چارون کونے چادر کے پکڑے اور اُٹھا کر موضع معہود تک لیگئے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اُٹھا کر موضع حجر مین رکھدیا او جملہ بطون قریش اسپر راضی ہوے اسی عرصہ مین یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنوان تھا اسمین سے ایک سانپ بہت بڑا وقت طلوع آفتاب دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اُسکو دیکھ کر خوف کھاتے تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایک دن عقاب نے اُسکو اُٹھا لیا کہ سب لوگون کا خوف جاتا رہا **فائدہ** بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مورخین بیان کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ بیت اللہ مین ایک کنوان تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع آہو برہ طلا اکلل بجواہر اُسمین دفن کیے تھے چند اوباشون نے اُسکو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا تزلزل چار دیواری بیت اللہ مین واقع ہوا بلکہ قریب الانہدام ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ سیل آب سے بناء کعبہ مین صورت خرابی پیدا ہوگئی تھی اور جمع بین القولین یون ہوسکتی ہے کہ اول اوباشان قریش نے گنج مخفی کھودا پھر سیل آب آیا کہ انھین دونون سببون سے بیت اللہ قریب الانہدام ہوچکا تھا کہ قریش نے پھر بنایا بالجملہ اسی سال سے امارات خیر و برکت ام القریٰ مین ظاہر ہونے لگے اور لوائح نبوت روشن ہوچلے اور اخبار راہبین و کاہنین کا ظہور شروع ہوا کہ وقت بعثت نبی قریب تر آیا پس زیدؓ ابن عمرو ابن نفیل و ورقہ ابن نوفل و عثمانؓ ابن الحویرث و عبداللہؓ ابن جحش ملکر قوم قریش کو بت پرستی پر لعن و طعن کرنے لگے اور دین قویم ابراہیم علیہ السلام کی طلب مین مکے سے نکلے اور غیر شہرون مین متفرق ہوے چنانچہ زید ابن عمرو سے اطراف شام مین ایک عالم توریت ملاقی ہوا اُس سے زید نے طریقہ عبادت پوچھا اُسنے کہا جس شہر سے تو آیا ہے اُسی شہر مین خاتم المرسلین رسول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونے والا ہے اُسی کے ہاتھ پر دین ابراہیم از سر نو عروج پکڑیگا پھر زید ابن عمرو اُسی مقام سے کہ شاید ارض بلقا سے تھا پھرا مگر بلاد لخم مین دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتابین بنی اسرائیل کی پڑھ کر صفات خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اُسنے جانا کہ یہ نبی جلد تر مکہ مین ظاہر ہوتا ہے اور اسی انتظار مین عمر اپنی بسر کرتا اور خدیجہ کبریٰ سے پوچھا کرتا وہ حضرت کے صفات بیان کرتین تو ورقہ جب حضرت کو دیکھتا بمطابقت معلومات چہرہ مبارک پر بوسہ دیا کرتا اور کہتا لاریب تمھین پیغمبر آخر الزمان ہوگے چنانچہ ابتدائے نبوت تک یہ شخص زندہ رہا پھر مرگیا بعضے اُسکے ایمان کے قائل ہین اور بعضے تردد و توقف کرتے ہین لیکن میرے نزدیک تصدیق حضرت صلعم مین کچھ شبہ نہین ہے اسواسطے کہ آنجناب فرماتے ہین رایت لورقہ ابن نوفل جنۃ او جنتین پس اگر مومن نہ تھا تو بہشت اُسکے واسطے کیسی اور عثمان ابن الحویرث روم مین جاکر نصرانی ہوا اور عبداللہ ابن جحش اول اسلام لایا پھر حبش مین جاکر مرتد ہوگیا اور

حالت ارتداد میں مرا اور اسی سال میں بروایتے حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں اور جب حضرت اڑتیس برس کے
ہوے تو آپ کو نور نظر آنے لگا اور غیب کی آوازیں سُننے لگے دل میں شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا
پیدا ہوا کوہ حرا پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق میں مشغول رہتے **فائدہ**
یہ پہاڑ جسکو حرا کہتے ہیں بکسر حا و بفتح را مہملتین بر وزن کتاب ہی تین میل مکے سے واقع ہی اسی کو
جبل ثور بولتے ہیں اُسی میں ایک غار ہی چار ذرعہ کا لنبا اور ایک ذرعہ اور تہائی ذرعہ کا چوڑا
وہاں سے کعبہ نظر آتا ہی اسلیے وہ مقام پسند پڑا تھا اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں بیان کرتے ہیں
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دنوں متشرع بشریعت ابراہیمی تھے وہو الصحیح اور جو لوگ قائل ہیں کہ تعبد آنحضرت
کسی دین سے مطلق نہ تھا اُسکا مطلب یہ تھا کہ بحکم عقل و استحسان کاربند تھے خواہ بالہام خواہ برویاے
صالحہ وہو المختار بظاہر قولہ تعالی وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان
اور میل امام غزالی اس مسئلہ میں جانب توقف ہی اور عبادت میں اختلاف ہی بعضے بفکر قائل و بعضے بذکر
مائل وہو الصحیح لان الذکر اعلی من الفکر اور اتفاق ہی کہ آنحضرت نے کوئی ما یا کی جاہلیت کی اختیار
نہیں کی بلکہ جمیع صغائر و کبائر سے معصوم تھے الغرض خلوت سے یہ نوبت پہونچی کہ شجر و حجر سے وقت ملاقات
آواز السلام علیک یارسول اللہ آنے لگی چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو مکے میں
جو مجکو قبل نبوت سلام کرتا تھا اور سفر السعادت میں ہی کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ یا محمد لیکن
گوئندہ نظر نہ آتا تھا اور سات برس صرف نور نظر آیا کہ اسمیں آنجناب مسرور رہتے تھے اور جب عمر شریف
چالیس برس کی ہوئی خواہ ایک دن زیادہ تو نور وحی کا شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس نور کا تاریخ
ہشتم خواہ سوم ربیع الاول یوم دوشنبہ تھا اور سنہ اکتالیس عام الفیل صحیح بخاری میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اول علامات وحی میں رویاے صالحہ ہوے کہ جو کچھ رات کو حضرت خواب دیکھتے
صبح کو بعینہ ظاہر ہوتا بعد اُسکے خلوت پسند آئی تو غار ثور میں چند روز کا کھانا لے کے تشریف لیجاتے اور
تسبیح و تہلیل و حمد و ثنا میں مشغول رہتے جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور دو ایک دن
قیام کرکے پھر وہیں تشریف لیجاتے تھے مدت اقامت غار ایک مہینے سے کم ہوتی تھی مگر بر سبیل ندرت الغرض
اس عرصہ میں ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنا جسم مبارک دھونے کو غار سے نکلے دفعۃً حضرت جبرئیل امین نے
ہوا میں آواز دی اے محمد حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری مرتبہ آواز دی حضرت صلعم متحیر داہنے
بائیں دیکھنے لگے تو ایک شخص نورانی شکل آفتاب روشن تاج نورانی بر سر و حلۂ سبز دربر تشریف لائے اور
اور ایک ٹکڑا حریر کا ہاتھ میں دیکر کہا پڑھو حضرت نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں پھر انھوں نے اپنی بغل میں

حضرت کو خوب دبایا کہ عرق آگیا اور کہا کہ پڑھو حضرت نے کہا مین پڑھا نہین ہون پھر اُس بزرگ نے
اُسی طرح کیا غرض کہ تین مرتبہ بقدر طاقت آنجناب صلعم خوب دبوچا پھر اقرء باسم ربک الذی خلق تا مالم یعلم
پڑھایا اور ایک روایت ہی کہ اول تعوذ و بسملہ کہلا کے یہ آیتین پڑھائین کہ حضرت صلعم کو یاد ہو گئین چنانچہ
تفسیر واحدی مین ہی کہ اول تعلیم جبرئیل یہ ہوئی کہ یا محمد استعذ باللہ ثم قل بسم اللہ اور ایک روایت ہی کہ بعد تعلیم
آیات مذکورہ حضرت جبرئیل نے اپنا پیر زمین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا پھر استنجا کر کے مضمضہ و استنشاق کیا
اور مُنھ دھویا پھر ہاتھ پیر تین تین مرتبہ دھوکے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
اسطرح وضو کرنا سکھلایا کیونکہ ایسے افعال مین تعلیم فعلی زیادہ تر مفید ہوتی ہی بعد اُسکے حضرت جبرئیل نے
ایک چلو پانی لیکے روے مبارک پر چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اقتدا کی جب نماز سے فارغ ہوے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز کا پڑھنا اسطرح سے
ہوتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ روایت بعد نزول سورہ فاتحہ صحیح ہی بالجملہ حضرت جبرئیل بعد تعلیم آیات خود جانب
آسمان چلے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دولت خانے کو روانہ ہوے راہ مین ہر درخت اور پتھر سے آواز
آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت کا دل کانپتا تھا اُسی حالت مین داخل دولت سرا ہوے
اور حضرت خدیجہ کبریٰ سے فرمایا زملونی زملونی یعنی مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے بالا پوش اُڑھایا
اور ٹھنڈا پانی چھڑکا جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہی حضرت خدیجہ نے کہا خداے تعالے
تمکو ضائع نہ کریگا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کر کے کہا کہ تم غریبون کی مدد کرتے ہو اور محتاجون سے
سلوک اور ایسے کامون مین جنسے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الٰہی ہو نہ غضب الٰہی
پھر آپ کو پاس ورقہ ابن نوفل ابن عبد العزی کہ برادر عم زاد اُنکے تھے لیگئین وہ کتب سابقہ پڑھے تھے
اُنسے حال بیان کیا ورقہ نے حضرت سے کہا ای بیٹے میرے بھائی کے تمنے کیا دیکھا آپ نے تمام کیفیت بیان فرمائی
ورقہ نے کہا یہ ناموس اکبر تھا جسکو عربی مین جبرئیل کہتے ہین یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو کاش مین جوان ہوتا اُن دنون مین جب کفار تمھین نکالینگے آپنے پوچھا
کہ یہ لوگ مجھے نکالینگے ورقہ نے کہا ہان ایسے ہی لوگون کے کافر دشمن ہوتے ہین اور تم وہ پیغمبر ہو جنکی خبر
حضرت عیسی علیہ السلام نے دی ہی آپ صلا خوف نہ فرمائین بلکہ خوش ہون پھر اُنھین دنون مین ورقہ نے
انتقال کیا فائدہ حضرت خدیجہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کا حال پوچھا کیا فرماتے
ہین آپ ورقہ کے حق مین کہ اُسنے آپ کی تصدیق کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام اُسکو نصیب نہوا
فرمایا اُسکو مین نے سفید کپڑے پہنے دیکھا ہی اگر نجات اُسکی نہوتی اور مسلمانون مین محسوب نہوتا

تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مردہ مسلمان کو سفید کپڑے پہنے خواب مین دیکھے تو یہ دلیل ہے
اسکے نجات کی اللھم نجنا من النار والبسنا لباس الاخیار بحرمۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ جسطرح ورقہ ابن نوفل مائۃ نبوت سے
بیشتر ایمان لائے تھے اسی طرح حبیب نجار وغیرہ ایمان لائے تھے چنانچہ سعد ابن کرب الحمیری کہ دو برس قبل از بعثت ایمان لایا ہے
اسی نے اول کعبہ کو لباس پہنایا ہے اور قیس ابن ساعدہ ایادی حکیم العرب جسکی عمر سات سو برس کی ہوئی اور زید ابن نفیل ابن عم
حضرت عمر ابن خطاب اور امیہ ابن الصلت شاعر و بحیرا راہب نسطورا وغیرہم قبل ظہور نور نبوت ایمان لا چکے تھے فائدہ نبوت
اور رسالت محض عنایت و موہبت الٰہی ہے اسمین کسب کو اصلا دخل نہین کوئی یہ نہ سمجھے کہ ریاضت و مجاہدے کا نتیجہ ہے فائدہ اس
معاملے مین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کمال فراست واضح ہوا اور ظاہر ہوا کہ حقائق امور کی معرفت تامہ انکو حاصل تھی اور اگرچہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہونے مین شک و شبہہ نہ تھا مگر حضرت خدیجہ نے اپنی
رائے کے موافق ورقہ ابن نوفل کے پاس کالیجانا مناسب جانا تاکہ آنجناب کو عین الیقین حاصل ہو اور جو خود حقیقت حال مفصل
گزارش کرتین تو بیان نہو سکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ انکو معلوم نہ تھے فائدہ ورقہ ابن نوفل نے جو حضرت کو برادرزادہ کہا
سو یہ از روے عرف و محاورے عرب کے تھا اور عبد اللہ کے ہم عمر بھی تھے فائدہ اس قصے مین کئی نکتے ہین اول یہ کہ
بنی آدم کی تربیت و تعلیم مین طریق تدریج جاری ہے خصوص ایسے بار عظیم کے اٹھانے مین تدریج واجبات سے ہے کیونکہ اگر اول
ہی دفعے مین حضرت پر وحی قرآن نازل فرماتے تو اسکا تحمل دشوار تھا لہذا اول خواب مین علوم جزئیہ کی تعلیم شروع فرمائی
تاکہ آہستہ آہستہ علوم عالم غیب سے خوگر ہوں پھر بحالت بیداری و ہوشیاری خلوت کی محبت دل مین ڈالی کہ زن و فرزند کے
علائق سے علحدہ ہوے اور عالم غیب سے توجہ کلی بہم پہونچا اور ایک مکان مخلے بالطبع بتلایا کہ وہان جنس بشر سے کوئی نہو تاکہ
بوقت نزول وحی کسی کو گمان تلقین و تلمذ دل مین نہ گذرے پھر وقت انزال وحی ایک صدمہ سخت قلب پر ڈالا کہ توہم تلبیس و تصنع
پیدا نہو اور اس سے پہلے حضرت جبرئیل کو یہ ارشاد ہوا کہ تم حضرت پر نمود ہوا کرو اور تسلی دیا کرو تاکہ مقتضاے بشریت بار نبوت سے
گھبرا نہ جائین دوسرا یہ کہ تاثیر روح حضرت جبرئیل ہلانے جھلانے سے روح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسی کامل ہوئی کہ آنجناب کو
طاقت قرأت حاصل ہو گئی اسی کو طریق توجہ کہتے ہین اور یہ چار طرح پر اصحاب طریقت مین جاری ہے اول تاثیر انعکاسی مثلا ایک شخص
عطر لگا کے مجلس مین آئے اور اسکی خوشبو سے اہل مجلس مستفید ہوں سو یہ استفادہ اسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ شخص مجلس مین ہے لہذا
یہ قسم اضعف اقسام تاثیر ہے دوسری تاثیر القائی مثلا کوئی شخص تیل اور بتی ایک سکورے مین رکھ کے لائے دوسرا شخص آگ
لیے بیٹھا ہے اسکو روشن کر دے کہ چراغ تیار ہو جائے سو یہ تاثیر فی الجملہ قوی ہے کہ بعد صحبت بھی اسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن ہوا سے تند
وغیرہ سے زائل ہو جاتا ہے اور ایسی صورت مین نفس کو تہذیب کامل حاصل نہین ہوتی جسطرح بلا روغن و فتیلہ شعلہ آتش اصلاح نہین کر سکتا
تیسری تاثیر اصلاحی مثلا کسی دریا یا چاہ سے پانی لیکے کسی خزانے مین جمع کرین اور فوارہ حوض تک رستہ بخوبی صاف کرین اور پانی کو
اسی راہ سے جاری کرین کہ فوارہ جوش و خروش سے چھوٹنے لگے تو اثر اسکا بہ نسبت تاثیرات بالا کے قوی تر ہے اور اصلاح نفس و تہذیب لطائف

بھی ہوتی ہی لیکن بقدر استعداد خزانہ و مسافت راہ نہ بقدر دریا و چاہ باین ہمہ اگر خزانے پر کوئی آفت آجانے تو نقصان مین شک نہین
چوتھی تاثیر اتحادی کہ مرشد کامل اپنی روح پر کمال کو مسترشد کی روح سے ایسا ملادے کہ مرشد کی روح کا کمال مسترشد کی روح مین
مثل شیر و شکر ہوجائے اور یہ صورت انواع تاثیر مین قوی تر ہی اور اسمین دونون روحین واحد ہوجاتی ہین بار بار حاجت استفادے کی
نہین پڑتی سو اس قسم کی تاثیر نادر الوقوع ہی مگر اولیاے امت مصطفویہ سے یہ بھی واقع ہوئی ہی بالجملہ تاثیر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اتحادی تھی کہ حضرت جبرئیل نے اپنی روح لطیف کو مسامات بدن سے آنحضرت کے جسم لطیف مین داخل کر
روح عالی سے مثل شیر و شکر کردیا کہ ایک حالت عجیب بشریت و ملکیت کی پیدا ہوئی کہ بیان مین نہین آسکتی تیسرا یہ کہ ورقہ ابن نوفل نے
حضرت کی تشفی کرکے نزول وحی پر گواہی دی اور حضرت جبرئیل کو پہچان لیا اور خود نصرت و اعانت پہ مستعد ہوا مگر خدا نے اُسکو جلد اس
عالم سے اُٹھایا تاکہ کسی کو گمان نہو کہ اُسنے قصص و احکام شرایع سابقہ سے مطلع کیا ہی اور یہ بھی منظور ہوا کہ کسی اہل کتاب کے باعث سے
نصرت آنحضرت نہو بہر نوع استقلال رہے چوتھا اول ایسا کلام لسان جبرئیل سے ارشاد کیا کہ اُس سے دغدغہ امی محض ہونے کا جاتا رہے

یعنی فرمایا اقرء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرء وربک الاکرم الذی علم بالقلم مالم یعلم یعنی پڑھ اپنے رب کا کلام
اُسی کے نام سے اور اسی کی مدد سے اسواسطے کہ آدمی کلام قدیم کو اپنے نفس کے زور سے پڑھ نہین سکتا اور اگر اس بات کا دغدغہ ہو کہ
ہمارا پڑھنا حادث ہی اور یہ کلام قدیم تو خیال کرو اُسی پروردگار نے پیدا کیا ہی کہ اشیا کو بصورت اپنے اسما کے پھر وہی کلام قدیم کو
بصورت حروف تصویر کرکے اول خیال مین ڈالیگا پھر زبان پر جاری کرائیگا کیونکہ خلقت اشیا اسی وتیرے پر ہی کہ اسماے قدیمہ کو
بصورت حادثہ جلوہ دیکے ظاہر کیا ہی اور جو یہ خیال ہو کہ کلام قدیم مرتبہ عزت مین ہی اور آدمی مرتبہ ذلت مین تو ایسی چیز عزیز کو مقام
ذلیل مین اُتارنا بعید ہی تو ملاحظہ کرو کہ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا اور کیسی عزت بخشی کہ اسرار حق کا حامل ہی اور اعضاے مختلفہ سے
افعال الٰہیہ ظاہر ہوتے ہین اور روح لطیف کو جسم کثیف سے ایسا ربط دیا ہی کہ لطافت روحیہ اپنے مقام پر ہی اور کثافت جسمیہ اپنے مقام پر
اور یہ ایک مادہ نجس و ذلیل سے ظاہر فرمایا ہی کہ عند الشرع والعقل خون بستہ و ذلیل ہی پھر کیا تعجب ہی کہ اپنے کلام قدیم کو بالفاظ قدیمہ
جمع کرکے قوت متخیلہ اور آلات نطقیہ مین القا فرماوین اور کلام کو اسی لطافت پر بلا تغیر قائم رکھین اور چونکہ جناب رسالتمآب کو بخیال
اُمیت مشکل معلوم ہوتا تھا کہ مین کسطرح پڑھ سکونگا لہذا تاکید فرمائی کہ پڑھو تمھارا پروردگار بڑا کریم ہی کہ اُسکو امی کا عالم کردینا اور
جاہل کا عاقل بنا دینا سہل ہی کیونکہ امی کو مانع علم بھی ہی کہ اسباب تحصیل اپنی پاس نہین رکھتا اور یہ مانع تمام افراد انسانیہ مین
بہ نسبت بعض علوم کے موجود ہی باین ہمہ وہ کریم اپنے کرم سے اُن علوم کو بعض مخلوقات کے ذریعے سے پہونچا دیتا ہی چنانچہ
قلم کہ جو چیز حواس و عقل سے دریافت نہ کرسکتے تھے ہم لکھنے سے معلوم کرلیتے ہین جسطرح احوال قرون گذشتہ و کیفیات سنین ماضیہ
و حالات انبیا و اولیا اور اس تاکید کا بڑا فائدہ یہ ہی کہ اول حضرت صلعم کو ارشاد ہوا کہ اپنے ثواب نفس کے واسطے قرآن پڑھو
پھر اوروں کو پہونچاؤ کیونکہ نبی کو تبلیغ ضرور ہی جسطرح امت کو قرأت واسطے ثواب کے ضرور ہی اور اگر نبی تبلیغ نہ فرماوے تو
امت کو قرأت میسر نہو پس خدا کریم کو یہ منظور ہوا کہ آنحضرت اپنی امت کو بقدر استعداد اُنکے کارخانہ الوہیت سے مطلع فرماوین

اور یہ واسطے قلم تعلیم کریں جسطرح عادت سلاطین جاری ہو کہ اپنی رعایا کو اور نوکروں کو مافی الضمیر سے بواسطے قلم اطلاع
دیتے ہین اور بالمواجہہ کمتر کہتے ہین مثلاً محل کے لوگون کے نام دفتر نظارت سے دریافت ہوتے ہین اور تعداد انکے قلم
تو جیہات سے اور شمار ملازمین بالموجب تقرری قلم دفتر بخشی گری سے و حالات مستحقین اور وجوہ خیرات دفتر صدارت سے اور عرض
و طول بلاد و شہور و قریات قلم دفتر تقسیم سے و شمار جاگیر و خالصہ قلم دفتر وزارت سے و تعداد قیدیان و محبوسان قلم دفتر اطلاق سے
و تعداد خزانہ قلم دفتر میر سامانی سے دریافت ہوتے ہین فائدہ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ باوصف اُمّی ہونے کے آنحضرت کو
پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ تکلیف مالا یطاق ہی کسواسطے کہ یہ حکم تکلیفی نہین ہی بلکہ حکم تلقینی ہو جسطرح بچون کو مکتب مین لیجا کے
استاد کہتا ہی کہ پڑھ حالانکہ وہ قدرت نہین جانتا تو یہ مطلب استاد کا ہوتا ہی کہ مین پڑھون تو اسکو سُن کے آمادہ پڑھنے پر ہو
نہ یہ کہ خواہ مخواہ پڑھ اور لفظ اقرا اور اسی طرح پانچون سورتون کے قل داخل قرآن ہین کیونکہ ان سے آنحضرت کو مخاطب
فرماتے ہین جسطرح اور اوامر و نواہی سے سو یہ لفظین بطور سر نامہ فرمان و خطوط ہین جیسے بادشاہ شناخت و بدانند و شناسند
ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ القصہ اسی عرصہ مین ایک دن حضرت جبرئیل پھر مابین آسمان و زمین ایک کرسی پر معلق
بیٹھے ہوئے دکھ پڑے تو آنجناب گھبرائے اور فرمایا زملونی زملونی جسطرح قصہ غار مین واقع ہوا اور وحی ہوئی یا ایہا المدثر قم
فانذر یعنی اے لحاف مین لپٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا بعض کہتے ہین کہ نبوت آنجناب رسالت پر مقدم تھی کیونکہ اہل حدیث کے
نزدیک رسالت کے واسطے تبلیغ و انذار ضرور ہی سو تکمیل نفس و تعلیم و تلقین کے لیے سورۂ اقرا نازل ہوا اور تبلیغ
و انذار کے واسطے سورۂ مدثر اول نبوت ہی دوسرے رسالت فائدہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مرتبہ اللہ کے نزدیک
بہت بڑا ہی کہ روح القدس و روح الامین انکا خطاب ہی سب پیغمبرون کے پاس وحی لائے اور اللہ کے وکیل رہے
انھین کا کام ہی شرائع کا پہچانا عابدون کی امداد کرنا کافرون کو ہلاک کرنا فتح و شکست ظاہر کرنا انکا احسان آدمی پر
زیادہ ہی مگر یہ فضیلت مطلقہ نہین بلکہ بالخصوص بملاحظہ کارہائے نافع نوع انسانی کیونکہ حضرت اسرافیل اطلاع
مکنونات لوح محفوظ مین و قرب و منزلت مین پیش قدم بلکہ حضرت جبرئیل و میکائیل و عزرائیل پر حاکم و فرمان روا ہین
فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ نزول وحی حضرت صلعم پر کئی طرح سے ہوتا تھا ایک یہ کہ حضرت صلعم سچے خواب دیکھتے
تھے مکہ مین یہ بات ابتدا مین تھی یعنی جو خواب دیکھے اُسکا ظہور فی الفور ہو گیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی اول ما بدی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رویا الا جاءت
مثل فلق الصبح دوسرے یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قلب آنجناب پر حکم الٰہی القا کرتے اور خود ظاہر نہوتے
اور نہ آنجناب کوئی آواز سُنتے کما قال اللہ نزل بہ الروح الامین علے قلبک اور اسی کو نفث کہتے ہین تیسرے
حضرت جبرئیل بصورت مرد متمثل ہو کر آتے اور حکم خدا پڑھ کر سناتے اور بیشتر و اکثر بصورت دحیہ کلبی تشریف
لاتے تھے چنانکہ بعض اصحاب نے گاہ گاہ انکو دیکھا ہی بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ رویت جبرئیل حالت

انزال وحی میں موجب فقدان و زوال بصارت ہی چنانکہ حضرت ابن عباس کو یہ معاملہ واقع ہوا کہ اُنھون نے
ایک روز حضرت صلعم کے پاس ایک شخص کو دیکھا جب وہ چلا گیا تو پوچھا یہ کون تھا حضرت نے فرمایا کیا تو نے دیکھ لیا
کہا ہان فرمایا جبرئیل تھے اب تیری آنکھون کی کو روشنی جاتی رہیگی مگر برکت صحبت آنجناب سے ظہور اسکا آخر عمر مین ہوگا
اور ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری زائل ہوگئی ہی لیکن زبان و قلب مین روشنی ہی
ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ عبد الحق شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم
جسنے جبرئیل کو سواے پیغمبر کے دیکھا اُسکی بینائی جاتی رہی اور بینائی تیری بھی جانے والی ہی لیکن بروز وفات
پھر ملجائیگی کہتے ہین کہ جب ابن عباس مرے اور اُنکو کفن مین لپیٹا تو ایک جانور سفید آیا اور کفن مین غائب ہوگیا
ہر چند لوگون نے تلاش کیا نہ ملا تب عکرمہ مولی ابن عباس نے کہا کیا احمق ہو یہ بینائی اُسکی تھی جسکا پیغمبر خدا نے
وعدہ فرمایا تھا اور جب انکو لحد مین رکھا تو ایک آواز غیب سے آئی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
اور جو کوئی شبہہ کرے کہ اور صحابہ نے بھی حضرت جبرئیل کو دیکھا تھا کبھون بصورت اعرابی اور کبھون بصورت
دحیہ کلبی جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہی کہ حضرت عائشہ اور ابی ابن کعب اور عبد الرحمن ابن عوف
و عرباض ابن ساریہ وغیرہ نے بھی دیکھا ہی اور ابی داؤد نے ابو جعفر سے روایت کی ہی کہ مناجات جبرئیل کی
پیغمبر خدا کے ساتھ ابو بکر صدیق نے سُنی ہی پھر اُنکی بصارت کیون نہ زائل ہوئی تو رفع اسکا یون ہوتا ہی کہ وہ
وقت نزول وحی نہ تھا اس سبب سے زوال بصر نہوا بعض علما فرماتے ہین کہ یہ تعلیل حضرت صلعم کی عام نہ تھی
بلکہ خاص ابن عباس کے واسطے تھی کیونکہ یہ حضرت صغیر تھے امور غیبیہ کے دیکھنے کی برداشت نہ رکھتے تھے لہذا
صدمہ شدید پہونچا جب تک قوت معارض رہی بینائی بھی رہی اور جب سن کا انحطاط ہوا اُس صدمہ نے تاثیر کی
لیکن یہ توجیہ رکیک ہی صحیح یہ ہی کہ برکت خدمت حضرت صلعم کی معارض صدمہ ہوئی اور آخر عمر مین اسی برکت سے
جب آنکھین ابن عباس کی محسوسات ظاہری سے بند ہوگئین تو صور خیالیہ و اعیان مثالیہ سے مشغول ہوئین اور
شیخ عبد الحق محقق دہلوی شرح مین فرماتے ہین کہ اور صحابہ نے حضرت جبرئیل کو عالم ناسوت مین دیکھا تھا اور
حضرت ابن عباس نے عالم ملکوت مین اس سبب سے زوال بصارت ہوگیا اور علامہ ترمذی فرماتے ہین کہ حضرت
ابن عباس نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ایک بار بصورت دحیہ کلبی دیکھا تھا چنانچہ سیوطی نے جمع الجوامع مین
لکھا ہی کہ فرمایا ابن عباس نے ایک مرتبہ گذرا مین پیغمبر خدا پر پارچہ سفید پہنے اور حضرت صلعم دحیہ کلبی سے
راز کہ رہے تھے اور وہ جبرئیل تھے سو جبرئیل نے حضرت سے کہا یہ ابن عباس ہی اگر سلام کرتا ہم پر تو ہم جواب دیتے
اُسکے کپڑے خوب سفید ہین اور بعد اسکے پہنیگی اولاد اُسکی کپڑے سیاہ اور جب چڑھ گئے جبرئیل آسمان پر تو حضرت صلعم
میری طرف پھرے اور فرمایا کسنے منع کیا تجکو سلام سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ باتین کر رہے تھے

وحیہ کلبی سے مین نے مکروہ جانا کہ باز رکھون آپکو اُس سے فرمایا حضرت صلعم نے وہ جبرئیل تھے روایت کیا اسکو ابن عساکر اور ترمذی نے کہا کہ یہ قصہ دو بار ہوا کذا فی جامع الاصول اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک مرتبہ عالم ناسوت مین دیکھا تھا دوسری مرتبہ عالم ملکوت مین اور رویۂ ثانیہ موجب فقدان البصارت ہوئی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ سبب تمثل جبرئیل علیہ السلام بصورت بشر بنا بر استیناس و ایتلاف تھا اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ ہر گاہ افادہ و استفادہ مین مناسبت و جانسیت شرط ہی تو جب کبھون بشریت حضرت صلعم کی ملکیۂ جبرئیل علیہ السلام پر غالب آتی تھی تب جبرئیل بلباس بشر ظاہر ہوتے تھے اور ہر گاہ کہ ملکیت جبرئیل بشریت آنجناب پر غالب آتی تھی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وجود بشریہ سے غائب ہو کر غیبت ملکوت مین جاتے رہتے تھے اور صورت اولی وحی کی علوم بشارت ہوتی تھی اور صورت ثانیہ بوعید و نذارت ہذا ما حققہ استادی محمد حسن علی الہاشمی المحدث رحمۃ اللہ علیہ اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ دحیۂ کلبی نہایت حسین و جمیل و خوش اندام تھے حتی کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے تو عورتین یگانہ و بیگانہ اُنکو دیکھنے آتی تھین مین کہتا ہون کہ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر بصورت دحیۂ کلبی تشریف لاتے تھے کہ حسن صوری موجب مسرت و فرح روح انسانی کا ہی چوتھی طرح وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز جرس گوش مبارک مین سنائی دیتی تھی کہ سوائے آنجناب صلعم کے اور کسی کو الفاظ و معانی اُسکے مفہوم ہوتے تھے اسی قسم مین جبین مبارک پر پسینا آتا تھا اور مرکب بیٹھ جاتا تھا چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ سرد ترین ایام زمستان مین وحی آتی تھی تب بھی جبین مبین آنجناب سے قطرات عرق ٹپکتے تھے اور ہنگام نزول وحی اگر آنجناب گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو وہ جانور گر پڑتا تھا مگر مادۂ شتر خاصۂ آنحضرت کہ عضبا و قصوا نام رکھتی تھی ہاتھ و پیر اپنے خم کر لیتی تھی اور افتادگی سے محفوظ رہتی تھی اور اس بات کی اُسکو عادت ہو گئی تھی اور اگر کسی کی ران پر معتمد ہوتے تھے تو اُسکے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا تھا اور چہرۂ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور نفس شریف بلند ہوتا تھا کہ دور سے آواز سُنی جاتی تھی کذا ذکرہ استاد الاستاذ فی تفسیرہ تحت قولہ تعالے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا اور بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ ایک مرتبہ آنجناب صلعم زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھے لیٹے تھے دفعۃً وحی آئی تو اُنکی ران گرانی سے ٹوٹنے لگی اور جب سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو آنجناب ناقہ پر سوار تھے قریب تھا کہ اُسکا بازو ٹوٹ جائے اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ مطلق وحی کے نزول مین حضرت پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا تھا کچھ صلصلۃ الجرس کی تخصیص نہین تھی کما اشار الیہ تعالی شانہ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا پانچوین طرح یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت اصلیہ تشریف لاتے تھے اور حکم خدا بیان کرتے تھے چنانکہ سورہ والنجم مین فرماتے ہین ولقد رآہ نزلۃ اُخری عند سدرۃ المنتھی عندہا

جنۃ الماوے یعنی اُسکو دیکھا ہی اُسنے ایک دوسرے اُتارے مین پرلی حد کی بیری پاس اُسکے نزدیک ہی
بہشت رہنے کی اس آیت سے قطعاً ثابت ہی کہ حضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت اصلی اُنکی دو مرتبہ
دیکھا ہی ایک اول نبوت مین جب سورۂ مدثر لائے ہین اور اُسوقت کرسی پر بیٹھے اور آسمان ایک کنارہ سے
دوسرے کنارہ تک اُنسے بھرا تھا دوسری مرتبہ شب معراج مین ہفت فلک سے اوپر بیری کے درخت
پاس دیکھا اور اُسوقت حضرت جبرئیل کے چھ سو بازو تھے کذا حققہ الشیخ فی تکمیل الایمان روایت ہی کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام بارہ مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور چار مرتبہ حضرت ادریس کے
پاس اور پچاس مرتبہ حضرت نوح کے پاس اور بیالیس مرتبہ حضرت ابراہیم کے پاس اور چار سو مرتبہ
حضرت موسیٰ کلیم کے پاس اور دس بار حضرت عیسیٰ کے نزدیک اور چھبیس ہزار مرتبہ حضرت محمد مصطفے
صلعم کی خدمت مین مگر بصورت اصلیہ دو ہی مرتبہ ملے ہین چھٹوین طرح یہ تھی جو کہ شب معراج مین آنجناب پر
نازل ہوئی ساتوین حضرت حق نے بلا واسطہ ملک کلام کیا وراے حجاب سے آٹھوین بے واسطہ
و بے حجاب شب معراج مین کلام ہوا اور یہ ظاہر ہی کہ وحی فوق السماوات اسی قبیل سے ہی نوین
حضرت نے جناب حق کو خواب مین دیکھا اور کلام کیا چنانچہ حدیث زہری مین وارد ہی جاءنی ربی فی احسن
صورۃ وقال اتعلم فی ای شئ یختصمون الملأ الاعلی دسوین وحی القائی کہ وقت فیصل خصومات حکم
حق جانب خدا سے القا ہوتا تھا گیارھوین طرح یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز زنبور عسل گوش
حق نیوش مین آتی تھی بارھوین استنشاق نفحات الٰہیہ تھا کہ انی اجد نفس الرحمن من جانب الیمن
اسطرف اشارہ ہی تیرھوین طرح وحی کی بطریق ملامستہ ہوتی تھی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین وضع اللہ کفہ بین کتفی فوجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض چودھوین
وحی بواسطہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھی چنانچہ صحاح مین عامر شعبی سے روایت ہی کہ اول معین ہوے
حضرت اسرافیل اور تین برس تک دکھلائی دیے اور وحی لایا کیے پھر موکل ہوے حضرت جبرئیل اور
لائے قرآن شریف اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے
مجھکو نازل ہوا مجھپر اسرافیل اور بولے مین رسول خدا ہون اور حکم لایا ہون کہ چاہو پیغمبر و عبداللہ ہو
اور چاہو پیغمبر و بادشاہ تب مین نے جبرئیل کی طرف دیکھا اُسنے کہا کہ تواضع و بندگی اختیار کرو
اور اسی حدیث مین ہی کہ اسرافیل علیہ السلام کسی پیغمبر و نبی پر نازل نہین ہوئے کذا فی المواہب اور
یہ بھی اسی کتاب مین لکھا ہی کہ طریق انزال وحی حضرت پر چھیالیس طرح پر تھا اور ملا علی قاری نے
فتح الباری مین لکھا ہی کہ چھیالیس طور وحی کے باعتبار اختلاف حال وحی کے تھے فائدہ وحی لغت مین

آگاہ کرنا باخفا ہے جسطرح سے ہوا خواہ یہ کلام یا بہ کتابت یا برسالت یا باشارت اور گاہے
لفظ وحی سے معنی اسم مفعول کے قصد کرتے ہین جیسا نکہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام الٰہی ہے جو کہ انبیا سے
ہوتا ہے سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیاء سابقین پر بتوزیع فائدہ

فائدہ بیان اختلاف در تاریخ و ماہ نزول وحی

تاریخ و ماہ نزول وحی مین اختلاف ہے محمد اسحق فرماتے ہین کہ نزول وحی رمضان شریف مین ہوا
اور اسوقت چھ ہزار تینتیس برس ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور جامع الاصول مین بعد بیان
اختلاف تصحیح کی ہے کہ نزول وحی بتاریخ سوم خواہ ہشتم ربیع الاول ہوا اور عمر آنجناب کی اکتالیس برس کی
تھی اور بہجۃ المحافل مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اول بروز شنبہ وقت شب تشریف لائے اور یکشنبہ کو بھی آئے
پھر بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاول مخاطب بالرسالہ کر گئے اور اسوقت قتل کسریٰ سے سات مہینے
گذرے تھے القصہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار کیا کہ مین پیغمبر خدا و خاتم الانبیا
ہون سو اول حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مشرف بایمان ہوئین بعد ازان اسی دن آخر وقت
یا دوسرے روز اول وقت حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ
ایمان لائے چنانچہ آنجناب فرماتے ہین صلیت مع النبی قبل الناس بعد انکے زید ابن حارثہ پھر
حضرت امیر المومنین امام المتقین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہین کہ جسوقت حضرت
محبوب رب العلمین کوہ حرا سے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اسی وقت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائین
قد ذہبت الیہ جماعۃ من الصحابۃ والتابعین اور بعضے کہتے ہین کہ اول علی مرتضیٰ ایمان لائے اور بعضون کے
نزدیک سب سے پہلے ورقہ ابن نوفل ایمان لایا اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہے کہ طائفہ عورتون سے
اول خدیجہ ایمان لائین اور گروہ اطفال سے اول علی مرتضیٰ اور جوانون مین ابوبکر صدیق اور موالی مین زید
ابن حارثہ اور غلامون مین بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین اور ابن عبد البر نے دعویٰ کیا ہے کہ بالاتفاق
ثابت ہے کہ اول علی ابن ابیطالب ایمان لائے ہین لیکن بصغر سن وخوف والد سے چھپاتے تھے اور صدیق اکبر نے
فوراً بلا تامل و تردد ظاہر کر دیا اور دلیل انکی یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین نے سنا اپنے باپ سے
وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھ سے چار باتون مین سابق ہین ایک افشاء اسلام مین دوسرے ہجرت مین
تیسرے مصاحبت غار مین چوتھے اقامت صلوٰۃ مین اور مین براہ خوف اظہار اسلام و اداے صلوٰۃ مین اخفا کرتا تھا

فائدہ [illegible]

اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ کریمہ سورہ احقاف حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ شان ابوبکر مین
نازل ہوئی ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ جب صدیق اکبر کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلعم
بقصد تجارت جانب شام گئے اور ایک مقام پر درخت بیری کے نیچے نزول فرما ہوئے اسکے قریب ایک درویش کتابی

رہتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ اُسکے پاس گئے اُسنے پوچھا کہ درخت بیر کے نیچے کون ہی ابو بکر نے کہا محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب اُس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہین بعد عیسی ابن مریم علیہ السلام کے اس درخت کے سایہ مین
کوئی ہنوز نہ بیٹھا مگر محمد نبی اللہ سو یہ کلام اسی وقت سے صدیق اکبر کے دل مین جم گیا اور نقش فی الحجر ہوگیا
کہ اُسی دن سے ابو بکر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و محبت اختیار کی یہان تک کہ چالیس
برس کے ہوے اور ابو بکر اسلام لانے کے وقت اڑتیس برس کے تھے القصہ حضرت صدیق کے ایمان لانے سے
دعوت اسلام شروع ہوئی اور اُنکی فہمائش سے اور لوگ ایمان لانے لگے چنانچہ عثمانؓ ابن عفان رئیس
بنی عبد الشمس و زبیرؓ بن العوام سردار بنی اسد و عبد الرحمنؓ ابن عوف و سعدؓ بن ابی وقاص افسران بنی زہرہ و
طلحہؓ ابن عبد اللہ امیر بنی تمیم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوکر مسلمان ہوے اور قبائل
قریش کی شوکت شکست ہوئی انھین بزرگون کو سابق بولتے ہین پھر دوسرے روز عثمانؓ ابن مظعون و ابو عبیدہؓ
ابن الجراح و ابو سلمہؓ ابن عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی و ارقمؓ ابن ابی الارقم و عبد اللہ ابن مسعود ہذلی ایمان لائے
کنیت ابن مسعود کی ابو عبد الرحمن ہی و ہذلی بضم الہاء و کسر الذال نسبت جانب قبیلہ ہذیل کے ہی یہ قبیلہ غیر قبائل
قریش سے ہی اور بعضون کے نزدیک چند روز پیشتر اسلام لانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایمان لائے ہین اور بعض کے
نزدیک بعد پانچ آدمیون کے چھٹے یہ حضرت ہین مسواک و پاپوشین و آب طہارت آنحضرت صلعم سفر مین انھین کے
سپرد فرماتے تھے اور ہمارے ائمہ حنیفہ کے نزدیک بعد خلفاء اربعہ اُنسے زیادہ کوئی فقیہ نہ تھا اور نحیف البدن دُبلے
پتلے گندم گون تھے ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی اور وفات سال سی و دوم ہجری مین پائی بقیع مین مدفون ہین
اور بعد ان حضرات کے سعید بن زید اور زوجہ اُنکی فاطمہ بنت خطاب و بلال و خباب بن الارت و صہیب رومی ایمان لائے
یہ صہیب بن سنان غلام آزاد عبد اللہ بن جدعان تیمی کے ہین کنیت انکی ابو یحیی اور مسکن مین موصل واقع میان دجلہ
و فرات ہی اہل روم کی لوٹ مین ہاتھ آئے تھے اسوجہ سے رومی کہلائے اور رومیون سے قبیلہ کلب نے خرید کیا اُنسے عبد اللہ
بن جدعان نے مول لیا اور آزاد کیا اور بعضے کہتے ہین کہ روم سے مکہ معظمہ مین بھاگ آئے تھے ان دنون کم عمر تھے جب
جوان ہوے تو عبد اللہ بن جدعان سے ہم قسم ہوے اور اسلام لائے عمر شریف اُنکی ستر برس کی ہوئی سال اڑتیسواں ہجری مین
وفات پائی بقیع مین مدفون ہوے اور بعد اُنکے عمار ابن یاسرؓ و مان اُنکی سمیہ و ام سلمہ و خولہ بنت حکیم ایمان لائے
اور ان سب کے ایمان لانے مین حضرت صدیق اکبر محرک ہوے جزاہ اللہ نے انکی دعوت کو اثر بخشا اور ابن سعد کہتے ہین
بعد حضرت خدیجہ کے سب عورتون سے پہلے ام الفضل زوجہ عباس و اسماء بنت ابی بکر ایمان لائین بالجملہ تین برس تک
دعوت اسلام پوشیدہ و مخفی ہوتی رہی اور ضعفا و غربا ایمان لائے گئے چوتھی برس کریمہ فاصدع بما تومر و اعرض
عن المشرکین نازل ہوئی یعنی اللہ نے حضرت سے فرمایا ظاہر کر دو اُس کام کو جسکا تجھے حکم ہی اور پھیر لے اپنا منھ

مشرکون سے تب تو حضرت نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی یہان تک کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا و انذر
عشیرتک الاقربین و اخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین یعنی ڈر سنا اپنے قریب رشتے دارون کو اور جھکا بازو اپنے
ایمان والون کے لیے جو تیری پیروی کرین جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش کو پکار کر سنایا اور
اپنے چچا و پھوپھی و بیٹی سے فرمایا اللہ کے یہان اپنی فکر کرو مین تمہارا خدا کے یہان کچھ نہین کر سکتا جب کہ دعوت
اسلام آشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ و عاص بن وائل و ابو زمعہ الاسود بن المطلب و اسود بن عبد یغوث و حارث
بن قیس بن عطلہ شرارت و خباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایک دن مین اللہ نے پانچون کو جو درحقیقت پنج عیب شرعی
تھے کئی بیماریون مین مبتلا کر کے داخل جہنم کیا اور بعضے کہتے ہین عاص و ولید بعد ہجرت مرے ہین اسی عرصہ مین یہ
معاملہ ہوا کہ ایک دن سعد وقاص چند آدمیون کے ساتھ نماز پڑھنے کعبہ مین گئے تو مشرک آکر مانع ہوے ایک مشرک کو
انھون نے قتل کیا یہی خون اول اسلام مین ہوا ہی ابن اسحاق فرماتے ہین کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوے پھر تو
عورت و مرد جانب اسلام دوڑے اور دین اسلام کا اظہار ہونے لگا قریش نے تعرض موقوف کیا مگر جب حضرت صلعم کی
زبان مبارک پر بتون کی نکوہش ظاہر ہوئی تب درپے ایذا ہوے اور آپس مین یہ عہد باندھا کہ جو شخص اسلام لاوے اسکے ستانے رو
ابوطالب و دیگر بنی ہاشم سواے ابی لہب کے حضرت رسالت پناہ کے حامی و معین ظاہری ہو گئے ایک روز اشراف قریش
جمع ہو کر ابوطالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے ٹھاکرون کو برا کہتا ہی اور ہمارے آبا و اجداد کو عیب لگاتا ہی
اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہی اسکو منع کرو اسلیے کہ تم بھی اسی دین مین ہو جسمین ہم ہین ابوطالب نے ملائمت و حلم سے
سمجھا دیا اسی طرح دو تین مرتبہ مجتمع ہو کر آئے پھر ایک وزیر عمارہ ابن ولید ابن مغیرہ کو لا کر کہا یہ شخص محمد کا عوض ہی ابوطالب نے
یہ شخص نہایت خوبصورت تھا ۱۲
کہا سبحان اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک مجھکو ہرگز منظور نہین تب کافر لوگ لڑائی پر مستعد ہوے ابوطالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب
و بنو عبد الشمس و بنی نوفل کو اعانت کے واسطے طلب کیا سو باستثناے ابی لہب مردود سب بنی ہاشم و بنی مطلب حاضر ہوے
و بنی عبد الشمس و بنی نوفل نہ آئے مگر فتنہ فرو ہو گیا فائدہ اسی باعث سے بنی مطلب ذوی القربی مین داخل ہین بخاری مین
جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ جب حضرت صلعم نے سہم ذوی القربی تقسیم کیا تو مین نے اور عثمان ابن عفان نے کہا
یا رسول اللہ ہم و بنی مطلب قرابت و ذریگی مین برابر ہین انکو آپ نے حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا فرمایا مطلب کی اولاد
و ہاشم کی ایک ہی چیز ہی حاصل اس مقام کا یہ ہی کہ عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب عبد شمس نوفل سو نوفل سے جبیر
و عبد الشمس سے عثمان رضی اللہ عنہما ہین پس ہر گاہ حضرت صلعم نے خیبر کا پانچوان حصہ بنی ہاشم و مطلب کو دیا اور عبد شمس
و نوفل کی اولاد کو نہ دیا تب ان دونون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی شرافت کے ہم قائل ہین لیکن کیا سبب ہی
کہ مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا اگر از راہ برادری ہی تو ہم اور وہ برابر ہین اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا
انما بنو ہاشم و بنو المطلب شیء واحد و شبک بین اصابعہ خلاصہ یہ کہ ان دونون کی اولاد کبھی جدا نہین رہی یعنی رنج و غم و راحت و الم

و کفر و اسلام مین شریک ہین انکی خصوصیت کا یہ سبب ہے پس امام شافعی رح اسی وجہ سے بنو المطلب کو آل مین
داخل جانتے ہین ۔ القصہ موافق فرمان و انذر عشیرتک الاقربین حضرت صلعم کوہ صفا پر جلوہ فرما ہوے اور اپنے اقارب کو
نام لیکر آواز دی اکثر حاضر آئے اور بعض نے آدمی بھیجا خبر کو پھر حضرت نے فرمایا ای اہل قریش اگر مین تمسے کہون کہ
ایک لشکر اس پہاڑ کے نیچے ہی اور تمپر غارت کا ارادہ رکھتا ہی تو تم میرا کہنا سچ جانو یا جھوٹ سب بولے ہم سچ جانینگے
اسلیے کہ ہمنے آپکو کبھون جھوٹ کہتے نہین سنا بعد اسکے حضرت نے فرمایا ای قریش مین تمکو عذاب خدا سے ڈراتا ہون
میرا کہنا مانو ابو لہب چچا آپکا جسنے پتھر مارے تھے بولا تبا لک سائر الیوم الہذا جمعتنا یعنی تو ہلاک ہوجیو اسی واسطے
تونے ہمکو بلایا تھا حضرت نے تحمل کیا پر اللہ نے جواب دیا تبت یدا ابی لہب وتب یعنی ٹوٹ جائیو دونون ہاتھ ابی لہب کے
اور ہلاک ہوا نام اس مردود کا عبد العزی تھا اگر سبب چمک چہرے کے عبد المطلب نے ابو لہب کہا تھا کہ یہی عنوان دوزخی
ہونے کا پڑا اور لہب یعنی شعلہ آتش ہوا اور یہ مردود بمجرد موت داخل جہنم ہوا اور مراد دونون ہاتھون سے اعتقاد و عمل ہی سو
یہ دونون ٹوٹے تو ہلاک ہوا اور ام جمیل اسکی عورت تھی نہایت دشمن تھی اسنے حضرت کی راہ مین ببول کے کانٹے بچھانے تھے
تا کہ آمد و رفت مین تکلیف ہو وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور حطب جہنم ہوئی اور خدا نے اسی کو حمالۃ الحطب فرمایا ہی یعنی
لکڑی اٹھانے والی بسبب خست کے سو یہ لکڑی کا گٹھا اپنے سر پر لایا کرتی تھی لہذا حمالۃ الحطب ہو گیا اور بعد نزول سورۂ
تبت یدا ایک دن ایک پتھر لیکے مسجد حرام مین کہ آپ اور حضرت ابو بکر وہان بیٹھے تھے آئی خدا نے اسکی آنکھون کو آپکے
دیکھنے سے اندھا کر دیا حضرت ابو بکر کو دیکھا اسنے کہا مین نے سنا ہی کہ محمد نے میری ہجو کہی ہی اگر مین انکو پاؤن تو یہ پتھر سر سے مارتی
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین دو ہمسایہ مین تھا ایک
ابو لہب اور دوسرا عقبہ ابن معیط کہ یہ دونون گوبر جمع کرکے راستے مین بچھاتے تھے کہ حضرت کو چلنے مین تکلیف ہو اور حلم آنحضرت
یہ تھا کہ جب آنحضرت باہر نکلتے تو فرماتے کہ ای بنی عبد مناف یہ کیا ہمسایگی ہی اور گوبر کو راہ سے ایک طرف کر دیتے اور قریش کا
یہ حال تھا کہ جو کوئی شخص باہر سے آتا تو اس سے کہتے کہ محمد کی بات نہ مانو ورنہ فتنے مین پڑو گے اور کبھون کہدیتے کہ یہ
شخص ساحر ہی یا کہتے کہ شاعر ہی یا کاہن اور کبھون کہتے کہ مجنون ہی چنانچہ ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ ولید ابن مغیرہ بڑا قابل اور
مسن تھا قریش سے کہنے لگا کہ موسم حج قریب ہی قبائل عرب اطراف و جوانب سے سمٹ کر زیارت بیت اللہ کو آوینگے اور آوازہ
یاقت و نبوت محمد ابن عبد اللہ بخوبی سن چکے ہین لاریب وہ لوگ ایمان لائینگے ایسی کوئی بات تجویز کرنا چاہیے جسمین انکے دل پھر
جائین مگر ایک ہی بات تجویز کرو کہ پھر اسمین اختلاف نہ پڑے رؤسا قریش نے کہا کہ ای عبد الشمس تو ہی فکر کر ولید نے کہا
تم لوگ اول تجویز کرو پھر مین بھی اپنی عقل کے موافق بتلاؤنگا تب کسی نے کہا کہ محمد کو کاہن کہنا چاہیے اسنے کہا واللہ مین نے
بہت کاہن دیکھے اس مرد کا کلام ہرگز کاہنون کے سجع و زمزمہ سے مناسبت نہین رکھتا کیونکہ کاہن کبھون سچ کہتا ہی اور کبھون
جھوٹا اور محمد کے کلام مین کبھون کذب نہین ہوتا اگر یہ تجویز کروگے تو عرب کے لوگ جھوٹھا بتلائینگے تب بولے کہ مجنون ہی کہین

ولید نے کہا واللہ جنون کی کوئی بات اُسمین نہین پاتا ہون مین نے بہت مجنون دیکھے ہین اور ظاہر ہی کہ ہذیان مجنونون کے مشتمل
وعظ ونصائح پر نہین ہوتے اور اکثر کلام اُنکا جابیجا خبط وبے ربط ہوتا ہی اور محمد کا کلام سراسر حکمت و وعظ ہی پھر اور لوگ بولے
کہ ہم شاعر کہینگے ولید نے کہا شاعر بھی نہین ہی مین نے عبید بن الابرص اور امیہ بن الصلت اور دیگر شعرائے متقدمین کے اشعار سنے ہین
اور خود بھی شعر شاعری مین خوب ماہر ہون اُسکا کلام اصلا شعر سے مناسبت نہین رکھتا اور نہ اُسکو سلیقہ شعر گوئی کا ہی تب کہنے لگے
کہ ساحر کہنا چاہیے ولید نے کہا ساحر لوگ مین نے بہت دیکھے وہ ہرگز ساحر نہین ہی اسواسطے کہ کلمات سحر کے مہمل اور بے معنی ہوتے ہین
اور ساحر ہمیشہ اپنے سحر سے کسب مال دنیوی کرتا ہی اور یہ کلام پر از معنی ہی اور محمد کو پروا ے مال اصلا نہین بعد از بیان ان ہفوات کے
تامل مین جاتا رہا اور ترش رو ہوکر خاموش ہوا اب قریش گھبرائے اور کہنے لگے کہ تو ہی بتلا کیا کہین ولید بولا واللہ جو کلام محمد
علیہ السلام بولتے ہین اُسمین ایک عجیب حلاوت وفصاحت وقبول ونور ہی کہ کسی کلام مین نہین پاتا ہون اور وہ خود بذات خاص
ایسا نہین جسکو کوئی نہ پہچانے کیونکہ نسب مین سب سے افضل یعنی عبدالمطلب کا پوتا ہی اور فصاحت بیانیہ وطلاقت لسانیہ مین
اپنا نظیر نہین رکھتا پھر جو بات تم تجویز کرکے کہوگے وہ بات بعد از ملاقات جھوٹی ٹھہریگی مگر اصل حقیقت یہ ہی کہ یہ سحر بابل ہی کہ محمد کو
بسند صحیح کہین سے پہونچا ہی اور سحر بابل ورائے انواع سحر کے ہی دلیل قوی اُسکی سحر ہونے پر یہ ہی کہ اُنکے کلام مین ایک تصرف
ظاہر ہی یعنی باپ بیٹون مین جورو خصم مین جدائی پڑجاتی ہی اس حیثیت سے فی الجملہ سحر سے مشابہت رکھتا ہی ناگزیر اگر کچھ کہا چاہتے ہو
تو ساحر ہی کہو اگرچہ یہ بھی مفید نہوگا غرض کہ اسی پر سب لوگ خوش ہوکر متفق ہوے اور شہر مین منادی کردادی کہ اب محمد کو ساحر
کہا کرو اور کوئی شخص شاعر ومجنون وکاہن نہ کہے پھر موسم حج مین جو کوئی شخص اُنکے پاس آتا اُس سے بھی کہتے اسی ولید کے حال مین

سورہ مدثر مین ارشاد ہوتا ہی انہ فکر وقدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر فقال ان ہذا الا سحر
یوثر ان ہذا الا قول البشر یعنی اُسنے سوچ کیا اور دل مین ٹھہرایا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر
تیوری چڑہائی اور مُنھ تھتایا پھر پیٹھ دی اور غرور کیا پھر بولا اور نہین یہ جادو ہی چلا آتا اور نہین یہ کہا ہی آدمی کا ساتھ عجب
اتفاق ہی کہ ولید بن مغیرہ کے عناد کا سبب یہ واقع ہوا کہ ایک دن ولید مسجد مکہ مین بیٹھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھی اس مسجد مین تشریف فرما تھے کہ سورہ حم السجدہ نازل ہوا آنحضرت نے اُسکو بآواز بلند حسب عادت پڑھا
تو ولید نے بھی کان لگا کر سنا آنحضرت نے دیکھا کہ یہ شخص بھی سنتا ہی لہذا دوبارہ آنحضرت نے پڑھا اُسنے تامل کیے
اپنی قوم سے کہا کہ انصاف یہ ہی کہ مین نے آج جو کچھ محمد سے سنا ہی وہ ہرگز کلام آدمی کا نہین ہی اور نہ کلام جن کا اسلیے کہ
اس کلام مین وہ حلاوت ہی کہ کسی کلام مین نہین ہی اور یہ کلام غالب ہی کہ سب پر غالب آوے اور کبھون کسی سے
مغلوب نہو پھر جب اُس مجلس سے اُٹھا تو یہ خبر ابو جہل کو پہونچی کہ آج ولید کلام محمد پر فریفتہ ہوا ہی سو وہ مع دو بعض رئیسون کو
ساتھ لیکر ولید کے گھر گیا اور بولا مجھے سخت تعجب ہی شاید تو دین محمد پر مائل ہوا ہی اور تجھکو بھی رغبت اُس کھانے کی جو
ابوبکر اُسکے لیے پکا کر لاتا ہی ہوئی ہی ولید اس بات پر نہایت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا عیش وتنعم جانتا ہی محمد اور

پسر ابو قحافہ اب تک میرے دروازے کے فقیر کے برابر بھی نہین ہین پس مجھکو اُنکے کھانے کی کیا پرواہ ہی ابو جہل نے کہا
کہ اگر یہ حال ہی تو مسجد مین چل کر قبائل قریش کو بلوا اور درباب محمد مشورہ کر ولید مسجد مین آیا اور تمام قبائل قریش
و سرداراُس قوم کے جمع ہوے ابو جہل و ابو لہب و ابو سفیان و نضر بن الحارث و امیہ ابن خلف و عاص ابن وائل جانب
ولید متوجہ ہوے اور کہنے لگے کہ سخت مشکل درپیش ہی یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت کرتے ہین اور جو کلام
پڑھتے ہین اُسکو خدا کا کلام بتلاتے ہین اور موسم حج قریب ہی آدمی بہت آوینگے اب کچھ تجویز کرنا چاہیے کہ اُسی سے یہ مشورہ
ہوا جو اوپر بیان کیا گیا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ولید مردود حقیقت قرآن و نزول قرآن سے واقف ہوا اور
باوصف اس فہمید کے ابطال حقیقت مین ساعی ہوا اور ترقی کر کے اعلاے مرتبہ کفر مین کہ کفر عناد منصب ابلیس ہی ہی
پہونچ گیا تو اُسکی شان مین نازل ہوا سارہقہ صعودا یعنی اب اُسے چڑھاؤنگا بڑی چڑھائی صعود نام ہی
ایک سیدھے پہاڑ کا جو دوزخ مین ہی حدیث شریف وارد ہی کہ ارتفاع اُسکا پچاس برس کی راہ ہی کافر معاند کو فرشتے
موکل اُسپر لیجا کر تکلیف دینگے اور حالت اُس پہاڑ کی سوزش مین یہ ہی کہ جب ہاتھ اُسپر رکھینگے ہاتھ پگھل جائیگا
اور پھر اُسی لمحہ درست ہو جائیگا اسی طرح سے پیرون کی حالت ہوگی غرض اسی مشقت سے فرشتے زنجیرون مین کسے ہوے
پہاڑ پر لیجائینگے پھر وہان سے نیچے ڈالینگے اور ہمیشہ اسی طرح کی آفت رہیگی اور ولید کو اس عذاب سے اسلیے تخصیص
فرمایا کہ وہ اپنی حرکت فکریہ مین درجہ بدرجہ مطالب سے مبادی پر صعود کرتا تھا اور قرب حق سے بعید ہو کر نیچے آتا تھا
اور دریاے جہل مرکب قدیم مین غوطہ کھاتا تھا اور حق پر نہین ٹھہرتا تھا واضح ہو کہ اس کافر شدید العناد سے بہت
اولاد ذکور ہوئی لیکن سات آدمی مشہور ہین ولید ابن الولید خالد ابن الولید عمارہ ابن الولید ہشام ابن الولید
عاص ابن الولید قیس ابن الولید عبد الشمس ابن الولید سو چار شخص اُنمین سے مشرف باسلام ہوے ولید
و خالد و عمارہ و ہشام اور تین شخص کافر مرے کذا قال استاذ الاستاذ فی تفسیرہ ولیکن عمارہ کا اسلام ثابت نہین ہوتا
از انجملہ خالد نے ایسے ایسے جہاد فرمائے کہ منصب امیر الامرائی اُسکو حضور آنحضرت سے عنایت ہوا اور بعد آنحضرت
خلافت خلیفۂ اول مین بھی اسی منصب پر بحال رہے اور آنحضرت نے اُنکو سیف اللہ خطاب دیا تھا اور فتح شام
و عراق انھین کے ہاتھ سے ہوئی اور بیشتر مہم مرتدین انھین نے سرانجام کی ہی اور ولید ابن الولید کو
ولید مردود نے مکے مین قید کیا تھا کہ آنحضرت کے پاس نجاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی خلاصی
کے واسطے نماز صبح مین قنوت فرماتے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے اللھم انج الولید بن الولید و عیاش
ابن ابی ربیعۃ و سلمۃ ابن ہشام و المستضعفین من المؤمنین یہان تک کہ یہ لوگ اُن ظالمون کے ہاتھ سے
رہا ہو کر فیض یاب صحبت مبارک ہوے اور اُس کافر کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی سب طرح کا دیا تھا یعنی
مال زراعت اور مال مواشی اور مال تجارت کہ ان تین قسم کے مال سے جو کچھ حاصل ہوتا ہی خرج سے

زیادہ ہوتا رہتا ہی بخلاف اور ماؤن کے اور قابلیت اور لیاقت شعر و سخن و تبحر و کمال ہر فن اللہ نے
عنایت کیا تھا کہ اسی سبب سے ریحانۂ قریش کہلاتا تھا اور باوصف ان امور کے ایسا ناشکر گزار تھا کہ کبھون
کلمۂ شکر زبان پر نہ لایا اور سوا بت پرستی اور عبادت لات عزیٰ کے کسی کام مین مصروف نہوا آخر کار
یہ نوبت پہونچی کہ پے در پے نقصان مال و جاہ لاحق ہونے لگا کہ فقیر ہو کر مرا اور آخرت مین کندۂ دوزخ بنا
اور ان شبہات واہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہی کہ سورۂ ذاریات مین ارشاد ہوتا ہی کذلک ما اتی
الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون یعنی اسی طرح
ان سے پہلون کو جو رسول آیا ہی کہا کہ جادوگر ہی یا دیوانہ آیا ہی کہ مرتے ہین ایک دوسرے کو
کوئی نہین یہ یہ لوگ شریر ہین اور سورہ طور مین فرماتے ہین فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاہن
ولا مجنون ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین یعنی اب تو
سمجھا کہ تو رب کے فضل سے پریون والا نہین نہ دیوانہ کیا کہتے ہین یہ شاعر ہی ہم راہ دیکھتے ہین
اس پر گردش زمانہ کی تو کہہ تم راہ دیکھو کہ مین بھی ساتھ تمھارے راہ دیکھتا ہون روایت صحیح ہی
کہ عروہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے پوچھا کہ مجھکو خبر دے اس سخت تکلیف سے جو
آنحضرت کو قریش سے پہونچی تھی اُسنے کہا کہ ایک دن قریش کعبے مین تھے اور مین بھی وہین تھا
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ ہمنے کبھون ایسا صبر نہین کیا جیسا آپ
کرتے ہین یعنی جو کچھ محمد چاہتا ہی ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو کہتا ہی اور ہمارے دین کو بُرا جانتا ہی
اتنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبے مین مشغول ہوے تو اثناے طواف مین
قریش پر بھی گذر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک مین نے متغیر دیکھا
پھر دوسرے اور تیسرے طواف مین بھی اُسی طرح بولے تیسری مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا
کہ اہل قریش سنو کان لگا کر مین تمپر ذبح لایا ہون اگر میرا کلام نہین سُنتے اور میری متابعت نہین کرتے
تو بکری کی طرح ذبح کرونگا اور بخوبی مطلع ہو کہ میری لڑائی مین سب برباد و خراب ہوگے اس کلام کے
سنتے ہی آواز سب کی بند ہوئی اور بدن مین لرزہ پڑا آخر تملق اور چاپلوسی سے پیش آئے دوسرے دن
صبح ہوے تو مین موجود تھا پھر آنحضرت تشریف لائے اور طواف مین مشغول ہوے یکایک بلوہ کرکے سب کافر
آنحضرت پر کتون کی طرح دوڑے اور کہنے لگے تو ہی ہمارے حق مین اور ہمارے ٹھاکرون کے حق مین
بدزبانیان کرتا ہی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ مین ہی ہون تب ایک کافر نے کنارۂ چادر پکڑا اور گردن مبارک مین
ڈال کر کھینچنے لگا کہ آنحضرت کا دم بند ہونے لگا ابو بکر صدیق یہ حال دیکھتے تھے وہ دوڑے اور کافرون سے

آنحضرت کو چھوڑا یا وہ لوگ صدیق سے لپٹ گئے اور مارنے لگے کہ حضرت صدیق بیہوش ہوگئے اور آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور بڑی چوٹ آئی تب بنو تمیم نے چھوڑا یا جب تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو کہنے لگے

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی تم ایسے شخص کو قتل کیا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمھارے پاس خدا کی نشانیان لایا ہے صحیح بخاری مین ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تھا اور اس تکلیف مین آنحضرت کو غش آگیا تھا اور حضرت صدیق نے حالت بیہوشی مین چھڑایا ہے محققین فرماتے ہین کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبر افضل تھے کیونکہ اُسنے زبان ہی سے حضرت موسی کی خدمت کی تھی اور حضرت ابوبکر نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول اور فعل سے نصرت کی اس سبب سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ان مقدمون مین حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اشجعیت کے قائل تھے اور عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابوجہل ملعون مع ایک جماعت قریش کے بیٹھا تھا اُسنے کہا دیکھو کیا کر رہا ہے کوئی ایسا ہے کہ فلانی جگہ سے اونٹ کا شکنبہ یعنی اوجھ اٹھالائے اور جب یہ مرد نماز کے سجدے مین جائے تو اُسکے شانون پر رکھدے عقبہ علیہ اللعنۃ گیا اور اونٹ کا شکنبہ اُٹھالایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے مین گئے اُسنے دونون شانون کے بیچ پیٹھ پر وہ اوجھ رکھدیا آنحضرت سجدہ مین رہ گئے اور سر مبارک سجدہ سے لیے نہ اُٹھایا قریش ہنسنے لگے[1] تا آنکہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائین آنحضرت سجدے مین تھے اُنھون نے وہ ایذا کی دفع کی اور کافرون کو ملامت فرمائی جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو بنظر بےحرمتی نماز کے دعاے بد فرمائی کہ اللّٰھم علیک بقریش اسی طرح تین مرتبہ دعا کی پھر نام لیکر کہا اللھم علیک بابی جہل

ابن ہشام وعتبہ ابن ربیعہ وشیبۃ ابن ربیعۃ وولید ابن عقبۃ وامیۃ ابن خلف وعقبۃ ابن ابی معیط وعمارۃ

ابن الولید رواہ الشیخان عن عبد اللہ ابن مسعود پس عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ واللہ جس کسی کا نام حضرت نے دعا مین لیا تھا وہ جنگ بدر مین مارا گیا اور امیہ بن خلف ناخلف آنجناب کے دست نصرت سے زخمی ہوکے مکے مین آیا اور مرگیا فائدہ عمارہ ابن ولید کے نام مین شک ہے مولف مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر وثوق نہین کیونکہ موت عمارہ حبش مین لکھتے ہین شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرت نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحق فرماتے ہین کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح دسترس نہوئی تو باہم یہ عہد وپیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم وقبیلہ ودرماندہ وعاجز ہو اُسکو ایذا دین چنانچہ عمار ابن یاسر رض اور اُنکے والدین وہمشیرہ کی تکلیف وتصدیع مین مشغول ہوے بلکہ ایک دن گرم ریت پر لٹارے ہوے مارتے تھے[2] کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ آخر کار ابوجہل مردود نے یاسر وسمیہ

فضیلت صدیق اکبر

[1] یعنی آپس میں کہنے لگے کہ فلان شخص نے یہ حرکت کی اور دوسرا کہتا کہ فلان شخص نے یہ حرکت کی ۱۲ منہ

[2] یعنی یا آل یاسر [illegible] ۱۲ [illegible]

بضم السین المہملۃ وکسر المیم وتشدید التحتانیۃ زوجہ یاسر کو مارتے مارتے مار ڈالا کہ ابتدائے اسلام مین درجۂ شہادت انھین کو نصیب ہوا سمیہ دختر حیاط معتقہ ابو حذیفہ تھین و مہاجرین اولین کے ساتھ حبش کو تشریف لیگئین تھین جب وہان سے مراجعت کی تو اس دودنے ہلاک کیا و بروایتے قبل بر سیئو عمار العنہ یا اللہ علیہ و علی من تبعہ آور سوا اُنکے بلال رض کو ایسی ایسی تکلیفین دیتے تھے کہ بیان مین نہین آسکتین یعنی حضرت بلال عاشق خدائے ذوالجلال امیہ ابن خلف سالک راہ ضلال کے غلام تھے اور پوشیدہ در نور ایمان سے آراستہ و لباس ایقان سے پیراستہ ہو چکے تھے اور عبادت حق حسب فرمودۂ رسول برحق کیا کرتے تھے جستہ جستہ یہ خبر ابن خلف ناخلف کو پہونچی اُسنے اپنی خدمت سے الگ کیا اور کلید خزانہ و بت خانہ دوسرے غلام کو دی اور بلال سے پوچھنے لگا تم کسکی پرستش کرتے ہو فرمایا خدائے محمد مصطفےٰ کی اُسنے کہا اس عبادت کو چھوڑ نہین تو مارا جائیگا فرمایا یہ تو ہر گز نہوگا تب وہ کافر آگ بگولا ہو گیا اور وضع تعذیب و تادیب باتفاق رائے شیطان ادیب اپنے کے یون نکالی کہ غلامون سے حکم دیا کہ صبح کو دن چڑھے ببول کے کانٹے بلال کے بدن مین چبھویا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تو انکو دھوپ مین چت لٹا کر از سر تا پا گرم پتھر رکھا کرو تاکہ ہل نہ سکین اور گرد آگ جلا دیا کرو کہ خوب جلین اور جب شام ہو ہاتھ پیر باندھ اندھیری کوٹھری مین قید رکھو اور باری باری تازیانے مارا کرو اور صبح تک یہی کام کیا کرو اسی طرح ایک مدت گذری مگر حضرت بلال پکار پکار احد احد کیا کیے یعنی معبود میرا ایک ہی چنانچہ ایک مرتبہ وقت شب حضرت صدیق اکبر رض اُس مکان کی طرف گذرے تو اس ملعون کے گھر سے آواز نالہ و زاری کان مین آئی پوچھا اس گھر مین کیا ہوتا ہی لوگون نے بیان کیا جو حال تھا صدیق اکبر کو نہایت رنج ہوا اور صبح کے وقت اُسکے گھر مین تشریف لیگئے اور نصیحت فرمائی کہ خدا سے ڈر اور ظلم ناحق نہ کر کیونکہ اُسنے سچا دین قبول کیا ہی اسکو غنیمت جان اور عیش ایام کرا جسان کہ آخرت مین کام آویگا اور سختی قیامت سے بچاویگا اُسنے جواب دیا کہ آخرت کہان ہی اور کیونکر معلوم ہوا کہ یہ دین سچا ہی اور اگر بالفرض آخرت بھی ہو تو مجھکو دنیا مین کس چیز کی کمی ہی جو آخرت کی نعمتون پر کہ محض وہمی خیالی ہین فریفتہ ہون مگر بانہمہ حضرت صدیق اکبر نے بہت نرمی سے پھر سمجھایا کہ میرا کہا مان اور اس بیچارے پر ظلم نہ کر تب اُس کمبخت نے جل کر کہا کہ اگر آپکا دل کڑھتا ہی تو اسکو خرید کر لیجیے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اچھا اسکے عوض مین جو تو طلب کرے مین دینے کو طیار ہون اُسنے کہا کہ تم اسکو خرید نہ کر سکوگے اور اگر منظور ہی تو اپنا غلام نسطاس رومی کہ وہ لیئق و کارگزار بھی ہی اور دو ہزار کی جمع بھی رکھتا ہی مجھکو دو اور اس غلام کو لو حضرت صدیق راضی ہوے اور اللہ کی رضامندی کے واسطے نسطاس کو دیا اور بلال کو لیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اسپر زیادہ کیے اور جب حضرت بلال کو لیکر چلے تو وہ کافر ہنستا اور کہتا تھا کہ یہ شخص باوصف فطانت و زیرکی اس مقام پر دھوکا کھا گیا مین تو بلال کو ایک دانق کے بدلے بھی نہ لیتا کہ درم کا چھٹوان حصہ ہی بلکہ مفت بھی پسند نہ کرتا یہ کلام سُنکر حضرت صدیق نے فرمایا کہ اے بے وقوف اس غلام کا رتبہ ایسا ہی کہ اگر تمام یمن کی بادشاہت کے عوض مین تو بیچتا تو مین خرید کرتا پھر بلال رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر کیا اور تمام احوال گذشتہ عرض کیا اور کہا آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضامندی

ذکر [illegible]

ذکر احوال بلال رضی

کے واسطے انکو مین نے آزاد کیا آنحضرت بہت خوش ہوے اور حضرت بلال فارغ البال ہو کے حضرت کی خدمت مین رہنے لگے
اور سعادت دارین حاصل کی مخفی نہ رہے کہ مکہ معظمہ مین دو شخص رئیسون مین بڑے مالدار تھے ایک حضرت صدیق اکبر اور دوسرا امیہ
ابن خلف اکفر سوا ان دونون کا معاملہ صرف مال مین مختلف ہوا امیہ نے بارہ غلام لیے اور ہر ایک کو تربیت کر کے ایک ایک کام مین
لگایا کسی کو کھیتی و زراعت مین کسی کو میوون کی حفاظت مین کسی کو قیمتی اموال کی تجارت مین کسی کو کارخانۂ عمارت مین
کہ اس تدبیر سے مال بکثرت جمع ہو گیا باانیہمہ فقیر و محتاج کو بھولے سے بھی ایک حبہ دیتا اور اگر کوئی غلام کسی کو کچھ دیتا تو وہ
ناراض ہوتا بلکہ عہدہ سے معزول کر دیتا اور جب کوئی نصیحت کرتا اور آخرت کا تذکرہ لاتا تو کہتا اول آخرت کہان ہی اور اگر
بالفرض ہو تو مجھکو کیا احتیاج ہی اور حضرت صدیق اکبر نے ابتدائے اسلام سے کہ مسلمانون کی نہایت ضعیفی کا وقت تھا اپنے مال کو
اللہ صاحب کی رضامندی کے واسطے حضرت صلعم کے مصارف مین اور مسلمانون کے چھڑانے مین اور دوسرے نیک کامون مین صرف کر کے
ذخیرۂ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے معاملے مین ظاہر ہوا کنیت حضرت بلال ابن رباح کی ابو عبد اللہ اور بعضون کے
نزدیک ابو عبد الرحمن اور بعضون کے نزدیک ابو عبد الکریم اور بعض کے نزدیک ابو عامر ہی والدہ انکی حمامہ بفتح الحاء المہملہ وتخفیف المیم ہی
انھین کے ہاتھ سے امیہ بن خلف جمحی غزوہ بدر مین مارا گیا اور حضرت بلال سخت گندم گون طویل القامۃ کثیر الشعر تھے سال بستم ہجری
دمشق مین وفات پائی عمر شریف بروایتے ساٹھ برس کی کسر سے زائد و بروایتے ستر برس کی ہوئی فضائل انکے اکثر ہین اور بس ہی انکی
فضیلت مین فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ سابقین چار ہین مین سابق عرب ہون اور بلال سابق حبشہ و صہیب سابق روم و سلمان
سابق فرس اور بھی فرمایا کہ بلال کو مین نے اپنے آگے بہشت مین دیکھا ہی القصہ اسی طرح کے سات نفر غلام و کنیز اور بھی مبتلائے
بلا تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کافرون سے خرید کر کے آزاد کیا ازانجملہ عامر ابن فہیرہ تھے کہ حضرت صدیق نے بعوض
ایک رطل سونے کے بنی جدعان سے مول لیکر آزاد کیا اور بروز ہجرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب تھے و بروز بیر معونہ شہید
ہوے بڑے اولیاؤن مین تھے ازانجملہ زنیرہ تھین کہ بڑی ایمانداری سے کافرون کی تکلیف دہی مین بسر کرتی تھین جب انکو
حضرت صدیق اکبر نے مول لیکر آزاد کیا تو آنکھین جاتی رہین مالکون نے طعنہ دے کر کہا کرشمہ لات و عزی دیکھ لیا فرمایا یہ سب
جھوٹ ہی ہرگز لات و عزی کو طاقت نفع و ضرر کی نہین ہی سواے خدا کے سو اللہ نے اُسی وقت صحت عطا کی ازانجملہ انھین مین سے
نہدیہ اور انکی بیٹی ہی کہ یہ دونون ایک عورت بنی عبد الدار کی لونڈیان تھین اور وہ عورت انکو نہایت ایذا دیتی تھی حضرت ابوبکر
خبر پاکر اسکے پاس گئے اور نصیحت فرمائی اور کہا جو کچھ قیمت ہو مجھسے لے اسنے بہت قیمت مانگی آنجناب نے بلا تکرار عنایت فرمائی
اور ان دونون سے فرمایا کہ خوشخبری ہو تمکو مین نے مول لیکر آزاد کر دیا اُٹھو چلو وہ دونون آٹا پیستی تھین کہنے لگین ہمنے ایک مدت تک
اسکا نمک کھایا ہی ادھورا کام نہ چھوڑینگے حضرت صدیق نے آفرین کی اور اجازت دی ازانجملہ ایک عورت بنی مؤمل کی لونڈی تھی
یہ بھی ایک فرقہ بنی عدی کا سو حضرت عمر اُسوقت تک اسلام نہ لائے تھے اس لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سے سخت اذیت دیتے تھے
یہانتک کہ حضرت صدیق اکبر کو خبر ہوئی اُسکو بھی خرید کر کے آزاد کر دیا ازانجملہ ابو عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا ہی اور سوا انکے

جو ندکور ہوے اور بہت بردون کو آزاد کیا القصہ جب اکثر مال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صرف ہوا تو ابو قحافہ انکے
باپ نے کہا اے ابو بکر ان لوگون کے آزاد کرنے سے کیا فائدہ ہے اگر چالاک و چست غلام لیکر آزاد کرتے تو وقت پر معین و مددگار
ہوتے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا انما ارید ما ارید پھر یہ آیت قرآن مین نازل ہوئی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی
فسنیسرہ للیسری یعنی سو جسنے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے آسانی مین اور یہ بھی
نازل ہوئی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی یعنی اور کسی کا نہین اسپر احسان جسکا بدلا دے
مگر رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب سے اوپر اور آگے وہ راضی ہوگا اس مقام سے کہا ہے دلیل فضیلت حضرت صدیق اکبر کی ہاتھ
آئی ہے کہ اس سورہ مین اللہ صاحب نے ابو بکر صدیق کو اتقی فرمایا اور سورہ حجرات مین ارشاد ہوا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان
دونون آیتون کے ملانے سے حاصل ہوا کہ خداوند تعالے کے نزدیک اس امت مین افضل و اکرم ابو بکر صدیق ہین القصہ جب حضرت
صدیق اکبر رض کا اکثر مال ایسے نیک کامون مین صرف ہو گیا تو اب چالیس ہزار درہم سرمایہ رہا اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور
دیگر مسلمانون پر بارشاد رسول صرف کر بیٹھے کہ ہنگین چھ ہزار درہم باقی رہے اسکو سفر ہجرت و تعمیر مسجد نبوی وغیرہ مین صرف کیا
اسی باعث سے آنجناب فرماتے تھے کہ جیسا ابو بکر کے مال نے مجھکو فائدہ بخشا ایسا کسی کے مال نے فائدہ نہین دیا کیونکہ مال
خدیجۃ الکبری و ابو طالب و عبد المطلب جد حضرت کا حضرت کی خاص ضروریات اور صلہ رحم و مہمانون کی ضیافت و محتاجون کی اعانت مین
صرف ہوا تھا اور مال ابی بکر شوکت اسلام و اعانت و خلاصی اہل اسلام مین خرچ ہوا سو ان دونون مصرف مین فرق بین ہے جب سب مال صرف ہو گیا
تو ایک روز حضرت صدیق اکبر کمل کا کرتہ پہنے حضور مین آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ ابو بکر تو بڑا مالدار تھا اسکا کیسا حال ہو گیا
فرمایا کہ اسنے سب مال اپنا مجھپر صرف کر دیا جبرئیل نے کہا اللہ صاحب نے ابو بکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس مسکینی و محتاجی مین بھی مجھسے
راضی ہے حضرت صدیق اکبر یہ کلام سنکر وجد مین آئے کہ بیخود ہو گئے اور بار بار فرماتے تھے انا عن ربی راض انا عن ربی راض اسی کا اشارہ ہے
ولسوف یرضی القصہ جب کافرون نے اصحاب با صفا پر حد سے زیادہ ظلم کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ حبشہ کو چلے جاؤ وہان کا سلطان دعادل ہے
وہ خاطرداری و پاسداری سے پیش آویگا سو ماہ رجب سال پنجم نبوت مین گیارہ یا بارہ مرد اور چار عورتین پوشیدہ روانہ ہوے حضرت عثمان و
رقیہ بنت رسول اللہ و زبیر ابن العوام و عبد اللہ ابن مسعود و عبد الرحمن ابن عوف و مصعب ابن عمیر و ابو سلمہ ابن عبد الاسد و ام سلمہ زوجہ انکی
و عثمان ابن مظعون و عامر ابن ربیعہ و لیلی زوجہ انکی و حاطب ابن عمرو و سہیل ابن بیضا و ابو حذیفہ ابن ربیعہ قرشی و سہلہ بنت سہیل ابن عمرو
زوجہ انکی مشہور یہ ہے کہ ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے ذو قبلتین و ذو ہجرتین ہین اور قبل دار ارقم اسلام لائے اور بدر مین حاضر ہوے اور بروز یمامہ شہید ہوے
عمر چون یا ترپن برس کی ہوئی جب یہ لوگ حبشہ مین پہونچے تو اواخر رمضان سال مذکور مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکون سے صلح ہو گئی تو
مہاجرین بمقتضاے حب الوطن مراجعت فرمائی اور شوال مین قریب ام القری آگئے وہان ایک قافلہ ملا اسنے خبر کو غلط کہا ناچار مہاجرین بامان
داخل ہوے چنانچہ عثمان ابن مظعون جوار ولید ابن مغیرہ مین اور ابو سلمہ ابن برہ بنت عبد المطلب جوار ابو طالب مین داخل ہوے مگر عبد اللہ ابن مسعود
بلا طلب جوار خدمت سید ابرار مین حاضر ہوے پھر دوسری مرتبہ بعد تحمل ایذا قریش جانب حبشہ گئے اور اب کی مرتبہ اور اصحاب بھی ہمراہ ہوے

چنانچہ جعفر ابن ابیطالب بھی انھین مین تھے و بروایات صحیحہ ثابت ہی کہ انکی بار مہاجرین اسّی نفر سے زیادہ مرد تھے اور گیارہ عورات قرشیہ اور سات اور
سوا اُنکے کون کے اور جو حبشہ مین پیدا ہوے وہ علاوہ **فائدہ** یہ اول ہجرت ہی بعد اُسکے ہجرت کبری جانب مدینہ مطہرہ ہوئی اور یہ حکم باقی ہی جب اُسکے
معنی پائے جائین یعنی قرار بالدین عجز اقامت مشرکین و ملحدین اہل علم فرماتے ہین کہ سیر مین کی دو قسم ہی ایک ہرب دوسری طلب پس ہرب چھ طرح ہی
ایک نکلنا دار حرب سے کہ تا قیامت باقی ہی دوسرے خروج ارض بدعت سے اگر اُسکے ازالہ کی قدرت نہو تیسرے خروج اُس زمین سے جہان حرام زیادہ ہو
سو واسطے کہ طلب حلال مسلمان پر فرض ہی چوتھے فرار ایذائے بدنی سے کہ اللہ نے اسکی رخصت دی ہی جسطرح حضرت موسی کے حال سے خبر دی فخرج منہا
خائفا یترقب پانچوین خروج بلاد سے جسکی ہوا ناموافق ہو چنانچہ قصہ عرنیین سے ظاہر ہی مگر بلاد طاعون اس حکم سے مستثنے ہی لقیام الدلیل علیہ چھٹوین
خروج بخوف تلف مال و اسباب اور طلب دو قسم ہی طلب دین و طلب دنیا پس طلب دین نو قسم ہی ایک طلب عبرت کما قال اللہ تعالی اولم یسیروا فی الارض
فینظروا دوسرے سفر حج تیسرے سفر جہاد چوتھے سفر بطلب معاش پانچوین سفر تجارت چھٹوین سفر بنا بر طلب علم ساتوین سفر بنا بر زیارت بقاع متبرکہ
اٹھوین سفر بنا بر ایل سرحدی کے نوان سفر بنا بر زیارت اخوان الغرض حضرات مہاجرین حبشہ مین با امن و امان گذران کرنے لگے یہ خبر قریش مکہ کو پہونچی
انھون نے بروایت ابن اسحق براہ حسد عمارہ ابن ولید عمرو ابن عاص سہمی کو باہدایا و تحف روانہ کیا تا کہ مسلمانون کو وہان سے نکلوا دین اور نزدیک بعض
اہل المحافل کے بجاے عمارہ عبد اللہ ابن ربیعہ ہی اور بعض کے نزدیک تینون شخص گئے تھے اور صحیح یہ ہی کہ ایک بار عبد اللہ ہمراہ عمرو گیا دوسری بار
عمارہ گیا اور وہین مر گیا یعنی ایک عورت سے متہم ہوا کہ نجاشی نے سحر کروا کے مروا ڈالا او علی التقدیرین جب یہ لوگ وہان داخل ہوے تو اول نجاشی کو
سجدہ کیا اور تحائف پیش کیے اور وزیرون کو رشوت دیکر اپنا معین گردانا پھر بہ منت و سماجت التماس کرنے لگے کہ ہمارے بنی اعمام اپنا
وطن قدیم چھوڑکر یہان آئے ہین اور عقیدہ انکا یہ ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو غلام کہتے ہین کہ یہ عقیدہ پادشاہ کے بھی خلاف ہی سو انکو
ہمارے ساتھ کر دیجیے نجاشی پادشاہ اگرچہ اُسوقت تک نصرانی تھا مگر اس تقریر سے ازبس ناراض ہوا اور نہایت غصہ و غضب مین آیا اور
بولا کہ میری شان کے یہ امر نہایت خلاف ہی کہ جو لوگ میرے پاس پناہ پکڑین انکو مین دشمنون کے سپرد کرون پھر مسلمانون کو طلب کیا وہ سب
حاضر ہوے اور سلام علیک بجا لاکر مجلس پادشاہ مین رونق افروز ہوے اہل دربار نے لفظ سلام سنکر کہا تم لوگون نے خلاف آداب کیا اور
حسب دستور اس دربار عالی شان کے کسطرح سجدہ نکیا جعفر ابن ابیطالب نے فرمایا کہ ہم لوگ سوا اپنے پروردگار حقیقی کے کسی کو سجدہ نہین کرتے
اور نہ ہم کسی کو اس لائق جانتے ہین ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی نصیحت ہی کہ سوا خدا کے کہ وہ معبود بحق ہی اور کسی کو سجدہ کرنا
گناہ عظیم ہی بعد ازان اپنے دین مقبول اسلام کے اکثر احکام بیان کیے اور کفار قریش کی شرارتین اور خباثتین ظاہر فرمائین کہ ان لوگون نے
اسطرح کی تکلیفین مسلمانون کو دی ہین کہ بیان انکا دشوار ہی اور ہمکو فی الحال ان کافرون سے طاقت مقابلہ نہین ہی بلکہ اسی وجہ سے تمہارے
شہر مین بھاگ آئے ہین اور تمکو عادل و منصف سمجھتے ہین نجاشی نے یہ کلام سنکر بہت خوف کھایا اور کہا اے جعفر ابن ابیطالب جو کچھ کلام الہی
تمہارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا ہی اُسمین سے میرے سامنے کچھ پڑھو تا کہ مین اسکی حقیقت سے آگاہ ہون چنانچہ جعفر ابن ابیطالب

رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کا شروع پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیعص ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا قال رب انی

وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا فہب لی من

لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنی یہ مذکور ہی تیرے رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی
پکار بولا اے میرے رب بوڑھی ہو گئیں ہڈیاں اور ڈیگ نکلی سر سے بڑھاپے کی اور تجھسے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہون
بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہی سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی اور
کر اسکو اے رب من مانتا نجاشی فصاحت کلام سے رونے لگا کہ آنسو اسکے داڑھی پر بہے اہل دربار متحیر ہوے نجاشی نے کہا واللہ یہ کلام اور توریت کا کلام
ایک ہی مقام کا ہی اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بابت ہمکو اسی طرح پہونچا ہی مجھکو کسی طرح شبہہ و شک نہیں سو میں گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم رسول برحق ہین عیسی روح اللہ نے انھین کی خبر دی تھی بعد اسکے نقد و جنس ہدایا قریش واپس کیا اور عمرو عاص و عمارہ سے صاف جواب دیا کہ
واللہ میں مسلمانون کو تمھارے سپرد نہ کرونگا اور جو امور پادشاہت مجھسے متعلق نہوتے تو میں حاضر ہو کے کفش برداری سے سرفرازی حاصل کرتا اور
بالفعل پوشیدہ ایمان لایا اور مسلمانون سے کہا تمھین کسی بہانے ہو کوئی مزاحم نہوگا کافرون نے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو برا کہتے ہین نجاشی نے
اہل اسلام سے پوچھا جعفر بن ابیطالب نے کہا کہ ہم حضرت عیسی علیہ السلام کے حق میں یہ کہتے ہین کہ وہ خدا کے بندے تھے اور یہ کلمہ کن مریم کے پیٹ سے
پیدا ہوے بغیر باپ کے اور پیغمبر والا قدر ہین نجاشی نے کہا انجیل مین صفت عیسی کی اسی طرح مندرج ہے تم صادق ہو الغرض ایلچی قریش کے دربار سے مردود ہوے
اور خائب و خاسر و سیاہ پھر آئے اور اہل اسلام وہین رہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو رونق بخشی تب تینتیس ۳۳ مرد اور آٹھ عورتین داخل ام القری
یعنی مکہ ہوے از انجملہ دو شخص فوت ہوے اور سات نفر قید رہے اور چوبیس ۲۴ غزوہ بدر میں حاضر ہوے اور بقایا مہاجرین وقت فتح خیبر ہمراہ جعفر ابن ابیطالب
تشریف لائے اور حضور اقدس میں قدمبوس ہوے روایت ہی کہ جب دوسری مرتبہ اصحاب نے ہجرت کی تو حضرت صدیق اکبر بھی تشریف لیگئے تھے مگر مالک ابن الدغنہ
سردار قبیلہ قارہ نے برک الغماد سے واپس لایا اور اپنی پناہ میں رکھا فائدہ دغنہ اہل لغت کے نزدیک بضم دال مہملہ و غین معجمہ و تشدید نون ہی وہو المشہور
اور توشیح شرح بخاری میں بفتح دال مہملہ و کسر غین معجمہ و نون مفتوحہ اور نام اسکا حارث ابن یزید اور عند البعض مالک ہی اور دغنہ نام اسکی مان کا ہی
اور قارہ بفتح قاف و تخفیف رے مہملہ ایک قبیلہ ہی قبائل مضر سے اور برک الغماد بفتح باء موحدہ و سکون راء مہملہ و کسر غین معجمہ و میم خفیفہ ایک موضع ہی
پانچ میل ام القری سے جانب یمن اور بعض نے بکسر موحدہ و بضم غین معجمہ بھی پڑھا ہی الغرض ابن دغنہ نے حضرت صدیق اکبر کو اپنی پناہ میں لیا اور
انکے مکان پر پہونچا کے حال پناہ دہی کا شرفاے قریش سے بیان کیا انھون نے کہا کہ یہ شرط ہمین منظور ہی کہ قرآن کو گھر سے باہر باواز بلند نہ پڑھا کرین
کیونکہ اسکو سنکے ہمارے لڑکے بالے فریفتہ ہوتے ہین حضرت صدیق نے چندے ویسا ہی کیا پھر بیرون صحن خانہ میں مسجد بنائی اور نماز تہجد میں
اور نمازون میں قرآن مجید باواز بلند پڑھنا شروع کیا اور عادت حضرت صدیق کی تھی کہ جب قرآن شریف پڑھتے تو بے اختیار روتے تھے
ہمسایہ کی عورتین اور لڑکے مجتمع ہو کے سننے لگے کافرون نے ابن الدغنہ سے کہلا بھیجا اسنے حضرت صدیق سے کہا کہ آپ برخلاف عہد کرتے ہین میری پناہ
قائم نہ رہیگی آنجناب نے فرمایا کہ مجھے سواے خدا کے اور کسی کی پناہ میں رہنا بھی منظور نہیں ہی وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور حضرت صدیق اکبر بامان خدا
محفوظ رہے عینی شرح صحیح بخاری میں ہی کہ اول مسجد اسلام میں یہ ہی کہ جسکو صدیق اکبر نے تعمیر کیا جب سال ششم نبوت کا آیا تو حضرت
امیر حمزہ ابن عبد المطلب ایمان لائے لقب انکا سید الشہدا اور اسد اللہ بھی آیا ہی یہ حضرت بڑے شجاع و بہادر غیور و قوی جوان تھے والدہ انکی و والدہ
رسول اللہ کی حقیقی بہن تھین نام انکا ہالہ بنت وہب تھا اور معاملہ انکا یہ ہوا کہ ایک دن ابو جہل لعین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

کچھ بے ادبانہ کلام کیا حضرت نے ازرہ حلم نہایت تحمل فرمایا مگر عبداللہ جدعان کی لونڈی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہدیا کہ حضرت اسوقت
شکار سے آئے تھے اور طواف کعبہ کرتے تھے سنتے ہی غصے میں بھرے ابی جہل کے پاس گئے اور اس زور سے کمان اسکے سر پر ماری کہ سر اس ملعون کا پھٹ گیا اور کہا
کہ تو معقول ہو کر محمد کو گالی دیتا ہے جا لا کہ میں اسکے دین میں ہوں اور اسی وقت حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے آنحضرت نہایت خوش ہوئے اور اب انتالیس
اہل اسلام حضرت کے ہمراہ ہوئے اور اسوقت آنجناب ارقم کے گھر میں مع صحابہ باصفا تشریف فرما تھے اور سب پوشیدہ رہتے تھے اور قریش میں دو شخص
ایسے سردار تھے ایک ابوجہل بن ہشام دوسرے عمر ابن خطاب حضرت نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر ابن الخطاب یا ابوجہل ابن ہشام سے
حضرت عمر کے حق میں دعا قبول ہوئی کہ دوسرے دن اسلام لائے اور صورت اسکی یوں ظاہر ہوئی کہ جب آیہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا
واردون نازل ہوا تو ابوجہل لعین نے ایک مجمع میں جسمیں حضرت عمر بھی تھے متصل خانہ کعبہ کے کھڑے ہو کے کہا کہ جو کوئی محمد کا سر کاٹ لاوے میں اسکو سو اونٹ
اور چالیس ہزار درہم دوں حضرت عمر نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں ابوجہل نے لات و عزیٰ کی قسم کھائی اور کعبے میں جاکے ہبل کو گواہ کیا عمر ہیں قصد مسلح
روانہ ہوئے راہ میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ ابن النجام سے ملاقات ہوئی وہ مسلمان تھے انھوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو عمر نے کہا محمد کے قتل کو نعیم نے کہا
بنی ہاشم سے کس طرح بچو گے عمر نے کہا شاید تو نے تبدیل دین کیا ہے اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی پر ہاتھ صاف کروں نعیم نے کہا کہ میں آبائی دین پر ہوں اور نیت
یہ تھی کہ حضرت ابراہیم و اسمعیل کے دین پر ہوں اور ظاہر میں یہ معلوم ہوا کہ آبائی مشرکین کے دین پر ہیں پھر دونوں باہم مل کر چلے موضع البطح میں ایک شخص
بکری ذبح کرنے پر مستعد تھا جب رسّے بکری کے پیر باندھے تو بکری نے کہا یا آل ذبح امر نجیح رجل فصیح بلسان فصیح یدعو الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان
محمد الرسول اللہ یعنی اے ذبح کرنے والے ایک کام کی بات ہے ایک مرد فصیح بزبان فصیح تمکو بلاتا ہے طرف گواہی لا الہ الا اللہ الخ کے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر
کہتے ہیں کہ ایک دن میں ایک بتخانے میں تھا اور مشرکین نے بت کے لیے قربانی کی بت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ یعنی اے
شخص کام کی بات ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے لا الہ الا اللہ سو لوگ یہ آواز سن کے بھاگے میں ٹھہر رہا دوسرے دن پھر میں نے وہی آواز سنی انھیں دنوں معلوم ہوا کہ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم طرف لا الہ الا اللہ کے دعوت فرماتے ہیں یہ معجزہ پیش از یوم اسلام معلوم ہوتا ہے بالجملہ اس بکری کو ذابح نے چھوڑ دیا اور عمر نے کہا واعجبا
سخت مشکل ہے محمد کو جلد مارنا چاہیے پھر آگے بڑھے کہ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے پوچھا اے عمر کہاں کا ارادہ ہے کہا محمد کو مارنے جاتا ہوں سعد نے کہا
انکی قوم سے کس طرح نجات ملیگی عمر نے تلوار میان سے کھینچی اور سعد بھی مقابل ہوئے قریب تھا کہ باہم محاربہ واقع ہو سعد نے زبان بدل کے کہا کہ اول اپنی بہن فاطمہ
خواہر امنہ اور بہنوئی اپنے سعید کو جو اسلام لاچکے ہیں قتل کر لو پھر اور کو دیکھنا عمر نے کہا کس طرح معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں سعد ابن وقاص نے فرمایا کہ
تمھارے ہاتھ کا ذبیحہ کھا لینگے عمر طیش کھا کے اپنی بہن کے گھر کو پھرے اسوقت انکے گھر میں خباب ابن الارت صحابی تھے اور سورہ طہ کہ انھیں دنوں میں
نازل ہوئی تھی سعید و فاطمہ کو پڑھا رہے تھے اور کیواڑ دروازے کے بند تھے عمر نے کان لگا کے سنا اور آواز دی خواہ دستک دی جناب صحابی مع صحیفہ چھپ رہے
آکر پوچھا کیا پڑھتے تھے انھوں نے کہا باتیں کرتے تھے پھر عمر نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت اسکا بھون کر بہن اور بہنوئی کو کھانے کو دیا انھوں نے
نہ کھایا عمر نے جانا کہ سعد کی بات درست ہے اور غصے ہو کے بہن کو ایسا مارا کہ سر اور منہ خون آلودہ ہوگیا اور بہنوئی کو بھی مارا تب انھوں نے
بے تاب ہو کے کہا چاہو ہمارے ٹکڑے کر ڈالو ہم تو محمد پر ایمان لا چکے ہیں وہ پیغمبر برحق ہیں عمر نے دین اسلام میں انکو مضبوط پایا اور بہن کے سر اور منہ کو
خون آلودہ دیکھ کر رحم کیا اور الگ ہو بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پڑھتے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفے کو جسمیں سورہ طہ تھے نکالا

عمر نے چاہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بہن نے کہا تم نجاست شرک سے آلودہ ہو و لا یمسہ الا المطہرون یعنی نہیں چھوتے ہیں اسکو مگر پاکیزہ لوگ
تب عمر نے غسل کیا محدثین نے لکھا ہے کہ عمر نے سورۂ طٰہٰ ہاتھ میں لیکر شروع سے پڑھا جب بیان تک پہنچے کہ اللہ لا الٰہ الا ہو لہ الاسماء الحسنیٰ
تو بے طاقت ہو گئے اور کہا کہ جس خدا کا یہ کلام ہے اسکی پرستش میں تقصیر کرنا تقصیر ہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمداً رسول اللہ اب حضرت
جناب رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ میں نے سنا تھا کل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہم اید الاسلام بابی الحکم ابن ہشام
او بعمر ابن الخطاب فاللہ اللہ یا عمر تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے چلو جناب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کے گھر میں جلوہ افروز ہیں **فائدہ** روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے
زمانۂ جاہلیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی بات نازیبا نہیں کی اور نہ کسی طرح کی ایذا دی بالجملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
بعزم قدم بوسی حضرت امیر حمزہ کے گھر پر آئے اور راہ از دری کسی صحابی نے شگاف در سے حضرت عمر کو مسلح دیکھا اور کہا کہ عمر مسلح آتے ہیں سب نے کہا نعوذ باللہ
من شر عمر مگر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دروازہ کھول دو اگر بعزم خیر آئے ہیں تو مبارک دل ما شاد و چشم ما روشن اور جو بقصد شر آئے ہیں تو انشاء اللہ
انھیں کی تلوار سے قتل کرونگا چنانچہ دروازہ کھول دیا تو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے اور بغل گیر ہو کے عمر کو خوب دبایا
کہ بند بند انکا ہل گیا اور فرمایا اے عمر ابن خطاب اللہ اگر بہ نیت خیر آیا ہے تو خیر ہے الا بصیتانہ بھر گیا عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ میں اسلام
لانے آیا ہوں اور بدن کانپا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور پکار اٹھے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر
باواز بلند فرمایا اور سب مسلمانوں نے تکبیر کہی اور بہت خوش ہوئے حضرت عمر نے پوچھا کہ سب کتنے مسلمان ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد
پورا ہوا ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کفار عبادت لات و عزیٰ کی علانیہ کرتے ہیں ہم لوگ خداے واحدہ لاشریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں
اسی وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لے کے نکلے داہنی طرف امیر المومنین ابی بکر صدیق رفیق باتوفیق اور بائیں طرف سید الشہدا امیر حمزہ عم شفیق اور پیش پیش
اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب سید العرب و العجم اور آگے آگے امیر المومنین عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہم مسلح و تیار اور پیچھے
دیگر اصحاب سید ابرار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جانب بیت اللہ شریف متوجہ ہوئے اس وقت مشرکین قریش بانتظار عمر ابن خطاب حجر میں بیٹھے تھے
دفعۃً حضرت عمر خوش و محظوظ نظر آئے تو مشرکوں نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا ہے فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر کسی نے اپنے مقام سے جنبش و حرکت کی
بیشک تہ تیغ ہوگا چنانچہ کفار نابنجار کعبے سے نکل کے چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں داخل ہو کے دو رکعت نماز ادا فرمائی اسی دن
حق تعالیٰ نے یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے غلبۂ اسلام شروع ہوا صحیح بخاری میں عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر یعنی ہم ہمیشہ باعزت رہے جب سے اسلام لائے عمر رضہ اب کہ اسلام کا غلبہ ہوا تو کفار قریش نے
چاہا کہ ہجرت کا اصحاب حبشہ ہوا تو یہ مشورہ کیا کہ سب لوگ اتفاق کر کے حضرت پر چوٹ کریں مگر ابو طالب کے خوف سے قابو نہ پاتے تھے آخر کار
ابو طالب سے کہنے لگے کہ اب ہم تم سے لڑینگے ورنہ محمد کو حوالے کرو ابو طالب نے قبول نہ کیا مگر آنجناب کو لیکر مع بنی ہاشم و بنی مطلب اصحاب ایک گھاٹی میں
یا اپنے احاطے میں پوشیدہ ہوئے اور بحفاظت رہنے لگے کفار نے پوری قطع کی اور یہ کوشش کی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کوئی سلوک کریں بلکہ شادیاں
اور بیاہ وغیرہ کو منع کر دیا اور لوگوں کو کچھ پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک عہدنامہ قطع علاقے کا لکھ کر خانۂ کعبہ میں آویزاں کیا تا عہد کا مضمون

ابن عکرمہ تھا اُسکے ہاتھ شل ہوگئے یہ سال ہفتم نبوت ہوا واقعہ بعاث بھی اسی سال مین واقع ہوا ہی بعاث ایک قلعہ ہی جسکے پاس اوس تھے انسے اور
خزرج سے لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی پھر آٹھوین برس نبوت مین مابین فارس و روم قریب عراق پر لڑائی ہوئی فارسی مجوسی تھے اور رومی نصاریٰ کے
اہل اسلام فتح نصاریٰ کی چاہتے تھے اور قریش مجوسیون کی سو خبر آئی کہ فارس روم پر غالب ہوئے کافر خوش ہوئے مسلمان رنجیدہ اور کافر کہنے لگے کہ
آج ہمارے بھائی تمہارے بھائیون پر غالب ہوئے ہین کل ہم تم پر غالب ہونگے خدائے تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد
غلبہم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وہو العزیز الرحیم یعنی دب گئے ہین روم اپنے
ملک مین اور وہ بعد اسکے اب غالب ہونگے کئی برس مین اللہ کے ہاتھ مین ہین کام پہلے و پچھلے اور اسی دن خوش ہونگے مسلمان اللہ کی مدد سے مدد کرے
جسکی چاہے اور وہی ہی زبردست رحم والا او حضرت نے مسلمانون کی تسلی کی حضرت صدیق اکبر قوی دل ہوکے نکلے اور کہنے لگے خوش ہو روم غالب ہوگا
فارس پر ہمارے نبی نے خبر دی ہی ابی ابن خلف نے تکذیب کی اور دس اونٹ کی شرط ہوئی اور تین برس کا وعدہ ہوا یہ جوا کھیلنا اُسوقت تک حرام نہ تھا
چنانچہ یہ قصہ حضرت ابی بکر نے حضرت صلعم سے کہا آپنے فرمایا کہ بضع تین سے نو تک ہوتا ہی تم جاکے مدت زیادہ کرو اور تعداد اونٹون کی بھی بڑھا دو حضرت
صدیق اکبر پھر تشریف لائے اور اس کافر سے کہا کہ سو اونٹ کی شرط ہی اور بابت نو برس کی اُسنے قبول کی چنانچہ اس معاملے سے ساتوین برس غزوہ حدیبیہ
یا غزوہ بدر مین پھر روم و فارس مین مقابلہ ہوا تو روم کا غلبہ بخوبی ہوا یہ خبر یہان پہونچی اہل اسلام خوش ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
شرط کے اونٹ ابی ابن خلف کے وارثون سے لیے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لائے آپ نے ارشاد کیا کہ خیرات کردو فائدہ وارثون سے
اونٹ لینے کی یہ وجہ ہوئی کہ ابی ابن خلف غزوہ احد سے مجروح ہوکے آیا اور مر گیا جب روم کا غلبہ معلوم ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُسکے
وارثون سے اونٹ لیے اور چونکہ ابی ابن خلف نے بایں خیال کہ شاید ابوبکر کہین چلے جائین بابت شرط ایک کفیل بالمال طلب کیا تھا انھون نے
عبد اللہ اپنے بیٹے کو کفالت مین چھوڑا تھا سو بعد فتح پانے رومیون کے انکو بھی کفالت سے نکال لیا اس قصہ سے حضرت امام اعظم و امام محمد نے نکالا ہی
کہ عقود فاسدہ مثل جوا وغیرہ مابین مسلمان اور کافر کے دار الحرب مین درست ہین القصہ نوین برس نبوت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنے اہل کے
محاصرہ سے نکلے اور عہد نامہ توڑا گیا اور اُسکے اٹھنے کی یہ صورت نکلی کہ ہشام ابن عمر عامری و زبیر ابن ابی امیہ مخزومی و والدہ اُسکی مسماۃ عاتکہ
بنت عبد المطلب اور مطعم ابن عدی نوفلی اور ابو البختری ابن ہشام اور زمعہ ابن اسود اسدی پانچون سردار قریش رات کو ایک جگہ جمع ہوئے اور
تجویز ہوئی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر تکلیف بہت ہی حمیت مقتضی نہین کہ وہ لوگ اسطرح سے تکلیف پائین اور ہم راحت مین بسر کرین
اب اس عہد نامہ کو شکست کرنا واجب ہی غرض کہ پانچون شخص باہم قسمیہ ہوئے کہ صبح کے وقت عہد نامہ چاک کرینگے جب صبح ہوئی تو زبیر ابن ابی امیہ
بیت اللہ شریف مین آیا اور طواف کرکے کہنے لگا کہ اے اہل مکہ ہم بعیش و نشاط کھانا کھائین اور بنو ہاشم ہلاک ہون واللہ مین یہان نہ بیٹھونگا
جب تک وہ عہد نامہ توڑا جائیگا ابو جہل نے کہا واللہ تو کاذب ہی کبھون یہ عہد نہ ٹوٹیگا زمعہ ابن اسود نے کہا اے ابو جہل تو بڑا کاذب ہی
ہم راضی نہ تھے اس صحیفہ پر جسوقت لکھا جاتا تھا پھر مطعم ابن عدی نے کہا کہ تم دونون سچے ہو جو شخص کہ اور بات کہتا ہی وہ جھوٹا ہی ہم بھی
اس قول و قرار اور عہد نامہ سے بیزار ہین پس مطعم ابن عدی نے وہ عہد نامہ دور کر لیا تو تمام عہد نامہ کیڑون نے کھا لیا تھا مگر اللہ کا
نام باقی تھا اُسنے چاک کر ڈالا ابو جہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہی اب قریش مین خصومت اور نزاع پڑی

فائدہ قبل اس معرکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازروے وحی ابوطالب سے فرمایا تھا کہ اس صحیفہ مین سواے نام اللہ کے
اور جو باتین ظلم و جور کی لکھی ہین کچھ بھی باقی نہ رہینگی کیڑے کھا جائینگے چنانچہ جس دن وہ پانچون سردار کعبے مین تسئے ہین
اتفاقاً ابوطالب بھی کچھ آشنا اپنے ساتھ لیکر گھاٹی سے باہر نکلے اور کعبے مین آکر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ اے قوم قریش وہ صحیفہ مُہری ہی
کہنے لگے مُہری ہی ابوطالب نے کہا مجھسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ازروے وحی یہ خبر کہی ہی کہ سواے نام خدا اور جو کچھ ہی اس عہدنامے مین
نہ رہیگا پس اُس صحیفے کو دیکھو اگر یہ قول اُنکا سچ ہی تو مضمون صحیفے سے درگذر کرو اور جو جھوٹ نکلے تو البتہ اُنکو تمھارے سپرد
کرونگا ساری قوم نے کہا کہ یہ بات تمنے حق منصفانہ فرمائی ہی چنانچہ عہدنامہ کھولا گیا تو خبر مخبر صادق کی صادق نکلی اور کافر
شرمندہ ہوے مگر ابوجہل اور اُسکے توابع اُسی عہد پر رہے ابوطالب اُنکے حق مین بددعا فرما کر چلے آئے الغرض اُن پانچون
سرداروں نے وہ عہد توڑا اور مطعم ابن عدی نے عہدنامہ چاک کیا اور بنوہاشم و بنومطلب حصار سے باہر نکلے قریش دیکھ کر
رہ گئے اس عرصہ مین عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُنچاس برس کی تھی پھر دسوین برس بعد گذرنے نو مہینے اکیس دن کے ابوطالب نے
وفات پائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہایت غم ہوا پھر بعد تین دن کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقال جنت فرمایا
آنحضرت کو دوگونہ ملال ہوا کہ عام الحزن اس سال کا نام فرمایا عمر ابیطالب کی ستاسی برس کی ہوئی اور حضرت خدیجہ کی پینسٹھ برس کی
بعد نکاح کے پچیس برس زندہ رہیں اور صحیحین مین سعید ابن مسیب سے روایت ہی کہ جب ابوطالب کو مرض موت لاحق تھا
حضرت صلعم تشریف لائے ابوجہل و عبداللہ ابن ابی امیہ دونون کافر وہان حاضر تھے حضرت نے فرمایا اے چچا لا الٰہ الا اللہ کہو
تا تمھاری روز قیامت شفاعت کرون ابوطالب نے کہا اے بھتیجے اگر قریش کا خوف نہوتا کہ وہ یہ طعنہ دینگے کہ موت کے
خوف سے کلمہ محمد پڑھا تو مین بلا تامل اسکو پڑھتا اور تمکو خوش کر دیتا اور اس حالت مین ابوجہل و عبداللہ ابوطالب کو
روکتے تھے کہ اے ابیطالب تو عبدالمطلب کے دین سے بدلیگا روایت ہی کہ ابوطالب نے کچھ شعر اس مضمون کے اُسوقت پڑھے
کہ اُنسے صدق رسول اللہ اور حق ہونا دین اسلام کا ظاہر ہوتا تھا اور یہ بھی نکلتا تھا کہ مجھکو اگر خوف طعنہ زنی قریش کا
نہوتا تو اول مین یہی دین کو قبول کرتا اب کافر چلائے کہ اے ابوطالب دین آبائی سے تو پھر گیا ابوطالب نے کہا
نہین مین دین آبائی پہ مرتا ہون خلاصہ یہ کہ آخر وقت ابوجہل وغیرہ کے روکنے سے مُنھ سے نکلا علی ملۃ عبدالمطلب
اُسوقت حضرت نے فرمایا مین بخشاونگا اگر منع نہ کیا گیا چنانکہ بعد موت اُنکی حضرت نے استغفار کیا اصحاب نے بھی
اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرنا شروع کیا اُسپر یہ آیت آخری سورۂ توبہ مین ماکان للنبی والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لهم انهم اصحاب الجحیم یعنی نہین پہونچتا ہی نبی کو اور ایمان والون کو
کہ بخشش مانگین مشرکین کی اگرچہ وہ ہون قرابتی جب کھل چکا اُنپر کہ وہ ہین دوزخی اور تفسیر نظم الجواہر مین
مفتی ولی اللہ فرخ آبادی لکھتے ہین کہ سدی سے روایت ہی کہ جب ابوطالب کی وفات قریب ہوئی قریش نے
مشورہ کیا کہ چلو اس شخص سے درخواست کرین کہ اپنے برادرزادہ کو منع کردے اور ہمکو حیا آتی ہی کہ بعد موت ابیطالب کے

وفات ابوطالب

وفات خدیجہ

کیفیت موت ابی طالب

اُسکو قتل کرین کیونکہ اہل عرب کہینگے کہ ابوطالب کی حمایت جب نہ رہی تو مار ڈالا چنانکہ ابوسفیان و ابوجہل و نضر ابن حارث و امیہ و ابی پسران خلف و عقبہ ابن معیط و عمرو بن عاص و اسود بن بختری ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہی اور محمدؐ نے ہمکو اور ہمارے بتون کو ایذا دی ہی بہتر ہی کہ اُسکو فہمایش کر ہمارا اور ہمارے بتون کا ذکر نہ کیا کرے ابوطالب نے حضرتؐ کو بلوایا اور کہا یہ لوگ تمھاری قوم و عم زاد بھائی ہین فرمایا کیا چاہتے ہین حاضرین بولے کہ تم ہمکو اور بتون کو چھوڑ دو اور ہم تمکو اور تمھارے خدا کو چھوڑ دین ابوطالب بولے کہ یہ بات تو انصاف کی ہی قبول کرو فرمایا پھر کہو جب اُنھون نے مکرر کہا فرمایا اگر مین ایسا کرون تو مجھکو تم ایک کلمہ دو کے ابوجہل نے کہا قسم تیرے باپکے دین کی اور تم بھی دو مانند اُسکے اور کہو وہ بات فرمایا تم کہو لا الہ الا اللہ وہ سب بگڑ گئے ابوطالب نے کہا اور کچھ کہو فرمایا اگر لا دین آفتاب اور رکھین میرے ہاتھ پر نہ کہون مگر یہ اور صحیحین مین عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا ای محمدؐ ابوطالب چچا تمھارا تمھارے واسطے قریش سے لڑتا تھا اور تمھاری حمایت مین بہی وافر بجا لاتا تھا سو تم بھی کچھ اُسکو نفع پہونچاؤ گے فرمایا وہ ضحضاح آتش مین ہی کہ دونون ٹخنون تک پہونچتا ہی جسس ام دماغ جوش مارتا ہی اور جو مین نہوتا تو وہ درک اسفل دوزخ مین ہوتا سہیلی نے لکھا ہی کہ حکمت اس عذاب مین یہ ہی کہ ابوطالب باوجود محبت آنحضرتؐ ملت آبائی پر قائم رہے اسواسطے قدمون پر عذاب مسلط کیا کہ اُنھین سے ملت آبائی پر ثابت رہی تھی **فائدہ** ضحضاح آب قلیل کہ زمین مغاک مین جمع ہوا ہو شتالنگ تک ہو یا کم اُس سے بالجملہ اور روایات سے یہی موت ابیطالب ملت آبائی پر واضح ہی الا بعض اہل تاریخ نے ایمان اُنکا نقل کیا ہی چنانکہ ابن اسحاق نے کہا ہی انہ اسلم عند الموت اور ایک روایت ہی کہ جب وفات ابیطالب قریب ہوئی تو عباس ابن عبد المطلب نے دیکھا دونون لب ابوطالب کے ہلتے تھے سو لگائے دونون کان اُسکی طرف اور کہا یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ یعنی ای بیٹے میرے بھائی کے قسم خدا کی کہا میرے بھائی نے اُس کلمہ کو جو بتایا تھا تمنے کما فی الدلائل لیکن اہل تحقیق اس قول کی تضعیف کرتے ہین اور ظاہرا یہ قول اول کلام کے جو صحیحین سے لکھا گیا ہی خلاف ہی اور شیعہ کہتے ہین کہ ابوطالب مسلمان تھے اور حشویہ کہتے ہین کہ وہ کافر مرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اعانت و حمایت و محبت و شفقت و رعایت و طرفداری و جان نثاری و خاطرداری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کی طرف سے جو ہوئین ہین کتب سیر مین مفصل مذکور ہین اور جو کچھ وقت نزع روح کے ابوطالب نے مصدق حضرت صلعم میں اشعار پڑھے ہین وہ بھی کتابون مین مذکور ہین پس انکے ایمان لانے نہ لانے کے باب مین گفتگو کرنا ہم نزدیک ضرور نہین کیونکہ کچھ عجب نہین ہی کہ حضرت صلعم نے جسطرح اپنے والدین کو زندہ کرا کے ایماندار فرمایا اسیطرح اپنے چچا کو بھی بعد موت مسلمان کیا ہو جیسا مخدوم شیخ سعد نے مجمع مین ام المعانی سے اور سبع سنابل مین مجمع سے نقل کیا ہی کہ بعد معراج کے حضرت نے والدین و ابوطالب کو بخشا یا اور اللہ نے اُنکو زندہ کیا کہ تینون مسلمان ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے

اور متاخرین محدثین کو والدین کے ایمان لانے مین تردد نہین ہو وراسے اسکے ممکن ہو کہ دل ابوطالب کا نور ایمان سے

بہ برکت حضرت صلعم منور ہوا ور ظاہر مین بخوف کفار ایمان نہ لائے ہون القصہ بعد وفات ابوطالب کے قریش نے تکلیفین

و ایذائین دینی شروع کین کہ ہرگز ابوطالب کی زندگی مین ایسی نوبت نہ پہونچی تھی چنانچہ ایک دن کسی کافر نے حضرت پر

مٹی ڈالی آپ نے صبر کیا اور اپنی بیٹی کے گھر تشریف لیگئے اُسنے دھوئی اور رونے لگی حضرت نے فرمایا صبر کر اللہ تعالی اُنکے

شر سے مجھے محفوظ رکھیگا جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی نے ایسا نہین کیا بعد اُسکے ابولہب تھوڑے دنون حمایت پر متوجہ

ہوا تھا آخرکار کافرون مین ملا عجب اتفاق ہی کہ سب تکلیف دینے والے جوار ہی مین تھے اور کوئی اُنمین سے مسلمان نہوا مگر حکم

ابن ابی العاص سو بھی مضطرب ہو کر **فائدہ** یہ سب ایذائین حضرت اُٹھاتے تھے اسلیے کہ مقام صبر جسکے مامور تھے حاصل ہو

کما ورد فاصبر کما صبر اُولوا العزم یعنی من الانبیاء والرسل بالجملہ بعد وفات ابیطالب کے کئی طرح سے حضرت نے دعوت اسلام فرمائی

پر کسی نے قبول نہ کی بلکہ ایذا دیتے رہے ناچار آنجناب مایوس ہو کر مستعد ہوے کہ اب بیگانون کو دعوت کرونگا چنانچہ

وفات ابیطالب سے تین مہینے بعد قبیلہ بنی بکر مین تشریف لیجا کے دعوت اسلام فرمائی اُنھون نے مُنھ نہ دیا تب قبیلہ قحطان مین گئے

وہ بھی بشرارت پیش آئے پھر جانب طائف ثقیف مع زید ابن حارثہ تشریف لیگئے اُس عرصہ مین بنی ثقیف مین تین سردار تھے

عبد یالیل و مسعود و حبیب یہ تینون عمرو ابن عمر و کے بیٹے تھے اُنکو اور جملہ اشراف اس قوم کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے

پیش آکر اقامت کے بھی روادار نہوے اور ایسی ایذائین اُنھون نے پہونچائین کہ حضرت کے نزدیک وہ دن یوم احد سے زیادہ تھا صحیحین مین

حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہو کہ مین نے حضرت سے پوچھا یا حضرت یوم احد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گذرا فرمایا سخت ترین ایام

یوم عقبہ تھا جب مین نے ابن عبد یالیل ابن کلال کو دعوت کی اُسنے قبول نہ کی سو مین رنجیدہ ہو کر چلا اور ہوش مین نہ آیا مگر اس مکان مین

میرے حواس درست ہوے جب موضع قرن الثعالب مین پہونچا اور وہان مین نے جانب آسمان سر اُٹھایا تو ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ کیے

نظر آیا وہان سے حضرت جبرئیل نے کہا اے محمد اللہ نے تمھاری قوم کے حالات دیکھکر ملک الجبال کو بھیجا ہی جو چاہو حکم فرماؤ پھر

ملک الجبال نے سلام کر کے کہا اگر حکم ہو تو کافرون پر ڈھا دون اُن دونون پہاڑون کو جنکے درمیان مکہ ہی مین نے کہا مجھے منظور نہین ہی مین

امید رکھتا ہون کہ حق تعالی انکی پیٹھ سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صرف خدا کی عبادت کرین اور لاشریک لہ سمجھین سبحان اللہ کیا ہی صبر تھا

کہ باوجود ایسی تکلیفات شاقہ کے دامن کرم نہ چھوڑا مطلب وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسی جگہ سے ظاہر ہی اور عقدہ الرسول خیرخواہ

دشمنان اس مقام سے حل ہوتا ہی تواریخ سے ظاہر ہی کہ سرداران بنی ثقیف نے بڑی بڑی شرارتین کین مین یعنی لڑکون اور شہدون کو

ہشکار دیا اُنھون نے نہایت بے ادبی کی اور گالیان دین اور پتھرون سے حضرت کی ایڑیان زخمی کر ڈالین مگر آپنے اُنکے واسطے بددعا

نہ فرمائی اللھم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد سید الصابرین و امام الکاظمین علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ حضرت سید المرسلین

صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دس دن طائف مین رہے بعد اُسکے جانب مکہ روانہ ہوے پھرتے وقت آپکو نہایت وحشت تھی اور زید ابن حارثہ

اس سفر مین ہمراہ رکاب تھے اثنا راہ مین ایک باغ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ کا ملا اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے عتبہ و شیبہ موجود تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انھون نے انکو پریشان دیکھ کر بلحاظ قرابت و خویشی رحم کھا کر عداس نامے غلام نصرانی کے ہاتھ ایک خوشہ انگور کا طبق مین رکھوا کر بھیجا حضرت نے بسم اللہ کہہ کر اسے کھایا عداس نے کہا مین نے یہ کلمہ کبھی اس بستی مین سنا نہین حضرت صلعم نے فرمایا تو کہان کا رہنے والا ہی اور کس دین مین ہی اُسنے عرض کیا کہ مین متوطن نینوی کا دین مین نصرانی ہون فرمایا تو یونس ابن متی کے گانون کا ہی وہ بولا تمنے کسطرح یونس کو جانا فرمایا یونس میرا بھائی تھا یعنی وہ پیغمبر تھا مین بھی پیغمبر ہون اور جمیع انبیاء علاتی بھائی ہین عداس نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہی فرمایا محمد صلعم اُسنے کہا مین زمانہ دراز سے انجیل مقدس مین اوصاف حضرت پڑھتا ہون اور توریت مین بھی لکھا ہی کہ خدا آپکو پیغمبر کریگا مگر قوم کے لوگ قبول نہ کرینگے اور شہر سے ہجرت کرنا ہوگی آخر کار نصرت آلہی شامل ہوگی اور تمام زمین پر آپ کا دین پھیلیگا بالجملہ عداس ایمان لایا اور قدمبوس ہوا عتبہ شیبہ نے قدمبوسی دور سے دیکھی جب عداس گیا تو کہا اُسنے تجھکو فریب دیا اُسنے کہا کہ پیغمبر ہین اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جانب مکہ مبارکہ تشریف لے چلے راہ مین ایک باغ یعنی بطن نخلہ ملا جو مکہ سے رات بھر کی راہ ہی وہان منزل فرمائی آدھی رات کو نماز پڑھنے لگے اُسوقت سات نفر جن وہان آئے تو نفر قرات آنحضرت سنکر آپ کو پہچانا اور اپنی قوم مین جاکر اسکا چرچا کیا وہ ایمان لائے یہ روایت ابن اسحاق اور اُسکے توابع کی ہی اور صحیحین سے ثابت ہی کہ یہ معاملہ بازار عکاظ مین واقع ہوا جب کہ آنجناب مع اصحاب نماز صبح پڑھتے تھے اور حال یہ ہی کہ جب آنجناب طائف سے پھرے تو بازار مذکور مین جلوہ فرما ہوے اور یہ بازار ایسا تھا کہ اُسمین سب قسم کے تاجر جمع ہوتے تھے یعنی بطور پیٹھ بیسوین شوال سے دسوین ذیقعدہ تک وہان قیام کرتے تھے اسی سبب سے چند اصحاب آنحضرت سے وہان مل گئے اُنکے ہمراہ آن حضرت ایک مقام مین جو کہ مکہ مکرمہ سے رات بھر کی راہ ہی شب باش ہوے جب صبح ہوئی تو آنجناب مع اصحاب نماز صبح پڑھنے لگے کہ اُس حال مین نو نفر جن رہنے والے شہر نصیبین متعلقات شام کے فرقہ بنی شیصبان سے کہ سادات قوم مذکور ہین اُس طرف گذرے اور قراءت آنجناب سنی از انجملہ زوبعہ وعمرو دو نفر سردار عظیم الشان تھے اُنھون نے اپنی قوم کی دعوت اسطرح شروع کی کما قال اللہ تعالے فی سورۃ الاحقاف یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ یہدی الی الحق والی طریق مستقیم یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وآمنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس من دونہ اولیاء اولئک فی ضلال مبین یعنی اے قوم ہماری ہمنے سنی ایک کتاب جو اتری موسے کے بعد سچا کرتی ہی سب اگلیون کو سوجھاتی سچا دین اور ایک راہ سیدھی اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اُسپر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھ تمہارے گناہ اور بچا دے تمکو ایک دُکھ کی مار سے اور جو نہ مانیگا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکیگا بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین اُسکو اُسکے سوا مددگار وہ لوگ بھٹکے ہین صریح سو یہ باتین قوم جن نے سنی اور بہت لوگ ایمان لائے مگر اس مرتبہ جنون سے ملاقات نہین ہوئی جیسا مواہب لدنیہ مین اور روضۃ الاحباب مین ملاقات کا ہونا لکھا ہی معلوم ہوا کہ جن مین بھی کافر و مومن ہین

کافر کو عذاب نار ہی بالاتفاق مومن مین اختلاف ہی مالک و ابن ابی لیلی و ابویوسف و محمد کہتے ہین جسطرح مسلمان آدمیون کو
جنت مین ثواب ملیگا اسی طرح جن کو بھی قاضی اور صاحب کشاف کا مختار یہی قول ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ جن بہشت مین
کھائینگے پیینگے مختار اکثر مشائخ کا یہ ہی اور بعضے کہتے ہین جسطرح آدمی نعمت سے لذت پائینگے وہ تسبیح و ذکر سے پائینگے اور بعض
کہتے ہین بہشت مین نہ جائینگے گرد گھومینگے اور امام اعظم فرماتے ہین کہ ثواب انکو نہوگا ایمان فقط آگ سے بچاویگا اور اہل شہر کہتے ہین کہ
کئی دن حضرت صلعم نے مقام مذکور مین اقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہوے زید ابن حارثہ نے عرض کیا کہ یا حضرت جن لوگون نے
آپکو نکالا ہی انھین مین آپ تشریف لیے جاتے ہین فرمایا ناامید نہو اللہ تعالی مدد کریگا خاطر جمع رکھ بالجملہ مکہ مبارکہ کے
قریب جاکر ایک یار کو قریش کے پاس بطلب جواب روانہ فرمایا اور بلا تامل اس وجہ سے داخل نہوے کہ شاید اہل مکہ
طائف کے حالات سنکر بانند انکے پیش آوین سو کسی مشرک نے جوار قبول نہ کیا مگر مطعم ابن عدی نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کعبے مین آئے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو چوما اور دو رکعت ادا کرکے دعا مانگی کہ یا مسبب ایسا سبب کر کہ ایسی قوم ایمان لائے
جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بعد اسکے باعانت ظاہری مطعم ابن عدی کے اپنی منزل خاص مین جلوہ فرما ہوے اور مطعم مع
اپنے توابع و لواحق کے مشغول بحراست و حمایت ہوا اور لوگون کو بنا بر متابعت دین اسلام بلانے لگا اور ابولہب اسکے پیچھے لگا ہوا ہر جگہ
جاتا اور کہتا کہ مطعم جھوٹا ہی اپنے دین آبائی سے برگشتہ ہی پھر اسی سال مین طفیل ابن عمرو دوسی کہ اشراف قوم تھا حاضر ہوکر
مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کرون لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اسکے سبب سے قوم مین
صورت امتیاز پیدا ہو جائے حضرت صلعم نے دعا فرمائی اللہ نے ایک نور مانند چراغ دونون آنکھون کے بیچ مین روشن کیا تب طفیل دوسی
جانب قوم روانہ ہوا پھر اسکے دل مین گذرا کہ شاید اس علامت کو مردم قوم کوئی بیماری سمجھین اور یہ کہنے لگین کہ اسلام لانے سے اس
مرض مین مبتلا ہوا ہی لہذا دعا مانگی کہ یا الہی یہ نشان متغیر ہو جائے خداوند مجیب نے اس نور کو اسکے تازیانہ مین روشن کیا کہ مثل قندیل تابان ہوا پھر
مع اس نشان کے قوم مین داخل ہوا اور دعوت اسلام شروع کی چند نفر ایمان لائے کہ طفیل ناراض ہوکر حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ قوم سزاوار ہلاک ہی آپ دعا فرماوین کہ ہلاک ہو جائے حضرت نے کہا یا الہی قوم دوس راہ مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے
ارشاد کیا کہ تو قوم مین بکمال رفق و نرمی بسر کر کہ طفیل رخصت ہوا اسکی برکت سے ستر یا اسی خاندان کے لوگ ایمان لائے اور بعد فتح خیبر یا
قبل فتح داخل مدینہ ہوے اور جب تین مہینے دخول مکہ پر گذر گئے تو نو نفر جن رہنے والے شہر نصیبین یا نینوی مع توابع بنا بر ملازمت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیرون مکہ حاضر ہوے ازانجملہ زوبعہ سردار جن نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر ہین جس وقت
اذن پاوین قدمبوس ہون فرمایا شعب الحجون مین جمع ہون اگر یہان آوینگے تو شہر کے لوگ ڈرینگے چنانچہ زوبعہ نے اسی مقام مین سب جنات کو
جمع کیا اور بعد ادائے صلوۃ عشا مع عبد اللہ ابن مسعود آنجناب تشریف لیگئے تو آنجناب صلعم نے ایک فوج دیکھی حضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو
شعب حجون کے دروازے پر کھڑا کر دیا اور ایک خط محیط مدور انکے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی مین قائم رہو اور خود آنحضرت داخل درہ کوہ ہوے
اور جنات نے بشوق دیدار ازدحام کیا حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ مین نے جنات کو دیکھا بعضے بصورت کرگس و بعضے بصورت خط

یعنی فرقہ جنت کہ متصل بصرہ رہتے ہین اور سب برہنہ سر و برہنہ پا اور سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید بطور لنگ
بنا بر ستر عورت باندھے ہوے تھے اسی طرح اس فرقے کے لوگ بصور مختلفہ تھے اُنکی تلقین مین آنجناب صلعم تا صبح مشغول رہے
جب وہ لوگ رخصت ہونے کو ہوے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو کچھ توشۂ تبرکاً عنایت ہو فرمایا تمکو ایسا توشہ
دیتا ہون کہ تمھاری اولاد اور اولاد اولاد وغیرہ کے بھی کام آوے یعنی جس جگہ ہڈی خالی یا پشک شتر و بز و گوسفند و سرگین گاو و گاومیش
و انگشت ملے وہ تمھاری اور تمھارے دواب کی غذا ہی اور اُسمین خالق کبریا ایسی لذت عطا فرمایگا کہ اور ماکولات و مشروبات مین
یعنی کوئلا ۱۲
حاصل نہوگی یعنی استخوان غذا تمھاری اور سرگین وغیرہ غذا دواب کی تب جنات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی آدم ان
اشیا کو آلودۂ نجاست کرینگے تو ہمکو اُنکے کھانے مین نفرت پیدا ہوگی فرمایا مین اُنکو منع کر دونگا پھر کوئی ان چیزون کو
نجاست سے آلودہ نہ کریگا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے استنجا منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہی
کہ جو استخوان خالی ہوتی ہی اُسمین گوشت پیدا ہو جاتا ہی اور سرگین مین دانہ پھر اُسی عرصہ مین ایک خون قوم جن مین ہو گیا کہ
سب قوم نے برضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مقرر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم خدا کے فیصلہ کر دیا
کہ سب قوم راضی ہوئی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن و بروایتے چھ لاکھ رہنے والے جزیرۂ موصل کے
جرا پہاڑ مین جسکو اب جبل نور کہتے ہین جمع ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا تشریف لے گئے اور تمام شب اُسی جگہہ مقیم رہے
وقت صباح اصحاب رسول اللہ نے آثار و امارات دیکھے اور جو کچھ از قسم اسباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کیے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خود بھی دکھائے کہ یہ قصہ صحیح مسلم مین موجود ہی اسی طرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین اور تحقیقات امور دینیہ کی کرنا بخوبی ثابت ہی اصلا جاے شک و شبہہ نہین حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے مین قوم زط کو دیکھ کر ڈرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا جن ہین لوگون کو تعجب ہوتا تھا اور کہتے تھے
کہ یہ تو آدمی ہین تب خوف جاتا ورنہ یہی جانتے تھے کہ یہ جنات ہین اور کچھ شک نہین ہی کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح
عالم انسان پر مبعوث برسالت و نبوت تھے اسی طرح جنات پر تھے اور از روے حدیث صحیح متواتر ثابت ہی کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ الرحمن علم القرآن فرقۂ جنہ پر تلاوت فرمائی تو اس قوم نے نہایت آداب سے سنی اور کریمۂ فبای آلاء ربکما تکذبان
سنکر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم کسی نعمت کے ساتھ ناشکری نہین کرتے **فائدہ** اول مرتبہ فرقۂ جنات کے حاضر ہونے کا جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ سبب تھا کہ جب آنجناب نبی ہوے تو آمد وحی کا شور تمام عالم مین پڑ گیا اور شیاطین و جنات کا جانا قطعاً آسمان کا اور
اخبار غیبیہ کا سننا کان کا بند ہوا و ہان جانے پر مارے جاتے اور بجاے خبر انگارے آتے ابلیس و توابع اُسکے جن پر ابلیس کہ منصب اضلال و ضلال پر
مامور تھے ذلیل و خوار و مجبور ہوے اور اپنے حیلون و مکرون سے معطل و بیکار رہے تو باہم یہ مشورت و صلاح کی کہ تمام دنیا مین گھوم کر خبر لو اور
دیکھو کہ زمین پر کون خبر ظاہر ہوئی ہی جسکی باعث سے ہمکو ممانعت ہوئی ہی اگر کچھ بھی معلوم ہو جائے تو در صورت امکان اُسکا تدارک کرین
چنانچہ شیاطین اور جنات نے دنیا مین پھرنا شروع کیا از انجملہ نو نفر جن قبیلۂ شیصبان کے کہ عمدہ قبائل سے ہی شہر نصیبین کے رہنے والے اور تہامہ سے

پھرتے ہوئے وادی نخلہ مین وارد ہوئے اور وہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنا سنکر یقین لائے کہ یہ کلام معجز نظام ملک علام کی
طرف سے اُترتا ہی اُسی کی ہوشیاری ہو رہی ہی تاکہ اسکو کوئی چرانے نہ پائے پھر اپنی قوم مین جاکر یہ حال کہا اور مع جماعہ کثیر حضور جناب
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر ایمان لائے اور بلا تامل بآواز بلند منادی کردی کہ اب قوم جنات عہدۂ خبر رسانی اور
سفارت سے معزول ہوا اور معطل بیکار کیا گیا اور پیغمبر اولوالعزم خاتم المرسلین پیدا ہوا سب جلکر اُنکی پیروی کرو اور قدمبوسی مین حاضر ہو
چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جزائر مین رہتے تھے یہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہوکر ایمان لاتے تھے کہ اکثر حکایات بطریق تو
کتب حدیث مین منقول و مذکور ہین از انجملہ صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ
فرماتے ہین کہ مین ایکدن اپنے بتون کے پاس بیٹھا تھا اُسوقت ایک شخص گائے کا بچہ لایا اور نذر کے واسطے ذبح کیا ایک بت کے
پیٹ سے آواز بہت سخت نکلی کہ ایسی آواز مین نے کبھی نہ سنی تھی اور ہر ایک خاص و عام نے اُس آواز کو سنا وہ کہتا تھا یا جلیح امر نجیح
رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ یعنے ای زور آور آدمی ایک کام کی بات ہی ایک شخص پکار کر کہتا ہی لا الہ الا اللہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ
جتنے لوگ وہان تھے سب بھاگ گئے لیکن مین کھڑا رہا کہ دیکھون یہ آواز کسکی ہی چنانچہ مین نے دوسری اور تیسری بار بھی وہی آواز
سنی مجھکو نہایت حیرانی ہوئی سو کچھ مدت نہ گذری تھی کہ نبوت حضرتؐ کی خبر سنی اور سنا کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین فرماتے ہین اور
اسی طرح ایک بوڈھے آدمی سے مجاہدؒ روایت کرتے ہین کہ وہ کہتا تھا ایکدن مین ایک گائے ہانکے لیے جاتا تھا دفعتہً مین نے ایک
آواز سنی کہ یا الذریح قول فصیح رجل یصیح ان لا الہ الا اللہ یعنے ای ذریح بات اچھی کھلی ہی ایک شخص پکار کے کہتا ہی کہ لا الہ الا اللہ پھر
مین مکے مین آیا وہان سنا ایک پیغمبر مبعوث ہوئے ہین وہ فرماتے ہین یہ کلمہ فائدہ ذریح یعنے بد رقبلہ بالفتح اور بمعنی شتہا و تلہا بھی آئی ہی اسی طرح
بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ ایام جاہلیت مین ایک جن میرا آشنا تھا کہ اخبار آئندہ سے وہ اطلاع
دیتا تھا اور بہی گون سے کہتا تھا اور نذر نیاز لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا وہی جن آیا اور کہنے لگا اُٹھ اور سمجھ اگر تجھکو عقل ہی
ایک نبی لوی بن غالب کی اولاد مین ہوا ہی اور چند شعر پڑھے حاصل اُسکا یہ کہ ہماری قوم کے سردار مکے کو جاتے ہین ایمان لانے تو بھی جلکر
مسلمان ہو سواد کہتا ہی کہ مین چونک پڑا اور تمام شب مشوش رہا پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی یہ معاملہ گذرا تب تو محبت اسلام کی میرے
دل مین پیدا ہوئی اور مین سامان سفر کرکے حضرت کی حضور مین حاضر ہوا آپنے دیکھتے ہوئے فرمایا مرحبا ای سواد بن قارب مجھے معلوم ہی
جس باعث سے تو آیا مین نے کہا یا رسول اللہ مین نے چند بیتین مدح مین کہی ہین اول اُنکو سن لیجیے چنانچہ سواد نے قصیدہ بائیہ پڑھا
جسکا آخر شعر یہ ہی ؎ وکن شفیعاً یوم لا ذو شفاعۃ ؎ سواک بمغن عن سواد بن قارب ؎ یعنے ہوجا شفیع میرا اُسدن کہ نہوگا کوئی شفاعت
تیرے سوا کوئی کام آنے والا سواد بن قارب سے از انجملہ امام احمد نے جابر سے اور ابو نعیم نے ضمیرہ سے روایت کی ہی کہ اول خبر بعثت آنحضرت
مدینے مین اسطرح ہوئی کہ ایک عورت مدینہ کسی جن پر عاشق تھی وہ جن رات کو اُسکے پاس آتا تھا اور اکثر پرندہ جانور کی صورت
دیوار پر آبیٹھا جب عورت اکیلی ہوجاتی آدمی کی صورت اُسکے پاس آتا اور صحبت کرتا دفعتہً چند روز نہ آیا بعد اُسکے ایک روز حسب دستور
دیوار پر آبیٹھا عورت نے پہچانا اور کہا اتنا تو کیون نہین آیا اُسنے کہا کہ اب ہمارے تمہارے جدائی ہوئی اس لیے کہ مکے مین ایک

پیغمبر پیدا ہوا ہی اُسنے زنا کو حرام کیا ہی اور بیہقی نے بطریق ارسال امام زین العابدین سے روایت کیا ہی اور حضرت عثمان نے اسی طرح کا ماجرا شام مین دیکھا تھا چنانچہ ابو نعیم نے اُنسے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک تبہ جانب ملک شام گئے تھے اُسطرف ایک عورت کاہنہ سربرآوردہ فن کہانت مین مشہور تھی ہم بھی اُسکے پاس گئے اور اپنے سفر کا حال پوچھا کہ آگے کیا ہوگا اُسنے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہین ہوتا وہ جن جس سے کہ مجھسے ملاقات تھی اور اخبار آئندہ کی اطلاع کرتا تھا ایکدن میرے دروازے پر آکر کہہ گیا کہ ہم رخصت ہوتے ہین مین نے سبب پوچھا اُسنے کہا ظاہر ہوے محمدؐ اور آیا حکم جسکے مقابلے کی طاقت نہین اور چلا گیا پھر نہ آیا از انجملہ اسحق بن شاہین وغیرہ محدثین نے وتاب بن حارث سے روایت کی ہی کہ وہ کہتا تھا مجھسے ایک جن سے آشنائی تھی اخبار غیبیہ کہا کرتا تھا ایکدن آیا مین نے پوچھا خبر آسمانی سے کچھ اُسنے حسرت سے میری طرف دیکھکر کہا محمدؐ نبی موعود مکے مین پیدا ہوے ہین ساتھ کتاب کے بلاتے ہین اللہ کی طرف اور اُنکی بات کوئی نہین سُنتا وتاب کہتا ہی کہ مین نے کہا تو کیا کہ رہا ہی کہا تھوڑے دنون مین میری بات سمجھیگا یہ کہکر چلا گیا چند روز کے بعد حضرت کی پیغمبری مین نے سُنی از انجملہ فاکہی نے تاریخ مکہ مین عامر بن ربیعہ سے اور ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ ایکدن جبل ابو قبیس پر ایک جن نے سخت آواز سے چند اشعار دین اسلام کی ہجو مین پڑھے اور یہ بھی مضمون تھا کہ اہل اسلام کو جلد قتل کرنا اور شہر سے نکالنا چاہیے اور بت پرستی بدستور جاری رکھنا لازم ہی کفار اس مضمون سے بہت خوش ہوے اور مسلمانون سے کہنے لگے کہ دیکھو تمھارے قتل و شہر بدر کرنے کا حکم غیب سے بھی آیا مسلمانون کو بہت رنج ہوا حضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا حضرت نے فرمایا تم سب خاطر جمع رکھو یہ آواز ایک شیطان کی ہی کہ نام اُسکا مسعر ہی اُسکو قریب تر اللہ سزا دیگا تیسرے دن حضرت نے خبر دی کہ آج ایک جن نو شہیج نام مسلمان ہوا اور مین نے اُسکا نام عبد اللہ رکھا اُسنے مجھسے کہا کہ اگر حکم ہو تو مسعر کو قتل کرون سو مین نے اجازت دی انشاء اللہ تعالی آج مسعر جہنم واصل ہوگا مسلمانون کو خوشی ہوئی شام کے وقت اُسی پہاڑ سے ایک آواز بہت مہیب سخت سُنی کہ کوئی کہتا ہی مین ہون جسنے قتل کیا مسعر کو جبکہ سرکشی کی اُسنے اور غرور کیا اور جھوٹا جانا حق کو اور راہ ڈالی بُری واسطے دشنام دہی ہمارے نبیؐ پاک کے از انجملہ ابن سعد نے کتاب شرف المصطفے مین جندل بن نغلبہ سے روایت کی ہی کہ جندل رضی اللہ عنہ نے حضرتؐ سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا غیب کی خبرین پہونچایا کرتا تھا ایک رات مضطرب آیا اور مجھے سوتے سے جگایا اور آپکی خدمت مین حاضر ہونے کو موکد ہوا بالجملہ اس قسم کے قصے بیشمار ہین کہ حد تواتر کو پہونچے ہین اور بعض اُسمین سے نہایت صحیح تفسیر عزیزی مین استاد الاسناد نے لکھے ہین جسکا دل چاہے تفسیر سورۂ جن ملاحظہ کرے فقیر کے نزدیک اگر قصص اور حکایات اس قسم کی کوئی لکھنا چاہے تو ایک کتاب ضخیم ہو جائیگی اور بعضے جنات کہ جو اُسوقت تک اسلام سے مشرف نہوے تھے وہ انسانون کے ذریعے سے سلام و تحیہ اور اپنی عاجزی اور فرمان برداری خدمت حضرت مین کہلا بھیجتے تھے چنانچہ ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہی کہ جعد کہتے تھے کہ ہم چار آدمی حج کو چلے راہ مین ایک جنگل مین کا طلوع ہانسے آواز آئی کہ اے سوار جب تو محمد نبیؐ کی خدمت مین پہونچے تو میرا سلام اور تحیہ پہونچانا اور کہنا کہ ہم سب یہان کے جنات تمھارے دین کے مطیع ہین اسی طرح وصیت کی تھی ہمکو عیسے بن مریم نے اور ابن عساکر نے مرداس بن قیس سے روایت کی ہی کہ ایکدن مجلس رسول اللہ مین کاہنون کا کچھ تذکرہ تھا لوگ نقل کرتے تھے کہ یہ کارخانہ کہانت بظہور نبوت اور نزول وحی بالکل معقوف ہوگیا مرد اس

مذکور نے کہا یا رسول اللہ مجھے عجب اتفاق ہوا کہ میری ایک لونڈی تھی خلصہ نام نہایت عفیفہ وہ ایکدن میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم مجکو کیسا جانتے ہو
مین نے کہا کہ نیکبخت اور صالحہ کہنے لگی مدتون مجھپر ایک عجب حال گذرا ہی کہ مین اکدن گھر مین تنہا بیٹھی تھی کہ ایک شی سیاہ مجھپر چڑھ بیٹھی اور جسطرح مرد
عورت سے صحبت کرتا ہی اسی طرح اسنے میرے ساتھ کیا پھر کچھ معلوم نہوا سو مجکو یہ خوف ہی کہ حمل نہ رہ گیا ہو اور تم لوگ مجکو زنا کی تہمت کرو مین نے
کہا کہ مجھکو تیری طرف ایسی بات کا وہم بھی نہین تو خاطر جمع رکھ بعد چندے معلوم ہوا کہ وہ لونڈی حاملہ ہی پھر موافق معمول کے لڑکا جنی
ایسا کہ دونون کان اسکے کتون کے سے اور رنگ بدن بھی خلاف انسان سو وہ لڑکا ہمارے لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتا دفعۃً ایکدن برہنہ
ہوکر چلانے لگا کہ افسوس دشمن کے سوار پہاڑ کے اسطرف لوٹنے کو کھڑے ہین اور تم غافل ہو مین ہتھیار باندھ کر نکلا اور انکو لڑکر ہٹا آیا اسوقت سے
اسکی بات کا اعتبار ہو گیا اور جو کہتا تھا سچ ہوتا تھا جسدن سے آپ مبعوث ہوے جو کہتا ہی دروغ ہوتا ہی سبب پوچھا بولا جو مجھے خبر دیتا ہی وہ اب
جھوٹ کہتا ہی استحاناً حجرۂ تاریک مین قید کرو کہ وہ جن آکر مجھمین سرایت کریگا اس سے استفسار کرو مین نے قید کیا تیسرے دن وہ حجرہ کھولا دیکھا
کہ تمام بدن اسکا آگ سا چمکتا ہی مین سمجھا کہ جن نے اسمین سرایت کی ہی تب مین نے کہا ای عزیز تو بیشتر اس سے سچی خبرین کہا کرتا تھا اب جھوٹی خبرین
کس لیے کہتا ہی اسنے کہا اب خیر الانبیا ختم الرسل مبعوث ہوے اور آسمان پر چوکیدار مقرر ہوے ہین اب کوئی خبر راست نہین مل سکتی ہی مین نے کہا
وہ پیغمبر کہان ہین اسنے کہا مکہ مین ہین اور اب مین مرتا ہون مجھکو قلعہ کوہ مین دفن کرنا اور بعد دفن آگ کے شعلے اٹھینگے سو تین کنکریان باسمک
اللھم پڑھکر مارنا کہ شعلہ زنی بند ہو جائیگی غرض یہ کہکر مر گیا مین نے اسکو قلعہ کوہ مین اسی طرح دفن کر دیا بعد چند روز کے یا رسول اللہ آپکی خبر
بعثت مجکو پہونچی **فائدہ** حضرت ابن مسعودؓ نے جنات کو دو مرتبہ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین دیکھا ہی ایک مرتبہ درہ حجون مین
دوسری مرتبہ لیلۃ الجن مین یہ معاملہ مدینہ منورہ مین بعد از نکاح حضرت ام سلمہ کے موضع بقیع الغرقد مین واقع ہوا تھا اور اس دفعہ کی کثرت
شمار سے باہر تھی اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک دفعہ جنات کو ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہی اور انکے کلام سنے ہین چنانچہ دلایل النبوۃ
ابونعیم مین انکے قصص مذکور ہین اور ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایکبار کئی گروہ جنات کے واسطے ملازمت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے آئے اور بعد قیام چند روزہ اپنے وطن کو گئے اور امام احمد اور ابویعلی اور بیہقی وغیرہ محدثین بلال بن حارث سے روایت
کرتے ہین کہ مین ایک دفعہ ہمراہ آنحضرت سفر مین تھا مقام عرج مین منزل ہوئی مین اپنے خیمہ سے واسطے ملازمت آنحضرت کے نکلا دیکھا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم خیمہ سے دور جنگل مین بیٹھے ہین مین نے چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہون جب نزدیک پہونچا تو ایک شور کی آواز میرے کان مین پہونچی
مین نے توقف کیا اور دریافت کیا کہ شاید آنحضرت کے پاس غیب کے لوگ حاضر ہین اسوقت وہان جانا اچھا نہین یہانتک کہ آنحضرت خود تشریف لائے
اور متبسم ہوے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا شور و غوغا تھا ارشاد ہوا کہ مسلمانان جن کافران جن سے سکونت اور قرار مین نزاع کرتے تھے اور
واسطے فیصلے کے میرے پاس آئے تھے مین نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جلس مین رہین اور کافر غور مین اور دونون اسمین رہین کثیر ابن عبد اللہ
کہ راوی اس حدیث کے ہین کہتے ہین کہ مین نے تجربہ کیا ہی کہ جس شخص کو ملک جلس مین آسیب جن ہوتا ہی وہ جلد صحت پاتا ہی اور جس کسی کو
غور مین آسیب ہو جاتا ہی کم بچتا ہی اور عقیلی اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے روایت کی ہی کہ مین ایکدن ایک پہاڑ پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا یکایک ایک بوڑھا آدمی لاٹھی لیے حاضر ہوا اور سلام کیا آنحضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اسکی

آواز جن کی آواز ہی اور پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین ہامہ ابن ہیم بن لاقیس ابن ابلیس ہون آنحضرت نے فرمایا تجھسے ابلیس سے دو پشتون کا فصل ہی
سو تو بیان کر کہ تیری عمر کتنی ہی اُسنے کہا یارسول اللہ میری عمر دنیا کے برابر ہی جبکہ قصہ ہابیل و قابیل واقع ہوا ہی تب مین لڑکا تھا مگر بات
سمجھتا تھا اور پہاڑون پر جاکر غلہ چرا لاتا تھا اور آدمیون کے قلوب مین بسلوکی ڈالتا تھا آنحضرت نے فرمایا تو شریر ہی بولا یارسول اللہ مین بقصد توبہ
آیا ہون آپ مجکو ملامت فرماتے ہین یارسول اللہ مین نے حضرت نوح سے ملاقات کی اور اُنکے ساتھ مسجد مین رہا اور اول اُنکے ہاتھ پر مین نے
توبہ کی اور پھر ایک برس تک مسجد مین رہا حضرت ہود اور حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہم السلام کے ساتھ رہا اور حضرت موسی علیہ السلام
سے بھی ملاقات کی اور توریت مین نے سیکھی و سلام اُنکا مین نے حضرت عیسی کو پہونچایا اور حضرت عیسی نے فرمایا تھا کہ اگر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے
ملاقات ہو تو میرا سلام اُنسے کہنا سو مین وہ امانت پہونچانے آیا ہون اور امید رکھتا ہون کہ آپ مجکو کچھ قرآن سکھائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سورۂ واقعہ و سورۂ مرسلات و عم یتساءلون و اذا الشمس کورت و معوذتین و قل ہو اللہ سات سورتین تعلیم فرمائین اور ارشاد کیا ای ہامہ جب تجکو
حاجت ہو تو میرے پاس آنا حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور مجکو اُسکے مرنے کی خبر نہین سو مین نہین
جانتا کہ وہ مرگیا یا جیتا ہی فائدہ بعض جن آنحضرت کے صحابیون مین بھی تھے منجملہ اُنکے ایک عمرو ابن جابر تھے صفوان ابن معطل نے اُنکو دفن کیا ہی
دوسرے عمرو کہ کافران جن کی لڑائی مین شہید ہوئے اُنکو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یارون نے دفن کیا تیسرے سرق کہ صحرا مین عمر ابن عمر ابن
عبد العزیز نے مکہ معظمہ کی راہ مین اُنکو دفن کیا ہی اور تین شخص اہل بیت مین تھا چوتھے خرق اُنکو بھی عمر ابن عبد العزیز نے مکہ معظمہ کی راہ مین دفن
کیا ہی اسی طرح قصص و حکایات علامہ بیہقی نے دلایل النبوۃ مین باسناد صحیحہ نقل فرمائے ہین فائدہ حضرت حسن بصری سے روایت ہی کہ مذہب کا
اختلاف جنات مین بھی ہی بعضے قدریہ اور بعضے مرجیہ اور بعضے روافض اور بعضے ہنود اور بعضے یہودی اور بعضے نصرانی اور بعضے
مجوسی ہین اور اسی سبب سے ہر مذہب کے جن خواب و بیداری مین اپنے مذہب کے لوگون کو جو انسانون مین ہین خبرین موافق مذہب القا
کرتے ہین اور جہلا و حمقا جانتے ہین کہ تصدیق ہمارے مذہب کی عالم غیب سے ہوئی کہ اس سے زیادہ تر گمراہی مین پڑجاتے ہین اور بھی
حاجات و مہمات و دفع بلیات مین امداد و اعانت اپنے اہل مذہب کی کرتے ہین تا کہ آدمی اس مذہب کے جانین کہ ہمارے مذہب کی قوت عالم
غیب مین بھی ہی اس سے ہماری حاجتین روا ہوتی ہین اور بلائین دفع ہوتی ہین مخفی نرہے کہ سفارت اس فرقہ کی مابین عالم انسان و عالم
غیب کے مستلزم ضلالت و قباحت تھی لہذا حکیم مطلق نے ایک قلم اس کارخانہ کو بے اعتبار فرمایا اور وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بند کردیا
با این ہمہ اگر بنی آدم اس کارخانہ منہدمہ کو جاری کرتے ہین اور ارواح خبیثہ جنیہ سے مہمات مشکلہ مین استعانت چاہتے ہین تو گویا اپنی سفارت
سے معزول کو منصوب سمجھتے ہین اور حماقت سے اُنکے مکر و فریب مین دغا کھاتے ہین اور مقتضائے عقل انسانی یہ تھا کہ جب خبر اُنکے
عزل کی معلوم ہوگئی تو اُنسے دست برداری لازم تھی کیونکہ جب وکیل دربار سے خارج کیا گیا تو اُسکی معرفت سوال و جواب کرنا
کسی عاقل کے نزدیک درست نہین اور یہ بات کلام مجید مین بہت جگہ مذکور ہی کہ فرقہ جنیہ سفارت سے معزول ہین پس اگر شنیدہ
ناشنیدہ اور دیدہ نادیدہ تصور کیا جائے تو ہدایہ تبلیغیہ مین قصور نہین ہی اور جو فی الجملہ اس فرقے کو اخبار عالم غیب کی اطلاع ہوتی ہی
سو وہ بمقتضائے خاصیت جنیہ ہی نہ از روے سفارت اور قدرت اعمال شاقہ اور تاثیرات خارقہ عادت اور القاے وساوس

اور برہم و درہم کر دینا بدن اور روح انسانی کا از روے لوازم خلقت جنیہ کے ہی نہ کسی اور سبب سے پس اگر یہ دونو صفتین علم و عمل کی بجا
انسے سلب کر لیجاتین تو جن اپنی جنیت سے خارج ہو جاتا اور مقتضاے حکم عزل خدمت سفارت و وکالت کا یہ نہین ہی بلکہ غرض
معزول کرنے سے یہی ہی کہ بنی آدم انسے رجوع نہ لاوین اور اپنے مہمات مین مدد نچاہین گو کہ انکو قدرت بھی ہو چنانچہ اسی عزل کا یہ
فائدہ ہوا کہ لاکھون آدمی انکے فریب سے بچ گئے بعضے ورطۂ ہلاکت مین گرفتار ہون اور ظاہر ہی کہ ہدایت ہر ایک فرد کی افراد بنی آدم سے منظور ہی
اور یہ مقتضاے حکمت اور یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ جو لوگ جنات سے ایمان لائے وہ خود آپکو معزول سمجھے اور اپنی آوازون سے آدمیون کو
مطلع کر دیا خصوصاً جزیرہ عرب کے جنات کا یہی احوال ہوا اور جو لوگ ایمان نہ لائے وہ عزل خدمت سے راضی نہوے اور آدمیون کو
مطلع کرتے رہے کہ ہم اپنی خدمت پر بحال ہین سو وہ چار فرقے ہین اوّل کفار جن کہ بے پردہ مخالف ہوے اور مشکلکشائی اور غیب دانی
اپنے آدمیون کو جتاتے رہے چنانچہ ہنودون اور بت پرستون کے معبود کہ باوجود ممنوع ہونے آمد و رفت آسمان سے اغواے بنی آدم پر
مصروف ہین اور دعوت شرک کیا کرتے ہین دوسرا فرقہ منافقین کہ اہل اسلام مین داخل ہو کر مکر و فریب سے اپنے تئین بزرگون کے نام پر
رکھکر پیر کہلاتے ہین اور دعواے ولایت و غیب دانی و مشکلکشائی سے در پردہ اپنی الوہیت ظاہر کرتے ہین اور کوئی بات لوازم شرک و
بت پرستی سے اٹھا نہین رکھتے اور بعضے آدمی جاہل اور اکثر عوام کالانعام انکے مبتلا ہین چنانچہ شیخ سدو و زین خان و سر دریا والی
وغیرہ ہندوستان مین مشہور ہین تیسرا فرقہ فساق جن کہ ٹھگون کی طرح آدمیون کو ایذائین دیتے ہین اور ستاتے اور ہلا لیتے ہین چوتھا
فرقہ جنات مین عجیب ہی کہ جو بنکر بعضی ارواح بنی آدم مین جو نخوت و کبر وغیرہ سے مناسبت تامہ رکھتے تھے گھستے ہین اور ان ارواح کو طریق
نفوذ مسامات اور بہی امزجہ اور تغیر صورت وغیرہ امور خارقہ عادت تعلیم کرتے ہین اور اسی وسیلہ نامرضیہ سے بنی آدم کو ضرر پہونچاتے ہین
یہ چارون فرقے قاسطین مین معدود ہین کہ دین اسلام او متابعت قرآن سے خارج ہین گو بظاہر بعضے انکے کلمہ گو بھی ہین پوشیدہ نرہے
کہ یہ تقسیم خود ان لوگون کی زبان سے ثابت ہی کما ہو فی سورۃ الجن وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا
وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا یعنے اور یہ کہ کوئی ہم مین حکم بردار ہین اور کوئی بے انصاف سو جو حکم مین آئے سو انھون نے
اٹکلی نیک راہ اور جو بے انصاف ہین وہ ہوے دوزخ کا ایندھن اس جگہ اگر کوئی ملحد بیوقوف کہے کہ خلقت جن خود آگ سے ہی
اسکو آگ کیا ضرر کریگی اس لیے کہ کوئی شی اپنے جنس سے ضرر نہین پاتی تو جواب یہ ہی کہ آگ اگرچہ مادۂ جنات ہی مگر صورت
ترکیبیہ اور مزاج امر دیگر ہی سو آتش اس صورت اور مزاج کی منافی پڑیگی اور وہی کلفت اور عذاب کا سبب ہوگا چنانچہ
مشہور ہی کہ ایک ظریف نے ایسے ہی ملحد کے جواب مین ایک پتھر کھینچکر مارا وہ چلانے لگا ظریف نے کہا تو جنس زمین سے ہی
اور پتھر بھی زمین سے ہی اسنے تجھکو کسطرح تکلیف دی اسی طرح جن کو تکلیف ہوگی وراے اسکے اکثر تجربہ کیا گیا ہی کہ صفراوی
مزاج کو آگ اور آفتاب سے زیادہ تر ضرر پہونچتا ہی برخلاف بلغمی مزاج کے کہ اسکو عشر عشیر اسکا نہین ہوتا بلکہ بلغمی مزاج کو
قرب دریا اور ہواے سرد سے کمال ہی اضمحلال ہوتا ہی کہ صفراوی مزاج کو اصلا نہین ہوتا پس معلوم ہوا کہ آتش سبب
تفرق اجزا اور افناے رطوبات واقع ہوتی ہی اور تحلیل ترکیب اور ابطال مزاج کر دیتی ہی اور ممزوج و مرکب کو جو رنج

پہونچتا ہی وہ محض تحلیل ترکیب و ابطال مزاج سے ہی نہ کہ مخالفت مادہ سے ہذا ما حققہ استاد الاستاد فی تفسیرہ اور ماہ شوال اسی سال مین حضرت صلعم نے سودہ بنت زمعہ اور عایشہ بنت ابی بکر سے نکاح فرمایا اور اسی سال مین کہ سال یازدہم نبوت تھا موضع عقبہ مین ایک جماعۂ خزرج مدینہ سے آئی انمین سے چھ مرد ایمان لائے ابو امامہ سعد ابن زرارہ و عوف ابن حارث ابن عفرا رافع ابن مالک ابن العجلان قطبہ ابن عامر و عقبہ ابن عامر جابر ابن عبد اللہ ابن رباب ان بزرگون کو اہالیان مدینہ سے سباق اسلام بولتے ہین چنانچہ انھین کے سبب سے مدینے مین ذکر حضرت صلعم مشہور ہوا اور کوچہ و برزن مین اسلام کا چرچا ہونے لگا یہان تک کہ کوئی گھر باقی نہ تھا جسمین حضرت خاتم المرسلین کا ذکر نہوتا ہو انھین لوگون کو انصار کہتے ہین اور اس بیعت کو بیعۃ عقبۂ اولی بولتے ہین اس لیے کہ عقبہ کے نزدیک جو منا کے متصل واقع ہی اول یہی بیعت واقع ہوئی ہی اب یہان ایک مسجد واقع ہی پوشیدہ نہ رہے کہ جب فیض کرامت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن و بشر کو زمین پر مشرف کیا اور ساکنان تحت الارض وقت جلوہ فرمائی غار حرا سعادت اندوز ہوے تب ساکنان ملکوت و لاہوت و ما لک دو جہان مشتاق دیدار حبیب ہوے تو یہ معاملہ واقع ہوا کہ جب بارھوان سال نبوت کا ہوا اور عمر شریف نبوی اکاون برس نو مہینے کی ہوئی تو اکثر محدثین کے نزدیک آنجناب صلعم ام ہانی کے گھر تھے کہ وہ گھر مابین صفا و مروہ واقع ہی اور نماز عشا ادا کر کے اور مصلے پر بیٹھے ہوے ارادہ خواب رکھتے تھے کہ چھت شق ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور بہت نرمی سے جناب مستطاب علیہ الصلوۃ سے عرض کی کہ ساغر خواہش ایزدی شوق وصال مین سرشار ہی اور چشم کبریائی اشتیاق دیدار مین دوچار تشریف لیچلیے اور مہجور مقیم ارشد دیدار کو زلال وصال سے سیراب کیجیے آپکو اللہ تعالی بزرگی دیا چاہتے ہین جو نہین دی آج تک کسی کو انبیاے سلف سے اور نہ ایسی سربلندی عطا فرمائی کسی کو سواے آپ کے اور نہ سنا کسی نے اس شرف کو اور نہ خطرہ آیا کبھی کسی کے دل مین اسکی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وصلعم فرماتے ہین کہ مین نے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آیا اور ایک روایت ہی کہ وقت ارادہ طہارت رضوان بہشت دو ابریق یاقوتی آب کوثر کے بھرے ہوے لایا کہ اس سے غسل کیا بعد اسکے حلہ نور کے حضرت کو پہنائے اور عمامہ سر مبارک پر رکھا اور جبریل نے چادر نور کی ڈالی اور نعلین زمرد سبز کی پہنائین اور پٹکا یاقوت سرخ کا کمر پر باندھا اور تازیانہ زمرد کا دست مبارک مین دیا اور ہاتھ پکڑ کر گھر سے بیت الحرام مین لائے وہان آنجناب نے آب زمزم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف الوداع ادا فرمایا پھر حجر مین کہ حطیم کے پائین ہی تھوڑا بیٹھے یا سوئے وہان جبرئیل نے خواجۂ عالم کو لٹایا اور طشت سونے کا لائے جسمین اور انبیا کے دل دھوے گئے تھے اور سینۂ بے کینہ کو ناف تک چاک کیا اور دل مطہر باہر نکالا اور میکائیل سے تین طشت سونے کے پر از آب زمزم منگائے اور اسمین دل کو خوب دھویا پھر دل کو چیر کے دھویا اور حکمت و عرفان بھر دیا اور جہان تھا وہین رکھدیا کذا فی الصحیحین بعد اسکے جبرئیل دست مبارک تھام کر مسجد حرم سے بلجاے کہ مین لائے وہان میکائیل و اسرافیل ستر ستر ہزار فرشتون مقرب سے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ انھون نے سلام کیا اور

تعظیم بجالائے مین نے جواب سلام دیا پھر انھون نے مجھے انعام الٰہی سے بشارت سنائی اسوقت ایک مرکب کھڑا ہوا
دیکھا گدھے سے اونچا خچر سے نیچا آدمی کا سا منھ ہاتھی کے سے کان اونٹ کی سی گردن گھوڑے کی سی ایال خچر کا سا
سینہ شتر کے سے پٹھے گائے کے سے پیر وسم چرے ہوے تھے منھ مانند یاقوت سرخ چمکتا تھا کہ اسکی مانند موتی شفاف
ورنگ ہمچو برق سفید وصاف اور اسکے دو پر تھے رانون کو پرون سے ڈھکے رکھتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے
مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہوجاتے تھے اور ایک زین بہشتی اسپر بندھا ہوا تھا اور پیشانی پر لکھا
ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر جبریل نے رکاب اور میکائیل نے عنان براق پکڑی اور سوار کرایا اور جانب مسجد
اقصی لیچلے روایت ہی کہ اسّی ہزار فرشتے داہنی اور اسی قدر بائین طرف تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین نور عرش سے
شمعین روشن تھین روایت ہی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دونون باگین کھینچے تھے حضرت جبرئیل نے کہا یا حبیب اللہ
باگین ڈھیلی رکھو یہ مامور ہی جہان جانا ہی اس مقام کو جاتا ہی کہ حضرت نے باگین ڈھیلی فرمائین وہ ایسا جلد چلا کہ
حضرت نے فرمایا ان ترکتھا سارت وان حرکتھا طارت جب باگین چھوڑین تو زمین کو نہایت طی کرتا تھا اور جب چڑھتا تھا
تو اڑنے لگتا تھا اور حضرت جبرئیل نے یہ وصیت کی کہ ای محمد اگر راہ مین کوئی پکارے تو التفات نہ فرمانا اور جواب دینا
اور مین آگے چلتا ہون بیت المقدس مین ملونگا القصہ سرور عالم فرماتے ہین کہ جب مین تھوڑی سی راہ چلا کسی نے
داہنی طرف سے آواز دی یا محمد لا تعجل فانک اخطات الطریق یعنے ای محمد جلدی نہ کر تو راہ بھولا ہی ٹھہر تو مین رہبری کرون
مین ملتفت نہوا پھر بائین طرف سے یہی آواز آئی مگر مین نے التفات نہ کیا اسوقت ایک عورت انواع لباس سے
آراستہ سامنے آئی اور بولی ای محمد تھوڑا ٹھہرو تو کچھ بھید تمسے کہون مین نے نظر نہ ڈالی اور براق کو جلد ہانکا اور جبرئیل سے
انکا حال پوچھا کہا اول داعی یہود تھا اگر آپ جواب دیتے تو بعد آپکے امت آپکی یہودی ہوجاتی اور دوسرا داعی
نصاری تھا اگر اسکا جواب دیتے تو نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اسکی طرف توجہ فرماتے تو تمام امت
آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے بعد اسکے ایک پتھر دیکھا اسمین سوراخ باریک تھا
اس سے پانی نکلتا تھا پھر وہ پانی سوراخ مین الٹا جانے کا قصد کرتا تھا لیکن نہین جاسکتا تھا جبریل نے کہا اسکی
مثال منھ ہی اور سوراخ زبان اور پانی نشان سخن اسمین یہ اشارہ ہی کہ جو بات منھ سے نکلی پھر بعد پشیمانی ہٹ
نہین سکتی پھر فرمایا تین شخص آگے آئے ایک بوڑھا ایک جوان ایک کہل یعنے دو موبہ سو مین نے جوان کی طرف
دیکھا اور کہل و بوڑھے کو نہ دیکھا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اصبت یہ مطلب رسیدی یعنے دولت و بخت پر آپنے
نظر نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی بے اعتبار ہی اور بخت ناپائیدار ہی اور عاقبت کو
قرار ہی خوشخبری ہو آپکو کہ عاقبت تمھاری امت کے نزدیک بہتر رہیگی پھر فرمایا دو پیالے آگے لائے ایک مین دودھ
ایک مین شراب دودھ کو مین نے اختیار کیا اور اسمین سے کچھ پیا جبرئیل نے کہا آپنے راہ بتلائی مستقیم اپنی

امت کو اور شراب کو حرام کیا پھر دو پیالے اور لائے ایک مین پانی دوسرے مین شہد دونون مین سے مین نے تھوڑا
تھوڑا پیا جبرئیل نے کہا خوب کیا شہد مین شفا ہی اور پانی پائدار ہی واسطے امت کے قیامت تک اور پانی سبب
دھونے اعمال بد امت کا ہی پھر تھوڑا آگے چلا تو جبرئیل نے کہا ای محمد یہ یثرب یعنے مدینہ ہی ہجرت گاہ آپ کا یہان
اُترکر نماز پڑھیے چنانچہ مین نے وہان نماز پڑھی فرمایا حضرت نے پھر سوار ہوا اور چلا نواح مدین مین طور سینا مقام
تجلی موسیٰ اور بیت اللحم مولد عیسیٰ مین باشارہ جبرئیل نماز پڑھی پھر بیت المقدس مین آیا تو ایک جماعہ ملائکہ کرام
میرے استقبال کو حاضر تھی اُنھون نے کہا السّلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر پھر جبرئیل نے براق سے آتارا
اور براق کو رسن حریر بہشت سے میدان مسجد اقصیٰ مین جہان اور انبیا کے مرکب بندھے تھے باندھا و بروایتے
حلقہ در سے باندھا پھر مسجد مین لائے تو ارواح مقدسہ انبیا علیہم السّلام نے کہ بنا بر استقبال آئے تھے شرف و ادب کے
شرائط بجا لائے و رسم تحیہ و سلام ادا کی مین نے دوگانہ شکرانہ ادا کیا اور انبیا و ملائکہ مقتدی ہوے مین نے اول رکعت
مین فاتحہ و الم ترکیف دوسری مین فاتحہ و لایلاف پڑھا جب نماز سے فراغت ہوئی تو خواص انبیا نے پروردگار کی
ثنا کی اول حضرت آدم علیہ السّلام نے کہا الحمد للہ الذی اتخذنی صفیا و جعل خلیفۃً و للملائکۃ مسجودًا و جعل حواز وجتی
صالحۃ عفیفا و اباح لنا الجنۃ انہارًا و قصورًا و نعیمًا و طرد عدوی شیطانًا رجیما یعنے تعریف ہی اُس خدا کو جسنے مجکو برگزیدہ
کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور فرشتون سے سجدہ کروایا اور حوا نیک بخت پاکیزہ کو جوڑا میرا کیا اور مباح کیا مجکو انہار و
قصور و نعیم بہشت و مردود کیا میرے دشمن شیطان راندہ کو پھر نوح علیہ السّلام نے کہا کہ حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے
مجکو نبی کیا اور دعوت کی مین نے اپنی قوم کو ہزار برس رات دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے
اور نہ ایمان لائے میرا اور اللہ کا مگر تھوڑے اور قبول کیا خدا نے میری دعا کو اُنکے اہلاک مین پھر حضرت ابراہیم
علیہ السّلام نے کہا حمد ہی اُس خدا کو جسنے مجکو اپنی دوستی مین قبول کیا اور پیشوا و امام بنایا اور میری ذات واحد کو
امت کیا اور ملک عظیم ارزانی رکھا اور نمرود کی آگ سے مجھے بچایا پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا حمد و سپاس
اُس خدا کو جسنے مجھے کلیم اپنا کیا اور سات معجزے ظاہر عطا فرمائے ایک پتھر سے بارہ چشمے پانی کے نکالے دوسرے
امت پر من و سلویٰ بھیجا تیسرے ابر نے سایا کیا چوتھے دریا نے رستہ دیا پانچوین فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کیا
چھٹے توریت نازل کی ساتوین میری امت کے حق مین نازل کیا یہدون بالحق و بہ یعدلون پھر داؤد علیہ السلام
نے کہا حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے مجکو علم زبور کا دیا اور احسان مند کیا اپنے کرم سے اور آواز خوش دی
اور نرم کیا سخت لوہے کو میرے ہاتھ مین اور مسخر کیا پہاڑ اور جانورون کو اور ہلاک کیا میرے ہاتھ سے جالوت کو
اور فضل و خلافت و حکومت و خطاب عنایت کیا پھر سلیمان علیہ السّلام نے کہا حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے
ہوا کو میرا مسخر کیا اور لشکر دیو و پری میرے فرمان مین کیا اور زبان طیور مجھے سکھلائی اور ملک عظیم دیا بلا حساب

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے مجکو کلمہ اپنا کہا و روح اپنی فرمایا اور بیچو آدم بے پدر پیدا کیا اور مان کے پیٹ مین کتاب اپنی سکھلائی اور گنج حکمت کا جو توریت انجیل زبور مین مخفی ہی مجکو دیا اور میرے دم مین تاثیر دی کہ جب مٹی سے صورت مرغ بناکر دم پھونکون جان پڑجائے اور میرے ہاتھ مین شفا رکھی کہ میرے چھونے سے اندھے کوڑھی لولے لنگڑے اچھے ہوتے تھے اور مجکو آسمان پر لاکر سب آلائش سے بچایا اور میری مان کو اور مجکو شر شیطان سے پناہ مین رکھا خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سب انبیا محامد کبریائی سے فارغ ہوے مین نے بھی حمد الٰہی اور ثنائے پادشاہی شروع کی اور کہا حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے مجکو تمام عالم کا رحمت لکھا اور مجموع خلایق کی ہدایت کے مامور فرمایا اور ہر ایک کے واسطے بشیر نذیر کیا اور قرآن جسمین ہر چیز کا بیان ہی مجھپر اُتارا اور میری امت کو بہترین امم فرمایا اور سب کے لیے مجھے وسط و عدل کیا اول و آخر صفت میری بیان کی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل دور کیے میرے نام کو بلندی بخشی مجکو فاتح و خاتم کہا اور سپاس خاص اُس جناب کبریا کو ہی جسنے تمام زمین کے میدان کو میرے واسطے مسجد کیا اور تمام خاک کو حکم پانی کا دیا اور فتوحات ہدایا و غنایم کی مجکو کرامت فرمائی اور خواتیم سورۂ بقرہ سے مکرم کیا اور سبع مثانی یعنے سورۂ فاتحہ ارزانی فرمایا اور مجکو علم توحید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اور ملایک میری مدد کو بھیجے اور قیامت تک دروازہ توبہ کا میری امت کے لیے کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا ہر پیغمبر کی دعا قبول تھی مجکو گناہ کبیرہ کی شفاعت مین ذخیرہ قبولیت دعا کا عنایت کیا اور بعض روایت مین صفات کمال اور ثوابت جاہ و جلال حضرت الٰہی کے جو حضرت رسالت پناہی نے تخصیص فرمائے ہین زیادہ لکھے ہین بالجملہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مین یہ مدح کرچکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا بہذا افضلکم محمدؐ اے پیغمبرون نے مجھے کہا ہی محمد حق تعالیٰ نے آج کی رات تمکو وہ شرف دیا ہی کہ اہلا انبیاے اولین و آخرین کو نصیب نہین ہوا اور یہ درجہ کسی نے نہین پایا اب لازم ہی کہ جہان تک ہوسکے امت کے واسطے تخفیف و رفاہت طلب کیجیو پھر جبرئیل نے ہاتھ پکڑا اور صخرے پر لائے وہ ایک سنگ معلق مابین آسمان و بیت المقدس ہی ابوبکر ابن عربی شرح موطا مالک مین لکھتے ہین کہ یہ پتھر اعجوبہ قدرت الٰہی سے ہی غبار و گرد آلود درمیان مسجد بیت المقدس کے بے سہارے معلق ادھر مین ہی کسی طرف سے اُسکو علاقہ نہین اُسکو وہ ٹھہرائے ہی جسنے آسمان کو روکا ہی زمین پر گرنے سے اُسمین اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم النبیین صلعم کا ہی جب سوار ہوے تھے براق پر اور وہ جھکا تھا بنابر تعظیم اور دوسری طرف اُسکے فرشتون کی اُنگلیون کا نشان ہی کہ اُنھون نے جھکتے ہوے تھام لیا تھا اور سیر حلبی مین لکھا ہی فقد اثر فی صخرۃ بیت المقدس لیلۃ الاسراء وان ذلک الاثر موجود الی الآن اور اسی کے موافق حافظ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ مین فرمایا ہی اور فتح المتعال مین لکھا ہی قد رایت حجرا فیہ اثر قدم بقیۃ الصخر الشریفۃ بالبیت المقدس والناس یعظمونہ و یتبرکونہ یعنے مین نے دیکھا پتھر اُسمین نشان تھا آپکے

قدم مبارک کا صخرہ شریف مین بیچ بیت المقدس کے اور آدمی تعظیم کرتے تھے اُسکی اور تبرک سمجھتے تھے اُسکو بالجملہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیحہ براق پر سوار ہو کے معراج کے راستے سے آسمان پر گئے اور جبرئیل علیہ السلام ہمراہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب معراج سے آگے بڑھا تو ایک دریا فاضہ نام دو سو برس کی راہ کا گہرا ہوا مین معلق نظر آیا ایک قطرہ
اُس دریا کا زمین پر نہین گرتا اور رنگ اُسکا بسبب عمق کے نیلا ہی اور اُسکے عکس سے آسمان نیلا نظر آتا ہی پھر وہان سے خزانہ
ہوا پر پہونچا وہان سے فلک پر وہ ایک دریا ہی آسمان پر کھنچا ہوا دامن اُسکا سرا پردہ کے مانند زمین مین ہی اور ہر آسمان کا
ایسا ہی ایک فلک ہی ستارے اُسمین تیرا کرتے ہین کما قال اللہ وکل فی فلک یسبحون یعنے تیرتے ہین ستارے فلک مین
پھر فرمان الٰہی پہونچا تو فلک میری تمکین کے لیے حرکت دوری سے ٹھہر اقدم اُسکے سر پر رکھ کر آگے چلا باب الحفیظ آسمان
دنیا پر پہونچا دربان اُسکا اسمٰعیل نامے فرشتہ مع بارہ ہزار فرشتون کے تھا اور وہ دروازہ ایک دانہ یاقوت سرخ کا ہی اُسپر
مروارید کا قفل لگا تھا تب جبرئیل نے پکارا اسمعیل نے باواز بلند کہا کون پکارتا ہی جبرئیل نے کہا مین ہون جبرئیل سے پوچھا
تیرے ساتھ کون ہی کہا محمد رسول اللہ کہا کہا اُنکو بلایا ہی کہا ہان اسمعیل نے کہا کیا خوب ہی آئے اور کیا ہی اچھا آیا آنیوالا تسبیح اور
توابع اسمعیل کی یہ ہی سبحان الملک الاعلیٰ سبحان العلی الاعلیٰ سبحان من لیس کمثلہ شئی روایت ہی کہ یہ آسمان زمرد سبز کا ہی نام
اُسکا رقیقا عجائب اسکے جو حضرت نے ملاحظہ کیے ہین وہ علاحدہ بطور فائدہ لکھے جائینگے بالجملہ دروازہ کھولا گیا تو حضرت صلعم
داخل ہوے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے بہ تعلیم جبرئیل سلام وتحیہ ادا کیا آدم علیہ السلام
نے نہایت شگفتگی سے جواب سلام دیا اور شکر کیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح الحمد للہ الذی اکرمک وجعلک من
نسلی اور تسبیح حضرت آدم کی یہ تھی سبحان الجلیل الاجل سبحان الواسع الغنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم وبحمدہ استغفر اللہ
پھر دو دروازے دیکھے ایک داہنی طرف دوسرا بائین طرف کہ حضرت آدم جب داہنی طرف دیکھتے تھے ہنستے تھے اور جب بائین
طرف دیکھتے تھے روتے تھے حضرت فرماتے ہین مین نے جبرئیل سے استفسار کیا کہ گریہ وخوشی کیسی ہی جبرئیل نے کہا دروازہ راستے سے
ارواح نیک اولاد آدم کی بہشت مین جاتی ہی اُس سے خوش ہین اور بائین سے ارواح بد دوزخ کو جاتی ہین اُس سے رنج ہی
فائدہ حضرت آدم علیہ السلام آسمان اول پر اس سبب سے ملے کہ اول انبیاؤن سے ہین اور اول کو اول سے نسبت ظاہر ہی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آسمان دوم پر پہونچا تو اُسکو نہایت نورانی پایا اور ایک روایت ہی کہ یہ آسمان زمرد سرخ کا ہی اور
نام اُسکا قیدوم ہی اور دربان اُسکا اسرافیل دو لاکھ فرشتے اُسکے مطیع ہین جبرئیل نے بڑھ کر دروازہ کھلوایا تو اُسی دربان نے کہا
کون ہی جبرئیل نے کہا مین ہون اور میرے ساتھ محمد ہین اُسنے کہا محمد پیدا ہوے جبرئیل نے کہا ہان دربانون نے کہا الحمد للہ
خوش آمدی بعض روایت مین ہی کہ حضرت نے فرمایا تسبیح اسرافیل دربان آسمان دوم کی یہ ہی سبحان اللہ کلما سبح اللہ مسبح والحمد
للہ کلما حمد اللہ حامد ولا الہ الا اللہ کلما ہلل اللہ مہلل واللہ اکبر کلما کبر اللہ مکبر اور یہی تسبیح اُسکے تابعین کی ہی حضرت نے فرمایا کہ جب آگے
بڑھا تو دو جوان ملے یحییٰ وعیسیٰ اور یہ دونون خالائی بھائی ہین کہ اُنکو بہ تعلیم جبرئیل سلام کیا مین نے اُنھون نے جواب دیا

آسمان دوم

اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح ایک روایت ہی کہ عیسی علیہ السلام نے مجھسے مصافحہ کیا اور بہت خوشخبری سنائی اور تسبیح اُنکی
یہ تھی سبحان الحنان المنان سبحان الابد الابد سبحان المبدء المعید اسی طرح اور عجائبات دیکھے فائدہ حضرت عیسی و یحیی دونون
خالاتی بھائی ہین اور درحقیقت ایک شعبہ سے ہین اسی سببسے ایک مقام مین ملے اور چونکہ عیسی من حیث الزمان حضرت صلعم سے
قریب تھے اور بشارت یاتی من بعدی اسمہ احمد دی تھے اور زمانہ آخر مین قواعد شریعت محمدیہ پر دعوت فرماوینگے اس لیے
آسمان دوم پر ملاقی ہوے فائدہ حضرت یحیی علیہ السلام کی مان کا نام ایشاعہ ہی اور وہ بیٹی فاقود اکی ہین اور والدہ عیسی علیہ السلام کی
ان مریم ہین اور وہ بیٹی ہین حنہ کی اور حنہ بیٹی ہی فاقودا کی اسطرح خالاتی بھائی ہین فرمایا حضرت صلعم نے کہ پھر آسمان سوم پر پہونچا

آسمان سوم

جبرئیل نے بعد استفتاح وسوال وجواب بدستور دروازہ کھلوایا اور مین داخل ہوا یہ آسمان نہایت تابان و روشن مروارید کا بنا ہی نام
اسکا زیلون ہی دربان اسکا بہت عظیم الشان ہی اور توابع اُسکے تین لاکھ فرشتے ہین تسبیح اُسکی سبحان المعطی الوہاب سبحان الفتاح
العلیم سبحان المجیب لمن دعاہ وہان بھائی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اُنکو ملا تھا پارہ حسن سے اور عابد اُسکی امت کے

ملاقات یوسف

ساتھ تھے مین نے بتعلیم جبرئیل سلام کیا اُسنے جواب دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح یعنے کیا ہی اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر
آیا اور مجھسے بغلگیر ہوے اور کرامت الہی سے بشارتین دین تسبیح اُنکی یہ تھی سبحان الجلیل الاجل سبحان الفرد الوتر سبحان الابد الابد اور
ایک روایت ہی کہ آگے بڑھکر داؤد و سلیمان علیہما السلام ملے اُنھون نے بعد تحیہ وسلام میرے کے جواب دیکر بشارتین دین اور کہا آج کی

ملاقات داؤد و سلیمان

رات امت کی شفاعت مین کوتاہی نہ کرنا اور تسبیح داؤد کی یہ تھی سبحان الخالق النور سبحان التواب الوہاب سبحان الشدید العقاب
اور تسبیح سلیمان یہ تھی سبحان المالک الملوک سبحان القاہر الجبار سبحان من الیہ تصیر الامور فائدہ حضرت یوسف اس سببسے آسمان
سوم پر ملے کہ اہل جنت امت مرحومہ کے جوان بصورت یوسف ہونگے سو اُنکے حسن کو حضرت پر عرض کیا تاکہ حسن وجمال اپنی امت کے
دریافت فرماوین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ جب آگے بڑھا تو ایک دریاے عظیم ملا اسی کو بحر النقم کہتے ہین کسی قدر پانی اُسکا زمانہ
نوح مین زمین پر پہونچا تھا طوفان برپا ہوا اور جب دریا سے آگے بڑھا تو آسمان چہارم پر پہونچا یہ مروارید سے زیادہ سفید ہی نام اسکا زیلون ہی

آسمان چہارم

موکل اسکا عزرائیل وبروایتے صنیائیل وبروایتے سیمائیل ہی تسبیح اسکی سبحان الخالق الظلمات والنور سبحان الخالق الشمس والقمر المنیر
سبحان الرفیع الاعلی اور چار لاکھ فرشتے اُسکے تابع ہین اور امور کلیہ اُسکے تفویض ہین اور یہ آسمان اتنا بڑا ہی کہ ہفت طبقہ زمین اور
ہر سہ آسمان اُسکے مقابل مین برابر ایک طبقہ کے ہین وہان ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنکو سلام کیا اُنھون نے جواب دیکر کہا

ملاقات ادریس

مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح اور بعضی روایت مین ملاقی ہونا حضرت موسی کا اس آسمان پر لکھا ہی فائدہ حضرت ادریس کا محل موت
بقول بعض آسمان چہارم ہی اسی سببسے یہان ملے بعد اسکے اسی آسمان پر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیل نے کہا
یہ الگ کرتا ہی دوست کو دوست سے اور بیٹے کو باپ سے اور باپ کو بیٹے سے اور ویران کرتا ہی گھرون کو اور اُجاڑتا ہی شہرون کو دو ایت ہی
کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ عزرائیل مجھے دیکھکر مسکرایا اور تعظیم کو اُٹھا اور کہا مرحبا بک حق تعالی نے تمھارے برابر کوئی بزرگ عزیز تر خلق پر
نہین بھیجا اور امت تمھاری بہترین امم ہی اور مین اُنپر والدین سے زیادہ رحم کرتا ہون پھر بعد معاینہ عجائبات آسمان چہارم

آسمان پنجم پر آیا نام اسکا البیا نیقون دربان اسکا اسقطائیل ہی تسبیح اسکی قدوس قدوس رب الارباب سبحان ربی الاعلی الاعظم قدوس قدوس رب الملائکۃ والروح اور پانچ لاکھ فرشتے اسکے تابع ہین آسنے خوشخبری اکرم حق کی سنائی بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ اس آسمان کے حضرت ہارون علیہ السلام ملے اور بعض روایت مین ہی کہ حضرت ابراہیم و اسمعیل و اسحق و لوط و یعقوب علیہم السلام کو بھی دیکھا بالجملہ حضرت ہارون نے بھی مرحبا کہا اور دعاے خیر کی **فائدہ** چونکہ حضرت موسی سے آپکو خصوصیت تامہ اخوت وغیرہ کی تھی اس سبب آپنے قریب تر ملے اور حضرت موسی بسبب مرتبہ کلیمی کے حضرت ہارون سے بالاتر ملے پھر وہان کے عجائبات ملاحظہ فرما کے آسمان ششم پر گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ دربان اسکا دردعائیل ہی آسے مین نے سلام کیا آسنے جواب دیا اور دعا کی کہ بارک اللہ فی حسناتک و زاد فی کراماتک نورک فیک مین نے کہا آمین اور چھ لاکھ فرشتے اسکے تابع تھے تسبیح اسکی یہ تھی سبحان اللہ الکریم سبحان اللہ النور المبین سبحان اللہ من فی السموات ومن فی الارضین بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ فرمایا بعد اسکے آگے بڑھا تو حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انکو مین نے بتعلیم جبرئیل سلام کیا انھون نے جواب دیا اور بغلگیر ہوے اور پیشانی پر بوسہ دیکر کہا الحمد للہ الذی رانی وجھک بھر کرامت آلہی سے خوشخبری دی اور کہا آج کی رات امت کو نہ بھولیو اور جو کچھ خدمت امت پر فرض ہو اسمین تخفیف مانگیو اور تسبیح انکی مین نے یہ سنی سبحان اللہ یھدی من یشاء ویضل من یشاء وھو الغفور الرحیم نقل ہی کہ حضرت نے فرمایا جب آگے بڑھا تو موسی رونے لگے کسی نے سبب رونے کا پوچھا کہا مین روتا ہون اسپر کہ ایک لڑکا میرے بعد نبی ہوا خواہ یون کہا کہ ایک جوان کو نبی کیا اور پیدا کیا میرے پیچھے اور داخل ہوگی امت اسکی بہشت مین زیادہ میری امت سے اور ایک روایت ہی کہ موسی نے کہا مجکو یہ گمان تھا کہ ہمکو اولاد آدم مین فضیلت ہی حالانکہ یہ جوان فاضل ترین اولاد ہی اور جو فضیلت انکو میری ذات پر ہی اسمین باک نہین ہی لیکن امت انکی میری امت سے افضل ہی اور روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے سنا مین نے کہ موسی علیہ السلام کہتے تھے اکرمتہ وفضلتہ بزرگ کیا اسکو تو نے اور فضیلت دی اسکو سب پر کہا مین نے ای جبرئیل موسی کسپر عتاب کرتا ہی کہا خفگی کرتا ہی پروردگار پر تیری بزرگی کے سبب سے کہا مین نے جھڑ جھڑ بولتا ہی اپنے رب پر کہا خدا ے تعالی نے اسکو معاف کیا ہی اب تک اسکو یہ گمان تھا کہ مین سب انبیا مین بزرگتر ہون اب جانا اسنے کہ آپ سب سے افضل ہین اسپر شکایت ہی **فائدہ** رونا حضرت موسی کا حسد سے نہ تھا معاذ اللہ اس لیے کہ پیغمبر لوگ حسد سے پاک ہین بلکہ انکو اپنی امت پر افسوس آیا کہ مین ایک مدت تک انکو سمجھاتا رہا اور معجزات ظاہر دکھلاتا رہا لیکن ایمان کامل نہ لائے اور جو ایمان لائے تو بہت کم اب بہشت مین بھی کم جائینگے اور محمد کی تھوڑی عمر مین بیشمار لوگ ایمان لائے اور قیامت تک لاوینگے تو بہشت مین بھی زیادہ جائینگے اور جو معاذ اللہ حسد سے ہوتا تو بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرکے پچاس وقت کی نماز کو پانچ وقت تک کیونکر تخفیف کرواتے اور یہ جو حضرت صلعم کو لڑکا فرمایا سو نعوذ باللہ حقارت کی راہ سے نہین ہی بلکہ کبیر سن جوان کو لڑکا بولتے ہین اور اس کلام مین گویا تعریف فرمائی ہی کہ باوجود کم عمری ایسا رتبہ بلند حاصل کیا کہ سب پیغمبرون سے افضل ہوے **فائدہ** حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام جو آسمان ششم پر ملے اسمین نکتہ یہ ہی کہ صحیفہ فضل و کرامت سید المرسلین وضیقہ بزرگی امت عالی ہمت کو مجلس ملاء اعلی مین باحسن وجہ طول کر پڑھین دوسرے یہ کہ مقدمہ تخفیف اوقات نماز مین حضرت صلعم سے التماس کرین

اور آنجناب کو پھر حضرت رب الارباب نے بھیجین اگر حضرت موسیٰ دور ہوتے تو آمد و رفت مین تکلیف ہوتی بالجملہ بعد ملاحظہ عجائبات
آسمان ششم آسمان ہفتم پر تشریف لیگئے فرمایا حضرت صلعم نے کہ یہ آسمان پانسو برس کی راہ ہی اور ہر ایک آسمان کے بیچ مین اتنا ہی
فرق تھا یہ آسمان جوہر سفید یا نور تابان سے بنا ہی نام اسکا اسحاقائیل ہی دربان اسکا روحائیل نام رکھتا ہی توابع اسکے ساٹھ لاکھ ہین
تسبیح اسکی یہ تھی سبحان الذی بسط السموات فرفعہا سبحان الذی سطح الارض ففرشہا سبحان الذی اطلع الکواکب فانارہا سبحان الذی
ارسی الجبال فہیاہا سو اسکو مین نے سلام کیا اسنے جواب دیا اور خوشخبری کرامت کی سنائی اور بعد معاینہ عجائبات اس آسمان کے جبرئیل
مجکو آگے لیگئے اور طے کیے مین نے ستر ہزار پردے آگ کے پھر ستر ہزار حجاب سونے کے پھر ستر ہزار حجاب ابرق کے پھر ستر ہزار حجاب
یاقوت سرخ کے پھر ستر ہزار ظلمت کے اور ہر حجاب مین پانسو برس کی راہ کا فرق تھا پھر ستر ہزار حجاب نور کے پھر ستر ہزار پانی کے
طے کیے پھر داخل ہوا حجب سلطانی مین پھر پہونچا حجب قربت مین پھر حجب عظمت مین پھر حجب کبریا مین پھر حجب ملکوت مین پھر حجب
جلال مین پھر حجب عزت مین پھر حجب فردانیت مین پھر سایہ سدرۃ المنتہی مین پہونچا یعنے درخت بیری کے پاس یہ درخت
پہلے سرے کا بلند درخت ہی اور اسکے بیر ایسے جسطرح حجر کے مٹکے حجر عرب مین ایک مکان ہی جسکے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور پتے
ایسے جیسے ہاتھی کے کان اور جڑ اس درخت کی ششم آسمان مین ہی اور وہی درخت نیچے اوپر مین حد ہی کہ نیچے کے لوگ اوپر نہین
پہونچتے اور اوپر کے نیچے نہین آتے اور اسپر فرشتے چھا رہے ہین جسطرح پروانہ اور اس کثرت سے ہین کہ سواے خدا کے کوئی شمار
نہین کرسکتا اور اسی کے بیچ مین مقام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہی اور سدرۃ المنتہی اس سبب سے کہلاتا ہی کہ علوم خلق خدا
وہین تک پہونچتا ہی آگے نہین جاتا اور سواے حضرت صلعم کوئی اس سے آگے نہین گیا اسی کے پاس بہشت ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ جو تحت سے فوق کو جاتا ہی وہان منتہی ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ارواح شہیدون کی وہان تک پہونچتی ہی اور وہ انکی ارواح کی
سیر کا منتہی ہی اور وجہ تسمیہ اسکی بہ سدرہ موقوف علم شارع پر ہی وہ ایک درخت ہی کہ سیر کرے سوار اسکے سایہ مین ستر برس اور
ایک پتہ اسکا سایبان ہی تمام خلق پر اور کہا ابن عباس نے کہ سدرہ ایک درخت ہی بیر اسکا زمرد سرخ کا اور شاخین مروارید کی جڑ سے
شاخون تک پچاس ہزار برس کی راہ ہی بالجملہ ایک پھل اسکا توڑ کر جبرئیل نے حضرت صلعم کو دیا نہایت خوشبودار و بامزہ تھا حضرت
صلعم نے فرمایا کہ اس درخت کی جڑ مین چار ندیان دیکھین دو ظاہر دو پوشیدہ جبرئیل نے کہا پوشیدہ نہرین سلسبیل و کوثر ہین کہ بہشت کو
جاتی ہین اور دو ظاہر نیل مصری و فرات کوفہ کی یہان سے بہکر دنیا مین جاتی ہین مین کہتا ہون اس سے یہ مراد ہی کہ اگر اس عالم کے
پانی کو اس جہان کے پانی سے مشابہت دین تو نیل مصر و فرات کوفہ کا پانی ان نہرون کا نمونہ ہی یا حقیقت مین فرات و مصر کو انسے
مدد ہوتی ہو کہ ہمکو نظر نہین آتا اور روایت مسلم مین ہی کہ چار نہرین دنیا کی بہشت سے ہین نیل و فرات و سیحان و جیحان اور طریق جمع
یہ ہی کہ جڑ سدرہ کی بہشت مین ہی پھر جب نہرین اس سے نکلین تو بہشت سے ہوئین اور جو شریک نام راوی نے کہا ہی کہ آسمان دنیا مین
حضرت کو دو نہرین نظر آئین اور حضرت جبرئیل نے کہا یہ نیل مصر و فرات کوفہ مین سو یہ امر بہ لحاظ کمال اشتہار ان نہرون کے تھا اور سواے
انکے اور بھی نہرین نظر آئی تھین فرمایا حضرت صلعم نے ثم رفع الی البیت المعمور یعنے پھر اٹھایا گیا طرف بیت المعمور کے یہ گھر فرشتون کا کعبہ ہی

کہ ہر لحظہ انسے بھرا رہتا ہی اور مقابل کعبہ معظم ہفتم آسمان پر رکھا ہی کہ اگر گرے زمین پر تو کعبہ پر گرے وہان حضرت ابراہیم علیہ السلام تکیہ
لگائے بیت المعمور سے بیٹھے تھے اور بعض روایت مین ہی کہ دروازہ بہشت پر جلوہ فرماتے کرسی پر حضرت نے فرمایا مین نے انکو سلام
کیا انھون نے جواب دیکر مصافحہ کیا اور فرمایا ای محمد آج کی رات امت کو یاد رکھیو اور جہان تک ہو سکے تخفیف طلب کیجیو اور یہ تسبیح پڑھی
سبحان من لا یصف الواصفون عظمتہ ومنتہاہ سبحان من خضعت له الرقاب وذلت له الصعاب بعد اسکے حضرت نے رسول کریم کو یہ
وصیت فرمائی از انجملہ ایک یہ ہی کہ ای محمد زمین بہشت کی ایک وقابل زراعت ہو اپنی امت سے فرماؤ کہ اس زمین مین درخت بوئین
خواجہ عالم نے پوچھا کسطرح بوئین فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے کہنے سے فائدہ آسمان ہفتم پر حضرت ابراہیم اس سبب سے
ملے کہ یہ آسمان برزخ حقیقی میان عالم غیب و شہادت ہی اور حضرت ابراہیم خلیل ہین اور آنجناب حبیب ہی کہ بیت المعمور کے
پاس تین پیالے لائے گئے ایک مین شراب دوسرے مین دودھ تیسرے مین شہد حضرت صلعم نے کسی قدر شہد پیا اور شراب کو نہ دیکھا اور
دودھ کو اختیار کیا جسطرح پہلے دودھ لیا تھا حضرت جبرئیل نے کہا دودھ پیدایشی دین اسلام کی صورت ہی جسپر آپ ہین اور آپکی
امت اور بعض روایات مین چار پیالے لکھے ہین ایک از انجملہ پانی کا تھا مگر حضرت صلعم نے دودھ کو اختیار کیا تب فرشتون نے آفرین کی
اور کہا کہ اگر آپ پانی اختیار کرتے تو امت آپکی غرق آب ہو جاتی اور جو شہد لیتے تو لذت دنیا مین گرفتار ہو جاتی اور اگر شراب لیتے تو شیدا
ہو جاتی دودھ کے اختیار کرنے مین آفت وبلیت بچی لیکن چونکہ تھوڑا دودھ آنجناب نے چھوڑ دیا اس سے تھوڑا گناہ باقی رہا تب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا اب شیر باقی ماندہ پی لون جبرئیل نے کہا تقدیر یہین تک تھی حضرت نے بہت تاسف کیا
اختیار کرنا دودھ کا تفاول ہی درباب اختیار امت علم وہدایت کو کہ اسلام عبارت اس سے ہی کیونکہ عرب کو دودھ مین نہایت منفعت ہی
اور وہ محبوب ترین اشیا ہی والا جو کوئی دودھ پینا خواب مین دیکھے تو موافق احادیث صحیحہ کے تعبیر اسکی حصول علم و حکمت ہی کیونکہ
منفعت علم جامع بجال دنیا و آخرت ہی بالجملہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور لیکر مقام سدرہ پر لایا
اور مجھے رخصت کیا مین نے کہا اسوقت مجھے کیون تنہا چھوڑتا ہی کہا یا رسول اللہ مجھے یہانسے آگے بڑھنے کی طاقت نہین ہی وما منا الا له
مقام معلوم مین یہانتک آپکے ساتھ تھا اب آپ تشریف لیجائیے خواجہ عالم نے فرمایا تمنے اقرار کیا تھا میرے ساتھ رہنے کا اور کہا تھا انا
معک الی اللہ پھر کسواسطے یہان ٹھہرتے ہو یہ کہکر حضرت نے جبرئیل کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم اپنی جانب کو کھینچا جبرئیل نہایت خوف
سے مثل عصفور ہو گئے اور رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ مجکو میرے مقام پر پہونچا دو اگر ایک انگلی کے برابر آگے بڑھونگا تو جلال کبریائی سے جل کر
خاکستر ہو جاؤن او دنوت انملة لاحترقت تب حضرت نے دست مبارک سے اشارا کیا اور انکے مقام پر کہ پانسو برس کی راہ وہانسے تھا
پہونچایا اور ایک روایت ہی کہ فرمایا جب سدرہ سے آگے بڑھا تو جبرئیل نے کہا آپ آگے چلیے مین نے کہا تم چلو کہا یا محمد تقدم فانک اکرم علی اللہ
منی سو مین آگے بڑھا اور چلا جبرئیل پیچھے چلے پھر پہونچایا مجکو حجاب سندس تک اور اسکو ہلایا آواز آئی کہ کون ہی کہا مین ہون جبرئیل
اور میرے ساتھ محمد ہین فرشتہ نے حجاب کے اندر سے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر حجاب کے پرے سے آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر
پھر فرشتے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ حجاب کے پرے سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا پھر فرشتے نے کہا اشہد ان محمد رسول اللہ

اور حجاب کے پیچھے سے آواز آئی صدق عبدی انا رسالت محمدؐ پھر فرشتے نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح دوسرے حجاب سے آواز آئی صدق عبدی
ودعا الی عبادی پھر سنا مین نے کہ آواز آئی یا محمدؐ اکمل اللہ بک لشرف علی الاولین و الآخرین پھر اس فرشتے نے پردے کے اندر سے میرا ہاتھ پکڑا
اور مجھے اٹھا لیا جبرئیل وہین کھڑے رہ گئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل ایسے مقام مین مجھسے کیون جدا ہوتے ہو کہا یا رسول اللہ وما منا الا لہ مقام
معلوم اس سبب سے کوئی فرشتہ اپنے مقام سے بڑھ نہین سکتا مگر آج کی رات آپکے سبب سے یہانتک پہونچا ہون نہین تو کبھی سدرہ سے آگے نہین بڑھا فائدہ
جبرئیل کے قول سے معلوم ہوا کہ ہر فرشتہ کا مقام معلوم ہے و معین لیکن فضل انسان بشر کو مقام معین کی قید نہین اسواسطے حضرت سرور انبیا کو مقام معلوم نہ
تھا غرض مین آگے آیا حضرت نے پھر وہانسے تنہا روانہ ہوا اور ستر ہزار حجاب نور و ظلمت کے طی کیے اب براق بھی رہ گیا اور رفرف سر نورانی آیا اسپر سوار ہو کے
نیچے عرش تک گیا اور ایک روایت ہے کہ بعد جبرئیل کے میکائیل آئے کہ حضرت نے انکے پرون پر پاے سر قدم رکھے تو میکائیل لیچلے اور
کئی دریا اسنے اپنے بازو کے زور سے طی کیے پھر پردے آئے ہر پردہ پانسو برس کی راہ انکو بھی طی کیا پھر حجاب آئے ہر حجاب ایک ہزار
برس کی راہ تھا وہان میکائیل ضعیف ہوے اور اڑنے سے تھکے اور عذر خواہی کر کے پھرے تب اسرافیل نے اپنے پرون پر اٹھایا
اور انھون نے حجابات چند طی کرائے پھر حجاب قدرت آیا اسکو بھی طی کیا جب حجاب عظمت آیا تو اسرافیل تھک رہے اور عذر کر کے
لوٹے پھر رفرف آیا حضرت فرماتے ہین کہ وہ ایک موتی سفید کا بنا ہوا ہے اسنے سلام کیا اور اسکی تسبیح و تہلیل کا آوازہ ملکوت مین پڑا ہوا تھا
سو مین نے قدم اپنا رفرف کے سر پر رکھا اسنے ایک حرکت مین ساق عرش پر پہونچایا اور اسنے حجاب مروارید و یاقوت و نور و ظلمت کے
کہ ستر ہزار تھے طی کرائے اور پردہ داران عرش مین پہونچایا وہان ستر ہزار پردے دیکھے بعضے مروارید کے اور بعضے یاقوت کے
اور بعضے جواہر کے سو رفرف نے طی کرائے جب ایک پردہ رہ گیا تو رفرف قدم کے نیچے سے غائب ہو گیا اور ایک بڑا موتی سفید کا
نظر آیا اسنے اٹھا کر وہ پردہ طی کرایا جب حجاب کبریا آیا وہ بھی غائب ہوا اور کوئی سواری میرے پاس نہ رہی مین اس میدان مین
حیران تھا خطاب ہوا اے حبیب میرے آؤ اور اس پردہ کو طی کر نگاہ کی مین نے حجاب طی ہوا اور کئی قدم نیچے رہا پھر خطاب آیا
اُدن منی پاس آ میرے ہر بار مین اسی خطاب سے مشرف ہوتا تھا اور قدم رکھتا تھا جسقدر مسافت زمین سے وہان تک
طی ہو چکی تھی ہر قدم مین طی ہوتی تھی ہزار مرتبہ خطاب اُدن منی کا سنا مین نے آخر وہانسے ترقی کر کے رتبہ دنی پر پہونچا اور وہانسے
درجہ فتدلی پر پہونچا اور وہان سے خلوت خانہ فکان قاب قوسین او ادنی سے کامیاب ہوا اور محرم اسرار فاوحی الی
عبدہ ما اوحی ہوا روایت ہے کہ آخر الامر آنجناب ایسے مقام پر پہونچے کہ تحت و فوق و یمین و شمال سے منزہ تھا پس اللہ تعالے
او حضرت مین ایسی واقفیت کلیہ متحقق ہوئی کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوئی اور ایک کا مقبول دوسرے کا
مقبول ہوا اور جو کلمہ و کلام واقع ہوا ہے اسکا بیان خالی از اشکال نہین ہے کیونکہ جب حبیب حبیب سے ملتا ہے تو کسی
طرح کی بات چیت ہوتی ہے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرب الٰہی کے اعلی مقام پر پہونچے تو آپنے بزبان حال کہا
اب مین یہانسے نجاؤنگا ارشاد ہوا کہ اے محمد فی الحال یہانسے جانا بہتر ہے تا گمراہون کو ہدایت ہو اور مین قاعدہ ہون کہ تجکو
پھر یہان لاؤن اور جب خلق سے ملال پہونچے تو روے نیاز قبلہ گاہ نماز کی طرف لانا اسوقت اسی مقام مین ہو گے چنانکہ

جب کبھی حضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا تو نماز شروع کر دیتے تھے نقل ہی کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین عرش معلی کے نیچے پہونچے تو خوف
لاحق ہوا اُسی دم ایک قطرہ شیرین بامزہ دہن مبارک مین گرا کہ علم اولین و آخرین کشف ہو گیا روایت ہی کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہا السلام
نے کہ مین نے ایک روز حضرت سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپسے کیا کیا کلام فرمائے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتین
فرمائین ایک یہ کہ مین رزق و روزی بندگان کا ضامن ہون اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہین کرتی دوسرے یہ کہ تیری
امت کے واسطے مین نے جنت بنائی ہی مگر وہ رغبت اسطرف نہین کرتی تیسرے دوزخ اُنکے دشمنون کے واسطے بنا ہی اور امت تیری
ساعی اُسی مین جانے کی ہی چوتھے خلوت مین گناہ کرتی ہی اور مجھسے نہین شرماتی اور بندون سے بخوف ملامت ڈرتی ہی پانچوین
مین کل کا کام اُسسے آج نہین لیتا اور وہ برسون و مہینون و ہفتون کا رزق مجھسے طلب کرتی ہی چھٹے مین روزی اُسکی دوسرے کو
نہین دیتا اور وہ میری عبادت و طاعت غیر کو دیتی ہی یعنے ریا کے طور پر طاعت کرتی ہی اور غیر کو میری عبادت مین شریک
کرتی ہی ساتوین تیری امت غیر سے عزت چاہتی ہی حالانکہ عزت دینے والا مین ہون آٹھوین نعمت مین دیتا ہون شکر اور کا
کرتی ہی نوین مین اُنکی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتون سے نہین کرتا اور امت تیری اندک رنج و بلا مین لوگون سے میری
شکایت کرتی ہی روایت ہی کہ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ سخنان
پوشیدہ معراج سے کوئی بات ارشاد ہو فرمایا کہ اللہ نے کہا ای محمد امت سابقہ جو گناہ کرتی تھی عذاب نازل کرتا تھا اور جو یہ امت گناہ
کرتی ہی تو پردہ ڈالتا ہون روایت ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے ای محمد تیری امت دو قسم ہی مطیع و عاصی مطیعون کی طاعت میری
رضا سے ہی اور عاصیون کی معصیت قضا سے پھر جو میری رضا سے ہی مقبول ہی کہ مقتضائے کرم یہی ہی اور جو میری قضا سے ہی وہ
لائق عفو ہی کہ یہی مقتضائے رحمت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے کہا ای محمد کچھ استدعا کر عنایت کرون حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا الٰہی تو میرے مطلب سے آگاہ ہی فرمایا تقصیرات امت سے غمگین رہتا ہی سو تقصیرات فرائض مین تو شفیع ہی اور
تقصیرات سنن مین مین شفیع ہون اور بعض ثقات نے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مجھے وحی ہوئی ای محمد مجھ مین اور تیری
امت مین کئی شرطین ہین اول جو کوئی اطاعت کریگا اُسے رد نہ کرونگا اور بقدر استطاعت اُس سے اطاعت چاہونگا نہ لائق اپنے
اور جزا اُسکی کرم کے موافق دونگا دوسرے جو کوئی گناہ سے توبہ کریگا قبول کرونگا تیسرے ہفت اندام پر نظر کرونگا اگر چھ عضو گناہ سے
ملوث ہونگے اور ایک مشغول بہ طاعت تو عضو مطیع کے طفیل سے سب کو بخشونگا چوتھے مین دل کو دیکھتا ہون اگر گناہ کرکے
پشیمان ہوتا ہی تو عفو کرتا ہون پانچوین جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہین کرتا اور نادم ہوتا ہی تو اُسکو درد و بیماری دیتا ہون
تاکہ کفارہ گناہ ہو جائے چھٹے افعال تیری امت کا شمار بفضل کرتا ہون نہ بہ عدل اگر طاعت زیادہ ہوتی ہی تو اُسکی جزا دیتا ہون
اور جو معصیت زیادہ ہوتی ہی تو اُسکے ظلم کرنے والے پر رکھتا ہون ساتوین تیری امت کا حساب کرم سے کرونگا اور گناہ اُنکے
اپنے فضل سے بخشونگا اور جنت مین رحم سے لیجاؤنگا اور بعض روایات مین آیا ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم
اپنی امت کو پانچ پیغام میرے پہونچاؤ پہلا یہ کہ اگر تم کسی کو بسبب احسان کرنے کے دوست رکھو تو مجھی کو دوست رکھو کیونکہ محسن

تمپر بہت احسان کیے ہین دوسرا اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو کہ مین زیادہ اُنسے قدرت رکھتا ہون تیسرا اگر کسی سے امید رکھو کہ مراد کو پہونچینگے تو مجھی سے امیدوار ہو کہ مرادین دینے والا مین ہون اور حاجات برلانے والا مین ہون اگر دعا مانگو تو مجھی سے مانگو اور عجز والتجا کرو تو مجھی سے کرو چوتھا اگر کسی سے شرم رکھو جفا کرنے مین تو بہتر ہی کہ مجھسے رکھو کہ تمسے جفا کاری ہوتی ہی اور مجھسے وفاداری پانچوان اگر کسی کی خدمت کرو جان ومال سے تو بہتر ہی کہ مال کو میری راہ مین صرف کرو اور جان وتن کو میری خدمت مین حاضر کرو کہ مین خُلف وکذب سے منزہ اور غرض وطمع سے مُبرا ہون حدیث شریف مین وارد ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مین نے اللہ کو اچھی صورت مین اور مجھسے حق تعالی نے پوچھا کس بات مین ملائک ملاء اعلی کے جھگڑتے ہین مین نے کہا الٰہی تو عالم ہی سو رکھی اللہ تعالی نے ہتیلی اپنی درمیان دونون شانون میرے کے کہا پایا مین نے اثر رحمت وراحت کا درمیان دونون پستان اپنی کے پھر جو کچھ آسمان وزمین مین مغیبات سے تھا کھل گیا پھر پوچھا مجھسے ای محمدؐ کچھ جانتا ہی فرشتے کیا کہتے ہین مین نے کہا کفارات یعنی عبادات مین کلام کرتے ہین فرمایا کیا ہین کفارات مین نے کہا الکفارات اسباغ الوضوء فی المکارہ والمشی بالاقدام الی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ یعنے پوشیدہ کرنے والی گناہون کی تین چیزین ہین پہونچانا پانی وضو کا مقامات وضو مین وقت سرما وشدائد نفس کے اور جانا پیادہ واسطے جماعت نمازون کے اور انتظار نماز کرنا بعد ادائے نماز کے جو کوئی ان تین چیزون پر قیام کرے زندگانی اُسکی بوجہ احسن بسر ہو اور اس عالم ناپائیدار سے نیکنامی کے ساتھ عالم پائیدار کو جائے اور گناہون سے پاک رہے اور ایک روایت مین ہی کہ جب عضو بین الکتفین خواجہ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کف کفایت الٰہی سے مشرف ہوا اور جملہ مغیبات ارض وسماوی منکشف ہوگئے تو حضرت حق نے پوچھا فیم یختصم الملاء الاعلی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا فِی الْکَفَّارَاتِ وَالْمُنْجِیَاتِ وَالدَّرَجَاتِ وَالْمُهْلِکَاتِ حق تعالی نے فرمایا صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ پھر فرشتون کو خطاب ہوا کہ ای ملائکہ تمہے حلال مشکلات کو پایا پوچھو اس سے جو مشکل ہو اسرافیل نے پوچھا یا محمد کیا ہین کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الخ فرمایا حق نے سچ کہتا ہی تو ای محمد صلعم پھر میکائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہین درجات یعنے جس سے بندون کے درجے بلند ہوتے ہین فرمایا اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلٰوۃُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ یعنے کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا اور رات مین نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہون حق تعالے نے فرمایا صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ پھر جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہین منجیات یعنے نجات دینے والی چیزین عذاب الٰہی سے کیا ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَشْیَۃُ اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَالْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَالْعَدْلُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ یعنے ڈرنا اللہ سے پوشیدہ وظاہر ومیانہ روی درویشی وتونگری مین اور راستی غضب وخوشی مین یا یہ معنی ہین کہ ظاہر وباطن مین اللہ سے ڈرنا اور تنگی وفراخی مین رضامند رہنا اور غصہ مین حد سے تجاوز نہ کرنا فرمایا حق تعالی نے صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ پھر عزرائیل نے پوچھا کیا ہین مہلکات یا محمد فرمایا حضرت نے شُحٌّ مُطَاعٌ وَہَوًی مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ یعنی بخیلی

اطاعت کی گئی کہ جو کہے اُسپر عمل کرے اِشیطان کے کہے پر چلنا اور ہوائے نفس کی پیروی کرنا اور اپنے نفس کو نیک اعتقاد
کرنا حق تعالی نے فرمایا صدقت یا محمد نقل ہے کہ چار لاکھ یا چار ہزار برس سے ان چارون مسئلون مین یہ چار دن فرشتے
گفتگو کر رہے تھے اور جواب نہین جانتے تھے شب معراج مین آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے خاطر جمعی ہوئی جبکہ جواب پائے
بعض اہل سیر نے یہ وجہ بھی معراج کی لکھی ہے لیکن لا یعبا بہ کیونکہ اصل وجہ ملاقات حبیب تھی اور سب تاویلات ہین بالجملہ جب
حضرت محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم عرش مجید پر پہونچے تو ارشاد ہوا کہ ثنا کر میری تب حضرت صلعم نے
کہا التحیات للہ والصلوات والطیبات حق تعالی نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر حضرت صلعم نے
کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ ملکوت نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو یکبارگی سب پکار اُٹھے اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہ مین کورنش وتسلیم ہوا
اور خداوند تعالی کا السلام علیک تا آخر فرمانا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بمہربانی وتوقیر لیتے ہین پھر آنجناب کا السلام
علینا آخر تک کہنا ایسا ہی جیسے عالی ہمت مقربان بادشاہی بوقت توجہ بنسبت بخود اورون کو یاد فرماتے ہین تا کہ وہ بھی
مشمول مراحم ہون اور ملائکہ کا اشہد ان لا الہ الخ کہنا گویا بادشاہ کی اور اُس مقرب کی تعریف ہے اور قعود نماز مین پڑھنا
اسی واسطے مقرر ہوا کہ حال معراج یاد آوے کیونکہ قعود جملہ صورتون سے زیادہ دلالت توقیر پر کرتا ہے نقل ہے کہ جب
خداوند تعالی نے قلم کو پیدا کیا تو فرمایا لکھ قلم نے کہا کیا لکھون فرمایا لا الہ الا اللہ چار ہزار برس مین قلم نے یہ کلمہ لکھا پھر حکم ہوا
لکھ قلم نے عرض کیا کیا لکھون ارشاد ہوا محمد رسول اللہ چار ہزار برس مین قلم نے یہ اسم مبارک لکھا پھر نالان ہو کر بولا
یہ کون ہے جسکا نام نامی تیرے اسم گرامی کے پاس لکھا ہے خطاب ہوا کہ یہ اسم محمد عربی نبی آخر الزمان کا ہے قلم کو عشق پیدا
ہوا اور بے اختیار بول اُٹھا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حق تعالی نے آنجناب کی نیابت کرکے جواب مین
فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر وہ سلام وجواب امانت رکھا گیا شب معراج مین آنجناب کو پہونچایا اور
جواب اپنا آپکی زبان سے کہلایا اسی واسطے سلام سنت ہے اور جواب فرض اور اسمین اشارت ہے کہ سلام قلم کا اللہ
تعالی نے ضایع نہین کیا ہم امیدوار ہین کہ صلوۃ وتسلیمات ہماری کہ آج ہم آنجناب صلعم پر بھیجتے ہین فردائے قیامت
آنکو پہونچاویگا اور سبب مغفرت سیآت وباعث رفع درجات کریگا اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عباد صالحین کو معراج مین یاد فرمایا اور گنہگارون کو یاد نہ کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا السلام علینا اسمین گنہگارون کا
شمول ہے اور عباد صالحین کو علیحدہ کیا ہے اور انکو اول بنظر غریب پروری یاد کیا ہے کیونکہ مستحق کرامت گنہگاران کی مدد
بعد اسکے پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور مراجعت کا حکم ہوا چنانچہ حضرت سید المرسلین جسطور سے مقام مقصود تک
تشریف لائے تھے اسی طرح مقام جبرئیل علیہ السلام تک پہونچے حضرت جبرئیل نے التماس کیا مبارک ہو آپ بہترین
خلائق ہین مشیت اللہ نے آپکو ایسے مقام پر پہونچایا کہ کسی مخلوق آدمی کو نصیب نہین ہوا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب

ہے

ملاحظہ بہشت ودوزخ

وہان گیا یہ کرامت آپ ہی کو مخصوص ہوئی اسکا شکر کیجیے کہ ان اللہ یحب الشاکرین سو حضرت نے شکر کیا بعد اسکے جبرئیل حضرت کو بہشت مین لیگئے تو وہان کے لوگ اکثر فقیر و درویش نظر آئے پھر دوزخ دیکھی تو وہان متکبر و جبار و ظالم نابکار دیکھے پڑے پھر عزرائیل سے ملاقات ہوئی آپنے سفارش امت کے واسطے فرمائی کہ قبض روح مین تکلیف نہ دینا پھر وہان سے چلکر حضرت موسی سے ملے انھون نے کہا پچاس وقت کی نماز تمھاری امت سے ادا نہوسکیگی استدعائے تخفیف کرنا چاہیے حضرت اُلٹے پھرے اور درخواستِ تخفیف کی چالیس وقت کی نمازین رہین پھر حضرت موسی کے پاس آئے اور فرمایا دس وقت کی تخفیف ہوئی ہے حضرت موسی نے کہا آپکی امت سے ادا نہوسکیگی لہذا حضرت رحمۃ للعالمین پھر تشریف لیگئے تو دس وقت کی اور تخفیف ہوئی جب پھر حضرت موسی کے پاس آئے انھون نے پھر واپس بھیجا کہ آنحضرت پھر تشریف لیگئے تو دس وقت کی اور کم ہوئی بالجملہ پانچوین بار مین پانچ وقت کی نماز باقی رہی تب بھی حضرت موسی علیہ السلام نے مبالغہ کیا تھا مگر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار دربارِ بے نیاز مین عرض کرنے سے شرم آتی ہے اب مین اسپر راضی ہوا اسی وقت حضرت عزت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ ای محمد ایک ایک وقت کی نماز دس دس کے برابر قبول کرونگا کہ پچاس ہو جائینگی انتہی مواہب صوفیہ مین لکھا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتین تھین بشری ملکی حقی کما قال اللہ انما انا بشر مثلکم وقال علیہ السلام انی لست کاحدکم ابیت عند ربی ہو یطعمنی ویسقینی ولی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اور حق جل علی نے ہر ایک صورت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا صورت بشری کلمات مرکبہ جسطرح قل ہو اللہ احد اور صورت ملکی سے بحروف مفردہ جیون کہیعص حمعسق اور بصورت حقی مبہم فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور دلیل صورت ثالثہ ہر ایک یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من رانی فقد رای الحق الحاصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ جبرئیل علیہ السلام ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف لائے حضرت عمار کی روایت مین تین ساعت اس سفر مین گذرین اور وہب ابن منبہ و ابن اسحق کے قول پر چار اور ایک سیر لکھتے ہین کہ حضرت نے وقت معاودت صحرائے ذی طوی مین جبرئیل سے فرمایا کہ قریش اس واقعے کی انکار کرینگے کہا کچھ ڈر نہین ابوبکر تصدیق کریگا اول اور وہ ہی صدیق اس مقام سے مفہوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کو اللہ تعالی نے یہ سب حالات دکھلائے تھے چنانچہ مواہب صوفیہ مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ای رب اول جلال کبریائی سے متوحش تھا جبکہ آواز ابوبکر کی آئی قف یا محمد فان ربک یصلی تب اطمینان ہوا اور اللہ نے فرمایا اسی واسطے آواز ابوبکر کی سنائی کہ وہ تیرا بڑا دوست ہی انتہی اور مراد صلوۃ سے اس جگہ رحمت خدا ہی ام ہانی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میرے گھر مین تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبرئیل رات کو مجھے بیت المقدس مین لیگئے وہانسے افلاک پر اور قبل صبح پھیر لائے ام ہانی کہتی ہین کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اس راز کو منکرون کے روبرو نکہنا وہ جلد کر دشمنی کرینگے فرمایا واللہ ای ام ہانی مین کہونگا حضرت عباس رض سے روایت ہی کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع حجر مین جلوہ افزا تھے

فضیلت صدیق

کہ ابوجہل لعین آیا اور از روے تمسخر و مضحکہ بولا کچھ نیا استفادہ کیا فرمایا ہان رات کو مین نے سفر کیا آسکے کہا کہان کا حضرت نے بالتفصیل
معراج کا حال فرمایا کہا رات کو گئے صبح کو پھر آئے بھلا اورون سے بھی بیان کروگے فرمایا ہان سب سے کہونگا ابوجہل نے بنی کعب و بنی لوی کو
آواز دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تقریر تفصیلی کو اعادہ کیا انھون نے سر اپنے
پیٹے اور ہاتھ ملے بعد اسکے ابوجہل نادانی سے مع جماعۂ بنی کعب و لوی ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور تمام احوال حضرت کی زبانی بیان کیا
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ حضرت نے فرمایا ہی سب سچ ہی سر مو تفاوت نہین خدا کی قدرت سے بعید نہین دیکھو جبرئیل
ایک آن مین آسمان ہفتم کے اوپر سے آتے ہین اور پھر جاتے ہین وہ مردود و شرمندہ ہوا بعد اسکے بعض قریش نے جو کہ بیت المقدس
دیکھ چکے تھے وہ نشانیان پوچھنے لگے حضرت نے باعانت عالم الغیب ایسے ٹھیک نشان بتلائے کہ رہنے والا وہان کا بھی بیان نہ کر سکے
اور سبب ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصی کے صفات بیان کرنے مین کچھ شبہہ پڑا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پرون پر
بیت المقدس کو لاکر عقیل بن ابیطالب کے گھر کے متصل سامنے رکھدیا تھا پھر قریش نے پوچھا کہ قافلے راہ مین ہین کسی کو دیکھا
فرمایا آیا مین روحا کے اندر ایک قافلے پر گیا تو اونٹ کھو گیا تھا اُسے ڈھونڈھتے تھے اور منزل پر پانی کا پیالا بھرا رکھا تھا مین نے
اُسکا پانی پیا جب وہ تلاش کرکے آئے تو پیالا ویسا ہی پر لا جب وہ آوین سب پوچھ لینا اور فرمایا کہ جب پہونچا مین ذی مر مین ایک
قافلے پر تو دو مرد ایک اونٹ پر سوار ملے اُنکا اونٹ میرے براق کو دیکھ کر بھڑکا ایک آدمی گر پڑا اُسکا ہاتھ ٹوٹ گیا جب آوین پوچھ لینا
پھر قریش نے کہا ہمارے گھر کا قافلہ کہان دیکھا تھا فرمایا تنعیم مین اور جتنا اُنکے پاس اسباب تھا اور جتنے اُس قافلے مین آدمی تھے
ایک ایک کو نام بنام بیان کیا اور کہا دو اونٹ خاکستری رنگ تھے مخطط غرارے لدے تھے وہ دونون آگے آگے قافلے کے تھے
اور فرمایا یہ قافلہ پرسون وقت طلوع آفتاب آئیگا پھر وہ لوگ حضرت کے پاس سے گئے اور کہا واللہ لقد قص محمد شیئا بینۃ یعنے قسم
خدا کی محمد نے بیان کی ٹھیک بات مگر باین ہمہ دل مین پیچ و تاب کھاتے اور کہتے کہ جہانتک ہوسکے سب باتون کو تحقیق کرنا
ضرور ہی کوئی بات تو خلاف نکلیگی اُسی کو ذریعہ تکذیب کرینگے چنانچہ بروز موعود بعض منکر فجر کے وقت گھر سے نکل راہ مین بیٹھے اور
طلوع شمس کے منتظر ہوے اور قافلے کو تاکنے لگے اور اپنے ٹھاکرون کے نام لیکر دعا مانگنے لگے کہ قافلہ نہ آوے اتنے مین کسی نے کہا کہ وہ قافلہ
آیا سب نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو قافلہ چلا آتا ہی جب پہونچ گیا تو وہ باتین پوچھین جو حضرت نے فرمائین تھین سب درست نکلین قریش
مغموم ہوے اور اپنی شرارت سے کہنے لگے ہذا سحر مبین روایت ہی کہ جس روز معراج کے سفر سے حضرت تشریف لائے علی الصباح
جبرئیل علیہ السلام آئے صبح سے عشا تک پانچ وقت کی نماز سید المرسلین و جمہور صحابہ کے ساتھ اول وقت بہ امامت ادا کی دوسرے
دن پھر نماز کے آخر وقت آئے اور اسی طرح آخر وقت بہ امامت نماز پڑھی تب حضرت صلعم کو اول و آخر وقت ہر نماز کا معلوم ہوا
اور ہر نماز مین سواے مغرب کے دو دو رکعت فرض ہوئین تھین پھر بعضی نمازون مین دو رکعت اور شکرانہ کی زیادہ ہوئین اسی
واسطے سفر مین قصر کا حکم آیا اور چونکہ مغرب مین تین رکعت فرض ہوئین تھین انکو سفر مین بدستور رکھا یعنے ظہر و عصر و عشا کی
دو دو رکعتین پڑھنا سفر مین فرض ہی اور جب کوئی مقیم مسافر کا مقتدی ہو تو مسافر دو رکعتین پڑھ کر سلام دے اور مقیم اپنی نماز

تعین اوقات نماز

پوری کرے لیکن نماز مین سواے رکوع و سجود کے کچھ پڑھنا نہ چاہیے کذا فی الدر المختار فائدہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
تفسیر کریمہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مین فرماتے ہین کہ دنی یعنی نزدیک ہوے محمد صلعم اپنے پروردگار سے بکیف
فتدلی پس اُٹھایا حجاب کو اور حضرت اُس حجاب کے اندر گئے پھر اُس حجاب کو بدستور چھوڑ دیا وہان کسی ملک مقرب کی گنجائش نتھی
اور حضرت کو پھر کسی نے نہین دیکھا اور حضرت نے حجاب بے نہایت طی کیے حتی کان بین الحبیب و المحبوب قاب قوسین یعنی یہانتک
کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر دو قوس کے کذا فی تاج المذکورین اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ جب حضرت نبی کریم
جبرئیل سے جدا ہوے تو سات اور مقام طی کیے کہ جبرئیل اول مقام سے بھی خبر نہ تھے پس اس کریمہ کے معنی مشکل ہین اور بعض ارباب
حال نے لکھا ہی کہ قوسین سے مراد حاجبین ہین یعنی دونون ابرو سے زیادہ قرب ہوا اور ادنی عبارت ہی آنکھ کی سیاہی و سفیدی
سے یعنی قرب حضرت کا جناب الٰہی مین ایسا تھا جسطرح قرب دو ابرو کا باہم بلکہ اس سے بھی نزدیک تر تھے جسطرح سپیدی
آنکھ کی سیاہی سے ملی ہوتی ہی اور بعضون نے کہا ترک نفسہ فی السماء فتدلی و ترک قلبہ فی سدرۃ المنتہی و ترک روحہ بقاب
قوسین او ادنی فبقی السر و ربہ یعنی چھوڑا اپنے نفس کو آسمانون پر پھر آگے بڑھے اور چھوڑا دل مطہر کو سدرۃ المنتہی پر اور چھوڑا
روح کو قاب قوسین و ادنی کے مقام پر باقی رہا سر اُسکا اور پروردگار اُسکا تو کہا نفس نے کہان ہی دل اور دل نے کہا کہان ہی
روح اور کہا روح نے کہان ہی سر اور کہا سر نے کہان ہی دوست فرمایا خدا نے ای نفس تیرے واسطے نعمت ہی اور مغفرت اور ای دل
واسطے تیرے عشق و محبت ہی اور ای روح تجھکو بزرگی و نزدیکی ہی اور ای سر مین تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہی فذلک قوله او ادنی
اسواسطے کہا تاکہ حضرت کا قرب دریافت ہو اور تفسیر تیسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا تفسیر مین کریمہ مذکورہ کے
فرق تھا درمیان دونون کے برابر دو ہاتھ یعنی قوسین بمعنی ذراعین کے اور ذراع کو قوس اس لیے کہتے ہین کہ قیاس کیا جاتا ہی اُس سے
شروع بلکہ دو ہاتھ سے بھی فرق کم تھا بس تھا کوئی ملانے والا اور منع کرنے والا قرب و بعد مین تمکن و نظر سے خدا کی طرف یعنی ایسے
ملے ہوے خدا سے تھے جسطرح دنیا مین وزرا و امرا بادشاہون سے کان ملائے باتین کیا کرتے ہین اور ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے
کسی نے معنی دنی فتدلی کے پوچھے فرمایا ہمین جبرئیل کو گنجائش نہین پھر نوری کی کیا حقیقت ہی اور کون ہی نوری جو انکشاف اس
سر کا کرے پھر کہا دنی بعد کے پیچھے ہوتا ہی وہان بعد کہان اور تدلی مکان مین ہوتا ہی مکان کا وہان کیا امکان اور فکان عبارت
زمانہ سے ہی زمانہ وہان کہان اور قاب اشارہ مقدار کا ہی اور مقدار کا وہان کیا شمار ہی اور قوسین کنایہ ہی مثال کا اور مثال کا وہان
کیا خیال اور او کلمہ ہی شک کا شک خود وہان معدوم ہی اور ادنی مبالغہ ہی دونون مین یعنی نزدیک تر یہان نزدیک تر کی کیا گفتگو ہی
یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہی اور علم جمیع خلائق کا اس آیت کی تفسیر مین معترف بہ قصور ہی اور بعضے تفسیر اس آیت کی یون
کرتے ہین کہ دنی عبد یعنی گیا پروردگار کے پاس حالت عبودیت ہین فتدلی فرداً اور آیا وہان سے مرتبہ فردانیت مین دنی ملکیا
ملکہ کا رہنے والا فتدلی ملکیا دنی فرشیاً فتدلی عرشیاً دنی مجاہدۃ فتدلی مشاہدۃً یعنی آیا وہان سے فرشتہ خو ہو کر جاتی دفعہ فرشی تھا
آتی دفعہ عرشی ہوا گیا مجاہد اور آیا مشاہد و دنی طالباً فتدلی واصلاً یعنی گیا طالب اور آیا مطلب کو پہونچ کر دنی دمعۃ الرحمۃ

فتدلی و معناہ الرحمۃ یعنی گیا تو اسکے ساتھ شفقت تھی اور آیا تو اسکے ساتھ رحمت تھی دنی افتقارا فتدلی افتخارا یعنی گیا حالت فقر میں اور آیا مفتخر ہوکر دنی سناء فتدلی سناء یعنی گیا مذاکرتا ہوا پس آیا نجات پاکر دنی مادحا فتدلی ممدوحا یعنی گیا مدح کرتا اور آیا ممدوح دنی شاکرا فتدلی مشکورا یعنی گیا شکر کرتا ہوا اور آیا مشکور ہوکر اور حکمت ذکر قوسین مین یہ ہی کہ جب اہل عرب باہم عہد باندھتے تھے اور چاہتے تھے کہ پھر وہ عہد نہ ٹوٹے تو دونون عہد باندھنے والے اپنی کمانین لاتے اور کمانون کو ملاتے اور ایک دفعہ اپنی کمانون کا قبضہ پکڑتے اور ایکساتھ کھینچکر تیر چلاتے اس بات سے گویا عہد ہوجاتا پھر کوئی اس عہد سے ہرگز نہ پھرتا تھا جو رضا اسکی وہ رضا اسکی پس آیۂ کریمہ سے اشارہ ہی کہ خداے تعالی کو حضرت سے اسقدر قرب و محبت ہی کہ جو مقبول ہی رسول اللہ کا وہ مقبول ہی خدا کا اور جو مردود ہی رسول خدا کا وہ مردود ہی خدا کا چنانچہ کلام مجید مین کئی جگہ واقع ہی اور بعض اہل تفسیر نسبت دنو کی جبرئیل سے کی ہی ای دنی جبرئیل من الارض یعنی نزدیک ہوے جبرئیل زمین سے یعنی آسمان سے زمین پر آیا فتدلی ای فاسترسل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی پیام الٰہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا تو وہ پیغام بدرقہ ہوا معراج کی راہ کا فکان قرب منہا قاب قوسین ای قدر ذراعین یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اور جناب کبریا مین برابر دو گوشہ کمان کے قرب تھا اور بعضے کہتے ہین ثم دنی یعنی نزدیک ہوے حضرت سرور کائنات خداے عزوجل سے فتدلی پس سجدہ کیا خداوند رب العزت کو اور سجدہ عبادت ہی حصول قرب سے حدیث مین آیا ہی اقرب مایکون العبد من ربہ ان یکون ساجدا یعنی بندہ کو سجدہ کرنے کے سبب سے خدا کے نزدیک قرب حاصل ہوتا ہی کذا فی الزاہدی اور بعضے کہتے ہین دنی اشارہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے مقام کا اور فتدلی اشارہ ہی مقام قلب سے اور قاب قوسین اشارہ ہی مقام روح سے اور او ادنی سے اشارہ ہی سر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چار مقام پر ذات اور دل اور روح اور سر ہر ایک اپنے مطلب کو پہونچے مثلاً ذات مطہر آپکی مقام خدمت مین اور دل مقام محبت مین اور روح مقام قرب مین اور سر مقام مشاہدہ مین فائدہ در بیان بعضے عجائبات جو حضرت سرور کائنات نے آسمان اول پر معائنہ فرمائے از انجملہ یہ ہی کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک گروہ فرشتون کا نظر آیا صفین باندھے اور سر جھکائے ادب سے کھڑے ہوے یہ تسبیح پڑھتے تھے سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ عبادت ان فرشتون کی یہی ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان جس دن سے آسمان بنا ہی اس دن سے قیامت تک انکی عبادت یہی ہی حق تعالی سے آپ بھی سوال کیجیے تو یہ طریقہ آپکی امت پر بھی لازم ہو سو مین نے خدا سے دعا مانگی اسی وقت یہ عبادت بخشش فرمائی کہ قیام نماز مین فرض ہوا انسان مسلمان کو واجب ہی کہ قیام کو نماز مین خوب ادا کرے اور تعہد اسکا یاد رکھے پھر حضرت نے پوچھا ای جبرئیل یہ فرشتے شمار مین کتنے ہونگے جبرئیل نے کہا تعداد انکی سواے خدا کے کسی کو معلوم نہین وما یعلم جنود ربک الا ہو یعنی نہین جانتا بندہ خدا کے لشکر کو مگر وہی خدا بعد اسکے حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام سے ملاقات کرکے آگے تشریف لیچلے تو ایک مرغ سفید عظیم الشان نظر آیا کہ ایک پیر اسکا عرش تک اور تحت الثری تک اور ایک بازو مشرق مین دوسرا مغرب مین اور سر یاقوت کا پر نور کے لگائے وظیفہ اسکا حمد خدا حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہی انھون نے کہا یہ طاؤس الملائکہ ہی یا یہ کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہی کہ جب رات آخر ہوتی ہی تو یہ فرشتہ پر اپنے جھاڑ کر کہتا ہی سبحان الملک القدوس الکبیر

حکمت ذکر قوسین

بیان بعضے عجائبات آسمان اول

المتعال لا الٰہ الا ھو الحی القیوم سو اُسکی آواز سے دنیا کے مرغ آواز دیتے ہین اور جاگ پڑتے ہین پھر ایک فرشتے کو دیکھا آدھا برف کا
در آدھا آگ کا ہی آگ برف کو نہین گلاتی برف آگ کو نہین بجھاتی جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ یہ رعد فرشتہ ہی اللہ نے اسکو ابر پر معین کیا ہی
جب ابر کو چلاتا ہی آواز رعد ظاہر ہوتی ہی جب اظہار غضب کرتا ہی برف پیدا ہوتی ہی کما قال اللہ تعالیٰ الم تر ان اللہ یزجی سحابا
طبرانی و بزار نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ اثناے راہ مین ایک جماعت نظر آئی کھیتی بوتی اُسی وقت کاٹتی ایک دانے کے
سات سو دانے حاصل کرتی حضرت جبرئیل نے کہا یہ لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ و منفقین للہ ہین کما ورد فی القران العظیم فی سورۃ البقرہ
مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ یعنی مثال اُنکے جو خرچ کرتے ہین اپنے مال
اللہ کی راہ مین جیسے ایک دانہ اُس سے اُگین سات بالیان ہر بالی مین سو سو دانے پھر کچھ لوگ نظر پڑے کہ فرشتے اُنکا سر پتھرون سے
کچلتے تھے پھر حالت اصلی پر ہو جاتے تھے پھر کچلتے تھے حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ نماز جمعہ و جماعت مین سستی کرتے ہین اور
رکوع و سجود کو باطمینان ادا نہین کرتے اور نماز بیوقت پڑھتے ہین کما ورد فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ یعنی پھر خرابی ہی
اُن نمازیون کی جو اپنی نماز سے بیخبر ہین پھر اور جماعت پر گذرے کہ بھوکے پیاسے ننگے طعام و شراب دوزخ کی طرف چارپایون کی طرح
جاتے ہین فرشتے اُنکو ہانکتے ہین جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو زکوۃ نہین دیتے اور فقیر پر رحم نہین کرتے اور صدقہ فطر و قربانی سے انکار
رکھتے ہین کما ورد وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ یعنی جو لوگ جمع کرتے ہین سونا اور
چاندی اور نہین خرچ کرتے اللہ کی راہ مین پس بشارت دے اُنکو عذاب سخت کی پھر ایک جماعت پر گذرے کہ اُنکے آگے اچھی اچھی نعمتین رکھی ہین
وہ نہین کھاتے اُنکے سامنے ایک دیگ مین گوشت پختہ و لطیف رکھا ہی اور دوسری دیگ مین گوشت خام و مردار ہی سو مردار کھاتے ہین
جبرئیل نے کہا یہ وہ مرد ہین کہ اپنی عورتون کو چھوڑ کر غیر عورتون کی طرف میل کرتے ہین اور یہ وہ عورتین ہین کہ اپنے خاوندون کو چھوڑ کر
اور مردون کی طرف توجہ رکھتی ہین اور یہ وہ ہین کہ مال حلال رکھتے ہین اور چوری و خیانت پر مصروف ہین کما ورد وَالْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ یعنی گندیان ہین گندون کے واسطے اور گندے واسطے گندیون کے اور روایت ہی کہ ایک عورت نظر پڑی کہ ننگی
آویختہ ہی اور ایک چھاتیون سے اور ایک پیرون اور ایک ہاتھون سے حضرت جبرئیل نے بروقت استفسار عرض کیا کہ اول زبان دراز تھی
دوسری وہ ہی جسنے بے اجازت شوہر کسی کو دودھ پلایا تیسری وہ ہی جو بلا اجازت باہر گئی چوتھی وہ کہ اُسنے اپنے خاوند کا مال ناحق
ضایع کیا پھر ایک شخص نظر آیا جسکی پیٹھ پر اسقدر بوجھ رکھا تھا کہ ہل نہ سکتا تھا باین ہمہ کہتا تھا کہ اور لا کے رکھو جبرئیل نے کہا یہ وہ ہی
جو امانت مین خیانت کرتا ہی اور باوصف اسکے کہ لوگون کے حقوق اسکی گردن پر ہین پر ظلم کیے جاتا ہی کما ورد يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ یعنی اے ایمان والو نہ خیانت کرو اللہ و رسول کی اور نہ خیانت کرو امانتون مین پھر ایک قوم
نظر آئی کہ آگ کی مقراضون سے لب و زبان اُنکے کاٹتے ہین پھر اُسی دم ویسے ہو جاتے ہین پھر کاٹتے ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ
خطیب فتنہ ہین اور ایک روایت مین ہی کہ یہ لوگ وہ ہین کہ جو دربار بادشاہی مین جاتے ہین اور اُنکی جھوٹی باتون کو تصدیق
کرتے ہین اور امر بالمعروف و نہی منکر نہین کرتے کما ورد فی سورۃ ھود وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ یعنی مت جھکو

آنکی طرف جو حد سے گذرتے ہین پھر چھوڑے تمکو آگ پھر ایک پتھر چھوٹا نظر آیا اسمین سے ایک گائے نکلی بہت بڑی وہ چاہتی تھی کہ پھر اسی پتھر
مین جاوٗن جا نہین سکتی جبرئیل نے کہا یہ وہ آدمی ہی جسنے بڑی بات منھ سے نکالی اور پشیمان ہوا طاقت نہین رکھتا کہ اسکو رد کرے پھر ایک
جنگل مین گذر ہوا کہ وہان سے خوشبویون کی لپٹین آتی تھین اور آواز خوش سنی جاتی تھی جبرئیل نے کہا یہ آواز بہشت ہی کہتی ہی یا آلہی
وعدہ وفا کر جو تو نے فرمایا ہی ارشاد ہوا ہی بہشت تیرے واسطے مسلمان مرد وعورتین ہین وَاَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا لَا اُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَقَدْ اَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ بہشت نے التماس کیا مین راضی ہوئی پھر ایک جنگل ملا کہ اس سے بوے بد و آواز ناخوش
آتی تھی جبرئیل نے کہا یہ آواز دوزخ ہی کہتی ہی یا آلہی وعدہ وفا کر اب زنجیرین وطوقین میری بڑھ گئین ہین ارشاد ہوا تیرے واسطے ہی ہر سرکش
ومشرک وکافرہ اور وہ جبار کہ منکر قیامت ہی دوزخ نے کہا مین راضی ہوئی اور بعض روایات مین ہی کہ بوے بہشت و دوزخ حضرت
صلعم کو آسمان ششم پر آئی تھی رسالہ معراجیہ مین ہی کہ حضرت صلعم ایک جماعت پر گذرے کہ آگ کی سولیون پر چڑھے ہین اور وہ سولیان
ایسی ہین جیسے خاردار درخت کہ راہ چلنے والون کے کپڑے پھاڑے جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو راہون مین بیٹھ کر مسافرون
ورا ہگیرون کو ایذا پہونچاتے ہین اور اشارون کنایون مین گالیان دیتے ہین کما قال اللہ تعالی وَیْلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَةٍ یعنی عذاب ہی
واسطے ہر سخن چین وبدزبان کے اور وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی مت بیٹھو ہر راہ مین ڈراتے
ہوا اور باز رکھتے ہو خدا کی راہ سے اور وَاِذَا مَرُّوْا بِہِمْ یَتَغَامَزُوْنَ یعنی جب مسلمان کافرون کے پاس نکلتے ہین تو کافر انکی طرف بچشم
ابرو سے اشارہ کرتے ہین اور بعض روایات مین ہی کہ حضرت صلعم نے ایک جماعت دیکھی ایسی کہ انکے منھ سیاہ آنکھین ازرق اوپر کے ہونٹھ
سرون پر نیچے کے ہونٹھ پاؤن پر پیپ لہو ہونٹھون سے بہتا ہی گدھون کی طرح چیختے تھے جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ آپکی امت کے
شیخوار ہین پھر ایک گروہ پر گذر ہوا کہ زبانین انکی سرون کی طرف کھنچتی ہین اور صورت مانند خوک ہی اوپر سے عتاب
نیچے سے عذاب ہوتا ہی حضرت جبرئیل نے کہا یہ لوگ جھوٹی گواہی دینے والے ہین اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے
روایت کی ہی کہ ایک قوم حضرت صلعم نے دیکھی جنکے پیٹ پھولے رنگ زرد ہتھکڑیان ہاتھون مین طوق گردنون مین
اٹھتے ہین تو اوندھے منھ گرتے ہین جبرئیل نے کہا یہ لوگ سود خوار و راشی ہین کما قال اللہ تعالی اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ
الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ یعنی جو لوگ کھاتے ہین سود نہین کھڑے ہوتے مگر
جیسا کھڑا ہوتا ہی وہ شخص جسکو دیوانہ کر دیا ہی شیطان نے مس سے یعنی دھکا کھاتا ہوا شیطان کے ہاتھ سے
فائدہ اس آیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ تصرف جن وشیاطین بدن آدمی مین یعنی روح ہوائی مین جائز وممکن ہی اسی کو
صرع الجن عربی مین اور آسیب وخبط عرف مین بولتے ہین اور نزدیک اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ بلکہ نزدیک اکثر
فرق اسلام کے مسلم ہی چنانچہ تفسیر نیشاپوری وغیرہ مین اسی آیہ کی تفسیر مین مذکور ہی کہ واکثر المسلمین علی ان
الشیطان قادر علی الصرع والقتل والایذاء بتقدیر اللہ تعالی اور سواے فرقہ معتزلہ کے کوئی مخالف نہین ہی اور معتزلہ نے
کچھ توجیہین رکیک اپنی تفسیرون مین لکھی ہین نقل ان واہیات کا بیجا ل محض ہی اور اناجیل اربعہ مین دس بندرہ قصے

تصرف جن وشیاطین جائز

آسیب جن کے لکھے ہین اور احادیث مین قدر کثیر اس مقدمہ کا مذکور ہی ہر گز جاے انکار نہین مگر علماے اہل سنت اس باب مین
مختلف ہین کہ آدمی بعد مرگ یہ کام کرسکتا ہی یا نہین اکثر اہل تحقیق قائل بجواز ہین اور بعضے منع کرتے ہین دلیل منکرین یہ ہی
کہ انسان تین حال سے خالی نہین یا صالح ومتقی ہی یا فاسق فاجر یا کافر پس اگر انسان صالح ومتقی ہی تو ایذا و اضرار کی اُس سے
توقع نہین کہ خلاف صلاح ہی اور جو فاسق وکافر ہی تو موکلین عذاب کے ہاتھ سے اُنکو فرصت کہان کہ یہ عمل کرسکین و لہٰذا مجوزین
دو گروہ ہوے ہین ایک جماعت اِسطرف گئی ہی کہ یہ بات از باب انقلاب نہین ہی بلکہ از قسم مسخ اخروی ہی کہ اصل اُسکی آخرت مین و
بعد الموت احادیث کثیرہ سے ثابت ہی اور جب یہ معاملہ از قسم مسخ اخروی ہوا تو خلاصی عذاب سے نسبت فاسق وکافر کے کسطرح
لازم آتی ہی بلکہ یہ بھی از قسم تعذیب ہی کہ اُسمین گرفتار ہی علماے اثنا عشریہ کا یہی مسلک ہی ملا معین شرح برزخ مین فرماتے ہین کہ
انسان کیون جن ہوجاتا ہی عالم برزخ مین بالمسخ اور یہ تعذیب وغضب ہی خدا کی طرف سے جسپر چاہے جسطرح امم سابقہ و قرون ماضیہ مین
سور و بندر ہوجاتے تھے مگر اللہ نے عالم شہادت مین اس عذاب سے امت مرحومہ کو محفوظ رکھا ہی برکت حضرت صلعم سے مگر احادیث سے
اِسقدر ثابت ہی کہ عند القیامتہ اس امت مین بھی مسخ وخسف واقع ہوگا بعد اُسکے فرماتے ہین کہ ہوجانا انسان کا عالم برزخ مین
جن غالب ہوگا کفار مین اور مومنین ظالمین و زانئین و مغلمین مین خصوصًا جب مرے ہون یا مارے گئے ہون حالت جنابت مین
اسی طرح مرتدین غیر تائبین کا حال ہی مگر یہ ضروری نہین کہ جو شخص ایسا ہو وہ مسخ ہوجائے بلکہ جس کسی کو اللہ مسخ کرنا چاہے کرے اور
مسخ نہین ہوتا صلحا و اولیا مین اگرچہ ناپاک مرے ہون اور مسخ قیامت مین اکثر ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہی کہ اصحاب کہف کا کُتا بلعم کی
صورت ہوگا اور بلعم بصورت سگ اور وہ داخل ہوگا بہشت مین اور یہ دوزخ مین اور اسی قبیل سے ہی یہ کہ جو کوئی شخص اپنا سجدے سے
قبل امام کے نماز مین اُٹھاوے وہ سر گدھے کا ہوگا اور اسی قبیل سے ہی مسخ آخذ الرشوۃ وواضع احادیث وامثال ذلک انتہی اور دوسری
جماعت اسطرف گئی ہی کہ یہ صورت نہ از باب انقلاب ہی اور نہ از قسم مسخ اُخروی بلکہ ایک نوع مشابہت کی ہی افعال و حرکات مین کہ آدمی
صنف کے دوسری صنف سے ہوجاتی ہی جسطرح اس زمانہ مین بعض اہل ہند جاہل برجس و پتلون پہن کر داڑھی مُنڈوا کر ٹوپی انگریزی
رکھ کر چند الفاظ انگریزی سیکھ کر معاملات مین حرکات فرنگیون کی کرتے ہین پس بحکم من تشبہ بقوم فھو منھم اُن افراد انسانیہ کو جو کام
جنات کا کرتے ہین عرف مین جن و بھوت کہتے ہین بے اِسکے کہ جو کچھ تغیر اُنکی حقیقت مین واقع ہوا اور یہی ہی مسلک مختار اکثر علماے
عراق و عرب کا اس مسئلہ مین وھو الاقوی والاصح نظرًا الی الدلیل ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ اور منجملہ عجائبات کے یہ ہی
کہ ایک قوم ایسی نظر پڑی کہ اُنکے گویا لب اونٹون کے ہین اور آگ کھاتے انگارے نگلتے ہین حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اِن لوگون نے
یتیمون کا مال ناحق کھالیا ہی رواہ البیہقی عن ابی سعید الخدری اور انجملہ ایک قوم دیکھی کہ اُنکے بدن کا گوشت اُنھین کو کاٹ کر کھلاتے
ہین جبرئیل نے کہا یہ چغلخور ہین اور نمام وغماز وغیبت گو وعیب جو ہین حدیث شریف مین مذمت ان باتون کی بہت آئی ہی
اور اللہ صاحب فرماتے ہین ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ یعنی کیا دوست رکھتا ہی تمہارا کوئی کہ کھاوے گوشت
اپنے بھائی مردہ کا پھر بُرا جانو اُسکو اور انجملہ ایک گروہ نظر آیا کہ منہ اُنکے سیاہ اور آنکھین کبری نیچے کا لب پیرون تک اور اوپر کا

سر پر اور خون اور ریم منھ سے بہتا ہی گدھے کی طرح بولتے ہین اور خون وریم کے پیالے بھرے ہوے سامنے ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ
شراب خوار ہین از انجملہ ایک قوم نظر آئی کہ مابین دنیا و آخرت کے قید تھے اور ہوا مین لٹکتے تھے جبرئیل نے کہا یہ منافق ہین کما قال اللہ
ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافق نیچے کے طبقے مین ہین دوزخ کے از انجملہ ایک گروہ نظر آیا کہ اسکو دوزخ کے جنگل مین
جلاتے تھے اور وہ ہر دفعہ مرتے اور زندہ ہوتے تھے مگر اُسی عذاب مین مبتلا تھے جبرئیل نے کہا کہ اس گروہ نے اپنے مان باپ کی نافرمانی
کی ہی اور حال اس نافرمانی کا حضرت یوسف علیہ السلام کے احوال مین بالتفصیل لکھا گیا ہی از انجملہ ایک گروہ عورتون کا نظر آیا کہ انکے
منھ کالے اور آنکھین کنجی لباس آگ کا اُنکے بدن پر آتشین گرزون سے ماری جاتی ہین اور مانند سگ و خوک کے شور کرتی تھین
جبرئیل نے کہا یہ وہ عورتین ہین جنھون نے اپنے خاوندون کو آزار دیا ہی اسکا حال تفصیلی معجزات مین لکھا جائیگا انشاء اللہ از انجملہ ایک
گروہ دیکھا کہ اُنکو آگ کی چھریون سے مار رہے تھے اور کالا خون اُنکے بدن سے بہتا تھا ہر دفعہ مرتے تھے اور زندہ ہوتے تھے جبرئیل نے
کہا یہ وہ لوگ ہین جو ناحق خون کرتے ہین اور مسلمانون کو مارتے ہین اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عجائبات بھی آسمان
اول پر دیکھے ہین یہ امور عجیبہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمائے اکثر کتب تواریخ مین مذکور ہین لیکن کتب معتمدہ احادیث
مین اُنکا نشان نہین پایا جاتا ہی کتاب الرویا مشکوٰۃ المصابیح مین بروایت بخاری ایک حدیث ہی جسمین خواب مین مشاہدہ کرنا
جنس جنس کی باتون کا مذکور ہی جیسے شب معراج مین لوگ ذکر کرتے ہین فائدہ عجائبات آسمان دوم کے جو حضرت سرور کائنات نے

عجائبات آسمان دوم

معائنہ فرمائے بہت ہین از انجملہ ایک جماعہ ملائکہ نظر آئی کہ صف بستہ رکوع مین مشغول تھی اور کہہ رہی تھی سُبحَانَ الوَارِثِ الوَاسِع
سبحان الغنی الذی یدرک الابصار ولا یدرکہ الابصار سبحان العظیم العلیم جبرئیل نے کہا عبادت انکی قیامت تک یہی ہی
یارسول اللہ آپ بھی طلب کیجیے حضرت صلعم نے دعا کی کہ رکوع نماز مین فرض ہوا از انجملہ ایک فرشتہ دیکھا کہ اُسکے ستر سر تھے
اور ایک روایت مین ستر ہزار سر ہر سر مین ستر ہزار چہرہ ستر ہزار اسمین ستر ہزار دہن اور ہر دہن مین ستر ہزار زبان اور ہر زبان مین ستر ہزار

عجائبات آسمان سوم

لغت جدا اور تسبیح اُسکی یہ تھی سبحان الخالق العظیم سبحان العظیم الاعظم اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہی سبحان اللہ العظیم و
بحمدہ و سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ اسکا نام قاسم ہی اسکو اللہ نے بندون کی رزق رسانی پر معین
کیا ہی کہ ہر روز ہر ایک کو پہونچاتا ہی حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس کسی کو رزق کی تنگی ہو وہ اس تسبیح کو مابین سنت و فرض
فجر کے پڑھا کرے تو اُسکو نجات ہو گی فائدہ عجائبات آسمان سوم کے بہت ہین جو حضرت صلعم نے دیکھے ہین از انجملہ ایک یہ ہی
کہ فرشتے دیکھے صفین باندھے سجدے مین تھے اور کہہ رہے تھے سبحان الخالق العلیم سبحان الذی لا مفر ولا ملجا الا الیہ سبحان العلی
الاعلی جبرئیل نے کہا یہ انکی عبادت ہی آپ بھی یارسول اللہ اللہ سے اسکی درخواست فرمایئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا کی کہ سجدہ نماز مین فرض ہوا اور چونکہ ان فرشتون نے جواب سلام کا سر اُٹھا کر حضرت کو دیا تھا اور پھر سجدے مین
گر پڑے تھے اس لیے دوسرا سجدہ فرض ہوا از انجملہ ایک دریا دیکھا نہایت عظیم اسکا نام بحر النقم ہی اُسی کا پانی تھوڑا سا

عجائبات آسمان چہارم

آیا تھا کہ طوفان نوح ہوا فائدہ عجائبات آسمان چہارم کے بھی اکثر ہین از انجملہ حضرت صلعم نے ایک گروہ فرشتون کا

دیکھا کہ سب کے سب قعدہ مین تھے اور کہتے تھے سبحان الرؤف الرحیم سبحان النور المبین سبحان الذی لا یخفی علیہ شئی سبحان
رب العالمین جبرئیل نے کہا عبادت ان فرشتون کی یہی ہی حضرت بھی یہ عبادت خدا سے مانگ لین سو حضرت صلعم نے
دعا کی کہ قعدہ اخیرہ نماز مین فرض ہوا ازانجملہ مریم خاتون والدہ عیسیٰ علیہ السلام و نوخا مادر موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ
عورت فرعون ملعون اور انھون نے استقبال کیا مریم کے ستر ہزار محل مروارید سفید کے تھے اور نوخا کے ستر ہزار محل
زمرد سبز کے اور آسیہ خاتون کے ستر ہزار یاقوت سرخ کے اور ستر ہزار مرجان کے تھے ازانجملہ ایک فرشتہ دیکھا حضرت نے
کرسی پر بیٹھا ہوا نہایت غمگین و آزردہ اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ساڑھ لاکھ پائے اور گرد اسکے فرشتے کھڑے ہوے
داہنی طرف خوبصورت لباس سبز پہنے ہوے اور بائین طرف بدصورت و بدزبان گرز آتشین لیے ہوے کھڑے اور ایک
دفتر عظیم اسکے روبرو رکھا تھا اور ایک لوح ہاتھ مین تھی اسی پر نظر جمائے ہوے تھا اور سامنے کرسی کے ایک درخت عظیم
لگا ہوا پیل کا لیکن برگ بیشمار تھے اور ہر برگ پر نام ہر ایک کا جدا جدا لکھا ہوا اور ایک طشت سامنے رکھا تھا کہ وہ فرشتہ
کرسی نشین ہر وقت اپنا ہاتھ دراز کرتا تھا اور اسمین سے کچھ لیتا تھا کبھی داہنے ہاتھ سے نورانی خادمون کو دیتا تھا
اور کبھون بائین ہاتھ سے فرشتون ظلمانی کو جبرئیل نے کہا یہ عزرائیل فرشتہ موکل قبض ارواح ہر پھر اسنے حضرت کی
تعظیم کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مقبوض و اندوہگین کسواسطے ہی اسنے کہا یا رسول اللہ خدا نے
مجکو قبض ارواح کا عہدہ دیا ہی سو مین سیاست کبریائی سے نہایت مخوف ہون فرمایا یہ طشت کیا ہی کہا یہ مثال
تمام دنیا کی ہی اس سرے سے اس سرے تک میرا تصرف ہی پھر فرمایا یہ لوح کیسی نظر آتی ہی کہا اسمین سب کی
اجل لکھی ہی فرمایا یہ دفتر کیسا نظر آتا ہی کہا یہ روزنامچہ ہی بندون کا فرمایا یہ درخت کیا ہی کہا یہ نشان ہی نیک و
بد کی زندگی کا اسکے پتون پر ایک طرف نام لکھا ہی دوسری طرف نیک بختی و بدبختی لکھی ہی جب بندہ دنیا مین بیمار
ہوتا ہی تو اسکے نام کا پتہ زرد ہو جاتا ہی اور جب اجل آ ہو پہنچتی ہی وہ پتہ درخت سے جھڑ کر لوح پر گرتا ہی اور نام اسکا
لوح سے مٹ جاتا ہی یہان سے مین اپنا ہاتھ بڑھا کر روح اس بندہ کی قبض کر لیتا ہون گو وہ کسی جگہ ہو جو نیکبخت ہی
اسکی روح توابعین اہل رحمت کو دیتا ہون اور جو بدبخت ہی اہل زحمت کو سپرد کرتا ہون معلوم ہوتا ہی کہ یہ
مثال اسی جگہ سے ہی جیسے روح ویسے فرشتے پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے توابع تیرے شمار مین
کتنے ہین کہا مین نہین جانتا ہون لیکن ہر بندہ کی جان قبض کرنے کو چھ لاکھ فرشتے رحمت کے اور اسی قدر
عذاب کے مقرر ہین اگر بندہ نیک ہی تو فرشتگان رحمت قبض روح کرتے ہین والا فرشتے عذاب کے اور جو
ایک دفعہ قبض روح کر لیجاتے ہین وہ پھر قیامت تک نہین آتے پھر فرمایا ای ملک الموت تو بذات خود جا کر قبض
روح کرتا ہی یا اور فرشتون کو بھیجتا ہی کہا مین کبھی نہین گیا ہون اپنے توابع کو بھیجتا ہون وہ قبض روح کرتے ہین
اور اسکی جان کو حنجرہ حلق تک لاتے ہین اسوقت مین اپنا ہاتھ بڑھا کر اس روح کو قالب سے باہر لاتا ہون پھر

حضرت رسول مقبول نے ملک الموت کا ہاتھ پکڑا اور اپنی امت کے واسطے سفارش فرمائی حضرت محی الدین ابن عربی
قدس سرہ العزیز نے فتوحات مین لکھا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا گھر کوئی نہین جسمین موت کا فرشتہ
دن مین پانچ وقت نہ آتا ہو جسکی موت آتی ہی وہ اسکی روح کو قبض کرتا ہی اور اُسکے گھر والے روتے ہین اور واویلا کرتے ہین
موت کا فرشتہ کہتا ہی افسوس تمھاری گریہ وزاری پر مین نے تمھارا رزق نہین کم کیا اور کسی کو اُسکے عوض نہین مارا اور
بحکم یہان نہین آیا اور تحقیق مین تمھارے پاس پھر آؤنگا پھر آؤنگا پھر آؤنگا یہانتک کہ کسی کو نہ چھوڑونگا ازانجملہ ایک
دریائے عظیم دیکھا کہ اُسکا پانی برف سے زیادہ سفید تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ بحر الثلج ہی اگر تھوڑا سا پانی اس کا
باہر آوے تو سب حیوان سردی سے تلف ہو جائین ازانجملہ آفتاب کو مشاہدہ فرمایا ایک روایت مین آفتاب کا میدان
برابر روے زمین کے ہی اور ایک روایت مین ابن عباس سے ہی کہ میدان آفتاب کا اسی ہزار برس کی راہ ہی اور
بعض مفسرین نے قرارگاہ خورشید زیر عرش لکھا ہی کذا فی العرایس فائدہ عجایب آسمان پنجم کے بھی اکثر ہین ازانجملہ
ایک گروہ ملائکہ نظر پڑا کہ عبادت کر رہے ہین اور پشت پا پر اُنکی نگاہ جمی ہی اور یہ تسبیح کہہ رہے تھے سبحان القاضی الاکبر
سبحان العدل الذی لا یجور جبرئیل نے کہا کہ عبادت اُنکی یہی ہی یا رسول اللہ آپ بھی طلب کیجیے تو آپکو اور آپکی امت کو
کرامت فرمائی جاے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی عطا ہوئی اُسی دن سے نماز مین حضوری قلب و عجز و نیاز لازم
ہوا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا صلوۃ الا بحضور القلب ازانجملہ ایک دریا حضرت نے دیکھا آگ کا بھرا ہوا گرد اُسکے
فرشتے سخت رو تند خو بد مزاج تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ بحر الصعق ہی کہ بجلی سوزندہ و برق جہندہ اسی سے نکلتی ہی فائدہ
عجایبات آسمان ششم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ کیے حد حصر سے زیادہ ہین ازانجملہ ایک گروہ فرشتون کا
دیکھا کہ عجز و نیاز سے عبادت کر رہے تھے اور یہ تسبیح اُنکی تھی سبحان من یسبح لہ الھوام فی اماکنھا سبحان من یسبح لہ الانعام
فی صحاریھا سبحان من یسبح لہ الوحوش فی رواسیھا سبحان من یسبح لہ الدیدان فی ضیقھا و ضنکھا ازانجملہ ایک دروازہ
کافوری نہایت عظیم الشان دیکھا اُسمین دو کیواڑ تھے اُسپر قفل لگا تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ
باب الامان ہی اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہی کہ جب دوزخ کو خدا نے پیدا کیا تو ایکدن آگ اُسکی بھڑکی اور کچھ تنکے اُس
آگ سے جھڑے تمام خلق جل کر خاک ہو گئی ملائک افلاک اور ساکنان کرہ خاک شور مچا کے طالب امن ہوے
تب اللہ نے اس دروازے کو درمیان دوزخ اور کائنات کے کھڑا کر دیا اُس دن سے خلقت مین امن ہی جب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باشارہ انگشت اُس دروازے کو کھولا تو دھوان و اندھیرا اور غبار دوزخ کا
ظاہر ہوا پھر دوزخ کے اندر نظر کی تو ایک فرشتہ بڑا قد اور لباس سیاہ پہنے ہوے بکمال ہیبت لوہے کے منبر پر
بیٹھا ہوا تھا اور آگے اسکے بہت فرشتے ترش رو ہیبت ناک ہاتھون مین آگ کے گرز لیے کھڑے تھے اور وہ فرشتہ یہ
تسبیح پڑھتا تھا سبحان الذی لا یجور ہو ملک جبار سبحان المنتقم من اعدائہ سبحان المعطی من یشاء سبحان من لیس

عجائبات آسمان پنجم

عجائبات آسمان ششم

کسلہ تھی اور آگ اُسکے مُنھ سے جھڑتی تھی اور دونون نتھنون سے آگ کے شعلے نکلتے تھے نہایت ترش رو و
خشمناک تھا اور دونون آنکھون سے آگ لپٹ مارتی تھی اور ایک ایک آنکھ برابر تمام دنیا کے تھی جبرئیل نے کہا
کہ یہ مالک دوزخ کا نگہبان ہی جس دن سے پیدا ہوا ہی ہنسا نہین اور نہ کبھی خوشی کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے سلام کیا تو وہ خبر نہوا جبرئیل علیہ السّلام نے کہا ای مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین تب اُسنے سر اُٹھایا
اور جواب سلام دیکر واسطے تعظیم کے اُٹھا پھر ہاتھ پکڑا اور کہا ای محمد خدا کے کرم و رضا کی آپکو بشارت ہی گوشت
و پوست آپکا آگ پر حرام ہی جو کوئی تمھاری اطاعت کرے دوزخ کی آنچ سے پناہ مین رہے حدیث مین آیا ہی کہ جتنے
دوزخی دوزخ مین ہین اسی قدر مالک کی اُنگلیان ہین ہر ایک دوزخی کو ہر ایک اُنگلی سے عذاب کرتا ہی قسم ہی
خدا کی اگر ایک اُنگلی کو اُن اُنگلیون سے آسمان پر رکھے تو وہ پگھل جائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ دوزخ کے فرشتے ایک ہزار برس دوزخ کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوے ہین اور ہر روز قوت اُنکی بڑھتی جاتی ہی
از انجملہ ایک فرشتہ کرسی پر جلوہ فرما دیکھا اُسکے روبرو ترازو بہت بڑی رکھی تھی ہر پلہ مین اُسکے زمین و آسمان
تول سکتے ہین اور ڈنڈی اُسکی مشرق سے مغرب تک پہونچتی تھی اور اعمال نامہ بیشمار اُسکے پاس رکھے ہوے تھے
ابن عباس سے روایت ہی کہ میزان کے عمود کی درازی پچاس ہزار برس کی راہ ہی اور دو پلہ ہین ایک نور کا اور
ایک ظلمت کا نیکی کو نور کے پلے مین رکھینگے اور بدی کو ظلمت کے پلہ مین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل
علیہ السّلام سے پوچھا یہ کون ہی کہا یہ میکائیل ہی سو حضرت نے بڑھ کر سلام کیا اُسنے جواب دیا اور بغلگیر ہوا اور کہا اہلاً
کرامۃً و فرحاً پھر کہا ای محمد بشارت ہو تمکو تمھاری امت کے برابر خیر و برکت کسی امت کو نصیب نہین اور اُنکے عمل کا
پلہ سب استون کے پلے سے بھاری ہو رہے نصیب اُسکے جو تمھارا دوستدار و پیرو ہوا اور افسوس ہی اُسپر جو تمھاری
دشمنی کرے اور میکائیل کے خادم بہت تھے سو اُسنے کہا یا رسول یہ سب آپکے خادم ہین آدم کی پیدائش سے
پچیس ہزار برس پہلے سے آپ پر درود بھیجتے ہین اُنھین خادمون سے ایک فرشتہ موکل مینھ کی بوندون پر اور
برف پر اور گھاس پر ہی جو زمین سے اُگتی ہی اور تسبیح میکائیل کی یہ تھی سبحان رب کل مومن و کافر سبحان من
یضع من ہیبتہ مافی البطون الحوامل از انجملہ ایک دریا نظر آیا کہ اُسمین فرشتے بیشمار یہ تسبیح کہتے تھے سبحان القادر
المقتدر الکریم الاکرم سبحان رب الجلیل الاعظم جبرئیل علیہ السّلام نے کہا یہ بحر الاخضر ہی از انجملہ ایک دریا نظر آیا کہ
اُسکا پانی نہایت سیاہ و تاریک تھا اور اُسمین بہت فرشتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے سبحان من علی قہرہ سبحان المطلع
علی من خافت وجہہ جبرئیل نے کہا نہ اِن فرشتون کو جانتا ہون اور نہ اِس دریا کو اِسکی حقیقت خدا ہی کو معلوم ہی
از انجملہ ایک میدان دیکھا خوشبودار جبرئیل علیہ السّلام نے کہا یہ خوشبو جنت کی ہی اور بہشت سے آواز آتی تھی
یا رب آتنی و باعدتنی فقد کثر عبقری و استبرقی و حریری و سندسی یعنی ای پروردگار میرے عنایت کر مجھکو

جسکا وعدہ تو نے کیا ہی بڑھ گئے ہین فرش نفیس میرے اور دیبا و ریشمی کپڑے اور نمک و نازک جبرئیل علیہ السلام نے کہا
یہ آواز بہشت ہی پھر اُسکا جواب خدا سے ہوا لک کل مسلم و مسلمۃ و مومن و مومنۃ یعنی تیرے لیے ایماندار زن و مرد ہین
نہین ہی خدا سواے میرے مین نہین جھوٹا کرتا اپنے وعدے کو بہشت نے جواب دیا قد رضیت از آنجملہ ایک صحرا دیکھا
نہایت بدبو وہان سے آتی ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ بوے جہنم ہی اور یہ آواز آتی تھی کہ خداوندا
جو شخص میرے لائق ہی اور جسکا تو نے وعدہ کیا ہی اُسکو میرے پاس پہونچا سلاسل و اغلال و حمیم و ضریع و غساق
میرے زیادہ ہو گئے ہین خدا نے جواب ارشاد کیا لک کل مشرک و مشرکۃ و کافر و کافرۃ دوزخ نے کہا مین راضی
ہوئی فائدہ عجائب آسمان ہفتم کے اکثر ہین از آنجملہ ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا کہ سر اُسکا عرش کے نیچے
اور پیر اُسکے ساتوین زمین کے نیچے اور تسبیح اُسکی یہ تھی سبحان المحتجب من خلقہ سبحان السمیع العلیم سبحان ربنا وتعالی
جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ اسرافیل صاحب صور ہی از آنجملہ ایک گروہ عابدون کا نظر پڑا کہ باادب کھڑے ہوے
پکار پکار کر پڑھتے تھے سبحان الجلیل الکریم الحلیم من لا یصف الواصفون کنہ عظمتہ وصفتہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
از آنجملہ ایک فرشتہ عظیم نظر آیا کہ سات لاکھ اُسکے سر تھے اور ہر سر مین سات لاکھ چہرے اور ہر چہرے مین سات لاکھ
منھ اور ہر منھ مین سات لاکھ زبان اور ہر زبان مین سات لاکھ لغت جداگانہ ہر لغت مین تسبیح کہتا تھا اور تسبیح اُسکی
یہ ہی قیامت تک سبحان یا اعظم شانک سبحان سیدی ما اعلی مکانک سبحان سیدی ما ارحم بخلقک فائدہ عجائب
سدرۃ المنتہیٰ کے اس کثرت سے ہین کہ بیان اُسکا دشوار ہی از آنجملہ ایک یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک نہر دیکھی جسکے کنارے یاقوت و مروارید و زبرجد کے خیمے کھڑے تھے اور سبز جانورون کا اُسکے کنارون پر
جھرمٹ تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہی اُسکے سنگریزے یاقوت و زمرد کے ہین پانی اُسکا دودھ سے
زیادہ سفید اور اُسپر برتن نظر آتے ستارون سے زیادہ روشن ہر مومن کے نام پر جدا جدا رکھے تھے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن اُٹھایا اور پانی نہر کا لیکر پیا تو شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبو
اور برف سے زیادہ سرد قاضی شہاب الدین نے سورۂ کوثر کی تفسیر مین لکھا ہی کہ حوض کوثر فرشتے کی کمر پر ہی
وہ فرشتہ قیامت کے دن میدان قیامت مین حاضر ہو گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیگا از آنجملہ اُسی
سدرہ کی جڑ سے نکلا ہوا چشمہ سلسبیل دیکھا تھا اور حقیقت اس چشمہ کی شروع کتاب مین لکھی گئی ہی فائدہ
عجائبات آسمانی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مراجعت ملاحظہ و مشاہدہ فرمائے ہین کتب حدیث مین
بتفصیل مذکور ہین از آنجملہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام مجکو بہشت مین لیگئے منازل
و درجات بہشت کے دکھلائے حور و قصور و غلمان و درخت و میوہ و باغ و سبزہ و نہرین و حوض اور جو کچھ
بہشت مین ہی بالہم دیکھا مین نے قسم ہی خدا کی جسطرح اپنی مسجد کے طاق و دیوار و در سے واقف ہون

عجائبات آسمان ہفتم

عجائبات سدرۃ المنتہیٰ

عجائبات آسمانی وقت مراجعت

اُس سے زیادہ بہشت کے ہر درجہ و قصر و خانہ و غرفہ و خیمہ کو جانتا ہوں چونکہ اوصاف جنت و ما فیہا خود اللہ صاحب نے اپنے
کلام مین بیان فرمائے ہین اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ کتب حدیث مروجہ مین موجود ہین اس لیے فقیر نے اسی قدر پر اکتفا کی اور
جس کسی کو زیادہ تفصیل منظور ہو تو معراج نامہ دیکھے اور ریاض النضرۃ کو ملاحظہ کرے اور کسی قدر احوال مختصر بہشت کا مقدمہ
اس کتاب مین بھی لکھا ہی از انجملہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشت کی سیر کر چکا تو جبرئیل نے ہاتھ پکڑا اور مالک کے پاس لیگئے
اور کہا کہ اپنے قیدیون کو دکھلاؤ اُسنے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ اپنے پیرون کے نیچے نظر کیجیے مین نے نظر کی تو زمین و
آسمان شق ہوے اور بیت المقدس نظر آنے لگا وہان ایک شخص ہیبت ناک دکھائی دیا مالک نے اُسکو پکارا اُسنے
آواز سخت لبیک کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ خازن دوزخ ہی مرحائیل اسکو کہتے ہین دوزخیون پر سختی کرنا و
مارنا اسی کا کام ہی پھر اُسنے درکات دوزخ کے دکھلائے اول طبقہ مین حضرت نے طوق و زنجیر بکثرت دیکھے اور ستر ہزار
غار اور ستر ہزار اُسمین غار اُسمین ستر ہزار مار اور بعض روایت مین ستر ہزار صحرا اور ہر صحرا مین ستر ہزار شعبے اور ہر شعبے مین
ستر ہزار شہر اور ہر شہر مین ستر ہزار قصر اور اُسمین ستر ہزار سراے اور اُسمین ستر ہزار گھر اور اُسمین ستر ہزار صندوق
اور ہر صندوق مین ستر ہزار قسم کے عذاب نعوذ باللہ منہ نام اس طبقے کا دکنا مرحائیل اسکا خازن ہی اور طبقات کا
احوال مقدمہ کتاب مین لکھا گیا ہی اور اول طبقہ دوزخ پر لکھا ہی فویل للمصلین الذینھم عن صلوٰتھم ساھون اور دوسرے
پر لکھا ہی ویل للمشرکین تیسرے پر لکھا ہی ویل للکذبین چوتھے پر لکھا ہی ویل للمطففین پانچوین پر لکھا ہی ویل للقاسیۃ قلوبھم عن
ذکر اللہ چھٹے پر لکھا ہی ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ساتوین پر لکھا ہی ویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ویقولون ھذا من عند اللہ

فائدہ معراج اسم آلہ ہی عروج سے مراد اس سے نردبان ہی کہ اُس سے حضرت نے عروج کیا اور ساتون آسمان سے
گذر گئے اور اُس معراج کے دو عارض تھے ایک یاقوت سُرخ کا دوسرا زمرد سبز کا اور اُسکے پر تھے زمرد سبز کے اگر
پھیلانے تو تمام دنیا ڈھک جاتی اور یہ معراج راستہ ہی اُن فرشتون کا جو آسمان سے زمین پر آتے ہین اور پھر جاتے ہین
نقل ہی کہ حضرت عزرائیل کے تابع اسی راہ سے بنا بر قبض ارواح آتے ہین اور مرتے وقت جو آنکھون کو خیرگی ہوتی ہی
اسی سبب سے ہی کہ معراج نظر آتی ہی واللہ اعلم بالجملہ معراج وہ ہی کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عروج کیا
اور مکہ معظمہ سے بیت المقدس و مسجد اقصیٰ تک جانے کا نام اسرا ہی جو شخص اسرا کا منکر ہی وہ کافر ہی لنزول القرآن
فیہ بلکہ فقیر کاتب کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنۃ الماویٰ تک تشریف لیجانا اور عرش و کرسی وغیرہ عجائبات
دیکھنا کلام اللہ سے ثابت ہی اور وہ کریمہ قال فما خطبکم کے چوتھے رکوع مین ہی میرے نزدیک اسکا منکر بھی کافر ہی
اللھم ان یقال ان آیۃ الاسرا محکمۃ قطعیۃ الدلالۃ وآیۃ سورۃ النجم مجمل غیر قطعی کما قالہ البعض اور جو کچھ اس باب مین
احادیث مشہورہ سے ثابت ہی منکر اُسکا مبتدع و ضال ہی اور جو کچھ احادیث غریبہ مین وارد ہوا ہی اسکا منکر جاہل ہی

تنبیہ اگر کوئی عیسائی کہے کہ مسجد بیت المقدس چھ سو برس پیشتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعثت و نابود ہو گئی تھی

پھر اُسمین جانا کسطرح ہوا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ ہرگز کسی تفسیر یا حدیث مین بلکہ کسی تاریخ مین نیست و نابود ہونا مسجد
بیت المقدس کا بیان نہین کیا اِسقدر البتہ ثابت از روے تواریخ ہوتا ہی کہ ازمنہ سابقہ مین اول بخت نصر مجوسی نے
وقت مقابلہ بنی اسرائیل مسجد اقصی کو خراب کیا تھا اور کورش ہمدانی نے بعد اُسکے تیس ہزار معمار وغیرہ لا کر ولایت
ایلیا کو آباد کیا بعد ازان طرطوس رومی نے تخریب مسجد اقصی اور قتل و غارت بنی اسرائیل کیا ہی لیکن نیست و نابود
کرنا ثابت نہین ہوتا اور نہ یہ ثابت ہی کہ عرصہ چھ سو برس مین پھر اُس مسجد کو کسی نے باوصف اِسکے کہ قبلہ سلاطین
و امراے بنی اسرائیل تھے درست نہین کیا اور نیز ظاہر ہی کہ بیت المقدس مکہ معظمہ سے چندان بعید نہ تھا اگر معدوم
ہونا تو بناے تکذیب معجزہ معراج شریف بھی دلیل کافی تھی کہ ہر کس و ناکس مطلع ہوگا حالانکہ کفار مکہ نے تمام آثار و علامات
اُسکے استفسار کیے اور قاصد وغیرہ بھیج کر اطمینان حاصل کی اور بعض مشرکین نے ساحر قرار دیا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ
بیت المقدس نیست و نابود تھا بلکہ موجود ہونا مسجد موصوف کا ثابت ہوتا ہی کیونکہ ولیم نیل صاحب مورخ انگریزی
مصنف مفتاح التواریخ نے لکھا ہی عبارت مسجد اقصی در شہر اورشلیم است کہ آنجا بیت المقدس در ایام سلف استاده بود
چون یکے از قیاصرۂ روم کہ اصنام پرست بود در سنہ ہفتاد عیسوی بیت المقدس را از بیخ و بن برکنده مسمار ساخت
بعد ازین سہ صد سال قیصر روم بسبب آنکہ آن مکان مولد حضرت عیسی است مسجد اقصی را تعمیر ساختہ بود عمر بن خطاب رض
در ایام خلافت خود ۶۳۷ عیسوی آن شہر را تسخیر نمود انتہی بلفظہ اس گواہی سے ثابت ہوتا ہی کہ بناے جدید مسجد اقصی
تین سو برس پیش از معراج ہوئی لہٰذا اشکال اور بر تقدیر تسلیم قول معترض جواب یہ ہی کہ طاق و دیوار کا ہونا دلیل قیام
مسجد نہین ہی مسجد تو نام اُس زمین کا ہی جو خدا کی عبادت ابدیہ کے لیے باذن عام موصوف ہوئی ہو ایسی چیز مین
کسی کا تصرف نہین چلتا چنانچہ زبور یکصد و بست و نہ مین کہ اُسوقت پیش نظر ہی لکھا ہی کہ صیہون تا ابد الآباد باقی خواہد
و بسر آیند بجہد خدا کہ در صیہون است اور پھر ظاہر ہی کہ صیہون عبادت گاہ قدیم اورشلیم کا نام ہی اُسکو ابدی بتلایا ہی
اور اسی کا ذکر حدیث معراج مین ہی اور اسی صیہون کے بعض نشیمن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقت فتح
اورشلیم صاف کیا اور نماز پڑھی اور کچھ بقیہ عمارت کا ذکر بعض روایات مین آیا ہی سو واقعہ رومیہ انصاری کی منافی
نہین ہی اس لیے کہ اُس سے واضح ہی کہ اکثر تخریب مسجد بیت المقدس کی باندودگی و انہاشتگی ہوئی تھی نہ یہ کہ مطلق
نام و نشان اُسکی عمارت کا اُسوقت باقی نہ رہا ہو اور بعد ازان کسی نے اُسکے کسی نشیمن کو مطلق نہ بنایا ہو اور اگر
بالفرض کسی تاریخ مین ایسا بھی لکھا ہو تو کچھ ضرور نہین کہ سچ ہی ہو بعض باتین تواریخ مین بے سر و پا بھی ہوتی ہین
چنانچہ ایک تاریخ انگریزی مین اورشلیم کے ذکر مین لکھا ہی کہ حضرت عمر کی وہان قبر ہی حالانکہ جمیع اہل تاریخ کا
اتفاق ہی اور بتواتر متوارث ثابت ہی کہ مزار حضرت عمر کا مدینہ مین ہی اگر کوئی کہے کہ بیت المقدس جانے مین
کیا فائدہ تھا تو جواب یہ ہی کہ بیت المقدس زمین محشر ہی آنجناب کو اس لیے وہان لیگئے کہ برکت قدم سے امت پر

حساب آسان ہو کذا فی اللمعٰی **فائدہ** چونکہ بیان احوال معراج مین ذکر اختلافات کا جو بعض امور مین واقع ہوا ہی نہین کیا گیا اس لیے اب وہ اختلافات لکھے جاتے ہین مخفی نرہے کہ اصل قصہ اسرا و معراج مین کسی مسلمان کو خلاف نہین مگر بعض جزئیات مین **اختلاف پہلا** سال و ماہ و یوم و تاریخ معراج مین بعضے کہتے ہین کہ یہ معاملہ بارھوین برس نبوت مین واقع ہوا اور ابن حزم نے اسی پر اجماع نقل کی ہی اور طبری و سدی و بیہقی نے ایک برس پانچ مہینے قبل ہجرت کے بیان کی ہی اس قول پر ماہ شوال پڑتا ہی اور ابن فارس نے ایک برس تین مہینے قبل ہجرت لکھی ہی اس تجویز پر ماہ ذیحجہ ہوتا ہی اور ابن اثیر نے تین برس قبل ہجرت تجویز کی ہی اور قاضی عیاض نے زہری سے پانچ برس بعد نبوت کے نقل کی ہی اور قرطبی و نووی نے اس قول کی ترجیح بیان کی ہی کذا فی المواہب مین کہتا ہون کہ شفا مین قاضی نے ڈیڑھ برس بعد نبوت زہری سے نقل کی ہی شاید صاحب مواہب نے کسی اور کتاب مین قاضی کا قول دیکھا ہو تو درست ہی خواہ نقل مین غلطی ہوئی ہی اور ابن عبد البر نے ماہ رجب قرار دیا ہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین شب بست و ہفتم رجب معراج کی بقول مشہور لکھی ہی اور روضۃ الاحباب مین بقول اکثر علما سال دوازدہم ماہ ربیع الاول نقل کیا ہی اور ابن وحیہ قائل ہی کہ انشاءاللہ شب دوشنبہ ہوگی تاکہ موافق مولد و بعث و ہجرت و وفات کی پڑے اور بعضے شب جمعہ اور بعضے شب شنبہ بھی کہتے ہین اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ جن لوگون نے روایت کی ہی نام انکے یہ ہین ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی مرتضی عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عبد المطلب عبداللہ بن عمر بن الخطاب عبداللہ بن زبیر عبداللہ ابن مسعود عبداللہ بن اوفی عبداللہ بن عامر ابوہریرہ انصاری انس ابن مالک جابر ابن عبداللہ انصاری بلال ابن سعید بلال حبشی مولاے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ابن صعصعہ حذیفہ ابن الیمان ابوسلمہ ابو ایوب انصاری ابوامامہ باہلی عمران ابن الحصین اسامہ ابن زید ابوذر غفاری ابی ابن کعب ابوسعید خدری ابو درداء عبدالرحمن ابن عوف عائشہ صدیقہ ام ہانی بنت ابیطالب ام کلثوم بنت رسول اللہ مولانا استاذ الاستاذ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے لکھا ہی کہ جناب سرور انبیا کو دو معراج علم ازلی مین مقدر تھے ایک معراج علوی دوسرے سفلی معراج علوی مین تن تنہا تشریف لیگئے اور حضرت صدیق اکبر کی آواز سے وہان مانوس ہوے اور معراج سفلی مین جو غار ثور ہی اپنے یار غار کی رفاقت مین رہے اور وہ غار مکہ سے اڑھائی کوس کا فاصلہ رکھتا ہی اور یہ معراج چہارشنبہ کے دن انتیسوین تاریخ صفر کے مہینے مین حضرت کو حاصل ہوئی اور اسی دن مہتاب ظاہر ہوا صبح غرہ ربیع الاول قرار پایا **اختلاف دوسرا** خواب و بیداری کا ہی اور اجماع امت تو اس بات پر ہی کہ اگر خواب مین بھی ہو تو بھی حق ہی کیونکہ رویاے انبیا حکم وحی کا رکھتے ہین اور خواب انکا بیداری ہی خصوصاً خواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس بعضے بیداری مین بروح و جسم بیان کرتے ہین اور بعض خواب مین بروح اور بعضے تفرقہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسرا مکہ سے بیت المقدس تک بیداری مین بروح و جسد

اختلاف اول

اختلاف دوم

اور وہان سے سموات تک خواب مین مین کہتا ہون شاید قایل اسکا یہ جانتا ہی کہ اسرا و معراج مختلف راتون مین ہوا ہی
اور دلیل ان لوگون کی ایک یہ ہی کہ قرآن مجید مین وارد ہی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی
یعنے پاک و مبرا ہی سب نقصان و عیب سے وہ خدا جو لیگیا اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد اقصی تک مسجد حرام سے پس
خدا نے غایت سیر مسجد اقصی قرار دیا اگر جسم مبارک کو مسجد اقصی سے آگے سیر ہوتی تو ہر آینہ ذکر فرماتے اور تردید اس دلیل کی
یہ ہی کہ تخصیص ذکر مسجد اقصی کا آیہ کریمہ مین اس لیے ہی کہ قریش معراج کو سنکر منکر ہوئے تھے اور علامات و آیات بیت المقدس
حضرت سے پوچھے اور امتحان کیا تھا کیونکہ بعض نے بیت المقدس دیکھا تھا اور بعض نے اسکے صفات سنے تھے اور آسمانون کے
حالات سے اور مقامات انبیا سے قریش کو خبر نہ تھی کہ استفسار کرتے اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو بیان فرماتے لہذا
اسکو غایت قرار دیا اور کوئی دلیل اس بات پر نہین کہ بیت المقدس مین جاکر حضرت نے آرام فرمایا اور وہان سو گئے
اور جو لوگ خواب مین معراج کا ہونا کہتے ہین وہ ایک دلیل یہ کہتے ہین کہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین مافقدت
جسد رسول اللہ یعنی نہین گم کیا مین نے جسد پیغمبر خدا کو اور جواب یہ ہی کہ یہ قول قابل استدلال نہین ہی کیونکہ
وقوع قصہ معراج بروح و جسد بیداری ہین بروایت صحیحہ قبل ہجرت تھا اور حضرت ام المومنین کو ہم بستری مدینہ منورہ مین
نصیب ہوئی شاید یہ معراج روحی تھی جو مدینہ مین بحالت خواب ہوئی تھی ورائے اسکے حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کی
غالب نہین ہو سکتی اُنکی حدیث پر جنھون نے اس معاملہ کو دیکھا اور بطریق مشاہدہ کے بیان کیا کذا فی المدارج اور شرح
عقائد مین ہی والمعنی مافقد جسدہ عن الروح بل کان مع روحہ یعنی جدا نہوا بدن آپکا روح سے بلکہ تھا ساتھ روح کے
اور دلیل دوسری یہ ہی کہ حضرت انس روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت نے بینا انا نائم فی الحطیم و مضطجع فی الحجر یعنی مین سوتا تھا
حطیم مین اور کبھی کہا مین لیٹا تھا حجر مین اور تردید اسکی یہ ہی کہ حضرت انس نے مشاہدہ معراج کا نہین کیا اور نہ حضرت سے
سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی اور انس رضی اللہ عنہ خدمت حضرت مین بعد ہجرت کے آئے ہین اُن دنون مین
آٹھ سات برس کے تھے تیسری دلیل یہ ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر حدیث مین جسمین بینا انا نائم ہی فرمایا ہی
فاستیقظت انا بالمسجد الحرام یعنی پھر جاگا مین اور تھا مسجد حرام مین اس سے معراج کا خواب مین ہونا معلوم ہوتا ہی
مگر یہ دلیل کئی طرح سے ناقص ہی اول یہ کہ قبل آنے فرشتے کے آنجناب خواب مین تھے پھر جاگے یعنی فرشتے نے جگایا
دوسرے یہ کہ مراد نایم سے صورت و ہیئت نایم ہی جیسا دوسری روایت مین ہی بین النائم والیقظان تیسرے استیقاظ
جو آخر قصہ مین آیا ہی اسمے بیداری وقت صباح کی مراد ہی نہ بیداری خواب سے یعنی بعد اتمام معراج و سیر کے حضرت نے
آرام فرمایا پھر صبح کو اُٹھے اور فرمایا استیقظت اور بعض اہل التحقیق نے لکھا ہی کہ استیقاظ سے مراد افاقہ و ہوشیاری ہی جب
اس مسافت کو طی فرما کر آئے تو کوفت منزل کی محسوس ہوتی تھی باقی رات مکان مین ٹھہر کر سکون و قرار پایا چوتھی
دلیل آیہ کریمہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنی نہ کیا ہمنے اس خواب کو جو دکھلایا تھا تجکو مگر فتنہ اور سبب

آزمائش کا واسطے آدمیون کے کہتے ہین کہ رویا کلام عرب مین بمعنی دیدن خواب شایع ہی اور یہ آیت معراج کے حال مین
نازل ہوئی اور شیخ بدرالدین زرکشی نے حریری سے اور یہی ابن مالک سے نقل کی ہی کہ رویا بمعنی دیدن چشم نہین آیا
جواب یہ ہی کہ یہ حجت ناتمام ہی اس لیے کہ رویا بمعنی دیدن بصر بھی آیا ہی جسطرح قربت و قربی ایک معنی مستعمل ہین اور کلام
متنبی مین موجود ہی ع ورؤیاک فی العیون احلی من الغمض اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیہ مین رویا کی تفسیر برویۃ
بصر فرماتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ رویت بصر مین فتنہ و آزمائش ہی اور وہی موجب انکار و کفر و باعث ازدیاد ایمان ہوتا ہی
ورنہ خواب مین کچھ مقام انکار نہین اور نہ کچھ فتنہ و آزمائش سب لوگ خواب دیکھا ہی کرتے ہین اور اگر تسلیم کیا جائے
کہ رویا بمعنی دیدن خواب ہی آیا ہی اور بمعنی دیدن بصر نہین آیا تو یہ کہاں سے بالیقین ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیہ قصہ معراج مین
نازل ہوئی ہی بلکہ اہل تحقیق اسکا نزول قصہ حدیبیہ مین بیان کرتے ہین اور رویا سے وہ خواب مراد لیتے ہین جو کہ حضرت نے
دیکھا کہ ہمنے عمرہ ادا کیا اور طواف خانہ کعبہ بجالائے اور اصحاب کے روبرو بیان کیا سب نے کعبہ کی طرف توجہ کیا مگر
اُس سال مین عمرہ نصیب نہوا آخر کار کافرون سے صلح کرکے اُلٹے مدینے کو آئے منافقون نے زبان درازیان کین
مگر ثمرۂ خواب آیندہ مین ظہور پکڑا اور جو لوگ کہتے ہین کہ اس آیت کی سورت مکی ہی اور قصہ مدنی ہی اس سبب سے
تردد ہی سو رفع تردد یون ہوتا ہی کہ خواب حضرت نے مکے مین دیکھا اور جب مدینہ مین تشریف لائے بیان کیا اور بعض
کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے خواب مین دیکھا ایک گروہ بنی امیہ کا میرے منبر پر دوڑتا ہی اور بندرون کی طرح کودتا ہی
سو جب اس قوم کی حکومت ہوئی تو ایک فتنہ برپا ہوا اور جو حضرت نے دیکھا تھا ظاہر ہوا یہان وہی فتنہ مراد ہی اور
ابو العباس قرطبی فرماتے ہین کہ مراد رویا سے رویت عین ہی کہ حضرت جبرئیل نے جنگ بدر مین قریش کے سردارون کو
خاک و خون مین لوٹتے ہوے دکھلایا تھا کہ حضرت نے مسلمانون سے کہا اور قریش نے سنا تو مسخراپن کرنے لگے کہ اس
سبب سے بعض کے دل مین شبہہ پڑتا تھا اور جو رویا سے خواب مراد ہو تو یہ بات ہی کہ اس معاملے کو حضرت نے
خواب مین بھی دیکھا تھا اور جنگ بدر مین بچشم ظاہر مشاہدہ کیا ہرگاہ یہ حال معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ جمہور سلف
و خلف اہل اسلام اسپر یقین کلی رکھتے ہین کہ تمام سیر اور عروج ابتدا سے انتہا تک بروح و جسد بیداری مین ہوئی چنانچہ
ابن عباس و جابر و انس و حذیفہ و عمر ابن خطاب و ابی ہریرہ و مالک ابن صعصعہ و ابن مسعود و غیرہم رضی اللہ عنہم کا
یہی مذہب ہی اور تابعین سے ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ و سعید ابن مسیب و حسن و ابراہیم و مسروق و مجاہد و
عکرمہ و ابن جریج وغیرہ اسی کے قائل ہین اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے دلیل پکڑتے ہین از انجملہ سبحان الذی
اسری بعبدہ مین کہتے ہین کہ اسری اُس سیر کو کہتے ہین جو رات کے وقت عین بیداری مین ہو اور جو خواب مین
نظر آوے اسکو رویا بولتے ہین اور اگر اسرا بروح ہوتی تو بروح عبدہ فرماتے اور جب صرف عبدہ ارشاد کیا تو معلوم
ہوا کہ بالروح والجسد تھا کیونکہ عبد شامل تمام جسم کو ہی از انجملہ آیت ما زاغ البصر وما طغی یعنی بہکی نہین نگاہ اور حد سے

نہین بڑھی اور زیغ صفت بصر جسمانی کی ہی اُسکو نفی فرماتے ہین پس اگر بالجسم آنحضرت نہین گئے تھے تو یہ کلام خلاف ہوتا ہی
از آنجملہ اخبار صحیحہ رکوب بُراق و صلوٰۃ با انبیا و فتح ابواب سماوات وغیرہ امور دلالت صریح کرتے ہین کہ سیر جسمانی بیداری مین
ہوئی ہی اور مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہی اور مواہب لدنیہ مین نووی سے نقل کی ہی کہ قصہ اسرا دو بار ہوا ہی ایک
مرتبہ خواب مین تو دوسری مرتبہ بیداری مین اور سہلی نے ابو بکر عربی سے نقل کی ہی کہ یہ مذہب صحیح ہی اور جو خواب مین ہوا
گویا تو حلیہ بیداری تھا جسطرح ابتدائے نبوت مین رویائے صالحہ ہوتی تھی تاکہ آسانی تحمل وحی کی حاصل ہو قاضی ابو بکر
ابن عربی لکھتے ہین کہ حضرت کو پہلے خواب مین عجائب و غرائب آسمانی دکھلائے تاکہ استعداد و قوت قدرت آلہی کے
معاینہ کی بہم پہونچے پھر جب بیداری مین معراج ہو تو دہشت نہ دل مین لائین و لہذا بعضے قائل ہین کہ اسرا نومی قبل نبوت
ہوا تھا چنانچہ شریک نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی و ذلک قبل ان یوحی اور سفر السعادت مین ہی کہ معراج
ایکبار بدن سے بیداری مین ہوئی اور بعض دو بار کہتے ہین ایکبار پیش از وحی اور ایک مرتبہ بعد وحی اور بعضے تین بار
اور بعضے چار مرتبہ اور بعضے زیادہ اس سے بیان کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت کو چونتیس ۳۴ دفعہ معراج ہوئی ایکدفعہ
خاص جسم مقدس سے بیداری مین باقی روح سے اور شیخ عبد الحق محدث فرماتے ہین کہ بدن و روح سے ایکبار معراج ہوئی
اور جاگتے مین مع الروح و الجسم سماوات سے گذرے اور صرف روح سے اکثر ہوئی ایکے حصر مین کوئی دلیل قاطع نہین ملتی ہی
اور حقیقت معاریج روحی کی اولیاء اللہ کے کلام سے معلوم ہوتی ہی یعنی علمائے ظاہر اُس سے ناواقف ہین تذییل چونکہ
بعضے معراج سے منکر تھے اور بعضے معراج نومی کے قائل تھے اور بعضے بیت المقدس تک بیداری مین اور آگے خواب مین
کہتے تھے اور معراج کے باب مین ایسا خیال تھا تب عیب کی بات تھی اور خداوند بیچون عیب و نقصان سے مبرا ہی اور حضرت
خاتم الانبیا کی جناب مین ایسا قصور دل مین لانا از بس نازیبا لہذا لفظ سبحان کا شروع مین استعمال کیا تاکہ دلالت کرے
اوپر معراج بیداری کے اور کسی کو شک اور شبہہ نہ رہے کیونکہ خداوند قادر ہی کہ اپنے حبیب کو بجسم مقدس عین بیداری مین
لیگیا اور آن واحد مین تمام سیر کراکر پھیر لایا تو کیا عجب ہوا سیاحت ارض و تصاعد سما اُسکے نزدیک کچھ حقیقت نہین اور
صوفیہ کرام فرماتے ہین کہ یہ شرف بدون طی ارض اور عروج فلک کے حضرت نبی کریم کو حاصل ہی قطعہ ہر کو بحقیقتش
یاور شد ✤ او بہ ز تراز سپہر بہنا ور شد ✤ ملا گوید کہ رفت احمد بہ فلک ✤ سرمد گوید کہ فلک با احمد در شد ✤ اگر کوئی شبہہ
کرے کہ جب اسریٰ رات کی سیر کو بولتے ہین تو پھر لیلاً کہنے کا کیا فائدہ ہی تو جواب یہ ہی کہ اگر لیلاً نہ فرماتے صرف اسریٰ بعبدہ
کہتے تو گمان ہوتا کہ حضرت صلعم کو ہر رات مین معراج بدستور پہلی رات کی ہوتی تھی اسواسطے لیلاً فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ
معراج ایک رات ہوئی مگر عروج شہزار بار ہوا کذا فی شرف النبی اور جو رات مین معراج ہوئی اور دن مین نہ ہوئی
اسمین یہ حکمت تھی کہ رات محبین کے واسطے خلوت کا وقت ہی اور اگر دن کو ہوتی تو ایمان عیانی ہو جاتا ایمان بالغیب
نہ رہتا اور حق تعالیٰ کو ایمان بالغیب منظور ہی اور جو حضرت موسیٰ کو دن مین ہوئی سو اس لیے کہ وہ کلیم تھے اور حضرت

ہمارے حبیب بادشاہ اپنی رعایا سے دن مین کلام کرتے ہین اور اپنے حبیب سے رات مین بھید کہتے ہین سواے اسکے موسیٰ علیہ السلام بارادۂ سوال آئے تھے تاکہ صحف والواح حاصل کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارادۂ وصال تشریف لیگئے تھے کہ قرب ارواح ملے جو کوئی بہ نیت سوال جاتا ہی وہ دن مین جاتا ہی تاکہ مسئول پاوے اور جو کوئی وصال کی نیت سے جاتا ہی وہ رات کو جاتا ہی تاکہ مشاہدہ جمال حاصل کرے **اختلاف تیسرا** مبدء اسرا مین ہی ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی اور مین مکہ مین تھا اور واقدی نے کہا کہ شب اسرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابیطالب مین تھے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا مین حطیم مین تھا اور کبھی فرمایا حجر مین کروٹ لیے لیٹا تھا کہ دفعتاً آنے والا آیا اور صحیح بخاری مین بھی ہی کہ فرمایا مین بیت مین تھا اور قاضی نے شفا مین ام ہانی بنت ابیطالب سے روایت لکھی ہی کہ حضرت میرے گھر مین تھے پس ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح ان روایتون مین جمع کیے ہی کہ حضرت صلعم ام ہانی کے گھر شب باش تھے اور وہ گھر شعب ابیطالب مین واقع ہی اور اسکی چھت پھاڑی گئی اور اضافت خانہ اپنی طرف بلحاظ سکونت فرمائی ہی اور وہین سے فرشتہ مسجد مین لایا اور حضرت صلعم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ اثر خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا تب براق پر سوار ہوے **فائدہ** حجر و حطیم اس مکان کا نام ہی جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ مین داخل کیا تھا اور جب قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اُتر کی طرف علیحدہ کر دیا کہ ناودان کعبہ اسی طرف ہی **اختلاف چوتھا** شق صدر مین ہی قاضی عیاض نے نقل کی ہی کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج مین زیادات شریک نام راوی سے ہی اور حافظ ابن حجر نے کہا ہی کہ شق صدر شریف کئی مرتبہ ہوا اور معراج مین بروایات متعددہ صحیحہ وارد ہی جاے انکار نہین ہی جیسا کہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی اور قاضی خود کتاب شفا مین بیان کیا ہی کہ یونس ابن شہاب نے انس سے قضیہ شق صدر معراج مین نقل کیا ہی پس معلوم ہوا کہ زیادات شریک سے نہین ہی اور صحیح عند المحققین یہ ہی کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہی اول حالت لڑکپن مین جبکہ دائی حلیمہ کے پاس تھے اور یہ اسواسطے ہوا تاکہ دل مین ہوس لہو و لعب کی نرہے دوسرے بار دس برس کی عمر مین قریب بلوغ چاک کیا گیا تاکہ جوانی کی خواہش زور نہ پکڑے تیسرے بار قریب زمانہ نبوت کے چاک کیا گیا تاکہ صفاے کامل در قوت حاصل ہو وحی کے قبول کی چوتھی مرتبہ معراج مین شق صدر ہوا تاکہ لیاقت دربار الٰہی کی رتبۂ اعلیٰ پر حاصل ہو اور بعض اہل وجدان تحقیق فرماتے ہین کہ نماز مومن کے واسطے معراج ہی جب مومن ارادہ نماز کرتا ہی تو اول وضو کرتا ہی پھر نماز پڑھتا ہی سو ہمارے حضرت صلعم نے کہ سالار قافلہ انبیا علیہم السلام تھے جب ارادۂ نماز معراج فرمایا اور قصد راز و نیاز کہنے کا درگاہ کبریا مین کیا تو اسکے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الٰہی مین تین چیزین شرط ہین اول لطافت و پاکیزگی اعلی مرتبہ کی جو اربعہ عناصر سے خارج ہو دوسرے زبان تیسرے مکان کہ یہ تینون باتین حضرت صلعم کو

حاصل نہین تب شق صدر سے وضو کر کے رویت الٰہی سے مشرف ہوے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تینون باتین حاصل نہین اس سبب سے رویت الٰہی نصیب نہوئی اور اتفاق اس وضو کا نہ پڑا ابن عطا تفسیر الم نشرح مین کہتے ہین الم نشرح لک صدرک یعنی کیا نہ کھولا سینہ تیرا تیرے واسطے یعنی شرح صدرہ للرویۃ وشرح صدر موسیٰ علیہ السلام للکلام **اختلاف پانچوان** براق مین ہی اول اشتقاق مین دوسرا اسمین کہ انبیاے سابقین بھی براق پر سوار ہوے تھے یا نہین پس بعض براق کو مشتق بریق سے کہتے ہین بمعنی درخشندگی بلحاظ چمک رنگ کے اور بعضے برق سے بلحاظ سرعت سیر اور بعضے برقا سے کہ ابلق بکری کو بولتے ہین چنانچہ قاضی نے شفا مین لکھا ہی کہ رنگ براق ابلق تھا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے باندھا اپنے چارپایہ کو حلقہ در سے جہان اور انبیاؤن نے باندھے اس سے ظاہر ہی کہ اور انبیا بھی براق پر سوار ہوے ہین اور مغازی ابن اسحٰق مین ہی کہ براق نے سرکشی کی سواری کے وقت کیونکہ مدت سے اسپر سواری نہوئی تھی اور بعض روایت مین ہی کہ اسی براق پر حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام سوار ہو کر حضرت اسمٰعیل کو دیکھنے جاتے تھے لیکن مع زین اور لگام خصایص آنحضرت مین ہی اور ابن وحیہ نے انکار کیا ہی اور کہا ہی کہ اور کوئی نبی اسپر سوار نہین ہوا اور احادیث کو تاویل کرتا ہی کہ اور انبیاؤن کے واسطے بھی اسی قسم کا براق آیا تھا یہ نہ اور اسکا تو کوئی قایل نہین ہی کہ سواے حضرت صلعم کے اور کوئی نبی براق پر سوار نہین ہوا یہ جو براق مختلف شکل قد و قامت مین سواری حضرت کے واسطے آیا اور گھوڑا کہ اسمین تمکنت زیادہ تھی نہ آیا اسمین یہ حکمت تھی کہ گھوڑا موضوع ہی کہ مقام طرب و خوف مین اسپر سوار ہون اور یہ مقام سلامتی و امن تھا اور پستی قامت و اختلاف لون مین یہ فائدہ ہی کہ ایسا جانور اسقدر مسافت کے لائق نہین ہوتا اُسنے آن واحد مین یہ سفر دور دراز کیا کذا فی مدارج النبوۃ **اختلاف چھٹا** اس بات مین ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیادہ پا تھے یا وہ بھی براق پر سوار تھے اور اگر سوار تھے تو پیچھے تھے یا آگے ابن سعد نے شرف المصطفے مین لکھا ہی کہ جبرئیل نے رکاب تھامی اور میکائیل نے لگام پکڑی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ پیادہ پا تھے مگر احتمال ہی کہ سوار کرا کر خود بھی سوار ہوے ہون اور مسند امام احمد مین حذیفہ رضی سے موقوفاً روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دونون براق پر سوار تھے یہانتک کہ بیت المقدس مین آئے اور صحیح ابن حبان مین ابن مسعود سے روایت ہی کہ ان جبرئیل حملہ علی البراق ردیفا لہ اور یہ دونون قول محتمل ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ردیف جبرئیل تھے یا بالعکس پس مسند حارث مین یہ تصریح آیا ہی کہ جبرئیل آگے تھے اور حافظ ابن حجر نے اسی پر اعتماد کیا ہی کذا فی المواہب **اختلاف ساتوان** براق کے باندھنے اور نہ باندھنے مین ہی حذیفہ نے باندھنے کے انکار کی اور کہتے ہین کہ حاجت نہ تھی کیونکہ تمام عالم غیب و شہادت اسوقت مسخر تھا کذا رواہ احمد والترمذی اور بھی حذیفہ رضی نے نماز بیت المقدس کے انکار کی ہی اور بیہقی اور ابن کثیر نے کہا ہی کہ قول ربط براق اور اداے صلوٰۃ قول بالاثبات ہی اور اثبات نفی سے اولیٰ ہی اور بھی باندھنا براق کا حلقہ حجرہ سے از روے احادیث صحیح ثابت ہی چنانچہ اول قصہ مین بیان ہو چکا ہی اور

اختلاف پانچوان

اختلاف چھٹا

اختلاف ساتوان

ثابت نے انس رضؓ سے اور بزار نے بریدہؓ سے روایت کی ہی کہ حضرت صخرہ مین آئے اور اپنی انگلی رکھی اور پھاڑا اُسکو اور بُراق کو باندھدیا اور بیہقی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین آیا بیت المقدس مین اور مین نے باندھا بُراق اپنا اُس حلقے مین جہان اور انبیاؤن نے باندھے تھے پھر مین اور جبرئیل بیت المقدس کے اندر آیا اور دونون نے دو رکعت نماز ادا کی آور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہی کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس مین تشریف لائے تو پہونچے ایک مکان مین جسکو باب محمدؐ کہتے ہین سو وہان ایک پتھر تھا جبرئیلؑ نے اپنی انگلی سے سوراخ کیا اور بُراق کو وہین باندھا **اختلاف آٹھوان** اداے صلوٰۃ مین ہی کہ آنحضرت نے اور انبیاؤن کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھی ہی یا بیت المقدس مین اور جاتے وقت پڑھی یا آتے وقت اور وہ نماز فرض تھی یا نفل اور اگر فرض تھی تو نماز عشا یا نماز صبح اور جو نفل تھی تو کی رکعتین تھین قاضی عیاض نے شفا مین روایت بزار کی علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی کہ اُس سے اداے صلوٰۃ آسمان پر معلوم ہوتی ہی آور جو بیہقی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہی اُس سے نماز پڑھنا حضرت کا اور حضرت جبرئیلؑ کا دو رکعت بلا جماعت پایا جاتا ہی شاید بطریق تحیۃ المسجد ہو اور ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ مین مسجد داخل ہوا تو انبیا علیہم السلام ملے پھر موذن نے اذان کہی تو سب نماز پر کھڑے ہوے اور منتظر ہوے کہ کون امام ہو حضرت جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑکر امام کیا اور امام احمدؒ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم مسجد اقصیٰ مین کھڑے ہوے تا نماز پڑھین سب انبیاؤن نے اقتدا کی پس قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ احتمال ہی کہ آنحضرت نے انبیاؤن کے ساتھ بیت المقدس مین نماز پڑھی ہو پھر بعضے انبیا آسمان پر عروج فرماگئے تو وہان بھی ملاقات ہوئی آور احتمال ہی کہ بعد ہبوط آسمان سے نماز پڑھی ہو اور انبیا علیہم السلام اول آسمان پر ملے ہون پھر حضرت کے ساتھ بیت المقدس مین آئے اور نماز پڑھی اول احتمال ظاہر تر ہی اور ابن کثیر قایل ہی کہ قبل عروج اور بعد عروج بھی نماز پڑھی تھی اور صاحب مواہب فرماتے ہین کہ جو شخص اداے نماز کا قبل عروج قائل ہی اُسکے قول پر عشا تھی اور جو شخص بعد عروج کے قائل ہی اُسکے قول پر نماز صبح قریب تر ہی آور ہمارے اساتذۂ کرام کی اس مقام مین تحقیق ہی کہ ظاہر تر اور قریب تر یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس مین پہونچے تو حضرت جبرئیلؑ نے اور آپنے بطریق تحیۃ المسجد دو رکعت نماز ادا کی اور دیگر انبیا کہ آپسے پہلے پہونچے تھے وہ رکوع اور سجود صلوٰۃ تحیۃ المسجد مین تھے پھر نماز تہجد کہ آنحضرت پر فرض تھی اذان سے ادا فرمائی تو اور انبیاؤن نے اقتدا کی اور جب عروج آسمان فرمایا تو اور انبیا بھی عروج فرماگئے وہان بھی واسطے اظہار شرف و کرامت آنحضرت کے ملاء اعلیٰ پر حضرت صلعم کو جبرئیلؑ نے امام کیا پھر جب مراجعت فرماکر بیت المقدس مین آئے تو بعضے صلوٰۃ اللیل یا نافلہ دیگر بروجہ شکرانہ ادا فرمائین آور کاتب اوراق کہتا ہی کہ جو شخص قائل ہی کہ نماز عشا یا صبح تھی سو اِس قول کو حدیث ام ہانی بنت ابیطالب کی رد کرتی ہی اس لیے کہ وہ فرماتی ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب اسرا میرے گھر تھے اور نماز عشا پڑھکر سوگئے تھے اور قریب صبح مجکو جگایا اور جب نماز صبح کی ادا فرماچکے اور مین بھی پڑھ چکی تو آپنے فرمایا اے ام ہانی مین نے نماز عشا کی

اختلاف آٹھوان

(اختلاف نوان)

یہان پڑھی پھر بیت المقدس مین گیا اور وہان نماز پڑھی پھر نماز صبح تمھارے ساتھ ادا کی **اختلاف نوان** اس بات مین ہی کہ پیالے
شیر و شراب کے بعد نماز لائے گئے تھے یا بعد وصول سدرۃ المنتہی اور کتنے پیالے تھے پس حدیث انس رض اور امام احمد سے واضح ہی کہ مسجد
اقصی مین بعد نماز قبل عروج دو پیالے آئے تھے ایک دودھ کا دوسرا شراب کا اور روایت شداد ابن اوس بھی اسی طرح ہی اور حدیث
بخاری سے جو قتادہ نے انس رض سے اور انس رض نے مالک ابن صعصعہ رض سے روایت کی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بعد پہونچنے سدرۃ المنتہی کے تین پیالے
آئے ایک مین شراب دوسرے مین دودھ تیسرے مین شہد اور روایت بزار مین پانی اور دودھ اور شراب ہی سو جمال الدین محدث نے
یون جمع بین الروایات فرمائی ہی کہ یہ معاملہ دو بار واقع ہوا ایک مرتبہ مسجد مین اور دوسری بار سدرہ مین اور قسطلانی نے فرمایا ہی
کہ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی اسی طرح تصریح فرمائی ہی اور جو اختلاف عدد ظروف مین واقع ہی محمول بر اختصار راوی ہی
حاصل یہ کہ مجموع ظروف چار تھے ایک مین پانی دوسرے مین دودھ تیسرے مین شہد چوتھے مین شراب کہ یہ بات موافق پڑتی ہی ان

(اختلاف دسوان)

نہرون کے جو سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری ہین **اختلاف دسوان** نردبان مین ہی اکثر روایات دلالت کرتی ہین کہ آنحضرت نے
نردبان پر ہوکر عروج فرمایا اور اکثر احادیث صحیحہ سے واضح ہی کہ براق پر عروج فرمایا اور ایک روایت ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہاتھ
پکڑکر آسمان پر لیگئے اور ایک روایت ہی کہ اپنے پرون پر بٹھلاکر لیگئے پس طریق جمع یون ہی کہ بعد فراغ نماز و حمد الٰہی بیت المقدس مین
حضرت جبرئیل نے حضرت صلعم کا ہاتھ پکڑا اور باہر لائے اور براق پر سوار کرایا اور براق اس نردبان پر لیچلا اور جب دروازہ آسمان پر

(اختلاف گیارھوان)

پہونچا یا تو جبرئیل نے اپنے پرون پر بٹھلایا **اختلاف گیارھوان** سدرۃ المنتہی مین کہ آسمان ششم مین ہی یا ہفتم مین بس قتادہ وثابت
حضرت انس رض سے روایت کرتے ہین کہ سدرہ آسمان ہفتم مین ہی اور ابن مسعود رض سے مسلم نے حدیث روایت کی ہی کہ سدرہ آسمان ششم مین ہی
حافظ ابن حجر نے یون جمع فرمائی ہی کہ جڑ سدرہ کی آسمان ششم مین ہی اور شاخین ہفتم پر لہذا ششم و ہفتم دونو مذکور ہوے **اختلاف**

(اختلاف بارھوان)

بارھوان تعداد انہار مین ہی حدیث انس رض سے چار معلوم ہوتی ہین دو پوشیدہ کہ بہشت مین جاری تھین اور دو ظاہر کہ نیل
و فرات ہین اور صحیحین مین ہی کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری تھین اور ایک روایت مسلم کی ہی کہ چار نہرین بہشت سے ہین نیل و فرات
و سیحان و جیحان اور بروایت شریک واضح ہی کہ آسمان دنیا پر دو نہرین نظر پڑین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیل و
فرات ہین اور سدرہ انکی جڑ ہی اور قاضی عیاض نے شفا مین ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ اس روایت سے
چار قسم کی نہرین معلوم ہوتی ہین اور ہر قسم سے متعدد نہرین نکلتی ہین مثلاً انہار آب و انہار شیر و انہار شہد و انہار خمر اور جمع
بین الروایات یون ہوتا ہی کہ سدرہ کی جڑ بہشت مین ہی پھر یہ نہرین جب سدرہ سے نکلین تو بہشت سے ہوئین اور جو آسمان

(اختلاف تیرھوان)

دنیا پر نظر آئین وہ دلیل کمال انتشار پر ہی اور باقی رہا تعدد سو بعد تجاوز منبع سے ہوا ہی **اختلاف تیرھوان** رویت الٰہی مین ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین خدا تعالی کو بچشم سر دیکھا یا نہین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ
جسنے کہا محمد نے دیکھا خدا کو اسنے جھوٹ کہا اور دلیل لاتی ہین آیۃ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنی نہین دیکھ سکتی اسکو
آنکھین اور وہ دیکھتا ہی آنکھون کو اکثر صحابی اس دلیل کے مخالف ہین اور جس مسئلہ مین صحابی مختلف ہون وہ قول قابل

حجت وسند کے نہین ہوتا اور امام نووی لکھتے ہین کہ ابن خزیمہ نے کہا ہی کہ عایشہ صدیقہ نے نفی رویت کی حدیث مرفوع سے
نکی اگر انکو کوئی حدیث مرفوع معلوم ہوتی تو البتہ بیان فرماتین تفسیر شاہی مین لکھا ہی کہ آیت مین نفی ادراک ہی نفی رویت
اور ادراک واقف ہونا ہی اوپر جوانب حدود شی مرئی کے اور رویت دریافت کرنا ایک شی کا بینائی سے پس نفی ادراک سے نفی رویت
لازم نہین آتی اور ابصار سے کافرون کی آنکھین مراد ہین اور انس و ابن عباس اور حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم قائل ہین کہ
حضرت نے اپنے رب کو آنکھ سے دیکھا چنانچہ ترمذی نے عکرمہ سے روایت کی ہی کہ ابن عباس نے کہا دیکھا محمد صلعم نے اپنے
پروردگار کو بچشم سر مین نے کہا لاتدرکہ الابصار کسطرح فرمایا ہی ابن عباس نے کہا افسوس ہی تجھ پر یہ اسوقت فرمایا ہی کہ جب
حضرت حق بنور ذات تجلی فرمائین اور ابن عمر نے ابن عباس سے کہلا بھیجا کہ محمد رسول اللہ نے اپنے رب کو معراج مین دیکھا
یا نہین کہا ہان دیکھا اور کہا خدا تعالی نے خلت ابراہیم کو دی اور کلام موسی کو اور رویت محمد کو کذا فی العالم اور ابی ذر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین نے پوچھا رسول اللہ سے کہ آپنے دیکھا اپنے پروردگار کو فرمایا ایکبار بیشک دیکھا کہ دکھلایا گیا اور مروزی نے
امام احمد سے کہا عایشہ صدیقہ فرماتی ہین جسنے کہا محمد نے اپنے رب کو دیکھا اسنے افترا کیا اللہ پر یہ کلام کسطرح دفع کیا جائے امام نے
فرمایا حضرت صلعم کے قول سے کہ رایت ربی ہی اور فرمانا حضرت صلعم کا بالاتر قول عایشہ صدیقہ سے ہی کذا فی المواہب اور قاضی عیاض نے
شفا مین لکھا ہی کہ نقاش نے امام احمد سے حکایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے مین بملاحظہ حدیث ابن عباس کہتا ہون کہ حضرت صلعم نے خدا کو
بچشم سر دیکھا ہی اور اس کلام کو اتنا تکرار سے فرمایا کہ انکا دم بند ہوگیا اور امام ابو الحسن اشعری اور امام حسن بصری سے منقول ہی کہ قسم کھاتے
اور کہا کہ محمد نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہی اکثر صحابہ اسی پر متفق ہین اور یہی مذہب ہی عروہ ابن زبیر و کعب احبار و زہری اور تمام
صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور مسلم نے ابو العالیہ سے اور اسنے ابن عباس سے تفسیر آیت کریمہ ما کذب
الفواد ما رای مین نقل کی ہی کہ حضرت صلعم نے حضرت حق کو دو مرتبہ دیدۂ دل سے دیکھا اور طبرانی نے روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ
دل سے دوسری مرتبہ دیدۂ سر سے دیکھا الا سعید ابن جبیر کہتے ہین کہ اس مقام مین توقف اولی ہی کیونکہ دلائل طرفین باہم متعارض ہین
اور یہ مسئلہ عملیات مین نہین ہی کہ دلیل ظنی پر اکتفا کیجائے فافہم القصہ بعد اس واقعہ عجیبہ کے اسی سال مین بارہ آدمی قبیلہ اوس و خزرج کے
مع چھ نفر مسلمانون کے جو عقبہ اولی مین بیعت کر گئے تھے اسی مقام مین حاضر ہوئے اسعد ابن زرارہ و عوف و معاذ پسران عفرا
و رافع ابن العجلان و ذکوان ابن عامر و عبادہ ابن صامت و یزید ابن ثعلبہ و عباس ابن عبادہ و عقبہ ابن عامر از قبیلہ
خزرج و ابو الہیثم ابن التیہان و عویم ابن ساعدہ اور ایک شخص اور جسکا نام کتب حدیث و سیر مین صاف صاف بلا اختلاف
نہین ملتا قبیلہ اوس سے تھے سو ان صاحبون نے یون بیعت کی کہ ہم شریک ٹھہراوین اللہ کا اور چوری نکرین اور زنا نکرین اور اولاد کو
نمارین اور کسی پر بہتان نباندھین یعنی کسی پر جھوٹا دعوی نکرین اور جھوٹی گواہی ندین یا کسی معاملہ مین جھوٹی قسم نہ کھائین اور
اپکی بے حکمی نکرین کسی نیک کام مین اور یہی بیعت مومنات ہی جسکا ذکر سورۂ ممتحنہ مین اللہ صاحب نے فرمایا ہی اور بیعت جہاد اس
سبب سے نہین کی کہ اسوقت تک جہاد فرض نہوا تھا اور بعد کر لینے بیعت کے ملتمس ہوے کہ یا رسول اللہ آپ ایک شخص ہمارے ساتھ

کردین تو وہ ہمکو قرآن سکھائے اور احکام شرع بتائے حضرت صلعم نے مصعب ابن عمیر عبدری کو وقت رخصت انکے ہمراہ فرمایا انھین لوگون نے
مصعب کا نام مُقری رکھا تھا اور انھین نے نماز جمعہ اول مدینہ مین ادا کی ہی اور انھین نے دعوت اسلام مدینہ مین جاری کی ہی اور کلمہ اسلام
انھین کے سبب سے بعنایت حق مدینہ مین شایع ہوا اکثر اشراف اور اکابر قوم سب اسلام لائے اور سب نے اپنے بت توڑ ڈالے بلکہ ہر ایک گھر مین کوئی
نہ کوئی مرد یا عورت مسلمان ہو گئی ایک دن مدینہ مین مصعب ابن عمیر بنی عبد الاشہل کے باغ کے دروازے پر قرآن پڑھتے تھے کہ سعد ابن
معاذ کو جو خالاتی بھائی اسعد ابن زرارہ کا تھا خبر ہوئی وہ نیزہ لیکر غصہ مین بھرا آیا اور کہنے لگا کہ یہان سے چلے جاؤ نہین تو سزا دونگا
مصعب ابن عمیر اٹھ گئے دوسرے دن اسعد ابن زرارہ کے ساتھ اسی جگہ وعظ فرمانے لگے پھر کسی نے یہ خبر سعد ابن معاذ کو پہونچائی سو وہ
بانکار پیش آیا لیکن نرمی کے ساتھ تب سعد ابن زرارہ نے کہا اے بھائی یہان بیٹھ کر سنو یہ شخص کیا باتین کرتا ہی اگر اسکا کلام ناقص ہو تو تم
اس سے بہتر کلام کرو اور راہ راست بتلاؤ اور جو اسکے کلام مین ہدایت ہو تو برا نہ کہو بلکہ وجود اسکا غنیمت جانو تب سعد ابن معاذ نے
مصعب ابن عمیر سے کہا تم کیا فرماتے ہو مصعب نے کلام الٰہی پڑھکر سنایا بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ والکتاب المبین انا جعلناہ قرآنا عربیا
لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم تا آخر سعد ابن معاذ سنکے اچھل پڑا اور حال اسکا متغیر ہو گیا اگرچہ اسنے فی الفور
کلمہ شہادت نہین کہا لیکن دل اسی وقت ایمان سے بھر گیا اسنے اپنی قوم یعنی بنی عبد الاشہل کو بلایا اور خود مسلمان ہو کر انکو
دین اسلام پر دعوت فرمائی اور کہا اے صغیر و کبیر جسکو اس امر مین شک ہو بسم اللہ بہتر اس سے کچھ کہے واللہ یہ وہ امر ہی کہ جان تک
فدا ہی اے بنی عبد الاشہل تم لوگون مین میرا مرتبہ کتنا ہی کہنے لگے انت سیدنا وافضلنا فرمایا تمسے کلام کرنا حرام ہی جبتک کہ تم ایمان لاؤ
چنانچہ سب ایمان لائے اور بہجۃ المحافل مین لکھا ہی کہ جب مصعب ابن عمیر اور سعد ابن زرارہ نے بنی ظفر کے باغ مین قرآن پڑھا کہ
تو سعد ابن معاذ سنکر بہت ہی ناراض ہوئے اور اسید ابن حضیر کو بھیجا وہ ایمان لائے اور بعد انکے سعد ابن معاذ بھی مسلمان ہوئے
اور ان دونون کے ذریعہ سے بنی عبد الاشہل ایمان لائے جب تیرھوان برس بعثت کا ہوا اور اعزاز اسلام سے ارادہ قدیمہ الٰہی
متوجہ ہوا تو مصعب ابن عمیر مع ایک جماعہ کثیرہ بشوق دیدار سید ابرار ماہ ذی الحجہ مین داخل مکہ ہو کر بملازمت آنحضرت سے سعادت اندوز ہوئے
انمین سے کچھ لوگون نے التماس کیا کہ ہم اوسط ایام تشریق مین رات کے وقت عقبے مین حاضر ہونگے جب وعدہ کی رات آئی تو
ستر آدمی اپنے ہمراہی مشرکون سے علاحدہ ہو کر بطریق خفیہ وہی رات کو آکر ایک شعبہ پہاڑ مین بیٹھے اور جمال باکمال حضرت سید الکونین
محبوب عارفین کے مشتاق ہوئے آنحضرت کو خبر پہونچی آپ مع عباس ابن عبد المطلب کہ ہنوز ایمان نہ لائے تھے اس مقام پر تشریف فرما ہوئے
حضرت عباس نے ان لوگون سے متوجہ ہو کر کہا کہ محمد کا مرتبہ ہمارے یہان بڑا ہی اور ہر چند ہمنے منع کیا مگر وہ ہمکو چھوڑ کر تمھارے ملا
چاہتے ہین اگر تم عہد مضبوط کرو اور وفائے عہد پر قائم ہو تو صاف بیان کرو انھون نے کہا یا رسول اللہ عباس نے کہا سو ہمنے
سن لیا آپ فرمائین کیا آپ سے عہد و پیمان لیتے ہین یا اسم اللہ ہم حاضر ہین تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی آیتین قرآن مجید کی
پڑھین اور فرمایا عہد خدا یہ ہی کہ اسکو واحد لاشریک سمجھ کر عبادت کرو اور میرا عہد یہ ہی کہ جو کچھ مین کہون اسکو دل و جان سے
سنو اور تبلیغ رسالت مین اعانت کرو اور جو کوئی منع کرے اس سے لڑو کہا یا رسول اللہ ہمارا کام قتال و حرب ہی اور اگرچہ ہمسے

اور یہود سے عہد ہی مگر ہم توڑے دیتے ہیں لیکن غرض یہ ہی کہ ایسا نہو کہ آپ ہمکو تنہا چھوڑ کر پھر اپنی قوم سے ملجائیں تب حضرت صلعم نے تبسم ہوکر
فرمایا ایسا نہوگا میں تمسے ہوں تم مجھسے جان با جان وتن با تن زندگی اور موت میری تم میں ہوگی پھر بولے یا رسول اللہ اگر ہم جان
ومال سے آپ پر فدا ہوں تو جزا اُسکی کیا ہوگی فرمایا بہشت بولے ربح البیع یا رسول اللہ آپ ہاتھ بڑھادیں ہم بیعت کرتے ہیں چنانچہ اُن
لوگون نے بیعت کی اور یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ یعنی اللہ نے خرید لی
مسلمانون سے اُنکی جان اور مال بہشت کے عوض یہ بیعت عقبہ کبری کہلاتی ہی اسی کو بروایت صحیحہ عقبہ ثالثہ کہتے ہیں اسکی بابت ستر آدمی
آئے تھے اُنمین سے تہتر مرد ایمان لائے اور دو عورتیں اور اول سب سے براء ابن معرور نے بیعت کے واسطے ہاتھ بڑھایا پھر سب نے متابعت کی
اور اُسی دن آنحضرت صلعم نے انصار کے بارہ فرقے فرمائے اور بارہ آدمیون کو اُنپر نقیب و سردار کیا اسمائے شریف اُنکے یہ ہیں ابو امامہ اسعد
بن زرارہ عبد اللہ ابن رواحہ سعد ابن الربیع رافع ابن مالک بن العجلان براء ابن معرور سعد ابن عبادہ عبد اللہ ابن عمر ابن حزام
والد جابر کہ اسی رات ایمان لائے تھے منذر ابن عمر عبادہ ابن صامت قوم خزرج سے اُسید ابن حضیر سعد ابن خیثمہ رفاعہ ابن
عبد المنذر قبیلہ اوس سے بعض بجائے رفاعہ ابو الہیثم ابن التیہان تھے اور کعب ابن مالک اسکا قائل ہی کہ ان معاملون میں ابتدا سے
حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے اور سب لوگون کو بیعت کا اشارہ کرتے جاتے تھے جب بیعت تمام ہوگئی تو ابلیس نے پکار کر کہا اے اہل منا
اہل یثرب نے محمد سے بیعت کر لی اب ملکر تمسے لڑینگے آنحضرت نے فرمایا کہ اسمع یا عدو اللہ واللہ لافرغن لک پھر اسی وقت سعد ابن عبادہ
التماس کیا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو جتنے مشرک اسوقت منا میں جمع ہیں انکو صبح کے وقت تہ تیغ کریں آنحضرت نے فرمایا ابتک مجکو جہاد کا
حکم نہیں ہوا ہی پھر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مدینہ میں چلکر اقامت فرمائیں تو ہماری سعادت ہی فرمایا ابتک ہجرت کا حکم نہیں ہوا ہی
جس جگہ کی اجازت ملیگی وہیں جاؤنگا پھر انصار کو رخصت فرمایا اور مصعب بن عمیر رہ گئے جب کفار قریش نے انصار کے اسلام
لانے کی خبر پائی تو بڑی حسرت سے چھاتیاں پیٹیں حدیث شریف میں ہی کہ ایکدن آنحضرت صلعم کعبہ کے سائے میں چادر کا تکیہ دیے
بیٹھے تھے جناب ابن الارت نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے کہ اللہ کافرون کے غلبہ سے نجات دے حضرت
اٹھ بیٹھے اور چہرہ آپکا سرخ ہوگیا یعنی بے صبری پر غصہ آیا اور فرمانے لگے کیون بے صبری کرتے ہو تمسے اگلے دینداروں پر ایسی مصیبتیں
گذری ہیں کہ اُنکے گوشت نوچے گئے تبھی تو ایسی سختی کبھی نہیں ہوئی باقی رہا دین کا غلبہ سو خدائے تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق کریگا
کہ ملک میں ایسا امن و چین ہو دو رنگ ہو جائیگا کہ تنہا سوار بیخوف وخطر چلیگا یا خدا کا خوف ہوگا یا بکری پر بھیڑیے کا لیکن تم جلدی کرتے ہو
چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں پورا ہوا اس حدیث میں ارشاد ہی کہ ایمان دار آدمی تکلیف کے وقت مضطر نہو
صبر کرے اور دین پر مضبوط رہے آخر مخلصی ہوتی ہی بالجملہ اس سال میں بعض صحاب جانب مدینہ روانہ ہوئے مثل عمر ابن خطاب زید ابن خطاب
عیاش ابن ربیعہ حمزہ ابن عبد المطلب عبد الرحمن ابن عوف طلحہ ابن عبد اللہ عثمان بن عفان زید بن حارثہ عمار ابن یاسر عبد اللہ
ابن مسعود صہیب رومی بلال حبشی سعد ابن ابی وقاص مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ عنہم اور کبار صحاب میں سوائے صدیق اکبر و
علی مرتضی کوئی شخص حضرت صلعم کے ہمراہ نہیں رہا مدارج میں ہی کہ اکثر صحاب پوشیدہ گئے مگر عمر کہ یہ حضرت مسلح کعبہ میں آئے اور

سات طواف کیے اور دو رکعت نماز پڑھی بمقام ابراہیم اور آواز بلند کہا کہ انکی اوقات ضایع جو پتھروں کے ٹکڑون کو خدا جانتے ہین اور قریش
وہان مجتمع تھے پھر اسی سال مین آنجناب باستجازت ہجرت اور تعین مقام جناب حق مین متوجہ ہوے اول ایک مقام ایسا نظر آیا کہ دو تین مقاموں سے
مشترک تھا اول ہجر بلاد بحرین سے دوسرا قنسرین ارض شام سے تیسرا یثرب زمین حجاز مین بعد ازان مقام ثالث متمیز ہوا لیکن تعین وقت میعاد
خروج مین تامل ہا ظاہر ہی تذکر اور ابہام کے بعد تخصیص تعین جو ہوئی سو یہ بات ہی کہ دستورات سے ہی کہ مہمان عزیز کو مکانات متعدد
دکھلاتے ہین تاکہ اونمین جس مکان کو پسند کرے وہان رہے اسی طرح حضرت کو مقامات مختلفہ دکھلائے کہ حضرت نے مدینہ منورہ پسند کیا اور
عزم بالجزم فرمایا اور بسبب ہجرت کرنے صحابہ کے مشرکین قریش کو بھی یہ خیال ہوا کہ اب حضرت بھی قریب جانب مدینہ تشریف لیجائینگے
سو ایکدن سرداران قریش مثل ابوجہل وغیرہ دار الندوہ مین کہ متصل کعبہ ایک مکان تھا اور مشورت کے واسطے قریش وہان مجتمع ہوا کرتے تھے
بنا بر مشورت جمع ہوے اور دروازہ بند کر لیا ابلیس لعین بصورت پیر مرد موجود ہوا کفار متعجب ہوے اور خلل انداز مشورہ سمجھے اوسنے کہا کہ
مین نجد کا رہنے والا مرد تجربہ کار ہون اس امر مین صلاح نیک دونگا مجکو ہبل نامے بت نے تمھارے دل کے اسرار پر مطلع کر دیا ہی تب تو
کفار اسکو غنیمت سمجھے بعد ازان کافرون نے کہا کہ محمد نے سخت تنگ کیا ہی انکو دفع کیا چاہتے ہین ایک شخص نے کہ شاید ہشام بن عمر تھا کہا کہ
ایک کوٹھری مین قید کرو شیخ نجدی نے کہا کہ یہ رائے ناپسندیدہ ہی محمد کے اقارب و توابع مزاحم ہونگے اور مقاتلے کی صورت قائم ہوگی پھر ایک
شخص نے کہ شاید ابو البختری تھا جو لا یہان سے نکالدو شیخ نجدی نے کہا یہ بھی رائے ناثواب ہی کیونکہ محمد سحر البیان ہین جہان جائینگے لوگون کو
اپنا مسخر کرینگے اور بقوت جماعت تم پر چڑھ آوینگے بعد ازان ابوجہل نے کہا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک شخص انتخاب کیا جائے رات کو اونکے جاکر محمد کو
قتل کرین کہ بنی ہاشم کو جمیع قبائل قریش سے طاقت مقاومت نہین ہوگی بالضرور دیت پر راضی ہونگے تو دیت بے تکلف دینگے ابلیس نے
یہ بات پسند کی اور مجلس ختم ہوئی تسمیہ شیطان کا شیخ نجدی اسی قصہ سے ہوا ہی چنانچہ پانچ قبیلے کے پانچ سردار جوان اس حرکت پر مقرر ہوے
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس معاملے کی خبر آنحضرت کو پہونچائی کہ اللہ صاحب فرماتے ہین واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک
او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجکو بٹھاوین یعنی قید کرین یا مار ڈالین
یا نکالدین اور وہ داؤ کرتے ہین اور اللہ بھی داؤ کرتا ہی اور اللہ بہتر داؤ کرنے والا ہی اور یہ بھی حضرت جبرئیل نے کہدیا کہ آپ مدینہ کو
ہجرت فرمائین صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ جب سب اصحاب ہجرت کر گئے تو صدیق اکبر نے بھی حضرت سے اجازت چاہی فرمایا
جلدی نکرو ٹھہر جاؤ اسواسطے کہ مین امید رکھتا ہون کہ مجکو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہی سو حضرت صدیق ہمراہی کے لیے
منتظر رہے اور دو اونٹ چار مہینے پیشتر سے کھلا پلا کے تیار کر رکھے تھے اور بروز اجازت دوپہر کو یہ حال حضرت صلعم نے صدیق اکبر سے کہا
انھون نے التماس کیا کہ یا حضرت مین ساتھ چلون فرمایا ہان اور ایک اونٹ حضرت نے کہ نام اسکا قصوی و بقولی جدعا تھا چار سو درم کو
صدیق اکبر سے مول لیا تاکہ اس معاملے مین استعانت بالغیر نہو اپنا ہی مال صرف ہوا اور عبد اللہ اریقط دیلی کو نوکر رکھا تاکہ تین
دن بعد دونون اونٹ جبل ثور مین حاضر کرے یہ شخص اگرچہ موافق تحقیق امام نووی مسلمان نتھا مگر امین تھا بالجملہ رات کے وقت
کہ تاریخ ہشتم ربیع الاول و بصحیح سلخ صفر یوم الاثنین سال چہار دہم نبوت تھا ابوجہل بن ہشام حکم ابن ابی العاص عقبہ

ابن معیط نضر ابن حارث امیہ ابن خلف وغیرہم مثل طلحہ بن عدی حکیم ابن حزام ہتھیار لیکر دروازے مبارک پر جمع ہوئے آنجناب نے علی مرتضیٰ شیر خدا کو دولت
شریف عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم اسے اوڑھکر میری جگہ سو رہو یہ لوگ تمکو کچھ ضرر نہ پہونچا سکینگے تم تمام اسباب امانت کافرون کو دیکر مدینہ کو چلے آنا اور
سو رہے اور آنحضرت ایک چادر اوڑھکر دروازہ سے نکلے اور اول سورہ یٰسین فاغشیناہم فہم لا یبصرون تک پڑھکر ایک مٹھی خاک جماعت کفار پر پھینکی
ہر کافر کے سر اور منھ اور آنکھون مین پہونچی اور آپ صاف نکل گئے کسی کو نظر نہ آئے تھوڑی دیر بعد شیطان آیا اُسنے پوچھا کیون بیٹھے ہو اُنھون نے کہا بقصد محمد
شیطان نے کہا یہ کون خاک آنکھون مین ڈال گیا ہی کافرون نے اپنے چہرون پر ہاتھ پھیرا تو خاک جھڑی اور ایک روایت ہی کہ جب حضرت صلعم دروازہ سے
نکلے تو ابو جہل لعین نے کہا یہی محمد ہین کہ یہ کہتے ہین اور اپنے دین مین بلاتے ہین تاکہ مالک عرب و عجم دنیا مین اور بہشت عقبیٰ مین ملے فرمایا مین ہی ہون
اور خاک ڈال کے چلے گئے مگر کافرون کو دھوکا ہوا جب اُنکے بھائی ابلیس نے خبر دی تب خاک جھاڑی آنحضرت کا یہ معجزہ ہوا کہ جس کافر پر خاک پڑی
وہ غزوہ بدر مین بحالت کفر مارا گیا مگر حکیم ابن حزام کہ وہ مشرف باسلام ہوئے اور ایکسو بیس برس زندہ رہے ساٹھ برس بحالت کفر اور ساٹھ برس
بحالت اسلام یہ خود بھی صحابی ہین اور انکے باپ بھی حزام بکسر حاء مہملہ و فتح زاے معجمہ صحابی ہین اور انکا بیٹا حزام تابعی ہی پھر کفار نے دروازے سے جھانک
دیکھا تو حضرت کی جگہ خالی نہ تھی لہذا گھر مین کودے حضرت علی مرتضیٰ کھٹکا سنکے اٹھ کھڑے ہوئے انسے پوچھا کہ محمد کہان ہین اُنھون نے فرمایا
اللہ اعلم بحال رسولہ مجھے نہین معلوم پھر علی مرتضیٰ سے متعرض نہوے اور حضرت کی تلاش مین مشغول ہوے اور حضرت صلعم اپنے دروازہ سے
نکل کے صدیق اکبر کے گھر گئے اُنھون نے پانچ ہزار دینار لیے اور ہمراہ ہوئے اور دونون پیادہ پا چلے جوتا بھی حضرت نے نکال ڈالا تاکہ نشان
نہو انگلیون کے بل چلے آپکے پاؤن مجروح ہوگئے صدیق اکبر نے اپنے کندھے پر سوار کرایا اور غار ثور تک پہونچا دیا ثور ایک غار ہی متصل مکہ
قریب غار کے پہونچے تو حضرت صدیق اکبر نے کہا آپ باہر ٹھہرین مین اندر جا کے غار کو صاف کرلون کیونکہ پہاڑون کے غار اکثر حشرات سے
خالی نہین ہوتے پھر حضرت صدیق غار مین گھسے اور اپنی چادر کو پھاڑ کے سوراخ بند کیے ایک سوراخ باقی رہا اُسمین اپنے پاؤن کی ایڑی لگادی
اور حضرت صلعم کو غار مین بلایا آپ اندر تشریف لیگئے او صدیق کے زانو پر سر رکھکر سو رہے سانپ نے حضرت صدیق کے پاؤن مین کاٹا اُنھون نے
جنبش کی یہ خیال کر کے آپکی نیند مین خلل نہ پڑے لیکن بسبب شدت تکلیف کے آنکھون سے آنسو نکل کے رخسار مبارک پر گرے آپ جاگ اُٹھے پوچھا
عرض کیا کہ مجھے سانپ نے کاٹا آنجناب نے آب دہن مبارک لگا دیا فوراً آرام ہوا بعد اسکے صدیق اکبر کو کسی جانور نے نہین کاٹا بلکہ اب بھی انکی اولاد صحیح
زہر مار اثر نہین کرتا چنانچہ کاتب نے خود مشاہدہ کیا ہی پھر بعد دخول غار مکڑی نے جالا تنا کبوتر کے جوڑے نے آکر انڈے دیے اور سیاہ رنگ کیا
اور ببول کا درخت دروازے پر اُگا یعنی وہ غار ایسا ہوگیا گویا برسون سے وہان آدمی کا گذر ہی نہین ہوا القصہ کفار درِ دولت آنحضرت صلعم سے
روسیاہ پلٹ کر دولت خانہ صدیق اکبر پر گئے وہان اسماء بنت ابی بکر کھڑی تھین اُنسے اُنکے باپ کو پوچھا اُنھون نے کہا مین نہین جانتی ابوجہل نے
ایک طمانچہ مارا کہ گوشوارہ کان سے نکل پڑا پھر ایک راہ پر قیافہ شناس کو صبح کے وقت ساتھ لیکے پاؤن کے کھوج پر تلاش کو چلے اور جبل ثور تک پہونچے
اُسنے کہا کہ تمھارا مطلوب یہان سے آگے نہین گیا ہی حضرت صدیق اکبر نے اس تقریر کو سنکر حضرت صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ اگر مشرک لوگ نیچے
قدم پر نظر ڈالینگے تو ہمکو دیکھ لینگے حضرت نے فرمایا یا ابا بکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما یعنی اے ابوبکر تو کیا گمان کرتا ہی ان دو کی نسبت جنکا تیسرا
خدا ہی یعنی ہم دو تو تنہا نہین ہین بلکہ تیسرا ہمارے ساتھ خدا ہی کہ تیرا اعدا سے محفوظ رکھیگا اور یہ بھی روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا

یعنی بخ ست گرو اللہ ہمارے او تمہارے دونوں کے ساتھ ہی بیشک دفعۃً ایک کبوتر اڑا اور کافروں نے دیکھا اور جالا مکڑی کا نظر آیا تو کہنے لگے کہ یہاں ہرگز کوئی آدمی نہیں آیا اگر کوئی گھسا ہوتا تو جالا ٹوٹ جاتا اور جنگلی کبوتر کہ وحشی جانور ہیں اڑ جاتے بعض نے کہا کہ ہمنے یہ جالا محمد صلعم کی پیدائش سے پہلے دیکھا تھا ویسا ہی ناچار کفار گمونسار پھر گئے سبحان اللہ اپنے حبیب کی حفاظت کے لیے اللہ تعالی نے تار عنکبوت اور وحشی جانور سے ایسا کام لیا کہ صد ہا زرہ آہنی اور قلعہائے سنگی اور جوانان جنگی سے نہ نکلتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقتضای ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اپنی امت کو حکم کیا کہ عنکبوت ایک مکڑی ہی اسکو نہ مارو اور حرم کے کبوتروں کے واسطے دعاے خیر فرمائی اور انکے شکار سے منع فرمایا قصہ ہجرت میں اللہ جل جلالہ نے حضرت علی مرتضی اور ابوبکر صدیق کو بڑی فضیلت عنایت فرمائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ کہ محل خوف جان میں بجاے حضرت صلعم لیٹے اور حق جان نثاری ادا کیا بعضے عالموں نے لکھا ہی کہ آیہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد یعنی اور بعضے آدمی بیچتے ہیں اپنی جان خدا کی رضامندی کی تلاش میں اور اللہ بہت مہربان ہی اپنے بندوں پر حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہی اور حضرت صدیق کی فضیلت ظاہر ہی کہ تمام سفر ہجرت میں حق خدمت گذاری و جان نثاری جیسا کہ چاہیے بجا لائے اور بڑی فضیلت تو یہ ہی کہ اللہ تعالی نے ابوبکر کو بتخصیص صاحب حبیب اللہ فرمایا اور اپنے حبیب کی زبان سے معیت خاصہ الہیہ کی بشارت دی کہ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا سبحان اللہ کیا ہی عمدہ مرتبہ ہی جو اللہ و رسول کے شمار میں آوے مشکوۃ شریف میں حضرت عمر سے روایت ہی کہ انھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیق میری ساری عمر کے اعمال حسنہ لیویں اور بدلے اسکے ایک رات اور ایک دن کے اعمال اپنے دے دیں تو میں راضی ہوں اعمال شب ہجرت و اعمال یوم وفات اور سارا قصہ غار او یوم وفات سید الابرار بیان کیا بالجملہ ابوجہل نے منادی کرائی کہ جو کوئی حضرت صلعم اور ابوبکر صدیق کو زندہ یا مردہ گرفتار کر لائے تو دو سو اونٹ انعام میں اوس کو دیے جاویںگے تو سو اونٹ اور حضرت صلعم نے تین دن غار میں تشریف رکھی عامر ابن فہیرہ دودھ پلا جاتے تھے اور اسماء بنت ابی بکر کھانا کھلا جاتی تھیں اور عبداللہ ابن ابی بکر کہ جوان تھے رات کو آکے اخبار قریش بیان کرتے تھے جب تیسری رات کی صبح ہوئی تو یوم پنجشنبہ تھا خواہ شب غرہ ربیع الاول تھی یا شب دوشنبہ بعد گذشت چار شب از ماہ مذکور و بقول صاحب مدارج دخول غار بست و ہفتم صفر و خروج یکم ربیع الاول ہوا ہر حال عبداللہ ابن اریقط دلیل دونوں اونٹ موافق قرار داد لایا ناقہ قصوا پر حضرت صلعم و صدیق دوسرے پر عبداللہ و عامر سوار ہو کے براہ ساحل دریا تاریکی میں روانہ ہو راہ میں ایک سنگ کلان کے سایہ میں صدیق اکبر نے اپنا پوستین بچھا کے حضرت کو بٹھایا اور خود صحرا میں پھرنے لگے ایک چرواہا قریش ملا کہ وہ قریش انکا آشنا تھا دودھ پیالہ میں بھر لیا اور پانی ملا کے حضرت کو پلایا حضرت نے تھوڑا پیا فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ بلا اجازت اصل مالک کے حضرت صدیق اکبر نے دودھ کس طرح لیکر حضرت کو پلایا تو رفع اسکا کئی طرح سے ہو سکتا ہی اول یہ کہ حضرت صدیق کے یار کی بکریاں تھیں سو انکو یقین تھا کہ وہ اس بات سے راضی ہوگا نہ کہ ناراض اس واسطے اپنے دودھ لیا اور غلام نے بلا تامل یا دوسرے اہل مکہ کی عادت تھی کہ اپنے اپنے چرواہوں کو اجازت عام دیتے تھے کہ جب کوئی بھوکا پیاسا مسافر تمسے دودھ طلب کرے تو اسکو بلا تامل پلا دو تیسرے یہ بھی ہو سکتا ہی کہ حضرت صدیق اکبر نے قیمت دیکر دودھ لیا ہو ولا محذور فیہ بالجملہ حضرت صلعم یہاں سے سوار ہو کر منزل قدید میں ام معبد عاتکہ خزاعیہ بنت خالد کے خیمہ پر پہونچے یہاں معجزہ عجیب ظاہر ہوا کہ بیان معجزات میں لکھا جائیگا اور جب اس مقام سے تشریف لیچلے تو سراقہ ابن مالک کا معاملہ پیش آیا اور اس مقام پر جو معجزہ ظاہر ہوا وہ بھی حسب روایت بخاری معجزات میں بیان کیا جائیگا اہل سیر کہتے ہیں کہ بعضے صحابی آنحضرت صلعم کے یعنی زبیر بن العوام بھی تھے شام کو برسم تجارت

گئے تھے اُسی ان شام سے لوٹ ہوئے گھر کو جاتے تھے سو اس منزل میں مستفید خدمت ہوئے اور جامہ ہائے سفید صاف حضرت سید العالمین صلے اللہ علیہ
وسلم کو اور اشرف المہاجرین صدیق اکبر کو پہنائے لیکن اہل تحقیق کے نزدیک واقعہ بعد واقعہ بریدہ اسلمی کے واقع ہوا اور وہ یہ ہے کہ ابو بریدہ
ابن الحصیب سلمی کو اپنے مقام میں یہ دریافت ہوا کہ حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین افضل الاولین والآخرین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع افضل الاصحاب
واکمل الاحباب ثانی اثنین اذ ہما فی الغار سیدنا ابو بکر حضرت صدیق اکبر مکہ معظمہ سے بقصد ہجرت جانب مدینہ روانہ ہوئے ہیں اور قوم قریش نے عہد کیا ہے
کہ جو کوئی ان دونوں کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے تو اسکو سو اونٹ انعام میں دیں چنانچہ بریدہ ستر سوار لیکر تلاش میں چلا اور بہ نہایت خوشی میں حضرت صلعم کے
متصل پہنچا آپ نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا بریدہ ابن الحصیب اسلمی حضرت نے صدیق اکبر سے فرمایا برد امرنا یعنی ٹھنڈا ہوا کام ہمارا یعنی ہمارا کام
خوش ہوا اور صلاح پر آیا پھر پوچھا تو کس قبیلے سے ہے اُسنے کہا قبیلہ اسلم سے فرمایا سلمنا پھر کہا کون قوم سے ہے بولا قبیلہ اسلم سے حضرت نے فرمایا اصبت
سہمک یعنی تو نے اپنا حصہ پایا اُسی وقت بریدہ مع ہمراہیوں کے مسلمان ہوا اصحاب اللہ آئے تھے اور بہ نیت سے حضرت صلعم کا جمال مبارک دیکھکر اور
کلام سنکر عاشق ہو گئے اور رات بھر حضرت صلعم کی خدمت میں رہے جب صبح ہوئی تو بریدہ نے التماس کیا یا رسول اللہ بغیر لوا محمدی مدینہ میں
تشریف نہ لیجائیے چنانچہ بریدہ نے اپنی دستار کھول کر ایک نیزہ سے باندھی اور آگے ہو لیا جس طرح علمبردار چلتے ہیں اور دست بستہ عرض کیا یا حضرت آپ کہاں
جلوہ فرما ہونگے مدینہ میں کس مکان پر اتریں گے فرمایا یہ اونٹ مامور ہے جس جگہ بیٹھ جائیگا اُسی جگہ اترونگا ع رشتہ در گردنم افگندہ دوست ؛ میبرد
ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ؛ بجز وصیت درکوئی تو مشتاقان شیدا را ؛ خم زلف تو قلاب محبت میکشد یارا فائدہ زبیر ابن العوام بکسر عین
و تشدید واو وہی ہے حضرت رسول مقبول میں قصی ابن کلاب سے ملتے ہیں اور والدہ انکی صفیہ بنت عبد المطلب پھوپھی اور اسما بنت ابی بکر انکی زوجہ اسلام
لائے مع اپنی والدہ کے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر عمر انکی وقت اسلام سولہ خواہ چھبیس برس کی تھی شہید ہوئے جنگ جمل میں ۳۶ سال چھتیس
ہجری تھے اور عمر چونسٹھ برس کی ہوئی اور ابن جرموز نے لشکر علی مرتضی میں تھا عین نماز میں مارا ہے اور جب سنے یہ حال حضرت علی کرم اللہ
کہا تو فرمایا بشارت ہو تجھے آتش دوزخ کی مدفون ہوئے وادی السباع میں پھر لائے گئے بصرہ میں اور قبر انکی مشہور ہے سو انھوں نے حضرت
رسول مقبول صلعم اور صدیق اکبر کو پارچہ سفید اُسوقت پہنائے ہیں جب آنجناب قریب مدینہ منورہ مع بریدہ اسلمی کے پہنچے ہیں فائدہ در باب
تفاول و تطیر ارباب دانش اکثر گفتگو کرتے ہیں اسواسطے اس مقام میں بیان بعض مراتب کا ضرور ہوا پوشیدہ نرہے کہ تفاول مشتق فال سے ہے اور
فال ایک لفظ عام ہے شامل نیک و بد کو لیکن بسبب اضافت کے تخصیص آجاتی ہے مثلاً فال نیک و فال بد اسکی شگون اور سگن بولتے ہیں لیکن
یہ دونوں لفظیں ازروے لغت موضوع فال نیک کے لیے ہیں اور محاورہ اہل ہند میں بد کو بھی اس سے اضافت کرتے ہیں اور مانند فال کے عام تصور
کرتے ہیں اور طیرہ مخصوص بفال بد ہے الا گاہے اسکو بھی فال نیک میں استعمال کرتے ہیں اور ہمارے دین میں فال کا اطلاق نیک پر ہے اور طیرہ کا بد پر
سو احادیث سے ممانعت تطیر اور اجازت تفاول پائی جاتی ہے کہ اس واقعہ بریدہ اسلمی سے واضح ہے اور ابو داؤد نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلعم فال کبھی چیز سے نہ لیتے تھے اور ہر گاہ کسی کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تو اسکا نام پوچھتے اگر خوش آتا تو مسرور ہوتے اور چہرہ مبارک پر مسرت
پیدا ہوتی اور جو کروہ معلوم ہوتا تو کراہت اور اگر کسی موضع میں وارد ہوتے تو اسکا نام دریافت فرماتے تب بھی یہ کیفیت چہرہ مبارک پر نمودار
ہوتی تھی مراد حدیث یہ ہے کہ اگر نام عامل کا یا قریہ کا سعید معلوم ہوتا تو آنحضرت تفاول فرماتے اسکی سعادت پر ورنہ بالعکس فقط

کہتا ہی کہ حضرت صلعم فال بد کبھی نہ لیتے تھے و نہ اسپر عمل کرتے تھے چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے فال بد
لینا شرک ہی اور نہین ہی ہم مین سے کوئی چیز مگر یہ کہ اللہ بسبب توکل کے اسکو دور کر دیتا ہی یعنی جو ضرر کہ تطیر سے ممکن الوقوع ہوتا ہی بالضرور بسبب توکل کے مسلمانون سے
دور کر دیتا ہی ترمذی فرماتے ہین کہ میرے نزدیک جملہ اخیر اس حدیث کا قول ابن مسعود ہی اور بخاری و مسلم و احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی باختلاف الفاظ
انس رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم نے نہین ہی نحوست مگر تین چیز مین اسپ و زن و خانہ مین اور دوسری روایت مین ہی کہ اصحاب نے نحوست کا ذکر کیا تو فرمایا
اگر نحوست ہی تو گھوڑے اور عورت اور گھر مین ہی اور روایت سہیل ابن سعد مین ہی فرمایا اگر نحوست کسی چیز مین ہی تو گھوڑے اور عورت اور گھر مین ہی اور
ابوداؤد نے انس سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک گھر مین تھا وہان مال و اسباب و آدمی بہت تھے جب سے دوسرے گھر مین آیا ہون
سب چیزون مین قلت ہی فرمایا اس گھر کو چھوڑ دے کہ بد ہی اور یہ بھی روایت ہی کہ فرمایا جو شخص سفر کو چلا اور فال بد سے لوٹ آیا تو وہ کافر ہو گیا اس سے
جو نازل ہوا محمد پر اور دوسری روایت ہی کہ جو شخص باز رہا فال بد لیکر اپنی حاجت سے اسنے شرک کیا اصحاب نے کہا یا رسول اللہ کفارہ کیا ہی فرمایا اللہم
لا طیر الا طیرک و لا خیر الا خیرک و لا الٰہ غیرک اسی طرح اکثر احادیث وارد ہین حضرت شیخ عبدالحق رسالہ ماثبت بالسنۃ مین فرماتے ہین کہ بعض احادیث مین
نفی فال بد اور نہی اسکے اعتقاد سے مطلقاً وارد ہی اور بعض مین ثبوت اسکا بعض اشیا مین ہی مثل زن و دابہ و خانہ بصیغہ جزم خواہ الحال
یا جو کچھ تھا جاہلیت کی باتون سے اور یہ بھی معنی نفی اور نہی ہی یا بصیغہ شرط ہی مثلاً اگر نحوست ہوتی تو ان چیزون مین ہوتی پس معنی و مراد واللہ
اعلم یہ ہی کہ تطیر کا وجود نہین ہی اگر ہوتا تو ان چیزون مین مظنہ اور محل اسکا تھا چنانچہ فرمایا ہی کہ اگر کوئی چیز سبقت لیجاتی تقدیر پر تو نظر بد ہوتی
اور حدیث حضرت عائشہ و ابن عباس کی بصراحت نفی تطیر پر دلالت کرتی ہی پس وجہ تطبیق کی یہ ہی کہ تاثیر بالذات منفی ہی اور موثر حقیقی جملہ
اشیا مین جناب باری ہی اور ہر چیز بخلق و تقدیر الٰہی ہی اور اثبات اسکا ان اشیا مین بر سبیل جریان عادت الٰہی ہی کہ انمین پیدا کرکے اسباب عادی
قرار دیا ہی چنانکہ آتش کو سبب احراق گردانا ہی پس نفی راجع تاثیر بالذات کی طرف ہی اور اثبات حسب عادت ہی اور حکمت تخصیص کی علم شارع مین ہی اور
کہتے ہین کہ نحوست عورت کی یہ ہی کہ نافرمان بردار خاوند ہو اور گھر کی یہ ہی کہ ہوا اسکی متعفن ہو اور ہمسایہ بد ہو اور گھوڑے کی یہ ہی کہ سرکش و گران قیمت ہو انتہی
قولہ الصحیح صحیح بخاری مین ہی کہ اہل مدینہ خبر عزم ہجرت آنحضرت پیشتر سے سن چکے تھے اسلیے جبل حرہ اور پہاڑون اور ٹیلون پر منتظر بیٹھے تھے اور جب
آفتاب گرم ہو جاتا چلے جاتے جب حضرت داخل ہونے والے ہوے اسدن بھی لوٹے جاتے تھے ناگاہ ایک یہودی نے پکارا کہ یا معشر العرب ہذا جدکم یعنی ای گروہ
عرب یہ تمہارا مقصد و مطلب آیا پس سب اہل مدینہ دوڑے اور جبل حرہ پر قدمبوس ہوے اور مبارکباد دینے لگے و خوشیان کین اور دختران بنی نجار
دف بجائے حضرت نے انکو اپنا محب خاص لکھ کر فرمایا واللہ مین تمکو دوست رکھتا ہون بعد اسکے جانب مدینہ سے داہنی طرف متوجہ ہوے اور روز دوشنبہ
بارھوین ربیع الاول چارم تیر فارسی اور دہم ایلول رومی اور ۹۳۳ سنہ اسکندری مین بخانہ سعد بن خیثمہ قوم بنی عمرو بن عوف بن کلثوم بن ہدم
کہ والدہ عبدالمطلب اسی قوم سے تھین جلوہ فرما ہوے اور حضرت ابوبکر عوالی مدینہ محلہ شیخ قبیلہ بنی حارث بن الخزرج بن حبیب بن اساف مین
فروکش ہوے روایت صحیحہ ہی کہ حضرت صلعم سایہ درخت مین خاموش بیٹھے اور حضرت صدیق اکبر بنا بر تعظیم آیندگان کھڑے ہوے دفعۃً وہ انصار
آئے جو حضرت کو نہین پہچانتے تھے اس سبب سے حضرت صدیق سے سلام علیک کرتے اور جانتے کہ یہ رسول اللہ ہین حتی کہ درخت کا سایہ ڈھل گیا
اور دھوپ آ گئی تب حضرت ابوبکر نے اپنی چادر تانی اور دھوپ کا بچاؤ کیا اب انصار نے حضرت صلعم کو پہچانا صاحب مواہب فرماتے ہین کہ ظاہر کلام سے

مفہوم ہوتا ہی کہ آنجناب پر دھوپ آتی تھی و سایہ کرنا ابر کا اور فرشتوں کا قبل بعثت تھا کہ اپنے محل میں نہین ہی کتب معتبرہ مین ہی کہ اول نصیحت حضرت صلعم نے
اہل مدینہ سے یون فرمائی ہی افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام یعنی ظاہر کرو سلام کو خویش و بیگانہ پر
اور کھانا کھلاؤ یعنی مواسات فقرا کرو اور صلہ رحم ادا کرو یعنی پیوند کرو اہل قرابت سے اور رات مین نماز پڑھو جبکہ آدمی سوتے ہون داخل ہو گے جنت مین سلامتی سے
عبد اللہ ابن سلام بھی اسی نصیحت کے سامعین مین تھے اور اس مقام مین چودہ دن مقام فرما کے مسجد قبا باعانت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم تعمیر کر کے نماز پڑھی اس
مسجد کی شان مین ہی لمسجد اسس علی التقوی اور اسی کی تعریف ہی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا یہ اول مسجد ہی کہ عہد اسلام مین بنائی گئی اسکے
فضائل احادیث مین بہت ہین اور بڑی فضیلت یہ ہی کہ آنجناب شنبہ و پنجشنبہ کو وہین نماز پڑھتے تھے اور جبتک محلہ قبا مین رہے اسی مسجد مین نماز پڑھتے رہے
اسی مسجد کے مقابلے مین منافقون نے ایک مسجد بنائی تھی جسکی مذمت سورۂ توبہ مین مذکور ہی قصہ اسکا یہ ہی کہ ابو عامر راہب ایک اُٹھ امفسد قوم خزرج مین سے تھا
اسنے پچھلی کتابین پڑھی تھین اور نصرانی ہو گیا تھا اول حضرت صلعم کی خبر اہل مدینہ سے بیان کرتا تھا جب آپ مدینہ مین پہونچے بسبب اور اغواے
شیطان کے مسلمان نہوا اور عداوت مین سرگرم رہا بعد غزوۂ بدر کے بھاگ گیا اور قریش کے ہمراہ جنگ احد مین آیا اور سب سے پہلے تیر مسلمانون پر اسنے
چلایا اور غزوۂ حنین مین شریک تھا اسکے بعد روم کو چلا گیا اس لیے کہ لشکر روم کا چڑھا لاوے یہ صورت نہ بندھی اسنے مدینہ مین پھرا ہوا اور منافقان مدینہ کو
کہلا بھیجا کہ ایک مسجد متصل مسجد قبا بنا دین مین اسمین بیٹھ کے تعلیم انھین کرونگا اور مشورت کے لیے جگہ ہوگی چنانچہ منافقون نے قریب مسجد قبا مسجد ضرار
بنائی اور بنا بر خفاے نفاق حضرت صلعم سے مستدعی ہوے کہ آپ اسمین چلکے نماز پڑھین آنجناب کو فریب انکا معلوم نہ تھا ارشاد کیا کہ ہم جہاد کو جاتے
ہین جب آوینگے دیکھا جائیگا جب انھون نے خبر معاودت سنی کچھ لوگ پہونچے کہ اس مسجد کی رونق کے واسطے حضرت کو لاوین اللہ جل جلالہ نے
آیۂ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا نازل فرمائی اور انکے فریب سے مطلع کیا مطابق اسکے آنجناب نے اس مسجد کو کھدوا ڈالا اور جلا دیا اس مقام سے عالمون نے
استنباط کیا ہی کہ جو مسجد کی بنا ہین یا اور سمعہ یا اور کوئی غرض اللہ کے خواہش کی سوا ہو یا مال ناپاک سے مثل سود و رشوت وغیرہ سے تعمیر کی گئی ہو
وہ مسجد ضرار مین داخل ہی اسمین نماز نہ چاہیے اسی دلیل سے ہمارے استاد الاستاد مولانا عبد العزیز محدث قدس سرہ نے فتوی لکھا ہی کہ مسجد رقاصہ مین
نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہی مگر ثواب مسجد کا نہین ہوتا کیونکہ وہ مسجد ضرار ہی یعنی مال ناپاک سے تعمیر ہوئی ہی اور کریمۂ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا سے علما نے
استنباط کیا ہی کہ استنجا کرنا پانی سے افضل ہی مگر اول کلوخ سے کرنا چاہیے کیونکہ مسجد قبا کے لوگ اسی طرح کرتے تھے کہ ممدوح حق ہوے اور علماے
اصول نے اخذ کیا ہی کہ مس ذکر سے وضو نہین جاتا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے مستنجی بالماء کو موصوف طہارت سے فرمایا اگر مس ذکر ناقض وضو ہوتا
طہارت سے کبھی موصوف نہوتا کذا فی الاکلیل والاحمدی بالجملہ حضرت صلعم محلہ قبا مین تشریف فرما تھے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی تیسرے دن
بروایت صحیحہ تشریف لائے اور بعد چودہ روز اقامت محلہ قبا کے حضرت نے اندر شہر کے اقامت کا ارادہ کیا شہر کے لوگ کمال تمنی اس بات کے تھے
اور ہر ایک کی آرزو تھی کہ آپ ہمارے محلہ مین ٹھہرین جب آپ سوار ہوے ہر قبیلے کے لوگ ساتھ ہوے اور وہی درخواست زبان پر تھی آپنے فرمایا
اونٹنی مامور ہی جہان بیٹھے گی وہان ٹھہرونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آئی کہ جو مقام دروازے مسجد کے محاذی ہی اور اب ان خانقاہ ٹھہارہ واقع ہی
اصح یہ ہی کہ منبر مسجد شریف کی جگہ بیٹھ گئی پھر حضرت نے اٹھایا پھر اٹھی اور چند گام چلکر دروازے ابو ایوب انصاری پر بیٹھی پھر اٹھی اور مقام اول کے
اگر بیٹھی اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا ہذا المنزل انشاء اللہ فائدہ سیدنا ابو ایوب جد حضرت صلعم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور کتب تبع بادشاہ

یمن کا انھین کے پاس تھا الغرض ابو ایوب انصاری نے اسباب اتارا اور اپنے گھر لیگئے حضرت صلعم بھی یہی چاہتے تھے کہ بنی نجار مین اترون چنانچہ فرماتے ہین خیر دور الانصار دار بنی النجار
ثم وسط دور الانصار و اخوال عبد المطلب رسول اللہ نے موافق خواہش اپنے جیب کے اختیار کیا اور اسی جگہ اتارا کہ حضرت صلعم انکے گھر مین اُسوقت تک رہے جبتک مسجد اور گھر تعمیر ہوے
فرح اللہ مین ہی کہ سات مہینے آنحضرت انکے گھر مین رہے اور صحیح یہ ہی کہ اول ابو ایوب نے حضرت کو نیچے کے مکان مین اتارا اور خود مع اہل و عیال بالا خانہ رہنے لگے پھر سوء ادب سمجھکے
حضرت کو بالاخانہ لیگئے **فائدہ** بنائے مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام یون واقع ہوئی کہ بعد طوفان حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام اہل کشتی
نواح بابل مین اترے اور اولاد و احفاد کی کثرت ہوئی نمرود ابن کنعان بن حام بن نوح نے آپکو رئیس و امیر قرار دیا اور اپنی شوکت اور حشمت ظاہر کرنے لگا و مروج ظلم و ستم بنا اور بازار کفر
او فسق کو رونق دینے لگا تب اولاد سام بن نوح کی ایک جماعت نے اپنا گذارہ نہ دیکھا وہ اس مین سے آکر آباد ہوے اور گرد مدینہ کے کچھ زمین اپنے تصرف مین لاکر زراعت
کرنے لگے انھین کو عمالقہ بولتے ہین یعنی عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح ہین اور جبابرہ شام و فراعنہ مصر انھین مین سے ہوے ہین بعد انکے یہود زمین مدینہ پر متصرف ہوے
اسکی دو صورتین ہوئین ایک یہ کہ ابن زبالہ نے عبد اللہ ابن حنظلہ و عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی
دیار المحبوب مین نقل کیا ہی کہ جب حضرت موسی کلیم اللہ مع طوایف بنی اسرائیل حج بیت اللہ شریف کو تشریف لائے تو پھرتے وقت مدینہ طیبہ پر انکا گذر ہوا
علمائے توریت نے اس بلدہ شریفہ کو موصوف بلدہ طیبہ پیغمبر ذیشان آخر الزمان علیہ صلوۃ الرحمان مطابق تصریحات اور اشارات توریت کے پایا اور رفاقت
حضرت کلیم اللہ چھوڑکر اس عالی مقام مین مقیم ہوے دوسری یہ ہی کہ ابن زبالہ نے عروہ ابن زبیر سے نقل کی ہی کہ جب عمالقہ کا طغیان اور استکبار حد سے تجاوز ہوا تو
حضرت موسی کو خبر پہونچی اسوقت مین آپ بمقابلہ فرعون تھے خاموش رہے جب فرعون اور فرعونیون سے فراغت و طمانیت حاصل ہوئی تب ایک لشکر عظیم الشان
بنابر استیصال عمالقہ روانہ کیا اُسنے بادشاہ عمالقہ کو جسکا نام ارقم ابن الارقم تھا قتل کیا اور اسکی قوم کو باستثنا رضیعان و نسوان تہ تیغ کیا وقت مراجعت
خبر وفات حضرت کلیم اللہ لشکر کے لوگون نے سنی آخر وہ سارا لشکر نے مدینہ مین اقامت اختیار کی اور طبری نے لکھا ہی کہ تسلط یہود بخت نصر کے عہد مین ہوا ہی
مگر یہ تعارض روایات یون رفع ہوجاتا ہی کہ اول جماعہ یہود یہان رہی اور لشکر کے آنے پر متسلط ہوئی پھر جب بخت نصر نے یہود کو شام سے نکالا تو بعض یہود
یہان آئے اور بعد یہود کے انصار نے اس بلدے مین قیام فرمایا اور معاملہ انکے قیام کا یون ہوا کہ ایک قوم نسل یعرب ابن قحطان سے ارض سبا مین آباد تھا اور
جس شہر مین رہتے تھے اسکا نام بلدہ طیبہ تھا یہ لوگ عیش و عشرت مین بسر کرتے تھے چونکہ کفران نعمت انکا رسم تھا ایکدن دعا مانگنے لگے کہ الہی آبادی ویرانی
ہوجائے تو ہم سفر کرین اور شہرون کی ہوا کھائین خدا نے ایک فوج بھیجی اُسنے آکر شہر کو ویران کیا اور پانی ایسا برسا کہ بڑے بڑے مکانات گر گئے یہانتک کہ سد
لقمان اکبر عادی بھی ٹوٹ گئی اور سب لوگ ڈوب گئے صرف چند آدمی نسل سبا سے اور ایک عمرو ابن عامر رئیس اولاد کہلان کا معہ اپنے تیرہ بیٹون کے بچا سو یہ بھی
قبل نزول عذاب شہر سے نکل گیا تھا اور اُسنے اپنی اولاد سے کہا کہ جس جگہ تم چاہو سکونت اختیار کرو از انجملہ ثعلبہ ابن عمرو پسر کلان اُسکا کہ مورث اعلی اوس
و خزرج کا ہی کہنے لگا ہمکو زمین حجاز پسند ہی کہ وہ مع اولاد و اتباع جانب یثرب آیا کہ نام مدینہ کا تھا ان دنون مین قوم یہود یہان رہتی تھی انھین کے پاس یہ بھی
مقیم ہوا اور اللہ تعالی نے ثروت عطا کی تب یہود کے نزاع شروع ہوئی یعنی بنو قریظہ و بنو نضیر کہ قبائل یہود سے تھے لوٹنے لگے اور یہ مرتبہ جور و ظلم کا پہونچا کہ
ہر گز کوئی عروس اپنے شوہر کے پاس جانے نہ پاتی جبتک کہ وہ لوگ دست تصرف دراز نہ کرلیتے تھے ناچار اوس و خزرج نے ابوجبلہ سلطان شام سے
استعانت کیا اُسنے ایک لشکر غدار بھیجکر یہودیون کو مارا اور نکالا اور سب مال و متاع اور خانہ و باغ انکا اوس و خزرج کے ہاتھ آیا چندروز دونون بھائی
باہم متفق رہے آخر کار باہم نزاع و فساد شروع ہوا کہ ایک سو بیس لڑائیان ہوئین مگر عہد کرامت مہد حضرت صلعم مین انکی اولاد کے باہم اتفاق ہوگیا

حال آبادی مدینہ منورہ

انھین کی اولاد انصار رضی اللہ عنہم اور بعض اہل تاریخ لکھتے ہین کہ جب تبع بادشاہ مین بنابر تسخیر ممالک مشرقیہ گرم روانگی ہوا تو مدینہ منورہ مین ہو کر نکلا اور
اپنے بیٹے کو خلیفہ اپنا مدینہ مین مقرر کرکے جانب شام و عراق گیا اہل مدینہ نے شرارت سے خلیفہ سلطان کو قتل کیا یہ خبر سلطان نے سُنی وہ بنابر انتقام مدینہ مین آیا
اور حکم عام قتل اہل مدینہ کا جاری کیا دفعۃً اُسی وقت اسپ خاصہ سواری مار گیا تو اُسنے قسم کھائی کہ جبتک اِس شہر کو غارت نکرونگا آگے نہ بڑھونگا علما یہود نے کہا
کہ یہ شہر دار الہجرت پیغمبر آخر الزمان محفوظ بحفیظ خالق دوجہان ہی تیرا حکم اُسپر اصلا جاری نہوگا ناچار تبع اپنے ارادہ سے باز رہا اور جانب یمن چلا گیا اُسوقت
چار سو عالم توریت منجملہ ہمراہیان بادشاہ بامید حصول سعادت ملازمت فخر عالم صلعم مدینہ مین رہ گئے اور تبع نے ہر شخص کے واسطے گھر بنادیے اور لونڈیان
بنا بر تصرف ملک مین ہبہ کین اور زر نقد بھی عنایت کیا اور ایک خط لکھکر شامول نامے یہودی کو سپرد کر کے وصیت فرمائی کہ اگر پیغمبر آخر الزمان سے ملاقات ہو
تو یہ خط اُنکو دینا اور جو تجکو ملاقات نصیب نہو تو اپنی اولاد کے سپرد کر دینا کہ وہ گذرانے گا اور ایک دولت خانہ تعمیر کراکے ایک عالم کے تفویض کیا اور فرمایا
کہ پیغمبر آخر الزمان وقت نزول مدینہ باسکینہ اسی گھر مین تشریف رکھینگے چنانچہ ابو ایوب انصاری اُسی عالم کی اولاد مین تھے اور انھین نے بادشاہ کا عریضہ حضرت
صلعم کو دیا تھا اور نامۂ مذکور مین تبع بادشاہ مین نے شہادت اسلام اپنی لکھی تھی اور یہ اشعار بھی تھے سے شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم
فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ وابن عم یعنی مین گواہی دیتا ہون احمد پر کہ وہ رسول خدا ہی ایسا خدا کہ پیدا کرنے والا آدمیون کا ہی پس اگر کھینچی
میری عمر اُسکی عمر کو تو ہوتا مین وزیر و ابن عم اور معارج النبوۃ مین ہی کہ یہ نامہ ابو ایوب انصاری نے بذریعہ ابی لیلی وقت جلوہ فرما ہونے جناب رسالت مآب
صلعم کے قبیلہ بنی سلیم مین پیش کیا تھا اور عبارت نامہ یہ تھی الی محمد ابن عبد اللہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین من تبع ابن حمیر بن دروع اما بعد یا محمد
فانی امنت بک و بکتابک الذی انزل اللہ علیک وانا علی دینک وسنتک وامنت بربک ورب کل شئی وبکل ما جاء من ربک من شرایع الایمان والاسلام
وانا قبلت ذلک فان ادرکتک فبہا وان لم ادرکک فاشفع یوم القیامۃ ولا تنسنی فانی من امتک الاولین وبایعتک قبل مجیئک وقبل ارسال اللہ تعالی ایاک
وانا علی ملتک وملۃ ابیک ابراہیم خلیل علیہ السلام اور اِس نامہ پر اپنی مہر کی اور مہر مین یہ کندہ تھا للہ الامر من قبل ومن بعد یومئذ یفرح المومنین تفسیر
حسینی مین سورہ دخان کی شرح مین ہی کہ جب نامہ ابو ایوب نے پیش کیا تو حضرت نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا بالاخ الصالح اور یہ نامہ لکھا ہوا ایکہزار چالیس
برس قبل نبوت کا تھا چنانچہ درج الدرر سے بھی معلوم ہوتا ہی اِس مقام سے واضح ہی کہ انصار اولاد اُن عالمون کے ہین تفسیر معتبرہ سے واضح ہی کہ تبع حمیری نام اُسکا
اسعد بن ملکی کرب ہی اور کنیت ابو کرب بسبب کثرت توابع کے تبع کہلایا ہی جیسا تفسیر ابن عباس مین ہی بعضے تبع کو نبی کہتے ہین اور بعضے مرد صالح جیسا
تفسیر جلالین مین بحث کریمہ اہم خیر ام قوم تبع سن سورۃ الدخان لکھا ہی نبی او رجل صالح اور بیضاوی اور مدارک مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا مین
نہین جانتا کہ نبی تھا یا غیر نبی بالجملہ اُسکے اسلام مین شک نہین اور موضح القرآن مین ہی کہ تبع بادشاہ مین تھا اُسکی قوم بت پرست تھی اُسکو توریت کا
یقین آیا اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچا دین کونسا ہی آگ جلوائی دو عالم توریت بغل مین لیکر گھُسے نہ جلے اور بت پرست بت بغل مین لیکر چلے جلنے لگے
اُلٹے بھاگے اُسکی قوم دشمن ہوئی **فائدہ** اول نام مدینہ منورہ کا یثرب و اثرب و آثارب بکسر را مہملہ تھا آنحضرت نے مدینہ رکھا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
یثرب نام اُس زمین کا ہی جو طرف غربی احد کے واقع ہی اور وہان عیون و نخیل بکثرت واقع ہین اور ابن زبالہ کہ اصحاب امام مالک و راجلہ مورخین سے ہین
روایت کرتے ہین کہ مدینہ کو یثرب کہنا منع ہی اور بخاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ جو کوئی ایک مرتبہ یثرب کہے تو واسطے ادائے کفارہ کے دس بار
مدینہ کہے اور امام احمد و ابو یعلی سے روایت ہی کہ استغفار کرے کیونکہ نام مدینہ کا طابہ و طیبہ ہی اور وجہ کراہت اِس نام کی یہ ہی کہ یثرب مشتق ثرب سے ہی

کہ معنی فساد آیا ہی یا ثرب بمعنی عقاب ہے خواہ نام ایک کافر کا ہی اولاد نوح علیہ السلام سے کہ اول اس جگہہ رہتا تھا پس گویا اللہ نے عہد اسلام میں اسکو خس و خاشاک
فساد و عقاب کفر و شرک سے بالکل پاک کر دیا تو پھر اس نام کو اسپر بولنا ناجائز ہی اور کلام الٰہی میں یا اہل یثرب لا مقام لکم وارد ہی سو بطریق حکایت ہی
اور جو حدیث میں وارد ہی وہ قبل نہی ہی کذا فی جذب القلوب القصہ حضرت صلعم ابو ایوب انصاری کے گھر اترے تو عبد اللہ ابن سلام سب سے پہلے
حاضر ہوے اور کلمات ہدایت سنکے چلے گئے چونکہ شیرینی اسلام دل میں قائم ہو گئی تھی وقت خلوت پھر آئے اور بولے یا حضرت تین سوال
میرے ہیں اور سواے پیغمبر کوئی جواب اسکا نہیں دے سکتا اول یہ کہ اول علامت قیامت کیا ہوگی دوسرے اہل بہشت میں اول طعام کیا ملیگا
تیسرے کیا سبب کہ لڑکا گاہے مشابہ پدر ہوتا ہی اور گاہے مشابہ مادر حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسنے پوچھا جو کچھ پوچھا اور مجکو علم نہ تھا لیکن اللہ نے
علم دیا پھر فرمایا اول علامت قیامت آگ ہوگی جو لوگون کو مشرق سے مغرب کو لاویگی اور بہشتیون کو اول کلیجہ ماہی کا گوشت ملیگا اور جو منی
مرد کی غالب ہوتی ہی لڑکا مشابہ اسکے ہوتا ہی والا ماں کے عبد اللہ نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ مدتی بود کہ مشتاق
لقایت بودم لاجرم روے ترا دیدم و از جان رفتم بہ او التماس کیا یا رسول اللہ صلعم قبل اسکے کہ میرے اسلام لانے کی خبر شہرت پکڑے
آپ یہودیون کو بلا کر دیکھیے کہ انکا اعتقاد آپکی نسبت کیا ہی اور کیسا جانتے ہیں مگر میں علیحدہ ایک گوشے میں ہو رہونگا چنانچہ حضرت صلعم نے
یہود کو طلب فرمایا اور کہا تم خوب جانتے ہو اور اچھی طرح پہچانتے ہو کہ میں رسول خدا ہون پھر کیون ایمان نہیں لاتے کہنے لگے واللہ ہم تمکو رسول
نہیں جانتے فرمایا تم میں عبد اللہ ابن سلام کا کیا مرتبہ ہی کہنے لگے ہو سیدنا و ابن سیدنا و اعلمنا و ابن اعلمنا فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جاے اور
میری رسالت و نبوت پر گواہی دے تو قبول کروگے یا نہیں بولے خدا نکرے وہ مسلمان ہو اللہ تعالی اسکو اسلام سے بچاتا رہے الغرض تین بار
یہی کلام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر یہود نے اپنی شقاوت ازلیہ سے ایک ہی جواب دیا تب تو حضرت صلعم نے عبد اللہ
ابن سلام سے ارشاد کیا کہ اے عبد اللہ ظاہر ہو وہ کلمہ شہادت پڑھتے ہوے نکلے اور اپنی قوم کے لوگون سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے یہود تم خوب جانتے ہو
کہ یہ رسول برحق ہی کیون انکار کرکے ہاویہ شقاوت میں گھستے ہو بولے تو جھوٹا ہی ہم کاہنون سے جانتے ہیں پھر کہا ہو شرنا و ابن شرنا و جاہلنا و
ابن جاہلنا پھر یہانتک رد و بدل کی نوبت پہونچی کہ عبد اللہ کے دشمن ہو گئے اور حضرت سے وہ عداوت پیدا کی کہ نصاری سے پہلے انپر خدا نے
لعنت فرمائی تب ابن سلام نے کہا یا رسول اللہ انکو دفع کیجیے مجھے انسے خوف لگتا ہی کہ حضرت نے انکو دور کیا تفسیر ابن جریر و ابن حاتم
و کتب طبرانی و بیہقی و مسند امام احمد و مسند ابن عبد حمید میں روایت ہی کہ جب حضرت صلعم مدینہ میں جلوہ فرما ہوے تو عبد اللہ ابن صوریا
جو احبار فدک سے تھا مع ایک جماعہ یہود کے آیا اور مقصد امتحان ہوا کہ اول اپنے خواب سے مجکو مطلع کرو کیونکہ ہمنے پیغمبر آخر الزمان کی علامات اپنی
کتاب میں دیکھے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہی اگر یہی علامت ہی تو مجھ میں موجود ہی اسنے کہا سچ ہی پھر کہا اور
کئی سوال ہم کرتے ہیں کہ انکا جواب سواے پیغمبر کے کوئی دے نہیں سکتا حضرت نے فرمایا پوچھو لیکن وہ اقرار کرو جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے
لیا تھا کہ اگر میں تمھارے سوالات کا جواب دون تم ایمان لاؤ میری متابعت اختیار کرو سبنے کہا قبول ہی آخر اسنے سوال کیا کہ مولود کا کبھی
باپ کے مشابہ ہوتا ہی اور کبھی مشابہ ماں کے اسکا سبب کیا ہی آنجناب نے وہ جواب دیا جو عبد اللہ ابن سلام کو دیا تھا پھر پوچھا کون عضو مرد کی
منی سے بنتا ہی اور کون عورت کی منی سے فرمایا استخوان و پے و غضروف باپ کی منی سے اور گوشت و خون و بال و ناخن ماں کی منی سے

یہودی نے کہا درست ہے پھر سوال کیا کہ مہمانی اہل بہشت کی بعد دخول کیا چیز ہوگی فرمایا جگر گوشہ ماہی یا گوشت بیل و ماہی اُسنے کہا درست ہے پھر پوچھا کون طعام حضرت یعقوب اسرائیل نے اپنے نفس پر حرام کیا تھا فرمایا شیر و لحم شتر اور سبب یہ ہوا کہ اُنکو مرض عرق النساء عارض ہوا تب نذر کی کہ اگر صحت ہو جائے تو جو کھانا مرغوب ہے اُسکو حرام کرونگا جب آرام ہوا تو یہ دونوں چیزیں مرغوب طبع تھیں حرام کیں بعد اسکے اُنکی اولاد پر بھی حرام ہو گئیں اُسنے کہا یہ بھی درست ہے تب حضرت صلعم نے فرمایا تمھارے سوالات کے جواب میں نے موافق دیے پھر کیوں ایمان نہیں لاتے کہا ایک بات اور باقی ہے وہ یہ کہ وحی آلہی تمپر کون فرشتہ لاتا ہے فرمایا جبرئیل کہ ہر نبی و پیغمبر کے ساتھ تھے اور وحی لاتے تھے کہنے لگا ہم لوگون کو متابعت منظور نہیں ہے اگر کوئی اور فرشتہ وحی لاتا ہوتا تو ہم تمھاری اطاعت کرتے یہ تو ہمارا دشمن ہے اسی نے بخت نصر کو بچا لیا تھا بالجملہ ایسی ایسی خباثت و شرارت یہودنا بہبود کی بہت ہیں درحقیقت اس قوم سے زیادہ کوئی خبیث و مکار نہیں ہے یہ لوگ حضرت صلعم کو ایسا پہچانتے تھے کہ یہ نبی موعود ہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے اُنکی خبر دی ہے جسطرح کوئی اپنے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں کو جانتا ہو مگر حق پوشی کرتے تھے لعنۃ اللہ علیہم

فائدہ پوشیدہ نرہے کہ مشاہیر مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین یہ لوگ ہیں مصعب[1] ابن عمیر عبدری عبد اللہ[2] ابن ام مکتوم ابو عبد الرحمن بلال[3] ابن رباح سعد[4] ابن ابی وقاص عمار[5] ابن یاسر عمر[6] ابن خطاب عثمان[7] ابن عفان عراب[8] بنو جحش[9] زبیر[10] ابن العوام اسما[11] بنت ابی بکر زوجہ زبیر عبد الرحمن[12] ابن عوف[13] طلحہ[14] ابن عبد اللہ ابو سلمہ[15] ام سلمہ[16] زوجہ ابو سلمہ عیاش[17] ابن ابی ربیعہ عثمان[18] ابن مطعون زوجہ عثمان مذکور زید[19] ابن خطاب حمزہ[20] ابن عبد المطلب عم رسول اللہ صلعم زید[21] ابن حارثہ ابو بکر صدیق[22] عتبہ[23] ابن غزوان عبیدہ[24] ابن الحارث ابن المطلب طفیل[25] حصین[26] برادر طفیل مسطح[27] ابن اثاثہ علی[28] ابن ابیطالب غزوان[29] پدر عتبہ انھیں حضرات کے فضائل میں یہ کریمہ قرآن میں نازل ہوئی للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم الا اولئک ہم الصادقون اور انھیں لوگون کو انصار نے نہایت خاطرداری سے اپنی حویلیوں میں رکھا چنانچہ اوس ابن ثابت برادر حسان ابن ثابت نے حضرت عثمان کو اپنے گھر اُتارا اور نہایت خاطر کی اور تا زیست اُنسے محبت قاطبہ رہی بلکہ بسبب الحا فل میں ہے کہ بعد شہادت عثمان اوس ابن ثابت اُنکے وارث بھی ہوئے اور عراب رضی اللہ عنہ سعد ابن خیثمہ کے گھر رہے اور بنو جحش عاصم ابن ثابت کی حویلی میں اور زبیر مع اسما بنت ابی بکر سفیان ابن حارث کے گھر اُترے وہیں عبد اللہ ابن زبیر پیدا ہوئے انکے منہ کے اندر حضرت صلعم نے لعاب دہن ڈالا ہے اور یہ اول اولاد مہاجرین کے ہوئے اور مسلمانون کو خوشی ہوئی کیونکہ یہ مشہور تھا کہ یہود نے سحر کیا ہے اولاد نہوگی اور مصعب ابن عمیر اسعد ابن زرارہ پاس فروکش ہوئے اور عبد الرحمن ابن عوف سعد ابن ربیع کے گھر مقیم ہوئے اور سعد ابن ابی وقاص سعد یانی کے پاس اُترے اور طلحہ ابن عبد اللہ عمیر ابن سعد کے گھر رہے اور ابو سلمہ مع زوجہ خود ام سلمہ عبادت کے گھر رہے اور عیاش ابو لبابہ کی حویلی میں اُترے اور عثمان ابن مطعون مع زوجہ خود ابن جبیر کے پاس رہے اور عمر ابن خطاب مع زید و توابع اپنے کے رفاعہ ابن رافع انصاری کے گھر جلوہ فرما ہوئے و حمزہ و زید ابن حارثہ مع توابع و لواحق کلثوم ابن الہدم کے پاس اُترے اور صدیق اکبر مع توابع خارجہ ابن زید کے گھر رہے اور علی المرتضیٰ عویم ابن ساعدہ کی حویلی میں اُترے اور عتبہ ابن غزوان مع پدر عباد ابن بشر کے گھر رہے اور عبیدہ ابن الحارث مع طفیل و حصین برادران اور مسطح ابن اثاثہ وغیرہ عبد اللہ ابن سلمہ کے مکان میں رہے انھیں مہاجرین کی شان میں کریمہ جلیل الشان سورۂ حشر میں نازل ہوئی ہے والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا و یوثرون علیٰ انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی جو گھر پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں

انسے بہلے محبت کرتے ہین اُسسے جو وطن چھوڑ آئے انکے پاس اور نہین پاتے اپنے دل مین غرض اُس چیز سے جو انکو ملا اور مقدم رکھتے ہین انکو اپنی جان پر اور اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوکھا اور حضرت رسول مقبول نے بسبب نصرت دینے کے نام انکا انصار رکھا اور فرمایا نشانی ایمان کی محبت انصار ہی اور علامت نفاق دشمنی انصار کی رواہ البخاری والمسلم عن انس رضی اللہ عنہ اور مسلم نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے الٰہی بخش انصار کو اور انکے بیٹون اور پوتون کو چنانچہ پہلے درجے والے اصحاب ہوے اور دوسرے درجے والے تابعین اور تیسرے درجے کے تبع تابعین و لفظ الحدیث کذا اللہم اغفر للانصار ولابناء الانصار ولابناء ابناء الانصار یعنے نہین ہی کہ مراد حضرت کی اولاد ابناء انصار ہو قیامت تک اور اگر ابناء کو بمعنی اولاد حمل کرین تو بیٹیان پوتیان بھی داخل ہونگی اور تتبع کتب حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اقامت مہاجرین رضی اللہ عنہم کی دو دار انصار مین از روے قرعہ تھی اور اہل سیر لکھتے ہین کہ اول ہجرت جانب مدینہ ابو سلمہ ابن الاسد و عبد اللہ ابن جحش و عامر ابن ربیعہ نے کی ہی مگر صحیح بخاری مین براء ابن عازب رض سے روایت ہی کہ اول ہمارے گھر مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم آئے پھر بلال و سعد و عمار ابن یاسر اور انکے آنے سے بیس دن بعد عمر ابن خطاب آئے بعد ازان جناب رسالت مآب تشریف فرما ہوے سو مین نے اہل مدینہ کو کبھی ایسا خوش نہ دیکھا تھا جیسا اُسدن دیکھا بالجملہ بعد تشریف فرما ہونے رسول مقبول صلعم کے مدینہ منورہ کی ہوا متعفن ہوگئی کہ اکثر مہاجر بیمار ہوے بلکہ حضرت صدیق اور عامر ابن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو اتنا ضعف ہوگیا کہ نماز مین قیام نہ کرسکتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ عفونت ہوا موضع جحفہ مین کہ مدینے سے چھ کوس ایک مکان ہی اور وہان یہود رہتے تھے جا پڑی اور ہواے مدینہ رو باعتدال لائی اُسی دن سے آج تک مدینہ طیبہ وبا سے محفوظ ہی مصابیح مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ جب حضرت صلعم مکے سے مدینے مین آئے تو بلال اور ابو بکر عارضہ تپ مین مبتلا ہوے اور بلال مکے کے جانے کے اشتیاق مین اشعار پڑھنے لگے یہ حال مینے حضرت سے عرض کیا حضرت نے یہ دعا فرمائی اللہم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللہم صححہا و بارک لنا فی مدہا و صاعہا و انقل حماہا فاجعلہا بالجحفۃ یعنی یا الٰہی محبوب کردے ہمارا مدینہ کو جسطرح مکے کو دوست رکھتے ہین یا اُس سے زیادہ الٰہی چنگا کردے مدینہ کو اور برکت عطا کر ہمارے لیے اُسکی مد و صاع مین اور دور کر اُسکی تپ کو سو ڈالدے جحفہ مین **فائدہ** بعد ہجرت کرنے حضرت صلعم کے کسی کا اسلام بلا ہجرت قبول نہو امگر اُنکا جو معذور تھے عیاش ابن ابی ربیعہ کہتے ہین کہ مین مع والدہ کے معذورین مین معدود تھا چنانکہ حضرت صلعم قنوت مین یون فرماتے تھے اللہم انج عیاش ابن ابی ربیعہ والولید ابن الولید و سلمہ ابن ہشام اللہم انج المستضعفین من المومنین مگر جب مکہ فتح ہوا تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ارشاد ہوا لا ہجرۃ بعد الفتح الا مہاجرین کو رخصت رجوع نہین دی بلکہ یون فرمایا کرتے تھے اللہم امض لاصحابی ہجرتہم ولا تردہم علی اعقابہم یہ عیاش کہ بعین مہملہ و تحتیہ مشددہ و شین معجمہ ہی برادر مادری ابو جہل لعین کے تھے قدیم الاسلام اور مہاجرین حبشہ و مدینہ مین شمار ہوتے ہین اور جب حضرت عمر کے ساتھ مدینہ مین آئے تو ابو جہل منانے کو آیا اور کہا کہ تیری مان نے قسم کھائی ہی کہ سایہ مین نہ بیٹھون جبتک عیاش کو نہ دیکھون تب عیاش مکے کو گئے اور ابو جہل نے انکو قید کیا پھر بھاگ کر مدینہ مین آئے اور جنگ یرموک مین شہید ہوے اور ولید ابن الولید برادر خالد ابن ولید ہین قوم مین قریشی مخزومی انکو عبد اللہ ابن جحش نے جنگ بدر مین گرفتار کیا تب خالد اور ہشام دونون بھائی چار ہزار درہم فدیہ دیکر مدینہ سے چھڑا لیگئے کہ وہ بلا دعوت مسلمان ہوگئے لوگون نے کہا قبل دینے فدیہ کیون ایمان نلائے فرمایا تم لوگ کہتے کہ بے صبری سے ایمان لایا ہی چنانچہ بعداوت اسلام خالد و ہشام انپر ظلم کرنے لگے و قید کیا سو حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ اللہ انکو انکے ہاتھ سے نجات بخشی اور پیغمبر کے پاس پہونچایا اور سلمہ ابن ہشام برادر حقیقی ابی جہل لعین کا تھا مگر قدیم الاسلام اور اخیار صحابہ مین

بیان اول مہاجرین

حال عیاش

حال ولید

معدودہ مین انکو بھی کافرون نے قید کیا تھا وہ بھی بھاگ کر حضرت رسول مقبول سے ملحق ہوے اور عہد عمر فاروق مین جہاد روم پر گئے اور شہید ہوے

بیان سال اول از ہجرت

وقائع سال اول سے تعمیر مسجد مدینہ طیبہ ہی حدیث شریف مین وارد ہی کہ حق تعالی نے مجکو حکم دیا کہ بناؤن ایک عریش مثل عریش موسی کہ بلندی اسکی زیادہ سات گز سے نہو عریش وہ گھر ہی جسکی پوشش چوب و برگ خرما سے ہو اور قبل تیار مسجد یہ دستور تھا کہ جس جگہ وقت نماز آتا وہین ادا فرماتے جب حکم آلہی یون ہوا تو حضرت صلعم نے اس مقام پر مسجد کی تعمیر تجویز فرمائی جہان ناقہ شریف بیٹھا اور پھر اٹھا اور چند گام چلکر پھر اسی جگہ آ گیا اور وہ مقام بروایتے نخیل خرابہ اور گورستان مشرکین تھا اور بروایتے ایک میدان تھا محفوظ قبیلہ بنی نجار سے یا مالک اسکے دو یتیم تھے انھون نے اسکو مربد قرار دیا تھا مربد وہ مقام ہی جہان خرمے خشک کرکے تمر بنا دین بہر تقدیر حضرت صلعم نے ان دونون یتیمون سے جنکا نام سہل و سہیل تھا اور اسعد ابن زرارہ و بروایتے معاذ ابن عفرا ان دونون کے کفیل تھے فرمایا کہ یہ زمین بیچو تو ہم یہان مسجد بنا دین وہ بولے کہ ہم بلا قیمت دیتے ہین قیمت درکار نہین ہی حضرت نے انکار فرمایا اور بعد قیل و قال دس مثقال طلا ٹھہری کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے پاس سے کہ وقت ہجرت اپنے ساتھ لیگئے تھے ادا فرمائی بعد ازان درخت کھود کر زمین کو ہموار فرمایا اور گورستان کو پست کر دیا اور صحابہ کو ارشاد کیا کہ اینٹین پاتھو کہ صحابہ نے موافق حکم عمل کیا وہ مقام جانب بقیع اب تک موجود ہی پھر دیواریں کچی اینٹون سے بنائین اور چھت خرمے کی شاخون سے اور ستون چوب خرما سے **فائدہ** اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گورستان کا کھودنا اور ہموار کرنا واسطے بنائے مسجد کے جائز ہی شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین یا رب مگر آنرا مخصوص گورستان مشرکان دارند فقیر کاتب الحروف کے نزدیک تاویل اسکی عبارت مین کیا ضرورت پڑتی ہی جب اس مقام کو خرابہ اور گورستان قرار دین اور جب مربد قرار دیا جائے تو کچھ حاجت نہین ہی بلکہ صاحب بہجۃ المحافل نے اس مقام کو میدان یا نخلستان کرکے روایت کیا ہی جب حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ طیبہ مین رونق افروز ہوے تو نماز بیت المقدس کی طرف جانب شمال ادا کرتے تھے اسلیے خرمے کی لکڑیون سے ایک مکان مانند عریش بنا لیا تھا بعد پندرہ یا سولہ مہینہ کے جب تحویل قبلہ کا حکم آلہی صادر ہوا تو اس مکان کو بطور خود چھوڑ کر محاذی اسکے مسجد جانب جنوب تعمیر فرمائی اور اس مکان کا نام صفہ ہوا اسمین صحاب

بیان اصحاب صفہ

بے خانمان کہ روزانہ فکر قوت مین بسر کرتے اور شب کو اسی مکان مین عبادت فرماتے تھے اور بعد تشریع جہاد اکثر ہمراہ غازیان تشریف لیجاتے تھے سکونت پذیر تھے انھین کو اصحاب صفہ کہتے ہین بعض کے نزدیک ستر تھے اور بعض کے نزدیک زائد اسکے اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ بتحقیق ثابت ہوا ہی کہ کسی وقت اصحاب صفہ چار سو تک ہو جاتے تھے اور کبھی کم ہوتے تھے اور کبھی زیادہ ہو جاتے تھے اور غزوہ بئر معونہ مین ستر آدمی انمین سے شہید ہوے بالجملہ اصحاب صفہ کی بخوبی اطلاع نہین ہوئی چند نام تفسیر نظم الجواہر مین نظر پڑے سو لکھتا ہون اوس بن اوس ثقفی براء ابن مالک انصاری بشیر بن سعید سلمی ابو رزین سلمی ثابت بن ضحاک خزرجی ثابت بن ودیعہ خزرجی ابو ثعلبہ انصاری حارثہ بن جمیل اشجعی جعیل بن سراقہ ضمیری حذیفہ بن اسید غفاری حبیب بن زید انصاری حارثہ بن نعمان انصاری حازم بن حرملہ غفاری حنظلہ بن عامر غسیل الملائکہ حکم بن عمیر یمانی حرملہ بن ایاس نمیری خنیس بن حذافہ قرشی خالد بن زید انصاری خرم بن مالک انصاری خریم بن اوس طائی حبیب بن اساف انصاری دکین بن سعید مزنی رفاعہ بن عبد اللہ انصاری ربیعہ بن کعب اسلمی ابو رزین عقیلی ابو ریحانہ مولی رسول مقبول صلعم زید بن خطاب عدوی سفینہ مولی رسول اللہ صلعم سعد بن مالک ابو سعید خدری سالم بن عبید اشجعی سالم بن عمیر ثابت سائب بن خلاد انصاری شقران مولی رسول اللہ صلعم شداد بن اسید صفوان بن بیضا فہری طخفہ بن قیس غفاری طلحہ بن عمرو بصری عبد اللہ بن مسعود مسعودی عبد اللہ

بن جبدال ازدی عبد اللہ بن ام مکتوم عبد اللہ بن عمرو بن حرام سلمی عبد اللہ بن حبشی خثعمی عبد اللہ ابن انس جہنی عبد اللہ بن مدر جہنی عباد بن خالد
غفاری عمرو بن عوف انصاری عمرو بن طلق سلمی عمر بن ثعلبہ انصاری عویم بن ساعدہ عبیدہ مولی رسول اللہ صلعم عکاشہ بن محصن اسدی
عرباض بن ساریہ سلمی عتبہ بن المنذر سلمی عبادہ بن قرص لیثی عیاض بن حمار مجاشعی ابو عبیدہ مولی رسول مقبول صلعم ابو عسیب فرات
بن حیان عجلی فضالہ بن عبید انصاری ابو فراس اسلمی قرہ بن ایاس کی کنانہ بن حصین غنوی ابو کبشہ مولی رسول اللہ صلعم معاویہ سلمی مسعود
بن الربیع فاری شطیح بن اشانہ قرشی ابو مویہبہ مولی رسول اللہ صلعم بلال مولی مغیرہ بن شعبہ ابو ہریرہ دوسی واثلہ بن اسقع لیثی وابقنہ بن معبد جہنی
یسار مولی رسول اللہ صلعم واللہ اعلم۔ روایت ہی کہ آنحضرت وقت تعمیر فرماتے تھے اللھم لا خیر الا خیر الآخرہ فارحم الانصار والمہاجرہ بالجملہ بلندی مسجد
جیسا سات گز کی تھی اور طول قبلہ سے شمال تک چہل گز اور مشرق سے مغرب تک شصت گز اور کسی طرح اور کسی طور کا تکلف و تجمل تھا یہانتک کہ ستون بھی چوب
خرمے اور چھت بھی کہ جب پانی برستا مٹی گرتی اور زمین در تھے فتح خیبر تک اسی قدر طول مسجد رہا بعد ازان از سر نو تعمیر عمل مین آئی تو حضرت صلعم نے
اور زمین لیکر داخل مسجد فرمائی کہ دونون طرف سے صد در صد ہو گئی حاصل یہ کہ ابتدا کچھ تکلف نہ تھا بلکہ عریش تھا مثل عریش حضرت موسی یہ جو
زمین ہی جسکو حضرت عثمان رضی نے دس ہزار درم کو لیا و بعوض بہشت حضرت کے ہاتھ بیچا چنانچہ طبرانی نقل کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے ایک انصاری ہمسایہ
مسجد سے فرمایا کہ تو زمین دے سکتا ہی کہ ہم داخل مسجد کرین اور اسکے بدلے تجھے بہشت مین گھر ملے خدا نے اسے توفیق نہ دی تو اسنے کہا یا رسول اللہ مین
عیالدار ہون فقیر و محتاج اسکی گنجائش نہین رکھتا کہ مفت دے ڈالون مگر بقیمت البتہ تب حضرت عثمان نے مول لیکر بیچی بالجملہ اس مسجد مین
اول حضرت نے اینٹ رکھی پھر ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے امام احمد ابو ہریرہ رضی سے روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے دیکھا کہ حضرت کے پاس
اینٹین زیادہ ہین مین نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے عنایت فرماوین تو مین پہونچاؤن فرمایا تو بھی لا یہ میرے واسطے چھوڑ یا ابا ہریرہ لا عیش الا عیش الآخرہ
کتب حدیث مین وارد ہی کہ مسجد شریف کی تعمیر مین حضرت صلعم نے ایک پتھر رکھکر ارشاد کیا حضرت ابوبکر رضی سے کہ تم ایک پتھر اس پتھر سے ملا کر رکھو اور حضرت عمر رضی سے
متصل پتھر حضرت ابوبکر کے اور حضرت عثمان سے متصل پتھر حضرت عمر کے پتھر رکھوا کے فرمایا ہولاء الخلفاء من بعدی بعد بناء مسجد سمت قبلہ سولہ یا سترہ مہینے
جانب بیت المقدس کا رہا اور جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو حضرت جبرئیل نے جبال و اشجار حائلہ بین الکعبہ والمسجد کو دور کیا اور بناء مسجد جانب قبلہ میزاب
درست فرمائی اور چودہ خواہ پندرہ روز تک حضرت صلعم بنا بر امامت عقب اطوانہ مختلف کھڑے ہوتے تھے کہ جسکو اب اطوانہ عائشہ بولتے ہین پھر
وہان محراب قرار دی لیکن علامت محراب نہین تھی ابتدا اسکی عمر ابن عبد العزیز کے وقت مین ہوئی و وضع منبر سال ہفتم خواہ ہشتم ہجری مین منبر سے پہلے
حضرت علیہ السلام جانب غربی سے ملے محراب کے قریب کھڑے ہوتے تھے اسی جگہ ایک لکڑی گڑی تھی جب طول قیام سے تکلیف ہوتی تو حضرت اسی
سے ٹیک لگا لیتے تھے ایک روز کسی مومنی نے کہا ارشاد ہو تو یہان منبر بنجائے حضرت نے قبول کیا اسنے تین درجے کا منبر بنایا کہ اسپر خطبہ فرمانے لگے
ایکدن وہ لکڑی مفارقت صحبت محبوب الہی صلعم سے پھٹی اور مانند ناقہ چلائی حضرت نے منبر سے اتر دست شفقت پھیرا اور فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو
تو اسی طرح چھوڑون اور جو پھلنا پھولنا منظور ہو تو بہشت مین جاؤن اسنے جنت کا رہنا قبول کیا قاضی عیاض کہتے ہین کہ یہ حدیث
مشہور بلکہ متواتر ہی کہ جماعہ کثیرہ صحابہ نے اسکی روایت کی ہی حسن بصری جب اس حدیث کو سنتے تو روتے اور فرماتے کہ اے خدا کے بندو
چوب خشک اشتیاق رسول مقبول مین روتی و سسکتی ہی تم کیون غافل ہو رہے ہو کیا تمکو لیاقت نہین ہی جو اسکی برابری کرو روایت ہی

بیان طول و عرض منبر نبوی

کہ وہ شاخ باذن آنجناب علیہ السلام اسی جگہ دفن کر دی گئی اور شیخ عبدالحق محقق شرح سفر السعادت و جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ طول منبر نبوی
صحیح دو گز تھا اور عرض ایک گز کا اور ہر درجہ ایک بالشت کا تھا یہ منبر تا زمان علی مرتضی اسی مقام پر رہا اسی پر حضرت عثمان نے جامہ قبطیہ بچھایا تھا
آثار باقیہ سے یہ ہی کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی امارت سلطنت مین چاہا کہ اسکو شام مین لیجاؤن بعوض جنبش دینے کے آفتاب منکسف ہوا
کہ ستارے نظر آنے لگے آخر کار چھ درجے اور بڑھا کر منبر نبوی اسپر رکھدیا بعد ازان خلیفہ مہدی نے زیادہ کرنا چاہا امام مالک نے منع فرمایا پھر ۶۵۴ھ مین
جل گیا پھر بادشاہون نے منبر بنائے حتی کہ سلطان مراد ابن سلطان سلیم نے ۹۹۸ھ مین کہ اس زمانے مین محقق دہلوی وہان موجود تھے پتھر کا منبر بنایا

بیان حجرات

بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ بنائے مسجد کے ساتھ دو حجرے بھی بنائے گئے ایک حجرہ صدیقہ دوسرا حجرہ سودہ پھر جب اور دوسرے نکاح فرمایا تو انکے لیے جدید
حجرے بنے مگر پچھم طرف مسجد کے کوئی گھر نہ تھا البتہ اکثر دروازے جانب مسجد تھے اور اکثر بیوت جرید نخل سے مگر بعض از خشت خام سے بلندی سب کی قد
آدم سے ایک ہاتھ زیادہ اسی جگہ سیدۃ النساء علیہا السلام کا بھی مکان تھا کہ حضرت عائشہ کے گھر سے کھڑکی تھی آنحضرت اسی راہ اکثر آتے جاتے

فضائل مسجد مدینہ

اور حال پرسی حضرت بتول زہرا و جناب علی مرتضی و حضرت امام حسن مجتبی و حضرت امام حسین شہید کربلا علیہم السلام فرماتے بھی جاتے فضائل مسجد
شریف حد حصر سے باہر ہین بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک نماز اس مسجد مین ہزار نماز سے افضل ہی جو اور مساجد مین پڑھی جاوے
مگر مسجد حرام اور صحیحین مین ہی ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور بھی فرمایا ہی منبری علی حوضی و علی ہذا القیاس اور طبرانی معجم کبیر مین
نقل کرتا ہی کہ ارقم بیت المقدس کو جانے لگا تو حضرت کے پاس رخصت ہونے آیا فرمایا قصد تجارت ہی یا کچھ اور اسنے کہا کہ برائے نماز فرمایا ایک نماز میری
مسجد مین بہتر ہی وہان کی ہزار نماز سے اور بعض حدیثون مین ہی کہ ایک نماز مسجد بیت المقدس مین ہزار نماز کے برابر ہی پس نماز مسجد مدینہ لاکھ نماز کے
برابر ہوئی جو اور مساجد مین ہوئی ہو اور استثنا مسجد حرام یا بنا بر مساوات ہی جیسا بعض علما قائل ہین یا بنا بر زیادتی کہ اسکا قائل کوئی
نہین ہی یا بنا بر قلت عدد ہی کہ امام مالک اسی کو منظور کر کے فرماتے ہین کہ فضل نماز مسجد مدینہ سائر مساجد پر بہ تعداد ہزار ہی اور مسجد مکہ پر کم از ہزار

روضہ شریف قطعہ بہشت است

اور تشبیہ اس بقعہ شریفہ کی بہشت سے در باب نزول رحمت ہی یا من قبیل اطلاق سبب بر مسبب یعنی یہ موضع کثرت عبادت سے سبب دخول جنت ہی
اگر صحیح یہ ہی کہ فرمودہ حضرت صلعم محمول بر حقیقت ہی یعنی یہ موضع ایک قطعہ بہشت کا ہی کہ آخرت مین جزو بہشت ہوگا یا یہ زمین ایک ٹکڑا ہی
کہ بہشت سے لایا گیا جسطرح مقام ابراہیم اور اسی سال کے ربیع الآخر مین رکعات نماز فرض مغرب و فجر کی بدستور رہین اور ظہر اور عصر اور عشا

بیان اوقات نماز...

حضر مین چار رکعتین فرض ہوئین اول دو ہی تھین چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ نماز صبح اول حضرت آدم نے ادا کی ہی یعنی جب
حضرت آدم زمین پر آئے تو اس عالم مین اندھیرا تھا اور رات ہوئی یہ دیکھا نہ تھا ڈر سے جب تاریکی جاتی رہی دو رکعت شکرانہ ادا فرمائی
بطور نفل بعد ہمپر فرض ہوئی اور صلوۃ ظہر اول حضرت ابراہیم نے بعد زوال شمس ادا کی جب قربانی ولد کا حکم ہوا اول بنا بر شکر رفع الم ذبح ولد
دوم بنا بر نزول فدا سوم بنا بر رضائے حق چہارم کہ ارشاد ہوا قد صدقت الرؤیا چہارم بنا بر صبر اسمعیل یہ چارون رکعت بطور نفل تھین پس
است پر فرض ہوئین اور صلوۃ العصر اول حضرت یونس نے ادا کی جب ظلمات اربعہ سے نکلے ہین ایک ظلمت زلت یعنی لغزش قدم کی دوسری
تاریکی شب تیسری تاریکی آب چوتھی ظلمت بطن حوت یہ بھی ہمپر فرض ہی اور نفل تھی اور صلوۃ المغرب اول حضرت عیسی نے
ادا فرمائی بعد غروب آفتاب جب خطاب ہوا ا انت قلت اول بنا بر نفی الوہیت اپنی ذات سے دوسرے نفی الوہیت اپنی والدہ سے

تیسرے بنا بر اثبات الوہیت خداے تعالی یہ بطریق نفل تھی پہر فرض ہوئی اور صلوۃ العشا اول حضرت موسیٰ نے ادا کی جسوقت مدین سے نکلے اور اندھیرا اور غم والم زوجہ وہارون وفرعون لاحق تھا نجات پائی چار رکعت اور ارشاد ہوا یا موسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی اسوقت چار رکعت نفل ادا فرمائی مگر پہر فرض ہوئی اور اسی سال مین باوائل شروع بنائے مسجد زید ابن حارثہ وابو رافع بندگان آزاد کیے گئے اور فاطمہ وام کلثوم وسودہ وعائشہ کو مع اسامہ ابن زید وام ایمن وعیال صدیق کو مدینہ مین لائے طلحہ ابن عبد اللہ بھی ہمراہ آئے اسی ضرورت سے حضرت نے پانسو درہم و دو اونٹ بھیجے تھے اگرچہ بنات آنحضرت وسودہ کی طلب تھی مگر عبد اللہ ابن ابی بکر کمال شوق سے مع عائشہ وغیرہ بھی چلے آئے اسی عرصہ مین آنجناب ابو ایوب انصاری کے گھر سے اپنے گھر مین جلوہ فرما ہوئے اور جمادی الاولی سال اول مین سلمان فارسی بوصیت راہب عموریہ مدینہ مین آکر اسلام لائے اسی سال مین حضرت صلعم نے عقد مواخات یعنی برادری بین المہاجرین والانصار باندھی پینتالیس مہاجر و پینتالیس انصار تھے اور بروایتے ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور توریث بھی باہم گر قرار دی مگر میراث بعد غزوہ بدر منسوخ ہوئی والتفصیل فی المطولات اسی طرح مہاجرین مین خاصۃً بھی عقد مواخات فرمایا چنانچہ ابو بکر وعمر مین وطلحہ وزبیر مین اور عثمان وعبد الرحمن مین وحمزہ وزید بن حارثہ مین رضی اللہ عنہم اور علی مرتضی صلوۃ اللہ علیہ السلام سے فرمایا کہ مین تیرا بھائی ہون اور اسی سال کے شوال مین زفاف حضرت ام المومنین صدیقہ واقع ہوا مگر طعام ولیمہ نہین پکایا صرف ایک کاسہ دودھ سعد ابن عبادہ کے گھر سے آیا تھا قدرے خود حضرت نے پیا اور باقی حضرت عائشہ کو دیا عمر حضرت عائشہ کی نو برس کی تھی ام المومنین فرماتی ہین کہ حضرت نے میرے ساتھ عقد کیا شوال مین اور گھر مین داخل فرمایا شوال مین اور کوئی عورت حضرت کے نزدیک مجھسے زیادہ خوشتر نہ تھی اسی سال مین صیغہ اذان شروع ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ جب جمعہ وجماعت قائم ہوئی تو اہل اسلام علامت کے خواستگار ہوئے سید ابرار نے مشورہ کیا کسی نے بوقا تجویز کیا کسی نے سنکھ کسی نے آگ جلانا حضرت نے رد کیا کہ اول اتباع یہود ہے دوسری موافقت نصاری تیسری موافقت مجوس تب حضرت عمر نے فرمایا یا رسول اللہ کوئی پکار دیا کرے کہ نماز کا وقت آگیا یہ بات قبول ہوئی کہ حضرت بلال وقت پر ندا کر دیتے الصلوۃ جامعۃ بعد چندے حضرت عمر وعبد اللہ بن زید انصاری نے خواب مین اذان واقامت سنی پھر حضرت جبرئیل امین نے تعلیم کیا اس تقریر سے صیغہ اذان امور توفیقیہ مین تھی کیونکہ اول عبد اللہ کو فرشتہ نے خواب مین تعلیم کیا پھر حضرت عمر نے سنا اور حضرت صلعم نے فرمایا انہا رؤیا حق پس حکم وحی مین داخل ہوا اور پھر چند اشارات قرآنیہ سے حکم تنزیل مین در آیا اور آخر اذان مین دعاے تامہ کی صفت فرمائی پس یہ ترتیب خالی از حکمت نہوگی بلکہ کوئی نکتہ معتمد ہوگا اور کلمہ الصلوۃ خیر من النوم اسطرح زیادہ ہوا کہ ایکدن حضرت بلال نے وقت صبح حجرہ مبارک پر ندا کی کہ الصلوۃ یا رسول اللہ لوگون نے کہا حضرت آرام مین ہین بلال نے کہا الصلوۃ خیر من النوم کہ بیدار ہوے اور اس کلمہ کو پسند فرمایا اور نکتہ یہ ہے کہ اہم مہمات توحید ہے سو دو قسم ہے توحید فی العبادۃ وتوحید فی الاستعانۃ اول مقصود اصلی دوسری شرط اول کی اور توحید ثانی صفت پر موقوف ہے علم بحاجات کمال قدرت انجاح ووفور رحمت کہ یہ تینون لازم وملزوم ہین کیونکہ صاحب اقتدار باوجود علم بحاجات محتاجین اگر ارادہ مہربانی نہ رکھتا ہو تو حصول نفع وضرر کی اس سے توقع فضول ہے اور اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو معذور ہے کہ بجز غمخواری اور کچھ نہین کر سکتا ولہذا وسائل و وسائط کا ہونا سلاطین وامرا کی حضور مین ضرور ہوا کیونکہ

یہ لوگ احوال محتاجین سے مطلع نہین ہوتے جبتک کوئی عرض نہ کرے یا انجاح حاجت پر مستعد نہین ہوتے جبتک کوئی مقرب سعی و سفارش نہ کرے یا کارروائی فقیرون کی نہین کر سکتے مگر بواسطہ پیشکاران اور درصورت خیانت و خلل اندازی انکے محتاج محروم رہتا ہے سو یہ امور درگاہ حضرت حق مین بیدخل محض ہین مگر بوفور رحمت و مقتضاے حکمت انبیا و اولیا کو باب ہدایت و شفاعت مین اور والدین و طبیب کو معاملہ تربیت و معالجت مین واسطہ گردانا ہے تا کہ بعض کا مطلب بعض کی سعی سے سرانجام ہوا اس طرح پر کہ تابع و متبوع مورد حقیقی فیض مبدء فیاض کے برابر ہون اور انمین صلا کسی طرح کا شرک نہین ہے جو تھے ضرور ہے کہ منعم بالذات شریف ہو ورنہ قبول نعمت اہل حقارت سے موجب عار ہوتا ہے پس صیغہ اذان مین اول ارشاد ہوا اللہ اکبر علاً و اللہ اکبر قدراً و اللہ اکبر رحمۃً و اللہ اکبر شرفاً پھر کہا گیا اشہد ان لا الہ متصرفاً فی الوجود الا اللہ اشہد ان لا الہ مستحقاً للمعبودیۃ الا اللہ پھر جب عابد نے اپنے معبود کو بوصف علم و قدرت و رحمت و شرف بخوبی پہچانا تو اسکو یقین کامل ہوا کہ ایسے معبود جلیل الشان کی حضور مین بلا وسیلہ چلے جانا نہین ہو سکتا تب مجبور ہوا اسمین کہ ایک کوئی راہ نکلے جس سے مرضی و نامرضی معبود دریافت ہو کہ عبادت مین سعی کامل بجالاوے اور ظاہر ہے کہ معبود عبد کو معطل و بیکار نہین چھوڑنے کا بلکہ بواسطہ سفیر تکمیل اسکی فرماویگا اور سفیر دو قسم ہے ایک سفیر حکم رسانی دوسرا سفیر احضار درگاہ عالی تب وہ عابد کہنے لگا اشہد ان محمداً رسول اللہ رسالۃ الابلاغ اشہد ان محمداً رسول اللہ رسالۃ الایصال ورثہ آنجناب قسم اول مین علما و دوسرے مین اولیا ہین اب امتثال امر رسول کہ سبب قرب معبود ہے لازم ہوا تو کہا حی علی الصلوٰۃ یا جسامکم حی علی الصلوٰۃ بقلوبکم بعد اسکے ثمرہ عمل بیان کیا تا کہ عمل مین غایت کوشش کرے تب کہا حی علی الفلاح فی الدنیا بعصمۃ النفس والمال للعوام و للذۃ المناجات والمشاہدہ للخواص حی علی الفلاح فی العقبیٰ بتیسیر کرب العرصات والنجات من الدرکات والفوز بنعیم الجنات ورویۃ فاطر السموات والارض اور طالب کو فیض نبوی صلعم حاصل ہوا اور ان مراتب سے آشنا ہوا مستعد ترقیات ہوا اور معرفت کاملہ سے معزز ہوا اور معاملہ بطور دیگر ہو گیا اول طلب حاجات تھا اب بنا بر اخلاص محبت ہے تو کہا اللہ اکبر علواً فی ذاتہ من حیث کونہ فی اعلیٰ طبقات الوجود و اکملہا اللہ اکبر فی احاطۃ ظہورہ من جہۃ سریان کمالاتہ فی المظاہر المعقولۃ والمشہودۃ باسرہا اور خلاصہ اس معرفت کا نفی حجب و محو ظلمات کثرت وجہ قدیم سے اور اذا انکشاف قیومیت ہے تو کہا لا الہ الا اللہ یعنی کوئی موجود نہین ہے مواطن خارج مین بحیث الحقیقۃ اور نہ ظاہر بجمیع کمالات بالاصالۃ مگر اللہ کہ محیط بجمیع کمالات و مراتب ہے اور اس مرتبہ مین وسایط و وکلا کی گنجائش نہین ہے اس لیے ذکر رسالت کی احتیاج نہ پڑی برخلاف توحید فی العبادۃ کے کہ انتظام اسکے سلسلے کا بواسطہ رسالت ہے اور اسی واسطے لفظ اشہد کہ حکایت نفس متکلم سے باظہار شہادت تھا متروک ہوا اور اس ترتیب سے کلمہ اذان وتر ہوا و اللہ وتر یحب الوتر اور فردیۃ بکلمہ توحید متحقق ہوئی تا کہ لفظ و معنی مطابق ہون اور انقطاع کلام اسم ذات پر ہوا کہ ہو المبدء والمنتہی اگرچہ کلمہ محمد رسول اللہ مین بھی لفظاً بر آخر مین اسم ذات ہے لیکن بحیث معنی مجموع رسول اللہ ہے فافہم ہذا دقیق جداً و ہذا ما افادہ مولانا رفیع الدین الدہلوی فی بعض تقریراتہ اور تفسیر احمدی مین ہے کہ صیغہ اذان نص قرآن سے ثابت ہے نہ صرف حدیث خواب سے کما قال اللہ و اذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوہا ہزواً و لعباً ذلک بانہم قوم لا یعقلون یعنی جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہراتے ہین ہنسی و کھیل یہ اسواسطے کہ وہ لوگ بیوقوف ہین کیونکہ اللہ کی بڑائی ہر دین مین بہتر ہے نقل ہے کہ ایک نصرانی جب اذان مین سنتا اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتا جلاوے اللہ کاذب ایک مرتبہ رات کے وقت اسکا غلام آگ لایا اور سب گھر کے آدمی خواب غفلت مین سوتے تھے آگ کی چنگاری اڑی اور تمام گھر مین

پھیل پڑی کہ وہ نصرانی مع تمام گھروالون کے جل گیا کذا فی الاحمدی اور تفسیر ابوطالب مین لکھا ہی کہ جب حضرت صلعم نے بلال کو اذان کا اذن دیا اور
اذان قبل صلوٰۃ ہونے لگی ایک روز حضرت صلعم بیسوین محرم بروز جمعہ پیش از نماز مسجد مین تشریف لائے اور ستون سے لگکر بیٹھے اور بلال اذان
دینے لگے جب اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہونچے تو صدیق اکبر نے اپنے دونون ہاتھون کے انگوٹھے اوپر اپنی دونون آنکھون کے پھیرے اور کہا قرۃ
عینی بک یا رسول اللہ جب اذان ہوگئی حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ای ابوبکر جو کوئی یون کہے اور کرے شوق و محبت سے جسطرح تو نے کہا
اور کیا بخشے گا اللہ گناہ اسکے قدیم و جدید و عمد و خطا پوشیدہ و ظاہر اور مین شفیع بخشانے والا ہون اسکے گناہون کا یہ روایت کی ہی
ابن عیینہ نے پیغمبر خدا صلعم سے اور رویانی حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے نقل کرتا ہی کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور کہتے تھے رضیت باللہ ربا
و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا اور چومتے تھے اپنے دونون انگوٹھے کے شکم کو اور رکھتے تھے دونون آنکھون پر اور فتوح الاوراد مین ملا فتح محمد محدث نے
لکھا ہی کہ اسوقت دونون انگشت شہادت اپنی دونون آنکھون پر رکھے کیونکہ علی علیہ السلام وقت شہادت ثانیہ یون ہی کرتے تھے اور مقاصد حسنہ مین
یہ حدیث ہی من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشہادۃ ظفری ابہامیہ ومسہا علی عینیہ وقال عند المس اللہم احفظ حدقتی و نورہا برکۃ
حدقتی محمد و نورہا لم یعم یعنی جو کوئی چومے جسوقت سنے موذن سے کلمہ شہادت دونون ناخن اپنے انگوٹھون کے اور ملے انکو اپنی آنکھون پر
اور کہے اللہم احفظ الخ نہو گا اندھا اور مفتاح السعادت مین ہی کہ جو ہمیشگی رکھے اس عمل پر محفوظ رہینگی اسکی آنکھین اندھی ہونے سے اور شیخ زادہ نے
وقایہ کی شرح مین لکھا ہی کہ یہ فعل سنت ہی اور طریقہ ہی خلفا کا اور یہ کہے وقت چومنے کے اللہم احفظ عینی و نورہا اور مسعودی مضمرات مین ہی
کہ وضع الابہامین علی العینین سنۃ اور روایت کی ہی حسن طیبی نے اپنی سند سے قال رسول اللہ صلعم من سمع اسمی فی الاذان و وضع ابہامیہ
علی عینیہ غفر اللہ لہ ذنوبہ یعنی جسنے سنا میرا نام اذان مین اور رکھے دونون انگوٹھے اپنی آنکھون پر بخشتا ہی اللہ اسکے گناہ اور کنز العباد مین لکھا ہی
کہ جو شخص اشہد ان محمدا رسول اللہ سنکے کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جو دوسری بار سنکے کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور دونون
اپنی آنکھون پر رکھکر کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر کذا فی مقدمۃ الصلوٰۃ اور صلوٰۃ بخشی مین لکھا ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع
اسمی فی الاذان و وضع ابہامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ وقائدہ الی الجنۃ یعنی جسنے سنا میرا نام اذان مین اور رکھے دونون
انگوٹھے اپنے ہاتھون کے دونون آنکھون پر پس مین تلاش کرونگا اسکو صف قیامت مین اور لیجاؤنگا اسکو طرف جنت کے اور کتاب احادیث
قدسیہ مین ہی روی ان ادم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ الیہ ہو من صلبک و یظہر فی
اخر الزمان فاظہر اللہ تعالی صورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی صفاء ظفری ابہامیہ فمسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبرئیل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ القصۃ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابدا یعنی روایت ہی
تحقیق آدم علیہ السلام مشتاق ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے جن دنون بہشت مین تھے سو اللہ صاحب نے
وحی کی آدم علیہ السلام کی طرف کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری پشت سے پیدا ہوگا آخری زمانہ مین پس ظاہر کیا اللہ صاحب نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو دونو انگوٹھون کی صفائی مین سو ملا آدم نے دونون انگوٹھون کو اپنی دونون آنکھون پر
وہی سنت ہوئی انکی اولاد کے واسطے پھر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیان فرمایا یہ قصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

تو آنجناب نے فرمایا جسنے سنا میرا نام اذان مین اور چومے ناخن اپنے انگوٹھون کو اور رکھے اپنی آنکھون پر اندھا نہوگا کبھی اگرچہ یہ روایات صحیح بہا ہیر وقت سماع اشہد ان محمدا رسول اللہ محققین اہل فقہ و حدیث نے نہین لکھی مگر کتب متاخرین کیا رمین باسناد مروی ہین عمل کے واسطے کافی ہی سند دیگر ضرور نہین اور اگر بدعت ہی تو حسنہ ہی ملا علی قاری حنفی کتاب مختصر الموضوع فی تعریف الموضوع مین فرماتے ہین بعد نقل کلام سخاوی کہ جب صحیح ہوئی وہ بات عمل صدیق سے تو کفایت کرتا ہی واسطے عمل کے بمقتضائے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور حق یہ ہی کہ حدیث ضعیف فضائل مین مقبول ہی باتفاق علما باوجود اس بات کے کہ اسکو امتحان کیا ہی محدثین اور عقلمندو اور تجربہ قوت دیتا ہی حدیث کو باتفاق ائمہ معرفت اسی سال مین اسعد ابن زرارہ اور براء ابن معرور رضہ و کلثوم ابن الہدم مسلمان مدینہ منورہ نے اور عثمان ابن مظعون مہاجر مکہ نے عزم سفر جنت الفردوس فرمایا اور عاص ابن وائل سہمی اور ولید ابن مغیرہ کہ سردار قریش سے تھے داخل نار ہوے اور حضرت صلعم نے براء ابن معرور کی قبر پر بعیت اپنے اصحاب کے نماز پڑھی تھی اور اسی سال دوم محرم مین بروز عاشورا تاریخ دہم روزہ رکھا اور یارون کو روزہ رکھنے کا امر کیا اور حال اسکا یہ ہوا کہ مدینہ کے یہود اسدن روزہ رکھتے تھے آنجناب نے پوچھا یہ کون روزہ ہی یہود نے کہا آج کے دن اللہ جل شانہ نے موسیٰ پیغمبر اور انکی قوم کو فرعون کے ظلم سے نجات بخشی اور فرعون اور اسکی قوم کو دریا مین غرق کیا ہی سو حضرت موسیٰ اسکی شکر گزاری مین یہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی انکی اتباع کرتے ہین حضرت نے فرمایا نَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِاِخْتِیَارِ سُنَّۃِ اَخِیْ مُوْسٰی یعنی ہم زیادہ حقدار اور لائق ہین اپنے بھائی موسیٰ کی سنت اختیار کرنیکے پھر جب ہوے ماہ رمضان کے فرض ہوے تو اس روزہ کا اہتمام نرہا صرف استحباب باقی ہی مگر آخر عمر مین حضرت صلعم فرماتے تھے کہ اگر سال آیندہ کے محرم تک زندہ رہونگا تو نہم کے ساتھ نہم کا بھی روزہ رکھونگا تاکہ مخالفت یہود ہو جائے الا نوبت اسکی نہ پہونچی اور اسی سال مین بعد اطمینان کلی عقد مواخات وغیرہ امور لابدیہ سے حضرت رسول کریم نے بحکم منتقم جلیل اصحاب کو ارشاد فرمایا کہ اب مشرکون سے انتقام لو اور اپنی محافظت لازم جانو اور جو اللہ کو نمانے اُسے قتل کرو اور اپنی طرف سے لڑائی نہ لڑو لیکن اگر کوئی تمپر چڑھ کر آوے تو اسکو دفع کرو بس ایک نشان عظیم الشان تیار کرایا اور تجہیز اہالی اور بعوث اور اہتمام لشکر اور درستی سامان حرب مین معروف ہوے پوشیدہ نرہے کہ قتل کرنا کافرون کا نسبت کفر کے مخصوص بشریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نہین ہی بلکہ اگلے دینو نمین بھی ہوتا رہا ہی چنانچہ ہنود کی بڑی پوتھی مہابھارت مین لکھا ہی کہ راجہ پرتھی جسنے سارے حرف دنیا کے نکالے اُسکو خدا کا حکم عام ہوا تھا کہ لوگون کو میری بندگی کے لیے دعوت کر اگر قبول کرین تو بہتر نہین تو مار ڈالو اور سنکر اچارج جو بکرماجیت کے بعد ہوا اپنی پوتھی مین صاف لکھتا ہی کہ توحید کے نہ ماننے پر آدمیون کو قتل کرنا جائز ہی اور گشتاسپ اور لہراسپ نے شمشیر زنی سے دین کا رواج دیا اور نوشیروان وغیرہ سلاطین عادل دین نے مزدک متنبی وغیرہ کو صرف جھوٹے دعوے نبوت پر مروا ڈالا اور ملت موسویہ مین تو اس معاملے کی بخوبی تفصیل طمطراق سے بیل مین موجود ہی چنانچہ کتاب عدد باب اکتیس نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء کے اور سنہ سات مین ہی کہ انھون نے مدیانیون سے لڑائی کی جیسا یہوواہ نے فرمایا تھا اور سب مردون کو مار ڈالا اور ان مقتولون کے سوا اوی اور رقیم وصور وحور وراباع کہ پانچون مدیان کے بادشاہ تھے انکو بھی جان سے قتل کیا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتون اور بچون کو اسیر کیا اور انکے مویشی اور چارپائے اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا اور انکی ساری بستیون اور گھرون اور محلون کو پھونک دیا اور انھون نے ساری غنیمت اور سارے اسیر اور انسان و حیوان سب لیے اور موسیٰ کے پاس قیدی اور غنیمت لوٹ لائے

وفات اسعد و عثمان در سال اول

ابتدائے روزۂ عاشورا در سال دوم

شروع جہاد

موسیٰ اپر غصہ ہوا اور انکو کہا کہ تمنے سب رنڈیون کو جیتا رکھا سو ان بچون کو جتنے لڑکے ہین سب قتل کرو اور ہر ایک رنڈی کو جو مرد کے ساتھ سونا جانتی ہی جان سے مارو لیکن وہ لڑکیان جو مرد کے ساتھ سونا نہین جانتی ہین انھین اپنے لیے رہنے دو انتہی ملخصا بس اگر کوئی فرقہ ہمارے مسئلہ جہاد پر ٹھٹھا کرے تو ہرگز اسکو زیبا نہین ہی بلکہ اپنے گریبان مین سر ڈال کر دیکھے اور شرمندہ ہو اور لحاظ کرے کہ ہماری شریعت مین بچون کے مارنے کا حکم نہین ہی اور نہ عورتون کا مگر یہ کہ سرمنشاء فساد ہو اور حضرت موسیٰ نے کیسا بے تکلف بچون اور عورتون کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہی حالانکہ وہ بیگناہ تھے اور کتاب استثنا کے باب ساتوین نسخہ عربیہ مین موجود ہی کہ جب یہواہ تیرا خدا تجکو اس زمین مین کہ تو جسکا وارث ہونے جاتا ہی داخل کرے اور انھین تیرے ہاتھ مین گرفتار کروا دے تو تو انھین ماریو اور ایک لخت انھین نیست و نابود کیجیو نہ تو انسے کوئی عہد کیجیو اور نہ انپر رحم کریو نہ انسے بیاہ کر نہ انکے بیٹون کو اپنی بیٹیان دینا نہ اپنے بیٹون کے لیے انکی بیٹیان لانا کیونکہ وے تیرے بیٹے کو میری پیروی کرنے نہ دینگی یہانتک کہ اور معبودون کی عبادت کرے اسوقت خدا کا غضب تجہپر بھڑکیگا اور وہ تجھے یکایک ہلاک کر دیگا سو تم یہ سلوک کرو کہ انکے مذبحون کو ڈھا دو اور انکے بتون کو توڑو انکی بسیرتون کو کاٹ ڈالو اور انکی تراشی ہوئی صورتون کو جلا دو انتہی اور کتاب تواریخ کے باب ہیجدہم مین ہی کہ داؤد نے فلستیون کو مارا اور انھین مغلوب کیا اور جنت اور اسکے دیہات فلستیون کے ہاتھ سے لے لیا پھر اسنے مواہبون کو مارا اور بادشاہ ہدوعزر کو بھی حمات تک مار لیا اور ایک ہزار رتھ اور سات ہزار سوار تھی اور بیس ہزار پیادے اسیر کر لیے اور سارے گھوڑون کو لنگڑا کیا انمین سے سو بچا رکھے اپنے لیے غرض اسی طرح جہادات موسیٰ اور یوشع اور داؤد وغیرہ ابواب توریت اور کتاب یوشع اور سموئیل اور سلاطین اور تواریخ میل مین موجود ہین اگر تفصیل سے بیان کرون تو ایک اور بھی کتاب تالیف کرنا پڑے اسقدر واسطے سند کے کافی ہی اور اس بیان سے طریق جہاد موسوی کہ نہایت شدید و سخت تھا معلوم ہو گیا اور جو بعضے جاہل عیسائی کہتے ہین کہ حضرت صلعم کے جہاد اور حضرت موسیٰ وغیرہ کے جہاد سے فرق یہ ہی کہ ان حضرات کو کتاب مقدس مین فرمانا تھا کہ تم کنعانیون کو دعوت ایمان کرو اگر نہ مانین تو مارو اور کہین اشارہ بھی نہ تھا کہ جبراً دین دار بناؤ بلکہ جب کنعانی شریر ہو گئے تو سزا دہی مفسدون کی عدل و انصاف سے ہوئی بخلاف جہاد محمدی کے کہ بجبر و کرہ تھا مین کہتا ہون کہ یہ محض افترا ہی کہین قرآن و حدیث سے ثابت نہین کہ جبراً قہراً اسلمان کرو بلکہ جسطرح حضرت موسیٰ وغیرہ کا جہاد تھا ویسا ہی ہمارے حضرت کا جہاد تھا اور نیز ظاہر ہی کہ حضرت موسیٰ وغیرہ کنعانیون کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا نہین اگر مبعوث تھے تو بلاشک اور ایمان کی طرف بلانا فرض تھا پس دعوت کی یا نہین اگر نہین کی تو کنعانی بے قصور مارے گئے اور حضرت موسیٰ گنہگار ہوے اور اگر دعوت کی اور وہ نہ مانے تو بحکم خدا سزایاب ہوے اور یہی ہمارا مطلب ہی اور اگر مبعوث نہین ہوے تھے تو کنعانیون کو حضرت موسیٰ وغیرہ کا حکم بجا لانا کیا ضرور تھا پھر انکو مجرم و شریر ٹھہرانا بیوقوفی ہی اب طریق ہمارے حضرت محمد مصطفے رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلعم کا سنو کہ جب حضرت کا ارادہ جہاد کا ہوتا تو اولاً اپنے یارون سے مشورہ فرماتے پھر لشکر کو آراستہ و پیراستہ فرما کر روانہ کرتے اور خود سب کے پیچھے تشریف لیجاتے تاکہ کوئی بھولا بھٹکا ہارا ماندہ تکلیف نہ اٹھاوے اور حضرت سید الاجمعین تلوار حمایل کرتے اور نیزہ ہاتھ مین لیتے اور کمان بازو پر لٹکاتے اور کبھی ایک زرہ پہنتے اور کبھی دو اور خود سر پر رکھتے اور گاہے سپر بھی لیتے تھے اور جاسوس واسطے خبر گیری لشکر عدو کے مقرر کر دیتے اور مقدمات طلایع میں بس بس بھیجتے اور پاسبان گرد لشکر متفرق فرما دیتے اور ہمیشہ اپنے لشکر کو ملا ہوا اتارتے کہ اگر ایک چادر اسکے لوگون پر ڈالین تو سب چھپ جاوین اور لشکر کی صفین حضرت صلعم خود بنفس نفیس آراستہ کرتے تھے اور جسوقت لشکر کا مقابلہ عدو سے ہوتا اور نوبت قتال و جدال قریب پہونچتی تو اپنے لشکر کے بہادران

بیان طریق جہاد حضرت صلعم

اور شجاعون کو ایک ایک موقع پر اپنے ہاتھ سے معین فرماتے اور سب لوگون سے زیادہ خود بر لڑتے تاکہ دشمن سے قریب تر رہتے اور اپنے یارون کو بولیان سکھاتے تھے تاکہ پہچان رہے کبھی امت امت اور کبھی یا منصور اور حضرت کو لڑائی مین چلنا بہت پسند تھا اور جب بہت جدال و قتال پہونچ جاتی تو اللہ سے نصرت کی دعا مانگتے اور رات دن سے ذکر حق مین مشغول ہوتے تھے اور پکار کر فرما دیتے تھے کہ عورتون اور بچون کو قتل نہ کریو اور کسی کا ناک اور کان نہ کاٹیو اور جب کسی قوم پر غالب آتے تو وہان تین روز ٹھہرتے اور غنیمت کو جمع کرواتے اور جامہ و رخت مقتولون کا قاتلون کو عنایت فرماتے تھے اور باقیماندہ مین اول پانچوان حصہ حق اللہ نکالتے اور اسکو مصالح اسلام مین صرف کرتے بعد اسکے تھوڑا عورتون اور لڑکون کو اور غلامون کو لطف فرماتے بقیہ لشکر مین تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے پیادے کو ایک کذا فی الاسفار المعتبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت صلعم خود لڑائی مین شریک ہوے اور جب کبھی آنجناب تشریف نہ لیجاتے اور کسی صحابی کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اُس لشکر کے سردار سے یون نصیحت فرماتے تھے کہ بسم اللہ لڑو خدا کی راہ مین اور مارو جو خدا کو نہ مانے اور لوٹو تو غنیمت مین چوری نہ کریو اور قول و قرار نہ توڑیو اور ناک کان نہ کاٹیو اور عورت و لڑکے کو نہ مارو اور جب دشمن سے ملاقات ہو جائے تو اُس سے تین باتون کی درخواست کرنا سو اُنمین سے جس بات کو مانین قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تو یہ کہ اُنسے اسلام کی درخواست کرو اگر وہ مانین تو قبول کرو اور اُنکے قتال سے ہاتھ اُٹھاؤ پھر اُنسے درخواست کرو کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے مقام مین یعنی مدینے مین آرہین اور خبر کر دے کہ اگر وہ یہ کام کرینگے تو اُنکو ملیگا جو مہاجرین کو ملتا ہی یعنی ثواب و غنیمت اور اُنپر واجب ہوگا جو مہاجرین پر یعنی جہاد سو اگر قبول نہ کرین تو اُنسے کہدینا کہ وہ جنگلی مسلمانون کی طرح ہونگے اُنپر حکم خدا جاری ہوگا جسطرح مومنون پر جاری ہوتا ہی اور غنیمت و صلح کے مال سے کچھ حصہ نہ ملیگا مگر اُس صورت مین کہ مسلمانون کے ساتھ ہوکر جہاد کرین اور جو وہ لوگ مسلمان ہونے سے انکار کرین تو اُنسے جزیہ مانگنا اگر مانین تو قبول کرنا اور اُنکے قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کرین تو خدا سے مدد مانگ اور اُنکو قتل کر اور جب کہ قلعہ والے دشمنون کو محاصرہ کرے اور وہ چاہین کہ تو اُنسے خدا اور رسول کا عہد کرے تو یہ نہ کرنا مگر اپنا قول اور اپنے لشکریون کا قول کر لینا کیونکہ اگر اپنی اور اپنے ساتھیون کی عہد شکنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عہد شکنی سے گناہ مین کمتر اور آسان تر ہی اور جو وہ لوگ تجسے چاہین کہ تو اُنکو خدا کے حکم پر اُتارے تو خدا کے حکم پر نہ اُتارنا لیکن اپنے حکم پر اُتار اسواسطے کہ تو اُنکے مقدمہ مین خدا کی مرضی و ناخوشی جان نہ سکیگا یہ جو لکھا گیا بالکل حدیث مسلم کا ترجمہ ہی کہ بریدہ ابن حصیب سے مروی ہی اس جگہ سے واضح ہوا کہ غرض یہ نتھی کہ زبردستی مار مار کر مسلمان ہی کرین کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اکثر یہود وغیرہ کفار کو جو بلاد عرب مین بطور رعایا جزیہ قبول کر کر مسلمانون کے زیر قنات رہتے تھے مسلمان کر لیتے اور جوتیان مار مار کر سیدھا کر لیتے اور رات دن سے مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہوا بلکہ اُن لوگون سے کبھی کسی طرح کا جبر و اکراہ بھی عمل مین نہ آیا تو معلوم ہوا کہ مطلب تھا کہ جو لوگ رواج دین اسلام مین رخنہ انداز ہین اور شوکت و جمعیت رکھتے ہین اُنسے مقابلہ کرین تاکہ اُنکی شوکت ٹوٹ جائے اور اذیت دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ نکلے کہ خود گمراہی سے باز رہین اور دین حق پر رجوع رہین اور یہ تو آگے چل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام مین نوبت قتال و جدال پہونچی ہی نہین تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمۃ للعالمین کی برکت اور معجزات سے ہزارون لاکھون کافر شوق سے اسلام لائے اور اپنے خویش و اقارب مال و دولت چھوڑ کر حاضر ہوے اور دنیوی بلاؤن مین ایسے پڑے کہ بیان سے باہر مگر اسلام سے منھ نہ موڑا ہر چند کافرون نے طرح طرح کی طمع دی اور خلعت و پوشاکین بھیجین پر اُنکو منت بعت

اسلام میں ایسا حظ روحانی حاصل تھا کہ با طمع بھوک کے پیاسے پیٹ پر پتھر باندھے راہ خدا میں کافرون سے مقابلہ فرماتے تھے اب یہان جاننا چاہیے کہ قسم جہاد کے چار ہیں ایک تو جہاد نفس کہ اسکے چار مرتبے ہیں اول جہاد تعلیم دین حق پر دوسرا جہاد عمل اُس علم پر تیسرا جہاد دعوت چوتھا جہاد صبر پر یعنی تکلیفات اور ایذا خلق اُٹھانا اور صبر کرنا دوسرا جہاد شیطان اُسکے دو مرتبے ہیں اول جہاد دفع شبہات و شکوک شیطانیہ پر کہ اسکے ہتھیار یقین کامل ہے دوم جہاد دفع ارادات اور شہوات پر جو شیطان سکھاتا ہے اور سوجھاتا ہے کہ اسکا ہتھیار صبر ہے تیسرا جہاد کفار و منافقین اسکے چار مرتبے ہیں اول دل دوم زبان سوم مال چہارم نفس چوتھا جہاد ظالمان و مبتدعان کہ اسکے تین مرتبے ہیں اول ہاتھ سے یعنی اگر قدرت رکھتا ہے تو اُس ظلم و بدعت کو ہاتھ سے مٹاوے دوم زبان سے یعنی اگر قدرت نہیں ہے تو زبان سے منع کرے سوم دل سے یعنی اگر زبان سے ممکن نہو تو اُس منع ظالم اور اُسکے فعل کو مکروہ و مبغوض جانے پس تیرہ مرتبے جہاد کے ہوے سو مجموع ان مراتب میں ہمارے رسول مقبول کو کمال حاصل تھا اور جمیع طرق جہاد میں عادت شریف اکمل عادات تھی اور اوقات و ساعات آپکے انہیں مراتب پر منحصر تھے کہ ہم بزبان و ہم بجنان و ہم بسیف و سنان چنانکہ ابتداے بعثت کے جن و انس و عرب و عجم چھوٹے بڑے آزاد و بندہ زن و مرد کو دعوت بدین حق فرمائی اور کفر و شرک سے منع کیا اور کس طرح کی تکلیفیں اپنے وطن میں اُٹھائیں پھر جو زبان سے نکوہش قریش کے ٹھاکرون کی نکلی تو ایسے دشمن جانی بنگئے کہ حضرت کو وطن چھوڑ دینے کا حکم ہوا جب مدینہ باسکینہ میں جلوہ فرما ہوے تو انصار نے الفت و محبت کی قریش مکہ اُنکے بھی دشمن ہوے اور اپنے ہم شربون کو لیکر یورش کی تب بعد از حرمت قتال اذن قتال ہوا بطور رخصت جب اسپر بھی نہ مانا تو ناچار قتال و جدال فرض کیا گیا کہ اول مشرکین عرب سے مقابلہ پڑا کہیں تو خود حضرت صلعم تشریف لیگئے اور کسی جگہ صحابہؓ کو روانہ فرمایا تو اہل سیر میں یہ مشہور ہے کہ جس لشکر میں خود حضرت گئے وہ غزوہ کہایا اور جسمین آپکے اصحاب گئے وہ سریہ و بعث نامزد ہوا اور قید عدد معتبر نہیں رکھتے مگر یہ امر باعتبار اصطلاح ہو سکتا ہے ورنہ اندر لغت عدد کا بھی اعتبار ہے چنانکہ قاموس میں ہے کہ سریہ پانچ نفر سے پانسو تک کو کہتے ہیں اور مجمع البحار میں چارسو تک بیان کیا ہے اور صاحب مواہب نے لکھا ہے کہ سریہ قطعہ جیش کا نام ہے جو لشکر سے نکلے سو سے پانسو تک اور جب زیادہ پانسو سے ہو تو وہ منسر بروزن مجلس میں مہملہ کہلاتا ہے اور اگر زیادہ آٹھ سو سے ہو جاے تو جیش بولتے ہیں اور اگر زیادہ چار ہزار سے ہو تو جحفل بتقدیم جیم بر جا بروزن جعفر کہا جاتا ہے اور خمیس لشکر عظیم کو بولتے ہیں جسمین پانچ تفریقین ہون مقدمہ و قلب و میمنہ و میسرہ و ساقہ اور کتیبہ وہ لشکر ہے جو مجمع ہوا اور منتشر نہو اور میں کہتا ہون کہ کبھو سریہ کا اطلاق اُسپر بھی آتا ہے جسمین حضرت صلعم تشریف رکھتے تھے چنانچہ مشکوۃ شریف میں بروایت احمد ابن ائمہ کتاب الجہاد میں وارد ہے کہ میں نکلا رسول صلعم کے ساتھ سریہ میں اور سریہ مشتق شی سری سے ہے یعنی نفیس اسلیے کہ اہل سریہ خلاصہ لشکر ہوتے ہیں اور بعضے سرے سے ماخوذ سمجھتے ہیں یعنی سرشت پس سید جمال الدین محدث روضۃ الاحباب میں بیان کرتے ہیں کہ مجموع غزوات جنمین حضرت صلعم تشریف لیگئے تھے بعض اہل سیر کے نزدیک اکیس و بقولے چھبیس ہیں اور بقول صاحب مواہب لدنیہ ستائیس ہیں اور صحیح بخاری کی بروایت زید ابن ارقم انیس ہی معلوم ہوتے ہیں اور سرایا و بعوث پنجاہ و شش کم یا بیش و بقولے چہل و ہفت مگر مولف اس کتاب کو بعد ملاحظہ کتب سیر اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرایا و بعوث کا حصر نہیں ہے سو میں اس کتاب میں باہر لغت اور احادیث غزوات نبی اللہ لکھونگا پس واضح ہو کہ نصف آخر سال اول یا اول سال دوم ہجرت میں حضرت رسول صلعم کو خبر پہونچی کہ قریش و قبیلہ بنی حمزہ مقام ابوا میں جمع ہوے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ مسلمانون کو ایذا دین سو حضرت صلعم نے سعد ابن عبادہؓ کو مدینہ باسکینہ میں خلیفہ فرمایا اور بذات خاص با جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین موضع ابوا میں کہ مدینہ منورہ کے اطراف میں واقع ہے تشریف لے گئے تو مخشی ابن عمر

عمرو ضمیری نے ہیبت و جلالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ کی اور بمقتضاے وقت صلح مناسب سمجھ کر بہ عاجزی کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح فرمائی اور مدینہ مقدسہ مین واپس تشریف لائے اور کچھ نوبت قتال و جدال کی نہین پہونچی اسی غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہین کیونکہ ابوا اور ودان قریب قریب واقع ہین محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ اس غزوہ کو غزوہ اولی اور بواط کو غزوہ ثانیہ اور عشیرہ کو ثالثہ قرار دیتے ہین اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہی اور علامۃ الوقت مولانا ابی زکریا یحیی ابن ابی بکر ابن محمد الشافعی العامری صاحب بہجۃ المحافل نے اس غزوہ کو سال دوم مین لکھا ہی اور سند الوقت والزمان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے گیارھوین مہینے بعد ہجرت کے ماہ صفر مین بیان کیا ہی تو مین کہتا ہون کہ اگر تقرر تاریخ ہجری ماہ ربیع الاول سے شمار ہو تو آخر سال اول ہوتا ہی اور جو تاریخ محرم سے قرار پاے تو اول سال دوم ہوتا ہی سو شیخ عبد الحق محقق رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ ہجرت وقت ہجرت سے کہ ماہ ربیع الاول تھا قرار دی ہی چنانکہ بعضے قائل ہین کہ تعین تاریخ عہد خلافت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ مین وقت ہجرت سے قرار پائی ہی اور صاحب بہجۃ المحافل نے ماہ محرم سے تاریخ قرار دی ہی کیونکہ عزم ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محرم سے تھا اور بعض محققین نے اس قول کو ترجیح دی ہی اور فقیر کاتب اوراق نے بیان غزوات و سرایا مین اکثر اتباع صاحب بہجۃ المحافل کا تعین تاریخ مین کیا ہی بالجملہ بعد اس واقعے کے ماہ ربیع الاول مین حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو معلوم ہوا کہ ایک جماعت کفار قریش کے مکے معظمہ سے مسلح ہوکے نکلی ہی اور عکرمہ ابن ابی جہل یا ابو سفیان ابن حرب یا مکرز ابن حفص انکا سردار ہی حضرت نے یہ خیال فرمایا کہ ایسا نہو مدینے مین غفلت پڑے اور کفار فرصت وقت پاکے اہل اسلام پر دست اندازی کرین یا کسی طرح کا گزند پہونچا دین لہذا عبیدہ ابن حارث ابن المطلب ابن عبد مناف کو سردار کیا اور ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ کہ انمین کوئی انصار نہ تھا روانہ فرمایا اور ایک نشان سفید بھی طیار فرماکر عنایت کیا چنانچہ کفار نگونسار سے زمین حجاز مین مقابلہ ہوا پر نوبت مقاتلہ نہین پہونچی مگر سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک تیر جانب کفار چلایا یہ اول تیر ہی کہ اہل اسلام نے القاہم اللہ وکثرہم جانب کفار قریش چلایا الغرض جماعت کفار نگون سار پیدو سوار سے ہیبت و جلالت شان اسلام دیکھ کر بھاگے ان غریب مسافرون نے بھی پیچھا نہین کیا اور یہ فائدہ ہوا کہ مستضعفین مکے سے دو شخص ایک مقداد ابن اسود عمرو البہرانی اور دوسرے عتبہ ابن غزوان المازنی کہ برسم تجارت مکے سے نکلے تھے فرصت وقت غنیمت جان کر لشکر اسلام مین بھاگ آئے بعضے کہتے ہین کہ یہ سریہ اسوقت ہوا ہی جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ابوا سے مراجعت فرمائی اور ہنوز مدینہ سکینہ مین نہ پہونچے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ قبل غزوہ ابوا واقع ہوئی بالجملہ عبیدہ ابن حارث ہنوز مدینہ مین آئے تھے کہ دفعۃً یہ خبر آئی کہ ابو سفیان با جماعۂ قریش شام سے پلٹا ہوا مکے کو جاتا ہی تو مسلمانون نے پہلی ایذائین کافرون کی یاد کرکے مستعد بدلا لینے پر ہوئے تب حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو جانب سیف البحر کہ ناحیۂ عیص مین واقع ہی سردار بناکے روانہ کیا اور تیس نفر مہاجرین انکے ہمراہ کیے اور ایک نشان سفید آراستہ فرماکے ابو مرثد غنوی کو عنایت فرمایا ابو جہل کہ جماعۂ کفار مین تھا اور تین سو سوار اسکے ساتھ تھے ساحل دریا پر ملاقی ہوا اہل اسلام باوصف قلت جمعیت کے مدد الہی کے متوقع ہوکے جدال و قتال

پر متعین ہوئے مجدی ابن عمرو جہنی کہ خلیف فریقین تھا اور عرب کے لوگون مین بیچ مین پڑ کے صلح کرا دی کہ نوبت قتال نہ پہونچی اور حمزہ ابن عبد المطلب
مدینے کو لوٹ آئے اور کفار قریش جانب مکہ چلے گئے پھر سعد ابن ابی وقاص کو آٹھ یا بیس نفر مہاجرون کے ساتھ دوسرے کاروان قریش
پر بھیجا اور علم مقداد ابن اسود کو دیا اور ارشاد کیا کہ موضع خرار تک جانا سو یہ لوگ گئے تو قافلہ جا چکا تھا پھر آخر ربیع الاول مین
غزوہ بواط ہوا اور سبب یہ ہوا کہ امیہ ابن خلف جمحی سو نفر قریشی اور دو ہزار پانسو اونٹ لیے جاتا تھا حضرت کو اندیشہ ہوا تو سائب ابن عثمان
ابن مظعون کو خلیفہ کیا اور سعد ابن ابی وقاص کو علمدار اور خود جناب پاک دو سو صحابی ہمراہ لے کے موضع بواط تک کہ ناحیہ رضوی مین تین
منزل مدینہ سے واقع ہی تشریف لے گیے پر ملاقات نہوئی بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے بلا جدال و قتال مدینے مین واپس
تشریف لائے اور بقیہ ربیع الثانی اور بعض جمادی الاول مدینے مین رہے پھر خبر ہوئی کہ ابوسفیان تیس اونٹ غلہ کے لیے ہوئے
مع جماعت کثیرۂ قریش برسم تجارت جانب شام جاتا ہی تب حضرت نے حمزہ ابن عبد المطلب کو علمدار فرمایا اور ابوسلمہ مخزومی کو خلیفہ
کیا اور دو سو اصحاب اور تیس اونٹ ساتھ لیے اور موضع عشیرہ تک کہ معجمہ اور مہملہ دونو سے آیا ہی اور دار العشیرہ بھی اسکو بولتے ہین اور متعلقات
بنی مدلج سے ہی اور اٹھارہ فرسخ تخمیناً مدینے سے واقع ہی تشریف لے گئے وہان دریافت ہوا کہ قافلہ نکل گیا آنحضرت نے کئی دن
وہان توقف فرمایا اور بنی مدلج اور بنی حمزہ سے معاہدہ فرما کر مدینہ مین تشریف فرما ہوئے **فائدہ** صحیح بخاری مین زید ابن ارقم سے روایت
ہی کہ اول غزوہ عسیرہ واقع ہوا ہی اگرچہ یہ سخن خلاف مشہور ہی لیکن طریق جمع یہ ہی کہ اول غزوہ جسمین زید ابن ارقم آنحضرت کے ساتھ تھے یہی تھا
پھر خبر پہونچی کہ کرز ابن جابر فہری نے اونٹ حضرت کے نواحی مدینے سے از راہ بغض و عداوت نکال دیے اگرچہ اسکا ارادہ یہ تھا
کہ ساربانون سے چھین لے مگر اور لوگون نے ساتھ نہ دیا تب اسنے قساوت قلبیہ سے چرنے نہ دیا سو حضرت نے زید ابن حارثہ کو خلیفہ مدینہ
فرمایا اور علی مرتضی کو علمدار کیا اور خود موضع سفوان تک کہ ناحیہ بدر مین واقع ہی کچھ لوگ اپنے اصحاب سے ہمراہ لیکر تشریف لے گئے
معلوم ہوا کہ کرز ابن جابر فہری بھاگ گیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اگرچہ مال و متاع از قسم شتر وغیرہ وادی مین موجود تھا
جو اہل اسلام چاہتے تو سب چھین لیتے مگر منشاء غزوہ یہ نہ تھا کہ مال و منال ہاتھ آئے بلکہ شریرون کو سزاے شرارت دینی مقصود
تھی جب وہ بھاگ گیا تو آنحضرت نے مال و متاع سے تعرض نہ فرمایا اور چلے آئے اسی غزوہ کو بدر اولی اور صغری کہتے ہین اور
بدر اصل مین اس شخص کا نام تھا جسنے کنوان کھودا تھا سو اسی کے نام سے یہ موضع مشہور ہو گیا بعد اسکے جمادی الثانی
مین عبد اللہ ابن جحش اسدی کو کہ حضرت کے پھوپھی زاد بھائی تھے بارہ یا آٹھ نفر اصحاب کے ساتھ جسمین سعد ابن عتبہ ابن
ابی وقاص اور عکاشہ ابن محصن اسدی اور عتبہ ابن غزوان اور ابو حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ اور عامر ابن ربیعہ اور سہیل ابن بیضا اور واقد ابن
عبد اللہ تمیمی اور خالد ابن بکر بھی تھے جانب بطن نخلہ ملقب بامیر المومنین فرما کر روانہ فرمایا اور ایک فرمان عنایت کیا اور تاکید فرمائی
کہ اسکو دو دن بعد کھولنا اور عمل کرنا چنانچہ عبد اللہ روانہ ہوئے اور دو دن بعد فرمان کھول کر پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ بطن نخلہ مین کہ مابین طائف و مکہ ہی تا
آمد قافلہ کاروان ٹھہر جانا اور کسی آدمی کو جبر و اکراہ سے اپنے ساتھ نہ لے جانا اس سے صاف ثابت ہی کہ صرف خبر لانے کو بھیجا تھا نہ کہ لڑنے کو غرض عبد اللہ
بطن نخلہ مین پہونچے اور سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ ابن غزوان کے پاس ایک اونٹ تھا جسپر دونون نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے وہ گم ہو گیا

سو وہ دونون عبد اللہ سے اجازت لیکر ڈھونڈھنے چلے گئے اور دفعۃً قافلہ قریش طائف سے مویز طائفی وغیرہ لیکر وارد ہوا اور اُس قافلے مین عمرو ابن الحضرمی اور حکم ابن کیسان اور عثمان ابن عبد اللہ ابن مغیرہ اور نوفل ابن عبد اللہ مخزومی بھی تھے ان لوگون نے اہل اسلام کو دیکھکر جانا کہ بقصد عمرہ یہان ٹھہرے ہین سو اطمینان سے اونٹ اپنے جنگل مین چھوڑ رہے اور کھانا پکانے مین مصروف ہوئے تب سلمانون نے قافلہ پر یورش کی اور واقد ابن عبد اللہ نے عمرو ابن حضرمی کو تیر سے مارا اور حکم اور عثمان کو قید کر لیا اور نوفل بھاگ گیا اور سارا مال نکالے لیا یہ اول قتل اور اول غنیمت اور اول گرفتاری مشرکون کی ہے اور یوم وقعہ تاریخ اول رجب تھی اور مسلمانون نے سلخ جمادی الثانی سمجھی تھی یعنی یہ معاملہ نادانستگی مین واقع ہوا نہ بقصد جب مدینے مین لوٹ کر آئے تو مشرکون نے مکے مین مسلمانون کو طعنے دیے کہ محمد نے ماہ حرام بھی حلال کر دیا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر عبد اللہ پر عتاب فرمایا اور تقسیم غنیمت مین بھی تامل کیا اور اسیرن کے حق مین کچھ حکم نہ دیا کہ اصحاب سریہ سخت پشیمان ہوئے اسی سبب سے کلام مجید مین نازل ہوا یسالونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر حاصل یہ کہ ان مہینون مین ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافرون نے مسلمانون سے ان مہینون مین قصور نہ کیا اُنسے لڑنا منع نہین تب عبد اللہ اور اُنکے یار خوش ہوئے اور حضرت نے مال غنیمت تقسیم کیا اور خمس قبول فرمایا اور اہل مکہ نے دونون قیدیون کے واسطے فدیہ بھیجا حضرت نے فرمایا کہ سعد اور عتبہ جب تک نہ آئنگے فدیہ منظور نہوگا آخر وہ دونون آگئے تب حکم کو دعوت اسلام فرمائی وہ ایمان لایا اور بروز بیر معونہ شہید ہوا اور عثمان حالت کفر مین جانب مکہ روانہ ہوا اور حضرت نے اُسکا فدیہ قبول کر لیا پھر وہ بے ایمان مرا یہ قصہ کتب سیر و تواریخ مین مختلف طور پر بیان ہوا ہے اور قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ سرتا پا مشتبہ و مشکوک ہے کیونکہ واقدی نے خط کا ذکر نہین کیا اور بعضون نے دیت مقتول کے دلوانا لکھا ہے اور بھی قراین عدم صحت قصہ کے بہت ہین ازانجملہ ایک یہ کہ قتال کے واسطے جماعۃ قلیلہ کا روانہ کرنا باین قید کہ کسی کو جبر ساتھ نہ لے جانا کہ یہ بات دور اندیشی اور مصلحت کے خلاف ہے دوسرے مقتول کی دیت دلوانا تیسرے قیدیون کا فدیہ لینا چوتھے مال غنیمت کو قبول نہ کرنا تا وقت نزول آیہ کریمہ کیونکہ کارروائی عبد اللہ کی خلاف تھی تو قیدیون کا فدیہ کیون لیا گیا اور مال غنیمت کیون رکھا گیا اور اگر موافق تھی تو مقتول کی دیت کیون دلوائی اور خمس سے کیون انکار ہوا بالجملہ تواریخ کی ہر بات قابل اعتماد نہین

فائدہ اس سریہ مین عبد اللہ ابن جحش امیر المومنین کہلاتے تھے اور یہ جو مشہور ہے کہ اول یہ خطاب عمر ابن خطاب نے پایا ہے سو مراد یہ ہے کہ خلفا حضرت مین اول انکو خطاب ملا ہے اسی سال کی رجب مین یا بقولے رمضان مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح حضرت امیر المومنین علی مرتضی سے ہوا حال مفصل اسکا اولاد آنحضرت کے بیان مین دیکھا بعد اُسکے اسی سال کے نصف شعبان مین یا بقول صحیح نصف رجب روز دو شنبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسماۃ ام بشر کے گھر کہ منازل بنی سلمہ مین واقع تھا تشریف فرما ہوئے اُسنے آپکے لیے کھانا پکایا ہنوز نوبت تناول نہ پہونچی تھی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا تو آنحضرت بنی سلمہ کے لوگون کی مسجد مین اپنے یارون کے ساتھ نماز مین مشغول ہوئے ایک رکعت پڑھ چکے تھے دوسری رکعت کے رکوع مین تھے کہ آیت قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضہا فول وجہک شطر المسجد الحرام یعنی ہم دیکھتے ہین پھر پھر جانا تیرا منھ آسمان مین سو البتہ پھیر ینگے تجھکو

جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پھیر منہہ اپنا طرف مسجد حرام کے نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی دم جانب کعبہ پھر گئے
اور سب مقتدی بھی پھر گئے کہ مرد عورتون کے مقام پر ہوئے اور عورتین مردون کی جگہہ ہو گئین اور بقیہ نماز ظہر اسی طرف ادا فرمائی
اس مسجد کا نام جامع القبلتین ہوا اور اہل قبا کو نماز صبح مین خبر ہوئی وہ بھی جس حال مین تھے جانب کعبہ پھر گئے بعد ازان حضرت
صلعم قبا مین تشریف لے گئے اور دیوار مسجد متغیر فرمائی اور قبلہ اُسکا سمت کعبہ قایم کیا اور دست مبارک سے اُسکے بنا ڈالی اسی جگہہ
سے شافعیہ نکالتے ہین کہ ایک نماز جہات متعددہ مین بالاجتہاد درست ہے بعد اس واقعے کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ہم لوگ تو زندہ ہین نمازون کی قضا جانب کعبہ کر سکتے ہین جو لوگ مر گئے ہین انکا کیا حال ہوگا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تمھارے
مردے اور زندے اُن نمازون مین جو جانب بیت المقدس پڑھ چکے ہین شاب ہین وما کان اللہ لیضیع ایمانکم کیونکہ حکم منسوخ
اپنے وقت مین حق تھا جس طرح حکم ناسخ اپنے وقت مین حق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ترتب ثواب ایمان پر ہے کہ صورت عمل مین ظاہر
ہوتا ہے نہ صرف صورت عمل پر اور اس وقت حکم استقبال بیت المقدس ہی مقتضائے ایمان تھا اور اب استقبال کعبہ اور بعض کچے
مسلمان یہود کے بہکانے سے شبہے ڈالنے لگے کہ بیت المقدس سب پیغمبرون کا قبلہ تھا اور آنحضرت صلعم نے بھی سوا برس اُسی طرف
نماز پڑھی اب کیا باعث ہوا جو اُسکو ترک کیا وہ گمراہی تھی اور اللہ صاحب نے پہلے سے اپنے پیغمبر کو کہہ دیا تھا کہ سیقول السفہاء
من الناس ما ولیہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا یعنی بیوقوف لوگ کہینگے کاہے پر پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جس پر تھے تب
یون جواب دیا کہ للہ المشرق والمغرب یعنی اللہ کا ہی پورب پچھم جس طرح چاہے حکم دے پھر جب لوگون نے شبہہ کیا تو آنحضرت نے
یہ جواب دیکر فرمایا انما الہدی ما امر اللہ بہ والضلالۃ ما نہی عنہ تو بولے پھر کیون پھرے کیا اُسمین نقصان تھا اور دوسرے قبلہ مین بزرگی
ظاہر ہوئی اگر یہی تھا تو پہلے سے اختیار کیا ہوتا یہ کیا ناعاقبت اندیشی تھی اور اگر یہودیون کی تعصب سے ترک کیا یا محبت اہل مکہ
سے اختیار کیا تو تعصب جانبداری تقدمات دین مین نہین چاہیے پس آنحضرت نے فرمایا کہ محکوان باتون سے کوئی امر باعث
رو گردانی کا نہین ہوا اسواسطے کہ اصل دین ہمارے اتباع حکم حق ہے نہ اتباع استحسان عقلی نہ تعصب عدو نہ محبت قوم بلکہ باعث اسکا
حکم الٰہی ہے کہ اول باستقبال بیت المقدس ہوا تھا اور اب باستقبال کعبہ اور ہدایت اُسی بات مین ہے جسپر حکم ہوا اور گمراہی اُسمین ہے
جسکی نہی ہوئی اور اللہ جل شانہ کسی جہت اور مکان کا محتاج نہین ہے بلکہ مشرق و مغرب خدا کی ہے جس طرف چاہے قبلہ کرے اور
جس طرف کو چاہے موقوف کرے مجھسے وجہ اسکی پوچھنا سفاہت اور بیخبری ہے یہ بعینہ ایسا ہی جس طرح کوئی کسی شخص کے غلام
سے پوچھے کہ اتنی مدت تو نے یہ کام کیا اب اُسکو چھوڑکر دوسرا کام کیون کرتا ہے اور یہ پوچھنے والا سمجھتا نہین کہ غلام کے ارادے اور
خواہش کو اسمین دخل نہین ہے بلکہ ارادہ مالک پر اسکا مدار ہے جس کام پر چاہے مشغول کرے اور اگر تمھارا استفسار اسواسطے ہے کہ مین
تمکو اسرار احکام مختلفہ مالک سے آگاہ کرون سو اول مین خود جمیع اسرار کا واقف نہین دوسرے تمکو استعداد نہین کیونکہ فہم اسرار کے لیے
اور ہی حوصلہ درکار ہے وہ تم مین مقصود ہی بارے اسقدر بیان کرتا ہون کہ تعین قبلہ محض عبادت کی رہنمائی ہے اور اصل عبادت مین داخل
نہین اور مالک الملک اس رہنمائی مین اپنے بندون سے معاملے مختلف رکھتا ہے کسی کو کسی راہ سے نشان دیتا ہے اور کسی کو کسی راہ

چنانچہ خود فرماتا ہی یهدی من یشاء الی صراط مستقیم سو یہ نکتہ مجھکو بتلائی کہ واسطے توجہ بہترین قبلہ کے حکم کیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ اللہ صاحب نے دو قوتین انسان کو عنایت فرمائی ہین ایک قوت عقلیہ کہ اُس سے ادراک مجردات پر قدرت حاصل ہوتی ہی اور دوسری قوت
خیالیہ کہ اُس عالم اجسام مین در آمد حاصل ہوتی ہی اور جب قوت خیالیہ مین قوت عقلیہ سے ہی تو کام قوت عقلیہ کا قوی تر ہوا جس طرح مہندس وقت
ادراک احکام مقادیر کی جب تک صور و اشکال کو تصور و متشکل نہین کرتا اور حس و خیال کو اُسکا مددگار نہین بناتا تب تک احکام اُسکے دریافت
نہین کر سکتا اسی طرح جو کوئی شخص کسی امیر یا بادشاہ کی ثنا اور مدح کرنا چاہتا ہی تو اول اُسکے مقابل کھڑا ہوتا ہی تب بان ثنا و مدح کھولتا ہی
اور عبادت کی روح خشوع خضوع ہی اور یہ بدون ترک التفات جوانب ست غیر ممکن الحصول اور بلا سکون قرار ممنوع الوصول اور ترک التفات
و سکون حاصل نہین ہوتا جب تک عابد بوقت عبادت ایک طرف معین کو قایم نہ کرے اور اُسکے التزام پر مستعد نہو پھر وہ طرف بھی ایسی ہو کہ
اُسکو مخلوقات سے کسی نوع کا علاقہ ظاہری و باطنی نہو واسطے عوام کے حق مین وہ عبادت متوجہ انھین مخلوقات سے ہو رہیگی اور ذات پاک
باری تعالی پر نہ پہنچیگی جسطرح عینک کو چاہیے کہ شیشہ اُسکا صاف شفاف بے رنگ ہو تاکہ شعاع بصری اُسی سے نفوذ کرے اور مقصود کو دیکھے
اور اُسکے رنگ مین محجوب نہو جا چہ جاے سنگ و شجر دیگر مخلوقات کہ کثیف ہین اسکا ادراک مین سد سکندری ہو جاتی ہین فلہذا تعین جہت
و مکان امر سماوی تجلیی پر موقوف رکھنا چاہیے اپنی عقل سے اسکی تشخیص و تعیین مین دخل کرنا بے موقع و نامناسب ہی اور اُسکے عبادت
عبد کی حق معبود کا ہی اور کسی کا حق بدون اجازت اور حکم اُسی معبود کے کسی مصرف مین خواہ لطیف ہو یا کثیف صرف کرنا خلاف دیانت ہی بلکہ
محض پس حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام و ابراہیم علی نبینا و علیہما السلام و صلوۃ کو عبادات و افضل مکانات بنا بر قبلہ تعیین ہائی اسواسطے کہ
کعبہ معظمہ مسجد ابتدائی انکی تھی اور زمین اسی جگہ سے مرتفع تھی اور جب ظاہر عابد کا بسبب مظاہر سے متوجہ ہوا تو باطن بسبب باطن سے متوجہ ہوگا کیونکہ
ظاہر کو باطن سے علاقہ ہی اور عوام ظاہر و باطن مین مجازات ثابت ہی اور جو حضرت عیسی اور دیگر انبیا و مرسلین کو جو کہ مابین انکے گذرے صخرہ
بیت المقدس تجویز ہوا اسمین یہ نکتہ تھا کہ صخرہ بیت المقدس معلق بین السماء والارض معلق کیا گیا تھا تاکہ عبادت اُسکے خوف سے عبادت
آئین محبت و شوق سے محض بیخبر تھے بدون تخویف حق عبادت ادا نہین کر سکتے تھے مگر انبیا انکے اس سبب سے کہ مقتدا اُنکے ہوتے مین بھی
اسی استقبال کے مامور ہوئے اور یہی ہی کہ اس مکان کو ایک خصوصیت اور بھی ہی کہ تجلی عرش الہی کی اسمین ہوگی اہل قیامت اُسی کے گرد ہوگا پس استقبال
اُس مکان کا تذکیر قیامت بار بار تعالی غیرہ کا ہی لہذا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اُس حجرہ پر قبلہ بنایا اور گرد اُسکے مسجد قایم کی تو تصور
دوزخ و بہشت بھی بنا بر تذکیر حول قیامت درست کی ہی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابتداء بعثت سے کمال آدمی اور ابراہیمی
سے متکمل ہوئے اور کعبہ کے جوار مین نشو و نما پائی اور تعظیم و تکریم اُس گھر کی صغر سن سے انکے ذہن مین جم گئی تھی سو اسی کے استقبال پر مامور
ہوئی کہ افضل و اکمل تھا یہان تک کہ آپ کو شب معراج مین بیت المقدس مین لیگئے اور ارواح طیبہ انبیا سے ملاقات واقع ہوئی تو انوار و برکات
انکے نبوت کے بھی نبوت آدم و ابراہیمی سے ملحق ہو گئے اور صعود جانب آسمان اُسی مقام سے ہوا ناچار چندے ضرور پڑا کہ بنا بر تتمیم و تکمیل آن انوار و برکات
اُن پیغمبرون کے بھی بطور شکرانہ معراج استقبال بیت المقدس ہو جاوین چنانچہ اُس وقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز مین کھڑے
ہوتے کہ استقبال کعبہ و بیت المقدس دونون ہاتھ سے بجا آتے تھے چنانچہ نسائی نے اپنے سنن مین اور ابو داؤد نے ناسخ و منسوخ مین اور ابی شیبہ نے

اپنی مسند مین ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وهو بمکہ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ وبعد ما تحول
الی المدینۃ ستۃ عشر شہراً ثم صرف الی الکعبۃ پس استقبال صخرۂ بیت المقدس اس وقت مین بنا بر تکمیل کمالات انبیاء بنی اسرائیل تھا کہ انوار
نبوت انکی شب معراج مین اجمالاً ملحق انوار محمدیہ سے ہوگئی تھی اور بھی اس سبب سے کہ معراج اُسی مقام سے واقع ہوئی تو اس مقام کو ایک بزرگی
انکے حق مین ہوگئی اور بھی استقبال اسکا باعث صدق لقب ذو القبلتین کہ از جملہ خصایص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین سے منقول
ہوا اور استجماع کمالات جملہ انبیاء پر اشارہ کرتا تھا ہوگیا گویا آنحضرت ابتداے بعثت مین خلیفہ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم تھے اور بعد معراج
خلافت انبیاء بنی اسرائیل بھی حاصل فرمائی اور جب جانب مدینہ ہجرت فرما ہوئے تو استقبال دونون قبلون کا ممکن نہ تھا کیونکہ دونون جہتین وہان
سے متقابل واقع تھین پس آپنے ایک اجتہاد دقیق فرمایا کہ محبوب کے سے جانب مدینہ ہجرت کا حکم ہوا ہے تو پشت بر مکہ اور رو بر بیت المقدس ہوگا
بہتر ہے کہ عبادات مین بھی متابعت اسی امر کی کرون لہذا استقبال بیت المقدس کو استقبال کعبے پر ترجیح دیکر روز خروج کے سے کہ عند المحققین
اول ربیع الاول تھی یا نصف رجب سال دوم ہجرت کہ سولہ مہینے کسر سے زیادہ ہوتے ہین اور بعضے سترہ مہینے بھی کہتے ہین نماز بیت المقدس کی
طرف ادا فرمائی اور جب کمال محمدی کا عروج اوج کمال کو پہونچا اور کمال آدمی و ابراہیمی اور موسوی و عیسوی بلکہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات
سے جامع ہوئے اور غزوۂ بدر کہ ابتداء ظہور خلافت کبری تھا قریب پہونچا تب بحکم النہایۃ الرجوع الی البدایۃ پھر جانب کعبہ متوجہ خلافت
اور یہ تحویل نہایت کمال پر مشعر ہے **فائدہ** اگر کوئی شخص شبہہ کرے کہ آیۂ قد نری تقلب وجہک فی السماء کہ ناسخ استقبال بیت المقدس ہے
نازل نہین ہوئی اور قبلہ کی تبدیل عمل مین نہین آئی او مقولہ سفہا کہ موقوف اس حکم پر تھا گفتگو مین نہین آیا پھر قبل وقوع واقعہ پیش بندی
فرمانا کہ سیقول السفہاء من الناس کیا ضرور تھا جواب اسکا اگر مفسرین یہ فرماتے ہین کہ آیت قد نری تقلب وجہک نزول مین مقدم ہے پس
باعث مقولہ متحقق تھا اگرچہ صادر نہوا ہو جب باعث ایک امر کا پایا گیا تو گویا وہ امر متحقق ہوا اور اسکا نظر حکم مین کالواجب ہے اور اگر
ترتیب نزول بھی موافق ترتیب قرآن کے ہو تو بھی اس پیش بندی مین کئی فائدے ہین اول یہ کہ اخبار بالغیب اس کلام اعجاز نظام مین
واقع ہو کہ دلائل اعجاز مین معدود کی جاے دوسرے یہ کہ ناگہان آجانا واقعہ مکروہ کا طبع آدمی پر شاق ہوتا ہے اور اگر آمد اسکی اول سے
معلوم ہو جاتی ہے تو نوع الفت ہو جاتی ہے اور اسکے وقوع مین چندان بیقراری نہین ہوتی جسطرح کوئی شخص شدت بیمار ہو کر مرجاے
اور دوسرا مرگ مفاجات مرے پس تجربہ شاہد ہے کہ اول مین اسقدر الم ہوگا جتنا دوسرے کی موت مین ہوگا لہذا اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر
صلوات اللہ علیہ اور مسلمانون کو سابق سے مطلع کر دیا کہ سفیہ بیوقوف اس قسم کا سوال کرینگے تاکہ وقت وقوع مین بیجا نہون و سوال لعن آمیز
انکا طبیعت پر شاق نہ گذرے تیسرے جو کوئی شخص سابق سے کسی امر پر مقرر و مہیا ہو جاتا ہے تو وہ فی الفور دندان شکنی حریف کی کرتا ہے
اور تامل اور تفکر کی اسکو حاجت نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص کہے کہ اس سوال مین سفاہت اور حمق کی کون بات ہے تو جواب
اسکا یہ ہے کہ سفاہت سبکی عقل کا نام ہے سو باوجود اسکے کہ وہ لوگ پیغمبر اور مسلمانون کا حال جانتے تھے کہ بلا حکم الہی انکا حرکت اور
سکون واقع نہین ہوتا پھر وجہ ترک قبلہ منسوخ اور استقبال قبلہ معمولہ سے سوال کرنا صریح دلیل سفاہت ہے **فائدہ** حقیقت اس
تبدیل اور تحویل کی اول یہ ہوئی تھی کہ پیشتر توابع آنحضرت کے قریشی نژاد تھے اور باپ دادون سے تعظیم کعبہ معظمہ کے خوگر ہو رہے تھے

اور اسی بقعہ معظمہ کو قبلہ حضرت ابراہیم جانتے تھے اور اسکی سجادہ گی اپنا فخر سمجھتے تھے بلکہ تمام عرب کے لوگ غیر قریش بھی اسی
مکان کی تعظیم میں مصروف تھے پس استقبال اس مکان کا اور استقبال بیت المقدس کا گویا امتحان تھا تاکہ مخلصین متردودین سے علیحدہ ہو جاویں
ہر چند کہ علم الٰہی ازل میں جمیع وقایع کلیہ اور جزئیہ اور ظاہرہ و مخفیہ کا محیط تھا حاجت امتحان نہ تھی لیکن جو غیر خدا مثل ملائکہ وغیرہ کہ کارخانہ
عالم انسے متعلق کیا گیا تھا محتاج اسی ظہور اور امتیاز کے تھے تاکہ بحسب مرتبہ ایمان درجہ امتحان ہر ایک کو سمجھیں اور اسکے ساتھ معاملہ
مناسب حال اسکے کریں علاوہ اسکے تالیف قلوب یہودیان بھی منظور نظر حق تھی اور جب متابعت یہودیوں سے مایوس ہوئے اور استفادہ انوار
انبیا بنی اسرائیل کہ مرکوز خاطر تھا کمال کو پہونچا تو آپ نے جانب کعبہ توجہ کیا **فائدہ** اہل کتاب بھی جانتے ہیں کہ در حقیقت قبلہ وہ ہی ہے
جسکی طرف نماز میں سجدہ واقع ہو اور قبلہ استقبال انکا وہی پتھر معلق ہوا ہی جو بیت المقدس میں ہی اور حکم ہوا اور آسمان کا رکھتا ہی سو وہ سمت
قبلہ واقع نہیں ہو سکتا بخلاف کعبہ کہ اس سمت پر سجدہ واقع ہو سکتا ہی آرے آسمان قبلہ دعا ہی نہ قبلہ نماز اور جو حکم آسمان میں ہی مثل صخرہ
بیت المقدس کہ بھی اسیطرح ہو سکتا ہی اور گو کہ وہ پتھر کلان اور عریض ہو لیکن اسکی نسبت تمام گھر سے دیکھنا چاہیے کہ کس مقدار ہی
فائدہ اول معلوم ہو چکا ہی کہ استقبال بیت المقدس بعد شب معراج و پس ہجرت باجتہاد آنحضرت قرار پایا تھا اور بعد تتبع کتب دریافت
ہوتا ہی کہ ملت آنحضرت ملت ابراہیم تھی اور بعثت آنحضرت اولا بسوے عرب و ثانیا بسوے مردم دیگر اور عرب قدیم سے کعبے کی طرف
جھکے تھے اور مکہ جسمین کعبہ واقع ہی مولد و منشاء آنحضرت ہی اور آدمی ازروی جبلت خواہان ہی کہ ہمارے وطن کو ہر طرح کا شرف حاصل
ہو سوان اسباب سے آنحضرت راضی اسی پر تھے کہ قبلہ مسجد الکعبہ ہو چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ فلنولینک قبلۃ ترضٰھا پس ان
دونوں امر میں تعارض ظاہر ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس جگہ دو احتمال ہیں اول یہ کہ اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متغیر ہو گیا سبب
اسکا یہ کہ آنحضرت نے پیشتر اقبال بیت المقدس واسطے تالیف قلوب یہود اور استفادہ کمالات انبیاء منظور کیا تھا جب متابعت سے
مایوسی ہوئی اور استفادہ کمال ہو گیا بالضرور وجوہ ترجیح کعبہ بہم پہونچے تو بالطبع بحسب استعداد خواہان استقبال کعبہ ہوئے دوسرا یہ کہ
عین ایام استقبال بیت المقدس میں آنحضرت راضی باستقبال کعبہ ہوں مانحسب ضرورت تالیف قلوب و استفادہ کمالات انبیا استقبال
بیت المقدس اختیار فرمایا ہو تو عجب نہیں اور بعضے محققین نے فرمایا ہی کہ استقبال صخرہ بیت وحی تھا نہ ازروی اجتہاد اور قاضی
عیاض نے اکثر علما سے نقل کیا ہی کہ ازروے سنت تھا نہ ازروے قرآن اس قول سے اس قایل کی دلیل نکلتی ہی جو کہ قایل نسخ
سنت کا بالقرآن ہی اور ابو زکریا ابن یحیی شافعی بحجۃ الغافل میں فرماتے ہیں کہ توجہ بیت المقدس باجتہاد آنحضرت نہ تھا بلکہ بوحی الٰہی
تھا اور اس قول پر دو دلیلیں نقل کی ہیں ایک قول الٰہی وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی
عقبیہ یعنی اور وہ قبلہ جو ہم نے ٹھہرایا جس پر تو تھا نہیں مگر اسواسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پھر جاویگا
اولٹے پانوں دوسرا قول آنحضرت کہ جب آنحضرت جانب بیت المقدس نماز پڑھتے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے کہ میرا دل تو یہی
چاہتا ہی کہ اللہ پھیر دے قبلہ مسجد الکعبہ کی طرف اسلیے کہ وہ قبلہ ابراہیم ہی جبرئیل نے کہا میں بندہ خدا ہوں مثل تمہارے اور تمہارا اعزاز
اللہ کے نزدیک بہت ہی سو اللہ سے درخواست کرو پھر حضرت جبرئیل آسمان پر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب آسمان

نظر کرکے منتظر ہوئے اسی بات میں آیت قد نری تقلب وجہک فی السماء نازل ہوئی اور یہ بھی احتمال ہے کہ اول اجتہاد آنحضرت بامید موافقت
یہود واقع ہوا ہو پھر وحی سے اس اجتہاد کی تقریر ہوئی ہو فائدہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی جانب کعبہ پھرے تو حضرت جبرئیل
نے سارے پہاڑ جو کعبہ سے حائل تھے دور کر دیے کہ آپ کی نظر کعبہ پر پڑنے لگی اور قبلہ آپ کا جانب ناودان ہوگیا پھر اسی سال کی شعبان
میں روزے ماہ رمضان کی فرضیت میں آیت سورہ بقر میں نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم
تتقون ایاما معدودات یعنی اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ یعنی جی روکنے کا
سلیقہ پیدا ہو گنے دن ہیں گنتی کے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اے ایمان والو مقتضائے ایمان یہ ہے کہ اپنی نفس کے مارنے میں مستعد ہو اور روح کے
زندہ کرنے میں کوشش کرو کیونکہ نفس موذی ہے اور روح بیگناہ اور ظاہر ہے کہ موذی راہ دین کو مارنا اور بیگناہ کی زندگی میں کوشش کرنا بڑی
نیکی ہے اور حصول اس امر کا یوں ممکن ہے کہ اس موذی کو کھانے اور پینے اور جماع کرنے سے از طلوع صبح صادق تا غروب آفتاب بشرطیکہ حیض
اور نفاس سے پاک ہو روکو کیونکہ یہ انھیں چیزوں کا راغب ہے اور رغبت کو شی مرغوب دینا گویا پالنا ہے اور بیشتر زمانہ رغبت سو اُٹھنے کا وقت ہے
کہ اُس وقت شہوت تر و تازہ اور حواس ہلکے ہوتے ہیں اور جماع اگرچہ سونے کے وقت ہوتی ہے لیکن اکثر تامل و تدقیق نظر دریافت ہوا ہے
کہ مقتضائے نفس نہیں ہوتی بلکہ از روے دفع طبیعت اور تشخیص بنظر منع ایذا اُس وقت تاریک میں کہ شکل دیو و پری میں امتیاز نہیں رہتی
منی کو کسی محل میں ڈال کر سبکی حاصل کرتا ہے و لہذا یہ جماع اگر اپنی منکوحہ یا مملوکہ سے واقع ہو تو از قبیل مطہرات ہے جس طرح اخراج بول اور
براز سے سو اس سے روح کی صفائی ہوتی ہے نہ نوبت نفس اور جو بعضے ناقص الفطرت بنا بر نفس پروری بزور روشنی مشعل و چراغ رات کو دن
بناکر دن کا کام رات میں بسر کرتے ہیں بشکایت بیخوابی اور کلال حواس و فتور عقل و محرومی استیفائے لذات ورسے جو کچھ ہوتی ہے
پر ظاہر ہے لہذا رات کو محل روزہ نہ کیا کیونکہ رات بالطبع وقت سکون و آرام و ہنگام ترک شہوات و مستلذات ہے و لہذا اکثر عقلا رات میں
سوائے سونے کے اور کوئی شغل نہیں کرتے پس اگر اسکو محل روزہ قرار دیتے تو عادت عبادت سے اور حکم شرع مقتضائے طبع سے
ممتاز نہ ہوتا بلکہ نظر مخالفت کے واسطے روزوں کی رات میں تراویح پڑھنے کا حکم ہوا ہے تاکہ کمال مخالفت مقتضائے طبیعت سے
متحقق ہو کیونکہ طبیعت روزہ دار کی آرام و استراحت چاہتی ہے اور یہاں مقتضائے نفس و طبع کا قلع و قمع درپیش ہے اور یہ سب باتیں
جو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر روزے میں حرام ہوئیں اسی طرح اگلی امتوں پر بھی حرام تھیں پس حضرت آدم علیہ السلام سے
تا آخر شرایع نصرانیت ہے اسی طرح سنا ہے کہ دن میں کھانا پینا اور صحبت عورت سے کرنا حرام تھا صرف تعداد ایام میں البتہ اختلاف تھا
کہ حضرت آدم پر روزے ایام بیض کے ہر مہینے میں فرض تھے اور یہودیوں پر صوم عاشورا اور سنیچر کا روزہ ہر ہفتہ میں اور چند روزے
اور پھر نصاریٰ پر روزے رمضان کے فرض تھے انھوں نے گرمی اور سردی کی شدت سے تکلیف پائی تو فصل ربیع میں پچاس
دن کے روزے اسکے عوض میں رکھنے لگے اور یہ ظاہر ہے کہ حکیم کا فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا دیکھو ایام معدودات نے کیسے
فایدے بخشے ہیں کہ ایک کتاب علیحدہ اگر کوئی عاقل عالم چاہے تو لکھ سکتا ہے اور نمونہ ان فواید کا یہ ہے کہ اگر مدت اس سے کم ہوتی تو
کمال میں نقصان تھا اور کسر قوت شہویہ اور غضبیہ میں تاثیر کامل نہ ہوتی کیونکہ نفس و طبع ایک دو بار کے صدمے کو خیال میں نہیں لاتی

اور اگر ماہ کامل سے زیادہ ہوتے تو کسر قوت شہویہ وغضبیہ تو بخوبی ہوتا مگر اعتدال مزاج نہ رہتا اور قوت طاعت اور عبادت درہم
برہم ہوجاتی اور عبادات سے بیکار ہوجاتا مثل نماز نوافل اور سفر حج اور جہاد اور طلب علم اور مطالعہ کتب دین اور عبادت مرضی اور
متابعت جنائز وغیرہ امور شرعیہ کہ جنمین قوت بدن کا ہونا لازم ہے اور اس صورت مین تقوی اور صلاح مین نقصان پڑجاتا تھا
لہذا ایک ماہ کامل مقرر فرمایا کہ یہ مدت متوسط ہے مابین مدت ہفتہ کہ نہایت قلیل ہے اور مدت سال مین کہ بہت طول ہے اور اور واضح ہے
کہ تجددات اوضاع اسمانی پر متفرع ہین ہمگین تین دورے ہین اول دورہ دن رات کا کہ حرکت فلک اولی سے متعلق ہے دوسرا دورہ ماہ
کہ حرکت قمر پر موقوف ہے تیسرا دورہ سال کہ حرکت آفتاب سے وابستہ ہے اگر ان تینون سے دورہ شب وروز اختیار کرتے تو دخول شب روزے
مین لازم آتا اور بسبب مدت قلیلہ کے کچھ تاثیر بھی نہوتی مگر یہ کہ تکرار کی جاتی اور ایسی تکرار جسمین مابین دو دورون کے فاصلہ ہوجاے تو بھی
تاثیر معتدبہ ہوتی اور اگر فاصلہ نہ رکھا جاے تو تکرار متصل راجع بدورہ دوم ہوجاتی ہے یا مثل اسکے اور اگر دورہ سوم اختیار فرماتے
تو تبدیل فصول وغیرہ موجب اختلال امزجہ ہوجاتا ناچار دورہ دوم اختیار کیا اور اسمین ایک سر اور بھی ہے کہ نزول قرآن اول
لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا ہے اس مقام پر جسکو بیت العزت کہتے ہین بسبب دورہ حرکت اس آسمان کو اس عبادت مین
قرار دیا تاکہ نزول قرآن سے بھی مثلیت پیدا ہوجاے اور رمضان اسی واسطے قرار پایا کہ اسمین قرآن نازل ہوا ہے فائدہ
اس آیہ سے فرضیت صوم کی نکلی اور تشبیہ صرف فرضیت مین ہے نہ تعداد ایام مین کیونکہ امم سابقہ پر صیام رمضان فرض نہ تھے بلکہ
عاشورہ کا صوم حضرت موسی ع پر اور ایام بیض کے آدم ع پر مگر کیفیت مین بلاشک تشبیہ ہے اسلیے روزہ مریم سکوت تھا اور دن کا
یہ کہ غروب آفتاب سے تا عشا اکل وشرب وجماع درست تھا پھر تا صبح حرام یہ بات ہمارے حضرت کے زمانے تک تھی یہانتک کہ
بعض صحابہ نے غلبہ شہوت سے راتون کو صحبت کی اور صبح کو ندامت اپنی حضرت سے التماس کی تو نازل ہوا احل لکم لیلۃ الصیام
الرفث الخ ثم اتموا الصیام الی اللیل اس سے نکلا کہ تمام رات فجر تک صحبت کرنا حلال ہے بزدوی نے بحث اشارۃ النص مین لکھا ہے
کہ جب جماع فجر تک جائز ہوئی تو اسمین اشارہ ہوا کہ جنابت منافی صوم نہین اسکو جو آخر شب کو مرتکب ہوا اور صبح کو جنب اٹھا کیونکہ اسکا
یعنی اتمام جماع قریب اتمام شب ساہوا ۱۲
غسل دن مین ہوگا اور بعض کہتے ہین کہ صرمہ ابن قیس غنوی ایک شخص فقیر تھا مزدوری سے لڑکے پالتا تھا ایک مرتبہ رات کو رمضان مین
بے کھائے سوگیا دوسرے دن روزہ رکھے حضرت کے پاس آیا آن جناب نے چہرہ متغیر پاکر پوچھا اسنے حال کہا اسکے حق مین کلوا واشربوا
حتے یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر اللہ نے نازل فرمایا اس آیت سے صوم کی حد واضح ہوئی یعنی باز رہنا کھانے پینے
جماع سے پس کفارہ اکل وشرب سے بھی لازم آتا ہے جسطرح جماع سے نہ جیسا کہ امام شافعی صرف جماع سے کفارہ کا لزوم سمجھے ہین اور آیت
مین اشارہ ہے کہ نیت صوم دن مین چاہیے کیونکہ جب مفطرات فجر تک مباح فرمائین پھر ثم اتموا الصیام الی اللیل ارشاد کیا اور حرف ثم بنا بر
تراخی ہے تو معلوم ہوا کہ لامحالہ عزیمت بعد فجر ہے اسلیے کہ جب تک کچھ جز بھی دن کا نہوگا رات منقضی نہوگی پھر ہم نے جائز رکھا سنت نبی سے
کہ نیت فجر پر مقدم کرے اور اس آیت سے حرمت صوم وصال کی بھی نکلی چنانچہ کشاف ومدارک مین ہے اور اکلیل مین ہے کہ امام صاحب نے
منع کیا ہے اکل کو تبیین فجر تک او شک مین تبیین نہین جیسا امام مالک کہتے ہین اور بعضون نے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص جماع

کرتا تھا یا کھاتا تھا اتنے مین فجر ہوئی اُسنے ترک کیا تو روزہ صحیح ہی اور بعضون نے حتی یتبین لکم سے دلیل پکڑی ہی کہ فجر سے مراد ہی جو انکو
معلوم ہو نہ یہ کہ نفس الامر مین ہو اور خیط ابیض سے صبح معترض یعنی صبح صادق ہی صبح کاذب فجر مستطیل اور کلوا واشربوا من الفجر تک سے بعضون
نے دلیل پکڑی ہی کہ جس شخص کو فجر مین شک ہو کھانا درست ہی اسکو اور اتموا الصیام الی اللیل سے جسکو غروب مین شک ہو اسکو کھانا درست نہین
یہ تو خصوص اشارات صائمین کے حق مین ہوئے اب جو مہربانی پر نظر ہوئی تو فرمایا کہ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر و علی
الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین یعنے پھر جو کوئی تم مین سے بیمار ہی یا سفر پر تو گنتی چاہیے اور دنون سے اور جنکو طاقت ہی تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا
کھانا اس آیت سے نکلا کہ مریض و مسافر کو افطار کی رخصت ہی مریض وہ کہ جسکو زیادتی مرض کا خوف ہو جسطرح درد چشم ذات الجنب لرزہ اور جس
مرض کی زیادتی کا خوف روزہ رکھنے سے ہو یا کھانا مضر ہو جسطرح استلا شکم اسکو افطار جائز نہین اور امام مالک کے نزدیک رخصت مطلق ہی
جو مرض ہو اور مسافر وہ ہی جو تین دن تین رات کا سفر از روے سیر وسط کرے اور سیر وسط خشکی مین اونٹ کے قدمون سے ہی کہ بارہ ہزار
قدم کا آدھ کوس یعنی میل ہوتا ہی اور بعضون نے پینتالیس میل اور بعضون نے چون اور بعضون نے ترسٹھ ۶۳ کہے ہین اور سفر دریا مین اعتدال ہوا
اور پہاڑون مین لیاقت رفتہ شرط ہی وہان سیر اور جلدی کا اعتبار نہین ہی جو کسی نے تین رات دن کی مسافت کو ایک رات دن مین طے کیا
اُسکو بھی افطار کی رخصت ہی اور بالعکس مین رخصت نہین اور ہمارے نزدیک ہر مسافر کو رخصت افطار ہی حتی کہ قطاع الطریق و باغی کمانی الاحمدی اور یہ جو
اللہ صاحب نے علی سفر کہا مسافر نہ فرمایا جسطرح مریضا کہا تھا اسلیے کہ علی بنا بر استعلا ہی وہ مشعر ہی اسپر کہ سفر امر اختیاری ہی اور مرض اضطراری
اسی سبب سے ہی کہ جو مقیم نے افطار کیا پھر مسافر ہوا تو کفارہ ساقط نہین ہوتا بخلاف مریض کہ اُسنے صحت مین افطار کیا اور اُسی دن بیمار ہو کفارہ
ساقط ہی اور عدة من ایام اخر سے نکلا کہ تمام سال مین اختیار ہی مریض و مسافر کو صوم کا سواے پنج روزہ ممنوعہ اور وصلاً فصلاً سب طرح جائز ہی
اور والذین یطیقونه کے دو معنی ہین ایک یہ کہ طاقت ہی عادت نہین وہ کھانا ایک فقیر کا دین جبینا اختیار اور اہل اسلام مین تھا دوسرے یہ کہ لا نفی کا حذف
ہی یا ہمزہ باب افعال بنا بر سلب ہے اس صورت مین شیخ فانی کے حق مین ہی اور امام شافعی کے نزدیک حاملہ اور مرضعہ کے واسطے بھی ہی اور شیخ فانی
وہ کہ جسکی طاقت روز بروز گھٹتی ہو اور فدیہ یہ ہی کہ ہر روزے کے بدلے ایک غریب کو آدھے صاع گیہون یا آٹا یا ایک صاع خرما خشک یا جو دے
الاکلیل مین ہی کہ مجرد مرض کے اگرچہ آسان ہو اور مجرد سفر کے اگرچہ چھوٹا ہی ہو یا غیر مباح افطار جائز ہی بدلیل کریمہ فمن کان منکم مریضا او
علی سفر کے اور فعدة من ایام اخر ہی بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ قضا بر فور لازم نہین بخلاف داود کے اور جو کوئی سارا رمضان افطار کرے وہ
قضا کرے موافق شمار دنون کے اور اگر رمضان کے تیس دن پورے تھے اور ماہ قضا کم تو نقصان نہین کر سکتا اور جو رمضان کے انتیس ۲۹
دن تھے اور ماہ قضا کامل ہوا تو پورا مہینا قضا لازم نہین بخلاف اُسکے جسنے دونون صورت مین مخالفت کی ہی اور دلیل پکڑی
گئی آیت سے اس بات پر کہ جو روزے رمضان کے بڑے دنون مین تھے اور قضا چھوٹے دنون مین کیا تو درست ہی اور طعام مسکین سے
معلوم ہوا کہ اس فدیہ کا مصرف گروہ غربا ہی نہ اہل زکوة اور ابو عبیدہ نے کہا کہ حامل و مرضعہ مین اختلاف ہی بعضون نے کہا فدیہ ہی قضا نہین
کیونکہ زمرہ شیخ فانی مین ہین اور بعضون نے کہا فقط قضا ہی فدیہ نہین کیونکہ بیمارون مین معدود ہین اور بعضون نے کہا فدیہ و قضا دونون
ہین کیونکہ اللہ نے عذر والون کو دو حکم فرمائے ایک قضا کا دوسرا فدیہ کا یہ دونون کسی مین نہین لہذا احتیاطاً قضا بھی کرین و یہ بھی

دیجے

دین اور صحیح قضا ہے نہ فدیہ اور سہر قابل نے آیت مین تاویل کی ہے از تفسیر احمدی مین ہے کہ آیا ما معدودات اور آیت شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن ہدی للناس وبینات من الہدی والفرقان فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ مین اشارہ ہے کہ روزہ و افطار معتبر ہے چاند دیکھنے پر
کیونکہ ہلال پر شہر کا اختلاف ہے خواہ انتیس ۲۹ دن ہو یا تیس ۳۰ اور اس آیت مین دلیل ہے کہ لیلۃ القدر رمضان مین ہے کیونکہ نزول قرآن یہان سے
رمضان مین پوچھا گیا اور انا انزلناہ سے لیلۃ القدر مین تو تطبیق ضرور ہے اسطرح کہ قرآن رمضان مین اترا اگر ایک رات معین مین کہ وہ
شب قدر ہے پھر اختلاف ہے کہ وہ رات کون ہے ہر ایک اپنے طریق پر دلیل لاتا ہے مگر صحیح ستائیسوین رات ہے اور فمن شہد منکم الشہر کی دو توجیہ
مین ایک یہ کہ جو تم مین سے حاضر ہوا اور مقیم غیر مسافر وہ روزہ رکھے اس صورت مین معذور مخصص ہے دوسرے یہ کہ جو پاوے تم مین سے اس ماہ کو
وہ روزہ رکھے اس صورت مین عام ہے مریض و مسافر کو مگر تخصیص ہے اگلی قول سے ومن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کیونکہ
اگر تخصیص نہ کی جائے تو احتمال تھا کہ انکے واسطے بھی رخصت نہین ہے **فائدہ** فضائل صوم احادیث مین اکثر ہین ازانجملہ صحاح ستہ مین
بروایات متعددہ وارد ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کے آٹھ دروازے ہین ان مین ایک کا نام ریان ہے اس سے صرف
روزہ دار داخل ہونگے اور خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو اس سے در آیا کبھی پیاسا نہوگا ازانجملہ یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی
تمام رمضان کے روزے رکھے بحکم ایمان و طلب اجر و ثواب تو گناہ گذشتہ اسکے معاف ہوتے ہین اور بھی حدیث شریف مین ہے کہ روزہ دار
کو پانچ بزرگیان ہین ایک یہ کہ ایک دعا اسکی وقت افطار خواہ مخواہ قبول ہوتی ہے دوسرے یہ کہ خاموشی اسکی بجاے تسبیح ہے تیسرے یہ کہ
صائم کو ہر عمل کا ثواب دو چند ملتا ہے چوتھی یہ کہ دعا حالت صوم مین قبول ہے پانچوین یہ کہ گناہ روزہ دار کے معاف ہین رواہ النسائی و البیہقی
اور بھی بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ روزہ دوزخ کے واسطے سپر ہے اور ابن ماجہ نے مرفوعا روایت کی ہے کہ روزہ دار کے روبرو
جو اور کھاتے ہین تو فرشتے اسپر درود بھیجتے ہین او استغفار کرتے ہین اور ہر بند و استخوان اسکا تسبیح کرتا ہے اسی طرح اکثر احادیث فضائل صوم
مین مذکور ہین **فائدہ** نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہ کی منسوخات اول حکم استقبال قبلہ بیت المقدس ہے اور صوم عاشورا و بعضی اور شیخ
ابو القاسم ہبۃ اللہ ابن سلامہ رضی اللہ عنہ کتاب ناسخ و منسوخ مین فرماتے ہین کہ اولین نسخ حکم نماز ہے پھر تحویل قبلہ بعد ازان روزہ پس ازان زکوۃ
ثم الاعراض عن المشرکین بعدش حکم جہاد پھر آگاہ کردینا حضرت کو جہاد کرنے سے پھر حکم قتال با مشرکین پھر حکم قتال با اہل کتاب
یہان تک کہ جزیہ دین بعد اسکے نسخ توریث عاقدین مواخات بعد ازان امتناع بیان حکایات جاہلیہ پھر منع مخالطہ با کفار یعنی مسلمانون کو
منع کیا گیا کہ مخالطہ کفار سے نکرین بعد ازان عہد و پیمان جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مہینے تک کا بعد یوم النحر فرمایا تھا شکست ہوا
بالجملہ نزول منسوخات اکثر مکہ مبارکہ مین واقع ہوا اور نزول ناسخات مدینہ سکینہ مین واللہ اعلم بعد ازان سترہوین رمضان روز جمعہ یا دوشنبہ سال دوم ہجری
غزوہ بدر کبری واقع ہوا اور سبب وقوع اس واقعے کا یون واقع ہوا کہ دفعہ اول مدینہ منورہ مین خبر ہوئی تھی کہ ابو سفیان ابن صخر و عمرو عاص و مخرمہ
ابن نوفل مع چالیس آدمیون کے بقصد تجارت جانب شام جاتے ہین سو آنحضرت صلعم موضع عشیرہ تک تشریف لے گئے لیکن ان لوگون سے ملاقات
نہوئی جبکہ شام سے وہ لوگ پھرے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے اطلاع کی کہ تجار امری شام سے آتے ہین یہ خبر سنکر آنجناب نے طلحہ ابن
عبید اللہ و سعید ابن زید قرشی عدوی کو بطور جاسوس مقرر کرکے روانہ فرمایا تا کہ قافلے تجار کا حال دریافت کرکے خبر کرین یہ دونون موضع حبار مین

کہ اراضی حورا مین واقع ہی گشتہ جہنی کے گھر مین پوشیدہ ہو رہے اور یہ خبر ابوسفیان کو بھی پہونچی اُسنے ضمضم ابن عمرو غفاری کو اجرت دیکر
مشرکین مکہ سے کہلا بھیجا کہ محمد صلعم منتظر عود قافلہ بیٹھے ہین تاکہ ان اموال یہان آئین اور قافلے کو بحفاظت لیجائین نہین تو نقصان پہنچیگے الغرض قافلہ
موضع خیلہ مین آکر گذر گیا اور طلحہ و سعید راتون رات چل کر مدینے مین داخل ہوئے یہان حضرت صلعم درصورت بعد روانگی ان دونون کی خبر عود قافلہ
بتحقیق دریافت کرکے مدینے سے تشریف لیجا چکے تھے ماحصل یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینے مین خلیفہ کیا اور
تاریخ دوازدہم یا ہشتم رمضان شریف چاہ ابو عقبہ پر کہ مدینے سے بفاصلہ ایک میل واقع ہی خیمہ فرمایا اور عبد اللہ ابن عمر و زید ابن ثابت و براء ابن عازب
وغیرہ صحابیون کو نسبت خوردسالی کے واپس فرمایا اور عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بعذر بیماری زوجہ اپنی مسماۃ رقیہ بنت رسول اللہ صلعم باذن
آنجناب مدینے مین رہے اور دو مہاجر اور پانچ انصار سوائے انکے بھی بعذرات لایقہ نہین گئے چنانکہ طلحہ ابن عبید اللہ و سعید ابن زید جاسوسی
کے واسطے جانب شام گئے تھے اور عاصم عجلانی کو اہل عالیہ پر خلیفہ فرمایا تھا اور ابو لبابہ کو موضع روحا سے بجائے عبد اللہ ابن ام مکتوم خلیفہ مدینہ کردیا
اور انکو امام مسجد فرمایا اور اُس مقام سے حارث ابن حاطب کو عمر ابن عوف کے مہم پر بھیجا تھا اور عاصم ابن الصمہ اور خوات ابن جبیر راہ مین گر پڑے
اور چوٹ بہت لگی کہ راہ سے واپس گئے روایت ہی کہ لشکر سید البشر صلعم مین ستر اونٹ یا اسی اور دو یا تین گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد
ابن عمرو کندی کا بلاخلاف اور دوسرا ابی مرثد غنوی کا اور تیسرا زبیر کا اور چھہ زرہین اور آٹھ تلوارین تھین اور دو دو تین تین آدمیون مین ایک ایک اونٹ
پہونچا کہ نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے اور شریک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہوتے تھے اور زید ابن حارث
بھی اور جسوقت حضرت صلعم پیادہ ہوتے تو صحابہ رضی اللہ عنہ التماس کرتے کہ یا رسول اللہ آپ سوار ہولین ہم پیادہ چلینگے تب حضرت صلعم فرماتے
کہ تم مجھسے قوی نہین ہو اور مین تم سے اجر مین بے نیاز نہین یعنی مین بھی اجر کا خدا سے چاہتا ہون جیسا تم اور اس غزوہ مین سب تین سو تیرہ[۳۱۳]
آدمی تھے انمین ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس[۲۳۶] انصار و بروایتے تراسی مہاجر اور باقی انصار انمین بھی آٹھ نفر حاضر نہ تھے مگر تین سو پانچ[۳۰۵]
نفر لڑائی مین تھے یہ اول سفر انصار کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور چونکہ عزم جنگ بالجزم نہ تھا اس سبب سے تکثیر لشکر مین سعی و کوشش
نہین فرمائی اور تعداد لشکر مشرکین ایک روایت مین ایک ہزار کی تھی اور ایک روایت مین نو سو پچاس اور ایک قول ہے ہزار سے کم نو سو سے زیادہ
اور انسی جواہ سو گھوڑے تھے اور بڑے بڑے سردار قریش جیسے ابو سفیان ابن صخر ابن حرب ابو جہل وغیرہ ہمراہ تھے فائدہ پوشیدہ نرہے کہ اہل بدر کی تعداد
مین اختلاف ہی بعض کے نزدیک تین سو پندرہ چنانچہ ابی داود نے ابن عمر سے روایت کی ہی اور بعض نے تین سو تیرہ[۳۱۳] اور بعض نے تین سو سترہ[۳۱۷] کہے ہین اور
بعضون نے تین سو چودہ[۳۱۴] لکھے ہین چنانچہ براء ابن عازب سے صحیح بخاری مین روایت ہی کہ اصحاب بدر موافق اصحاب طالوت تھے تین سو چودہ[۳۱۴]
انسٹھ مہاجرین اور باقی انصار منجملہ انکے قبیلہ اوس ابن خارجہ کے اسٹھ اور بطون خزرج کے ایک سو سترہ[۱۱۷] اور وہ بھی اصحاب بدر تھے
جنکو حضرت نے حصہ دیا گو لڑائی مین نہ تھے انتہی چنانکہ استیعاب مین اس قول ثالث کو ترجیح دی ہی اور جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی
نے رسالہ جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب مین تین سو تیرہ لکھے ہین مگر انسے بھی صاحب استیعاب کی قول کو ترجیح دی ہی لہذا فقیر
مولف اسمائے اہل بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین استیعاب سے نقل کرتا ہون باللہ التوفیق وہو الرفیق سیدنا محمد صلعم و سیدنا عبد اللہ بن عثمان ابی بکر
الصدیق القریشی و سیدنا عمر ابن الخطاب العدوی و سیدنا عثمان بن عفان القرشی خلفہ النبی علی ابنتہ رقیۃ ضرب لہ بسہمہ و سیدنا علی ابن ابی طالب الہاشمی

وسیدنا ایاس بن البکیر اللیثی وسیدنا بلال بن رباح مولی ابی بکر الصدیق القرشی وسیدنا حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی وسیدنا حاطب بن ابی بلتعہ
حلیف القرشی وسیدنا ابی حذیفہ ابن عتبہ بن ربیعہ القرشی وسیدنا حارثہ بن ربیع الانصاری قتل یوم بدر وہو حارثہ ابن سراقہ وکان فی النظارہ
وسیدنا خبیب بن عدی الانصاری وسیدنا خنیس بن حذافہ السہمی القرشی وسیدنا رفاعہ بن رافع الانصاری وسیدنا رفاعہ بن المنذر ابی لبابۃ الانصاری
وسیدنا الزبیر ابن العوام القرشی وسیدنا ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی وسیدنا سہل بن حنیف الانصاری وسیدنا زید بن سہل ابو طلحہ
الانصاری وسیدنا ابو زید الانصاری وسیدنا سعد بن وقاص مالک الزہری وسیدنا سعد بن خولہ القرشی وسیدنا ظہیر بن رافع الانصاری واخیہ وسیدنا عبداللہ بن مسعود
الہذلی وسیدنا عتبہ بن مسعود الہذلی وسیدنا عبدالرحمن بن عوف الزہری وسیدنا عبیدہ بن الحارث القرشی وسیدنا عبادہ بن الصامت الانصاری وسیدنا
عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لؤی وسیدنا عقبہ بن عمرو الانصاری وسیدنا عامر بن ربیعہ العنزی وسیدنا عاصم بن ثابت الانصاری وسیدنا عویم بن ساعدہ
الانصاری وسیدنا عتبان بن مالک الانصاری وسیدنا قدامہ بن مظعون القرشی وسیدنا قتادہ بن النعمان الانصاری وسیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح الخزرجی
وسیدنا معوذ بن عفراء واخیہ معاذ ابن عفراء وسیدنا مالک بن ربیعہ ابی اسید الانصاری وسیدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف وسیدنا مرارہ بن الربیع
الانصاری وسیدنا معن بن عدی الانصاری وسیدنا مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرہ وسیدنا ہلال بن امیہ الانصاری وسیدنا ابی عمرو بن
سعد بن معاذ الاشہلی الانصاری وسیدنا اسید بن حضیر الانصاری الاشہلی وسیدنا اسید بن ثعلبہ الانصاری وسیدنا انیس بن قتادہ الانصاری وسیدنا
انس بن معاذ النجاری وسیدنا انس بن اوس الانصاری الاشہلی وسیدنا اوس بن ثابت النجاری الانصاری وسیدنا اوس بن خولی الانصاری
وسیدنا اوس بن الصامت الخزرجی الانصاری وسیدنا اسعد ابن زرارہ النجاری الانصاری الخزرجی وسیدنا الاسود بن زید بن غنم الانصاری وسیدنا
ایاس بن ودفۃ الانصاری من بنی سالم بن عوف الخزرجی وسیدنا الارقم بن ابی الارقم الہاشمی وسیدنا البراء بن عازب الخزرجی الانصاری وسیدنا البر بن
البراء بن معرور الانصاری الخزرجی وسیدنا بشیر بن سعد الخزرجی الانصاری وسیدنا بشیر بن ابی زید الانصاری وسیدنا بحیر بن ابی بحیر الجہنی النجاری
وسیدنا بسبس بن عمرو الخزرجی الانصاری وسیدنا بحاث بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم بن یعار الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم الانصاری
مولی بنی غنم وسیدنا تمیم مولی خراش بن الصمہ وسیدنا ثابت بن الجذع الانصاری الاشہلی وسیدنا ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری العوفی وسیدنا ثابت
بن عمرو بن زید النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن خنساء النجاری الانصاری وسیدنا ثابت
بن اقرم الانصاری حلیف بنی عمرو بن عوف وسیدنا ثابت بن زید الاشہلی الانصاری وسیدنا ثابت بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی وسیدنا ثابت بن عامر الانصاری
وسیدنا ثابت بن عبید الانصاری وسیدنا ثابت بن الحارث الانصاری وسیدنا ثعلبہ بن عنمہ الانصاری وسیدنا ثعلبہ بن ساعدہ الساعدی الانصاری
وسیدنا ثعلبہ بن عمرو النجاری الانصاری وسیدنا ثعلبہ بن حاطب الانصاری وسیدنا ثقف بن عمرو الاسلمی وسیدنا جابر بن خالد بن مسعود الانصاری النجاری
الاشہلی وسیدنا جابر بن عبداللہ الحرامی الانصاری وسیدنا جبار بن صخر الانصاری وسیدنا جبر بن ایاس الانصاری الزرقی وسیدنا حارثہ
بن النعمان النجاری الانصاری وسیدنا حارثہ بن مالک الانصاری الزرقی وسیدنا حارث بن حمیر الاشجعی الانصاری وسیدنا حارث بن حمیر الانصاری
وسیدنا حارث بن ہشام المخزومی القرشی وسیدنا الحارث بن عتیک النجاری وسیدنا الحارث بن قیس الانصاری وسیدنا الحارث بن اوس الانصاری وسیدنا
الحارث بن انس الاشہلی الانصاری وسیدنا الحارث بن النعمان القیسی وسیدنا الحارث بن النعمان بن خزمہ الخزرجی الانصاری وسیدنا حریث ابن

یزید الخزرجی الانصاری وسیدنا الحکم بن عمرو الثمالی وسیدنا حبیب مولیٰ الانصار وسیدنا الحصین بن الحارث المطلبی وسیدنا حاطب بن عمرو الاوسی وسیدنا حرام بن ملحان النجاری وسیدنا الحباب بن المنذر الانصاری السلمی وسیدنا خالد بن البکیر وسیدنا خالد بن العاصی قتل یوم بدر وسیدنا خالد بن قیس الانصاری العجلانی وسیدنا خلاد بن رافع العجلانی الانصاری وسیدنا خلاد بن سوید الانصاری الخزرجی وسیدنا خلاد بن عمرو الانصاری السلمی وسیدنا خزیمہ بن ثابت الانصاری وسیدنا خارجہ بن زید الانصاری الخزرجی وسیدنا خارجہ بن حمیر الاشجعی وسیدنا خباب بن الارت الخزاعی وسیدنا خباب مولیٰ عقبہ بن غزوان وسیدنا خریم بن فاتک الاسدی وسیدنا خراش بن الصمۃ الانصاری السلمی وسیدنا خولی بن ابی خولی العجلی الجعفی وسیدنا خبیب بن اساف الانصاری وسیدنا خوات بن جبیر الانصاری وسیدنا خیثمہ بن الحارث الانصاری وسیدنا خلیفہ بن عدی الانصاری وسیدنا خلیدہ بن قیس الانصاری وسیدنا ذکوان بن عبد قیس الانصاری وسیدنا ذی مخبر الحبشی وسیدنا ذی الشمالین الخزاعی وسیدنا رافع بن مالک الانصاری الخزرجی وسیدنا رافع بن الحارث الانصاری وسیدنا رافع بن المعلی الانصاری وسیدنا رافع بن عنجدہ الانصاری العوفی وسیدنا رافع بن سہیل الانصاری وسیدنا رافع بن یزید الانصاری وسیدنا رفاعہ بن عمرو الانصاری وسیدنا رفاعہ بن رافع الانصاری وسیدنا رفاعہ بن الحارث الانصاری وسیدنا رفاعہ بن عمرو الجہنی وسیدنا ربعی بن اکثم الانصاری وسیدنا ربیع بن ایاس الانصاری واخیہ وسیدنا رخیلہ بن ثعلبہ الانصاری البیاضی وسیدنا زید بن الخطاب العدوی وسیدنا زید بن حارثہ الکلبی وسیدنا زید بن اسلم العجلانی الانصاری وسیدنا زید بن الدثنہ الانصاری البیاضی وسیدنا زید بن عاصم المازنی الانصاری وسیدنا زیاد بن لبید الانصاری البیاضی وسیدنا زیاد بن عمرو الانصاری وسیدنا زیاد بن کعب الانصاری وسیدنا زاہر بن حرام الاشجعی وسیدنا طلیب بن عمیر القرشی وسیدنا الطفیل بن الحارث المطلبی واخیہ قتل یوم بدر وسیدنا الطفیل بن مالک الانصاری وسیدنا کعب بن عمرو الانصاری السلمی وسیدنا کعب بن زید النجار الانصاری وسیدنا کعب بن جماز الانصاری وسیدنا کناز بن حصن الانصاری وسیدنا محمد بن مسلمہ الانصاری وسیدنا معاذ بن عفراء الانصاری وسیدنا عوف بن العفراء قتل یوم بدر وسیدنا معاذ بن ماعص الانصاری وسیدنا مالک بن عمیلہ العبدری وسیدنا مالک بن قدامہ الانصاری وسیدنا مالک بن رافع العجلانی وسیدنا مالک بن عمرو السلمی وسیدنا مالک بن امیہ بن عمرو السلمی وسیدنا مالک بن ابی خولی العجلانی وسیدنا مالک بن نمیلہ الانصاری وسیدنا معمر بن الحارث الجمحی وسیدنا معن بن نضلہ الانصاری وسیدنا معمر بن عامر الانصاری وسیدنا معن بن یزید السلمی وسیدنا معبد بن قیس الانصاری وسیدنا المنذر بن عمرو الانصاری الخزرجی وسیدنا المنذر بن الاوسی الانصاری وسیدنا المنذر بن قدامہ والانصاری وسیدنا معتب بن الحمراء الانصاری وسیدنا معتب بن بشیر الانصاری وسیدنا مصعب بن عمیر القرشی وسیدنا مبشر بن عبد المنذر الاوسی وسیدنا ملیل بن وبرہ الانصاری وسیدنا مہجع بن صالح مولیٰ عمر بن الخطاب وسیدنا مدلاج بن عمرو السلمی وسیدنا نوفل بن ثعلبہ الانصاری وسیدنا النعمان بن عبد النجاری وسیدنا النعمان بن عصر الانصاری وسیدنا النعمان بن عمرو الانصاری وسیدنا النعمان بن ابی خرمہ الانصاری وسیدنا النعمان بن سنان الانصاری وسیدنا نصر بن الحارث الانصاری الظفری وسیدنا نحاث بن ثعلبہ الانصاری وسیدنا نعیمان بن عمرو النجاری وسیدنا صہیب بن سنان الرومی وسیدنا صفوان بن بیضاء بن عمرو السلمی اخیہ مالک بن امیہ وسیدنا الضحاک بن حارثہ الانصاری وسیدنا الضحاک بن عبد الانصاری النجاری وسیدنا عبد اللہ بن ثعلبہ الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن جبیر الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن الحمیر الاشجعی وسیدنا عبد اللہ بن رواحہ الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن ربیع الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن ربیع الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن طارق الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن کعب الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن مظعون الجمحی وسیدنا عبد اللہ النعمان الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عبد اللہ بن سلول الانصاری

و[۲۱۲] سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری و[۲۱۳] سیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری و[۲۱۴] سیدنا عبد اللہ بن عمیر الانصاری و[۲۱۵] سیدنا عبد اللہ بن عبس الخزرجی
و[۲۱۶] سیدنا عبد اللہ بن سعد الانصاری و[۲۱۷] سیدنا عبد اللہ بن سلمة العجلانی و[۲۱۸] سیدنا عبد الرحمن ابن کعب المازنی و[۲۱۹] سیدنا عبد الرحمن بن جبر الانصاری و[۲۲۰] سیدنا
عبد الرحمن بن عبد اللہ الانصاری و[۲۲۱] سیدنا عبد الرحمن بن سہل الانصاری و[۲۲۲] سیدنا عبید بن اوس و[۲۲۳] سیدنا عبید بن زید الانصاری و[۲۲۴] سیدنا عبد ربہ
بن حق الانصاری و[۲۲۵] سیدنا عبید بابلیل بن ناشب اللیثی و[۲۲۶] سیدنا عباد بن عبید التیہان و[۲۲۷] سیدنا عباد بن قیس الانصاری و[۲۲۸] سیدنا عمیر بن حرام الانصاری
و[۲۲۹] سیدنا عمرو بن قیس الانصاری و[۲۳۰] سیدنا عمرو بن ثعلبة الانصاری و[۲۳۱] سیدنا سفیان بن بشر الانصاری و[۲۳۲] سیدنا سالم بن عمیر الانصاری و[۲۳۳] سیدنا سنان بن
سنان الاسدی و[۲۳۴] سیدنا سماک بن خرشة الانصاری و[۲۳۵] سیدنا سہل بن عتیک الانصاری و[۲۳۶] سیدنا سہیل بن رافع الانصاری و[۲۳۷] سیدنا السائب بن مطعون الجمحی
و[۲۳۸] سیدنا ابی بن کعب الانصاری النجاری و[۲۳۹] سیدنا ابی بن معاذ النجاری و[۲۴۰] سیدنا اسیرہ بن عمرو الانصاری النجاری و[۲۴۱] سیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری و[۲۴۲] سیدنا
عائذ بن ماعص الانصاری و[۲۴۳] سیدنا عبس بن عامر الانصاری و[۲۴۴] سیدنا عکاشة بن محصن الاسدی و[۲۴۵] سیدنا عتیک بن التیہان الانصاری و[۲۴۶] سیدنا عنترہ السلمی و[۲۴۷] سیدنا
عاقل بن البکیر و[۲۴۸] سیدنا فروة بن عمرو الانصاری و[۲۴۹] سیدنا غنام ابن اوس الانصاری و[۲۵۰] سیدنا الفاکہ بن بشر الانصاری و[۲۵۱] سیدنا قیس بن مخلد الانصاری
و[۲۵۲] سیدنا قیس بن محصن الانصاری و[۲۵۳] سیدنا قیس بن صعصعة الانصاری و[۲۵۴] سیدنا قطبة بن عامر الانصاری و[۲۵۵] سیدنا سعد بن خثیمة الانصاری و[۲۵۶] سیدنا سعد
بن الربیع الانصاری و[۲۵۷] سیدنا سعد بن عبادة الانصاری الساعدی و[۲۵۸] سیدنا سعد بن عثمان الانصاری الزرقی و[۲۵۹] سیدنا سعد بن زید الانصاری الاشہلی
و[۲۶۰] سیدنا سفیان بن بشر الانصاری و[۲۶۱] سیدنا سالم بن عمیر العوفی و[۲۶۲] سیدنا سلیم بن عمرو الانصاری و[۲۶۳] سیدنا سلیم بن الحارث الانصاری و[۲۶۴] سیدنا سلیم بن قیس
بن قہد الانصاری و[۲۶۵] سیدنا سلیم بن ملحان الانصاری و[۲۶۶] سیدنا سلمة بن سلامة الانصاری الاشہلی و[۲۶۷] سیدنا سلمة بن ثابت الانصاری الاشہلی و[۲۶۸] سیدنا سہیل بن
عمرو الانصاری و[۲۶۹] سیدنا سہیل بن بیضاء القرشی الفہری و[۲۷۰] سیدنا سوید بن مخشی الطائی و[۲۷۱] سیدنا سلیط بن عمرو العامر القرشی و[۲۷۲] سیدنا سلیط بن قیس الانصاری
النجاری و[۲۷۳] سیدنا سراقة بن کعب الانصاری النجاری و[۲۷۴] سیدنا سراقة بن عمرو الانصاری النجاری و[۲۷۵] سیدنا سبیع بن حاطب الانصاری و[۲۷۶] سیدنا سواد بن غزیة
عثمان المخزومی و[۲۷۷] سیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی و[۲۷۸] سیدنا شماس بن عثمان المخزومی و[۲۷۹] سیدنا شجاع بن ابی وہب الاسدی حلیف عبد شمس و[۲۸۰] سیدنا
ہانی بن نیار الانصاری و[۲۸۱] سیدنا ہلال بن المعلی الانصاری و[۲۸۲] سیدنا ہلال بن خولی الانصاری و[۲۸۳] سیدنا ہمام بن الحارث و[۲۸۴] سیدنا وہب بن ابی سرح الفہری
القرشی و[۲۸۵] سیدنا ودیعة بن عمرو الانصاری و[۲۸۶] سیدنا یزید بن الحارث الانصاری و[۲۸۷] سیدنا یزید بن ثابت الانصاری و[۲۸۸] سیدنا ابو ایوب الانصاری و[۲۸۹] سیدنا
ابی الحمراء مولی آل عفراء و[۲۹۰] سیدنا ابی خالد الحارث بن قیس الانصاری و[۲۹۱] سیدنا ابی خزیمة بن اوس الانصاری و[۲۹۲] سیدنا سلیم ابی کبشة مولی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و[۲۹۳] سیدنا ابو ملیل الضبعی و[۲۹۴] سیدنا ابی المنذر یزید بن عامر الانصاری و[۲۹۵] سیدنا ابی ملة الانصاری و[۲۹۶] سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح الفہری القرشی و
[۲۹۷] سیدنا ابی عبد الرحمن یزید بن ثعلبة الانصاری و[۲۹۸] سیدنا ابو عیش الحارثی الانصاری و[۲۹۹] سیدنا یزید بن الاخنس السلمی و[۳۰۰] سیدنا ابی اسید الساعدی و
[۳۰۱] سیدنا ابی ہلال الانصاری و[۳۰۲] سیدنا ابی الدعود بن الحارث الانصاری النجاری و[۳۰۳] سیدنا سعد بن سہیل الانصاری و[۳۰۴] سیدنا سعد بن خولة من المہاجرین
الاولین و[۳۰۵] سیدنا سعد بن خولی مولی حاطب ابن ابی بلتعة و[۳۰۶] سیدنا سالم مولی ابی حذیفہ و[۳۰۷] سیدنا سلمة بن حاطب الانصاری و[۳۰۸] سیدنا ابی مرثد الغنوی و[۳۰۹] سیدنا
ابی مسعود الانصاری و[۳۱۰] سیدنا ابی فضالة الانصاری و[۳۱۱] سیدنا عمار بن یاسر المہاجرین و[۳۱۲] سیدنا طلحة بن عبید اللہ القرشی و[۳۱۳] سیدنا سماک بن سعد الخزرجی
رضی اللہ عنہم اجمعین فضائل انکے حد شمار سے افزوں تر ہیں کسی قدر فقیر بھی بیان کریگا اور خواص انکے اسماء کے یہ ہیں کہ جہاں جائے

اپنی سیر میں اور وردالی نے مشایخ حدیث سے نقل کیا ہے کہ دعا بتوسل اسماء اہل بدر مقبول ہوتی ہے اور کہا شیخ عبد اللطیف نے رسالہ میں کہ اکثر
اولیاؤں کو ولایت انکے ناموں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے اور بارہا بہت بیماروں کو خدا تعالی نے برکت اسماء اہل بدر سے شفا بخشی ہے اور
عرفا علیہم الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے بیمار کے سرہانے یہ لکھا اور اسماء اہل بدر بہ نیت خالص پڑھے تو خدا نے اسکو صحیح کر دیا اور اگر حاضر ہوئی ہوتی
اجل اسکی تو تخفیف ہو جاتی تھی اور بعضوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے تجربہ کیا انکے ناموں کا امور مہمہ میں بکتابت ترکت اور نہیں دیکھی کوئی دعا
سریع القبول اس سے زیادہ اور جعفر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ وصیت کی میرے والد نے مجھکو محبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور توسل
کرنے کے ساتھ اہل بدر کے تمام مہمات میں اور کہا اے بیٹے انکے ذکر کرنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور مغفرت و رحمت و برکت و رضا و رضوان بندہ کو
احاطہ کر لیتی ہے ترکیب دعا کرنے کی وسیلہ ناموں کے اور جسنے پڑھا ان اسماء کو ہر روز اور سوال کیا اللہ تعالی سے بوسیلہ انکے فی الفور اللہ نے

حاجت روا فرمائی ہے لیکن لائق ہے پڑھنے والے کو کہ اسطرح پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم اسألک بسیدنا محمد المہاجری صلی اللہ علیہ وسلم وبسیدنا عبد اللہ

ابن عثمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ علی ہذا النمط آخر تک بروایت صحیح ثابت ہے کہ ابو جہل وغیرہ ستر کافر اس لڑائی میں داخل النار ہوئے
اور ستر آدمی گرفتار اور ابو لہب غزوہ بدر سے سات دن بعد مرض عدسہ میں مبتلا ہو کر مکے میں مر گیا اور محققین اہل سیر کے نزدیک چودہ آدمی صحابہ
بدر سے شہید ہوئے آٹھ انصار اور چھ مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین مگر بعض روایات میں تیرہ لکھے ہیں انمیں سے پانچ مہاجرین ہیں القصہ منزل روحاء سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبس ابن عمرو ذبیانی و عدی ابن ابی الزغباء جہنی کو جاسوس مقرر کرکے بھیجا کہ وہ بدر میں جا کر خبر تحقیق لائے اور
ضمضم ابن عمرو غفاری نے ام القری مکے میں بپیام ابو سفیان پہنچایا اور اپنے کپڑے پھاڑ کر شور کرنے لگا کہ اے قریش تمہارا مال ابو سفیان لیے
آتا ہے سو محمد مزاحم ہوئے اسکو بچاؤ شرفاء قریش بقصد اس قافلہ مکے سے برآمد ہوئے مگر بنی عدی نے تخلف کیا اور ابو لہب عاصی ابن ہشام
ابن عدی خواہ ہشام ابن المغیرہ کو بجائے اپنی جگہ روانہ کیا اور امیہ ابن خلف ناخلف نے بخوف قتل اول انکار کیا مگر ابو جہل نے بجبر اسکو ساتھ لیا
فائدہ امیہ بن خلف ناخلف کا سبب انکار یہ تھا کہ سعد بن معاذ بعد ہجرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے چونکہ آپسے دوستی تھی اسکے گھر
ٹھہرے ایکدن اسی کے ساتھ طواف میں مصروف تھے کہ ابو جہل آیا اسنے پکار کے امیہ سے کہا کہ تم کیوں انسے دوستی کرتے ہو انھوں نے تو دین
بدلنے والوں کو اپنے گھر ٹھہرایا ہے حضرت سعد نے جھڑک کر کہا اگر تم ہمارا آنا یہاں کا بند کرو گے تو ہم تم کو روکینگے ایسے مقام سے کہ تم کو مشکل
پڑیگی یعنی شام سے امیہ نے کہا کہ ابو جہل سردار قوم ہے اسطرح بات نہ کرو حضرت سعد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ابو جہل تیرا قاتل ہے یعنی
باعث قتل ہو جب ابو جہل نے ترغیب و تحریص قتال نفیر بدر میں شروع کی مقولہ حضرت سعد کا امیہ کو یاد آیا اور خوف ہوا لہذا عذر کیا یہانتک
کہ ابو جہل اسکے پاس سرمہ دان لیکر گیا اور کہا تم مرد نہیں ہو عورتوں کی طرح سنگار کرکے گھر میں بیٹھو اور بہت طعنے دیے اور ساتھ لیا مگر
ہر روز اسکا ارادہ رہتا تھا کہ پلٹ جاؤں بلکہ وقت روانگی اسکے جورو نے مقولہ سعد کا یاد دلایا اسنے کہا تھا کہ میں دو تین دن میں پھر آؤنگا
اتفاق نہوا اور ارشاد حضرت نبی صادق مصدوق آیا بالجملہ ابو جہل بڑے سامان سے جانب بدر چلا اور ابو سفیان نے باخبار جاسوسان جہنی کے
راہ بدر چھوڑ براہ ساحل قریب مکہ کے پہنچ کر سرداران قریش کو اطلاع دی کہ قافلہ محفوظ رہا اب تم لوگ پھر جاؤ ابو جہل نے کہا ہم ہرگز نہ پھرینگے
اور مقام بدر میں تین دن قیام کرینگے اونٹوں کے کباب کھائینگے اور شرابیں پئینگے اور عیش کرینگے تاکہ شوکت ہماری تمام عرب

ظاہر ہوا خنس بن شریق سردار بنی زہرہ نے اپنے گروہ سے کہا تم پھر چلو یہ بدخو ناحق لڑائی مول لیتا ہے سو بنی زہرہ اسی مقام سے پھر
آئے یہ خبر ابوسفیان کو ہوئی اُسنے افسوس کرکے کہا ابوجہل اپنے جہل سے قریش کو تباہ کیا چاہتا ہے اس گفتگو سے مرضی ابوسفیان
کی یہ تھی مگر جب ابوجہل سے ملا تو چار ناچار بسبب قساوت قلب بمعیت ابوجہل بدر میں آیا اور معرکہ بدر سے مجروح ہو کے بھاگا اور وقت
فرار کہتا تھا کہ ایسا مقام مخوف میں نے نہیں دیکھا ہے خدا کی قسم ابوجہل مرد نامبارک ہے اسی اثنا میں بوادی صفرا خواہ روحا
حضرت جبرئیل امین نے خبر دی کہ قریش بڑے ساز سامان سے چڑھے آتے ہیں حضرت نے اصحاب سے مشورا کیا اور فرمایا اللہ نے
دو گروہ کا مجھسے وعدہ کیا ہے یا کاروان قریش یا قریش یاروں نے کہا یارسول اللہ آپ نے قتال کا ذکر نہ کیا کہ ہم سامان درست کرتے
فرمایا قافلہ تجار نکل گیا یہ ابوجہل آیا ہے عرض کیا کہ قتال کو چھوڑ کے جانب کاروان متوجہ ہوں اس بات پر حضرت ناراض ہوئے تب حضرت
شیخین رضی اللہ عنہما نے باتیں مناسب التماس کیں کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی اور مقداد بن عمرو الاسود نے کہا یارسول اللہ
جو کچھ اللہ صاحب نے فرمایا ہے اسکو بجا لائیے ہم آپ کے ہمراہ ہیں ہمارا مقولہ یہ نہیں ہے جو بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ سے تھا اذہب انت وربک
فقاتلا انا ہہنا قاعدون یعنی جائیے تو اور تیرا رب لڑے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آگے پیچھے داہنے
بائیں ہر طرف سے لڑینگے اور جہانتک آپ ہمیں لیجائینگے جائینگے اگرچہ برک الغماد تک ہو چونکہ انصار نے وقت بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ
جو کوئی آپ پر مدینے میں چڑھ آویگا اُس سے لڑینگے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کے لڑینگے آپ نے ایسی تقریر کی جس سے
انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس معاہدے کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر مدینے کے آپ کے شریک نہونگے انھوں نے عرض کیا کہ ہر چند
ہمارا معاہدہ مرافقت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینے پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی برحق جانتے ہیں اب
ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہے آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں سمندر میں گھسنے کا حکم دیں تو گھس جاویں اور کسی طرح دشمن سے
لڑائی میں ہمیں عذر نہیں ہے اور وقت جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جانفشانی سے راضی ہونگے اس گفتگو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہایت راضی ہوئے اور فرمایا چلو خوش ہو کر بخدا اے تمہارا میں انکے قتل و مقتل کو اسطرح دیکھتا ہوں گویا پیش نظر ہے بعض کے نزدیک یہ
التماس سعد بن عبادہ کا ہے مگر انکو اہل اسحق اور ابن عقبہ نے بدریوں میں شمار نہیں کیا اور واقدی اور مدائنی اور کلبی نے اہل بدر میں لکھا ہے و
ہو الصحیح مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب رسالت مآب نے ہمیں جا قتل ایک ایک کافر کی
جو بدر میں مارے گئے ایک دن پہلے دکھادی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلاں قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اس جگہ فلاں قتل ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ پھر حضرت عمر نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے جناب رسول خدا کو دین حق کے ساتھ بھیجا کسی نے اُن میں سے اُس جگہ سے تجاوز
نہ کیا جہاں رسول اللہ صلعم نے اُسکا مقتل بتایا تھا انتہی القصہ جب حضرت نے یوں فرمایا تو اصحاب کو قوت ہوئی اور ہمراہ رکاب بدر چلے و فرمایا بدلے
اور حضرت نے اپنا لشکر عدوہ دنیا پر اتارا اور مشرکین نے عدوہ قصوی پر کہ اللہ صاحب سورہ انفال میں فرماتے ہیں اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وہم بالعدوۃ
القصوی والرکب اسفل منکم یعنی جس وقت تم تھے ورے کے ناکے اور وہ تھے پرے کے ناکے اور قافلہ اُتر گیا نیچے تم سے اور حال یہ تھا کہ
مابین دونوں کے جنگل حائل تھا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی اول حضرت مع ایک صحابی کے سوار ہوئے اور جنگل میں پھرنے لگے

ایک شخص بڑے عمر کا ملا اُس سے پوچھا محمد اور قریش کی کچھ خبر ہی اُسنے کہا یہ بات مین اُسدم تبلادونگا جب تم کہو کہ ہم فلان مقام کے ہین حضرت نے
فرمایا جب تک تو نہ کہیگا ہم نہ کہینگے اُسنے کہا سنا ہی کہ محمد مع اصحاب فلان روز مدینے سے نکلے ہین اگر یہ خبر درست ہی تو آج فلان مقام پر ہونگے
یعنی جہان وہ دنیا پڑا ور یہ بھی سنا ہی کہ قریش فلان روز مکے سے نکلے ہین اگر یہ بات سچ ہی تو فلان مقام پر ہونگے یعنی جہان لشکر کفار تھا اب تم
کہو کہان سے آئے ہو حضرت نے فرمایا نحن من الماء اُسنے جانا کہ یہ اہل عراق سے ہین کیونکہ عرف عرب مین عراق کو اہل الماء بولتے ہین بسبب
کثرت پانی کے اور حضرت نے توریۃً لطیف فرمایا تھا یعنی ہم مخلوق نطفے سے ہون اور وہ پانی ہی بعد اُسکے آن جناب منزل پر تشریف فرما ہوے
جب رات ہوئی تو حضرت علی مرتضی اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا کہ تم خبر لاؤ وہ گئے تو قریش کے پنہارون سے ملے
وہ بھاگے صرف اسلم غلام بنی الحجاج کا اور عریض غلام بنی العاص سعید بن سعد کا ہاتھ لگا دونون کو پکڑ لائے اُس وقت آن جناب نماز مین تھے
اصحاب نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم پنہارے ہین یاروں نے جھوٹھ جان کر اُنکو ڈرایا اور مارا تب کہا ہم ابوسفیان کے غلام ہین جب حضرت نماز سے
فارغ ہوئے آپ نے فرمایا تم نے سچ کو جھوٹھ جانا اور جھوٹھ کو سچ واللہ یہ دونون غلام قریش ہین پھر جناب رسول خدا نے اُنسے پوچھا قریش کہان
ہین کہا عدوۃ القصوی پر پوچھا کس قدر ہین کہا نہین معلوم فرمایا کتنے اونٹ نحر ہوتے ہین کہا ایک دن نو دوسرے دن دس فرمایا ہزار سے
کم نو سو سے زیادہ ہین پھر پوچھا اشراف قریش کون کون ہین غلامون نے کہا عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ ابو البختری حکیم بن حزام حارث بن
عامر طعیمہ بن عدی نضر بن حارث زمعہ بن الاسود ابن الحنظلہ ابوجہل امیہ بن خلف نبیہ اور منبہ پسران حجاج سہیل بن عمرو عمرو بن عبدود
یہ سنکے حضرت نے فرمایا کہ مکے نے اپنے جگر گوشے لا ڈالے ہین الغرض قریش کا حال اسطرح معلوم ہوا اور بھاگے ہوئے لوگون سے ایک شخص
عجز نامے نے لشکر اسلام کی خبر قریش کو پہونچائی تھی کہ قریش میں اضطراب تھا پھر عجیب اتفاق ہوا کہ رات مین بعض مسلمانون کو احتلام ہوگیا اور ایسا موقع
تھا کہ لشکر اسلام پانی سے دور اور کفار نزدیک تا غسل اور وضو کی مشکل پڑی اور زمین ریتی کہ پیر پھسلتے تھے صبح کو لڑائی ہوتا تھا مسلمانون کو
تردد ہوا فکر مین پڑے کہ تو یہ آثار شکست ہین اس حالت مین شیطان وسوسے ڈالنے لگا کہ رعب طاری ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اُسوقت پانی
برسا زمین جم گئی پیر ٹھہرنے لگے غسل کرکے چاق ہوئے پھر اونگھ آئی سو گئے جاگے تو سوسے جاتے رہے اور کافرون پر یہ مشکل پڑی کہ جہان وہ تھے
وہ زمین تھی سخت پانی برسنے سے کیچڑ ہوگئی کفار چلنے پھرنے سے معذور ہوئے خدا کی مار بھی پڑی اسی معجزے کا اشارہ سورۂ انفال مین وینزل
علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ الآیہ الغرض صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی طیاری کی اور سعد ابن معاذ نے عریش بنانے کی تجویز کی اور حباب ابن المنذر نے
کنوین کھودنے کی تدبیر کی چنانچہ ایک عریش مثل عریش موسی بنا لیا اور کنوان بھی کھودا گیا عریش کہتے ہین اُس گھر کو جو باغ مین لکڑی اور
شیون سے بنایا جاتا ہی کہ اُسکے سایہ مین آرام لیتے ہین کذافی المدارج الغرض لشکر کفار غازیان اسلام پر چڑھ آیا اور یہ چھیڑ چھاڑ نکالی کہ ایک جماعہ پانی
پینے کے بہانے حوض پر آگئے اہل اسلام نے روکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیاسے ہین پانی پینے دو مگر اسود بن عبد الاسد مخزومی نے
قسم کھائی تھی کہ واللہ حوض سے پانی بھی پیونگا اور خراب بھی کرونگا لہذا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اول سمجھایا کہ ایسا قصد نہ کر اگر
پیاسا ہی تو پانی پی لے وہ مردود سخت کلامی سے پیش آیا ناچار حضرت امیر حمزہ نے راہ مین ٹھنڈا کر دیا یعنی ایک تلوار ایسی ماری کہ اُسکے پیر کٹ گئے
اور گر پڑا تب سینے اور پہلو سے بنا بر ایفائے قسم جانب حوض چلا امیر حمزہ نے سر اُسکا کاٹ لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عریش مین داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرما کے کمال الحاح اور زاری سے دعا کی صحیح مسلم مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ سیدنا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی مین التماس کیا الٰہی پورا کر جو تو نے وعدہ کیا ہی الٰہی کہان ہی وہ فتح جسکا تو نے مجھسے وعدہ کیا ہی الٰہی
اگر تو نے اس جماعۂ اسلامیہ کو مار ڈالا تو زمین مین تیری عبادت نہوگی یعنی پردۂ زمین مین ہم ہی لوگ تیری عبادت کرنے والے ہین اگر تیری
مشیت یقتضی اس بات کو ہوگی کہ مشرک غالب آوین اور ہم لوگ فنا ہو جاوین تو پرستش تیری بالکل موقوف ہو جائیگی اور اس حالت مین چادر
دوش مبارک سے گر پڑی صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت صدیق اکبر نے چادر دوش مبارک پر ڈالی اور بازوے شریف بغل مین لیکر ملتمس ہوے
کہ یا رسول اللہ بس کیجیے اللہ جل جلالہ نے آپ سے وعدہ کیا ہی فتح کا تو بیشک فتح دیگا تب آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور زرہ پہنے ہوئے عریش سے
باہر آئے اور یہ آیت پڑھی سیہزم الجمع ویولون الدبر بل الساعة موعدهم والساعة ادهی وامر یعنی اب شکست کھائیگا میل اور بھاگینگے پیٹھ پھیر کر
بلکہ وہ گھڑی ہی انکے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہی اور بہت کڑوی چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے ظاہر ہوا یعنی اس آیت مین اللہ تعالی
نے خبر دی کہ مشرکین مکہ کو جناب رسول مقبول کے مقابلہ مین شکست فاش ہوگی اور بھاگ جائینگے سو مطابق اسکے بروز بدر واقع ہوا مسلمانون کی
جماعت قلیلہ سے لشکر کفار قریش کو شکست فاش ہوئی حالانکہ لشکر اسلام مین تین سو تیرہ آدمی تھے اور لشکر کفار مین ساڑھے نو سے اور بڑے
ساز و سامان سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے سامانی لشکر سے یہ بھی دعا فرمائی تھی کہ الٰہی یہ ننگے ہین انکو کپڑا دے الٰہی یہ بھوکے ہین
انھین کھانا دے الٰہی یہ پیادے ہین انھین سواری دے راوی حدیث کہتے ہین کہ ہم مین سے کوئی بعد فتح بدر کے ایسا نہ رہا جسکے پاس سواری
اور کپڑا اور نقد خلیس یعنی زر نہو اس حدیث کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہی اور باب معجزات فصل دوم مشکوۃ شریف مین موجود ہی کمال
شان معجزہ ہی کہ بعد فتح جب اصحاب رسول مقبول بدر سے پھرے تو کوئی ایسا نہ تھا جسکے پاس ایک اونٹ یا دو اونٹ نہون اور سب نے کپڑے پائے
اور سب کا پیٹ بھرا اس غزوہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب ہزار آدمی کے لشکر کفار ہی باساز و سامان اور اہل اسلام کمین
تین سو تیرہ بے سامان تب اضطراب سے دعا مانگی اللہ نے قبول کی اور فتح نصیب کی فائدہ اگر کوئی کہے کہ جب خدا تعالی نے فتح کا وعدہ
کیا تھا تو اضطراب کا مقام کیا تھا جواب اول یہ ہی کہ حضرت صلعم بے نیازی اور بے پروائی کی شان سے ڈرے وہ مالک ہی جو چاہے کر ڈالے
اسکا ہاتھ کون پکڑنے والا ہی اور بندگی اسی کا نام ہی کہ اپنے مالک سے بندہ ہمیشہ ڈرتا رہے کبھی نڈر نہو دوسرے یہ کہ رعایت ادب مقام ربوبیت کا ہی
کہ باوجود وثوق بصدق وعدہ خدا ایسا اعتقاد رکھے کہ خدا پر کوئی حق واجب نہین ہی اور اگر کوئی کہے کہ جب یہ ہوا تو خلف وعدہ لازم آجائیگا
تو جواب یہ ہی کہ وعدہ کی اجابت کا وقت معین نہ تھا اسمین صرف امکان پورا ہوتی ہی اور اگر فرض کرین کہ وقت معین بھی ہوا اور اجابت
سو اس وقت مین واقع نہو تو بھی صدق وعدہ مین شک و تردد نہین ہوتا کیونکہ جائز ہی کہ وقوع وعدہ معلق باسباب شروط ہو اور اسکا علم خدا ہی
کو ہو اور بندہ کو اطلاع نہ دی ہو اور واجب نہین ہی کہ جو قیود و شروط علم الٰہی مین ہون انسے بندہ کو مطلع کرے اکثر اوقات مصلحت انکا
مخفی رکھنا مقصود ہوتا ہی تاکہ سطوت ربوبیت بندہ پر ظاہر رہے اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ پیغمبرون اور مقربین کو خوف بسبب خوف حکم لا ابالی ہی
نہ بسبب عدم وثوق بوعدہ چنانکہ حضرت ابراہیم نے وقت ارشاد قوم فرمایا ولا اخاف ما تشرکون الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل شی
علما خلاصہ یہ کہ حضرت کو یہ یقین حاصل تھا کہ وعدہ حق جو نصرت رسل اور غلبہ علیہ وعدہ کا ہی مشروط ہی اور یہ تشنا صرف بنظر وسعت

علم الٰہی اور ادب عبودیت فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلعم کو امر کیا اور باز رکھا الحاح اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یقین ابوبکر کا ارفع تھا حالانکہ ایسا نہیں ہی تو جواب یہ ہی کہ اسوقت آنجناب صلعم مقام خوف مین تھے اور صدیق اکبر مقام رجا مین اسکے حضرت صلعم واسطے تقویت اور قوت اصحاب کے یہ الحاح فرمایا تاکہ اپنی بے سامانی سے نہ ڈرین اسلیے کہ اصحاب جانتے تھے کہ دعا حضرت کی مقبول ہی پھر جب ابوبکر عرض کیا جو کچھ عرض کیا آنحضرت باز رہے اور جانا کہ دعا مستجاب ہوئی کہ ابوبکر نے اپنے دل مین قوت و طمانیت پائی واللہ اعلم اسکے فرمایا سیہزم الجمع الخ اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ ہلاک ہوئے تو عبادت تیری نہوگی سو یہ مطلب ہی کہ حضرت نے جانا کہ مین خاتم الانبیا ہون اور میرے بعد نبی نہوگا جو لوگون کو ہدایت کرے اور شرک سے باز رکھے پھر اگر مین اور میرے ساتھی مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر کون صورت ہی خالص عبادت ہونے کی بالجملہ جب کفار تجارت جنگ سے باز نہ آئے تو حضرت صلعم نے بھی لشکر اسلام کی صف آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم حملہ نہ کرنا جبتک مین آگے نہ بڑھون اور اگر کافر لوگ قریب آجائین تو تیر باران کرنا لیکن بہت تیر بھی خرچ نہ کرنا اور اسحال مین لشکر اسلام مین علمدار وہ تھے کہ اٹھا علمدار مہاجرین مصعب ابن عمیر تھے اور خباب ابن المنذر علم بردار خزرج اور سعد ابن معاذ علمدار اوس اور اس غزوہ مین شعار مہاجرین یا بنی عبدالرحمن تھا اور شعار اوس یا بنی عبداللہ و شعار خزرج یا بنی عبیداللہ اور بعض روایات مین ہی کہ جملہ مہاجرین و انصار کا شعار یا منصور تھا اور جانب کفار بھی تین علمدار تھے ایک طلحہ ابن طلحہ دوسرا ابوعزیز ابن عمیر تیسرا النضر ابن حارث اور اسحالت مین حضرت صدیق اکبر آنحضرت کے پاس تھے مع ایک جماعت انصار کے تاکہ اعدا کا شر ظاہر نہ ہو لیکن الغرض اول لشکر کفار سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید ابن عتبہ نکلے اور مبارز طلب کیے لشکر اسلام سے اول عوف و معاذ پسران حارث و عبداللہ ابن رواحہ برآمد ہوئے کافرون نے پوچھا تم کون لوگ ہو بولے ہم انصار ہین کہنے لگے ہم کو تم سے کچھ کام نہین ہم اپنے بنی اعمام کو چاہتے ہین تب علی مرتضی و حمزہ و عبیدہ ابن حارث میدان مین آئے اور مقابلہ ہوا تو حسب روایت سیر اہل شہر حضرت علی نے ولید کو قتل کیا اور حمزہ نے شیبہ کو اور عبیدہ سے عتبہ کہ اسی برس کا تھا مقابل ہوا اور محاربت واقع ہوئی کہ حضرت حمزہ اور علی مرتضی نے باعانت عبیدہ اسکو بھی قتل کیا اور عبیدہ کو زخمی اٹھا لائے انکے ساق مین زخم تھا کہ وقت بازگشت بموضع صفرا یا روحا مین شہید ہوئے اور وہین مدفون ہین مگر اہل حدیث کے نزدیک قاتل شیبہ علی مرتضی ہین اور قاتل عتبہ امیر حمزہ اور قاتل ولید عبیدہ **فائدہ** عتبہ و شیبہ نے اس سبب سے سبقت کی کہ یہ دونون اول لشکر کے ساتھ جانے سے جی چراتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ عداس نامی غلام نصرانی انکا جو وقت معاودت از طائف باغ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا مانع تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب لوگ مارے جاوینگے ابوجہل نے انکو تہمت نامردی کی لگائی اور طعنے دیے اسپر دونون نے پیش قدمی کی الغرض جب یہ واقعہ ہوا تو عتبہ کے خویش و اقارب نے ابوجہل سے کہا کہ تو نے یہ فساد برپا کرایا ہی ہم تو مرے جاتے ہین لیکن ابوجہل نے چکنی چپڑی باتون سے انکو روکا کہ ابوجہل سے بھی اجہل بن گئے اور زرہ اس ملعون کی ایسی تھی کہ جسمین تیغ و تیر اثر نکرتا تھا مگر اتنی تھی تاکہ جو کوئی لڑنے کو جاوے اسی کو ہین جا چپاتا کہ تین سو بکر دن نے پہنی کہ دو شخص علی مرتضی کے ہاتھ سے مارے گئے اور ایک امیر حمزہ کے ہاتھ سے دخل ہوا پھر اس زرہ کو کسی نے نہ پہنا پھر بعد ایک لحظہ کے ابوجہل اونٹ پر سوار نکلا عبدالرحمن ابن عوف فرماتے ہین کہ مین اس غزوے مین تھا اور معاذ اور معوذ دونون جوان میرے ساتھ تھے ایک نے پوچھا کہ تو ابوجہل کو پہچانتا ہی مین نے کہا ہان تجھے اس سے کیا کام ہی بولا مین اسکو دشمن نبی جانتا ہون اور مین نے یہ عہد کیا ہی کہ جہان اسکو دیکھون قتل کرون اس بات سے میرے دل کو قوت ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد ابوجہل مع جوانان جنگی نمود ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تب دونون مین نے بہادرون سے کہا یہ ابوجہل ہے وہ دونون دیکھتے ہوتے لشکر قریش مین گھسے اور قریب ابوجہل کے پہونچ کر اول
معاذ نے ایک تلوار اُسکے ساق پر ماری کہ جدا ہوگئی اور عکرمہ بن ابی جہل نے ایک تلوار معاذ کے ماری کہ ہاتھ اُنکا شانے سے جدا ہوگیا
اور پہلو پر آگرا اور وہ لڑتے رہے پھر معوذ نے ابوجہل ملعون کو گرا دیا رمق باقی رہی اور یہ دونون حضرت صلعم کی حضور مین حاضر ہوئے
اور خبر قتل ابوجہل کی پہونچائی حضرت نے پوچھا کس نے اسکو مارا ہر ایک اس بات کا مدعی ہوا کہ مین نے مارا ہے آنجناب نے تلوارین ملاحظہ فرمائین
اور کہا دونون نے مارا ہے اور سلب معاذ کو ہے یعنی پارچہ وغیرہ ابوجہل کا حق معاذ ہے کہ من قتل قتیلا فله سلبه کذا فی المدارج اور صحیح یہ ہے کہ معوذ
شریک قتل نہ تھا دونون معاذ تھے ایک معاذ عمرو بن الجموح اور دوسرے معاذ بن حارث عفراء کی بیٹے اور معوذ بھی اسی عفراء کا بیٹا اور معاذ بن حارث
کا بھائی ہے مگر شریک قتل نہین مشکوۃ شریف مین صحیحین سے حدیث متفق علیہ یون ہے والرجلان معاذ بن عمرو بن الجموح ومعاذ بن عفراء اور مرقات
شرح مشکوۃ مین یون ہے وہما اخوان امہما واحدہ وابوہما مختلف اور آخر مشکوۃ مین بھی ملا علی قاری نے اصحاب بدر کے شمار مین لکھا ہے کہ شریک
قتل ابوجہل ایک تو معاذ بن عمرو ہے دوسرا معاذ بن حارث بھائی حقیقی معوذ بن عفراء کا سلب بفتحتین کہتے ہین سلاح وغیرہ کو جو مقتول کے پاس
ہو امام شافعی کے نزدیک سلب کا مستحق ہمیشہ قاتل ہی ہوتا ہے اور غنیمت کے ساتھ ملا کے اُسکی تقسیم نہین ہوتی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
جب امام لڑائی مین کہدے کہ جو جسکو مارے سلب اُسکا پاوے تب سلب قاتل ہی کا ہوتا ہے ورنہ مثل غنیمت تقسیم ہوجاتا ہے اور جنگ بدر مین
آپ نے یہ بات فرمائی تھی اور اکثر لڑائیون مین فرما دیتے تھے قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ زخم معاذ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک
اپنا ڈالا کہ ہاتھ اُنکا شانہ سے چسپیدہ ہوگیا اور وہ تا زمانہ حضرت عثمان زندہ رہے روایت ہے کہ معوذ برادر معاذ بن عفراء اسی
لڑائی مین شہید ہوئے ہین بالجملہ بعد قتل ہونے ابوجہل کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع غزاۃ مین تشریف لائے اور لڑائی کی تحریص
فرمانے لگے اور ایک مٹھی خاک اور کنکریون کی لے کے کافرون کی طرف پھینک ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنی برے ہوئے منھ
وہ خاک اور کنکریان کافرون کے چہرون پر جا لگین اور دفعۃً تیرہ نگاہ ہوگئی اور تھوڑی ہی دیر نہ گذری تھی کہ وہ بھاگے اسی معجزہ کا حال قرآن شریف
مین یون ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی نہین پھینک مارا تو نے جس وقت کہ پھینک مارا لیکن اللہ نے پھینک مارا یعنی ایسی تاثیر
قوی کہ ایک مشت خاک اور کنکریون نے لشکر جرار کا منھ پھیر دیا طاقت بشری سے باہر ہے لہذا یہ تاثیر تمہاری قوت بشریہ سے نہین
ہوئی بلکہ قدرت الٰہی سے ہوئی کہ اسنے تمہارے ہاتھ پر ظہور پکڑا جب اصحاب سیر کے نزدیک نزول اس آیت کا جنگ بدر مین ہوا ہے اگرچہ روز
حنین بھی یہ معجزہ ہوا ہے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے حملہ کرنے کا حکم دیا تو اول عمیر بن حمام تلوار لے کے فوج کفار مین در آئے
اور کئی کافرون کو مار کے شہید ہوئے اور ابن اسحٰق نے روایت کی ہے عکاسہ بن محصن اسدی کی تلوار اس لڑائی مین ٹوٹ گئی تو حضرت نے
ایک لکڑی دست مبارک سے دے کے فرمایا کہ اس سے کافرون کو مارو جب دست عکاسہ مین تلوار سخت پشت سفید آہن کی ہوگئی اسی سے
عکاسہ لڑتے رہے یہان تک کہ فتح اسلام ہوئی اور اس تلوار کا نام عون ہوا اور تا شہادت اُنکے ہاتھ مین تھی احادیث سے واضح ہے کہ بعد فتح حضرت
صلعم نے فرمایا کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے عبداللہ بن مسعود گئے دیکھا کہ میدان مین وہ لعین پڑا ہے اور ایک رمق جان اسمین باقی ہے
حضرت ابن مسعود اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اُسنے انکو دیکھ کر کہا کہ اے بکری چرانے والے بہت اونچی جگہ تو بیٹھا ہے پھر اُسنے کہا میرا حال

جو ہوا سو ہوا اگر یہ کہو کہ فتح کسکی ہوئی حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کو شکست ہوئی اور ذلیل وخوار ہوئے بعد اُسکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا اُس لعین نے کہا میرا سر کندھون کی اتصال سے کاٹیو تاکہ اور سرون سے اونچا نظر آوے لوگ جانین کہ سردار کا سر ہے پھر ابن مسعود نے سر اُس لعین کا کاٹا اور حضور اقدس مین لائے حضرت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد اللہ الذی اخزاک یا عدو اللہ یا یہ فرمایا الحمد اللہ الذی نصر عبدہ و اعز دینہ پھر سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا ان لکل امۃ فرعون و فرعون ہذہ الامۃ **فائدہ** جسطرح نبی اس امت کے بلند رتبہ تھے بہ نسبت حضرت موسی علیہ السلام فرعون آپ کی امت کا بھی بلند رتبہ تھا بہ نسبت فرعون حضرت موسی کے کیونکہ اُس فرعون نے مرتے وقت کلمہ اسلام و ایمان کہا گو قبول نہوا اور اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کے کہے اس مقام سے بعض فقہا نکالتے ہین کہ دفع بلا اور حصول نعمت جدیدہ پر سجدہ شکر کرنا مستحب ہے مگر علما کو یہ اختلاف ہے کہ سجدہ خارج صلوۃ ورای سجدہ تلاوت مشروع ہے یا نہین جمہور حنفیہ قائل بعدم جواز ہین اور کہتے ہین کہ اس حدیث سے سجدہ نماز مراد ہے اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی یہین سجدہ ہوا تھا اور امام شافعی اور امام احمد اور صاحبین سنت ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب باصفا نے سجدات شکر ادا فرمائے ہین اور تفصیل اسکی شرح سفر السعادت مین ملاحظہ کیجائے **فائدہ** اس لڑائی مین ابوجہل مردود اصل الاصول تھا اسی نے گردن کشی اُنکی تھی حالانکہ ابتدا سے آثار ہزیمت قریش از روے خواب وغیرہ معلوم ہو چکے تھے چنانچہ قبل آمد ضمضم غفاری مسماۃ عاتکہ بنت عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ شتر سوار آیا اور موضع الطح مین کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اپنے مقتل پر جلد آؤ جب یہ خبر ابوجہل کو پہونچی تو اُسنے عباس بن عبد المطلب سے کہا ای ابو الفضل یہ عورت بھی تمھارے گھر مین پیغمبر ہوئی تین روز اور صبر کرتا ہون اگر کچھ اثر خواب ظاہر نہوا تو اطراف قبایل عرب مین لکھونگا کہ بنی ہاشم نرے جھوٹے ہین اور ضمضم سے روایت ہے کہ مین نے وقت جدا ہونے کے قافلے سے خواب دیکھا کہ ایک اونٹ پر سوار ہون اور جنگل خون سے بھرا ہے جب بیدار ہوا تو مین نے تعبیر کی کہ قریش پر مصیبت عظیمہ آنے والی ہے پس ایسے ایسے واقعات سے اکثر سردار قریشی جی چراتے تھے مگر ابوجہل نے زبردستی اپنے ساتھ بمقابلہ رسول مختار لے گیا اور مارا گیا اور اُنکو بھی دریاے فنا مین ڈبوایا اور یہ بھی اتفاق ہوا کہ جب قریش منزل جحفہ مین اترے تو جہم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے خواب دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار آتا ہے ایک اونٹ بھی اُسکے ساتھ ہے اور وہ کہتا ہے عتبہ اور شیبہ اور ابو الحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور فلان فلان آدمی مارے گئے پھر ایک چھری اُسنے گردن شتر پر مار کے چھوڑا کوئی خیمہ قریش کا نہ بچا کہ اُسمین خون کے چھینٹے نہ پڑے ہون یہ واقعہ بھی ابوجہل نے سنا کہا یہ دوسرا پیغمبر بنی مطلب مین پیدا ہوا اب دیکھتا ہون کون مقتول ہوتا ہے کذا فی المدارج **فائدہ** شاید ابوجہل بن ہشام ملعون کو ایک واقعہ سے قریش کے فتح پانیکا ظن غالب تھا اسی سبب سے اس طرح کی نخوت دماغ گیر تھی واقعہ یہ ہے کہ جب قریش جمع ہو کر لڑائی کو نکلے تو ایک آدمی بوڑھا ملا اور کہنے لگا کہ مین بھی اہل اسلام کا دشمن ہون تمھاری رفاقت کرونگا اور جنگ کا خوب ماہر ہون تم ضرور غالب ہوگے جب لڑائی ہونے لگی تو ابوجہل کا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اُسکو ناول کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ تھا شیطان مردود کہ حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام کو مسلمانون کی جانب دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا اسی کا اشارہ اللہ صاحب سورۂ انفال مین فرماتے ہین واذ زین لہم الشیطان اعمالہم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان

نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب یعنی اور جس وقت سنوار نے لگا شیطان انکی
نظر مین انکے کام اور بولا کوئی غالب نہوگا تم پر آج کے دن لوگون مین اور مین رفیق ہون تمھارا پھر جب سامنے ہوئین دونون فوجین الٹا
پھرا اپنی ایڑیون پر اور کہا مین تمھارے ساتھ نہین مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے مین ڈرتا ہون اللہ کو اور اللہ کا عذاب سخت ہی
الغرض ابوجہل کی موت آئی تھی اس باعث سے جو کوئی کچھ اس معاملے مین کہتا تھا اُسکو جواب کبر اور نخوت سے دیتا تھا چنانچہ قریش نے ایک
لشکری کو خبر لینے کو لشکر اسلام مین بھیجا تھا اُسنے خوب دریافت کر کے کہا کہ آدمی تو تین سو کم و بیش ہونگے لیکن لڑائی بہتر نہین ہی تمھاری
شکست ہوگی حکیم بن حزام نے سُنکر عتبہ سے کہا پلٹ چلو اُسنے قبول کیا جب ابوجہل سے کہا تو اُسنے کہا انتفخ سحرک یہ کیا ہی بد دلی سے
اور نامردی سے عتبہ نے کہا قریب ہی معلوم ہوتا ہی کہ برباد کون ہوتا ہی خلاصہ یہ کہ ابوجہل ملعون فرعون سے بھی زیادہ منکر تھا اُسنے بسبب تکبر
کسی کا کہنا نہ مانا آخرکار آپ مارا گیا اور لوگون کو اپنے ساتھ لے گیا اور ستر برادرون کو گرفتار کرا گیا القصہ منجملہ ستر مقتولون کے چوبیس لاشین
حضرت نے ایک کوئین مین کہ پلید تر تھا بدر مین ڈلوادین اور اُمیہ ابن خلف کو جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اشارے سے مارا گیا تھا بسبب
اس چاہ مین نہین ڈالا کہ اسکی لاش زرہ مین پھول گئی تھی ناچار اُس جگہ جہان لاش پڑی تھی خاک اندر کر دی گئی اور عادت شریف
یون جاری تھی کہ بعد فتح کے تین دن وہان مقام فرماتے تھے یہان بھی ایسا ہی اتفاق پڑا اور تیسرے دن ارشاد کیا کہ سواری طیار ہو
اور سوار ہو کر اونٹ پر مع ایک جماعہ اصحاب اُس چاہ پر جہان مقتولان قریش ڈالے گئے تھے تشریف لے گئے اور ہر ایک کافر کو باسم خاص
وتقید ولدیت پکار کر فرمایا کہ مجھسے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا پورا کیا آیا تم بھی اپنے وعدہ کو پہونچے اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا کہ ای افتادگان
چاہ تم بد قرابت دار تھے کہ تم نے میری تکذیب کی تھی اور تصدیق کی لوگون نے عمر خطاب نے التماس کیا یا رسول اللہ آپ کلام فرماتے ہین اجساد
بلا ارواح سے فرمایا قسم خدا کی جسکے ید قدرت مین میری جان ہی کہ تم لوگ انسے زیادہ شنوا نہین ہو لیکن یہ جواب نہین دیتے ہین اس
حدیث متفق علیہ سے صریح دریافت ہوتا ہی کہ موتی کو سماع اور شعور وادراک اور علم بخطاب وکلام احیا قرار واقعی ہی اور جو منکر ہین سماعت
وادراک موتی کے وہ مخطی ہین اور تفصیل اس قصہ کی مدارج اور شرح مشکوٰۃ شریف مین کہ تصنیف حضرت شیخ عبد الحق دہلوی کی ہین ملاحظہ
کرنا لازم ہی فائدہ اعظم فضائل وخواص غزوہ بدر سے حضور وقتال ملائکہ ہی کہ آیات اور احادیث سے ثابت ہی چنانچہ اللہ صاحب سورۂ
انفال مین فرماتے ہین اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین یعنی جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے پہونچا
تمھاری پکار کو کہ مین مدد بھیجونگا ہزار فرشتے جنگی پیچھے لگے آوین اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ اس غزوہ مین تیز
وزور شور سے ہوا تین بار چلی فرمایا حضرت صلعم نے اول جبرئیل تھے ہزار فرشتون سے دوسرے میکائیل تھے ہزار ہزار فرشتون سے
تیسرے اسرافیل تھے مع ہزار فرشتون کے اور بھی حضرت علی سے روایت ہی کہ سیماے ملائکہ صوف سفید تھا اور بعض روایات مین
عمامے سیاہ و سبز اور بعض مین زرد بھی آیا ہی ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فرشتے مختلف رنگ کے عمامے باندھے تھے اور ظاہر احادیث
سے واضح ہی کہ بصورت مرد نظر آتے تھے اور ابلق گھوڑون پر سوار تھے اور مشرک لوگ آواز گھوڑون کی ٹاپون کے سنتے تھے اور صورت
نہ دیکھی تھی اور جو مشرک بمقابلہ مسلم نکلتا تھا قبل اسکے کہ اُس تک پہونچے سر اُسکا تن سے جدا ہوتا تھا روایت ہی کہ ضربہ ملائکہ

اور بند مشرکین پر پڑتا تھا کما قال اللہ تعالیٰ فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان اُسی مفصل بنان اور بخاری مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے بروز بدر کہ یہ جبرئیل ہین پکڑی اپنے گھوڑے کی باگ اور سلاح جنگ سے آراستہ اور احادیث سے واضح ہی کہ نام گھوڑے کا جسپر جبرئیل علیہ السلام سوار تھے حیزوم بفتح خاء معجمہ وسکون تحتانیہ وراے مضمومہ تھا چنانکہ ابن عباس سے روایت ہی کہ ایک مرد انصاری کافر کے پیچھے دوڑا دفعتہً آواز تازیانہ اور آواز سوار کہ اقدم یا حیزوم سنی تو اُسنے دیکھا کہ ایک کافر اُسکے آگے مرا پڑا ہی ناک پھٹ گئی ہی کوڑے کے اثر سے وہ جگہ نیلی ہوگئی ہی یہ دیکھکر حضرت صلعم کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ فرشتہ مدد آسمان سوم کے تھا اور یہ جو بعضے لکھتے ہین کہ قتال ملائکہ مخصوص بغزوہ بدر ہی اور احد اور احزاب اور حنین اور بنی قریظہ مین صرف بنابر اعانت اور امداد مسلمین اور ترہیب وتخویف مشرکین وکافرین نازل ہوئے تھے سو یہ قول لایق التفات نہین ہی چنانکہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اسکی تصریح فرمائی ہی اور سعد ابن ابی وقاص سے صحیح مسلم مین موجود ہی کہ یمین وشمال حضرت صلعم کے دو مرد بروز احد دیکھے کہ قبل اُسکے اور بعد اُسکے نہین دیکھے یعنے جبرئیل ومیکائیل جامہاے سفید پہنے ہوئے قتال کرتے تھے اشد قتال اس حدیث سے یہ ہی معلوم ہوا کہ رویت ملائکہ مخصوص پیغمبرون کے واسطے نہین ہی بلکہ صحابہ اور اولیا بھی دیکھ سکتے ہین چنانکہ قصہ رویت جبرئیل علیہ السلام کا نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ہی مگر حالت وحی مین رویت ملائکہ مخصوص بانبیا ہی اور حق یہ ہی کہ وحی مخصوص بانبیا ہی نہ رویت القصہ بعد تین دن کے فتح سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ باسکینہ متوجہ ہوئے اور وادی صفرا مین غنائم بدر کہ دو گھوڑے اور ستر اونٹ وسلاح واسباب وغیرہ تھے جمع فرماکر تقسیم فرمائے اور حاضرین اور غائبین کو حصہ مساوی عنایت کیا یعنی آن چھ شخصون کو جو کسی عذر سے مدینہ مین رہ گئے تھے یا بحکم رسول اللہ واپس گئے تھے حصہ دیا او شمشیر ذوالفقار کہ منبہ ابن الحجاج کی تھی اور اونٹ سواری ابوجہل کا حضرت نے پسند فرمایا اور اسی جگہ بروایتی نصر ابن حارث کو علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے قتل کرایا اور عرق الظبیہ مین عقبہ ابن معیط کافر کو جنے شکنبہ شتر عین نماز مین حضرت پر ڈالا تھا عاصم ابن ثابت جد عاصم ابن عمر ابن خطاب کے ہاتھ سے قتل کرایا یہ روایت ضعیف ہی بسبب اختلافات کے یا جو اس معاملے مین کتاب انسان العیون واقدی و شامی کتب تواریخ سے واضح ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ حضرت رحمۃ للعالمین نے بہ تقضاے شان رحمت کسی کافر کو بعداوت وکینہ کسی نے قتل نہین کرایا ہی ور کسی سے بُرائی کا بدلا نہین لیا ہی جیسا کہ اسیران بدر کے حالات سے ظاہر ہی اور جب موضع روحا مین کہ چھتیس میل مدینے سے واقع ہی جلوہ فرما ہوئے تو اعیان مدینہ کہ بعذر متخلف ہوئے تھے عذر خواہ ہوئے حضرت نے عذر اُنکا قبول کیا کیونکہ نکلنا مدینے سے بقصد قتال تعین نہ تھا بلکہ منظور تاراج کاروان تھا قتال تو دفعتہً واقع ہوا اور اسی جگہ اہل مدینہ نے مبارکباد دی ور جب اہل مدینہ نے صحاب سے مبارکباد دی تو وہ بولے کہ اے اہل مدینہ ہم کو کیون تہمت لگاتے ہو یہ فتح ہمارے زور بازو سے نہین ہی اور ہم دیکھتے تھے کہ سر کافرون کا تن سے جدا ہی اور قاتل نظر نہین آتا تھا اور کافر مثل شتر بے مہار گرتے تھے ہاتھ بیکار تھے اور ہم جا کر سر کاٹ لیتے تھے یہ بات سمع مبارک حضرت رسول اللہ صلعم مین پہونچی تو حضرت نے فرمایا کہ وہ ملائکہ تھے اور مراد

یہ نہین ہے کہ سب کا یہ حال تھا بلکہ بعض با رزت و مقاتلت بھی کرتے تھے صحابہ سے اور بعض ضرب لگاتے تھے فی النار ہوتے تھے اور بعضے گرے پڑتے تھے مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضیہ بدر سے آخر رمضان مین فارغ ہوئے تو اول روز شوال مین زید ابن حارثہ کو واسطے بشارت فتح کے جانب مدینہ روانہ فرمایا اور یہ خبر اُس وقت پہونچی جب رقیہ بنت رسول اللہ کے دفن سے اہل مدینہ فارغ ہو چکے تھے اور بعض کتب مین ہے کہ عبداللہ ابن رواحہ بھی ہمراہ زید کے گئے تھے اور شرکت رسول مقبول کی دفن رقیہ مین بدلائل ثابت نہین ہے صرف ایک روایت احاد بعض کتب مین مذکور ہے واللہ اعلم الغرض انجناب صلعم مدینے مین تشریف فرما ہوئے اور دوسرے دن اُساری بدر کہ ستر آدمی تھے لائے گئے اُن مین عباس ابن عبدالمطلب عم رسول اللہ و نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب و عقیل و جعفر ابن ابی طالب و سہیل ابن بیضا و ابوالعاص زوج زینب بنت رسول اللہ وغیرہم تھے کہ نام اُنکے بالفعل کسی کتاب مین نظر نہین آتے موجود تھے چنانکہ صرف عباس اور نوفل ایمان لائے اور معلوم نہین ہوا کہ اُنمین سے کون کون ایمان لائے مگر سہیل ابن بیضا حسب شہادت عبداللہ ابن مسعود بھی ایمان لایا روایت ہے کہ جب مسلمانون نے اسیران بدر کو بند کیا تو عباس ابن عبدالمطلب نے بسبب گرانی بند کے رات کو شور کیا کہ حضرت صلعم کو نیند نہ آئی یارون نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون خواب نہین فرماتے فرمایا نالہ عباس سے جب انصار نے رضاے رحمۃ للعالمین درباب سبک کرنے قید عباس کے دیکھی تو انکے بند سبک کر دیے اور عباس سو گئے حضرت صلعم نے فرمایا اب آواز عباس کی نہین آتی اصحاب نے کہا یا رسول اللہ بند گران انکی سبک کر دی گئی ہے فرمایا سب قیدیون کی بند سبک کرو سبحان اللہ اسی کا نام عدل و انصاف ہے فائدہ جس شخص نے حضرت عباس کو اسیر کیا تھا بہت حقیر تھا ہرگز طاقت مقاومت حضرت عباس کی نہین رکھتا تھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے عباس کو کس طرح گرفتار کیا اُسنے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کرکے اُنھین اسیر کر دیا اور اُسکو نہ مین نے پہلے دیکھا تھا نہ پھر دیکھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اس سے پیشتر حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عباس اس لشکر مین کافرون کے ساتھ آئے ہین جو کوئی انکو پاوے قتل نہ کرے سو فرشتے نے بھی اس حکم کو مانا کہ اسیر کرا دیا قتل نہ کیا ما بجاۃ درباب اسیران بدر ابوبکر صدیق سے پوچھا کہ انکو قتل کرنا چاہیے یا فدیہ لیکر چھوڑنا حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے شاید توبہ کرین اور انکی نسل سے اولاد مسلمان پیدا ہو اور اسی کے مطابق اور بعض اصحاب نے کہا پھر حضرت عمر ابن خطاب سے پوچھا وہ بولے یا رسول اللہ انکو قتل فرمایئے ان لوگون نے تکذیب کی اور مکے سے نکال دیا اور یہ سخت کافر ہین انکے مارنے سے شوکت کفر ٹوٹ جائیگی اور آپ کو اللہ نے مال دنیا سے بے نیاز کر دیا ہے بلکہ ہر کافر کو اُسکے عزیز کے ہاتھ سے قتل کرائیے تاکہ معلوم ہو کہ انکی محبت دلون مین نہین ہے چنانچہ تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین اور جملہ تفسیر جات مذہب امامیہ کی بھی اس کلام کے مؤید ہین اور سعد ابن معاذ و عبداللہ ابن رواحہ وغیرہ بعض صحابہ اس راے کے صواب ہونے مین شریک ہوئے چنانچہ سعد ابن معاذ نے کہا کہ انکو وادی کثیر الحطب مین قید کرکے جلا دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا اے ابوبکر تیری مثال ابراہیم پیغمبر کی ہے کہ وہ فرماتے تھے فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم یعنی جو میری متابعت کرے وہ

ف: روانگی زید ابن حارثہ برائے بشارت فتح

ف: مشورہ درباب اسیران

ف: رہائی عباس

وہ مجھسے ہی اور جو میرے خلاف کرے پھر تو بخشنے والا مہربان ہی اور ای عمر تیری مثال نوح پیغمبر کی ہی کہ وہ فرماتے تھے رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا یعنی ای پروردگار نہ چھوڑ کوئی کافر زمین پر رہنے والا پھر میلان فرمایا حضرت نے جانب رای صدیق
اکبر کے اور فدیہ لینا منظور کیا اور فی نفر اہل دولت سے ہزار درہم فدیہ قرار دیا اور تفسیر کشاف مین ہی کہ فدیہ قیدیان بدر کا
فی نفر بیس اوقیہ تھا اور فدیہ عباس چالیس اوقیہ اور محمد ابن سیرین کہتے ہین کہ فی نفر سو اوقیہ تھا اور چالیس درہم اور چھ دینار
کا اوقیہ ہوتا ہی اور تفسیر زاہدی مین ہی کہ فدیہ ہر اسیر کا چالیس اوقیہ اندوسے درہم تھے مگر فدیہ عباس چالیس اوقیہ بحساب دینار
تھا اور فدیہ جعفر کا ایک روایت مین اور فدیہ عقیل کا دوسری روایت مین اپنے ذمہ عباس نے لیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ فدیہ
اقل از ہزار واکثر چار ہزار سے نہ تھا اور بعض مفلسون کو حضرت نے باحسان چھوڑ دیا اور بعض جو لکھنا جانتے تھے انکو ارشاد
فرمایا کہ فی کس دس دس ابنائے انصار کو کتابت تعلیم کرے اور ابو عزہ شاعر کو اس شرط سے چھوڑا کہ پھر ہمراہ مشرکین خروج نہ کرے
اور سہیل کے ایمان لانے پر عبد اللہ ابن مسعود نے گواہی دی وہ بھی رہا ہوا اور ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ اسطرح رہا
ہوا کہ اسنے زینب کو لکھ بھیجا کہ تم فدیہ بھیجو انھون نے اپنا چندن ہار کہ انکو اپنی مان کی میراث سے ملا تھا کچھ اور نقد ملا کر
بھیجدیا آنحضرت نے اسے پہچانا تو آپ کو رنج ہوا اصحاب نے اسوقت واپس کیا اور ابو العاص کو بلا اخذ فدیہ رہائی دلوائی
مگر یہ شرط کر لی کہ مکہ مین جا کر زینب کو مدینے مین بھیجدینا سو اسنے وہان جا کر فورًا روانہ کیا جب زینب مدینے مین آئین تو
حضرت صلعم نے مفارقت کرادی پھر بعد چند سال کے جب ابو العاص مدینے مین آکر مسلمان ہوا تو حضرت نے نکاح جدید
و بقولی نکاح اولی زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اور زینب اسطرح مکے سے آئین کہ حضرت صلعم نے زید ابن حارثہ اور ایک
مرد انصار کو مکہ معظمہ کو بھیجا اور فرمایا کہ مکے مین داخل نہونا بلکہ بطن وادی یاجج مین کہ بنون وجیم وحاء مہملہ ایک مقام بیرون
مکہ پیش مسجد عائشہ واقع ہی اور وہان سے احرام عمرہ کرتے ہین قیام کرنا وہان زینب تمھارے پاس آئیگی اسکے ساتھ مدینے
کو چلے آنا سو زید ابن حارثہ نے اسیطرح کیا اور دو برس یا چھ برس کے بعد ابو العاص مکے سے مع مال تجارت اہل مکہ
بر آمد ہوا وقت مراجعت اصحاب رسول اللہ صلعم بطلب قافلہ نکلے اور ابو العاص سے ملاقی ہوئے چاہتے تھے کہ مال غارت
کرین اور ابو العاص کو قتل فرمائین یہ خبر زینب کو ہوئی وہ عرض کرنے لگین یا رسول اللہ مسلمانون کو امان دینا کسی کا درست
ہی یا نہین فرمایا درست ہی زینب نے کہا آپ گواہ رہین یا رسول اللہ مین نے امان دی ابو العاص کو جب اصحاب رسول اللہ
اس بات سے مطلع ہوئے تو ابو العاص اور اسکے مال سے متعرض نہوئے بلکہ دعوت اسلام کرنے لگے اور یہ بھی کہا کہ یہ
مال سب تجکو حلال ہوگا ابو العاص نے کہا مجکو شرم آتی ہی کہ ناپاک کرون اپنے دین کو پلیدی سے پھر ابو العاص
داخل مکہ ہوا اور اموال تجارت سپرد کر کے بولا تم لوگ گواہ رہو کہ مین کہتا ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
پھر جانب مدینہ ہجرت کی اور حضرت نے نکاح سابق یا جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اسی مقام سے علما کو
اختلاف ہی کہ اسلام احد الزوجین موجب فسخ نکاح ہی یا نہین روایت ہی کہ ابو العاص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت

دوست رکھتے تھے اور نہایت شفقت اور عنایت اُسکے حال پر فرماتے تھے یہ ابو العاص ابن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف ہیں اور ماں اُنکی ہند بنت خویلد اخت خدیجۃ الکبری تھی اور ابو العاص مشہور بہ کنیت ہوا ہے اور نام لقیط یا مقسم بکسر میم و سکون قاف یا قاسم یا یاسر ہے عبد البر کے نزدیک اکثر قول اول ہے بالجملہ جب اصحاب رسول اللہ اخذ فدیہ پر راضی ہوئے اور لینے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۂ انفال میں یہ آیت کریمہ لائے وما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرہ واللہ عزیز حکیم یعنی کیا چاہیئے نبی کو کہ اُسکے یہاں قیدی آویں جب تک خون کرے ملک میں تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ چاہتا ہے آخرت اور اللہ زبردست ہے حکمت والا کہ غالب کرتا ہے دوستوں کو دشمنوں پر اس مقدمہ میں اللہ نے اپنے رسول کو سمجھایا ہے کہ پیغمبروں کو جہاد سے مال جمع کرنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی ضد توڑنا وہ بات اسمیں ہے کہ قتل کریں کافروں کو تاکہ اُسکے خوف سے کفر کی ضد چھوڑیں اہل اسلام یہ بات سنکر مال غنیمت سے نہایت ڈرے تب اُنکی تسلی کے لیے ارشاد ہوا فکلوا مما غنمتم حلالاً طیبا یعنی کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستھری کہ یہ اللہ کی بخشش اور عطا ہے لیکن غنیمت کے واسطے جہاد نہ کرو بعد اُسکے حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں حضرت عمر نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور صاحب آپ کے کس واسطے گریہ فرماتے ہیں اگر رونا آوے تو میں بھی روؤں اور جو نہ آوے تو بنا کے اور تکلف کروں یعنی باختیار دواعی و اسباب گریہ لاؤں فرمایا حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روتا ہوں اپنے اصحاب پر کہ اُنھوں نے فدیہ اختیار کیا اور انکا عذاب مجھ پر عرض کیا گیا قریب تر اس درخت سے یعنی اشارہ فرمایا ایک درخت کی طرف جو نزدیک واقع تھا روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے اگر نازل ہوتا عذاب تو نجات نہ پاتے مگر عمر و سعد ابن معاذ اسی اضطراب میں یہ آیت کریمہ سورۂ انفال میں نازل ہوئی ولولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے تو تم کو پڑتا اس لینے میں عذاب یعنی اکثر کی قسمت میں مسلمان ہونا لکھا تھا اس سبب سے بچاؤ ہوا علما تفسیر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرات انبیا علیہم السلام بھی کبھوں اجتہاد کرتے ہیں اور اُسمیں خطا بھی ہو جاتی ہے لیکن اللہ صاحب اُس خطا پر رہنے نہیں دیتے بلکہ صواب پر ہدایت فرماتے ہیں لیکن جب پیغمبر نے از روے اجتہاد ایک حکم جاری فرمایا اور بعد ازاں اُسکے خلاف نازل ہوئی نص تو عمل بالاجتہاد ساقط نہیں ہوتا اور عمل بالنص واجب نہیں اسواسطے کہ حضرت صلعم نے جب فدیہ لینے کا حکم بالاجتہاد فرمایا اور بعد اسکے نص برخلاف نازل ہوئی تو حضرت نے قتل کی طرف رجوع نہیں فرمائی بلکہ اُسی فدیہ پر قایم رہے بخلاف مجتہد کے کہ اُسکو بعد اجتہاد اگر ظاہر ہو نص برخلاف تو رجوع کرنا لازم ہے اور مراد کتاب سے عدم مواخذہ ہے خطاے اجتہادی پر یا عدم توریث اہل بدر اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب کسی قوم کو عذاب نہیں فرماتے بسبب اُس فعل کے جسکی نہی صریح نکی ہو اور بعضے کہتے ہیں اس آیہ سے حلال ہوا وہ فدیہ جو مسلمانوں نے اس معرکہ میں لیا تھا شیخ ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح میں بیان کیا ہے کہ ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم نے باسناد صحیح حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب اصحاب با صفائی

چھوڑنا اسیرون کا فدیہ لیکر منظور کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپنے اصحاب کو قتل و فدا پر مخیر فرمایئے
بدین شرط کہ سال آیندہ مسلمان شہید ہوونگے مثل اسیرون کے تب حضرت نے صحاب کو بین القتل والفداء اختیار دیا اس سے
معلوم ہوا کہ اختیار فدا تخییر الٰہی تھا لیکن عتاب اسلیے ہوا کہ وجہ مرجوح اختیار کی اور قاضی ابوبکر کہتے ہین کہ عتاب اخذ
فدیہ پر نہین ہوا کیونکہ سریہ عبداللہ ابن جحش مین بھی فدیہ لیا گیا تھا بلکہ اختیار وجہ ضعیف پر عتاب ہوا ہے اسی پر ستر
مسلمان جنگ احد مین شہید ہوئے اسی جگہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اگر کافر پکڑے آوین تو انکو چھوڑ دینا
مال لیکر جائز نہین اور مفت چھوڑنا بھی درست نہین اسلیے کہ پھر کافرون مین جا ملینگے بلکہ غلام کر رکھنا یا چھوڑنا اس شرط پر
کہ رعیت ہوکر ملک اسلام مین رہین جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک چھوڑنا بھی جائز ہے اور دلائل جانبین کتب اصول فقہ مین
مذکور ہین فائدہ اگرچہ اسوقت اس حکم پر عتاب ہوا کیونکہ بنا بر ہیبت اسلام حکم قتل مناسب تھا لیکن بعد اسکے اس
شریعت مین فدیہ لینے کا حکم آگیا اور کریمہ لولا کتاب من اللہ الخ سے پہلے ارشاد بھی فرمایا ہے کہ جنگ مین خوب خونریزی
کفار کی نہ کرے تب تک اسیرون سے فدیہ نہ لینا چاہیے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بعد خونریزی اور رسوخ ہیبت و رعب اسلام
فدیہ لینا نامناسب نہین فائدہ اصحاب بدر کی بڑی بزرگی ہے اور خلفاء اربعہ انکے سرگروہ ہین چنانچہ حاطب ابن بلتعہ سے
یہ قصور ہوا کہ انھون نے اہل مکہ کو عام الفتح مین حضرت صلعم کی آمد کا حال خفیہ لکھ بھیجا یہ خبر ظاہر ہوئی تو حضرت عمر فاروق
نے کہا یا رسول اللہ اگر ارشاد ہو تو اسکو مار ڈالون حضرت نے فرمایا کہ بدر والے صحابیون کے ایمان اللہ نے جانچ لیے ہین انکے
گناہ پر گرفت نہین ہے تو کیون اسکے قتل کا ارادہ کرتا ہے فائدہ اس غزوہ کا نام قرآن مجید مین یوم الفرقان و یوم التقی
الجمعان و یوم البطشہ الکبری ہے اور یہ فتح اول تھی مسلمانون کی اس سے مشرکون کے دل خوب جلے اور بعد اسکے کافرون پر
صدق پیغمبر بخوبی ظاہر ہوا کہ جو مرا وہ یقین جانکہ مرا اور جو جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر اور کافرون پر ایسا خوف طاری ہوا
کہ عبداللہ ابن ابی سلول منافق سے مع اپنے توابع کے ظاہر مین مسلمان ہوا پوشیدہ نہ رہے کہ جس تاریخ غزوہ بدر واقع ہوا
اسی دن روم فارس پر غالب آیا تو مسلمانون کو دونی خوشی ہوئی اسی سال مین صدقہ فطر کا حکم ہوا مگر تعین ماہ مین اختلاف ہے
بعضے شعبان کہتے ہین اور بعضے رمضان اور اسی سال دوم مین بتاریخ یکم شوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ
طیبہ مین نماز عید پڑھی اسی سال دوم مین عصما بنت مروان یہودیہ کہ پیغمبر خدا اور مسلمانون کی ہجو کرتی تھی عمیر ابن عدی
ابن خرشہ کے ہاتھ سے قتل ہوئی مگر از روے تحقیق معلوم ہوا کہ اس معاملے مین حضرت صلعم کے اشارہ سے ہوا اور یہ انجناب کا حکم تھا عمیر ابن عوف کا خاوند ملا تھا اسنے
اسی سال مین غزوہ بنی قینقاع تاریخ نیمہ پندرھوین شوال کو واقع ہوا اور سبب ہوا کہ بنی قینقاع کی بازار مین ایک عورت مسلمہ سے کسی یہودی نے ٹھٹھا کیا اسنے شور کیا اتفاقیہ ایک مسلمان
آگیا اسنے یہودی کو ملامت کی وہ غصہ ہوا اور سب مسلمانون کو برا کہنے لگا اور قصد کیا کہ مسلمان کو مار ڈالے مسلمان نے بحکم ضرورت تلوار چلائی
یہودی مارا گیا چونکہ وہ محلہ یہودیون کا تھا اکثر یہودی جمع ہوکر مسلمان کو شہید کیا یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آنجناب نے
سرغناے یہود کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ بدعہدی نہ کرو اللہ کے غضب سے ڈرو ایسا نہو تم کو بھی وہ معاملہ پیش آوے

جو قریش سے ہوا اور یہ تم بھی جانتے ہو کہ مین رسول خدا ہون تم کو مجھسے بدعہدی کرنا روا نہین تب انھون نے منافقانہ دست بستہ عرض کی کہ ہم نے حسد نہین کیا آپ زنہار ایسا خیال نہ فرمائین حضرت نے سکوت فرمایا بعد اُسکے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ ان لوگون نے منافقانہ آپ سے بجاحت کی ہے انکا قلع وقمع کرنا چاہیے پس حضرت صلعم نے انکی طرف عزم کیا اور ابو لبابہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور حضرت حمزہ کو علمدار فرماکے مع لشکر روانہ ہوئے جب قریب تر پہونچے تو یہود بنی قینقاع حصارون مین پوشیدہ ہو رہے اور لشکر اسلام نے انکو گھیر لیا گیارہ دن یا پندرہ دن کے بعد از خود حصارون سے باہر نکلے حضرت صلعم نے حکم دیا منذر بن ابن خداعہ سلمی کو حکم دیا کہ انکو قید کرین مگر عبد اللہ ابن ابی سلول منافق نے بہت منت وخوشامد سے چھڑایا سو حضرت رحمۃ للعالمین نے قید سے چھوڑ کر یہ حکم کیا کہ وطن سے نکالے جائین چنانچہ تین دن کے بعد عبادہ ابن صامت نے نکالا کہ موضع اذرعات مین کہ نہر دیر سکون ذوال معیہ ضمیمہ اراضی شام سے ہے چلے گئے وبعد چندے مرے اور اسلحہ انکے اہل لشکر کے ہاتھ آئے انمین سے تین کمانین کتوم وروحا وبیضا اور دو زرہ ہفد یہ وفضفہ اور تین تلوار بن قلعی وتبار تیسرے کا نام نہین معلوم اور دو نیزے کہ شاید انکے نام بھی کسی تاریخ کی کتاب مین نہین لکھے ہین پسند فرمایے بعد اُسکے پانچوان حصہ اللہ کا حق نکال کر تقسیم کیا اسی سال مین تاریخ پانچوین ذیحجہ غزوہ سویق واقع ہوا وجہ اُسکی یہ ہوئی کہ ابو سفیان نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک کشتگان بدر کا عوض محمد سے نہ لونگا عورت سے صحبت وغسل جنابت نہ کرونگا سو قسم اتارنے کو دو سو سوار ساتھ لیکر موضع عریض تک جہان سے مدینہ تین میل ہے آیا اور ایک آدمی انصاری اپنا مزدور لیے ہوئے کھیت مین کام کرتا تھا بعضے کہتے ہین کہ وہ سعید ابن عمرو تھا سو اُسکو شہید کرکے پھر گئے اور گھر اور درخت جلادیے اور اپنے زعم مین سمجھا کہ قسم اُترگئی جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے ابو لبابہ کو خلیفہ کرکے دو سو بہادرون سے اُسطرف تشریف لے چلے ابو سفیان بھاگا آنجناب اُسکے پیچھے قرقرۃ الکدر تک چلے گئے مگر وہ نہ ملا صرف اکثر زاد راہ بوجہ اضطراب کی حالت مین چھوٹ گیا تھا ہاتھ لگا اُسمین اکثر تھین سویق کے بھی تھین یعنی گیہون اور جو کے ستو پانچ دن بعد انحضرت مدینے مین تشریف لائے اور دسوین ذیحجہ صلوۃ عید الاضحی ادا کی اور قربانی فرمائی اس غزوہ کو بعضون نے سال سوم مین لکھا ہے اور بعض نے قبل غزوہ سویق لکھا ہے اسی سال مین غزوہ قرقرۃ الکدر ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ بنی سلیم وغطفان کے جمع ہونیکی خبر موضع کدر مین دریافت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایذا دہی اہل اسلام کا مشورہ کرتے ہین سو آنجناب نے عبد اللہ ابن ام کلثوم کو خلیفہ کیا اور لوائے مبارک حضرت علی مرتضی علیہ السلام کو دیا اور دو سو اصحاب اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب قرقرۃ الکدر مین پہونچے تو وہ لوگ منتشر ہوکر جنگل مین چند چرواہے مع اونٹ ہاتھ آئے انمین یسار نامی ایک غلام بھی تھا اصحاب نے اُس سے کفار کا حال دریافت کیا اُسنے کہا مین واقف نہین ہون ناچار آنحضرت صلعم جانب مدینہ روانہ ہوئے اور موضع ضرار مین پہونچکر یہ شتران غنیمت تقسیم کیے دو دو اونٹ فی نفر ملے اور یسار غلام اور پانسو اونٹ آنحضرت کو ملے یسار کو آنجناب نے بسبب نمازی ہونے کے آزاد فرمایا پوشیدہ نرہے کہ اس سفر مین پندرہ شب مدینہ باسکینہ سے غیبت رہی ہے بعد اُسکے غالب ابن عبد اللہ لیثی مع لشکر قبیلہ غطفان وسلیم پر بھیجے گئے وہان مقابلہ ہوا تین مرد اسلام کے اس سریہ مین شہید ہوئے اور باقی سلامت

باغنیمت مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی سال مین امیہ ابن الصلت شاعر مر گیا یہ شخص ایام جاہلیت مین خیال تدین وتالہ دل مین
رکھتا تھا بعد ازان عیسائی ہوا اور بت پرستی سے تبرا کرکے علماے اہل کتاب کی صحبت مین رہنے لگا انھون نے اخبار ظہور پیغمبر
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مطابق توریت وانجیل کے بیان کیے یہ از راہ حماقت بنظر اپنے فضائل نفسانیہ کے امید رکھتا تھا کہ مین
نبی ہون گا جب کہ خبر طلوع آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکے کان مین پہونچی تو اسکو خدا نے
ایسا گھیر لیا کہ شقاوت ازلیہ مین گرفتار ہوا اور اسی حال مین داخل نار ہوا اشعار اسکے متضمن علم وحکمت جب حضرت کے سامنے
پڑھے جاتے تو فرماتے آمن لسانہ وکفر قلبہ یا آمن شعرہ وکفر قلبہ فائدہ حسد ایسی بد چیز ہے کہ آدمی کا ایمان اس سے جاتا ہے شیطان
رجیم کو دیکھو کیسا عابد وزاہد تھا اور کسطرح کا علم وحکمت اللہ نے اسکو دیا تھا صرف حسد نے اسکو مردود کر دیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الحسد یاکل الحسنات کما یاکل النار الحطب یعنی حسد کھا لیتا ہے نیکیون کو جسطرح آگ کھاتی ہے لکڑی کو اور تفصیل اسکی
قصہ حضرت یوسف علیہ السلام مین لکھی گئی ہے بعد ازان اسی سال مین غزوہ نجد جسکو غزوہ ذی امر وانمار بفتح ہمزہ وسکون نون
کہتے ہین واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ بنی ثعلبہ ومحارب موضع نجد پر مجتمع ہین باین عزم کہ
اطراف مدینہ لوٹین اور افسر انکا دعثور بفتح دال وسکون عین مہملتین وثاء مثلثہ فوقانیہ ابن حارث ہے وبروایتی غورث بفتح غین
معجمہ وسکون واو پسر حارث تھا لہذا آنجناب نے حضرت عثمان کو مدینے مین خلیفہ کیا اور چار سو پچاس سوار لے کے تشریف
لیچلے اور موضع ذی القصہ مین پہونچے زنگار پہاڑ کی گھاٹی مین چھپ رہے ایک ماہ کامل اسی جگہہ اقامت فرما کے واپس تشریف
لائے صرف ایک شخص سے ثعلبہ کا ہاتھ آیا کہ وہ مسلمان ہوا اور دعثور بھی اسلام لایا کذا فی المدارج اور جو صاحب مواہب اللدنیہ نے
اسکا غزوہ ذات الرقاع مین لکھا ہے سو ہے اس سبب سے کہ بخاری کی حدیث سے وہ دوسرا شخص معلوم ہوتا ہے فائدہ مخفی
نہ رہے کہ غزوہ بنی قینقاع وسویق وبنی سلیم وذی امر حسب تحقیق صاحب بہجۃ المحافل سال دوم مین بعد جنگ بدر واقع ہوئے ہین
اور مابین انکے سریہ قردہ بفتح یا بکسر قاف وسکون را جسمین زید ابن حارثہ مع سو سوارون کے بھیجے گئے تھے واقع ہوا
اور سبب یہ ہوا کہ مدینے مین خبر پہونچی کہ قریش براہ عراق شام کو بعزم تجارت جاتے ہین زید ابن مع سواران بحکم رسول مقبول
جا کر انکو لوٹ لیا چاندی وغیرہ ہاتھ آئی کہ بیس ہزار درم خمس نکلا ابو سفیان وصفوان ابن امیہ وحویطب ابن عبد العزی و
عبد اللہ ابن ابی ربیعہ مع دیگر شرفاے قریش بھاگ گئے یہ سریہ بموجب تحقیق صاحب مدارج غرہ جمادی الاخری مین ہوا اور
بعضے اہل سیر غزوہ نجد اور سریہ زید ابن حارثہ سال سوم مین بیان کرتے ہین اسی سال مین بعد سریہ زید کعب ابن اشرف
یہودی مارا گیا یہ مردود قبیلہ بنی طے سے تھا مان اسکی یہود بنی نضیر سے یہ شخص بڑا مالدار تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کمال دشمنی رکھتا تھا محمد ابن مسلمہ صحابی انصاری اسکے قتل پر مامور ہوے اور اجازت حاصل کی کہ جو کچھ جی مین آوے
کہین چنانچہ اس کافر سے بحاظر رابطہ قدیم جا ملے اسنے پوچھا کہان آئے فرمایا قرض خواہ آیا ہون کیونکہ جب سے یہ شخص باشارہ
بحضرت رسول مقبول کیا ہے ہم لوگون کو بڑی زیرباری ہے اس مردود نے کہا انھین نکال دو نہین تو زیادہ خراب ہو گے

فرمایا اپنی بات کا خیال ہے ابھی خلاف عہد کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چند روز دیکھتے ہیں کعب مردود شکایت سنکر راضی ہوا
اور کہا کچھ رہن کے لیے لاؤ محمد ابن مسلمہ نے کہا شام کو ہتھیار لاؤنگا چنانچہ مع ابونائلہ بنون قبل الف وبعدہ تحتانیہ نام انکا
ملکان ابن سلام کہ برادر رضاعی کعب ابن اشرف کے تھے گئے اور تین آدمی اور کہ بروایت بخاری ابوعبس بن جبر وحارث بن اوس
وعباد بن بشر انکے نام ہیں محمد ابن مسلمہ کے ہمراہ تھے اسوقت کعب گھر میں تھا آواز دی اسنے ارادہ باہر آنے کا کیا اسکی
عورت کاہنہ تھی آواز ہی سے اسنے جانا کہ یہ لوگ بارادۂ قتل آئے ہیں سو اسنے بمبالغہ تمام منع کیا کہ مت جا اس آواز سے
خون ٹپکتا ہے کعب نے کہا کہ محمد ابن مسلمہ میرا دوست اور ابونائلہ برادر رضاعی ہمارا اپنے کام کو آئے ہیں کچھ اندیشہ نہیں ہے القصہ کعب
باہر آیا اسکے آنے سے پیشتر محمد ابن مسلمہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ میں بالون میں ہاتھ لگانے کے بہانے سے اسکے بال
پکڑونگا تم اسکا سر کاٹ لینا جب کعب آکر بیٹھا لباس نفیس پہنے خوشبو لگائے تھا محمد ابن مسلمہ نے کہا تم تو اسوقت خوب ہی خوشبو
میں مہکتے ہو اور کپڑے اچھے پہنے ہو اسنے کہا میرے پاس عورتیں بہت پاکیزہ خوبصورت ہیں اس سبب سے میں معطر رہتا ہون
محمد ابن مسلمہ نے کہا تمھارے بالون میں بہت اچھی خوشبو آتی ہے اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سونگھون اسنے کہا بہت
اچھا محمد ابن مسلمہ نے بال ہاتھ میں لیے اور سونگھنے لگے اور اپنے ساتھیون کو سونگھائے پھر دوسری بار سونگھنے کی اجازت لی
اکو خوب مضبوط پکڑا اور ہمراہیون سے کہا تو انھون نے صاف سر کاٹ لیا اور حضور اقدس میں آکر خبر کی اور سر ناپاک قدم مبارک
کے نیچے ڈال دیا مدارج النبوۃ میں ہے کہ یہ اول زمانہ اسلام میں سر کٹ کر حضور اقدس میں آیا ہے اور حارث ابن اوس کے ایک زخم
اسی ہمراہیون کے ہاتھ سے لگا تھا جب سر کاٹنے میں خون بہت جاری تھا رسول مقبول صلعم نے اس زخم کو ہاتھ سے مل دیا
فوراً اچھا ہوگیا یہ کعب یہودی مدینے سے مکے میں گیا اور اسلام کی ہجو اور پیغمبر خدا صلعم کے نکوہش کرکے کشتگان بدر سے
نہایت متاسف ہوکر قریش کو آمادہ کیا کہ تم حملہ کرو پھر مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج ہوا محمد
ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اسکا سر کاٹ لاؤن سو انکو اذن ملا کہ انھون نے پانزدہم
ربیع الاول میں شب ماہ میں سر کاٹا اور حضور میں حاضر کیا کذا فی روضۃ الاحباب مگر بخاری میں قتل کعب مذکور ہے سر کاٹ
لانیکا ذکر نہیں ہے اکثر اہل سیر نے اس قصہ کو سال سوم میں قبل غزوہ بنی نضیر بیان کیا ہے جبکہ قبیلہ اوس بہادر نے کعب ابن الاشرف
یہودی دشمن پیغمبر خدا کو قتل کیا تو قبیلہ خزرج کے عاقلون نے یہ مشورہ کیا کہ ہم بھی کسی دشمن پیغمبر کو جو نظیر ابن الاشرف ہو قتل کرین
تاکہ اوسیون کو ترجیح نہونے پاوے چنانچہ یہ قرار پایا کہ ابو رافع تاجر یہودی بڑا موذی ہے اور خیبر میں رہتا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے
اسی سال میں بقول ابن اسحق قتل ہوا اور صورت واقعہ یون ہوئی کہ عبد اللہ بن عتیک بن قیس رضی اللہ عنہ صحابی انصاری
خزرجی کو چند آدمی انصار پر سردار کرکے روانہ کیا یہ حضرت قریب شام خیبر میں پہونچے ابو رافع سلام ابن ابی الحقیق برادر کنانہ
ابن الحقیق زوج اول صفیہ ام المومنین بڑا مالدار تاجر تھا ایک گڑھی اسنے بنائی تھی لوگون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی
کی ترغیب کیا کرتا تھا اور قرار واقعی مدد اعانت کرتا تھا جب گڑھی کے متصل گئے تو عبد اللہ نے اپنے ہمراہیون سے کہا

کہ تم ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون اگر دھب لگیگا تو چپکے سے گھس کے ابو رافع کا کام تمام کرونگا جب اُسکے دروازے کے پاس
پہونچے تو معلوم ہوا کہ گدھا گم ہو گیا تھا اُسکی تلاش کے لیے کچھ لوگ مشعل لیے نکلے تھے یہ اون مین شامل ہو گئے جب وہ لوگ
دروازے مین داخل ہونے لگے تو یہ باہر دروازے کے بیٹھ گئے جسطرح کوئی استنجے کو بیٹھ جاتا ہی دربان نے جانا کہ یہ آدمی
گدھی کا ہی کہا ای بندہ خدا جلد آ مین کواڑ بند کرتا ہون عبد اللہ ابن عتیک دروازے مین داخل ہوئے فرماتے ہین کہ مین
ایک گدھے کے نہان مین پوشیدہ ہو رہا چوکیدار نے جس مقام پر کنجیان رکھین اُنکا دھیان مین نے رکھا جب وہ سو گیا مین نے
کنجیان لین ابو رافع کے پاس کہ وہ بالاے خانہ پر رہتا تھا قصہ گو دیر تک قصہ کہتا رہا جب وہ خاموش ہوا مین بالاخانے پر گیا اور
جس دروازے کو کھولتا تھا اُسکو پھر اندر سے بند کر لیتا تھا کہ اور کوئی باہر سے آ نہ سکے ابو رافع اپنے عیال مین سوتا تھا مجھے معلوم
نہوا کہ وہ کہان ہی مین نے پکارا ای ابو رافع وہ بولا مین نے اُسکی آواز پر تلوار ماری خالی پڑی کچھ کام نہ نکلا ابو رافع نے ایک چیخ ماری
اور مین اُس مکان سے باہر نکل آیا اور تھوڑا توقف کرکے پھر اندر مکان کے جا کے بہ تبدیل آواز کہا کیا ہی ابو رافع تو نے کیون
آواز کی اُسنے کہا تمھاری خرابی ہو کسی شخص نے مجھ پر ابھی حربہ کیا تب مین نے بڑھ کے اُسکے پیٹ پر تلوار مارکے اس زور سے
دبائی کہ پیٹھ کی ہڈیون سے بھی گذر گئی اور مین وہان سے دروازے کھولتا ہوا چلا زینے سے اُترتے شب ماہ تھی مین سمجھا کہ زمین
آگئی پیر کو دھوکے سے بڑھا کے رکھا تو گر پڑا میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اُسی وقت پگڑی پھاڑی اور پٹی چوٹ پر باندھی
اور دروازے سے نکل گدھی کے قریب ٹھہر رہا اس خیال سے کہ جب خوب تحقیق ہو جاے کہ ابو رافع فی النار ہوا تب چلون جب صبح
ہوئی تو قلعہ کے برج پر نوحہ گر عورت نے پکارا انعی ابا رافع تاجر اہل الحجاز یعنی خبر موت سناتی ہون ابو رافع تاجر اہل حجاز کی
تب مین نے وہان سے چلکے عبد اللہ ابن انیس وغیرہ ساتھیون کو خبر کی اور کہا یہ خبر حضور اقدس مین پہونچاؤ مین بھی آتا ہون مگر اُن
سے جلد پہونچا اور سب حال حضور مین عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور میری چوٹ پر دست مبارک پھیرا اور صحت ہوئی
گویا کبھی چوٹ نہ تھی اس قصے مین عبد اللہ امیر تھے اور عبد اللہ ابن عتبہ اور ابو قتادہ اور مسعود ابن سنان اور اسود ابن خزاعی و عبد اللہ
ابن انیس ہمراہ اُنکے صحیح بخاری مین حدیث اس قصے کی اوائل کتاب المغازی مین بعد غزوہ بدر کے لکھی ہی اور اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہی کہ قاتل ابو رافع عبد اللہ ابن عتیک تھے لیکن اکثر اہل تاریخ کہتے ہین کہ قاتل ابو رافع عبد اللہ ابن انیس تھے بالجملہ جب سال
سوم ہجری شروع ہوا تو آنجناب صلعم اکثر ربیع الاول مدینے مین جلوہ فرما رہے بعد ازان جانب بحران تشریف لے گئے اور تمام ماہ ربیع الثانی
و جمادی الاول وہین مقیم رہے مگر نوبت محاربہ نہین پہونچی آخر کار مدینے مین مراجعت فرما ہوئے اور ماہ شعبان مین حفصہ بنت عمر ابن خطاب سے
نکاح فرمایا اور ام کلثوم کو عثمان ابن عفان سے عقد کر دیا اور ارشاد کیا کہ اگر چالیس بیٹیان ہوتین تو ایک کو دوسرے کے بعد عثمان سے
عقد کر دیتا حتی کہ اُنمین کوئی باقی نہ رہتی اور ماہ رمضان مین زینب بنت خزیمہ ہلالیہ سے نکاح کیا اور پانزدہم ماہ مذکور حضرت امیر المومنین
حسن مجتبی پیدا ہوئے **فائدہ** حضرت شیخ المحدثین نے جذب القلوب مین غزوہ بحران اسی سال مین لکھا ہی اور اُنکے حساب سے
یہ غزوہ ششم قرار پاتا ہی اور مؤلف بحر المناقب نے اس غزوہ کا ذکر نہین کیا اور غزوہ احد کو غزوہ ہفتم قرار دیا ہی اور احد کی تفصیل یہ ہی کہ

کہ

بفاصلہ ایک فرسنخ مدینے سے زبیر ابن بکار کے نزدیک قبر ہارون علیہ السلام کی وہین واقع ہو کذا فی التوشیح الغرض بتاریخ پانزدہم
شوال روز شنبہ وبروایتے یازدہم وبروایتے ہفتم وبروایت امام مالک رح بعد انقضاے ایک سال غزوہ بدر سے کہ اکتیسوان مہینا ہجرت
کا شروع تھا غزوہ احد واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ جب مشرکین قریش بدر سے مراجعت کرکے مکہ معظمہ مین آئے تو اقارب عشایر
مقتولین بدر ابوسفیان ابن حرب کے ملنے کو گئے اور کہا کہ تمام منفعت مال تجارت جسکو تو شام سے لایا ہی لشکر آرائی مین صرف کر
ہم کو محمد صلعم سے مقابلہ کرنا منظور ہی تو اسمین کیا صلاح دیتا ہی ابوسفیان نے کہا کہ اگر تم سب لوگ اسپر راضی ہو تو مین اول اس بات
پر راضی ہون اور بنی عبد مناف بھی میرے شریک ہین جب یہ صلاح باہمد گر قرار پائی تو سب نے ملکر متاع تجارت کہ دار الندوہ مین
رکھی تھی نکالی اور بیچ ڈالی چنانچہ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار مثقال طلا اس تجارت کا راس المال تھا جب بیچا تو ساوی
فائدہ ہوا راس المال مالکون نے اپنے گھر مین رکھا اور انتفاع کی مال کو لشکر آرائی مین صرف کیا اور اطراف مین ایلچیون کو
بھیجکر اپنے ہم مشربون کو بلوایا عمرو ابن العاص وہبیرہ ابن ابی وہب وابن الزبعری وابو عزہ جمحی شاعر نے ایلچی گری کی تھی
بعد اسکے یون صلاح ہوئی کہ اکثر مرتبہ عورتین بھی ساتھ چلین اور وقت جنگ سرود لیکر اپنے باپون وبھائیون کا قتل ہونا یاد
کرکے نوحہ کرین تا کہ اہل فوج کو داعیہ حرب مین مضبوطی پیدا ہو اس عرصہ مین عباس ابن عبد المطلب مکے مین تشریف رکھتے تھے
انہون نے ایک مرد قبیلہ بنی غفار کو قاصد اجرہ دار مقرر کرکے مدینے مین بھیجا اور ایک خط بھی لکھدیا جب قاصد مذکور یہان آیا
تو حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہوئی اسنے حضرت کو پوچھا لوگون نے کہا آنجناب محلہ قبا مین جلوہ فرما ہین
وہ قاصد وہین چلا گیا جب مسجد قبا پر پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اسنے خط دیا آنجناب نے لفافہ چاک فرماکر
ابی ابن کعب کو دیا انھون نے مضمون سنایا حضرت نے فرمایا کہ اس راز کو پنہان رکھو بعد اسکے سعد ابن ربیع کے گھر گئے انسے
خلوت مین تمام حال کہا اور مدینے کو تشریف لائے سعد کی عورت نے بھی کسی طرح سن لیا تھا اس سبب سے کھلا بعد اسکے یہودیون
ومنافقون مین کانا پھوسی شروع ہوئی کہ آدمی مکے سے آیا ہی مگر خبر خوش نہین لایا ہی جس سے محمد کو مسرت ہوئی ہو الغرض یہ خبر
مشہور ہوئی اور کفار قریش مکہ معظمہ سے باہر نکلے ابو عامر راہب اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر شامل لشکر کفار ہوا پس کفار قریش نے
جتھا باندھکر ذو الحلیفہ مین ڈیرہ ڈالا تین دن کا مقام ہوئے لشکر کا شمار کیا تو مرد جنگی تین ہزار ہوئے انمین سات سو زرہ پوش تھے
اور سامان یہ کہ تین ہزار اونٹ دوسو گھوڑے پندرہ ہودج ہزار مغنیات اور مسماۃ ہندہ ابوسفیان کی جورو بھی سبکے ساتھ اور جمیع سردار
وشرفا مثل ابی سفیان و اسود ابن مطلب و جبیر ابن مطعم وصفوان بن امیہ وعکرمہ بن ابی جہل وحارث ابن ہشام وعبد اللہ ابن ربیعہ وحویطب
ابن عبد العزی وخالد ابن ولید وابو عزہ جمحی شاعر مع خویش واقارب اپنے سب اس لشکر مین موجود تھے سرداری اس لشکر کے ابوسفیان
پر قرار پائی تھی اور سالاری خالد ابن ولید پر جب یہ سب اخبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت ہوئے تو آنجناب نے انس ومونس پسران
فضالہ کو بنا بر تحقیق احوال بطور جاسوس روانہ کیا وہ خبر لائے کہ عریض کے کھیتون مین کافرون نے اپنے لشکر کے اونٹ اور گھوڑے
چھوڑے ہین ایسا نظر آتا ہی کہ اب سبزہ باقی نرہیگا بعد اسکے بنا بر اطمینان دوسری بار حباب ابن المنذر کو روانہ فرمایا کہ تم خبر مرتب تحقیق کی

عرض کردہ جب پلٹ کر آئے تو خبر مفصل مع کیفیت وکمیت لشکر مطابق تحریر عباس ابن عبد المطلب التماس کی اُس رات
یعنی شب جمعہ جسکی صبح کو لڑائی ہونے والی تھی سعدؓ ابن معاذ و سعدؓ ابن عبادہ و اُسیدؓ ابن حضیر یا جماعہ دلاوران دولتخانہ رسول مقبول
پر بیدار رہے اور اکثر اصحاب باصفا حراست مدینہ طیبہ مین مصروف رہے اس غزوہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرضی ہوئی
کہ مدینہ سے باہر نہ نکلین اسلیے اصحاب و احباب سے شوری فرمایا اکثر مہاجر و انصار نے و نیز عبد اللہ ابن ابی ابن سلول منافق نے
بھی حضرت رسول مقبول کی رائے سے موافقت کی اور کہا کہ ہمارا تجربہ شاہد ہی کہ عدم خروج مین ظفر ہوتا ہی اور ابی ابن کعب بھی
اسمین شریک ہوئے الا بعض جوانان انصار بترغیب شہادت متمنی ہوئے کہ میدان مین نکل کر بمقابلہ کفار نگون سار کرنا چاہیے
حضرت امیر حمزہ عم رسول اللہ و سعد ابن عبادہ و نعمان ابن مالک و قبائل اوس و خزرج نے اُنکی موافقت کی بالجملہ اس رد و بدل مین
اسقدر مبالغہ ہوا کہ حضرت صلعم بھی اُسی طرف مائل ہوئے چنانچہ صبح کو جمعہ کا دن تھا حضرت نے خطبہ فرمایا و بالہام حق احبا کے اُن
مطلع ہو علانیہ ارشاد کیا کہ اللہ کی مرضی فتح و نصرت کی ہی دل توی رکھو اور لشکر آراستہ کرو پھر بعد نماز عصر حجرہ شریفہ مین تشریف
لیگئے شیخین رضی اللہ عنہما ہمراہ تھے دونون نے اپنے ہاتھ سے سر مبارک پر دستار باندھی اور دو زرہین پہنا کر ادیم کا پٹکا کمر سے
باندھا اصحاب جان نثار بقدوم سید ابرار بیرون حجرہ منتظر تھے کہ حضرت صلعم اس شان سے تلوار حمائل کیے سپر پشت پر لٹکائے
نیزہ ہاتھ مین لیے تشریف لائے تو جن لوگون کی مرضی باہر جانے پر قرار پائی تھی وہ سخت نادم ہوئے اور کہا یا رسول اللہ جو کچھ
آپ کے دل مین ہو کیجیے ہم خلاف مرضی کرنا نہین چاہتے فرمایا مین نے اول تم سے کہا تم نے نہ مانا اب مین سلاح باندھ کر کھول نہین سکتا
جب تک اللہ تعالے فیصلہ نفرما دے اب تو جو ارادہ کر چکے ہو کرو بشرط صبر فتح تمہاری ہی اگر میرے کہنے پر قائم رہوگے پھر تین
نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے طیار کرائے مہاجرین کا علم بردار علی مرتضی شیر خدا کو و بقولی مصعب ابن عمیر کو فرمایا اور قبیلہ
اوس کا جھنڈا اسید ابن حضیر کو دیا اور طائفہ خزرج کا نیزہ خباب ابن المنذر کو خواہ سعد ابن عبادہ کو بخشا اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ
مقدسہ مین اپنا خلیفہ فرمایا اور اسپ تیز گام خوش خرام پر سوار ہوئے کمان گردن سے لٹکائی نیزہ ہاتھ مین لیا اور جانب احد کہ
تین کوس مدینے سے ایک پہاڑ ہی متوجہ ہوئے اُسوقت ہمراہ رکاب ظفر انتساب سو زرہ پوش تھے اور سعدین رضی اللہ عنہما نامداران شجاعان
انصار سر مین پہنے ہوئے پیش پیش اور کفار کی شرارت سے دل ریش شوق شہادت مین از ہمہ بیش چلے جاتے تھے دفعۃً جعال ابن سراقہ
حضرت رحمۃ للعالمین کے روبرو ہوا اور ٹھنڈی سانس بھر کر بولا یا رسول اللہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ کل مارے جائینگے حضرت صلعم نے فرمایا الٰہی الذی
کلمہ بعد از زیادہ اس سے نہین کیا بعد ازان بنی نجار مین منزل فرمائی اور اپنے لشکر کی موجودات دیکھی تو جماعۂ اطفال نوخیز ان سے مثل
عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب و زید ابن ثابت و اسامہ ابن زید ابن ارقم و براء ابن عازب و اُسید ابن ظہیر و عرابہ ابن اوس و ابو سعد خدری و سمرہ
ابن جندب و رافع بن خدیج بسبب کم سنی کے چھانٹ ڈالے گئے اور روانہ مدینہ ہوئے الا رافع و سمرہ اپنی استدعا سے رہ گئے جب آفتاب غروب ہوا
بلالؓ نے نماز مغرب کی اذان کہی حضرت نے نماز بجماعت ادا فرمائی رات بھر وہین مقام ہوا الغرض حضرت صلعم بنی نجار مین فروکش ہوئے اور باقی
اصحاب غیرہ قریب قریب اُترے اُس رات محمد ابن مسلمہ نے پچاس آدمی لیکر لشکر کی محافظت کی و ذکوان ابو سبع بن عبد قیس نے خیمہ مبارک کی

پاسبانی کی لشکر قریش وہان سے بہت نزدیک تھا سب حال یہان کا وہ لوگ مشاہدہ کرتے تھے کہ لشکر ظفر پیکر اسلام مین ہوشیاری ہو رہی ہی کر
وہ بھی ہوشیاری اپنی چوکی پہرے سے کرنے لگے الحاصل جانبین مین رات بھر ہوشیاری بیداری رہی صبح کو حضرت رسول مقبول صلعم
سوار ہوئے و ابو خیثمہ حارثی نے راہ بتلانے کو پیش پیش چلے قبیلہ بنی حارث مین ایک اندھے منافق بے ایمان نے صرف براہ حسد جھولیان
خاک کی لشکر پر یون پڑ ڈالین چونکہ خاکساری و عاجزی و تیرہ ایمانی ہی کسی نے تعرض نہ کیا مگر سعد بن زید اشہل نے ناراض ہو کر اُس اندھے
کی ایک کمان ماری تا کہ اپنی حرکت حاسدانہ سے باز آوے حضرت صلعم اس حرکت سے بھی ناراض ہوئے کہ خلاف حلم و بردباری ہی جب
احد مین پہونچے صبح کا وقت تھا نماز صبح بجماعت اذان و اقامت ادا فرمائی اور عبد اللہ ابن ابی سلول منافق کہ مع تین سو نفر بنی حارثہ
و بنی سلمہ کے لشکر کے ساتھ تھا باوجود فہمایش عبد اللہ ابن حرام کی چلا گیا ایک روایت ہی کہ پہلی ہی منزل سے چلا گیا تھا کہ اہل مدینہ نے بہت ملامت
کی اور اُسکے رفقا نہایت پشیمان ہوئے بعد اُسکے غزوہ اسلام نے بحکم سید انام علیہ السلام صفوف اہل اسلام آراستہ کین احد کو پشت گردانا مدینہ باسکینہ کو
روکیا عینین بفتح عین و سکون تحتیہ علی صیغۃ التثنیۃ جانب چپ قرار دیا یہ بھی ایک پہاڑی قریب احد واقع ہی اسمین ایک غار بھی تھا خطرہ یورش آمد
کفار رہذا آنحضرت علیہ السلام نے عبد اللہ ابن جبیر کو پچاس تیر اندازون سے وہان معین فرمایا اور تاکید کر دی کہ مقام نہ چھوڑنا غالب مغلوب خیال
بعد آستہ نفیس نفیس صف غازیان آراستہ فرمائی کہ عکاشہ ابن محصن اسدی یا زبیر ابن العوام کو میمنہ اور ابو سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو میسرہ کیا
اور ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص کو آگے اور مقداد ابن الاسود کو پیچھے فرمایا اور اسد حمزہ رضی اللہ عنہ کو قلب مین جگہ دی اور
امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب نے معیت و مصاحبت اشجع العرب و العجم صلعم کی اختیار کی اور مترصد ہوئے کہ جس مقام مین
ارشاد ہو اُسی طرف متوجہ ہون اور مشرکون نے بھی صف آرائی کی میمنہ نے میسرہ خالد ابن ولید کو اور میسرہ نے میمنہ عکرمہ ابن ابی جہل کو اور
ابو سفیان قلب لشکر مین ٹھہرا اور صفوان ابن امیہ مع عمرو ابن عاص سوارون کا سردار ہوا اور صحیح یہ ہی کہ صفوان مع توابع اپنے کے برابر
رخنہ کوہ قایم ہوا اور عبد اللہ ابن ابی ربیعہ تیر اندازون کا افسر قرار پایا اور علم بردار طلحہ ابن ابی طلحہ ہوا تب حضرت صلعم نے یارون سے پوچھا علمدار
اہل شرک کون شخص ہوا یارون نے عرض کیا کہ بنی عبد الدار فرمایا مصعب ابن عمیر علمدار اسلام ہو کہ وہ علم اسلام لیکر آگے ہوئے اسد م بروایۃ صحیحہ
جانب اسلام سات سو نفر پیادے تھے اور لشکر کفار مین تین ہزار جب صفین آراستہ ہوئین تو اول ابو عامر راہب فاسق مع اپنے توابع کے نکلا
اور تیر مارنے لگا اور کہتا تھا انا ابو عامر اہل اسلام بولے لا مرحبا بک و لا اہلا اور عورتون نے دف بجا کر اشعار گانا شروع کیے اور اپنے نامردون کو
لڑائی کی تحریص کرنے لگین جبکہ جانب کفار سے تقدیم ہوئی تو اسطرف کے تیر اندازون نے بھی تیر اندازی شروع کی ابو عامر مع توابع و لواحق
و بروایتی پندرہ و بروایتی پچاس نفر تھے بھاگا اُسکے بھاگنے سے سواران مشرکین بھی بھاگ چلے اُس حالت مین طلحہ ابن عثمان جسے عبد الدار نے
میدان مین آکر کہا ای محمد صلعم تمہارا زعم یہ ہی کہ ہم لوگ تمہاری تلوار سے دوزخ مین جاتے ہین اور تم لوگ ہماری تلوار سے جنت مین جاتے ہو
سو کون ہی جو میدان مین آوے کہ اُسکو بہشت مین داخل کرون یا وہ مجھے دوزخ مین پہونچاوے اُسی وقت حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب تلوار کھینچ کر میدان مین آئے اور دو حربے فرمایا ایک سر پر لگا اور دوسرا پیر پر کہ وہ مردود گرا اور برہنہ ہو گیا اُسنے نہایت
و سماجت سے حقوق خویشی و قرابت یاد دلائے حضرت امیر نے درگذر کیا تب حضرت رحمۃ للعالمین صلعم نے پوچھا ای علی کس لیے اُسکو چھوڑ دیا

التماس کیا کہ رحمت ربانی وصلہ رحم نے اسکی شفاعت کی ناچار مین نے چھوڑ دیا روایت ہی کہ مصعب ابن عمیر نے آخرکار قتل کیا ہی
بعد اسکے طلحہ ابن ابی طلحہ علم بردار نے میدان مین آکر پکارا جس کسی کو دعوی بہادری ہو نکل آئے اسی وقت نقطہ دائرہ مطالب
معبد علی حضرت امیر المومنین علی مرتضی شیر خدا ابین صفین جلوہ فرما ہوئے اور علمدار سے مقابلہ فرمایا اور ایک تلوار ماری کہ اسکے سر
زخم پہونچا اس حال مین اسکی زوجہ نے دوڑ کر کہا ای علی اسکو نہ مار آنجناب نے چھوڑ دیا اور لشکر مین لوٹ آئے لوگون نے پوچھا ای علی طلحہ کا
کام ناتمام کیونکر چھوڑ آئے فرمایا اسکی عورت نے منت کی اس باعث سے مجھکو رحم آیا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہی کہ آنجناب نے کام طلحہ کا
تمام کردیا اور اسکے مارے جانے سے لشکر اسلام مین تکبیر فتح ہونے لگی اور مشرکین قریش مین صورت اضطراب نمودار ہوئی بعد اسکے
عثمان ابن طلحہ نے علم لیا حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ایک تلوار ماری کہ اسکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا تب ابو سعید ابن ابی طلحہ نے
علم لیا حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ایک تیر مارا کہ حلق مین لگا اور زبان اسکی بلند سگ نکل آئی پھر شافع ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا
عاصم ابن ثابت ابن ابی افلح نے اسکو تیر سے مجروح کردیا کہ قریب ہلاکت پہونچا مشرکون نے اسکی لاش مسماۃ سلافہ بنت سعد
اسکی والدہ کے پاس پہونچائی اسنے شافع سے پوچھا یہ تیر کس نے مارا ہی بولا صحیح معلوم نہین ہوتا مگر مارنے والا کہتا تھا خذہا دانا
ابن ابی الافلح سلافہ نے عہد کیا کہ عاصم کے کاسہ سر مین شراب پیون تو سہی اور منادی کرائی کہ جو کوئی عاصم کو پکڑ لادے زندہ
یا سر لادے اسکو سو اونٹ انعام دونگی لیکن شافع اسی زخم سے داخل نار ہوا بعد اسکے حارث ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا تو زبیر
ابن العوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بعض کے نزدیک عاصم ابن ثابت نے اسکو بھی مارا بعد اسکے کلاب ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم اٹھایا
اور علی مرتضی شیر خدا نے اسکو مارا اور بروایتی زبیر ابن العوام نے قتل کیا تب جلاس ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا کہ طلحہ ابن عبید اللہ نے
مارا بعد اسکے ارطاۃ ابن شرحبیل نے علم لیا کہ علی مرتضی نے اسکو بھی مارا تب شریح ابن فارض نے علم لیا وہ بھی قتل ہوا مگر قاتل اسکا
معلوم نہین ہوتا بعد ازان صواب غلام بنی عبد الدار نے علم لیا کہ بروایت بعضے حضرت علی نے و بروایتی سعد ابن ابی وقاص نے
قتل کیا اور صحیح یہ ہی کہ قزمان نے مارا آخرکار علم کفار گر گیا اور کوئی شخص بنی عبد الدار کا نہ رہا جو علم برداری کرے تب مسماۃ عمرہ دختر
علقمہ حارثیہ نے علم اٹھا لیا اور اہل اسلام نے تعلیۃً تمام ہجوم کیا اور زبیر ابن العوام و مقداد ابن الاسود نے یمین و یسار سے خالد ابن ولید
کو منہزم کیا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کو قلب لشکر سے دور کیا صحیح مسلم مین حضرت انس رض سے روایت ہی کہ
حضرت سید المرسلین صلعم نے ذوالفقار کو ہاتھ مین لیکے فرمایا کہ اس تلوار کو کون لیتا ہی لوگون نے ہاتھ بڑھائے کہ ہم کو ملے حضرت نے
ارشاد کیا کہ اسکو وہ شخص لیوے جو کہ اسکا حق ادا کرے ابو دجانہ سماک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا حق کیا ہی فرمایا اسکا
حق یہ ہی کہ خوب چل کر ٹوٹے سو ابو دجانہ نے ذوالفقار کو لیا اور درمیان دونون صفون کے اکڑتا ہوا تیور بدلتا چلا حضرت صلعم نے
فرمایا انہا مشیۃ یبغضہا اللہ الا فی ہذا الموطن یعنی اسطرح تبختر و فخر کرتے ہوئے چلنا برا ہی اور اللہ کو ناپسند مگر لڑائی کے میدان مین
درست ہی زبیر ابن العوام کہتے ہین کہ مین بھی ابو دجانہ کے پیچھے گیا تاکہ دیکھون کیا کرتا ہی سو دیکھا تو جس طرف اسنے منھ کیا صف کی
صف الٹ پلٹ گئی روایت ہی کہ ابو دجانہ لڑتا ہوا اس مقام مین پہونچا جہان مسماۃ ہند عورتون کے ساتھ دف بجا بجا کر رجز پڑھتی تھی

ابودجانہ کے دل مین آیا کہ ہند پر ایک تلوار مارون لیکن اُسنے سوچا کہ پیغمبر خدا کے عطا کی ہوئی تلوار ایک عورت ناپاک کے خون سے آلودہ کرنا خوب نہین تب اُسنے اپنا ہاتھ روکا اور اُسکو نہ مارا روایت ہے کہ حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان ابن حرب سے مقابلہ ہوا تو حنظلہ نے تلوار ماری پیچھے سے شداد ابن اوس یا ابن جعونہ نے آکر حنظلہ کو شہید کیا اُسوقت حضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائک حنظلہ کو غسل دے رہے ہین چنانچہ بعد معرکہ جمیلہ عورت حنظلہ نے کہا یا رسول اللہ شبِ شب حنظلہ جنب تھا جب لڑائی کو گیا ہے بالجملہ بہادران اسلام نے کفار نگون سار کو تلوارون پر رکھ لیا اور یہانتک تلوار چلائی کہ لشکر کفار اپنی قرارگاہ سے ہٹ گیا اور عورتین دف و سرود ڈال کر پہاڑ پر بھاگین مسلمانون نے کافرون کا تعاقب مناسب نہ جان کر جانب غنیمت توجہ کیا خالد ابن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل نے کہ باجماعہ مشرکین غار کوہ سے لگے ہوئے تھے یہ معاملہ دیکھکر چاہا کہ غار سے نکل کر مسلمانون پر چھاپہ مارین عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی جماعت سے اُنکو روکا اور درآمد کو جگہ نہ دی ناچار پھر گئے اور ایک غار مین ایسا پوشیدہ ہوئے کہ ہرگز کسینے نہ جانا اب گھاٹی والے تیراندازون نے سوچا کہ اب اندیشہ نہین ہے چلو ہم بھی غنیمت مین شریک ہون عبداللہ ابن جبیر نے ہرچند روکا اور ڈانٹا باز نہ آئے اور خلاف فرمان قضا جریان رسول اللہ غنیمت پر دوڑ پڑے کہ عبداللہ بیس آدمیون سے کم مین رہ گئے خالد و عکرمہ باجماعہ کفار گھاٹی مین درآئے اور عبداللہ کو مع اُنکے ہمراہیون کے شہید کیا اور اسی کیفیت سے لشکر اسلام پر آگرے کہ جمعیت لشکر متفرق ہوگئی اور نافرمانی کی نحوست سے لشکر اسلام درہم و برہم ہوگیا اور اسی حال مین ابلیس ملعون نے موقع وقت پاکر بصورت جعال ابن سراقہ کے بھیس بدلا اور پکار پکار کر کہنے لگا الا ان محمدا قد قتل یعنی آگاہ ہو کہ محمد مارے گئے اُسوقت سلمان دیندار کہ عاشق زار سید ابرار تھے یہ افواہ سنتے ہوئے مضطرب ہوگئے کہ باہم نوبت مجارحہ پہونچی چنانچہ اسید ابن حضیر کے کئی زخم مسلمانون کے ہاتھ سے لگے اور ایک انصاری نے ابو بردہ کے دو تلوارین مارین اور کفار قریش جو بھاگے ہوئے جاتے تھے پلٹ پڑے اور اہل اسلام نرغہ مین پڑ گئے کہ فتنہ عظیم برپا ہوا حضرت زیاد ابن السکن مع چودہ نفر جوانان انصار ملازمت سید ابرار مین حاضر ہوئے اور سب لوگ بوقت بہ نوبت سینہ سپر ہوئے اور کہتے تھے دجہی لوجہک الوقاء و نفسی لنفسک الفداء آخر کار سب کے بعد کافرون نے زیاد ابن السکن کو شہید کیا اور چاہا کہ سر اُنکا کاٹین مگر بعض بہادران اسلام نے قریب لاش کے آنے نہ دیا اور لاش کو حضرت صلعم کے حضور مین لائے کہ اُنھون نے قدم مبارک پر جان دی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ دونون ہاتھون مین تلوارین تھین اور دونون سے لڑتے تھے کہ وحشی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور مصعب ابن عمیر علمدار اسلام ابن قمیہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے اُسی وقت ایک فرشتہ آیا اُسنے بصورت مصعب ہوکر علم اسلام اُٹھایا اور آخر روز تک علمداری مین مصروف رہا جب لڑائی بند ہوئی تب آنجناب صلعم کی حضور مین آیا حضرت نے فرمایا تقدم یا مصعب اُسنے کہا مین مصعب نہین ہون آنجناب نے جانا کہ یہ فرشتہ ہے پھر وہ رخصت ہو گیا اور مصعب کی شہادت سے لوگون کو اطلاع ہوئی سبحان اللہ مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا عجب ماجرا ہے کہ مصعب علم مہاجرین لیے ہوئے لڑتے تھے دفعتہ ابن قمیہ گھوڑے پر سوار آیا اور اُسنے تلوار مصعب کی سیدھے ہاتھ پر ماری کہ ہاتھ کٹ گیا

تب انھون نے علم کو دست چپ مین لیا اور فرمانے لگے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سو ابن قمیہ نے اُس ہاتھ کو کاٹا
پھر مصعب نے دونون بازو سے علم اُٹھایا اور یہ آیت زبان پر تھی حالانکہ اُسوقت تک نازل نہوئی تھی بعد اُسکے ابن قمیہ نے نیزہ مارا
کہ زمین پر گرے اور فرشتے نے علم اُٹھالیا اور جو بعض مورخین نے لکھا ہو کہ ابوالروم ابن عمیر نے علم اُٹھایا یہ روایت ضعیف ہی حقیقت
یہ ہو کہ اللہ جلشانہ کو منظور نہوا کہ علمدار اسلام کی شہادت سے کوئی واقف ہو کیونکہ اگر اطلاع ہوجاتی تو زیادہ تر موجب برہمی لشکر تھا
اسلیے فرشتہ بھیجا تا کہ یہ منکشف نہو بالجملہ اس لڑائی مین صدہا مشرک مارے گئے اور غازیان اسلام سے بھی اکثر لوگ شہید ہوئے اور اس
معرکہ مین پانچ خواہ چھہ کافرون نے عہد کیا تھا کہ رسول مقبول صلعم کو قتل کرینگے ایک عبد اللہ ابن شہاب زہری دوسرا عتبہ ابن ابی وقاص
زہری تیسرا عبد اللہ ابن ابی وقاص زہری اور بعضے اسکی جگہ عبد اللہ ابن حمید اسدی کو لکھتے ہین مگر یہ شخص ابودجانہ کے ہاتھ سے
مارا گیا چوتھا عبد اللہ ابن قمیہ پانچوان ابی ابن خلف جمحی چھٹوان عبد اللہ ابن حمید اسدی چنانچہ ابن قمیہ نے حضرت صلعم کو پتھر مارے
کہ حلقہ ہاے خود رخسار مبارک مین در آئے اور پیشانی نورانی مجروح ہوئی کہ محاسن شریف خون سے تر ہوگئی کہ آنجناب خون کو دامن
سے پونچھتے اور منھ و سر پر ملتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر فلاح پاوینگے وہ لوگ جو اپنے پیغمبر سے ایسا کرین حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتا ہو
پھر فرمایا اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون اور عبد اللہ ابن ابی وقاص کے ہاتھ کے پتھر سے لب زیرین مجروح ہوا اور رباعیہ زیرین ٹوٹ
گئے روایت ہی کہ اس مردود کی نسل مین جو کوئی ہوا اُسکے دندان پیشین نہین جمے اور ابن شہاب نے ایک پتھر کہنی پر مارا تھا اسی اثنا مین
ابن قمیہ نے تلوار ماری سو الید نے اسطرح بچایا کہ اسی جگہ ایک گڑھا تھا اور حضرت اُسوقت دو زرہین پہنے سو زرہ و ہتیار ون کے
بوجھ سے اُسمین گرے اور لوگون کی نظر سے غائب ہوگئے اور زانو مبارک چھل گئے طلحہ ابن عبد اللہ دوڑ کر آئے اور اپنی بغل مین لیا
اور اپنے ہاتھ کو سپر کر دیا کہ ابن قمیہ نے اُسی پر تلوارین مارین کہ انگشت مسبحہ و وسطی دست راست بیکار ہوگئین اور ہاتھ زخمون سے چور ہوگیا
اور شدت زخمون سے زمین پر گر گئے اس حال مین حضرت صدیق اکبر قدری آب حضرت کے پاس لے گئے آنجناب نے نہ پیا اور فرمایا
کہ طلحہ کے پاس لیجاؤ صدیق اکبر فرماتے ہین کہ طلحہ بیہوش تھا اور خون جاری تھا مین نے پانی چھڑکا کہ ہوش آیا تو اُسنے اول یہی پوچھا
کہ رسول اللہ کا احوال کیا ہی مین نے کہا آپ بخیریت ہین مجھے تیرے پاس بھیجا ہی طلحہ نے کہا الحمد اللہ اب جو مصیبت ہوگی آسان ہی
روایت ہی کہ ابن قمیہ نے جب حضرت پر تلوار ماری اور حضرت گڑھے مین گرے تو اُسنے پکار دیا کہ مین نے محمد کو مار لیا یہ خبر مدینے مین
پہونچی تو انس ابن النضر عم انس ابن مالک رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑے اور سعد ابن وقاص سے کہنے لگے کہ واہ
احد کی طرف سے بوے بہشت آتی ہی یہ کہتے ہوئے بجلی کی طرح لشکر کفار پر جا گرے اور خوب مقابلہ کیا آخر کار شہید ہوئے اور
اتنے زخم کھائے کہ اُنکا لاشہ شہیدون مین پہچان نہ پڑتا تھا اُنکی بہن نے ایک تل کے سبب سے جو اُنکے ہاتھ کی انگلی مین تھا
پہچانا روایت ہی کہ اسی زخمون سے کچھ زیادہ تیر و شمشیر و نیزہ کے زخم انس ابن النضر کے لگے تھے روایت ہی کہ عبد اللہ ابن حمید اسدی
کافر حضرت رسول خدا کو زخمی سنکر کہنے لگا کہ اگر کوئی مجھکو نشان دے تو مین حضرت کو مار ڈالون یا خود مارا جاؤن کسی مشرک
نے دور سے بتلا دیا وہ مردود حضرت کا قصد کرکے چلا ابودجانہ انصاری نے اُسکو راستے ہی مین ٹھنڈا کیا روایت ہی کہ

ابن قمیہ نے جس وقت حضرت کے تلوار ماری تو از راہ تکبر بولا خذھا و انا ابن قمیہ سید رسل نے فرمایا اقماک اللہ و اذلک اسی سال مین یہ
مردود پہاڑ پر بکریان چراتا تھا سو گیا کہ ایک بھیڑیے نے آکر پیٹ پھاڑ ڈالا صحیح مسلم مین ہی کہ اس حال مین حضرت نے سات مرتبہ فرمایا
من یردہم عنا فلہ الجنۃ چنانچہ ایک صحابی نکلے اور کافرون سے لڑکر شہید ہوئے پھر کافرون نے ہجوم کیا پھر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی
کافرون کو مجھسے ہٹاوے اُسکو بہشت ہی پھر دوسرے صحابی نکلے اور شہید ہوئے اسیطرح سات مرتبہ فرمایا سات صحابی نکل کر شہید
ہوئے بخاری اور مسلم مین علی مرتضی شیر خدا اور سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا اے سعد تیر مار میرے ماں
باپ تجھپر قربان یہ اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ جب کافرون نے ہجوم کرکے حضرت کو نرغہ کر لیا اور حضرت اور لوگون سے تیر لیکر سعد کو
دیتے جاتے تھے اور سعد ابن وقاص بڑے تیر انداز تھے مصابیح مین علی مرتضی سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلعم سے کسی کے
حق مین نہین سنا کہ میرے ماں باپ تجھپر قربان ہون سوائے سعد ابن وقاص کی اس حدیث سے بڑی فضیلت سعد ابن وقاص
کی ثابت ہوئی سبحان اللہ کیا رنگا رنگ کی قدرت ہی آدمیون کے اختلاف مین کہ سعد ابن ابی وقاص تو ایسے حضرت کے جان نثار
جنکو حضرت ایسی عمدہ فضیلت فرمائین اور اُنکا بیٹا عمر ابن سعد ایسا کم بخت سخت دل کہ حضرت کے لخت جگر یعنی حضرت امام حسین
علیہ السلام کو شہید کرے سچ ہی ولی سے شیطان پیدا کرنا اور شیطان سے ولی پیدا کرنا اللہ کی قدرت سے ہی روایت ہی کہ گروہ کفار
مین حبان ابن العرقہ اور ابو سلمہ جشمی بڑے تیر انداز تھے سو حضرت نے سعد ابن وقاص کو اُنکے مقابلہ کو ارشاد کیا یہ خوش ہوکر
تیر مارنے لگے سو ابن العرقہ نے ایک تیر مارا کہ وہ ام ایمن کی جامے پر داہنی طرف آ لگا اور ام ایمن اُسوقت اسلام کے مجروحون کو
پانی پلاتی تھین جب تیر لگا تو اُنکا جامہ اتنا کھل گیا کہ ٹخنہ اور ساق ظاہر ہو گیا ابن عرقہ قہقہہ مار کر ہنسا حضرت کو یہ بات گران
گذری آپ نے ایک تیر بلا پیکان سعد کو دیا اور فرمایا کہ یہ تیر ابن عرقہ کی طرف مار سعد رضی اللہ عنہ نے وہ تیر مارا تو اُس مردود
کے سینے پر جا کر لگا کہ زمین پر گرا اور بے ستر ہو گیا اور اپنی سزائے اعمال کو پہونچا حضرت نے یہ حال دیکھ کر تبسم فرمایا اور سعد کے
حق مین دعا کی کہ سعد مستجاب الدعوات ہو گئے کہ بعد اُسکے لوگ اپنے مصائب مین اُنسے دعا کراتے روایت صحیح ہی کہ ابو طلحہ انصاری
رضی اللہ عنہ کے جب تیر چک گئے تو یہ گھبرائے حضرت صلعم لکڑی زمین سے اٹھا اٹھا کر دیتے اور فرماتے کہ یہ لکڑی کمان مین
رکھ کر مارو سو وہ لکڑی تیر ہو جاتی اور اُسی تیر کو دشمن پر مارتے اور ایک نعرہ تکبیر باواز بلند کرتے اُنکی آواز کی نسبت حضرت صلعم
نے فرمایا کہ لشکر مین طلحہ کی ایک آواز چالیس مرد سے بہتر ہی پوشیدہ نرہے کہ اس لڑائی مین ایسا تفرقہ عظیم خبر موحش یعنی شہادت
رسول اللہ سے پڑ گیا کہ حضرت کے ساتھ کلہم اجمعین چودہ آدمی رہ گئے سات مہاجر اور سات انصار مہاجرون مین تو
حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضی اور عبد الرحمن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور طلحہ ابن عبد اللہ اور ابو عبیدہ ابن الجراح
اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم اور انصار سے خباب ابن المنذر اور ابو دجانہ اور عاصم ابن ثابت اور سہیل ابن حنیف
و اسید ابن حضیر اور سعد ابن معاذ و حارث ابن الصمۃ رضی اللہ عنہم حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب
کافرون نے نرغہ کیا تو حضرت صلعم میری نظر سے غائب ہو گئے مین نے ہر چند ڈھونڈھا تپا نہ لگا آخر شہیدون کی […]

دیکھا تب بھی نشان نہ چلا تو میرے دل مین آیا کہ عجب معاملہ ہی کہ نہ حضرت نہ زندون مین نظر آتے ہین اور نہ مردون مین مگر
ایسا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالی ہم سے ناراض ہوا اور اپنے پیغمبر کو آسمان پر اٹھا لیا پھر تو دل مین آیا کہ کفار سے مقابلہ کرکے تو بھی شہید
ہوجا اور تلوار میان سے لیکر مشرکون کی فوج مین گھسا اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی اس حالت مین رسول اللہ
صلعم مجھے نظر پڑ گئے تو دل میرا خوش ہوا چنانچہ حضرت علی مرتضی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے سو کافرون نے حضرت
کو تنہا دیکھ کر دو مرتبہ حملہ کیا پر علی مرتضی شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خداداد دکھلائی کہ سب کافرون کے دانت کھٹے ہوگئے
اسی وقت حضرت جبرئیل نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت کا کمال درجہ ہی کہ علی مرتضی نے دکھلایا حضرت نے فرمایا کہ انہ منی
وانا منہ جبرئیل نے کہا انا منکما درج الدرر مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی لکھتے ہین کہ اسوقت بلاشک ہاتف سے آواز آئی تھی
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار سبحان اللہ کیا بڑی فضیلت حضرت علی مرتضی کی ہی کہ آسکے بیان کی حاجت نہین ہی اسی کلام
معجز نظام سے پر ظاہر ہی تفصیل کی کیا حاجت ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
روے مبارک مجروح ہوگیا اور خود کے حلقے رخسارہ پاک مین بیٹھ گئے تو مین میدان جنگ سے آپ کی طرف چلا اثناے راہ مین
ایک مرد نظر آیا کہ دوڑا ہوا چلا آتا تھا مین نے اپنے دل مین کہا اگر یہ شخص رسول اللہ کے پاس جاتا ہو تو مین اور وہ بلا وقت خدمت
رسول مین حاضر ہون جب وہ شخص نزدیک آیا تو مین نے پہچانا کہ ابو عبیدہ ابن الجراح تھا اور حضرت ہی کی خدمت مین جاتا تھا
سو مین اور وہ دونون حضرت کے حضور مین گئے اسنے مبادرت کرکے کہا کہ ای ابوبکر خود کے حلقے روے مبارک سے مین نکالونگا
مین نے کہا بہت اچھا سو اسنے اپنا دانت خود کے حلقے پر رکھکر کھینچا حلقہ باہر نکل آیا مگر دانت اسکا ٹوٹ گیا پھر دوسرا حلقہ
نکالا تو دوسرا دانت ٹوٹ گیا جب حلقے نکل آئے تو خون بہہ نکلا ابو سعید خدری فرماتے ہین کہ میرے باپ مالک ابن سنان نے
موضع جراحت پر اپنا منہ لگا کر خون چوسا لوگون نے اسسے کہا کہ تو خون تھوکدے اسنے کہا ہان رسول اللہ کا خون شربت سے زیادہ شیرین ہی اور حضرت نے فرمایا
کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھا چاہے کہ اسکے خون مین میرا خون ملا ہوا ہو مالک ابن سنان کو دیکھے پھر فرمایا جسمین میرا خون ملا ہو اسکو آتش دوزخ اثر نہ کریگی فائدہ اس انعام سے
بڑی فضیلت سادات کی ظاہر ہوتی ہی روایت صحیح ہی کہ طلحہ نے اپنی پشت پر پاے مبارک رکھوا کر گڑھے سے نکالا اور علی مرتضی
نے دست مبارک پکڑ کر اوپر سے کھینچا پھر جب حضرت گڑھے سے باہر نکلے تو کعب ابن مالک نے پہچان کر آواز بلند پکارا یا معشر المسلمین
ابشروا ہذا رسول اللہ حیا سویا اور انگلی سے اشارہ کردیا جب مسلمانون نے سنا کہ حضرت بخیر و عافیت ہین ہر طرف سے جمع
ہو آئے کہ سید رسل جماعت اہل اسلام کے ساتھ غار احد کی طرف متوجہ ہوئے مسماۃ ہند عورت ابو سفیان کی اور قریش کی
ساری عورتین میدان خالی پاکر اہل اسلام کے مقتولون کی لاشون مین گھس پڑین اور کسی کا پیٹ چیر ڈالا اور کسی کا کلیجہ
نکال لیا کسی کے ناک کان کاٹ لیے چنانچہ ہند نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ نکال کر چوسا ہی مگر حنظلہ غسیل کو چھوڑ دیا تھا اس سبب سے
کہ باپ انکا ابو عامر راہب جسکو حضرت نے فاسق فرما دیا تھا مشرکون کے ساتھ تھا مگر روایت اہل سیر کی یون ہی کہ وحشی قاتل
امیر حمزہ نے کلیجہ نکالکر ہند کو دیا اور کہا کہ دیکھ یہ جگر حمزہ تیرے باپ کے قاتل کا ہی تب اسنے جگر لیکر چوسا اور اپنے کپڑے

اور زیور وحشی کو انعام مین دیے اور وحشی ہندہ کو اپنے ساتھ لاش امیر حمزہ پر لیگیا اسنے ناک کان کاٹ لیے اور گلے کو لیگئی اور لاش وہین پڑی رہی بالجملہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجملہ اصحاب پہاڑ کے نیچے پہونچے ابوسفیان نے مشرکون سے مشورہ کیا کہ مسلمانون کو تمام تیغ کر ڈالین اور آگے بڑھا حضرت نے خدا سے دعا مانگی کہ اللھم لیس لھم ان یعلونا یعنی ای اللہ ان لوگون کو یہ بات حاصل نہو کہ ہم پر بلند اور غالب ہوجائین حق تعالی نے ایسا رعب دل مین ڈال دیا کہ اپنی جگہ سے کافر بڑھ نہ سکے اور حضرت نے غایت ضعف سے نماز ظہر بیٹھ کر پڑھی بعد ازان ارادہ کیا کہ پہر بالاے کوہ چلین راہ مین ایک پتھر ملا کہ حضرت ضعف کے سبب سے اسپر چڑھ نہ سکے طلحہ بیٹھ گئے اور حضرت پاے مبارک انکی پشت پر رکھکر اوپر چڑھے اب ابوسفیان کا یہ ارادہ ہوا کہ اپنے لشکر کو لیکر مکے کو چلا جاے لیکن سب مشرکون نے ملکر یہ صلاح کی کہ مکے کو چلنے سے پہلے یہ دریافت کر لین کہ محمد زندہ ہین یا نہین اور یہ جانتے تھے کہ حضرت شہید ہوگئے اور خواص اصحاب آپ کے بھی مارے گئے ہین صحیح بخاری مین براء ابن عازب سے روایت ہی کہ ابوسفیان بلندی سے نیچے آیا اور پکارا افی القوم محمد یعنی قوم مین محمد بھی ہین حضرت صلعم نے فرمایا کوئی جواب نہ دو سو کسی نے جواب نہ دیا تب اسنے کہا افی القوم ابن ابی قحافہ یہان سے پہر بھی جواب نہ ملا تب ابوسفیان نے کہا افی القوم عمر ابن الخطاب یہان سے پہر بھی جواب نہ ملا تب ابوسفیان نے قوم سے کہا کہ سب مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے حضرت عمر سے نرہا گیا سو باواز بلند ابوسفیان کو پکار کر بولے کہ ای دشمن خدا تو جھوٹ کہتا ہی کہ سب مارے گئے اللہ تعالی نے تیری جان مارنے کو سب کو زندہ رکھا ہی پہر ابوسفیان نے اپنے بتون کی تعریف کرنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ کچھ جواب نہ دو اصحاب نے عرض کیا پہر کیا کہین فرمایا یہ کہو اللہ اعلی واجل یہ سنکر ابوسفیان نے کہا العزی لنا ولا عزی لکم حضرت نے فرمایا کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم ابوسفیان نے پکار کر کہا کہ آج کا فرق بدر کی لڑائی کا جواب ہی اور لڑائی کا معاملہ نوبت بنوبت ہوتا ہی اور باری باری سے ہوتا ہی کبھی ہم کو موقع مل گیا کبھی تم کو تم اپنے مقتولون کو دیکھو کوئی نکٹا اور کوئی بوچا ہوگیا ہی حضرت عمر نے جواب مین کہا کہ آج کا دن بدر کے برابر نہین ہی ہمارے مقتول بہشت مین ہین اور تمہارے مقتول دوزخ مین ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے تمہارے دوسرے سال کا وعدہ ہی پہر بدر پر لڑائی ہوگی حضرت نے فرمایا کہ اس سے کہدو اچھا اسی پر قایم رہنا پہر ابوسفیان اپنی قوم لیکر ڈرتا کانپتا مکے کو روانہ ہوا تو مسلمانون کو یہ خدشہ ہوا کہ شاید یہ لوگ مدینے کو چلے جائین اور اسکو لوٹین اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی اور سعد ابن قیس کو انکے پیچھے پیچھے روانہ کیا آخر وہ سب مکے کو چلے گئے انھون نے حضرت کو اطلاع کی کہ آپ کو خاطر جمعی ہوئی روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ اگر اونٹون پر سوار ہون اور گھوڑون کو کوتل لیجائین تو جانیو کہ مدینے کو جاتے ہین اور نہین تو مکے کو سو ان دونون صاحبون نے اسی قرینے سے جانا کہ مدینے کو نہ جائینگے تو لوٹ کر حضرت کو خبر دی کہ آپ کو اطمینان ہوا جب مشرک لوگ چلے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان مین تشریف لائے اور اپنے شہیدون کو دیکھا تو اعیان مہاجرین سے چار شخص جلیل القدر شہید ہوئے تھے حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کہ عم بزرگوار رسول اللہ اور بھائی رضاعی آپ کے تھے انکو وحشی ابن حرب حبشی نے شہید کیا تھا حال یہ ہوا کہ لڑائی کے ہنگامے مین جبیر ابن مطعم

کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کرے طعیمہ ابن عدی میرے چچا کا بدلہ لے تو مین تجھے اپنے ملک سے آزاد کردون اور مسماۃ ہند بھی اکثر وحشی سے
یہی کہا کرتی تھی کہ تو حمزہ کو جنسے بدر کی لڑائی مین میرے باپ عتبہ کو مارا ہی کسی طرح مار ڈال تو مین انعام دون اور حارث ابن عامر
ابن نوفل کے بیٹی یہ کہتی تھی کہ اے وحشی اگر تو محمد یا علیؓ یا حمزہؓ سے ایک کو بھی قتل کرے تو آزاد کردون چنانچہ وحشی نے اول
حضرت علی مرتضیٰ کو تلاش کیا جس وقت انکا سامنا ہوا تو انکی شجاعت اور بہادری اور بیداری ہوشیاری سے طرح دیکر ٹل گیا
یکایک حضرت امیر حمزہ مثل شیر مست نظر آگئے اور انکے آنے سے فوج قریش کی درہم برہم ہوگئی اور سباع ابن عبد العزی خزاعی نے
مقابلہ کیا تو امیر حمزہ نے اسکو قتل کیا وحشی کہتا ہی کہ مین یہ حال دیکھ کر ایک پتھر کی آڑ مین لگ رہا جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سباع
کو قتل کرکے پلٹے اور میری کمین گاہ کے متصل آئے تو مین نے حربہ چلایا اور میرا حربہ کبھی خالی نہ جاتا تھا سو وہ حربہ زیر شکم و پر وانتیے زیر ساق
لگا حمزہ مجھپر لپکے مین بھاگا وہ پیچھے دوڑے مگر شدت زخم سے راہ مین گرے سو دشمنون نے میری مدد کرکے شہید کر ڈالا پھر
مین نے خنجر سے کلیجہ نکال کر ہند کو دیا بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ ستر یا نوے زخم تیر و تلوار و نیزے کے جسم مبارک حمزہ پر تھے مگر کوئی
زخم آنجناب کی پشت پر نہ تھا محققین اہل سیر نے لکھا ہی کہ حضرت صلعم نے جب لاش کو دیکھا تو سخت رنج اٹھایا کہ ویسا رنج کبھی نہین
ہوا تھا اور اسی وقت فرمایا کہ واللہ اگر مجھکو فتح دے اللہ ان کافرون پر تو ستر کافرون کو بعوض حمزہ کے مثلہ کرون حضرت جبرئیل
نے اللہ صاحب کی طرف سے کہا وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين اسی وقت سے حضرت صلعم نے
مثلہ کرنے سے نہی فرمائی مگر اللہ تعالی اپنے پیغمبر کو بھیجا کہ فتح مکہ مین خالد ابن ولید کے مقابلہ مین ستر کافر مارے گئے کہ تفصیل اسکی
فتح مکہ مین لکھی جائیگی اور حدیث شریف مین ہی کہ دیکھا مین نے فرشتون کو غسل دیتے ہین حمزہ ابن عبد المطلب کو اور حنظلہ ابن راہب
کو اور یہ بھی فرمایا لکھے ہوئے ہین خدا کے نزدیک ساتوین آسمان مین حمزہ ابن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسولہ دوسرے عبد اللہ
ابن جحش ابن رباب اسدی ابن عمہ رسول اللہ کہ ابن اخت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تھے بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ حضرت صلعم
کو حضرت حمزہ کے دفن کرنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ فرماتے تھے کہ مین انکو اسی طرح رہنے دیتا کہ بروز قیامت پرندون اور درندون کے
پیٹ سے اٹھائے جاتے لیکن یہ خیال آتا ہی کہ حمزہ کی بہن صفیہ برا مانیگی اور تمام اہل بیت پر یہ بات گران گذریگی اور سب لوگ اس
فعل کو سنت سمجھکر پیروی کرنے لگینگے بعد ازان عبد اللہ ابن جحش اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر مین دفن فرمایا اب ایک قبہ عظیم
اس مقام مین بنا ہوا ہی تیسرے مصعب ابن عمیر عبدری کہ ابن قمیہ لیثی کے ہاتھ سے شہید ہوئے یہ حضرت مصعب قرشی عبدری اجلہ
صحابہ اور فضلاء کاملین سے ہین اور اول مہاجرین مین ہین اور بدری صحابی ہین انھین نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھایا اور انھین نے
اول جمعہ مدینے مین پڑھا اور یہ دو بھائی تھے ایک عامر بن عمیر دوسرے مصعب ابن عمیر اور دونون کا مالداری مین ایک حال تھا کیونکہ
اپنے باپ کا ترکہ دونون نے پایا تھا مگر مان انکی انکو بہت پیار کرتی تھی اور ایام جاہلیت مین مصعب بڑے چین مین بسر کرتے تھے اور
بہت اچھا لباس پہنتے تھے جب حضرت کی صحبت سے سرفراز ہوئے تو زہد و فقر اختیار کیا اور لذتین دنیا کی چھوڑین کہ انکی شان مین
اللہ صاحب نے فرمایا ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى حدیث شریف مین وارد ہی کہ ایک روز مصعب حضرت کے پاس

یعنے جو کوئی روکے اپنے جی کو ہوس سے سو بہشت جانے ٹھکانا ۱۲

آئے اس حال میں کہ تسمہ بکری کے چمڑے کا کمر سے باندھے تھے حضرت نے فرمایا نگاہ کرو اسکو اللہ نے روشن کیا ہی اسکا دل نور ایمان سے میں نے دیکھا ہی
والدین اسکے بہترین طعام کھلاتے تھے اور میں نے دیکھا ہی اسپر جوڑہ دو سو درہم کا اب باعث ہوئی محبت خدا اور رسول کی جو اس حالت کو پہونچا ہی با لجملہ مصعب
کو یہ آزادگی حاصل ہوئی تھی کہ انکے کفن کے واسطے سوا ایک لنگ کے کچھ نہ ملا وہ بھی قد سے چھوٹا کہ اگر پیر چھپاتے تو سر کھلتا تھا اور جو سر ڈھانکتے
تھے تو پیر کھلتے تھے تب حضرت نے فرمایا کہ سر چھپاؤ اور پیر اذخر گھاس سے بند کرو اور دوسرا بھائی دنیا کی لذتوں میں گرفتار رہا اور ایمان بھی نہ لایا
آخر کار غزوہ بدر میں مارا گیا اسی کے حال میں یہ آیت نازل ہوئی فاما من طغی و آثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ہی الماوی یعنی پس جسنے شرارت کی
اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہی ٹھکانا اور بخاری اور مسلم نے جناب بن الارت سے روایت کیا ہی کہ کہا انھون نے ہجرت کی ہمنے ساتھ رسول اللہ
صلعم کے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہم ذات خدا کی پس واقع ہوا ثواب ہمارا خدا کے نزدیک سو بعضے ہم میں سے وہ ہیں جو گذر گئے عالم سے
اور نہیں کھایا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ یعنی قسم غنائم وغیرہ سے ازانجملہ مصعب ابن عمیر ہیں مارے گئے بروز احد اور نہ پایا گیا انکے لیے
کپڑا کہ کفن دیے جائیں اسمین مگر ایک کملی سیاہ و سفید مانند رنگ نمرہ یعنی چیتے کے اور وہ بھی پوری نہ تھی کہ سر سے پیرون تک ڈھک جاتی پس تھے
ہم جس وقت ڈھانکتے سر انکا تو کھلے رہتے پیر انکے اور جس وقت ڈھانکتے ہم پیر انکے تو کھلا رہتا سر انکا سو ہم متحیر ہوئے انکے امر میں پس فرمایا نبی
صلعم نے ڈھانک دو اس سے سر انکا اور رکھدو اسکے پیرون پر اذخر کہ نام ہی ایک گھانس کا کہ مکے میں ہوتی ہی اور بعضے امور میں کام آتی ہی اور بعضے ہم میں سے
وہ ہیں کہ پختہ ہوا واسطے انکے میوہ انکا پس وہ چنتے ہیں اس میوے کو یہ کنایہ ہی غنیمتون سے کہ پایا اسکو ان لوگون نے زمانہ فتوح بلاد میں خلاصہ کلام
یہ ہی کہ بعضے وہ ہیں کہ نہیں جلدی لیا اپنے ثواب میں سے کچھ اور بعضے وہ ہیں کہ جلدی لیا بعض ثواب اپنا اور حدیث میں آیا ہی کہ نہیں کوئی جماعت
جہاد کرنیوالی کہ جہاد کرے اللہ کی راہ میں پھر پاوے غنیمت مگر کہ جلدی لے لیا دو تہائی اجر اپنا اور باقی رہا انکے لیے تہائی اجر یعنی آخرت کا
سو مصعب ابن عمیر قسم اول میں ہی کہ انھون نے کچھ دنیا کا ثواب نہیں لیا جو تھے شماس مخزومی تھے کہ انکو بھی حضرت نے دفن کرایا اور انصار سے ستر داراون
کے ایک جماعۃ شہید ہوئی تھی ازانجملہ ایک عبداللہ ابن عمرو ابن حرام حضرت جابر کے والد بزرگوار تھے کہ انکو آنحضرت صلعم نے عمرو ابن الجموح انکے بہنوئی داماد
بھائی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہیں جب شہید ہوئے میرے باپ بروز احد تو میں
روتا تھا اور کپڑا انکے منھ سے اٹھاتا تھا اور اصحاب رسول اللہ صلعم مجکو منع کرتے تھے مگر حضرت صلعم نے منع نہیں کیا اسقدر فرمایا کہ تو گریہ و زاری کر
قیامت تک ملائکہ اپنے پرون سے اسپر سایہ کیے ہیں گے اور ترمذی نے جابر سے روایت کیا کہ کہا انھون نے کہ ملے مجھسے رسول اللہ پس فرمایا ای
جابر کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون تجکو شکستہ خاطر کہا میں نے شہید کیا گیا باپ میرا اور چھوڑے انھون نے عیال و قرض فرمایا کیا خوشخبری نہ دون تجکو
اس خبر کی کہ پیش آیا عزوجل خدا ساتھ اسکے تیرے باپ سے کہا میں نے ہان خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا کہ نہیں کلام کیا اللہ نے کسی سے
ہرگز مگر پردہ کے پیچھے سے اور زندہ کیا خدا نے تیرے باپ کو اور کلام کیا اس سے روبرو کہ نہ پردہ تھا بیچ میں اور نہ رسول و فرمایا خدا نے ای
بندے میرے آرزو کر میں دونگا کہا اسنے ای پروردگار میں یہ آرزو رکھتا ہون اور چاہتا ہون کہ زندہ کرے تو مجکو اور بھیجے دنیا میں پس مارا جاؤن میں
تیری راہ میں دوسری بار فرمایا پروردگار نے کہ تحقیق گذرا ہی حکم میرا کہ مردے نہیں پھر آوینگے دنیا میں پس نازل ہوئی یہ آیت ولا تحسبن الذین قتلوا
فی سبیل اللہ الخ دوسرے سعد ابن ربیع کہ انکو حضرت رسول اللہ صلعم نے خارجہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک تربت میں دفن کیا

تیسرے انس ابن النضر رضی اللہ عنہ کہ انس ابن مالک کے چچا تھے چوتھے مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کہ والد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
کے تھے پانچوین حنظلہ ابن ابی عامر راہب رضی اللہ عنہ کہ اُنکو فرشتون نے غسل دیا چھٹے عبد اللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ برادر خوات ابن جبیر کہ پہاڑ درّے
ناکے پر تھے ساتوین عمرو ابن الجموح آٹھوین اصیرم سہیلی کہ عین معرکہ احد مین ایمان لائے اور فی الفور میدان کارزار مین جاکر شہید ہوے اور
حضرت صلعم نے اُنکے حق مین ارشاد فرمایا انہ من اہل الجنۃ نوین عمر ابن ہمام رضی اللہ عنہ انھون نے عین معرکہ جنگ مین حضرت صلعم سے التماس کیا
کہ یا رسول اللہ صلعم جو کوئی اس معرکے مین مارا جاے وہ کہان ہیگا فرمایا بہشت مین اُسوقت کئی خرمے اُنکے ہاتھ مین تھے سو اُنکو پھینک کر
فوج کافرون اور مشرکون مین گھُسے اور شہید ہوئے و از جملہ شہدا ر احد سات شخص قوم انصار کے ہین جنھون نے یہ حدیث سنکر کہ من یردہم عنا
فلہم الجنۃ اپنے نفوس کو فداے رسول ثقلین کردیا روایت ہی کہ آخر اُنکے زیاد ابن السکن یا عمارہ ابن یزید ابن السکن تھے اور از انجملہ یمان والد حذیفہ
و رفاعہ ابن قیس رضی اللہ عنہما ہین کہ ثابت رضی اللہ عنہ مشرکون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور یمان رضی اللہ عنہ مسلمانون کے ہاتھ سے گھبراہٹ
مین قتل ہوئے چنانکہ رسول اللہ صلعم نے انکی دیت دلوانا چاہتے تھے مگر حذیفہ رضی نے عفو فرمایا یہ حذیفہ ابن الیمان صاحب سر رسول اللہ صلعم
تھے اور آن اسرارمین سے یہ تھا کہ حضرت نے اُنکو نام منافقون کی اور نسب اور علامتین اُنکی بتادین تھین کہ سواے اُنکے یہ بھید کوئی نہ جانتا تھا
روایت ہی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز حذیفہ سے پوچھا آیا کچھ دیکھتا ہی تو مجھ مین نشانی نفاق کی کہا قسم خدا کی کچھ نہین سواے اسکے
کہ لوگ کہتے ہین کہ تمھارے دسترخوان پر رنگ برنگ کے کھانے ہوتے ہین اور جب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ اُنڈے تھے اُنکو توڑا تو زرد و سفید ہوے
وفات پائی اُنھون نے مدینہ مین سال سی و پنج ہجری مین اور وہین مدفون ہوئے بالجملہ محققین اہل سیر نے لکھا ہی کہ اُحد مین پچاسی مسلمان
شہید ہوئے مگر صحیح بخاری مین ستر آدمی لکھے ہین چوبیس نفر مہاجرین سے اور باقی انصار رضی اللہ عنہم اجمعین وہو اقرب الی الصواب پوشیدہ نرہے
کہ اس معرکہ مین ابی ابن خلف حضرت کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا اور راہ مین مر گیا سواے اسکے اور کوئی شخص حضرت کے ہاتھ سے مارا نہین
گیا مسلم مین ہی کہ حضرت نے فرمایا جو شخص جہاد مین پیغمبر کے ہاتھ سے مارا جاے اُسپر غضب خدا کا ہی اور کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ ابی ابن خلف
خلف ملعون اول بدر کے قیدیون مین گرفتار ہوکر آیا تھا اور فدیہ دینا قبول کرکے چھوٹ گیا اور کہ گیا کہ اپنے گھوڑے کو خوب طیار کرکے
تم سے لڑونگا اور تمھارے قتل بغیر نہ پھرونگا حضرت نے بعلم نبوت از راہ پیشین گوئی فرمایا تھا کہ انشاء اللہ مین تجھے قتل کرونگا اور تو میری گھوڑے
سوار زخم کھاکر مارا جایگا سو غزوہ احد مین حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمادیا تھا کہ جب ابی ابن خلف نظر پڑے تو مجھے اطلاع کرنا جب احد کی
لڑائی ختم ہونے کو پہونچی اور حضرت نے شعب احد مین جانے کا ارادہ کیا تو دفعتہً ابی ابن خلف ظاہر ہوا اور اُسنے پکار کر کہا اے محمد اگر تم آج کے روز
ابی کے ہاتھ سے بچ جاو تو خدا ابی کو نہ بخشیو اور کئی کلمے بے ادبانہ کہے اصحاب نے عرض کیا کہ ابی آپہونچا جیسا ارشاد ہو کیا جاے اگر فرمایے تو ہم
مارین حضرت نے فرمایا صبر کرو اتنے مین ابی بہت قریب آیا حضرت صلعم نے زبیر رضی اللہ عنہ کا حربہ ہاتھ مین لیکر ابی کی طرف پھینکا کہ اُس ملعون
کی گردن پر لگا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہی بھاگا اور قوم مین پہنچکر گھوڑے سے گر پڑا اور چلاتے چلاتے پھرتے وقت مر الظہران یا موضع سرف مین مر گیا جب ابی ابن خلف
مردود چلاتا ہوا لشکر کفار مین پہونچا لوگون نے کہا تیرے ایسا زخم کاری نہین لگا ہی جس سے تو ایسا شور کرتا ہی اُسنے کہا محمد کے ہاتھ کا
زخم ہی اگر وہ تھوک مارتے تو مرجاتا بیہقی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایکبار مین رات کو بطن رابغ مین جہان

ابی ابن خلف کے قتل ہونیکا بیان

ابی ابن خلف مرا تھا چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک شخص آگ کی زنجیر مین بندھا ہوا چلا جاتا ہی کہ پیچھے پانی دو اور ایک محافظ اُسکے ساتھ ہی وہ کہتا ہی خبردار پانی نہ دینا یہ مقتول رسول اللہ ہی ابی ابن خلف کافر فائدہ صحیح بخاری مین سعد ابن وقاص سے روایت ہی کہ اس غزوہ مین مین نے دو شخص سفید کپڑے پہنے حضرت کے ساتھ دیکھے کہ مین نے قبل اس سے دیکھا تھا اور نہ کبھون بعد اُسکے دیکھا وہ دونون لڑتے بھی تھے وہ دونون جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام تھے اور بعض روایات مین ہی کہ اس لڑائی مین اور ملائکہ بھی حاضر تھے مگر عموماً نہین لڑے الا جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام اور یہی صحیح بخاری مین ہی کہ مشرکین سے بائیس آدمی داخل نار ہوئے ہین القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دفن کرایا اور ستر مرتبہ استغفار فرمایا اور دن ڈھلتے مدینے کو مراجعت فرما ہوئے راہ مین جس قبیلے پر گذر ہوا اُسکے عورت و مرد دوڑے آئے اور رسول خدا کی سلامتی پر شاد ہوئے اور شکر الٰہی بجا لائے اور جب حضرت مدینے مین قبیلہ بنی عبد الاشہل پر پہونچے تو کبشہ بنت رافع ابن معونہ سعد ابن معاذ کی مان باہر آئین اور حضرت کی طرف دوڑین دیکھا کہ سعد ابن معاذ حضرت کے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے تھے سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری مان آپ کے حضور مین آئی ہی ذرا ٹھہر جائیے حضرت ٹھہر گئے سو وہ مومنہ پاک نزدیک آئی و جمال مبارک کی زیارت کر کے بولی یا رسول اللہ مین خدا کا شکر کرتی ہون کہ مین نے آپ کو سلامت پایا اب جو مصیبت گذری ہی آسان ہی پھر حضرت نے عمرو ابن معاذ کی تعزیت کر کے اُنکو بہشت کی بشارت دی اُس ضعیفہ نے خوش ہو کر کہا یا رسول اللہ مین بہت خوش ہون پھر حضرت نے سعد ابن معاذ سے کہا کہ میرے ساتھ زخمی بہت ہین مناسب ہی کہ جلد اپنے اپنے گھرون مین پہونچکر زخمون کی دوا کرین میرے ساتھ چلنا ضرور نہین کیونکہ اُنکو تکلیف ہوگی سعد نے یہ حکم سب بنی عبد الاشہل کو سنا دیا وے لوگ اپنے اپنے گھرون کو روانہ ہوئے اور سب قریب تیس آدمی کے تھے اور سعد حضرت کے ساتھ در دولت تک آئے پھر رخصت ہو کر گھر گئے جب انصار اپنے اپنے گھرون مین پہونچے تو اکثر نے اپنی عورتون سے کہا کہ تم اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گھر جاؤ اور اُنکے یہان رسم تعزیت ادا کرو چنانچہ سب عورتین متفق ہو کر حضرت حمزہ سید الشہدا کے گھر گئین اور آدھی رات تک گریہ و زاری مشغول رہین حضرت اُسوقت سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو آپ نے آواز رونے کی سُنکر منع کیا اور بھی بتاکید شدید فرمائی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا ممنوع ہی کیونکہ اگر درد مصیبت سے رونا ہی تو بےصبری ہی اور بےصبری کے واسطے امتناع ہی اور اگر بناوٹ ہی تو مسلمان کو بناوٹ و ریا ممنوع ہی اور احادیث صحاح سے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت نے آواز رونے کی سُنی تو پوچھا کون روتا ہی لوگون نے کہا کہ عورتین انصار کی اپنے شہیدون پر نوحہ کرتی ہین حضرت نے فرمایا کہ حمزہ ابن عبد المطلب کو کوئی نہین روتا سعد ابن معاذ اور سعید ابن حضیر نے اپنے قوم کی عورتون سے کہا کہ تم حمزہ ابن عبد المطلب پر گریہ کرو اور اپنے شہیدون کو چھوڑ دو سو سب عورتین مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگین یہانتک کہ حضرت صلعم تشریف لائے تو فرمایا کہ یرحمکن اللہ فقد آسیتن بانفسکن یعنی تم پر اللہ رحم کرے تم نے اپنے نفسون کے واسطے برا کیا اُسی وقت سے نوحہ گری ممنوع ہوئی فائدہ اس لڑائی مین بعض مسلمان کامل تھے بسبب شیوع خبر شہادت رسول اللہ صلعم کے ہٹ گئے تھے اسی پر سورہ آل

عمران مین ارشاد ہوا ہی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین یعنی محمد تو ایک رسول ہی ہو چکے پہلے اُس سے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم پھر جاؤ گے

الٹے پانوں اور جو کوئی پھر جاویگا الٹے پانوں سو نہ بگاڑیگا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دیگا بھلائی والون کو خلاصہ یہ کہ رسول زندہ رہے یا مر
دین اللہ کا ہی اسپر قائم رہو اس آیت مین یہ اشارہ ہے کہ بعد وفات حضرت کے بعض لوگ پھر جاوینگے اور جو قائم رہینگے انکو بڑا ثواب ہی
اسی طرح ہوا کہ بعد وفات حضرت کے بہت لوگ مرتد ہوگئے حضرت صدیق نے انکو پھر مسلمان کیا اور بعض کو قتل کیا تنبیہ اس لڑائی
مین دو چوکیان ہوئین ایک یہ کہ حضرت نے پچاس تیرانداز گھاٹی پہاڑ مین کھڑے کیے تھے اور کہدیا تھا تم نہ ہٹیو فتح ہو یا شکست
انھون نے نہ مانا اکثر چلے آئے دس آدمی رہ گئے کافرون کی فوج نے پیچھا آ ماری دوسرے یہ کہ جب کافر بھاگنے لگے تو مسلمان پیچھے دوڑے
حضرت پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ ادھر نہ جاؤ اسوقت غنیمت تھی وہ لوگ نہ پھرے اسی سبب سے شکست ہوئی حقیقت یہ کہ رسول
کا دل تنگ کیا اسکے بدلے یہ تنگی پڑی تا کہ آگے کو یاد رکھین کہ پیغمبر کے حکم پر چلنا چاہیے کچھ ہاتھ سے جاوے یا بلا سامنے آوے مگر دیکھا
چاہیے اللہ کی عنایت کہ باوصف اس بے حکمی کے اللہ جل شانہ نے ہٹنے والون سے گناہ اتار لیا اور ارشاد فرمایا ان الذین
یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جسدن بھڑین دو
فوجین سو انکو ڈگادیا شیطان نے کچھ انکے گناہ کی شامت سے اور انکو بخشدیا اللہ نے اور اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا واضح ہو کہ
اس لڑائی مین منظور الہی یہ بھی تھا کہ صادق اور منافق معلوم ہوجائین چنانچہ سست ایمان والے بعد ہوشیاری آنحضرت
کے اور قائم ہونے لڑائی کے کہنے لگے کہ کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ ہی کما قال اللہ یقولون ہل لنا من الامر من شیء ظاہر یہ معنی
کہ اس شکست کے بعد کچھ بھی کام ہمارا نہ بنیگا یا بالکل بگڑ چکا یا یہ معنی کہ اللہ نے جو چاہا کیا ہمارا کیا اختیار اور پیٹ مین یہ
معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جو اتنے لوگ مرے اللہ صاحب نے دونون باتون کا جواب سورہ آل عمران
مین دیا ہی کہ ہم کو اس مین حکمت منظور تھی تا صادق اور منافق معلوم ہوجائین فائدہ اس لڑائی مین شاید حضرت
کا دل مسلمانون سے خفا ہوا تھا کہ انہون نے مشورت نہ لی سو اللہ نے مسلمانون کی سفارش فرمائی کہ فاعف عنہم
واستغفر لہم وشاورہم فی الامر یعنی تو انکو معاف کر اور انکے واسطے بخشش مانگ اور انسے مشورہ لے کام مین فائدہ اس
معرکے مین جب مسلمانون کے دل ٹوٹے تو کافرون اور منافقون نے وقت پایا بعضے الزام دینے لگے اور بعضے خیر خواہی
کے پردے مین بہکانے لگے تا کہ آگے لڑائی مین دلیری نہ کرین سو اللہ صاحب فرماتے ہین یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین
کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین یعنی اے ایمان والو اگر تم کہا مانوگے منکرون کا تو تم کو پھیر دینگے الٹے پانون پھر جا پڑوگے
نقصان مین خلاصہ یہ کہ دشمن کے فریب مین نہ آؤ اور پھر اللہ صاحب نے مسلمانون کو تسلی کے واسطے یون سمجھایا ہی اولما
اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی کیا جس وقت پہونچی تم کو ایک
تکلیف کہ تم پہونچا چکے ہو اسکے دو برابر کہتے ہو یہ کہان سے آئی تو کہہ آئی تم کو اپنی طرف سے اللہ ہر چیز پر قادر ہی یعنی تم
پہلی لڑائی مین ستر کافرون کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے اور اب بھی بیس کافر مار چکے ہو تمھاری تو اس لڑائی
مین ستر ہی آدمی شہید ہوئے پھر بد دل کیون ہوتے ہو سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ بے حکمی سے لڑے یا قصور یہ کہ بدر کے

اسیرون کو مار کیون نہ ڈالا مال لیکر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھوڑتے ہو تو تم مین ستر آدمی شہید ہونگے لوگون نے قبول کرکے مال لیا اور انکو چھوڑ دیا باوجود یہ شہیدون کو کیسا مرتبہ حاصل ہوا کہ جسکی انتہا نہین اور حقیقت تو یہ ہو کہ وہ کیونکر مرے جب ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون انکی شان مین ہو یعنی تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہین اسپر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہین انکی طرف جو ابھی نہین پہونچے اُن مین پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہی اُنپر نہ انکو غم عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن مین حق تعالی فرماتے ہین کہ شہیدون کو مُردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہین روزی پاتے ہین خوشیان کر رہے ہین خدا کے فضل سے سو آیت کا کیا مطلب ہو اور شہیدون کا مفصل حال کیونکر ہی تب حضرت نے فرمایا کہ شہیدون کی روحین سبز چڑیان ہین بہشت کے میوے کھاتی ہین اُنکے واسطے عرش کے نیچے قندیلین لٹکتی ہین کھاتی پھرتی ہین بہشت مین جہان اُنکا جی چاہتا ہی اور رات کو اُنھین قندیلون مین آکر ٹھہرتی ہین سو اُنکے رب نے انکو دیکھا اور فرمایا کہ بھلا کسی چیز کو تمھارا جی چاہتا ہی شہیدون نے کہا کس چیز کو ہمارا جی چاہے ہم تو اس چین مین ہین کہ بہشت مین کھاتے پھرتے ہین جہان چاہتے ہین پھر خدا نے تین بار اسی طرح پوچھا جب شہیدون نے دیکھا کہ بدون کچھ مانگے نہین چھٹتے تو کہا اے رب ہم چاہتے ہین کہ ہماری روحین ہمارے بدنون مین پھر ڈالی جائین تو ایکبار اور بھی تیری راہ مین مارے جائین اور ٹکڑے ٹکڑے ہون پھر جب خدا نے دیکھا کہ اُنکو اب کسی چیز کی ہوس اور آرزو نہین رہی ہو تو پھر اُنسے پوچھنا چھوڑا اس حدیث کو مسلم نے روایت کی ہو اسی طرح اکثر احادیث اور آیات شہیدون کے فضائل مین موجود ہین اور صحیح بخاری مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ شہداء احد کے دفن مین آنحضرت نے یہ طریق کیا تھا کہ دو شخصون کو ایک کپڑے مین لپیٹا اور فرمایا کون انکا قرآن زیادہ پڑھتا تھا جب ایک اُن مین سے معلوم ہوا تو اُسکو لحد مین مقدم کر دیا اور فرمایا کہ انا شہید علی ہولاء یوم القیامۃ اور سب کو مع خون دفن کیا نہ اُنپر نماز پڑھی نہ غسل دیا اور نتیجۃ المحافل مین ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک چھہ بزرگیان شہید کے واسطے ہین ایک تو اول دفعہ بخشا جاتا ہی دوسرے بہشت مین رہتا ہی تیسرے عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہی چوتھے فزع اکبر یوم قیامت سے مصئون و مامون ہوتا ہی پانچوین ایک تاج یاقوت کا مرصع اُسکے سر پر پہنایا جاتا ہی چھٹوین بہتر بیبیان ملتی ہین اور ستر اقارب کی شفاعت کرتا ہی یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کی ہی احادیث سے واضح ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے زیارت قبور شہداء احد کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مین تیرا بندہ اور رسول تیرا گواہ ہون کہ یہ لوگ تیری راہ مین اور تیری رضا مین شہید ہوئے ہین پھر فرمایا کہ جو کوئی ان شہیدون کی زیارت کرے اور انپر سلام کرے

تو یہ لوگ جواب دینگے خطاب ابن خالد مخزومی گئے اور دو غلام ساتھ لیگئے اور سلام کیا تو سب قبروں سے جواب سلام آیا کہ دہشت سے ٹھہر نہ سکے چلے آئے اور فاطمہ خزاعیہ فرماتی ہیں کہ میں ایکدن صحراے احد میں پھرتے تھے جب مجھے ابن حمزہ کی قبر نظر پڑی تو میں نے کہا السلام علیک یا عم رسول اللہ قبر سے آواز آئی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ فائدہ شہید بروزن فعیل بمعنی فاعل ہے کیونکہ شہید بعد مفارقت اس عالم کے مشاہدہ ربانی اور شہود ملاء اعلیٰ میں فانی ہوجاتے ہیں یا بمعنی مفعول ہے کہ زبان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر مشہود بالجنۃ واللقاء والرؤیۃ والرضوان ہیں اور شہید وہ ہے کہ اعلاء کلمۃ الحق میں مارا جاے اور تتبع کتب احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ سواے اس شہادت کے اور بھی شہادت ہے چنانچہ ابن عساکر نے امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے کہ غریق اور سوختہ آتش اور مارگزیدہ اور جو پیٹ کی بیماری سے مرا اور جس کسی پر عمارت گری یا بالاخانہ سے گرا یا کوئی پتھر گرا اور مرگیا وہ بھی شہید ہے اور جس عورت کا خاوند مرگیا اور وہ تنہا رہی تو مجاہدہ ہے اور مرگئے اسکو بھی اجر شہید کا ہے اور جو شخص اپنے تعرض نفس میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر بھی شہید ہے اور جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تثبیت میں اور بھی بڑھائے ہیں چنانچہ مرگی سے مرنے والا اور جس شخص کے گلے میں پانی وغیرہ کا پھندا لگ کر اچھو ہوا ہو اور جسکو بادشاہ نے ظلماً مارا ہو یا زبردستی ٹھوایا ہو یا بادشاہ کے خوف سے پوشیدہ پھرتا ہو اور مرجاے اور جسکو بچھو نے کاٹا ہو اور جو بہ نیت ثواب اذان دیتا ہو اور جو سوداگر سچ بولتا ہو اور جو شخص اپنے اہل وعیال اور ممالیک میں حکم خدا جاری کرتا ہو اور حلال کمائی سے کھلاتا ہو اور جسکے جہاز میں متلی دق سے وفات ہوئی ہو اور جو عورت غیرت پر صبر کرکے مرے اور جو شخص ہر روز ۲۵ بار یہ کلمات کہا کرے اللهم بارک لی فی الموت وفی ما بعد الموت اور جو شخص نماز چاشت پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر اور حضر میں ترک نہ کرے اور جو شخص امت کے فساد کے وقت سنت پر قائم رہے اور جو شخص اپنی مرض موت میں چالیس بار کہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ۵ کذا فی البخاری اور طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی طاعون یعنی وبا سے مرا یا آسیب دشمنان جن سے مرا یا اپنے مال کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور حدیث راشد ابن خنیس میں مرفوعاً وارد ہے کہ جو شخص سیل میں بہ گیا یا عورت حالت نفاس میں مرے شہید ہے اور حدیث ابن قانع سے جو ربیع انصاری سے مرفوعاً مروی ہے واضح ہے کہ ذات الجنب بھی شہادت ہے اور عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ جو کوئی چارپائی سے گر کر مرجاے وہ بھی شہید ہے اور عبد اللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بیمار مرے وہ بھی شہید ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص عاشق ہوا اور عفت اختیار کرے اور مرجاے تو شہید مرا کما فی المقاصد الحسنہ اور حدیث ابن النجار کی ابن عباس سے وارد ہے کہ جو کوئی اہل یا مال یا ہمسایہ میں ظلماً مارا جاے وہ بھی شہید ہے اور حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ حمی بھی شہادت ہے اور حاکم کی روایت ہے کہ جس عورت کے پیٹ میں لڑکا ہو اور وہ مرجاے تو شہید ہے اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جو کوئی شخص حالت مرابطت میں یعنی محافظت حدود بلاد اسلام میں درآمد کفار سے

بالغ ہو اور مرے تو شہید ہی اور صاحب دُرِّ مختار نے بیان کیا ہی کہ جو کوئی مسافر مرے اور جو شخص شب جمعہ مین یا روز جمعہ مین
یا طلب علم مین مرا ہو وہ بھی شہید ہی شامی نے کہا کہ علماء مالکیہ نے اسقدر زیادہ کیے ہین کہ جو شخص گھوڑا کس کر منتظر جہاد
کا رہے اور جو ہر شب سورۂ یٰس والقرآن الحکیم پڑھے اور جو شخص سواری کے جانور سے گر کر مرجاے اور جو رات کو طہارت کے ساتھ
سووے اور مرجاے اور جو شخص تمام عمر لوگون کی مدارات کرتا ہے اور جو شخص ہر روز سو بار درود پڑھے اور جو شخص
صدق دل سے اللہ کی راہ مین قتل ہونے کی دعا مانگا کرے اور جو شخص حاجت کے وقت مسلمانون کے کسی شہر مین غلہ
لیجاوے اور جو شخص وقت صبح اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تین بار پڑھا کرے اور تین بار سورۂ حشر کی تین
آخر کی پڑھے اور اسدن وفات پاوے یہ جو تفصیل شہدا کی بیان ہوئی شہداء آخرت مین ان پر احکام دنیویہ از قسم
ترک غسل وغیرہ امور مذکورہ کتب فقہیہ جاری نہ کیے جاوینگے بلکہ وہ احکام اس شخص پر جاری ہونگے جو ہتھیار تیز
مثل شمشیر و نیزے وغیرہ سے اہل حرب یا اہل بغی یا قطاع الطریق کے ہاتھ سے مارا جاے یا معرکۂ جنگ مین پایا جاے
اور جسم پر اثر جراحت ہو یا موضع غیر معتاد مانند گوش و چشم و دہن سے خون نکلتا ہو کہ دلالت جراحت باطنی پر کرتا ہی
یا کسی مسلمان نے ظلماً مارا ہو اگرچہ بے آلۂ جارحہ ہو اور دیت اسکے قتل سے واجب نہ ہوئی ہو اور بالغ و طاہر ہو اور
طفل و دیوانہ یا مخنث یا زن حائضہ یا نفساء نہو اور قبل موت کھانے پینے علاج کرنے سے اور بیع و شرا و وصیت و نیز کلام
کرنے سے منتفع نہوا ہو اور کوئی نماز بعد زخمی ہونے کے اسپر فرض نہ ہوئی ہو اسکو غسل نہ دینا چاہیے بلکہ انھین کپڑون
مین دفن کرنا چاہیے لیکن نماز اسپر پڑھنا لازم ہی اور اگر کوئی شخص حد یا قصاص مین مارا جاے وہ شہید نہین ہی
غسل دیا جاے اور نماز پڑھی جاے اور اگر قاطع طریق اور باغی مارا جاے تو غسل دیا جاے گا نماز پڑھی
نہ جاویگی واللہ اعلم بالصواب **فائدہ** عوام مین مشہور ہی کہ غزوۂ احد تاریخ چودھوین شعبان یوم شب برات واقع ہوا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ شکستگی دندان مبارک اسدن حلوا کھایا تھا اس سبب سے شب برات کو
حلوا پکایا جاتا ہی یہ سراسر غلط ہی کسی مورخ نے کہین نہین لکھا ہی البتہ شب برات مین حضرت صلعم نے شہداے احد
و اہل بقیع کے واسطے استغفار کیا ہی پس شب برات کو شہداے احد و دیگر اموات کے لیے استغفار اور انکو ثواب مالی
و بدنی پہونچانا مطابق سنت ہی کذا فی الدر المختار بعد اسکے اسی سال مین غزوۂ حمراء الاسد واقع ہوا یہ موضع آٹھ میل مدینہ
منورہ سے واقع ہی اور سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان ابن حرب قریشی جب اُحد سے لوٹا تو موضع روحا مین آیا اور
قوم قریش سے کہا کہ اگرچہ لشکر اسلام کی شکست ہوئی لیکن مہم ناتمام رہی اب بہتر ہی کہ اہل اسلام کا استیصال (از بیخ برکندن ۱۲)
قبل قوت و شوکت کے کیا جاے جانب مکہ جانا بیفائدہ محض ہی مدینے کو چلو صفوان بن امیہ نے کہا کہ محمد صلعم
اور انکے اصحاب اس معرکہ سے بہت جی جلے ہین اور ابکی بار اوس و خزرج بھی انکے شریک ہونگے ابھی تم کو غلبہ ہوچکا
دیکھا چاہیے کیا ہو شاید مغلوب ہو جاو اسلیے قصد مدینہ بہتر نہین ہی یہ خبر مدینے مین پہونچی کہ ایسا سخن قریش مین

ہوا اہل تحقیق فرماتے ہین کہ آخر روز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد سے خاص مدینے مین تشریف لائے اور شب کو
مدینے مین رہے صبح کو بروز یکشنبہ یہ خبر سنی اُسی دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منادی کرائی کہ سب لوگ مسلح
ہون چنانچہ سب لوگ اس خبر کے سنتے ہی آمادہ و مستعد ہوئے اور زخمی خون چکان اپنے گھرون سے نکلے
اور حضرت رسول مقبول انکو لیکے چلے حضرت جابر انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین غزوۂ احد مین حاضر نہ تھا
آج ساتھ چلونگا آن حضرت نے اذن دیا اور سوا انکے کسی کو ساتھ نہ لیا بلکہ وہی لوگ تھے جو غزوۂ احد مین شریک
رہے تھے پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور علی مرتضی شیر خدا کو وبقولے صدیق اکبر کو علم بردار کیا
جب حمراء الاسد مین آئے تو شب دوشنبہ پانسو مقام پر آتش روشن کرائی تا کہ شوکت اسلام اطراف وجوانب مین
روشن ہو روایت ہے کہ معبد ابن ابی معبد خزاعی موضع تہامہ مین برسم تعزیت حضرت صلعم سے ملا اور اس معرکے سے
متاسف ہو گئے جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا اگرچہ یہ شخص مسلمان نہ تھا مگر خزاعی تھا اور بنو خزاعہ سے عہد و پیمان ہو گیا تھا
معبد وہ ابوسفیان سے موضع روحا مین ملا اور خبر جمعیت اصحاب حضرت رسول و شوکت و شجاعت احباب نبی مقبول
بیان کر کے کہنے لگا کہ پیغمبر خدا صلعم با جماعہ کثیر تشریف لاتے ہین میری دانست مین تم لوگون سے کوئی شخص انسے
مقابلہ نہین کر سکتا سو قریش پریشان و ہراسان ہوئے صفوان بولا جو مین کہتا تھا وہی ہوا اب جلدی بھاگو نہین
تو مشکل ہے پس لشکر کفار نے کوچ کیا اور معبد نے یہ خبر حضرت صلعم سے کہلا بھیجی آن حضرت نے فرمایا ارشدہم صفوان
وما کان برشید یعنی صفوان نے راہ راست بتلائی حالانکہ خود راہ راست پر نہ تھا اور جب ابوسفیان جانب مکہ معظمہ
بھاگا تو راہ مین ایک جماعہ عبد القیس مدینے کے جانے والے ملے سو ابوسفیان نے کہلا بھیجا حضرت صلعم سے
کہ میرا ارادہ تمھارے استیصال کا ہے چنانچہ ان لوگون نے پیغام اسکا حضرت رسالت مآب صلعم سے عرض کیا تو
مسلمانون نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر بروز جمعہ منزل حمراء الاسد سے معاودت فرمائی اس غزوہ مین تین دن
حمراء الاسد مین قیام رہا اور پانچ شب مدینے سے غیبت رہی اور دو کافر ہاتھ لگے ایک معاویہ ابن مغیرہ ابن امیہ جد
عبد الملک ابن مروان دوسرا ابو غرہ جمحی شاعر کہ غزوۂ بدر مین گرفتار ہو کے منت وزاری سے رہا ہوا تھا چنانچہ معاویہ
ابن مغیرہ حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے باین شرط چھوڑا گیا کہ تین روز سے زیادہ مدینے
مین نہ رہے ورنہ قتل ہوگا سو اُسکی موت آگئی تھی جا نہ سکا اور نہ اُسنے اپنے شفیع کو خبر کی شاید یہ مردود اسلیے ٹھہرا ہوگا
کہ یہان سے اخبار نویسی کرون اور ادھر سے نہ جانا آخر کار مسلمانون نے جانا کہ معاویہ مدینے مین ہے لہذا زید ابن حارثہ
و عمار ابن یاسر باذن رسول اللہ خبر لینے کو تشریف لیگئے وہ ملا تو اُسنے ملاقات مین درشتی و شرارت جبلی ظاہر کی
ان دونون نے قتل کیا اور ابو غرہ ملعون پھر بسبب دلفاق سے بنت پیش آیا اور کہنے لگا ایک مرتبہ مجھے چھوڑ دو
تو مین پھر ایسا نہ کرونگا چونکہ اس کاذب کی گفتگو درحقیقت شاعرانہ تھی اور دغابازی اُسکی ظاہر ہو چکی تھی حضرت نے

فرمایا لا یلدغ المومن من حجر واحد مرتین یعنی سانپ کو نہین کٹواتا مسلمان دو مرتبہ ایک گڈھے سے اب تو رہا نہو گا اور تجکو یہ میسر نہو گا کہ تو مکہ مین جاکے کہے کہ مین دو مرتبہ محمد صلعم کو فریب دے آیا آخر کار وہ بھی قتل کیا گیا اور اسی سال کے آخر مین بروایت محمد ابن اسحاق سریہ رجیع کہ بفتح مہلہ وکسر جیم و سکون تحتیہ و عین مہلہ ایک کنوان بنی ہذیل کا ہے مابین مکہ و عسفان واقع ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ بعد معرکہ احد سفیان ابن خالد ہذلی لحیانی با جماعہ عضل و قارہ مکہ مین آیا اور قریش کو فتح احد پر مبارکباد دی جب حملہ بنی عبد الدار سے آواز نوحہ سنی تو سلافہ بنت سعد کے پاس گیا اور اسکے چار بیٹون اور شوہر کی تعزیت کی اس قطامہ نے یہ قسم کھائی تھی کہ تیل بالون مین نہ ڈالون جب تک کشتگان احد کا عوض نہ لیلون اور کاسہ سر عاصم ابن ثابت مین شراب نہ پیون اور بال بھی سر کے اکھاڑے تھے سر ابو سفیان وغیرہ کو دیکھ کر بولی کہ جو کوئی عاصم ابن ثابت خواہ طلحہ ابن عبد اللہ یا زبیر ابن العوام کو مارے اور سر لائے تو مین سو اونٹ انعام دون سفیان ہذلی نے بطمع انعام اپنے ساتھیون سے کہا اور سمجھایا کہ دو فائدے عمدہ ہین ایک تو نفع دنیا بہت بڑا ہے دوسرے تمھارے دشمن قتل ہونگے وہ بولے اسکی راہ بتلاؤ کہا تم لوگ محمد صلعم کے پاس جاؤ اور اسلام ظاہر کرو اور بنا بر تعلیم احکام اسلام کچھ لوگون کو طلب کرو چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا توجہ خاص ان باتون پر ہے ضرور اپنے اصحاب کو تمھارے ساتھ کرینگے شاید ان لوگون سے بھی کوئی شخص ہاتھ آجاوے چنانچہ سات آدمی عضل و قارہ کے باظہار اسلام مدینے مین آئے اور مسلمانون سے موافقت پیدا کی اور حضرت رحمۃ للعالمین سے وہی درخواست کی اور قبیلہ ثابت ابن ابی الافلح مین و بروایتی عاصم کے باپ کے گھر اترے اور عاصم ابن ثابت سے نہایت محبت ظاہر کی اور اکثر کہا کرتے اے ثابت خوب بات ہو جو تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور لاریب تم اصحاب اخیار مین ہو حضرت عاصم فرماتے کہ مجکو امید ہے کہ مین بھی چلونگا آخر کار بعد چند روز کے حضرت رسول مقبول نے مرثد ابن ابی مرثد اور خبیب ابن عدی بضم معجمہ وکسر موحدہ اور زید ابن الدثنہ کہ بفتح دال مہلہ وکسر مثلثہ و تشدید نون ہے اور عبد اللہ ابن طارق اور خالد ابن ابی البکیر اور معتب ابن عبید اور تین شخص اور جنکے نام معلوم نہین ہوتے شاید سردارون مین نہ تھے عاصم ابن ثابت کے ساتھ کر کے روانہ فرمائے اور عاصم کو امیر کر دیا جب یہ اصحاب موضع ہدہ مین کہ سات میل عسفان سے اسطرف ہے پہونچے تو ایک مردود کافرون مین سے پیش پیش سفیان ابن خالد کے پاس گیا وہ ملعون دو سو کفار بنو لحیان کے جنمین سو تیر انداز تھے ہمراہ لیکر استقبال کے بہانے نکلا اور مسلمانون پر کہ جملہ دس آدمی تھے آیا اور یہ لوگ رجیع مین نزول فرما صبح کو ہو چکے تھے اور خرمے کھا کر جانب جبل فدفد کہ ایک اونچی پہاڑی ہے چلے گئے تھے آفتاب نکلے ایک عورت لحیانیہ نے کہ بکریان چرانے کو آئی تھی گٹھلیان خرمون کی دیکھین اور جانا کہ یہ خرمے مدینے کے ہین سو اسنے کافرون کو خبر کر دی وہ سب مردود پہاڑ کی طرف دوڑ پڑے خالد ابن ابی البکیر نے عاصم سے کہا اے ابو سفیان ان لوگون نے فریب کیا وہ بولے نعم و رب الکعبۃ مگر کیا اچھی شہادت ہے اسکو غنیمت جان کر دشمنان دین سے لڑنا بہتر ہے پس عاصم ابن ثابت مع چھ نفر کے شہید ہوئے اور خبیب ابن عدی

وزید ابن الدثنہ وعبداللہ ابن طارق پکڑے گئے سو عبداللہ نے کوشش تمام چھوٹ کر تلوار سے خوب ہی لڑے
اور شہید ہوئے بعد اُسکے کافرون نے چاہا کہ عاصم کا سر کاٹین اللہ جل ذکرہ نے ایک لشکر زنبور کا جسم عاصم
ابن ثابت پر متعین فرمایا کہ اُسکے خوف سے کوئی کافر سر کاٹنے کو نہ جا سکا ناچار مصلحت سوچے کہ رات
کے وقت کاٹینگے جب رات ہوئی تو قدرت الٰہی سے ایک سیل آیا اُسنے جسم مردہ حضرت عاصم ابن ثابت
رضی اللہ عنہ بہایا اور بحر رحمت مین پہونچایا پس کافرون نے انکا سر مبارک نہ پایا اور جب وہ لوگ بعد فراغت
اس حرکت سے سلافہ بنت سعد مردار کے پاس انعام لینے گئے تو اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ عاصم کا سر مبارک
نہ لائے اب مین ایفاے وعدہ نہ کرونگی ناچار جانب وخاسر لیپٹ آئے اسی کو خسر الدنیا والاخرہ بولتے ہین اور
خبیب رضی اللہ عنہ کو دختر حارث ابن عامر نے خرید کیا اور زید رضی اللہ عنہ کو صفوان ابن امیہ نے بعوض پچاس
اونٹ کے لیا چونکہ یہ معاملہ ذیقعدہ مین واقع ہوا تھا اسلیے دونون کو قید رکھا جب اشہر حرم گذر گئے تب دونون
کو موضع تنعیم مین لیجا کر سولی کھڑی کرائی اکثر لوگ مکے کے رہنے والے تماشا دیکھنے آئے صحیح بخاری مین ہو کہ خبیب
نے ایک بار استرہ واسطے پاکی لینے کے حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا اُسی حالت مین ایک لڑکا اُسکا
خبیب کے پاس پہونچا خبیب نے اُسے اپنے زانو پر بٹھلا لیا اُس عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہو کہین میرے
بیٹے کو مار نہ ڈالے خبیب نے کہا مت ڈر مین ایسا کرونگا بچے کو قتل نہ کرونگا وہ عورت کہتی ہو کہ مین نے خبیب سے
بہتر کوئی قیدی نہین دیکھا مین نے خبیب کو حالت قید مین انگور کھاتے دیکھا حالانکہ اُس وقت مکے مین کوئی میوہ
نہ تھا اور خبیب زنجیرون مین قید تھے روایت ہو کہ جب حضرت خبیب و زید رضی اللہ عنہما کو میدان مین لاتے تھے تو
راہ مین دونون سے باہم ملاقات ہوئی اور خوب بغل گیر ہو کر ملے اور باہم صبر و شکر کے وصایا ہوئے جب خبیب
رضی اللہ عنہ سولی کے پاس آئے تو مشرکون سے اذن لیکر دو رکعت نماز ادا کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہو کہ وہ فرماتے تھے کہ جس نے اول قتل کے وقت نماز پڑھی وہ خبیب ہین پھر جب نماز ادا کر چکے تو فرمایا کہ اگر مجھکو
یہ خوف نہوتا کہ لوگ طعنہ دینگے اس بات کا کہ موت سے جی چراتا ہو تو مین نماز کو دراز و طویل کر دیتا پھر کئی بیتین
پڑھین اس مضمون کی کہ ہر گاہ کہ مین اسلام مین مارا جاتا ہون تو مجھکو کچھ خوف نہین کیونکہ اللہ تعالی مجھپر مہربان
ہو اور اُسکی ذات مین یہ صفت ہو کہ اگر وہ چاہے تو عضو پارہ پارہ کے ٹکڑون مین برکت بھیجے معاویہ ابن سفین
سے منقول ہو کہ وہ کہتا تھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے سولی دیتے وقت ایسی دعا مانگی کہ حاضرین معرکہ پر لرزہ پڑا اور
نہایت ہیبت غالب ہوئی کہ میرے باپ نے مجھے زمین پر لٹایا کیونکہ عرب مین یہ رسم تھی کہ جب کوئی مظلوم دعا
مانگتا تھا تو ظالم زمین پر لیٹ جاتا تھا اس خیال سے کہ لیٹ جانے سے وبال نہ پڑیگا اور اُسی وقت یہ ہوا کہ
خویطب ابن عبد العزی نے خوف سے اپنے کان بند کر لیے اور بھاگا اور حکیم ابن حزام درخت کی آڑ مین چھپ گیا

روایت ہے کہ اُن لوگون مین سے جو کوئی شریک قتل تھے سخت بلاؤن مین مبتلا ہوئے چنانچہ سعید بن عامر انھین مین تھا
کہ گاہ گاہ بے سبب اُنکو غش آجاتا تھا اور بعد مسلمان ہونے کے بھی یہ عارضہ نہ گیا الغرض خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی دی
اور فاعل اس فعل کا ابو سروعہ ابن حارث تھا بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے دار پر فرمایا کہ یا الٰہی کوئی
ایسا نہین ہے جو میرا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا دے زید ابن اسلم رض فرماتے ہین کہ ہم لوگ حضرت صلعم کی
خدمت مین حاضر تھے دفعتًہ آثار نزول وحی کے نمودار ہوئے اور حضرت نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ بعد ازان فرمایا
کہ اس وقت خبیب کو قریش نے شہید کیا جبرئیل علیہ السلام مجھے اُسکا سلام کہتے ہین روایت ہے کہ مشرکون نے نہایت
عناد سے خبیب رض کا منھ از جانب کعبہ پھیر کر جانب مدینہ کر دیا تو خبیب نے فرمایا کہ اگر تم لوگون نے یہ کیا تو کچھ مضر نہین ہے
اللہ صاحب فرماتے ہین اینما تولوا فثم وجہ اللہ روایت ہے کہ کافرون نے کہا کہ اگر تم دین اسلام ترک کرو تو ہم تمکو چھوڑ دین
خبیب نے کہا کہ اگر تمام روے زمین مجھے دین تو بھی اسلام سے نہ پھرون ایک جان کیا سو جان اسلام کے قربان کافرون نے
کہا کہ تمھارا جی چاہتا ہے کہ تمھارے عوض محمد کو سولی ہو خبیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہین چاہتا کہ مین گھر مین ہون اور پیغمبر خدا
صلعم کے پیر مین ایک کانٹا چبھے پھر مقتولان بدر کی اولاد اقارب چالیس آدمی نیزے لیے اور ہر طرف سے مارنے لگے
اُس وقت منھ حضرت خبیب کا کعبے کی طرف ہو گیا فرمایا شکر خدا جس نے میرا منھ اُس قبلے کی طرف کر دیا جو اُسنے اپنے
رسول اور مسلمانون کے لیے پسند کیا ہے پھر جب رجیع سے لوٹ کر لوگ مدینہ مین آئے اور احوال واقعی کا بیان کیا تو
خبیب رض کی شہادت کا وہی وقت تھا جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور جب زید رضی اللہ کو دار کے
نیچے لے گئے تو اُنھون نے بھی باقتداے خبیب رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز ادا کی اور شہید ہوئے اور قاتل انکا نسطاس
صفوان کا غلام تھا علماء نزول فرماتے ہین کہ آیت کریمہ ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ خبیب و زید رضی اللہ عنہما
کی شان مین نازل ہوئی ہے بالجملہ کافرون نے حضرت خبیب ابن عدی بدری صحابی کی لاش کو سولی پر چھوڑا تا کہ آئندہ دشمن
کو آگاہی حاصل ہو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی لاش خبیب کی لائے اُسکو بہشت ہے
زبیر ابن العوام اور مقداد ابن الاسود دو وقت شب گئے اور لاش کو سولی سے آتار لائے اور عجب ماجرا ہوا کہ اُس لاش
کی حفاظت چالیس آدمی کرتے تھے جب اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم کے لاش پر پہونچے تو سب سو گئے اور خبیب کو
آہستہ سولی سے آتارا اور گھوڑے پر رکھ کے لے چلے اور چالیس دن قتل پر گذر رہے تھے مگر بدن ویسا ہی تازہ تھا زخمون
سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی بو آتی تھی صبح کو قریش جاگ پڑے اور پیچھا کیا چونکہ مشرک زیادہ تھے قریب تر آگئے اور چاہا
کہ لاش کو چھینین حضرت زبیر و مقداد نے مجبوری سے لاش زمین پر ڈال دی اسی وقت زمین نگل گئی اسی سبب سے
خبیب رضی اللہ عنہ کو بلیع الارض بولتے ہین پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے مقابل کفار ہو کر کہا کہ مین زبیر ابن العوام ہون اور
مان میری صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور مقداد ابن الاسود میرے رفیق ہین تمھارا جی چاہے تو نیزون سے لڑو

اور کھو اُتر کر تلوار نیزے سے لڑین اور جا ہو پھر جاو وہ خوف کھا کر بھاگے اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما خدمت آنحضرت
مین حاضر ہوئے اور قبل حاضری ان دونون کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام احوال کی خبر دی اور فرمایا کہ یا رسول اللہ
ان دونون کی تعریف فرشتے کرتے ہین اسی سال مین سریہ بیر معونہ واقع ہوا معونہ بفتح المیم وضم العین المہملہ مع النون
ایک موضع ہے مابین مکہ و عسفان بلاد ہذیل سے اس واقعہ کو سریۃ المنذر بن عمرو و نیز سریۃ القراء کہتے ہین اور سبب وقوع
واقعہ یہ ہوا کہ ابو براء ابن مالک ابن جعفر کلابی عامری جسکو قبیلہ نجد و بنی عامر مین ملاعب الاسنہ بفتح الہمزہ وکسر السین و تشدید
النون بولتے تھے مدینہ طیبہ مین وارد ہوا اور حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا اور کچھ تحفہ پیش کیا حضرت نے قبول
نہ کیا اس سبب سے کہ وہ مشرک تھا پھر آنجناب نے دعوت اسلام فرمائی اُسنے نہ انکار کیا نہ اقرار صرف اسی قدر کہا کہ مین
تمہارے دین کو شریف جانتا ہون اور میری قوم کے لوگ کثرت سے ہین اگر چند اصحاب باصفا میرے ہمراہ چلین تو امید ہے کہ
وہ لوگ ایمان لاوین اور شریعت کی رونق ہو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل نجد سے امین نہین ہون
اُسنے کہا مین ضامن ہوتا ہون آپ خوف نہ کیجیے آنحضرت نے اُسکے قول پر اعتماد فرمایا اور اپنے اصحاب سے چالیس یا ستر
آدمی کہ اکثر اُنمین انصار اور بعض مہاجرین تھے لیکن سب قراء صحابہ مین تھے ہمراہ کیا اور منذر ابن عمرو رضی اللہ عنہ کو میر قافلہ
فرمایا اور سرداران بنی نجد و بنی عامر کو ایک خط لکھوا دیا اس جماعہ مین حرام ابن ملحان و رافع ابن بدیل ابن ورقا و عامر ابن فہیرہ
و عمرو ابن امیہ ضمیری وغیرہم تھے جب بیر معونہ پر پہونچے اور منزل کی تو اونٹ اپنے عمرو ابن امیہ ضمیری اور حارث صمہ کے
ساتھ چرانے کو روانہ کیے اور فرمان واجب الاذعان رسول حضرت سبحان کا حرام ابن ملحان کو دیا کہ عامر ابن طفیل ابن مالک
برادر زادہ ابو براء کے پاس لیجاے سو حرام مع اور دو شخصون کے وہان گئے جب قریب اُس قوم ناپاک کے پہونچے تو ساتھیون
سے کہا تم ٹھہر جاؤ مین جاتا ہون اگر اُن لوگون نے مجھے امان دی تو تم کو بلاؤنگا ورنہ تم منزل پر چلے جانا چنانچہ حرام نے دور ہی
سے کھڑے ہوکر پکارا کہ اگر مجھے امان دو تو مین پیغام پیغمبر خدا تم کو سناؤن اُس قوم کے لوگ بڑے مفسد بدنہاد تھے انھون نے
ایک نامرد کافر کو اشارہ کیا اُسنے پشت سے آکر نیزہ مارا کہ حرام شہید ہوگئے بعد ازان عامر ابن طفیل نے بنی عامر سے اعانت چاہی
چونکہ ابو براء ابن عامر نے پیشتر سے اطلاع بنی عامر کو کردی تھی کہ مین اپنی ضمانت مین اصحاب رسول کو لایا ہون اس سبب سے
بنی عامر نے انکار کیا اور کہا کہ ہم عہد شکنی نہ کرینگے تب ابن طفیل نے قبائل سلیم بضم السین و فتح اللام بصیغہ تصغیر و عصیہ و رعل
بکسر الراء و سکون العین و ذکوان بفتح الذال و سکون الکاف کہ یہ دونون قبیلہ سے سلیم مین ہمراہ لیکر با فوج کثیر بیر معونہ پر آیا
اور ہر چہار طرف سے اصحاب رسول کو گھیر کر شہید کیا صرف منذر باقی رہے وہ بھی بمقتل حرام پر مقابلہ کرکے شہید ہوئے پھر عمرو
ابن امیہ و حارث ابن صمہ چراگاہ سے آئے تو دیکھا کہ جس مقام پر لشکر اسلام تھا وہان غبار ہے اور جانور اُڑتے ہین اور
کافرون کے سوار کھڑے ہین تب باہم مشورہ کیا عمرو نے کہا چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کرین حارث نے کہا
شہادت مفت ہے کیون چھوڑین چنانچہ حارث بڑی بہادری سے لڑے اور دو کافر مارے بالآخر دونون اسیر ہوگئے

اور جان کی پناہ پائی با اینہمہ حارث نے دو کافر قتل کیے اور آپ بھی شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ نے کہا کہ مین قبیلہ بنی مضر
سے ہون تب عامر ابن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کے چھوڑ دیا اور اس رہائی کو اپنی مان کے ذمہ ڈالا کیونکہ اسپر ایک بندہ آزاد
کرنا تھا اسمین محسوب کیا پھر عمرو سے ہر ایک مقتول اہل اسلام کا حال دریافت کیا عمرو نے سب کا حال کہا پھر پوچھا کہ تمھارے یارون مین سے
کوئی گم تو نہین ہی عمرو نے کہا عامر ابن فہیرہ نہین ہین کہا وہ کون تھے عمرو نے کہا کہ وہ افضل اصحاب مین تھے عامر بن طفیل نے
کہا کہ مین نے بچشم خود دیکھا کہ بعد قتل انکو آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور قاتل حضرت عامر کا ایک شخص جابر بن سلمی نام یا جبار بن سلمی قبیلہ
بنی کلاب کا تھا سو وہ کہتا ہی کہ مین نے نیزہ مارا عامر کے اور وہ پار ہو گیا تو عامر نے کہا فزت واللہ یعنی پا لیا مین نے قسم خدا کی اور دیکھا
مین نے کہ عامر کو آسمان پر لے گئے مجھے عامر کے کلام مین تامل ہوا کہ مین نے ضحاک بن سفیان کلابی سے جا کے مطلب پوچھا انھون نے
کہا کہ مطلب یہ ہی کہ جنت کو پا لیا مین نے ضحاک سے کہا کہ اسلام مجھے تلقین کرو اور مین بسبب مشاہدہ احوال عامر کے مسلمان ہو گیا یہ
تمام کیفیت حضرت جبرئیل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیے اور آنجناب نے اپنے اصحاب سے من عن فرمائی بعد اسکے
ضحاک کا عریضہ آیا اسمین مطابق معجزہ مندرج پایا گیا اور جو لوگ پھر کر آئے انھون نے بھی سارا حال کہا القصہ ابو براء عامر بن مالک اس
بیوفائی اور مکر سے جو اسکے بھتیجے نے اصحاب رسول اللہ سے کیا نہایت ملال ہوا کہ اس غصہ مین مر گیا اور عامر بن طفیل کو ربیعہ بن ابی براء
نے سر مجلس نیزہ مارا اس سے تو نہ مرا مگر ایک پھوڑا برابر کوہان شتر از قسم طاعون نکلا تب داخل نار ہوا اسنے براہ حماقت حضرت
صلعم سے کہلا بھیجا تھا کہ ملک مجھے بانٹ دو اسطرح کہ دیہات اور جنگل کے اراضی سے مجھے کام نہین تم لو اور شہر میرے حصے مین چھوڑ دو
اگر اسپر راضی نہو تو بعد وفات اپنے مجھے اپنا خلیفہ کرو نہین تو مین ایک لشکر جرار کثیر المقدار لا کے تم سے لڑونگا آنجناب نے فرمایا
اللہم اکفنی عامرا یعنی ای اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا کہ مجھ تک نہ پہونچے کہ وہ طاعون سے فی النار و السقر ہو گیا بالجملہ عمرو
بن امیہ وہان لوٹے راہ مین دو شخص مشرک بنی عامر کے مل گئے عمرو نے ایک درخت کے نیچے سوتے مین قتل کیا دل مین سوچے
کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام عامر بن طفیل سے ہی اور یہ دونون مقتول حضرت صلعم کی امان مین تھے اس بات کی عمرو کو خبر نتھی جب
حضرت نے یہ حال سنا تو فرمایا ای عمرو یہ کام اچھا نہ ہوا اب دیت دینا پڑیگی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور
ہوا کہ بمشورت انکے معاملہ دیت کو طی فرماوین اسی پر غزوہ بنی نضیر واقع ہوا فائدہ ایک قصے مین حضرت صلعم نے ایک ماہ خواہ چالیس دون
قاتلون کے حق مین بد دعا کی ہی اور اسمین بنی لحیان و رعل و ذکوان اور عصیہ کا ذکر کیا اور عضل و قارہ کو بھی شریک گردانا کس واسطے
کہ قصہ بیر معونہ و رجیع کی خبر ایک وقت مین ہوئی اور دونون قریب قریب واقع ہوئے تھے بخاری و مسلم مین حضرت انس سے روایت
ہی کہ بعد شہادت شہدائے بیر معونہ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ ہمارے حال سے پیغمبر کو خبر دے کہ حضرت جبرئیل نے خبر دی
اور حضرت نے اصحاب سے کہا کہ تمھارے بھائی شہید ہوئے اور اللہ سے کہا کہ ہم تجھ سے ملے اور تو ہم سے راضی ہوا اور ہم تجھ سے راضی ہوئے
اور اسی طرح فضائل انکے کتب حدیث مین مذکور ہین بہجۃ المحافل سے معلوم ہوتا ہی کہ مرث کعب ابن زید زخمی ہو کر اس قصے مین
بچے ہین بعد اسکے جنگ خندق مین شہید ہوئے اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہی کہ سب شہید ہوئے صرف ایک شخص لنگ

بچ گیا تھا کہ وہ اسوقت پہاڑ پر تھا تنبیہ اگر کوئی بیوقوف کہے کہ حضرت نے قضیہ رجیع اور بیر معونہ مین بے تامل اصحاب کو
بھیجدیا اور کچھ خیال نہ کیا کہ یہ لوگ ناحق مارے گئے تو جواب اسکا یہ ہے کہ انبیا علیہ السلام کا یہی کام ہے انکو خدا کی راہ بتلانے مین
منافق اور دوست اور دشمن سب یکسان ہین انھین ہر حال مین اپنے رب کی پیغام رسانی مقصود ہوتی ہے پس اس نظر سے کہ
وے لوگ خدا کی راہ دریافت کرنے کے نام سے حضرت کے پاس آئے تھے اور اصحاب کو ساتھ لیجانے کی آپ سے درخواست کی تھی
حضرت نے انکو ساتھ بھیجدیا جیسے کوئی اپنے تابعین کو جنگ دشمن پر بھیجتا ہے اور مسلح کرکے بھیجنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت
مآل کار پر بالہام الٰہی آگاہ تھے لیکن جناب باری کو یہ منظور تھا کہ مومنین ان منافقین کے ساتھ چلے جاوین اور سب پر یہ بات
کھل جاوے کہ اہل اسلام راہ خدا مین کس قدر جان نثار ہین کہ دوست و دشمن مین کچھ تمیز نہ کرکے راہ خدا تعالی مین بجان و دل حاضر
ہین پس حبیب اللہ نے بھی کچھ دم نہ مارا اور یہ ویسا ہی معاملہ ہے جیسا حضرت مسلم کے ساتھ اہل کوفہ نے کیا ہے پوشیدہ نرہے کہ بعد کشتہ
حبیب صحابی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن امیہ ضمیری اور جبار ابن صخر انصاری کو جانب مکہ بھی روانہ کیا تھا اور فرما دیا
کہ تم پوشیدہ جاکر ابوسفیان کو قتل کر دو وہ گئے تو خبر مشہور ہوگئی ناچار پھر آئے مگر ابن اسحاق نے اسکو ذکر نہین کیا ہے صرف ابن ہشام
نے لکھا ہے کذا فی بہجۃ المحافل اسی سال مین غزوہ بنی نضیر ہوا اور یہ واقعہ یون واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با طائفہ اصحاب
خاص اور ایک جماعت یاران با اختصاص کے جسمین ابوبکر صدیق اور عمر خطاب اور علی مرتضی اور زبیر اور طلحہ اور سعد ابن معاذ
اور اسید ابن حضیر اور سعد ابن عبادہ رض یہ سب موجود تھے بنی نضیر مین یہودیون کے پاس لے گئے تاکہ انسے ان دونون
مقتولون کے خون بہا کی بابت جنکو عمرو ابن امیہ ضمیری نے قتل کیا تھا کچھ تدبیر کرین اور بنی نضیر حضرت سے عہد و پیمان
کر چکے تھے اور بنی عامر سے بھی قول و قسم ہو چکا تھا جب حضرت نے اس بات مین انسے کلام کیا تو بولے ای ابوالقاسم جو کچھ
تم کہوگے ہم وہی کرینگے ایک لحظہ توقف کیجیے اور آرام لیجیے ہم آپکی اور آپکے اصحاب کی ضیافت کرینگے آپ تشریف رکھین
بعد فراغت کھانے سے اس امر مین عرض کرینگے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا التماس قبول فرمایا ان لوگون نے خلوت مین
جاکر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے حضرت اور انکے یارون کا کام تمام کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت بدیوار
بیٹھے تھے جب حیی ابن اخطب نے کہا ایسا قابو کبھی نہ ملیگا صلاح یہ ہے کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر محمد کے سر پر ڈھکا دے
کہ کام انکا تمام ہو جاوے عمرو ابن جحاش ابن کعب بولا کہ مین یہ حرکت کرونگا سلام ابن مشکم نے کہا خدا کی قسم ایسا کام اگر کروگے
تو محمد کو آسمان سے خبر ہو جائیگی اور نقض عہد لازم آویگا مگر کسی نے نہ مانا عمرو ابن جحاش ایک پتھر کمین سے اٹھا لایا فوراً حضرت
جبرئیل امین نے بامر رب العالمین سید المرسلین کو خبر کردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے اٹھ کھڑے ہوئے اسطرح جیسے کوئی [illegible]
حاجت کو اٹھتا ہے اور مدینے کی طرف تشریف لیچلے اصحاب بھی بعد انتظار آپکے پیچھے چلے گئے اور عمرو ابن جحاش کا پتھر ہاتھ ہی
مین رہ گیا جب سب لوگ مدینے مین داخل ہوئے تو اصحاب نے حال دریافت کیا حضرت صلعم نے بیان فرمایا اور بعد تھوڑے
محمد ابن مسلمہ کو اس قوم ناپاک کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اب تمہارا قول و پیمان ٹوٹ گیا تمہارا ظاہر اور باطن یکسان نہین

ہے لہذا تمھارا رہنا مسلمانون کے پروس مناسب نہین ہے دس دن کی مہلت ہے اس عرصہ مین نکل جاؤ جو کوئی دس دن بعد
ملے اُسکی گردن ماری جاے یہ خبر سُنکر سفر کی طیاری مین مصروف ہوئے عبد اللہ ابن ابی منافق نے کہلا بھیجا کہ مین تمھاری
مدد کو حاضر ہون تم قلعہ مستحکم کر لو اور ہرگز نہ نکلو اور یہود بنی قریظہ اور خلفاے غطفان بھی اعانت کرینگے سو ابن اخطب سنتے ہی
مغرور ہو گیا اور حضرت سے کہلا بھیجا کہ ہم نہ نکلینگے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور علی مرتضی کو علمدار
اور مدینے سے کوچ کیا اور اس جلدی سے گئے کہ نماز عصر بنی نضیر مین ادا فرمائی اور بعضے ظہر کے وقت پہونچے لیکن یہ دیکھکر شریران
یہود اپنے اپنے قلعون مین پوشیدہ ہو رہے اور تیرون اور پتھرون سے آمادہ جنگ ہوئے چنانچہ روایت ہے کہ خیمۂ آنحضرت فضاے
بنی خطیمہ مین قایم کیا گیا تھا غزورا ایک تیر انداز نے تیر چلایا کہ خیمہ مین پہونچا وہان سے خیمہ دوسری جگہ کھڑا کیا علی مرتضی اُسکی گھات
مین تھے ناگاہ دیکھا کہ وہ مردود شمشیر برہنہ مع نو نفر یہودیون باہر آیا علی مرتضی نے اُسکو قتل کیا اور سر ناپاک اُسکا حضرت کے روبرو
لاڈالا اُسوقت حضرت نے ابودجانہ و سہیل کو مع آٹھ نفر دیگر ہمراہ علی مرتضی بنابر تنبیہ ہمراہیان غزورا کر دیا کہ اُنھون نے جا کر سب کو
قتل کیا اور سب کے سر حضرت کے پاس لائے بالجملہ گیارہ شبانہ روز یا پندرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قلعہ کا محاصرہ کیا بنی نضیر
بحالت محصوری منتظر رہے کہ کوئی ہماری مدد اور کمک کرے کوئی بھی نہ آیا ناچار ہو کر کہلا بھیجا کہ ہم سے کچھ تعرض نہ کیجیے ہم خود ہی
نکلے جاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ تم نکل جاؤ کوئی تمھاری جان و تن سے تعرض نہ کریگا مگر ہتھیار چھوڑ جاؤ کہ یہ سزاے سرکشی ہے
اور مال و اسباب سے جو کچھ جا سکے لیجاؤ یہود راضی ہوئے اور اپنے گھر اپنے ہاتھون سے خراب کر کر نکل گئے چنانچہ آیت ہو الذی
اخرج الذین کفروا من اہل الکتاب من دیارہم الخ خبر دیتی ہے یعنی وہی ہے جسنے نکال دیے جو منکر ہین کتاب والون مین سے
اُنکے گھرون سے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ابن مسلمہ کو اُنکے اخراج پر سے فرمایا کہ بعضے شام کو گئے اور بعضے خیبر مین رہے
اور بعضے ورعات مین چنانچہ پچاس زرہین اور پچاس خود اور تین سو چالیس تلوارین مسلمانون کے ہاتھ آئین اور چونکہ اموال اُنکے
مثل اراضی و نخل اور اسلحہ وغیرہ بے قتال و جدال ہاتھ آئے تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل غنیمت تقسیم نہین فرمایا
بلکہ روبرو انصار کے مہاجرین کو عنایت کیا اور انصار کو کچھ بھی نہین دیا مگر تین شخصون کو کہ وہ بھی حاجتمند تھے ایک ابودجانہ
دوسرا سہیل ابن حنیف تیسرا حارث ابن الصمہ اور تلوار ابن الحقیق کی سعد ابن معاذ کو عنایت فرمائی اور باقی اسلحہ اور اراضی
حوائج مسلمانون کے لیے مقرر کیے اور محصول اراضی سے نفقہ یکسالہ امہات المومنین وغیرہ کو عنایت فرمائی تھی اور اس تقسیم مین انصار کو
کسی طرح کا حسد نہین ہوا بلکہ نہایت خوش ہوئے چنانچہ اللہ صاحب سورہ حشر مین فرماتے ہین ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا
ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی نہین پاتے اپنے دل مین غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملا اور اول رکھتے ہین اپنی جان سے اور ہو اگرچہ
اُنپر بھوک اور اس تقسیم مین دونون کو فائدہ بھی ہوا کیونکہ مہاجرون کا خرچ انصار پر تھا سو اُنکو فراغت ملی اور حضرت صلعم انصار سے
خوش ہو کر فرمانے لگے اللہم ارحم الانصار و ابناء الانصار و ابناء ابناء الانصار جب بنی نضیر محصور تھے حضرت صلعم نے قطع اشجار
کا حکم دیا اسلیے کہ یہود کو درخت خرما جو متصل گڑھی تھے نہایت محبوب تھے مثل اولاد تو اُنکو صدمہ ہوگا اصحاب نے

قطع اشجار شروع کیا بعضون نے قسم عمدہ درخت کاٹے باین نیت کہ بنی نضیر کو رنج ہو اور بعض نے بُری قسم کے کاٹے بسبب
یقین فتح اسلام کے تو عمدہ قسم ہمارے کام آویگی اللہ تعالیٰ نے دونون فعل بمقتضائے حسن نیت پسند فرمائے اور حکم فرمایا ما قطعتم
من لینة او ترکتموہا قائمة علی اصولہا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین یعنی کاٹے تم نے ایک قسم درخت خرما کے یا چھوڑے قائم
انکی جڑون پر سو بحکم خدا ہے اور اسلیے کہ رسوا کرے نافرمانون کو اور صحیح بخاری مین ہے کہ جلانے کا بھی حکم دیا تھا چنانچہ درخت جلائے
بھی گئے فائدہ جب بنی نضیر محصور تھے تب حرمت شراب کا حکم ہوا اور بقول بعض غزوہ حدیبیہ مین تحریم خمر نازل ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ
تحریم خمر مکرر نازل ہوئی تھی اور حق یہ ہے کہ شراب کے حق مین چار بار حکم ہوا ہے اول ربما یود الذین کے سترھوین رکوع مین ارشاد
ہوا ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا یعنی اور میوون سے کھجور کی اور انگورون سے بناتے ہین اس سے
نشا اور روزی خاصی تفسیر احمدی مین ہے کہ بعضون نے سکر سے شراب مراد لی ہے اس صورت مین منسوخ ہے اور بعضون نے شہد
مراد لیا ہے اور شہد وہ جو انگور اور منقے اور خرمے کا شیرہ پکاتے ہین یہانتک کہ دو ثلث جل جاتا ہے اور رزق جس سے سرکہ اور
دوشاب اور خرما اور منقے مراد ہے خلاصہ یہ کہ اس آیت سے بوجھا گیا کہ شراب مطلقاً حلال ہے دوسری بار حکم ہوا قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس اس سے معلوم ہوا کہ
اسمین گناہ ہے تیسری بار حکم ہوا کہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری اس سے نکلا کہ نماز کے وقت شراب پینا حرام ہے بعد اسکے چوتھی مرتبہ یہ آیت
آئی یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون یعنی اے ایمان والون یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت
اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہوگا اور یہ آیت واذا سمعوا مین ہے اس آیت سے
صراحتاً حرام ہونا شراب کا دریافت ہوا اور شراب کی ماہیت مین اختلاف ہے ہمارے نزدیک جب انگور کا پانی جوش دیا جاوے
اور شدید ہو اور کف لاوے وہ شراب ہے مگر صاحبین کے نزدیک قذف بالزبد شرط نہین ہے اور امام اعظم کے نزدیک
شرط ہے اور فتویٰ اسی پر ہے اور بعضون کے نزدیک شراب نام ہے نشے والی چیز کا ہمارے نزدیک شراب بعینہ حرام ہے اور بعضون
کے نزدیک شراب نشہ کے سبب سے حرام ہے اور نجس ہے بنجاست غلیظہ اسکا حلال جاننے والا کافر ہے مسلمان کو اسکی قیمت
لگانی حرام ہے اور نفع اسکا حرام ہے اسکے پینے والے کو حد واجب ہے گو نشہ نہ لاوے اور جو اسکو پھر پکاوے اسکی حرمت نہین
جاتی مگر سرکہ بنانا اسکا درست ہے بخلاف شافعی رحمة اللہ علیہ کے اور تحقیق محدثین کی یہ ہے کہ شراب جس چیز کا پانی سڑا ہو
کہ نشہ لانے لگے وہ تھوڑا اور بہت حرام ہے پس تاڑی وغیرہ بھی اسی تعریف مین داخل ہے کذا سمعت عن الاستاذ صحیحین مین
عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر ایک نشہ دار چیز شراب ہے اور سب نشہ والی چیزین حرام ہین
اور جسنے شراب پی دنیا مین پر وہ شراب کو سدا پیتا رہا توبہ مرگیا تو وہ آخرت کی شراب نہ پیگا اس حدیث سے صاف
معلوم ہوا کہ جو چیز مست کردے اور نشہ لاوے وہ شراب ہے اور حرام خواہ انگور سے بنے خواہ کھجور یا منقے یا شہد یا گیہون
یا جوار یا باجرا یا جو سے خواہ درخت کا عرق ہو جسطرح تاڑی اور سیندھی یا کوئی گھاس ہو جیسے بھنگ وغیرہ قلیل اور
کثیر اسکا ست حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور امام محمد اور محدثین کا ہرچند امام اعظم کے نزدیک

نجس حرام شراب وہی ہی جو شیرۂ انگور سے بنے اور جوش مار کے گاڑھی ہوکر جھاگ لاوے اور چیزین بدون نشے کے
حرام نہین لیکن اکثر محتاط محققین کے نزدیک امام محمد کے قول پر فتوی ہی چنانچہ نہایہ اور زیلعی اور عینی اور فتاوی عالمگیری
اور دُرِ مختار اور اشباہ نظایر مین مذکور ہی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی نے تاڑی اور نان پاؤ کی حرمت مین جو
فتوی لکھا ہی خوب تحقیق فرمایا ہی جو چاہے اُسکو ملاحظہ کرے اور مولوی رشید الدین خان صاحب نے صاف لکھا ہی کہ
حرمت نان پاؤ موجود عدیدہ ثابت ہی وہو الحق والحق احق بالاتباع جب سال چہارم ہجرت نبویہ صلی اللہ علیہ وعلی اصحابہ
وازواجہ وسلم کا آیا تو کئی حادثے ہوئے چنانکہ عبد اللہ ابن عثمان سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ برس کی عمر مین
وفات پائی اور فاطمہ بنت اسد ام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور ابو سلمہ ابن الاسد مخزومی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ماہ شعبان مین حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور ماہ شوال مین ام المومنین
سلمہ زوجات مطہرات مین داخل ہوین اور قصہ رجم یہود اور یہودیہ پہ ثبوت زنا واقع ہوا اس معاملہ مین یہود نے انکار کی تھی
کہ ہماری شریعت مین رجم کا حکم نہین ہی صرف منھ کالا کرکے بسواری شتر تشہیر کرا دیتے تھے مگر عبد اللہ ابن سلام نے انکی تکذیب
فرمائی اور توریت طلب کرکے دکھلائی ایک یہودی نے آیہ رجم پر ہاتھ رکھدیا عبد اللہ نے اُسکا ہاتھ اُٹھایا تو آیت مذکور کھلی یہود
پشیمان ہوئے اور زانی اور زانیہ سنگسار کیے گئے اور اُسی دن زید ابن ثابت کو ارشاد ہوا کہ یہود کی خط و کتابت سیکھو کہ
زید نے پندرہ دن مین بخوبی سیکھ لیا اسی سال مین یہ معاملہ ہوا کہ قتادہ ابن نعمان انصاری کے زرہ آٹے مین رکھے تھے جاتی رہے
صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط طعمہ ابن ابیرق کے گھر تک پایا گیا وہان تلاش کی زرہ نہ ملی وہ خط آگے نظر آیا تو زید ابن سمین یہودی
کے گھر تک تھا جب اُسکے گھر کی تلاشی ہوئی تو زرہ ملی یہودی نے ظاہر کیا کہ مجھے طعمہ نے تفویض کی تھی طعمہ نے کہا یہ جھوٹا ہی مین
بری ہون چور وہ جسکے یہان مال ملا طعمہ کی قوم نے باہم یہ شورہ کیا کہ ہم حضرت کے پاس سب مل کر گواہی دینگے کہ طعمہ بری ہی
تو حضرت ہماری حمایت کرینگے اور یہودی چور قرار پاویگا صبح کو اُن لوگون نے ایسا ہی کیا اور عالم الغیب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو مطلع کردیا کہ طعمہ بن ابیرق چور ہی کہ اُسپر حد جاری ہوئی اور کریمہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا
تکن للخائنین خصیما الخ والمحصنات مین نازل ہوئی یعنی ہم نے اُتاری تجھپر کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگون مین جو سوجھاوے
تجکو اللہ اور تو مت ہو دغا بازون کی طرف سے جھگڑنے والا اس آیت سے مسئلہ قضا بالحق نکلا اور واضح ہوا کہ حضرت کو اجتہاد
کرنا جائز تھا کہ بما اراک اللہ سے واضح ہی اور ثابت ہوگیا کیونکہ شیخ ابو منصور نے معنے لکھے ہین کہ جو الہام کرے تجھپر اللہ بسبب فکر
کرنے کے اصول منزلہ مین اور حضرت کے اجتہاد مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین جائز ہی اور بعضے عدم جواز کے قائل ہین
ہمارا مذہب یہ ہی کہ آنجناب ہر مقدمہ مین انتظار وحی کے مامور تھے اگر وحی آئے تو بہتر ورنہ بعد انتظار جب مصلحت کی فوت ہونے کا
اندیشہ ہوتا تو اجتہاد فرماتے جو صواب ہوتا تو نور علی نور اور جو خطا ہوتا تو اُسپر ٹھہرے نہ رہتے بلکہ وحی آتی بخلاف اور مجتہدون
کہ وہ اپنی خطا پر ہمیشہ ٹھہرے رہتے ہین روایت ہی کہ جب طعمہ پر حکم اجراے حد کا صادر ہوا تو وہ جانب بیت اللہ شریف بھاگ گیا

وہان بھی چوری کی اور خیبر مین بھاگ آیا یہان کسی کے گھر مین نقب دینے لگا کہ دیوار گر پڑی اور طعمہ مر گیا اور اسی سال سریہ ابوسلمہ ابن الاسد مخزومی قبیلہ بنی اسد پر واقع ہوا اور بعضے سال سوم مین لکھتے ہین وجہ یہ ہوئی کہ طلحہ و سلمہ پسران خویلد نے اپنی قوم کو جمع کر کے چاہا کہ مویشی مدینے کے لوٹین یہ خبر یہان ہوئی تب آنجناب نے ڈیڑھ سے مہاجرین انصار ہمراہ کر کے ابوسلمہ کو روانہ کیا ابوعبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص و اسید ابن حضیر و ابونائلہ و ابوسبرہ ابن ابی رہم غفاری و عبداللہ ابن سہیل ابن عمرو و ارقم ابن ابی الارقم بھی اس جماعت مین تھے چنانچہ ابوسلمہ بہ رہبری ابن زبیر طائی جانب بنی اسد روانہ ہوئے جب موضع قطن مین آئے تو وہان مویشی بنی اسد کے چرتے تھے انکو پکڑ لائے اور تین نفر غلام ہاتھ آئے باقی سب بھاگ گئے اور اپنی قوم مین خبر دی وہ سب باوصف کثرت جماعت کے بھاگ گئے غازیون نے اموال و اسباب و مویشی انکے لیے اور خمس نکال کر تقسیم کر دیے ہر ایک شخص کو سات سات اونٹ اور چند بکریان ملین دس دن بعد مدینے مین لوٹ آئے اور اسی سال مین بروایت بعض اہل تاریخ نماز قصر ی کا حکم بحالت سفر صادر ہوا کہ مسافر چوگانے کو دوگانے پڑھے اور دوگانی و سہ گانی مین تقصیر نہ کرے اور واجب ادا کرے سنت مین مختار ہو واحکامہ فی الفقہ اور اس سال مین سریہ عبداللہ ابن انیس انصاری بنابر قتل سفیان بن خالد ہذلی جسنے حضرت عاصم وغیرہ کو شہید کیا تھا واقع ہوا اور عبداللہ ابن انیس سفیان کو پہچانتے نہ تھے آنجناب نے اسکا حلیہ بیان کیا اور فرمایا کہ اسکے دیکھنے سے تمھارے دل مین خوف پیدا ہوگا عبداللہ نے اذن لیا کہ جو میرے جی مین آوے اس سے کہون اور تلوار لیکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل بطن عرنہ کہ بضم عین مہملہ و فتح را ہے جہلے ایک جگہ عرفات مین ہے پہونچے وہان سفیان ملا کہ عبداللہ نے حسب نشاندہی پیغمبر خدا پہچانا اور اسکے قریب تشریف لیگئے اسنے کہا تم کون ہو کہا مین قبیلہ خزاعہ سے ہون مین نے سنا ہے کہ آپ نے محمد سے لڑنے کی طیاری کی ہے سو مین بھی حاضر ہوا کہ شریک ہون اور بہت باتین خوشامد کے طور پر کین سفیان راضی ہوا عبداللہ اسکے خیمے مین در آئے اور موقع پاکر سر کاٹ لیا اور مدینے کو روانہ ہوئے اثناے راہ ایک غار مین چھپ رہے اور مکڑی نے مانند غار ثور جالا تنا قوم سفیان خبر پاکر درپے تلاش عبداللہ دوڑے اور بہت تلاش کیا وہ نہ ملے ناچار پھر گئے اور عبداللہ غار سے نکل مدینے مین آئے اور سر ناپاک اسکا زیر قدم مبارک پر ڈال دیا اسوقت آنجناب مسجد مین جلوہ فرما تھے دیکھکر خوش ہوئے اور فرمایا افلح الوجہ عبداللہ نے کہا افلح وجہک یا رسول اللہ بعد اسکے عبداللہ نے تمام قصہ عرض کیا حضرت صلعم نے انکو جنت کی بشارت سنائی اور ایک عصا عنایت کیا کہ تا وقت وفات انکے پاس رہا کہ ہر دم اپنے ساتھ رکھتے تھے یہانتک کہ بوقت مرگ اپنے کفن مین رکھوا لیا اس مقام سے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کو سند شجرہ رکھنے کی قبر مین ہاتھ لگی اور ہمارے استاد الاستاد نے اسکے دو طریق لکھے ہین ایک بالاے کفن سینہ مست پر دوسرا اندرون قبر ایک طاقچی بنا کر اول کو فقہا منع کرتے ہین مگر یہ رکاکت ہے دیکھو اسی سال مین غزوہ بدر صغری جسکو ثالثہ بھی بولتے ہین شروع ماہ ذیقعدہ واقع ہوا سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان احد سے پھرتے وقت کہہ گیا تھا کہ سال آیندہ بدر پر لڑائی ہوگی سو اسنے بظاہر سامان کیا اور بسبب خشک سالی کے دل مین منظور نہ تھا اسنے جانا کہ حضرت صلعم بھی بدر

نہ آوین تاکہ خجالت نہو اُسنے نعیم بن مسعود کو جانب مدینہ بھیجا کہ اصحاب پیغمبر کو خبر دے کہ ابو سفیان نے لشکر جمع کیا ہی بدر پر آتا ہی اسنے
مدینے مین آکر اہل اسلام سے کہا اُنھون نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور حضرت صلعم نے خبر پائی تو علی مرتضیٰ کو علمدار اور عبد اللہ بن
رواحہ کو خلیفہ کیا اور مع لشکر کہ پندرہ سو آدمی تھے بدر کو تشریف لیگئے ابو سفیان خوف سے نہ آیا آنجناب نے آٹھ دن مقام کیا اور وہان
اصحاب نے بہ تجارت اموال بہت نفع اٹھایا حضرت عثمان فرماتے تھے کہ ہر دینار پر مجھے ایک دینار نفع ملا پھر وہان سے بے جنگ و قتال مدینے
مین آئے چہارم اسی سال کے ماہ محرم مین بروایت ابن اسحق سال چہارم مین غزوہ ذات الرقاع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ ایک شخص نے مدینے مین خبر
دی کہ قبائل محارب و انمار و ثعلبہ موضع ذی امر مین جمع ہین اطراف مدینہ لوٹا چاہتے ہین حضرت نے عثمان بن عفان کو خلیفہ کیا اور مع لشکر
سات سو آدمی کے روانہ ہوئے وہ لوگ بھاگ گئے چند عورتین ہاتھ لگین اس غزوہ کو ذات الرقاع اسلیے کہتے ہین کہ اصحاب حضرت پیادہ پا برہنہ
لتے لپیٹے تھے خواہ نام درخت تھا خواہ کوئی موضع تھا جسمین سیاہ و سفید قطعی تھی وجہ اول صحیح ہی صحیح بخاری مین جابر سے روایت ہی کہ حضرت
درخت سمرہ کے نیچے اپنی تلوار شاخ مین لٹکا کر سونے لگے اور مین بھی سو گیا دفعتہ آنجناب نے مجھے پکارا مین حاضر ہوا دیکھتا ہون کہ ایک اعرابی
کھڑا ہی حضرت نے فرمایا کہ اسنے میری تلوار میان سے نکالی مین جاگ پڑا اُسنے کہا کون تجھکو مجھسے بچاتا ہی مین نے کہا اللہ وہ ٹھٹھک گیا یعنی ڈر
مارا اور ایک روایت ہی کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے گر پڑی حضرت صلعم نے لیلی اور فرمایا اب کون بچاتا ہی تجھکو وہ بولا تو بہتر پکڑنیوالا ہی سو حضرت نے
اُسے چھوڑ دیا اور اپنی قوم مین آکر کہنے لگا کہ مین نیک ذات کے پاس سے آتا ہون اور اسلام لایا اور اس لڑائی مین ابن ہشام نے بروایت ابن اسحق
ایک حدیث جابر کی روایت کی ہی کہ جب حضرت صلعم غزوہ سے پھرے تو رات کے وقت جابر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ ضعیف کمزور پر سوار تھے
اور جلد پہونچنا منظور تھا اور اونٹ نہ چلتا تھا حضرت صلعم نے ایک نیزہ سے دھکا دیا کہ وہ دوڑنے لگا تب حضرت صلعم نے حضرت جابر سے کہا
تو کیون جلدی کرتا تھا جابر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ مین نے بیاہ کیا ہی فرمایا کہ باکرہ سے یا ثیبہ سے جابر نے عرض کیا ثیبہ سے فرمایا باکرہ سے کیون
نکاح نہ کیا کہ تو اُسکے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی بعد اُسکے حضرت صلعم نے وہ اونٹ چالیس درم کو مول لیا جابر نے کہا
یا رسول اللہ مدینے مین داخل ہو کر تسلیم کرونگا اور قیمت بھی لونگا حضرت صلعم نے قبول کیا لیکن یہ روایت امام المحدثین مسلم کے خلاف ہی
کیونکہ صحیح مسلم سے یہ معاملہ اُسوقت معلوم ہوتا ہی جب کہ مکے سے جانب مدینہ روانہ ہوئے ہین فائدہ اس حدیث سے استحباب نکاح بازن
باکرہ و لہو و لعب اپنی زوجہ سے ثابت ہوا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواز بیع مع الشرط اس حدیث سے نکالا ہی اور امام اعظم و شافعی رحمہ اللہ
عنہما نے تاویل فرمائی بلحاظ اُس نہی کے جو بیع مع الشرط مین وارد ہوئی ہی فائدہ یہ غزوہ حسب روایت بخاری بعد غزوہ خیبر کے واقع
ہوا لیکن خود علامہ الزمان بخاری علیہ الغفران نے بعد غزوہ خندق کے ذکر کیا ہی اور غزوہ خندق بالاتفاق پیش از غزوہ خیبر واقع ہوا ہی اور
رفع تعارض یون ہو سکتا ہی کہ غزوہ ذات الرقاع کئی مرتبہ واقع ہوا ہی ازانجملہ ایک یہ ہی اور ایک وہ اسیطرح غزوہ ذات الرقاع بروایت
ابن سعد و ابن حبان سنہ خامسہ مین بھی ہوا ہی جب پانچوان برس ہجرت کا شروع ہوا تو اس سال مین چند حادثے اور کئی واقعے ظاہر ہوئے
ازانجملہ حکم پردہ یعنی عورات مطہرات کا قرآن مین نازل ہوا چنانچہ کریمہ واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء حجاب یعنی اور جب سوال کرو تم
اُنسے تو سوال کرو پردے کی آڑ سے سورہ احزاب مین اُترا کہ ازواج مطہرات پر حجاب فرض ہوا حجاب کہتے ہین اسکو کہ عورت اپنے تئین غیر شخص کے سامنے

وقصہ غزوہ ذات الرقاع

قصہ اعرابی

استحباب نکاح باکرہ

سال پنجم ہجری

جس سے نکاح جائز ہے نہ آوے اور یہ حجاب ہی اور عورتون کو مستحب ہی اور ستر عورت اُسکو کہتے ہین کہ جس مرد کے
جتنا بدن دیکھنا فرض ہی اُسکو چھپاوے اگرچہ اُسکے سامنے آوے اور یہ ستر عورت سب عورتون پر فرض ہی شیخ عبد الحق
محدث نے اسیطرح لکھا ہی اور اور علما کے بھی تحقیق سے یہی پایا جاتا ہی اور درباب ستر سورۂ نور مین ارشاد ہوا وقل للمؤمنات
یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولا یبدین زینتہن
الا لبعولتہن او آبائہن او آباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن او نسائہن او ما ملکت ایمانہن
او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من
زینتہن یعنی اور کہدے اے محمد ایمان والون کو نیچے رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تھامے رہین اپنے ستر اور نہ دکھاوین
اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہی اُسمین سے اور ڈال لین اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولین اپنا سنگار مگر اپنے
خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے
بھتیجون کے یا اپنے بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال یا کمیرون کے جو مرد کچھ غرض نہین
رکھتے یا لڑکون کے جنھون نے نہین پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمکا دین اپنے پانون سے کہ جان
پڑے جو چھپاتے ہین اپنا سنگار **فائدہ** الا ما ظہر سے مراد جیسی سفید کپڑے اور نیچے پاپوش ہو یا تھوڑا سا منھ اور
ہاتھ کی انگلیان اور پیر کا پنجہ کھولنا عورت کو درست ہی بضرورت ناچاری سے کہ اُسمین ہاتھ کی مہندی کھلے گی یا
آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گہنا ڈھانکنا ضرور ہی غیر سے مگر اپنے محرمون سے چھاتی سے زانو
تک اور جو عورتین جو نیک چلن والیان ہون اُنسے بھی اتنا ضرور ہی اور بدراہ عورتون سے کنارہ پکڑنا ضرور اور
کمیرے جنکو غرض نہین وہ کہ کھانے سونے مین غرق ہین شوخی نہین رکھتے اور لڑکا دس برس کا اور اپنا غلام بھی محرم ہی
بہت علما کے نزدیک لیکن اس زمانہ مین غلام اور کمیرے سے پردہ کرنا لازم ہی اور تفسیر کبیر مین ہی کہ مراد ما ظہر منہا
وہ ہی کہ جو حسب عادت کھلا رہتا ہی اور غیر اولی الاربۃ سے شیوخ صلحا بھی مراد ہو سکتی ہی انتہی اور پیرون کی دھمکی
سے معلوم ہوتے ہین گھونگرو یا گوجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی برابر ہی اگر اتنا بھی نہ کھلے تو
بہتر ہی پوشیدہ نہ رہے کہ غلام و لونڈی و لڑکون کو تین وقت مین بے پروانگی جانا جائز نہین کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ
النور یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوۃ الفجر وحین تضعون
ثیابکم من الظہیرۃ ومن بعد صلوۃ العشاء ثلث عورات لکم لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدہن طوافون علیکم بعضکم علی بعض واذا بلغ
الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلہم والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحا الخ یعنی اے ایمان والو
پروانگی مانگ کر آوین تم مین سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہین اور جو نہین پہنچے تم مین عقل کی حد کو تین بار فجر کی
نماز سے پہلے اور جب اُتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین اور عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے

کچھ گناہ نہیں تم پر اور آنپر انکے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے پاس اور جب لڑکون کو عقل ہو اور جوانی کو پہونچین تو بلا اذن نہ آوین اور جو عورتین بوڑھی ہین جنکو بیاہ کی امید نہین وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھین تو انپر گناہ نہین یعنی تھوڑے کپڑون مین رہین تو درست ہے اور اگر پورا پردہ رکھین تو اور بہتر جائز نہین خوجون کا داخل ہونا پاس عورتون کے اور اسی طرح خنثے کا اور جس آدمی کو نظر نہ آتا ہو بعض کے نزدیک اسکے روبرو ہونا مضائقہ نہین اور بعض کے نزدیک جائز نہین اسی طرح غیر مرد کو آواز سنانا بھی جائز نہین سبب نزول آیت حجاب اہل سیر کے نزدیک یہ ہوا کہ جب حضرت زینب رض سے نکاح ہوا تو حضرت صلعم بعد الطعام طعام ولیمہ روز روشن دولتخانہ زینب رض مین داخل ہوئے اصحاب بات مین موجود تھے وہ دیر کو اٹھے اسی پر آیت حجاب نازل ہوئی اور صحیح بخاری مین سبب نزول آیت حجاب کا یہ لکھا ہے کہ ایکدن رات کے وقت حضرت عمر ام المومنین سودہ رض سے ملاقی ہوے اور کہا اے سودہ مین نے تمھے پہچانا اسوقت انکے دل مین آیا کہ اگر عورتین مردون سے پردہ کرتین تو بہتر تھا اور حضرت سے التماس کیا کہ اسی پر آیت حجاب نازل ہوئی فائدہ حضرت شیخ عبد القادر محدث دہلوی نے ترجمہ مین بطور فائدہ لکھا ہے کہ آیت سورہ احزاب مین حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کی عورتون کے پاس نہ جائین سب مسلمانون کی عورتون پر یہ حکم واجب نہین اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑون مین ڈھکا ہو تو گناہ نہین اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے انتہی شرفا نے امر مستحب حجاب کو بطور تاکید اختیار کیا اور رسم پردہ نشینی کی علی الاطلاق قائم کی اور یہ بات نہایت مستحسن ہوئی مگر اب ہندوستان مین ایسا طریق بگڑ گیا کہ نہ حجاب رہا نہ ستر عورت حجاب مین تو یہ خلل ہے کہ اکثر عورات بعض نامحرمون کے سامنے جیسے چچا کا بیٹا ماموں کا بیٹا اور بہن کا خاوند پھرا کرتی ہین اور پھوپھا اور خالو کے سامنے آتی ہین مطلق حجاب نہین کرتی ہین اور حقیقت حجاب کی یہ ہے کہ کسی نامحرم کے سامنے نہ آوے اور ستر عورت مین یہ خلل ہے کہ لباس اسطرح کا قائم ہوا ہے کہ اس لباس سے سوا شوہر کے اور کسی کے سامنے جانے کے قابل نہین ہوتی ہین لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور شوہر انکے منع نہین کرتے حالانکہ ایسا کپڑا جس سے بدن نظر آوے اسکا حکم ننگے کا ہے ابو داؤد نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ اسما صدیق اکبر کی بیٹی باریک کپڑے پہنے جناب رسالتمآب کے حضور مین آئین آپ نے منھ پھیر لیا اور فرمایا اے اسما جب عورت جوان ہوجاے تو نہین جائز ہے کہ دکھلائی دے اسکے بدن سے کچھ مگر یہ اور یہ اور اپنے منھ و ہاتھون کی طرف اشارہ فرمایا اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ دونون پانون عورت کے بھی عورت ہین لیکن ہدایہ اور شرح وقایہ اور درمختار کی کتاب الصلوۃ مین ہے کہ عورت نہین ہے اگرچہ اکثر متنون کی کتاب الکراہیۃ مین چھپانا پیرون کا فرض لکھا ہے اور تاویل اس حدیث کی علما نے یہ کی ہے کہ حضرت صلعم کو جواز قدمون کے کھلے رہنے کا معلوم تھا کیونکہ عورتین عرب کی حضرت کے زمانہ مین موزے نہین پہنتی تھین جوتا پہنتی تھین اس سبب سے پیرون کا ظاہر ہونا ظاہر تھا لہذا ذکر انکا نہ فرمایا لباس باریک کے اتصال مین جو دو عضو عورت نہ تھے اوپر کے بدن مین انھین کا ذکر کیا یعنی ہاتھ اور منھ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین جو دلیل لکھی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ دونون پانون عورت کے عورت نہین ہین وہ دلیل یہ ہے کہ عورت کو چلنے مین حاجت کھولنے قدمون کی ہوتی ہے جیسے وقت معاملات کے ہاتھ منھ کھولنے کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ ان دونون کے دیکھنے سے احتمال شہوت کا زیادہ ہے بنسبت قدمون کے پس قدمونکا عورت نہ ہونا

بطریق اولی ہی بالجملہ کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پانون مین دو روایتین ہین ایک یہ کہ چھپانا اُنکا فرض
نہین دوسری یہ کہ چھپانا فرض ہی در مختار اور ہدایہ مین روایت اولی کو معتمد لکھا ہی اور طحطاوی حاشیہ دُر مختار مین ہی کہ قدم اجنبیہ کے عورت
ہونے مین اختلاف ہی ہدایہ اور شرح جامع صغیر قاضی خان مین تصریح ہی کہ قدم عورت نہین اور محیط مین اُسی کو اختیار کیا ہی اور اقطع
اور قاضی خان نے فتاوی مین تصریح کی ہی کہ قدم عورت نہین اور اسبیجابی اور مرغینانی نے اُسی کو پسند کیا ہی اور صاحب اختیار
نے تصحیح کی ہی کہ نماز مین عورت نہین خارج نماز عورت ہی اور شرح منیہ مین مطلقاً عورت ہونے کو مرجح لکھا ہی احادیث سے اب
واضح ہو کہ عورت آزاد کو سوا مُنھ اور ہاتھ کے گھٹنون تک اور پیرون سے ٹخنون تک تمام بدن کا چھپانا ایسے مردون سے جنکے ساتھ
نکاح درست ہی فرض ہی اگر نہ چھپاویگی تو موافق حدیث رسول مقبول کے ناظر اور منظورہ لعنت خدا مین پڑینگے چنانچہ ترمذی
اور ابوداؤد اور ابن ماجہ سے روایت ہی کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا ہی لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ لعنت ہو خدا کی اُسپر جو کسی کا
ستر دیکھے اور اُسپر جسکا ستر دیکھا جاوے یعنی دکھلانے والے پر اسی طرح مردون کو بھی ناف تلے سے گھٹنون تک ڈھکنا فرض ہی اور لونڈیون کو
بھی مانند مردونکے مع پیٹ اور پیٹھ فرض ہی در مختار مین ہی کہ جوان عورت منع کیجاوے منھ کھولنے سے مردون کے سامنے نہ اسواسطے کہ منھ عورت
ہی بلکہ بخوف فتنہ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس عضو کا دیکھنا جائز ہی اگر وہ بدن سے الگ ہو جاوے تب بھی اُسکا دیکھنا درست نہین مثلاً اگر
عورت کے بال کنگھی کرنے سے جدا ہون تو اُنکو ایسی جگہ ڈالے کہ اجنبی مردونکی نظر نہ پڑے اور مرد موے زہار مونڈکے ایسی جگہ نہ ڈالے کہ کسی کی نظر
پڑے اور اپنے سے جس سے کبھی نکاح درست نہین جیسے بیٹا باپ دادا بھائی پیٹ پیٹھ ناف کے تلے سے گھٹنون تک ڈھکنا فرض ہی مثلاً بیٹے کے
سامنے سر یا بانہین کھلجاوین یا پنڈلی کھلجاوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی مگر جن عورتون سے فی الحال نکاح جائز نہین مگر آئندہ ممکن ہی جیسے بہنوئی خالو
پھوپھا یا بھاوج بھتیجی کا شوہر انکا حکم اجنبی کا ہی اور نیز عورت کو دوسری عورت سے ناف سے تلے گھٹنون تک بدن کا ڈھکنا فرض ہی اکثر
عورتین سمجھتی ہین کہ عورت کا عورت سے کچھ ستر نہ چاہیے یہ غلط ہی مگر ضرورت کے وقت بقدر ضرورت ستر دکھانا جائز ہی جسطرح دوا کے لیے
کہ بغیر دکھلائے دوا نہ ہو سکے یا دائی جنائی کو اور محارم کو جسقدر بدن کا دکھلانا جائز ہی اُسکا چھونا بھی جائز ہی مگر اجنبیہ عورت مین یہ حکم
نہین مثلاً اُسکے منھ ہاتھ کا بے شہوت دیکھنا درست ہی چھونا جائز نہین لیکن جو عورت بوڑھیا بے ہوس ہو کذا فی الدر المختار اور جو بیت چھوٹا
لڑکا ہو اُسکا بدن کچھ بھی عورت نہین جب ذرا بڑا ہو تو جب تک قابل شہوت نہین تو صرف قبل و دبر کا ڈھکنا فرض ہی پھر اور متصل بدن
کا دس برس کی عمر تک پھر اُسکا حکم بالغ کا سا ہی کذا فی الدر المختار اور جو عورت بضرورت کسی غیر محرم کے سامنے آوے تو واجب ہی کہ تمام بدن
چادر سے ڈھک کر آوے مردون کو لازم ہی کہ عورتونکو تاکید کرین ورنہ گنہگار ہونگے بعد اُسکے غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا بعض کے نزدیک
یہ علم پہاڑ ہی کہ مدینے سے دس مرحلہ دمشق سے دس اور بروایتی قلعہ ہی تیماء کا مواہب مین ہی کہ ایک شہر ہی مدینہ سے پندرہ و یا سولہ
شب کی راہ پشت اُسکی جانب وادی ابن اسمعیل ہی کہ وہان نازل ہوا تھا سبب اس واقعہ کا یہ ہوا کہ حضرت کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ
جمع ہو کر راہ مارتے ہین حضرت نے سباع ابن عرفطہ کو خلیفہ کیا اور ہزار آدمی سے تشریف لے گئے وہ خبر سنکر بھاگے ہاتھ نہ آئے
اسی عرصہ مین دفعتہً والدہ ابن عبادہ نے وفات پائی سعد نے کہا اگر میری ماں وصیت پاتی تو صدقہ دیتی جاوے حیات

کرتی اگر مین کرون صدقہ تو کچھ فائدہ ہوگا ارشاد کیا کہ فائدہ ہوگا سعد نے عرض کیا کہ کون صدقہ افضل ہو فرمایا کہ پانی تب سعد نے ایک کنوان
سبیل کے طور پر کھودوا دیا اور حضرت نے اُنکے ماکی قبر پر نماز پڑھی بعد اُسکے ماہ شعبان مین غزوہ بنی مصطلق واقع ہوا اس غزوہ کو مریسیع ۵ھ
کہتے ہین مریسیع با ہمال اور ہین بصیغہ تصغیر ایک کنوان بنی خزاعہ کا ہے ناحیہ قدید مین سبب اس لڑائی کا یون واقع ہوا کہ حارث ابن ابی ضرار نے
مشرکون کو ترغیب دیکر لڑائی پیغمبر خدا پر آمادہ کیا یہ خبر مدینہ مین آئی تو اول حضرت صلعم نے بریدہ ابن الحصیب اسلمی کو انکا حال دریافت
کرنے کو بھیجا بریدہ اُنسے ملکر خبر تحقیق لائے اور حضرتؐ نے سامان جنگ کیا کہ زید ابن حارثہ کو خلیفہ مقرر کیا اور علی مرتضی یا صدیق
اکبر کو علمدار مہاجرین گردانا اور سعد ابن عبادہ کو علمدار انصار اور عمر ابن خطاب کو مقدمۃ الجیش قرار دیا اور تشریف لیچلے اور
امہات المومنین سے حضرت عائشہ و ام سلمہ ہمراہ گئی تھین اور اس لڑائی مین اکثر اہل نفاق بھی بطمع غنیمت ہمراہ چلے راہ مین ایک جاسوس
بنی مصطلق کا ہاتھ لگا تو اُسکو پکڑ لیا اور حال پوچھا اُسنے بالکل انکار کی تب حضرت عمرؓ نے دھمکی دی اُسنے سب حال کھولکر کہدیا
لہذا حضرت کے پاس لیگئے وہ جاسوس سخت کلامی اور درشتی سے پیش آکر آمادہ مقابلہ ہوا حضرت عمرؓ نے اُسکو قتل کیا یہ خبر مشہور
ہوئی اور مشرکون کو اطلاع ہوئی وہ سب خوف سے منتشر ہوگئے بعض مشرک باقی رہ گئے اور لشکر اسلام مریسیع پر خیمہ زن ہوا اُس
مشرک مقابلہ پر آئے حضرت رحمۃ للعالمین نے حضرت عمر سے فرمایا کہ انکو نصیحت کرکے دعوت اسلام کر حضرت عمر نے تقدیم حکم کی
انھون نے ایک بھی نصیحت نہ سنی تب مسلمانون نے اول تیرون سے مارا پھر حملہ کیا سب مشرک بھاگے آخر گرفتار ہوئے مگر
دس مشرک مارے گئے اور اسطرف ایک آدمی شہید ہوا جب لڑائی ہو چکی تو ابو نضلہ طائی بنا بر اخبار فتح و نصرت جانب مدینہ با سکینہ
روانہ ہوئے اور ایک شخص بنی مصطلق کا بطوع و رغبت ایمان لایا اور اُسکے میلان خاطر کا یہ سبب تھا کہ اُسنے لڑائی کے وقت دیکھا تھا
کہ کچھ لوگ ابلق گھوڑون پر سوار مسلمانون کی مدد کو آئے ہین یہ حال دیکھکر اُسکو یقین ہوگیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور
جویریہ بنت حارث ابن ابی ضرار کا بھی ایسا ہی حال ہوا کہ لشکر اسلام کی شوکت دیکھ کر کفر سے متنفر ہوئی اور اسکی جزا مین
اللہ نے اُسپر یہ کرم کیا کہ جب جویریہ غنیمت مین آئین اور مسلمان ہوئین حضرت نے اُنسے نکاح کیا اور آزادی اُنکی انکا مہر ہوا بعد
اُسکے مسلمانون نے تجویز کیا کہ حضرت صلعم کی بی بی کے عزیزون کو بندہ کرنا مناسب نہین ہے اسواسطے زیادہ سو عورتون سے آزاد
کردین اس غزوہ مین اٹھائیس دن مدینہ سے غیبت رہی ہے اور مال غنیمت سے بحکم حضرت خمس نکالا گیا اور باقی لشکر مین تقسیم کیا گیا
اور اسی سال مین حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھین اولاً زید ابن حارثہ کے نکاح مین تھین
بعد طلاق و انقضائے عدت کے بحکم مالک حقیقی نکاح کیا اور اسی سفر مین مابین سنان بن وبر جہنی و جہجاہ بن سعید غفاری کے
جو عمر بن خطاب کا اجیر و مزدور تھا نزاع واقع ہوئی کہ سنان اور جہجاہ نے اپنا اپنا ڈول کوئین مین ڈالا اور دونون کے ڈول ایک سے تھے اتفاقا
ایک ڈول گر پڑا اور دوسرا نکل آیا وہ فی الحقیقت سنان کا تھا جہجاہ نے کہا میرا ہے دونون مین جھگڑا پڑا یہانتک کہ جہجاہ نے سنان کے ایک طمانچہ
مارا کہ خون بہ نکلا سنان پکارا یا للانصار یا للخزرج اور جہجاہ چلایا یا للکنانہ یا للقریش سو مہاجر و انصار کے لوگ ہتیار لیکر دوڑے قریب تھا
کہ فساد برپا ہو مگر مہاجرون سے بعض اشخاص نے سنان کو سمجھایا سنان نے درگذر کی عبد اللہ ابن ابی سلول منافق بھی اپنے یارون سمیت

وہان بیٹھا تھا اور زید بن ارقم بھی اوسمین موجود تھے سو عبد اللہ بن ابی سلول بڑے غصہ سے چلا کر بولا کہ یہ مہاجر تو ہماری جان کے پیچھے
پڑے صاحب قسمت بن بیٹھے اگر مین ابکی بار مدینہ مین جاؤنگا تو وہ جو عزیز ہے اوسکو جو خوار ہے مدینہ سے نکال دیگا یعنی محمد کو نکال دونگا
پھر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ یہ بلا تو تمنے آپ اپنے سر لی ہے کہ مسلمانون کو مدینہ مین رہنے دیا زید بن ارقم نے سب معاملہ حضرت صلعم سے
بیان کیا اسوقت حضرت کے حضور مین سب اصحاب کبار حاضر تھے حضرت نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اصحاب مین سے ناراض ہوکر در پے
انتقام ہوجائے فرمایا کہ ای زید شاید تو اوس سے خفا ہے کہ ایسی بات تو اوسکی نسبت کہتا ہے زید نے عرض کی کہ مین نے اوسکی زبان سے سُنا ہے
حضرت نے فرمایا شاید تیرا اوسنے کہا نہین مانا حضرت خاموش ہو رہے اسید ابن حضیر نے جب سُنا کہ عبد اللہ بن ابی سلول منافق نے یہ
بے ادبی کی ہے رسول خدا کے پاس آئے اور کہا یا حضرت یہ جو عبد اللہ نے کہا ہے کہ وہ جو عزیز ہے اوسکو جو خوار ہے مدینے سے نکال دیگا سو آپ عزیز و گرامی ہین اور
وہ ذلیل و خوار ہے آپ اوسکو مدینہ سے نکال دیجئے حضرت نے جواب نہ فرمایا اور ابن ابی سلول کے بعض دوستون نے کہا کہ ای ابن ابی سلول بدبخت تجھ پر کیا غضب
پڑا جو تونے پیغمبر خدا کے حق مین ایسی بے ادبی کی اگر یہ بات سچ نہین ہے تو انکی خدمت مین جاکر عذر خواہی کر ابن ابی سلول نے کہا واللہ مین نے ایسی
بات نہین کہی اور حضرت کی خدمت مین آکر جھوٹھی قسم کھائی کہ یا حضرت زید ابن ارقم نے آپ سے غلط بات کہدی ہے مینے کبھون ایسا سخن نہین
کہا بعضون نے دل مین آیا کہ زید نے تو طیہ باندھا تھا ابن ابی سلول سچا ہے چنانکہ زید کے بعض اقربا نے ملامت کی زید بیچارے سخت غمناک ہوئے
ایکدن مضطرب و غمگین گھوڑے پر سوار میدان مین نکلے ناگاہ حضرت سرور عالم بھی آگئے زید کہتے ہین کہ حضرت نے بعلم نبوت میری
رنجیدگی دریافت فرمائی اور میرا کان پکڑ کر مروڑا اور فرمایا غمگین مت ہو اللہ صاحب تیرے قول کی تصدیق اور منافق کے قول کی
تکذیب فرماتے ہین اور سورہ منافقون مجھے سنائی تب میری تسکین ہوئی عبد اللہ ابن ابی سلول کا بیٹا تھا عبد اللہ نام بہت بڑا مسلمان صادق ہوا تھا
اوسنے حضرت سرور کائنات سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے باپ منافق کا قتل چاہتے ہین تو مجھے اجازت دیجئے کہ مین اپنے ہاتھ سے اوسکے سر
حضرت نے فرمایا ای عبد اللہ مین تیرے باپ کا قتل نہین چاہتا اس خیال سے درگذر جب تک وہ ہم مین ہے ہم اوسکے ساتھ نیکی کرینگے جب
مدینہ کو مراجعت کی تو وادی عقیق مین سر راہ کھڑے ہوکر ہر ایک سوار کا تفحص شروع کیا حتی کہ اوسکا باپ عبد اللہ بھی نکلا تو اوسنے اوسکے اونٹ
کی مہار پکڑکے بیٹھا یا اور اونٹ کے زانو پر پانو رکھکر کھڑا ہوگیا ابن ابی سلول نے کہا کیا ارادہ ہے عبد اللہ نے کہا مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا کہ تو مدینہ
مین جانے پائے جب تک رسول اللہ کی اجازت نہو اور تو یہ اقرار نکرلے کہ مین ذلیل ہون اور رسول اللہ عزیز تر ہین جو شخص ان دونون باپ بیٹون
کی بات سنتا تھا تعجب کرتا تھا یہانتک کہ حضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی آپ تشریف لائے اہل جلسہ سے کہا کیا ہو رہا ہے لوگون نے حال بیان کیا حضرت
انکے پاس تشریف لیگئے دیکھا تو فی الحقیقت بیٹا باپ کا اونٹ پکڑے کھڑا ہے اور باپ سے کہ رہا ہے لا انا اذل من الصبیان لا انا اذل من النساء حضرت
نے عبد اللہ سے کہا کہ بس زیادہ اصرار نکر چھوڑ دے عبد اللہ نے حضرت کے فرمانے سے چھوڑ دیا پھر مشہور ہوا ایکدن عبادہ ابن الصامت نے عبد اللہ
ابن ابی سلول سے کہا کہ تو رسول اللہ کے پاس جا کہ تیرے لیے آمرزش کرین اوسنے منہ پھیر لیا اوسوقت رسول خدا صلعم پر یہ آیت کچھ دیر تھی کہ نازل ہوئی
نازل ہوئی اور سورہ منافقون مین یہ آیت آئی و اذا قیل لہم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسہم و رأیتہم یصدون و ہم مستکبرون یعنی جب کہتے انکو
آؤ معاف کرواوے تمکو رسول اللہ کا مٹکاتے ہین اپنے سر اور تو دیکھے رکتے ہین اور غرور کرتے ہین پھر قبل اسکے کہ عبادہ بن صامت یا احوال

کسی سے کہین سب کو اس آیت کے پڑھنے سے اطلاع ہو گئی اور تفسیر معنوی مین لکھا ہی کہ جب کذب عبد اللہ بن ابی سلول اللہ نے کھول دیا اور صدق
زید بن ارقم ظاہر ہوا تو کسی شخص نے عبد اللہ منافق سے کہا یا ابا حباب تیرے شان مین آیت سخت نازل ہوئی سو تو چل کر رسول اللہ کے حضور مین عرض
کی درخواست کر اُسنے منھ پھیر لیا اور کہنے لگا کہ تمنے کہا ایمان لا مین ایمان لایا پھر تمنے سمجھایا کہ زکوۃ دو مین نے مال سے زکوۃ دی اب صرف
محمد کا سجدہ کرنا باقی ہی اُسپر یہ آیت نازل ہوئی اسی سفر مین یہ اتفاق پڑا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحر تے وقت چاہ نقعا پر رات
کے وقت جلوہ فرما ہوئے تو ہوا کی شدت ہوئی کہ لشکر کے لوگ بہت خوفناک ہوئے اور ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھل گئی تلاش کرنے
سے نہ ملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی خوف نکرو یہ ہوا ایک کافر کے مرنے سے چلی ہی اور وہ کافر مدینہ مین تھا کسی نے پوچھا وہ کافر کون تھا
فرمایا رفاعہ ابن زید ابن تابوت یہ بات سُنکر ایک منافق نے کہا یہ شخص آپکو عالم الغیب جانتا ہی حالانکہ اُونٹنی جاتی رہی اُسکا مکان نہین
معلوم ہوتا ہی کیون نہین خبر دیتا ہی وہ شخص جو وحی لاتا ہی اُسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور مقولہ منافق اور مکان ناقہ سے
مطلع کر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا اور فرمایا کہ مین نہ گمان کرتا ہون کہ غیب جانتا ہون اور نہ عالم الغیب
ہون لیکن اللہ نے مجھکو مقولہ منافق اور مکان ناقہ سے خبردار کر دیا ہی کہ ناقہ شعب مین ہی ناک اُسکی ایک درخت سے بندھی ہی سو اصحاب
پا گئے اور اُسی جگہ سے جہان حضرت نے فرمایا تھا ناقہ شریف لے آئے اور جب مدینہ مین پہونچے تو رفاعہ ابن زید ابن تابوت اُسی دن
اُسی وقت مرا تھا جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی یہ رفاعہ عظمای یہود مین تھا اور منافقون کا ٹھکانا تھا اور اسی سال مین
قضیہ افک واقع ہوا افک کہتے ہین جھوٹ اور تہمت لگانے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منافقین نے تہمت لگائی تھی اور بعض مخلصین بھی
بسبب نادانی کے شریک ہو گئے تھے اور بیان اسکا یہ ہی کہ غزوہ بنی المصطلق مین رسول مقبول صلعم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ
لیگئے تھے اور آیہ حجاب نازل ہو چکی تھی سو کوچ و مقام مین ایسا ہوتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہودج مین مستور رہتین اور لوگ اُس ہودج
کو کوچ کے وقت اُتار کر الگ ہو جاتے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مریسیع سے فارغ ہو کر مدینہ کو پھرے تو مدینہ کے قریب اتفاق
ہوا کہ جب سحر کو کوچ کی ندا ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوچ کی طیاری سُنکر قضاے حاجت کے لیے لشکر گاہ سے علیحدہ تشریف
لیگئین جب وہان سے پھرین تو گردن بند جسمین مہرہ یمانی پڑا تھا گلے مین نہ پایا معلوم ہوا کہ کھل گرا اُسیدم اوسکے پاؤن پھر تشریف لیگئین اور
اُسکو تلاش کیا اُسوقت
اپنا دھونڈھ کر لائین لشکر کا کوچ ہو گیا تھا صفوان ابن معطل اسلمی سے ماندہ کے واسطے پیچھے لشکر کے رہا کرتا تھا اُسکے اونٹ پر چڑھکر
لشکر مین تشریف لائین منافقون نے عیب لگایا اور سردار اُنکا عبد اللہ ابن ابی سلول مردود تھا قصہ مختصر بلکہ صحاح مین حضرت ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یون منقول ہی کہ حضرت کا معمول تھا جب کسی لڑائی مین تشریف لیجاتے تو بیبیون کے واسطے قرعہ ڈالتے جسکے نام قرعہ نکلتا
اُسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ اس لڑائی مین میرے نام قرعہ نکلا سو مین ساتھ گئی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کر کے مدینہ کے قریب پہونچے تو رات
کو کوچ کی خبر ہوئی مین قضاے حاجت کے واسطے لشکر کے باہر گئی اور فراغت ہو کر مکان پر آئی یہان معلوم ہوا کہ گلے کا ہار گر پڑا ہی مین اُسی مقام پر
تلاش کرنیکو گئی وہان تلاش مین دیر لگی جو لوگ میرے کجاوہ کے کسنے پر مقرر تھے وہ میرے کجاوہ کو اٹھا کر اونٹ پر کسکے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے عورتین اُسوقت
کی کم خوراک اور نہایت دبلی ہوتی تھین اس سبب سے کجاوہ کسنے والون کو میرے ہونے نہونے کی کچھ خبر نہ ہوئی جب مجھکو ہار ملا تب مین مقام

پر آئی دیکھا تو لشکر کا کوچ ہو گیا ہے ناچار وہین بیٹھ گئی اس خیال سے کہ آخر جب میرا حال معلوم ہوگا تب ضرور میرے لینے کو آدمی آوینگے صفوان
ابن معطل لشکر کے پیچھے رہا کرتا تھا کہ ہارے ماندے کو ساتھ لادے اُسنے مجھکو سوتے دیکھا تو پہچانا کیونکہ پردہ پوشی سے پہلے مجھکو دیکھا تھا سو اُسنے
افسوس و تعجب کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا یہ تو پیغمبر کی بی بی ہے اور اُسکی کوئی بات سواے استرجاع کے مین نے نہین سنی اُسنے
اپنا اونٹ بٹھلایا مین اُسپر سوار ہوئی سو وہ اونٹ کی نکیل پکڑکے روانہ ہوا ظہر کے وقت لشکر مین پہونچی تہمت کرنے والون نے مجھپر تہمت باندھی
اور بانی مبانی اس تہمت کا عبد اللہ ابن ابی سلول ہوا مین مدینہ مین آکر بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ کامل بیمار رہی اور مجھکو اس تہمت کی خبر نہ تھی ہان اتنا تردد تھا
کہ جسطرح میری بیماری مین حضرت مہربانی کرتے تھے اس مرتبہ ویسی مہربانی نہ تھی گھر مین آتے صرف اتنا پوچھتے کہ اس عورت کا حال کیا ہے اسوقت تک گھر مین
پاخانے نہ تھے مین شہر کے باہر مسطح کی مان کے ساتھ جا کر ضرور کو گئی اُسکا پیر چادر مین الجھا وہ گر پڑی اُسنے اپنی بیٹے کو بد دعا دی مین نے کہا تو اُسکو کیون بد دعا
دیتی ہے وہ تو بدری صحابی ہے تب اُسنے مجھکو اس تہمت کی خبر کی کہ مسطح بھی تہمت کرنیوالون مین شریک ہے سنتے ہی میری بیماری دونی ہو گئی مین حضرت سے
اجازت لیکر اپنے مان باپ کے گھر آئی کہ اس خبر کو تحقیق کرون مین نے اپنی مان سے کہا اے مان کیا بات ہے جسکا لوگون مین چرچا ہے میری مان نے کہا اے
بیٹی تو مت گھبرا جو عورت اپنے خاوند کی پیاری ہوتی ہے اُسکو اکثر لوگ حسد سے تہمت لگاتے ہین مین نے کہا سبحان اللہ میرے حق مین لوگ ایسی گفتگو کرتے ہین
اس رات مین تمام شب نہین سوئی میرے آنسو جاری رہے پھر حضرت نے علی مرتضی ابن ابی طالب اور اسامہ ابن زید کو بلایا اور میرے
چھوڑنے مین مشورہ پوچھا اسلیے کہ اس عرصہ مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنا اور وحی کا اترنا بالکل موقوف ہو گیا تھا سو اسامہ نے میری پاکدامنی
بیان کی اور کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بی بی ہین مجھکو تو سواے پاکی اور بہتری کے کچھ خیال مین نہین آتا اور علی نے کہا کہ خدا نے حضرت پر کچھ تنگی نہین
کی ہے انکے سواے اور بہت عورتین ہین مگر بریرہ کنیز سے آپ دریافت کرین وہ سچ سچ بتلاوے گی حضرت نے اُسے بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ
تو نے کبھو عائشہ سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھکو اُسکی پاکدامنی مین شک پڑے اُسنے کہا یا رسول اللہ قسم اُس خدا کی جسنے تمکو سچا
پیغمبر کیا ہے مین نے کبھی اُسکی پاکدامنی مین فرق نہین پایا ہان اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ کم سن ہے بکری خمیر کہا جاتی ہے اور وہ سویا کرتی ہے یعنی کم عمری سے
گھر کا بندوبست نہین کرتی تنبیہ بظاہر کلام حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دلالت اس بات پر کرتا ہے کہ علی مرتضی سے ناراض ہوئین اور یہ گمان
ہوا کہ علی کو مجھپر سوء عقیدت ہے حالانکہ حضرت علی کو بجز حسن عقیدت و کمال صداقت اصلا کسیطرح کا سوء ظن نہ تھا بلکہ ثابت و مقرر ہے کہ جناب

ولایت مآب نے بمقتضاے دیانت و ایمان بالغ وجہ طہارت ذیل صدیقہ پر گواہی دی ہے چنانچہ کریمہ و لولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم
بھذا سبحانک ہذا بہتان عظیم یعنی اور کیون نہ جب تمنے سنا تھا اُسکو کہا ہوتا ہمکو نہین لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا
بہتان ہے اس بات کی خبر دیتی ہے اور علی مرتضی خود جانتے تھے کہ سواے طیبات کی صحبت طیبین مین نہین رہ سکتی لیکن جب اُنھون نے دیکھا
کہ رسالت مآب صلعم کو نہایت اضطراب ہے تو چاہا کہ بوجہ احسن تسکین خاطر کرین اور خلاصہ یہ ہے کہ ولایت مآب نے کلام کرنے مین جانب رسول اللہ
کو ترجیح دی اور اس کا ضمن مین حضرت صدیقہ کی مہم کو سرانجام کیا اور کہا یا رسول اللہ حقیقت اس معاملہ کی جانب خدا سے آپ پر منکشف
ہو جاویگی اور اگر میلان خاطر عاطر مضطرب ہے کہ عائشہ سے مفارقت واقع ہو تو چندے صدیقہ آپ سے جدا والدین کے گھر رہین جب اطمینان
ہو جائے تو دولتخانہ عالی مین قدم رنجہ فرماوین اور اگر یہ ارادہ ہے کہ اسکی حقیقت زبان خلق سے تحقیق ہو جائے تو بریرہ لونڈی سے استفسار فرمایئے

وہ بخوبی حالات صدیقہ سے واقف ہوگی کہ وہ شب و روز انکی خدمت میں رہتی ہی اس کلام سے بھی حسن اہتمام علی مرتضی کا معلوم ہوتا ہی کیونکہ علی مرتضی خوب جانتے تھے کہ بریرہ کے کلام سے حضرت صلعم کو تسکین ہوگی اور ایسا ہی ظاہر بھی ہوا مگر حضرت صدیقہ اس زمانہ مین خردسال تھین اس قصے کو نہ پہونچین اور اسی باعث سے انکو ملال ہوا اجمالاً حضرت صدیقہ فرماتی ہین کہ حضرت صلعم بعد دریافت حال بریرہ سے مسجد مین تشریف لیگئے اور منبر پر چڑھکر یہ حدیث فرمائی کہ اے مسلمانان کے گروہ کون ایسا ہی ہم دردی جو دریافت کرکے بدلا لے اس مرد سے جسکی باعث ایذا و تکلیف میری گھر والی بی بی کو پہونچی سو خدا کی قسم نہین جانا مینے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگون نے ذکر کیا ہی اس مرد کو جسکو نہین جانا مینے مگر نیک وہ تو میری بی بی پاس کبھی نہ جاتا تھا میرے ساتھ کے سوائے پس سعد بن معاذ نے اوسنے کہا یارسول اللہ مین بدلا لینے کو تیار ہون اگر تہمت کرنیوالا ہمارے قوم سے ہو تو مین اُسکی گردن مارون اور اگر دوسرے قوم سے یعنی خزرج سے ہو تو جیسا ارشاد ہو ویسا کرین تب سعد بن عبادہ سردار خزرج نے اپنی قوم کی پیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ زیادہ گوئی کرتا ہی ہمارے قوم والے پر تیرا کچھ مقدور نہین اور اپنی قوم کی تو بھی حمایت کریگا پھر اسید بن حضیر سعد بن معاذ کے چچیرے بھائی نے کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہی قسم خدا کی ہم تہمت کرنیوالے کو قتل کرینگے کیا تو منافق ہی جو منافقون کی حمایت کرتا ہی الغرض قریب تھا کہ کشت و خون ہو حضرت نے سب کو چپکا کیا صدیقہ فرماتی ہین کہ مین بیٹھی رو رہی تھی کہ حضرت تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھے اور فرمانے لگے اے عائشہ تیرے حق مین ایسا ایسا سنا ہی اگر بیگناہ ہی تو قریب ہے کہ خدا تیری پاکدامنی بیان کریگا اور اگر تو نے گناہ کیا ہی تو توبہ کر اسواسطے کہ جب بندہ نے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہی جب حضرت صلعم کلام تمام فرما چکے تو میرے آنسو تھم گئے مین نے اپنے باپ سے کہا کہ تم حضرت کی بات کا جواب دو وہ بولے مین نہین جانتا کیا جواب دون پھر مین نے اپنی مان سے کہا کہ تم اسکا جواب دو انھون نے بھی کچھ جواب نہ دیا تب مین نے حضرت سے کہا کہ مجھکو معلوم ہی کہ اس بات کی خبر آپکو ہوئی اور دل مین جمگئی سو اگر مین یون کہون کہ اس عیب سے مین پاک ہون تو آپ کو یقین کاہیکو ہوگا اور اگر ناکردہ گناہ اقرار کرون تو حضرت سچ ہی جانینگے اب میرے حال کے مطابق بات یوسف کے باپ کی ہی فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون یعنی اب صبر ہی اچھا ہی اور اللہ کی مدد چاہیے تمھاری باتون پر بوقت بسبب غم کے حضرت یعقوب کا نام زبان پر نہ آیا اسلیے یوسف کا باپ کہا حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین اپنی حقیقت ایسی جانتی تھی کہ میرے حق مین قرآن نازل ہوگا بلکہ یہ گمان تھا کہ میرے معاملے مین خواب کی طور پر حضرت کو اطلاع ہوگی لیکن اللہ کی کریمی کہ آپ وہین تشریف رکھتے تھے کہ وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہنس کر فرمایا اے عائشہ خدا تعالی نے تمھاری پاکدامنی اور صفائی نازل فرمائی اور سورہ نور کی آیتین ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم آخر رکوع تک پڑھ سنائین مین شکر الہی بجا لائی میرے باپ نے کہا اے عائشہ اٹھ حضرت کی تعظیم کو اسوقت مین غصہ مین تھی مین نے کہا مین نہ اٹھونگی اور نہ تعریف کرونگی مین اپنی خدا کی تعریف اور شکر کرونگی جسنے میرے حق مین قرآن نازل کیا جو قیامت تک پڑھا جائیگا فائدہ اس حدیث سے کئی فائدے ظاہر ہوئے اول یہ

کوئی بے گناہوں کو تہمت لگاتا ہے وہ آخر کو فضیحت ہوتا ہے اور پاک لوگوں کی پاکی زیادہ ثابت ہو جاتی ہے دوسرا
یہ کہ جسنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بد کہا اسنے مقرر حضرت کو رنج دیا اور منافقون مین معدود ہوا
تیسرا یہ کہ علم غیب سوائے خدا کے اور کسیکو نہین کیونکہ ایک ماہ کامل حضرت کو تردد رہا لیکن بدون خدا کے
بتلائے حقیقت حال نہ کھلی چوتھا یہ کہ جو کوئی شخص نعوذ باللہ اس برات منصوصہ قطعیہ مین شک کرے وہ باجماع
اہل اسلام کافر ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ کسی نبی کی بی بی نے زنا نہین کیا ہے پانچوان یہ کہ قرعہ ڈالنے کی
اصل کتاب اور سنت سے ثابت ہوئی چھٹا یہ کہ جب کوئی شخص اپنا دوست ہو یا عزیز کسی اہل فضل کی برائی کرے
تو اسکو مکروہ جانے جسطرح مسطح کی والدہ نے کہا ساتوان یہ کہ تفضیل اہل بدر کی اس حدیث سے بھی ثابت
ہوتی ہے آٹھوان یہ کہ عورت کو اپنے والدین کے گھر جانا بلا اجازت خاوند کے نہ چاہیے نوان یہ
کہ استشہاد اور استفسار عورتون سے امور عارضہ مین جائز ہے جسطرح حضرت نے بریرہ سے پوچھا
کہ اس حدیث مین مذکور ہے اور دوسری حدیث مین استفسار کرنا زینب بنت جحش اور ام ایمن اور اسامہ
سے مذکور ہے انھون نے بھی پاک دامنی حضرت عائشہ کی بیان کی ہے دسوان یہ کہ بد کہنا متعصب باطل کا
جائز ہے جسطرح سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کیا تو منافق ہے جو منافقون کی طرفداری کرتا ہے
گیارھوان یہ کہ حسن ادب وقت غضب کے یون لازم ہے کہ مہربانی معمولی کم کردے تاکہ دوسرا
معلوم کرے کہ یہ شخص ہمسے ناراض ہے جیسا حضرت نے حضرت عائشہ سے کیا بارھوان یہ کہ جو امر جدید
خلاف ہو تو اسمین عقلا سے دریافت کرنا ضرور ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید
اور علی مرتضی اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے دریافت کیا سب لوگون نے پاکدامنی حضرت
صدیقہ کی ظاہر کی فائدہ ایسے حالات کے واقع ہونے مین معاملات انبیا اور اولیا مین بہت حکمتین ہوتی ہین
بعض شروح بخاری مین قصہ افک کی حکمتین شمار کی ہین ازانجملہ یہ معاملہ سبب ہوا نزول تعریف حضرت
عائشہ کا قرآن مین دوسرے جو مصیبت مسلمانون پر ہوتی ہے وہ موجب ثواب اور رفع درجات ہوتی ہے
تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات مین کھل جاوے اور اللہ کے بیان سے واضح
ہو جائے کہ مسلمانون کی شان ایسے معاملات مین مقتضی اس بات کو ہے کہ کہین سبحانک ہذا بہتان عظیم
یعنے پاک ہے تو یہ بڑا بہتان ہے اور گمان نیک رکھین اور کہین یہ بات ہمارے زبان پر لانے کی نہین
اور یہ بات کھلی کھلی جھوٹھ ہے چوتھے یہ کہ ہمیشہ بیگناہ کو ذریعہ تسلی ہو کہ جب جناب مطہرہ سی
پاکدامن پر لوگون نے تہمت لگائی تو ہماری کیا حقیقت ہے پانچوین یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدائے
حضرت عائشہ صبر جمیل کرے اور اللہ سے مدد مانگے فائدہ اس تہمت مین عبداللہ بن ابی بن سلول

بانی فساد تھا اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کہ حضرت صدیق کے خالا کی بہن کا بیٹا تھا اور حمنہ اخت زینب بنت جحش اوسکی شریک تھی اور بعضے زید بن رفاعہ کو بھی شریک مفسدہ لکھتے ہین انھین لوگون کو آنجناب نے اسّی اسّی درے حد قذف کے مارے بالجملہ جب بالکہ امی ام المومنین مین قرآن نازل ہوا اور حضرت صدیق اکبر نے پڑھا تو صدیقہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مسطح کی خبرگیری نہ کرونگا اللہ صاحب نے اوسکی سفارش فرمائی کہ سورۂ نور مین ارشاد ہوا ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم یعنی قسم نکھائین بڑائی والے تم مین اور کشایش والے اس سے کہ دین رشتہ دارون کو اور محتاجون کو اور وطن چھوڑنے والون کو اللہ کی راہ مین اور چاہیے معاف کرین اور درگذرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان جب یہ آیۃ نازل ہوئی تو صدیق نے قسم کھائی کہ آپ مسطح کے تفقد احوال مین قصور نکرونگا اس مقام سے کیسی بڑی فضیلت صدیق اکبر کی نکلی جنکو اللہ نے بڑائی والا فرمایا پھر جو کوئی اُنکی بڑائی نہ مانے وہ اللہ ہی سے جھگڑے کہ اُسنے کیون فضیلت دی اور اسی سال مین موضع ملصل مین وقت معاودت غزوۂ مصطلق سے پانی نہ ملا تب حکم تیمم نازل ہوا اور کیفیت یون واقع ہوئی کہ اس سفر مین پھر گلے کا ہار حضرت صدیقہ کا گم ہوگیا اوسکی تلاش مین توقف ہوا اتفاقاً وہان پانی نہ تھا اور وقت نماز آگیا تو اصحاب ملول ہوے اور صدیق اکبر سے شاکی ہوے وہ حضرت صلعم کے پاس آئے آنجناب صلعم اُسوقت عائشہ کی گود مین استراحت فرماتے تھے حضرت ابوبکر نے عائشہ کو طعنہ دیا اور ناراض ہوکر غصے مین ایک ہاتھ نیزہ وار تہیگاہ مین مارا لیکن عائشہ صدیقہ نے بلحاظ بیداری رسول اللہ جنبش نہین فرمائی پھر آنجناب ازخود بیدار ہوسئے اور یہ حال سُنکر جناب الٰہی مین متوجہ ہوئے فی الفور حضرت جبرئیل کریمہ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً لائے کہ حضرت صلعم نے اصحاب کو اجازت تیمم فرمائی اور تمام آیۃ یہ ہے وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر مین یا آیا ہے کوئی شخص تم مین جاے ضرور سے یا لگا ہو عورتون سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر مل تو اُس سے مُنھ کو اور ہاتھون کو وہان سے شرح وقایہ مین ہے کہ جو چیز زمین کی جنس سے ظاہر ہو اوس سے تیمم درست ہے جسطرح مٹی ریت پتھر سرمہ ہرتال اور جو چاندی اور سونا کھان مین کھلا ہوا ہو اوس سے درست نہین اور جو کھلا ہو مٹی مین ملا ہو درست ہے بالجملہ بعد اس واقعے کے اُسید ابن حضیر نے کہا کہ یہ فائدہ جلیلہ محض برکات صدق حضرت صدیقہ سے امت کو حاصل ہوا ہے آخر نماز تیمم سے ادا کی گئی اور شکر

[illegible]

کوچ ہوا اور گلے کا ہار شتر سواری حضرت صدیقہ کے نیچے مل گیا مخفی نرہے کہ یہ واقعہ دوسرا ہی اسکو واقعہ اول سے کچھ علاقہ نہیں تفصیل اسکی مولانا اصیل الدین محدث نے معالم الاسلام فی سیرۃ النبی علیہ السلام میں بخوبی فرمائی ہی من شاء فلینظر الیہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین میں تیمم کرو یعنی ملواپنے منھ کو اور ہاتھ کو پانی کا عذر تین صورت سے تبایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے ایک عذر کی صورت یہ کہ مریض ہو یا پانی ضرر کرتا ہو دوسرے یہ کہ سفر درپیش ہو پانی پینے کو رکھا ہی دور تک پھر نہ ملیگا تیسرے یہ کہ پانی موجود ہی نہیں اس تیسری کے ساتھ دو صورتین طہارت کے ضرورت کی فرمائین ایک یہ کہ شخص جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہی دوسرے یہ کہ عورت سے لگا غسل کی ضرورت ہی اور تیمم کی شرطین بھی معلوم ہوئین یعنی جب تم پانی پر قادر نہو خواہ اسکے استعمال پر یا اسکے نہونے سے یا اسکی دوری سے یا رسی اور ڈول کے گم ہونے سے یا اژدہے درندے دشمن کے خوف سے تو تیمم کرو اور یہ بھی آیت سے نکلا کہ تیمم مین نیت کرنا فرض ضرور ہی کیونکہ تیمم قصد کو کہتے ہین یہ حکم بالاتفاق ہی اور صعید کہتے ہین روے زمین کو خواہ مٹی ہو خواہ اور کچھ اس سے امام صاحب مٹی و ریگ و پتھر پر اگرچہ اوسپر غبار نہو تیمم درست کہتے ہین مگر شرط ہی کہ طہارت کامل ہو اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہی کہ جو زمین نجس سوکھ جائے نماز اوسپر پڑھے پر تیمم نکرے اور تفرع کرنا تیمم کو پانی کے نہونے پر دلیل ہی کہ پانی کی طہارت اصل ہی اور تیمم عوض ہی یہ بالاجماع ہی پر ہمارے نزدیک عوض مطلق ہی یعنی جسطرح پانی حدث کو زائل کرتا ہی ویسا ہی تیمم بھی لہذا جائز ہی کہ ایک تیمم سے کئی نمازین ادا کرے جب تک نہ ٹوٹے اور امام شافعی کے نزدیک عوض ضروری ہی یعنی نماز ہو جاتی ہی پر حدث حقیقت مین رہجاتا ہی لہذا ہر فرض کے لیے تیمم واجب کہتے ہین اور اس آیہ سے معلوم ہوا کہ تیمم حدث اصغر و حدث اکبر دونون سے ہوتا ہی او فقط منھ اور دونون ہاتھوں کا ملنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل تیمم پانی کا تلاش کرنا چاہیے اور پوچھا گیا کہ جو تھوڑا پانی غیر کافی وضو کو ملا تو استعمال کرنا واجب ہی کیونکہ واجد الماء ہی اور بدلیل اذا قمتم الی الصلوۃ کے قبل وقت کے تیمم نہ چاہیے پھر اسی سال کے شوال مین

غزوہ خندق جسکو غزوہ احزاب بھی بولتے ہین واقع ہوا اس غزوہ کو موسی ابن عقبہ نے سال چہارم ماہ شوال مین لکھا ہی اور ابن اسحق مطلبی نے سال پنجم مین لکھا ہی اور اکثر اہل سیر اسکے موافق ہین لیکن بخاری اور ولی الدین عراقی کا میلان قول اول ہی کذا فی المواہب اور معاملہ اس قضیہ کا یون ہوا کہ حضرت صلعم نے جب یہود بنی نضیر کو نکال دیا تو وہ لوگ متفرق ہوئے چنانچہ حیی ابن خطب و سلام ابن الحقیق اور کنانہ ابن الربیع ابن ابی الحقیق اور ہوذہ ابن قیس و ابو عمار بالی خیبر مین گئے اور بعد توقف چند روز

بیس آدمی ہمراہ لیکر مکہ مین آے ابوسفیان نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہی بولے ہملوگ عداوت محمدؐ پر عہد و پیمان
کرتے ہین ابوسفیان نے بہت خاطر کی اور پچاس آدمیون سے بیت اللہ مین جاکر ہم قسم ہوا اور یہ
قرار دیا کہ اگر ایک بھی زندا رہے لڑائی سے منھ نہ موڑے جب قریش سے اطمینان ہوا تو قبیلہ
غطفان مین گئے اور طمع دی کہ ایک سال کے خرمے خیبری تمکو پہونچاوینگے اگر شریک ہو عیینہ
ابن حصین فزاری میر غطفان نے قبول کیا اور اپنی ہم عہدون کو خطوط لکھے چنانکہ بنی اسد و فزارہ و مرہ
و اشجع سب شریک ہوگئے اور سرداری قریش کی ابوسفیان پر قرار پائی اور افسری غطفان عیینہ
ابن حصین پر اور مہتری بنی فزارہ حذیفہ بن بدر پر اور ریاست بنی مرہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ مزنی
پر اور امارت بنی اشجع شعر بن رحیلہ بن نویرہ بن طریف پر قرار پائی معالم التنزیل مین ہی کہ جب یہود سے
قریش کے لوگ ملے تو پوچھا اے یہود تم لوگ اہل کتاب ہو ہم تم سے پوچھتے ہین کہ دین محمد اچھا ہے
یا دین ہمارا وہ بولے تمھارا دین حق ہے اور تم حق پر ہو انہین ملاعنہ کے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی من الذین
آمنوا سبیلا یعنے تونے نہ دیکھا جنکو ملا ہی کچھہ حصہ کتاب کا مانتے ہین بتون اور شیطان کو اور کہتے ہین کافرون
کو یہ زیادہ پا گئے ہین مسلمانون سے راہ القصہ بعد قول قرار ابوسفیان چار ہزار آدمی لیکے نکلا اور علم
عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیکر ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے ساتھہ لیے اور چلا جب مر الظہران مین آیا
تو قبائل اسلم و اشجع و بنو مرۃ و بنو کنانہ و بنو فزارہ و غطفان بھی مل گئے کہ جملہ دس ہزار کفار ہوگئے آخر
یہ خبر حضرت صلعم کو ہوئی تو آنحضرت نے مہاجرین و انصار سے شوری فرمایا سلمان فارسی نے التماس کیا کہ
یا نبی اللہ ہمارے بلاد مین ایسے موقع پر خندق کھودتے ہین چنانچہ تجویز سلمان حضرت کو پسند آئی فائدہ

ذکر سلمان

یہہ سلمان اکابر یہود اولاد یوسف ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے عجمی ہین ابو عبد اللہ کنیت ہی حضرت
صلعم نے یہودیون سے مول لیکر آزاد کیا تھا اور شرفاے اصحاب مین معدود ہوے اصل اونکی بوسیان
فارس سے تھی قوم رام ہرمز سے کہ ابلق گھورون کو پہنچتے ہین اور بعضے اصفہان سے ہین اور سلمان
طلب دین مین اول نہایت سرگردان پھرے کہ نصرانی ہوئے اور توریت پڑھی پھر عرب نے اونکو
گرفتار کیا اور یہود کے ہاتھہ بیچا بعد اوسکے کسی اور نے خرید کیا پھر کسی اور نے لیا اسیطرح دس جگہہ
بکے حتے کہ باشارہ راہب عموریہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین آکر اسلام لاے اصل
یہ ہی کہ علماء یہود و نصاری سے خبر بعثت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت مدینہ سنکر مدینے
مین آرہے تھے اون دنون جب حضرت مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو ایک یہود کے غلام تھے خضوع

مین حاضر ہوئے اور کچھہ چیز پیش کی اور کہا کہ صدقہ ہی آپ نے فرمایا کہ مین صدقہ نہین کھاتا مجھپر حرام ہے
پھر دوسرے دن آئے اور کچھہ لائے اور کہا کہ یہ ہدیہ ہی آپ نے لیلیا اور ایک دن پشت پر جا کے مہر
نبوت دیکھی اور فوراً مسلمان ہوگئے کیونکہ یہ علامات نبی آخر الزمان کی سنی تھی آپ نے حضرت سلمان سے
کہا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اُنھون نے مالک سے اپنی آزادی کو بہ کتابت کہا اوسنے چالیس اوقیہ سونا
کہ ایکسو پانچ تولہ ہوتا ہی اور بوزن مروج ہندوستان سے ڈیڑہ سیر ہوتا ہی بدل کتابت قرار دیا اور
یہ شرط کی کہ تین سو درخت خرمے کے لگاوین جب وہ تیار ہون تب آزاد ہون آنجناب نے اپنے ہاتھہ
سے درخت لگائے کہ اوسی سال بارآور ہوے ایکدرخت حضرت عمر نے لگایا تھا وہ نہ پھلا حضرت نے اوکھاڑ
کر پھر لگایا وہ بھی پھلا اور بقدر ایک بیضہ کے سونا لوٹ مین آیا تھا وہ سلمان کو دیا سلمان نے کہا کہ چالیس
اوقیہ نہوگا حضرت نے دعاے برکت فرمائی تو وزن مین پورا ہوا وہ یہود کو دیکر آزاد ہوے اور خدمت مین
رہنے لگے قال البغوی ہذا اول شہید شہدہ سلمان الفارسی مع رسول اللہ وہو یومئذ حر عمر شریف انکی
بروایتے تین سو برس کی و بروایتے ازہائی سو برس کی ہوئی اور بعض کے نزدیک حضرت عیسی سے بھی
ملاقات ہوئی واللہ اعلم اور آخر عمر مین مقصد کو پہونچے اپنے ہاتھہ کے کسب سے قوت کرتے تھے اور
جو کچھہ ملتا تھا اُسے صدقہ کردیتے تھے فضائل و مناقب اُنکے احادیث مین بہت ہین چنانچہ مدارج مین بعض
فضائل مذکور ہین پینتیس ۳۵ ہجری مین بمقام مدائن وفات پائی القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور لواء مہاجرین زید ابن حارثہ اور لواء انصار سعد ابن عبادہ کو عنایت
فرماکر بیرون مدینہ نہضت فرما ہوئے اور عبداللہ ابن عمر و زید ابن ثابت و ابو سعید خدری و براء ابن عازب
کہ سب نوجوان پندرہ پندرہ برس کے ہونگے ساتھہ رکھا اور کم عمرون کو واپس فرمایا کہ جمیع لشکر تین
ہزار کا تھا اور چھتیس ۳۶ گھوڑے تھے بعد اسکے بنی قریظہ سے کہ ہم عہد تھے پھاوڑے و کدال و ٹوکرے
بعاریت لیکے حفر خندق مین مشغول ہوے چنانچہ بعضے جانب شرقی مدینہ مین کھودنے لگے اور بعضے
جانب شامی مین اور دو طرفین جو بسبب استحکام عمارت کے لائق حفر نہ تھین اونکو چھوڑ دیا اور اٹھارہ
اٹھارہ نفر مین دس دس گز خندق کا کھودنا قرار پایا اور لشکر پہاڑ کے نیچے اُتر گیا کوہ سلع لیس پشت
رہا اور خندق پیش رو اور جسوقت حضرت صلعم نے یہ تقسیم مابین مہاجرین و انصار فرمائی تو سلمان فارسی
مین نزاع واقع ہوئی مہاجرین کہتے کہ سلمان ہمارے ساتھہ ہین اور انصار کہتے ہمارے ساتھہ ہین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ حال دیکھہ کر فرمایا سلمان منا اہل البیت چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
پانچ گز طول و عرض مین ہر روز خندق کھودتے تھے ایک روز قیس ابن صعصعہ کی نظر لگی تو سلمان بیہوش

ہوکے گر پڑے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ قیس وضو کرے اور پانی لیکر ایک ظرف مین جمع کرد اور اُسی پانی سے سلمان کو نہلاؤ اور ظرف آب اونکا پشت سلیمان پر ڈال دو چنانچہ یارون نے ایسا ہی کیا تو سلمان کو صحت ہوئی فائدہ حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہی اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلاوے تو دھودو یعنے اگر دفع نظر کے واسطے کوئی تمسے درخواست کرے منھ وغیرہ دھو دیجئے تو دھو دینا چاہیے کہ شاید تمہارے ہی نظر لگ گئی ہو اُسکا برا ماننا عبث ہی اور قول جمیل مین ہی کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانیوالا ثابت ہو جائے تو اوسکی منھ اور دونون ہاتھ اور دونون پیر اور اوسکی شرم گاہ کے دھونے کو کے ایک برتن مین اور اس پانی کو چھڑکے جسپر نظر لگی ہو تو اوسی دم اچھا ہو جاوے امام مالک نے موطا مین روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو اسیطرح کے مانند کا حکم کیا ہی یعنی شرم گاہ وغیرہ دھونے کا اور روایت ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اسکی ٹھڈی ہی مین کالا ٹیکا لگادو تاکہ نظر نہ لگے شفاء العلیل مین ہی کہ اس مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جو لڑکون کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہین سو بے اصل بات نہین ہے واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ کالا ٹیکا لگانا لڑکون کے واسطے دفع نظر بد کے ترمذی مین موجود ہی اور ایک عمل مجرب واسطے دفع نظر بد کا یہ ہی کہ ایک تاگا تین ہاتھ ناپے اور اوسکے پاس رکھے جو نظر زدہ کو رکھتا ہو پھر یہ عزیمت پڑھے اس نظر زدہ پر پھر اوسی تاگی کو دوسرے مرتبہ ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ ہو جاوے یا کم تو معلوم کرے کہ نظر لگی ہی اور اسی عمل کو تین مرتبہ کرے نظر دفع ہو جائیگی اور طریقہ عزیمت یہ ہی بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ ۳ بار پھر سورہ فاتحہ تیسرے بار پڑھ کر کہے عزمت علیک ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ او فلانۃ بنت فلانۃ بعز اللہ وبنور عظمۃ وجہ اللہ بما جری بہ القلم من عند اللہ الی خیر خلق اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزمت علیک ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ بحق اشہیا ابیا براہیا اذونیا صباوث ال شدای عزمت علیک ایتہا العین التی من فلان بن فلانۃ بحق شمہت بہت انہتت یا انقطاع النجا بالذی لا یقوی علیہ ارض ولا سماء اخرجی بالنفس السوء من فلان بن فلانۃ کما اخرج یوسف من المضیق وجعل لموسی فی البحر طریقا والا فانت بری من اللہ تعالے واللہ تعالے بری منک اخرجی بالنفس السوء من فلان بن فلانۃ بالف الف قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اخرجی بالنفس السوء بالف الف لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل

احوال نظر

لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ فاللہ خیر حافظاً وہو ارحم الراحمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم کاتب الحروف نے اِسسے بار ہا تجربہ کیا ہی حدیث
صحیح مین وارد ہی کہ اصحاب رسول اللہ صبح کے وقت حالت سردی و گرسنگی مین خندق کھودتے تھے
چنانچہ رسول اللہ نے اونکا حال معائنہ فرماکر فرمایا اللہم العیش عیش الاخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرۃ صحابہ
نے جواب دیا نحن الذین بایعوا محمداً علی الجہاد ما بقینا ابداً رواہ البخاری عن انس رضی اللہ عنہ اور عمرو ابن عوف
سے روایت ہی کہ ہم اور سلمان وحذیفہ ونعمان اور چھہ نفر اور چالیس گز خندق کھودتے مین شریک
تھے کہ دفعۃً ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ پھاوڑے وکدالیان ٹوٹنے لگین تب ہمنے سلمان سے کہا کہ
تم حضرت سے کہو اوسنے عرض کیا کہ آنجناب تشریف لائے اور کدال ہاتھہ مین لیکے اوس پتھر کو توڑا
تو ایسی روشنی ہوئی کہ مدینہ مین پھیل گئی گویا چراغ تھا اندھیرے مین اور حضرت نے تکبیر کہی اور
سلمانون نے بھی تکبیر کہی پھر تیسرے ضربہ مین بھی ایسا ہی ہوا بعد اوسکے حضرت نے سلمان کا ہاتھہ پکڑا
اور تشریف لیچلے سلمان نے کہا یا نبی اللہ بابی انت وامی مین نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ہرگز نہ دیکھا تھا
حضرت نے اورون سے فرمایا تمنے بھی دیکھا ہی کہا یا رسول اللہ نعم فرمایا اول چمک مین قصور حیرہ
ومدائن کسریٰ نظر پڑے جبرئیل نے کہا تمھاری امت کو ملینگے دوسری بار قصور ارض روم نظر پڑے
جبرئیل نے کہا یہ بھی ملینگے تیسری بار مین قصور یمن دیکھہ پڑے جبرئیل نے کہا یہ بھی امت تمھاری
پاویگی سو تم خوش ہو مسلمانون نے کہا الحمد للہ موعد صدق ووعدنا النصر بعد الحصر یہ سنکر منافقون
نے کہا کیا خوب یثرب سے قصور حیرہ نظر آئے اور تم خندق کھودتے ہو دیکھین کسطرح فتح کر دیگے یہ
تو محمد کی دم بازی ہی غرض یہ تھی کہ محمد صلعم کہتے ہین کہ دین اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلیگا
دیکھین کیسے پھیلتا ہی یہان رفع ضرورت کو بھی نکل نہین سکتی ہو انہین کے حق مین سورۂ احزاب مین
فرماتے ہین واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا یعنی جب کہنے لگے
منافق اور جنکی دلون مین روگ ہی جو وعدہ دیا تھا ہمکو اللہ و رسول نے سب فریب تھا فائدہ اس پیشین گوئی
کا نجوبی ہو ایعنی ملک یمن تو آپ کی حیات مین قبضے مین آگیا مگر بسبب ارتداد مرتدین و دعوی نبوت اسود
عیسی کذاب اوسمین خلل ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین دفع ہوا اور ملک شام و فارس مین فساد
عہد خلیفہ اول مین شروع ہو گیا تھا اور کچھہ اہل اسلام کے قبضہ مین آگیا تھا حضرت عمر ابن خطاب
رضی اللہ عنہ کے خلافت مین تمام ملک یمن و شام و فارس قبضۂ اسلام مین آیا اور علامہ بغوی کے قول
پر کریمہ قل اللہم الخ اسی قصہ مین الی آخر الآیہ سورۂ آل عمران مین نازل ہوئی ہی یعنے تو کہہ یا اللہ

مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لے جس سے چاہے اور عزت دے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ پر سب خوبی ہی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہی تو لے آئے رات کو دن مین اور تو لے آئے دن کو رات مین اور تو نکالے جیتا مردے سے اور تو نکالے مردہ جیتے سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار فائدہ مسلمانون کو اسمین تنبیہ کی گئی ہی کہ ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتین کبھون نہ کیجیو کہ یہ بہت بد بات ہی سو دھی بھی جانتے تھے کہ جو اول ہم مین بزرگی تھی وہ ہمیشہ رہیگی اور منافق نامعقول ظاہر حال دیکھکر بولے تھے کہ پیغمبر کی امت کو کہان سے ایسا زور ہو جائیگا جو روم و شام فتح کرینگے اور دین انکا مشرق سے مغرب تک کسطرح پھیلیگا اور اللہ کی قدرت سے غافل تھے یہ نہین سمجھے کہ وہ قادر ہی جسکو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کرے اور چاہے جاہلون سے کامل پیدا کرے اور کاملون سے جاہل اور جسکو دیا چاہے رزق بے حساب دے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشک مدائن کی صفت بیان فرمائی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ یہی صفت ہی صدقت یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ یہان تک میری امت کا عمل ہوگا اور خزائن کسری اور قیصر راہ خدا مین صرف کرینگے سلمان فرماتے ہین کہ واللہ مین نے سب کا ظہور پایا اور اپنی آنکھون سے دیکھا القصہ مسلمانون نے چھ روز مین خندق کھودنے سے فراغت حاصل کی اور اہل و عیال حصارون مین در آئے تب کفار نگونسار قریش مع اپنے توابع کے جانب اُحد آکر اترے اور لشکر ظفر پیکر اسلام جانب سلع اور دونون کے بیچ مین خندق حائل تھی بعد اوسکے ابو سفیان نے حیی ابن اخطب سردار بنی النضیر کو کعب ابن اسد افسر یہود بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور بنی قریظہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ جب تک تم نقض عہد نہ کروگے ہم تمسے کچھ تعرض نکرینگے سو نقض عہد کرانیکے ارادے پر حیی ابن اخطب کعب کے پاس گیا دروازہ قلعہ کا بند پایا اُس دشمن حق نے پکارا دربان نے کعب کو اطلاع کی اُسنے کہا کہ یہ شوم بو الفضول بنا بر نقض عہد رسول مقبول آیا ہوگا کچھ جواب دینا ضرور نہین ہی جب جواب نہ ملا تو اُسنے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اے کعب مین حیی ابن اخطب ہون دروازہ کھلوا دے کعب نے جواب دیا کہ تو نے بنی النضیر کو ہلاک کیا اب چاہتا ہی کہ اپنی شامت ہم پر ڈالے ہم تو کبھون محمد سے نقض عہد نہ کرینگے حیی نے کہا اے کعب مین عزت دائمی لایا ہون کہ سب اشراف قریش و کنانہ و غطفان حاضر ہوئے ہین اور سب عہد و پیمان کر چکے ہین کہ جب تک استیصال محمد اور اصحاب محمد نہ کرین ہرگز نہ پھرین کعب نے کہا کہ تو عزت نہین لایا ہی بلکہ ذلت لایا ہی پلٹ جا مجھکو کچھ حاجت

تجھسے نہین ہی اور تیرے قول پر بہر گز عمل نکرونگا جب ابن اخطب نے یہ حال سنا تو فریب سے کہنے لگا
کہ تونے ضیافت کی خوف سے دروازہ بند کر لیا ہی اے کعبہ تونے بخل کب سے اختیار کیا تب تو
کعب کو برا لگا ناچار کعب نے دروازہ کھول دیا ابن اخطب نے جاکر ایسا باغ سبز دکھلایا کہ کعب ابن
اسد فریب مین آگیا اور بولا کہ اگر محمدؐ نہ مارے گئے اور قریش وغیرہ اپنے اپنے گھر چلے گئے تو ہم گرفتار
ہو جاینگے اوسنے کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو مین تیرا شریک رہونگا تب تو کعب نے عہد نامہ رسول اللہ
طلب کر کے چاک کر ڈالا ابن اخطب خاطر جمع کر کے لشکر مین داخل ہوا اور قصہ نقض عہد افسر
بنی قریظہ بیان کیا اور کعب نے رئیسان بنی قریظہ کو اطلاع کی زبیر ابن باطا اور نباش ابن
قیس اور عقبہ ابن زید وغیرہ رئیسون نے ملامت شدید کی بعد اسکے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو پہونچی تو حضرتؐ نے زبیر کو بنا بر تفتیش حال بھیجا اصحبون نے آکر عرض کیا کہ بیشک بنی قریظہ اپنے
قلعے صاف کرتے ہین اور مویشی جمع کرتے جاتے ہین یہ حال سنکر حضرتؐ نے سعد ابن معاذ سردار
اوس اور سعد ابن عبادہ سید الخزرج کو روانہ فرمایا کہ تم جاکر سمجھاؤ اور اونکی ساتھ عبد اللہ ابن
رواحہ اور خوات ابن جبیر کو بھی کر دیا اور بعض روایات مین اسید ابن حصیر کا بھی ہمراہ جانا ان حضرات
کے ساتھ پایا جاتا ہی غرض ان لوگون نے کعب ابن اسد سے ملاقات کر کے جو مراتب سمجھانے کے تھے
ادا کیے پر کچھ بھی اثر نہوا ناچار سب اصحاب پلٹ آئے اور حضرت صلعم سے حال بیان کیا تو حضرتؐ
نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور تکبیر کہی مسلمانون نے متابعت کی پس خبر نقض عہد بنی قریظہ مشہور
ہوئی اور یاران اسلام سوچ مین تھے کہ یکایک لشکر کفار نگون لنسار نمودار ہوا یعنے بنی اسد وغطفان
وفزارہ ویہود مدینے کے شرقی طرف سے کہ اونچی ہے اور قریش وکنانہ طرف غربی سے جو نیچی ہی آئے کہ
اونکی کثرت وشوکت باضلالت سے بعضون کے تیور بدلے تھے اور دل دھڑ کنے لگے مسلمانون نے سمجھا
کہ ابکی مرتبہ نہ بچینگے اور منافق کہنے لگی کہ محمد تو کہتے تھے کہ خزانے کسری وقیصر پگی تصرف کرینگے
یہان پیشاب اور جاے ضرور کو بھی نکلنا دشوار ہی اور اسی اثنا مین اوس ابن قیظی کہ ایک شخص قوم
بنی حارثہ کا تھا مع اپنے توابع کے کہنے لگا کہ سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے اب ٹھکانا رہنے کا
کہان ہی ہم تو جاتے ہین اور بعض مسلمانون نے یہ بہانہ کیا کہ ہمارا محلہ خالی ہی ہمکو اجازت ہو تو ہم جائین
کہ ہمارے گھر کھلے ہوے پڑے ہین حالانکہ یہ بات محض جھوٹھ تھی کیونکہ جب حضرت صلعم لشکر
کے ساتھ مدینے سے باہر تشریف لائے ہین تب مضبوط حویلیون مین زنانے بند کر کے سب کے
زنانے کر گئے تھے انہین لوگون کے حال سے اللہ صاحب سورۂ احزاب مین خبر دیتے ہین واذقالت

طائفۃ یا اہل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منھم النبی یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ
ان یریدون الا فرارا یعنی جب کہنے لگے ایک لوگ اونمین سے ای یثرب والو یعنی مدینے والو تمکو ٹھکانا
نہین سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ اونمین نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہین
اور وہ کھلے نہین پڑے غرض اور نہین مگر بھاگنا فائدہ اللہ صاحب نے اس حالت مین
لوگون کو خوب جانچ لیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق اور مسلمان مین فرق بتلا دیا القصہ
جو لوگ خراب ہونے کو تھے چلے گئے اور جنکو اللہ نے ایمان کا مزہ دیا تھا رہ گئے اور کافرون نے خندق گھیر
لی مگر در آمد مین متحیر تھے بیس دن یا چوبیس یا ستائیس دن یا ایک مہینے علی اختلاف الاقوال گھیرے
رہے کہ اہل اسلام پر تنگی ہوئی ان دنون مین ایک روز بنی قریظہ نے مدینے پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا اور
قریش سے اعانت چاہی یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے سلمہ ابن اسلم کو دو سو آدمی
سے اور زید ابن حارثہ کو تین سو آدمی سے بنابر حراست مدینہ طیبہ روانہ فرمایا اور ایام محاصرے
مین عباد ابن بشر حارس خیمۂ رسول مقبول تھے اور اہل شرک بہ قصد خیمہ مبارک آتے تھے اور اصحاب
باصفا تیر و پتھر سے انکو دفع کرتے تھے اور اسطرح سینہ سپر ہو جاتے کہ ہرگز خندق سے گذرنے نہ دیتے تھے
اور ان دنون مین کبھون کبھون خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مواضع خندق پر حراست
کرتے تھے اور اس غزوہ مین شعار مہاجرین یا خیل اللہ اور شعار انصار حم لا ینصرون تھا حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے مین تھے آدھی رات کے وقت
ایک شور عظیم برپا ہوا اور کہنے والا کہتا تھا یا خیل اللہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف
لائے اور پوچھا کیا شور ہے عباد ابن بشر نے کہا یہ آواز عمرو ابن ود کی ہے آج شاید اوسکی نوبت ہے
لہذا حضرت صلعم نے عباد کو خبر لینے کو بھیجا وہ خبر لائے کہ عمرو ابن ود ایک جماعۃ مشرکین کے ساتھ
ایا ہے اور تیر و پتھر سے لڑ رہا ہے حضرت صلعم مسلح ہوے اور سوار ہوکر تشریف لیگئے اور خوش خوش
واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے شر کفارون کو دفع کیا کہ زخمی ہوکر پلٹ گئے پھر حضرت
صلعم سو رہے اور مین نے آواز تنفس سنی دفعۃً پھر شور ہوا کہ حضرت چونکے اور باہر گئے اور
عباد ابن بشر کو بھیجا عباد نے لوٹ کے عرض کیا کہ اب ضرار ابن خطاب با جماعۃ مشرکین آیا ہے
اور مسلمانون سے لڑتا ہے چنانکہ حضرت صلعم مسلح ہوکر کافرون کی جانب پھر تشریف
لیگئے اور کافرون کو مار کے ہٹا آئے اس مرتبہ صبح ہوگئی جب تشریف لائے تو فرمایا کہ بہت
کافر زخمی ہوکے بھاگے بالجملہ بسبب تکلیف محاصرے کے حضرت صلعم نے یہ مصلحت دیکھی کہ ایک تہائی

اثمار مدینے کے غطفان اور فرازہ کو عنایت کریں تو شاید یہ لوگ لوٹ جائیں اور قریش اکیلے
رہ جائیں لہذا ایک آدمی کی معرفت عیینہ ابن حصین فرازی اور حارث ابن عوف غطفانی کو کہلا
بھیجا اُنھون نے کہا کہ اگر نصف اثمار مدینہ عنایت کریں تو ہم لوٹ جائیں حضرت صلعم نے قبول
نہ کیا آخر ثلث ہی پر راضی ہوئے اور کئی زنبیل اپنی لیکے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کے صلح نامہ لکھوایا اور ارادہ کیا کہ بعض اصحاب
کی گواہی کرادین اس عرصہ مین اُسید ابن حضیر آگئے اور عیینہ ابن حصین اپنے پیر پھیلائے مجلس رسول
مین بیٹھا تھا اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے پیر سمیٹ لے واللہ اگر مجلس رسول اللہ کی حرمت نہوتی
تو تیرے پیر کاٹ ہی ڈالتا اور حضرت سے ملتمس ہوئے کہ یارسول اللہ ایسی صلح کے واسطے اگر اللہ
کا حکم یا آپ کی مرضی ہے تو ہم مطیع و فرمان بردار ہین ورنہ واللہ سوائے شمشیر کے اور کچھ ہم انکو
نہین دینگے کس دن انکو یہ گردہ ہوا تھا کہ ہم سے ایک ٹکڑا خرمے کا لین حضرت صلعم نے جواب نہ دیا بعد
آسکے سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ تشریف لائے اُنسے حضرت صلعم نے صلاح پوچھی اُنکی بھی
مرضی نہوئی بلکہ اُنھون نے وہی تقریر کی جو اسید رضی اللہ عنہ نے کی تھی تب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ مین صرف تمھارے واسطے یہ تدبیر کرتا ہون کیونکہ عرب کے لوگ تم پر بکثرت چڑھ
آئے ہین یہان تک کہ ایک کمان سے تیر مارتے ہین سو مین چاہتا ہون کہ بعض لوگون کی استرضا سے
تفرقہ پڑ جائے اس حال مین سعد ابن معاذ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے صلحنامہ لیلیا
التماس کیا کہ یارسول اللہ ان لوگون نے ایام جاہلیت مین کبھون ایک خرمے کی بھی ہم سے
طمع نہین رکھی مگر بشری یا قریبی اور اب تو اللہ صاحب نے آپ کے سبب سے ہمکو تقویت و جلالت
و عزت و شرافت اسلامیہ عطا فرمائی ہے واللہ ہم تو ایک خرمہ بھی نہ دینگے چہ جائے ثلث اثمار مدینہ
بلکہ اب تو سوائے ثمر شجرۂ سیف ہم سے کچھ بھی نہ پائینگے حتی یحکم اللہ بیننا و بینھم تب تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ کے ہاتھ سے وہ صلحنامہ چاک کرادیا اور عتبہ و حارث بے نیل مرام واپس
ہوئے اس عرصہ مین ایک دن بعضے پہلوان مردلاور کفار ننگو انسار مثل عمرو ابن عبدود و نوفل ابن عبداللہ
و ضرار ابن خطاب و ہبیرہ ابن ابی وہب اور عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہم کہ اونمین عمرو اس نامی ایک شخص
بنی محارب کا بھی تھا ایک طرف سے خندق مین درآئے اور ابو سفیان و خالد ابن ولید قریب خندق
کے ما قبائل عرب صف جنگ آراستہ کرکے کھڑے ہوئے سو عمرو ابن عبدود نے کہ مشاہیر بہادران
مین تھا اور ہزار آدمی کے برابر قوت و شجاعت مین شمار کیا جاتا تھا روایت ہے ایک مرتبہ قافلہ

قریش پر کہ تجارت کو گیا تھا قزاق آ پڑے سُکتے ہیں کہ پچاس نفر تھے اور عمرو ابن عبدود نے نسنا اُحسنکے مقابل ہوکے حملہ کیا سب بھاگے جب جنگ بدر سے زخمی ہوکر بھاگ گیا تھا تو اُسنے عہد کیا تھا کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے لون گا تیل سر مین نہ ڈالونگا سو اوسنے مبارز اپنے مقابل مین طلب کیا سب لوگ خاموش ہو رہے مگر امیر المومنین امام الاشجعین علی مرتضی اشیر خدا کرم اللہ وجہہ نے لشکر سے نکل کر فرمایا کہ یا رسول اللہ مجکو ارشاد ہو تو مین اس کافر سے لڑون حضرت صلعم نے جواب نہ دیا پھر عمرو نے مبارز مانگا علی مرتضی نے پھر یہی اجازت چاہی لیکن حضرت نے جواب نہ دیا تیسرے بار عمرو نے یون آواز دی کہ ای مسلمانو کیا تم لوگون مین کوئی بھی اس لائق نہین ہی جو میرے سامنے ہو تب حضرت اسد اللہ نے کہا یا رسول اللہ بیشک مجھکو اجازت دیجیے کہ مین اس گستاخ بیصرفہ کے مقابلہ پر جاؤن تب حضرت رسول الثقلین محبوب کونین نے علی مرتضی کو ذوالفقار اپنی بخشی اور زرہ مبارک اپنی پہنائی اور اپنی پگڑی سر سے بندھوائی اور فرمایا اللھم اعنہ علیہ اور یہ بھی فرمایا کہ یا آلہی عبیدہ ابن حارث کو تو نے جنگ بدر مین لیا اور حمزہ ابن عبد المطلب کو غزوہ بدر مین یہ علی مرتضی میرا بھائی چچا کا بیٹا ہی فلا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین بعد اسکے رخصت کیا کہ علی مرتضی پیادہ پا باہیبت وجلال عمرو ابن ود سے مقابل ہوے وہ مردود گھوڑے پر سوار تھا سو اول حضرت علی مرتضی نے اُسکو دعوت اسلام فرمائی اُسنے قبول نہ کی پھر کہا اے عمرو تو پلٹ جا اُسنے یہ بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ قریش کی عورتین مجھکو ہنسینگی اور کہینگی جیسا گیا ویسا ہی لوٹ آیا تب حضرت امیر نے فرمایا اگر نہین پھرتا تو مقابلے پر آمادہ ہو یہ بات سنکر عمرو ہنسا اور کہنے لگا اے علی نوجوان لڑکے ہو مین تم پر کیا ہاتھ ڈالون مجھکو تمسے یہ گمان نہ تھا کیونکہ تمھارے باپ سے اور مجھسے کمال محبت تھی اے علی مین نہین چاہتا کہ تمھارا خون کرون اور تمکو بہادرون کے مقابلہ کی طاقت نہین دیکھا حضرت امام الاشجعین نے فرمایا کہ اے عمرو ابن ود مین چاہتا ہون کہ تجھکو قتل کرکے اللہ کو راضی کرون سو وہ کافر آگ بگولا ہوگیا اور غصے کے مارے گھوڑے سے اوترکر ایک آواز ماری اور تلوار میان سے لیکر ایک وار اسد اللہ الغالب پر کیا کہ حضرت نے سپر روکا کہ سپر کاٹ کے ہلکا سا زخم سر مبارک پر پہونچا جب اُسکے جانب سے تقدیم ہوئی تو جناب علی مرتضی حیدر کرار نے بھی ایک وار ذوالفقار کا کیا کہ سر اُس کافر نابکار کا زمین پر گرا حضرت امیر نے اللہ اکبر کہا یہ حال دیکھکہ ضرار وعکرمہ وہبیرہ ونوفل دوڑے مگر ضرار حضرت امیر کو دیکھتے ہی بھاگا اور ہبیرہ زرہ مقابل ہوکر ہلکا سا زخم کھاکر مع عکرمہ چل دیا اور نوفل دور ہی سے حضرت

کو دیکھکر سر کاٹتا تھا لیکن گھوڑے نے خندق میں گرا دیا مسلمانوں نے فرصت پاکر بیٹھ وہنسے مار لیا آہ
حال میں نوفل کتوں کی طرح چلاتا اور کہتا تھا کہ اے مومنوں کوئی اچھی مار سے مارو ہر چند کہ سنگسار
کتوں کے مناسب حال تھی لیکن اوسکی درخواست کے موافق جناب امیر نے ایک تلوار اوسکی کمر میں
ماری کہ آتش غوغا آب شمشیر سے بجھ گئی ابوسفیان اس حال کو دیکھ کر گھبرایا اور کافروں نے سردار کی
سراسیمگی سے نقارے فرار کے بجا دیے اور موضع عقیق میں منزل کی اور لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی
واضح ہو کہ اس لڑائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجروح ہوے ہیں حال اسکا یہ ہوا کہ جب ضرار
وغیرہ نے حضرت علی مرتضی پر حملہ کیا تو لشکر اسلام سے زبیر ابن العوام و عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی مدد کو نکلے کہ انکے پہونچتے پہونچتے حضرت شیر خدا فتحیاب ہو چکے تھے اور ضرار بھاگا
جاتا تھا حضرت عمر اوسپر لپکے تو ضرار دھوکھا دیکر نہار خواہوں کی صورت بنا کر انکی طرف پلٹا
اور نزدیک آکر حضرت عمر کے ایک نیزہ مارا کہ حضرت عمر مجروح ہوئے روایت ہے کہ موضع عقیق سے
مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ لاش عمرو ابن ود اور نوفل کی
اگر بھیجنا منظور ہو تو ہم لوگ قیمت دینے کو حاضر ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمکو جیفوں کی
کی قیمت درکار نہیں یوں ہی اٹھوا دری جائیں سو وہ لوگ دونوں لاشیں لیگئے فائدہ اس فتح کا
سارا سبب ظاہری یہ تھا کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے خدا کی فضل سے عمرو ابن ود کو مارا جس سے
کفار کی کمر ٹوٹی اور اسی لڑائی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے مبارزۃ علی ابن طالب
یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ یعنے غزوۂ خندق میں علی کی بہادری و شجاعت
تمام امت کے اعمال سے بہتر ہے یعنی جمیع امت کے اعمال شجاعت و مردانگی سے جو غزوات فی سبیل اللہ
میں قیامت تک انسے وقوع میں آوینگے اونسے علی کی بہادری جو بروز خندق ہوئی ہے افضل ہے
بالجملہ اوس دن تو کفار بھاگے مگر دوسرے دن پھر سب قبائل جمع ہو کر آئے اور خندق سے چمٹ گئے کہ رات
تک مقابلہ رہا اور نماز عصر و ظہر و مغرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فوت ہوئی جب قتال سے
فراغت ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں نمازیں باذان و اقامت و جماعت قضا ادا فرمائیں
کذا فی روضۃ الاحباب صحیح بخاری میں ہے کہ جب نمازیں قضا ہوئیں تو حضرت صلعم نے کافروں کے واسطے
بد دعا کی ملا اللہ بیوتھم و قبورھم نارا کما شغلونا عن صلوۃ الوسطی حتی غابت الشمس یعنی بھرے اللہ
اونکے گھروں اور قبروں میں آگ جیسا باز رکھا ہمکو نماز عصر سے یہانتک کہ آفتاب غروب
ہوا حضرت شیخ عبد الحق شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ تردد جنگ اور تیر اندازی میں چار نمازیں فوت

ہوئین کہ اونمین نماز عصر بھی تھی سو حضرت نے بنابر بیان زیادتی فضیلت عصر کے یون ارشاد کیا اور عقاب دنیا و آخرت کی دعا کی پوشیدہ نہ رہے کہ اس مقام پر حضرت نے کافرون کے حق مین دعاے بد فرمائی اور جنگ احد مین کیسی کیسی تکلیفین کافرون سے وجود مبارک کو پہونچین پھر حضرت نے دعاے بد نہ فرمائی تو سبب یہ تھا کہ اس مقام پر حق اللہ کا فوت ہوا تھا اور وہان اپنے نفس کا حق فوت ہوا تھا سو حضرت نے نہ چاہا کہ اپنے نفس کے واسطے کافرون کے حق مین دعاے بد فرماوین **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوۃ وسطے صلوۃ العصر ہے اور یہی قول اکثر علما و صحابہ و تابعین اور ابو حنیفہ و احمد رضی اللہ عنہم کا ہے اور ماوردی کہ ایمہ شافعیہ سے ہین فرماتے ہین کہ مذہب شافعی بھی یہی **فائدہ** صلوۃ فائتہ مین اختلاف ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مسلم نے روایت کی ہے مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی نماز فوت نہین ہوئی صرف نماز عصر تاخیر ادا ہوئی اور حدیث عمر ابن خطاب رضی اللہ علیہ سے جو بخاری نے روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز عصر کی فوت ہوئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غروب شمس قبل اداے صلوۃ المغرب ادا فرمائی اور موطا سے دریافت ہوتا ہے کہ نماز ظہر و عصر دونون فوت ہوئین اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ چار نمازین فوت ہوئین چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بشرط صحت روایات جمع بین الروایات یون ہو سکتا ہے کہ ایام متعددہ مین ہر ایک ان نمازون سے ضرورتاً یا اتفاقاً فوت ہوئی ہونگی جسنے جیسا دیکھا روایت کیا اور اوسوقت تک نماز خوف شروع نہوی تھی اور بسبب شغل لڑائی کے فرصت بھی نہ تھی بالجملہ ایکبار کافر لوگ تو خندق سے چھٹے تھے اور جانتے تھے کہ ہم غالب آئے مگر عنایت الٰہی کی یہ اعانت پہونچی کہ رات ہی کو اللہ جل شانہ نے ہواے مشرقی نہایت تیز و تند بھیجی کہ کافرون کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے اور آگ بجھ گئی کہ کسی شخص کو روٹی نصیب نہ ہوئی اور ایسا رعب غالب ہوگیا کہ تمام لشکر کافرون کا برباد ہوکر بھاگا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری مین روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا نصرت بالصبا و اہلکت عاد بالدبور معالم التنزیل مین ہے کہ اسی رات مین تکبیر ملائکہ اتنی بلند ہوئی کہ ہر سردار قبیلہ مارے خوف کے پکارتا تھا کہ اے بنی فلان ہمارے پاس آؤ اور اسی ہوا کا ذکر اللہ صاحب سورۂ احزاب مین فرماتے ہین یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا و جنودا لم تروہا و کان اللہ بما تعملون بصیرا یعنے اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تم پر فوجین پھر بھیجی ہم نے ان پر ہوا اور وہ فوجین کہ نہین دیکھتے تم انکو اور ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا روایت ہے کہ اس غزوہ مین فرشتے اللہ کے لڑے نہین صرف واسطے ترہیب کے آئے تھے حذیفہ ابن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین

کہ یہ رات نہایت سردی کی اور ابر بھی تھا اوسمین چلی ہوا تو بڑی تکلیف ہوئی اسی حال مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص آج کی رات کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ صاحب قیامت کے دن
ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت مین رکھے گا کوئی شخص نہ اوٹھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آج
کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ بروز حشر میرا رفیق کرے تو بھی کوئی شخص نہ اوٹھا اور بسبب شدت سردی
کے جنبش نہ کی آخر کار مجھکو طلب فرمایا تو مین حاضر ہوا اور بسبب سردی کے کانپ رہا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تو نے میرا کلام نہ سنا مین نے عرض کیا کہ سنا تو تھا مگر جاڑے کی شدت سے اور بھوکھ
کی بیتابی اور حدت سے قدرت جواب نہ پاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنا میرے
منھہ اور سر پہ ملا اور فرمایا کہ قبیلہ قریش مین جا اور دیکھہ تو وہ لوگ کیا کر رہے ہین مگر شرط یہ ہی کہ
جب تک میرے پاس پھر کر نہ آوے کسی سے کلام سخت نکرنا اور کچھہ دست برد نکرنا حذیفہ کہتے ہین کہ حضرت کے
دست مبارک کی برکت سے میرا لرزہ جاتا رہا اور ہمت بندھی چلتے وقت مین نے مسکرا کے حضرت سے
عرض کیا کہ ایسا نہو شرک لوگ مجھے گرفتار کرین حضرت صلعم نے فرمایا خاطر جمع رکھہ تو گرفتار نہوگا بعد اُسکے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون دعا فرمائی کہ اللّٰھم احفظہ من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ
من فوقہ ومن تحتہ یہ دعا حضرت نے واسطے رفع میرے خوف کے فرمائی تھی سو بالکل خوف جاتا رہا اور
مین مسلح ہوکر خندق سے نکلا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حمام مین چلا جاتا ہون اور سردی کا نام بھی نہین تھا
یہانتک کہ لشکر قریش مین پہونچا تو دیکھتا ہون کہ شدت ہوا سے خیمے گرے پڑے ہین اور آگ بجھہ گئی ہی
دیگین چولھون سے نیچے پڑی ہین اور پتھر ٹوٹے جاتے ہین اور گھوڑے چھوٹے پھرتے ہین غرض عجب
پریشانی تھی کہ بیان سے باہر اور ابوسفیان کا یہ حال تھا کہ خیمہ سے باہر کھڑا ہوا آگ سے تاپتا تھا سو مین نے
اپنا تیر کمان سے جوڑا تا کہ ابوسفیان کو مارون جو مارتا تو اوسکا کام تمام ہوجاتا مگر ارشاد حضرت
یاد آیا کہ لاتحدثن شیأ حتی ترجع الی سو مین نے اپنا تیر ترکش مین رکھہ لیا اور ایک شخص کے پہلو مین
بیٹھہ گیا یکایک ابوسفیان پکارنے لگا کہ ہوا کی شدت ہی اور سب اصحاب لشکر برباد ہوا جاتا ہی چاہیے
کہ سب لوگ اپنے اپنے جلیس کا ہاتھہ پکڑین سو مین نے مبادرت کر کے اپنے جلیس کا ہاتھہ پکڑا اور پوچھا
تو کون ہی اوسنے کہا سبحان اللہ مین فلان ابن فلان نہین ہون تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص قبیلہ ہوازن
سے ہی بعد اُسکے ابوسفیان بولا کہ یہ معاملہ بڈھب ہی اول بنی قریظہ نے اختلاف کیا دوسرے یہ آفت
پڑی ہی کہ دیکھتے ہو سو یہان سے نکل جانا بہتر ہی پھر سب لشکر نے کوچ کیا مین چلا آیا اوسوقت ابوسفیان
اپنے اونٹ پر سوار ہوا وہ بندھا تھا اوسنے حرکت نہ کی حالانکہ تین مرتبہ اوسنے مارا اور جب غطفان نے

قریش کے بھاگنے کا احوال سنا تو وہ بھی اپنے گھر کو بھاگ گئے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں تھے جب فارغ
ہوئے تو میں نے بشارت دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور دندان مبارک چمک اٹھے کذا فی المعالم حذیفہ فرماتی ہیں کہ اس وقت
تک تو میں ایسا ہی گرم تھا مگر اسکے بعد کچھ کچھ سردی مجھے معلوم ہوئی لیکن حضرت نے مجھے اپنے پاس لٹا لیا اور اپنی چادر مبارک کا
ایک گوشہ اوڑھا دیا اور پائے مبارک میرے سینہ پر رکھا کہ مجھے ایسا آرام ہوا کہ میں صبح تک سوتا رہا نماز کے وقت حضرت نے
یہ فرما کر جگایا کہ قم یا نومان اور ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ قریش کے لشکروں کا نکلنا مدینہ منورہ سے اسطرح پر ہوا کہ نعیم بن مسعود بن عامر اشجعی
غطفانی نزدیک بنی قریظہ ایمان لائے اور حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ابتک کوئی آدمی میرے ایمان لانے سے خبر نہیں
رکھتا ابھی جو میں چاہوں کر سکتا ہوں سو آپ جو کچھ ارشاد کریں بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ان کافروں میں کسی طرح تفرقہ ڈالنا چاہیے
نعیم نے کہا مجھے اذن دیجئے کہ جو کچھ میں چاہوں کہوں حضرت نے اجازت دی اور فرمایا الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہے یعنی فریب جھوٹ گناہ نہیں بلکہ
ثواب ہے ہاں غدر یعنے خلاف عہد کرنا دشمن سے اور کافر سے بھی جائز نہیں سو نعیم اول بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھکو تم دوست جانتے ہو یا دشمن کہنے لگے
ہم تو دوست غمخوار جانتے ہیں نعیم نے کہا کہ قریش و غطفان رسول اللہ کے مقابلہ کو آئے ہیں اور تم انکے معین ہوا ایسا نہو کہ یہ لوگ کام ناتمام چھوڑ کر چلے جائیں اور تم
گرفتار رہو بنو قریظہ نے کہا پھر صلاح کیا ہے نعیم نے کہا جب تک قریش کے لوگ بعض اشراف قریش کو اول نہ دیں تم اعانت نکرو کیونکہ وہ لوگ اپنے لوگوں کے سبب سے البتہ
اعانت کریں گے نہیں تو تمکو پھنسا کر چل کھڑے ہونگے بنی قریظہ نے یہ صلاح پسند کر لی فائدہ اول اسے کہتے ہیں کہ کسی سردار کی اولاد
یا قریب کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس رکھ لے اس خیال سے کہ وہ شخص بخیال اپنی اولاد یا قریب کی مخالفت نکرے پھر نعیم اُنسے مطمئن ہو کے
ابوسفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خارج سے سنا ہے کہ بنی قریظہ نقض عہد محمد سے کر کے سخت پشیمان ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ
اس پشیمانی کو دفع کریں تو اپنا آدمی محمد کے پاس بھیجا ہے کہ ہم تمھاری رضامندی کے واسطے کچھ لوگ اشراف قریش و غطفان کے لیکر اول
کرتی ہیں جسوقت اول تمھارے پاس بھیجینگے کہ تم انکو قتل کرنا پھر ہم بھی تمہارے مددگار ہو کے قریش سے لڑینگے سو یہ بھی سنتا ہوں
کہ محمد صلعم اس بات پر راضی ہوئے ہیں بلکہ میں بنی قریظہ کی مجلس میں تھا جب آدمی پلٹ کر آیا تھا سو میں کہے دیتا ہوں کہ اگر بنی قریظہ تم سے
کچھ آدمی طلب کریں ہاں ہرگز ہرگز نہ دینا نہیں تو خطا کھاؤ گے اور بنی قریظہ کا ارادہ اس غدر پر مصمم ہو گیا ہے آئندہ تمکو اختیار ہے مگر خدا کے لیے
یہ راز افشا نہ ہونے پاوے میں نے صرف دوستی و اخلاص سے تمکو مطلع کر دیا ہے ابوسفیان وغیرہ افسران قریش نے کہا کہ ہم
ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہینگے بعد اسکے نعیم قبیلۂ غطفان میں تشریف لیگئے اور اُنسے کہا کہ میں تمھارا دوست ہوں اور تمھاری قوم میں بھی
ہوں سو تم کو اطلاع کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کا یہ ارادہ ہے اور وہی تقریر جو ابوسفیان سے کی تھی بعینہٖ ادا کی اور یہ قصہ ماہ شوال میں جمعہ
کے دن واقع ہوا بعد اس معاملہ کے ابوسفیان نے عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ قریش کو مع چند کس غطفان بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور پیغام دیا
کہ یہاں بہت روز اقامت کو گذرے اور اونٹ گھوڑے بہت مر گئے اور تکلیف شاقہ ہوئی آج کی رات سب لوگ مسلح ہو کر اور صبح
کے وقت بالاتفاق محمد پر حملہ کرو بنی قریظہ نے کہا کل شنبہ کا دن ہے ہم تو اسدن کچھ کام نہیں کرتے ہیں سوں اس شرط پر لڑینگے کہ چند
آدمی اشراف اپنے قوم کے ہمارے سپرد کرو کہ شاید تمہارے چلے جانے کے بعد محمد صلعم ہم پر چڑھ آویں تو تم اپنے آدمیوں کے سبب سے

اعانت تو کروگے مگر عکرمہ وغیرہ نے لوٹ کر بنی قریظہ کی گفتگو بیان کر دی قریش و غطفان بولے کہ نعیم کا کلام سچا تھا بعد اسکے یہود نے کہلا بھیجا
کہ ہم تو اپنے آدمی گرو نہ کرینگے تمہارا جی چاہے مدد ہماری کرو یا نہ کرو جب بنی قریظہ کو یہ جواب ملا تو کہنے لگے نعیم نے سچ کہا تھا آخر بنی قریظہ
اور قریش میں اختلاف پڑ گیا اور قریش کی چالیں فیصلی ہوئیں یہ تو ظاہر ہے تدبیر کارگر ہو گئی تھی رات کو تیز ہوا چلی تمام لشکر کو برباد کر دیا
اور قریش و غطفان وغیرہ بھاگ گئے اور حضرت رسول خدا صلعم کو فتح عظیم ہوئی تب حضرت نے فرمایا کہ اب قریش مجھسے لڑنے نہ آوینگے میں انپر
چڑھ کر جاؤنگا یہانتک کہ مکہ فتح ہوا فائدہ اس پیشین گوئی کا ظہور بخوبی ہوا کہ پھر کوئی کافر چڑھ کر نہ آیا بروایات صحیحہ معتبر ثابت ہے
کہ اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن برابر مسجد فتح میں بیٹھ کر دعا مانگی تیسرے دن حضرت کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی
پیشانی مبارک پر آثار فرح و سرور نمودار ہوئے اور قبولیت کا نشان ایک تو یہی ہوا کہ قریش و غطفان و بنی قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی دوسرا
یہ ہوا کہ اللہ نے فرشتے بھیجے انہوں نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں میخیں اکھاڑ دیں آگ بجھا دی ہوا نے زور پکڑا کہ کافروں کو سوائے
بھاگ جانیکے کچھ نہ سوجھا فائدہ اس غزوہ میں محاصرہ کی حالت میں سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی اکحل یعنی ہاتھ کی رگ میں حبان
ابن العرقہ کے ہاتھ سے تیر لگا اور خون بہت نکلا سعد نے جانا کہ اب زندگی مشکل ہوئی تو دعا کی کہ یا الٰہی اگر تیرے رسول کو قریش سے اور بھی لڑائی
مقدر ہے تو مجھکو زندہ رکھ تا کہ میں مقابلہ کروں اور جو اب لڑائی نہیں ہوگی تو اس تیر کو سبب شہادت کر لیکن اتنی فرصت دے کہ بنی قریظہ
کا حال و انجام کار بدعہدی کا دیکھوں القصہ خون بند ہو گیا بروز چہار شنبہ بست و سوم[۲۳] و بست و چہارم[۲۴] ذیقعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ
فرمائے مدینہ ہوئے اور اہل مدینہ نے مبارکبادیاں دیں اسی سال میں غزوہ بنی قریظہ ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب سے لوٹ کر داخل مدینہ ہوئے ہیں تو وقت ظہر تھا حضرت نے اپنے ہتیار کھولے اور غسل فرمایا
وغیرہ ایک شخص نے باہر دروازے سے سلام کیا کہ آپ جلدی سے چلے میں پیچھے پیچھے دروازہ تک گئی تو میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی جیسا چہرہ تھا
اور سفید اونٹ پر سوار کھڑے ہیں اور آگے کے دانتوں پر گرد جمی ہے حضرت سے باتیں کرتے ہیں اور حضرت اپنی چادر سے انکی گرد جھاڑتے ہیں
پھر وہ چلے گئے اور حضرت گھر میں آئے اور فرمایا کہ یہ حضرت جبرئیل تھے غزوہ بنی قریظہ کی تحریک کرنے آئے تھے اور حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت نے غزوہ احزاب سے مراجعت فرمائی اور داخل مدینہ ہوئے تو بعد رفع کدورت سفر نماز ظہر میں
مشغول ہوئے پس از فراغت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا یا رسول اللہ آپ نے ہتیار کھول ڈالے اور ملائکہ اب تک مسلح کھڑے ہیں
جلدی مسلح ہو جیے اور بنی قریظہ پر یورش فرمائیے کہ میں بھی چلتا ہوں اسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو ارشاد
کیا کہ تو پکار دے کہ کوئی شخص نماز عصر ادا نہ کرے مگر بنی قریظہ میں اور علی مرتضی کو علمدار کیا اور پیش پیش روانہ فرمایا اور خود ہتیار
سج کر نحیف نام گھوڑے پر سوار ہوئے اور عبد اللہ ابن مکتوم کو خلیفہ مدینہ فرما کر تشریف لیچلے پیچھے سے اور لوگ حاضر ہوئے صحیح
بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوچہ بنی غنم میں حضرت جبرئیل کے سواروں کی گرد دیکھی تھی بالجملہ حضرت راہ میں تھے
کہ عصر کا وقت آگیا تو بعضوں نے بسبب عموم لفظ برعایت وقت بملاحظہ مبالغہ نماز عصر ادا کرلی اور بعضوں نے مطابق ظاہر حکم کے بنی قریظہ
میں قضا پڑھی اور حضرت نے دونوں پر زجر نہیں فرمایا فائدہ جب حضرت کے اصحاب نے نماز عصر کے پڑھنے میں حدیث سے دو مطلب

سمجھے کہ بعض نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعض نے قیاس کیا اور سبب نکالا ویسے ہی مجتہد لوگ بعضے جگہہ قرآن و حدیث کے کئی طرح
مطلب سمجھے ہیں اور سب حق پر ہیں اہل سنت چاروں اماموں کی مذہب کو حق جانتے ہیں اور جو بعضے ناواقف کہتے ہیں کہ کیوں ایک دین
محمدی میں اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نادان ہیں اختلاف میں کچھ حرج نہیں حضرت کے
روبرو ایسا اختلاف اصحاب میں ہوا ہی اور حضرت نے درست رکھا فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطاء اجتہادی میں مواخذہ
نہیں ہوتا دونوں میں سے ایک بیشک غلطی پے تھے اور آپ نے عتاب نفرمایا نماز پڑھنے والے حنیفہ کی مشابہ ہیں اور قضا کرنے والے شافعیہ کی آخر
جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بین المغرب والعشا منازل بنی قریظہ میں داخل ہوے اسوقت تین ہزار اصحاب اور چھتیس گھوڑے
لشکر ظفر پیکر میں تھے پس علی مرتضی شیر خدا نے خالی ہوتے قلعہ کے نزدیک اپنا علم نصرت قائم کردیا اور اصحاب نے قلعہ گھیر لیا اور پچیس
روز برابر گھیرے رہنے ناچار بنی قریظہ نے نباش ابن قیس کو بھیجا اور درخواست کی کہ ہم کو اذن ہو تو نکل جائیں جس طرح بنی نضیر نکل گئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بایں شرط نکلو کہ جو میں حکم دوں بجا لاو جب یہ جواب ملا تو کعب ابن اشرف نے اشراف قوم سے بلا کر کہا کہ تین
باتوں میں ایک بات اختیار کرو اول یہ کہ اس پیغمبر کی حقیقت از روی توریت تم پر ظاہر ہو چکی ہی بہتر ہی کہ ایمان لاؤ دوسرے عیال و اطفال کو
قتل کر ڈالو کہ بعد تمہارے ذلیل ہوں تیسرے کل شنبہ کا دن ہی اہل اسلام بھی ہم سے بے خوف ہونگے سو تم لوگ جمع ہو کر غفلت میں لوٹو
پر ہوا شرف بنی قریظہ نے کہ ان میں حیی ابن اخطب بھی تھا ایک بات بھی قبول نہ کی مگر ایک ہرکارہ اپنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں
بھیجا کہ ابو لبابہ ابن المنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجیے تو ہم کچھ مشورہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لبابہ کو بھیجا انھوں نے بھی صلاح
دی کہ موافق حکم پیغمبر خدا کے عمل کرو تمہارے حق میں بہتر ہی اور انگشت سبابہ سے گردن کا اشارہ کیا یعنی یہ کہ سب کو قتل کرینگے آخر بنی قریظہ
قلعہ سے نکلے اور محمد ابن مسلمہ نے کہ بفتح میم و سکون سین مہملہ و فتح لام و میم ہی بحکم رسول مقبول انکے ہاتھ گردنوں سے باندھے اور عبد اللہ ابن سلام نے
عیال و اطفال و اسباب نکال کر جمع کیا اوسیوں نے کہا یا رسول اللہ آپ بنی قریظہ کو ہمیں بخش دیجیے جسطرح یہود بنی قینقاع خزرجیوں کو بخشے
تھے فرمایا اگر تم راضی ہو تو انکے مقدمہ میں ایک شخص بطور حکم مقرر کیا جائے جو وہ کہے اسی پر راضی ہو جاؤ کہنے لگے ہم راضی ہیں فرمایا سعد ابن
معاذ جو کچھ کہے وہ کیا جائے اور ان دنوں سعد بسبب جراحت کے مدینے میں تھے سو انکو طلب کیا جب انکی آمد کی خبر گرم ہوئی اوسیوں نے باستقبال
و اعزاز انکو لیا اور کہا آپ کو رسول اللہ نے بنی قریظہ کے معاملہ میں پنچ مقرر کیا ہی اور یہ لوگ ہمارے ہم قسم حلیف ہیں اور حرب بعاث وغیرہ میں ممد و معاون رہے ہیں اور
دیکھو ابی نے یہود بنی قینقاع کو رہا کرایا تھا اب تم انکو چھوڑو چنانچہ سعد ابن معاذ انکے کلام سنتے ہوئے چلے آتے تھے اور جواب دیتے تھے جب تقریر انکی حد سے تجاوز ہو گئی تو سعد
ابن معاذ نے کہا کہ یہ وقت ایسا نہیں ہی کہ میں خدا کی راہ میں ملامت اختیار کروں تب اوسیوں کو نا امیدی ہوئی اور دریافت کر گئے کہ سعد
ابن معاذ لاریب قتل کا حکم فرماینگے الغرض سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ مجلس پاک سرور کائنات میں حاضر ہوئے اور جماعہ اوسیہ نے انکو بہت
تعظیم و توقیر سے اتارا اور التماس کیا کہ تمکو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ بنی قریظہ میں حکم کیا ہی سعد نے کہا تم میرے حکم پر راضی ہو
کہنے لگے راضی ہیں بعد ازاں سعد نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ جو لوگ اسطرف ہیں وہ میرے حکم پر راضی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا اگر تیرے
حکم پر راضی ہیں تو حکم صادر کر تب سعد ابن معاذ نے کہا کہ انکی عورتیں اور اطفال غلام و کنیز بنائے جائیں اور جمیع رجال جوان و بوڑھے قتل

کیے جائیں اور جو کچھ مال و اسباب ہو غازیوں مسلمانوں میں تقسیم ہو تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہی حکم خدا کا ہی بالجملہ رجال بنی قریظہ کہ بروایتے چھ سو
و بروایتے سات سو و بروایت صحیحہ نو سو تھے مع حیی ابن اخطب حاکم بنی نجار میں کہ مشہور بحویط بنت الحارث ہی قید کیے گئے اور بازار مدینہ میں ایک غار
کھودا گیا اور علی ابن ابیطالب و زبیر ابن العوام نے سب کو قتل کیا صرف ثابت ابن قیس ابن شماس منت و سماجت زبیر ابن باطا سے اسکے قتل سے راضی
نہیں ہوا اور حضرت صلعم نے اسکا خون معاف کیا تھا لیکن جب اسنے سنا کہ تمام قوم قتل ہوگئی تو اسنے خود درخواست قتل گذرانی آخرکار وہ بھی
مارا گیا اور عورتیں و صبیان غلام و کنیز کیے گئے اور ایک ہزار پانسو قبضہ شمشیر اور تین سو زرہیں اور دو ہزار نیزے اور پانسو سپر اور دو ہزار پانسو
اونٹ و دیگر مال و اسباب بعد اخذ خمس کے غازیان اسلام پر تقسیم کیا گیا اور منجملہ عورات ریحانہ بنت عمرو پر آنجناب نے بملکیت میں تصرف کیا اور بعض نسا
کو عبدالرحمن ابن عوف اور عثمان ابن عفان نے خرید لیا اور بعض جانب شام بنا بر بیع ہمراہ سعد ابن زید انصاری اشہلی کے روانہ کی گئیں بعد ازان
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور پندرہ دن بعد ابولبابہ کے ہاتھ ستون مسجد سے کھولے اور کیفیت اس واقعہ کی یون ہوئی کہ ابولبابہ
بطلب ابن کعب ابن اسد سردار بنی قریظہ کے جب اس قوم میں گئے تو ان لوگوں نے رونا شروع کیا اور کہا اب ہم کیا کریں ابولبابہ نے کہا جو پیغمبر خدا فرماوین اسکو بجا لاؤ
اور اپنے ہاتھ سے حلقوم پر اشارہ کیا کہ مارے جاؤگے یہ کہکر ابولبابہ سوچے کہ یہ تو خیانت واقع ہوئی لہذا بالا بالا مدینے میں آئے اور بنا بر قبول توبہ ہاتھ
اپنا ستون مسجد سے باندھا اور کہدیا کہ غیر وقت نماز کے کسیوقت کوئی نہ کھولے یہاں تک کہ میری توبہ قبول ہو یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو فرمایا کہ
اگر ابولبابہ میرے پاس چلا آتا تو میں اسکے لیے استغفار کرتا اب میں نکھولونگا جب تک اللہ تعالے توبہ قبول کرے چنانچہ پندرہ شبانہ روز کے بعد
یہ ہوا کہ حضرت رسالت مآب صلعم صبح کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے دفعتہ تبسم فرمایا ام سلمہ نے سبب پوچھا فرمایا توبہ ابولبابہ
کی قبول ہوئی ام سلمہ نے کہا میں خبر کردوں فرمایا اختیار ہی سو ام سلمہ نے دروازہ حجرہ سے ابولبابہ کو خبر دی اہل مسجد نے چاہا کہ ہاتھ کھولیں ابولبابہ نے
کہا جب تک حضرت صلعم دست مبارک سے نہ کھولیں گے ہرگز نہ کھلواؤنگا آخر آنجناب نے صبح کی نماز کے وقت اپنے ہاتھ سے کھولدیا روایت ہی
کہ اس عرصہ مدید میں دختر ابولبابہ خرمے چند منھ میں ڈالدیتی تھی اور کچھ کھانا پینا نہ تھا اس باعث سے قوت سمع و بصر قریب زوال ہوگئی تھی
فائدہ اس غزوہ میں ایک عورت بھی ماری گئی تھی اور حال یہ ہوا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی
دفعتہ کسینے پکارا کہ فلانیہ کہاں ہی اسنے کہا یہاں ہوں پھر وہ ہنستی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی مجھے قتل کے واسطے بلاتے ہیں تب میں بولی
کہ عورت کو نہیں مارتے میں تیری تخصیص کیا ہی اسنے کہا میں اپنے شوہر سے کمال محبت رکھتی تھی جب محاصرہ شدید ہوا تو میں نے کہا افسوس
ایام فراق آگئے اور میں تیرے بغیر زندگی نہیں چاہتی اسنے کہا محمد عورتوں کو نہ مارینگے اور جو تو دعوی محبت صادق رکھتی ہو تو ایک جماعت
اہل اسلام قلعہ کے سایہ میں ہیں اونپر چکی کا پاٹ گرادے تاکہ انمیں کوئی مرجاے اور تو اسکی عوض مقتول ہو میں نے ویسا ہی کیا کہ خلاد ابن
سوید ابن ثعلبہ شہید ہوئے اے عائشہ انکی قصاص میں مجھے مارینگے اسلیے بلاتے ہیں حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھکو خوشی اسکی نہیں
بھولتی کہ باوجود قتل یقینی کیسی مسرور تھی ونعم ما قیل ع مردنی کہ بود وصال یار ہ خوشتر از زندگی ہزاران بار ہ نام اس عورت کا نباتہ
تھا اور حکیم قرظی کی جورو تھی فائدہ بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ بعد فیصلے قریظہ سعد ابن معاذ خیمے میں آئے اور اسی زخم سے روانہ جنت ہوگئے
اور حضرت کو ملال ہوا اور شیخین کی آواز بلند ہوئی اور بعد ادائے صلوۃ جنازہ آنحضرت پیادہ بالبقیع تک ساتھ گئے اور انکی قبر سے بوی مشک

آئی تھی عمر سینتیس برس کی ہوئی اور وقوع فتح غزوہ بنی قریظہ آخر ذیقعدہ میں ہوا بروایتے اوائل ذی الحجہ میں اور تین شخص نمایان اسلام سے شہید
اور اسی سال میں حج فرض ہوا بروایتے سال ششم میں و بروایتے سال نہم میں و بروایتے سال دہم میں مگر بعض اہل سیر کہتے ہیں
کہ نوین برس حضرت نے حج کا حکم دیا اور خود دسوین برس ہجری میں ادا کیا پھر جو لوگ فرضیت حج کے سال ششم میں قائل ہیں وہ کہتے ہیں
کہ آیہ اتموا الحج والعمرۃ سال ششم میں نازل ہوئی ور حج فرض ہوا مگر امن راہ کا استطاعت میں داخل تھا سبب تاخیر واقع ہوا اور فریق
ثانی کہتے ہیں کہ مکہ آٹھوین برس فتح ہوا ہی اگر سال ششم میں حج فرض ہو گیا ہوتا تو حضرت اسی سال میں حج ادا کرنے کا حکم دیتے نوین برس سے
کیوں موقوف رکھتے اور آیہ مذکورہ فرضیت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ حج وعمرہ پورا کرنے پر یعنی جب کہ فرضیت حج شروع ہو جاوے تو ایسا کرین
اور اسی سال میں صلوۃ الخوف شروع ہوئی اور سورہ بقرہ میں کریمہ فان خفتم فرجالا او رکبانا نازل ہوئی یعنی اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ
پڑھو یا سوار مخفی نرہی کہ لفظ خوف عام ہی یعنی خوف دشمن یا سیل یا درندہ وغیرہ کو شامل ہی اور اطلاق آیہ سے نکلا کہ اگر پیادہ و سوار غیر قبلہ رو نماز
ادا کریں تو اعادہ نہیں ہی اور صاحب ہدایہ نے اسی آیہ سے استدلال کر کے کہا ہی کہ جب بہت ڈر ہو تو نماز ادا کریں سوار علیحدہ علیحدہ اور
رکوع وسجود کا اشارہ کریں جس طرف چاہیں جب کہ قادر نہوں قبلہ پر اور کریمہ والمحصنات سے کہ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الخ سے
نماز خوف کا باجماعت ادا کرنا جائز نکلتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ نماز خوف حضرت صلعم کے بعد بھی باجماعت درست ہی کیونکہ آنجناب کو خطاب ہونا یعنی
خطاب ہی اور طریق جماعت کا بالتفصیل کتب فقہ میں مذکور ہی اور مختصر یہ ہی کہ فوج دو حصے ہو جاوے ہر جماعہ نصف نماز میں شریک امام
اور نصف جدی پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہی اور اس وقت نماز میں آمد ورفت کرنا اور سلاح زرہ وسپر پاس رکھنا درست ہی
اور اگر اتنی فرصت نہ ملے تو جماعت کو موقوف کرنا چاہیے تنہا پڑھ لیں پیادہ وسوار باشارہ اور اگر اسقدر بھی فرصت نہ ملے تو قضا کریں
اور اسی سال میں نماز خسوف شروع ہوئی اور خسوف قمر واقع ہوا اور اسی سال میں حضرت صلعم گھوڑے سے گرے
ران مبارک میں چوٹ لگی کہ پانچ روز دولت سرا سے باہر تشریف نہ لائے اور نماز بھی قاعدا ادا فرمائی اور اصحاب نے اقتدا بھی بالقعود کی
بعد ازان اقتدا کرنا قاعدا منسوخ ہوا چنانچہ مرض موت میں آنحضرت نے بیٹھ کر امامت فرمائی اور اصحاب نے کھڑے ہو کر اقتدا کی اور جب سال ششم ہجری
ہوا اور تین مہینے غزوہ بنی قریظہ سے گذرے تو غزوہ بنی لحیان کہ بکسر لام و سکون حاء ہی واقع ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ اہل رجیع نے
قراء صحابہ کو بیر معونہ پر شہید کیا تھا اسیر آنجناب کو رنج تھا انہی کے انتقام کو تشریف لیچلے جب وادی عسفان کے قریب پہونچے تو شہیدون کے
حق میں دعا فرمائی اور قوم لحیان خبر لشکر پیغمبر سنکے بھاگی صرف دو دن آنحضرت وہان رہے جب مراجعت فرمائی تو قبر والدہ اپنی پر تشریف لیجا کر
روئے اصحاب بھی روئے اس غزوہ کو صاحب بہجۃ المحافل و ابن حزم نے سال پنجم میں لکھا ہی اور شیخ عبد الحق محدث نے سال ششم میں ہونا صحیح کہا ہی
میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مع دس نفر سوارون کے غمیم میں روانہ کیا تاکہ آوازہ لشکر اسلام قریش کو پہونچے چنانچہ حضرت صدیق اکبر
وہان سے بلا محاربہ لوٹے تب حضرت صلعم نے رجوع بمدینہ فرمائی مدت غیبت چودہ شب وروز ہوئے بعد اسکے محمد ابن مسلمہ تیس نفر سوارون سے
بجماعہ بنی بکر ابن کلاب پر موضع ضریہ میں کہ بفتح معجمہ وتشدید تحتانیہ جو سات میل مدینہ سے واقع ہی بھیجے گئے اور دفعتا جا پڑے مگر وہ بھاگے صرف چھ نفر
کافر مارے گئے اور ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریان ہاتھ آئین کہ حضرت نے بعد اخراج خمس تقسیم فرمائے اور مدت سفر انیس دن

تھی اور سبب یہ ہوا کہ ایک جماعت بنی بکر نے موضع مذکور میں یہ فساد برپا کیا تھا کہ جو مسلمان اُس طرف سے نکلتا اُسکو بطور رہزنی مار لیتے تھے بعد اُسکے
غزوہ غابہ بغین معجمہ و تخفیف موحدہ کہ نام موضع ہی اور اصل میں یہ بیشہ ہی واقع ہوا اور اُسکو غزوہ قرد بفتح قاف و را و دال مہملہ بھی کہتے ہیں اور سبب
یہ ہوا کہ عیینہ ابن حصین فزاری مع چالیس نفر سواروں کے موضع غابہ پر آیا وہاں بیس اونٹنیاں شیر دار حضرت کی چراگاہ میں چرتی تھیں اُسنے ہانک لین
اور محافظ کو قتل کیا ابو ذر غفاری بھی انھیں اونٹنیوں پر تھے اُنکا بیٹا بھی مارا گیا وہاں سے قریب تر سلمہ ابن اکوع اور رباح غلام پیغمبر بھی
موجود تھے سو ابن اکوع نے رباح کو بنا بر اخبار روانہ کیا تب حضرت صلعم مدینے سے پانسو سوار لیکر سوار ہوئے اور علم اسلام مقداد کو دیا اور
ابن ام مکتوم کو خلیفہ فرمایا صحیح بخاری میں سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہی کہ مدینے سے قریب کئی کوس پر حضرت کی اونٹنیاں چرائی پر تھیں مجھکو خبر ملی
کہ قوم غطفان پکڑے لئے جاتے ہیں سو میں نے مدینے کے جنگل میں تین مرتبہ چیخ ماری کہ لوگو دوڑو کوئی نہ آیا تب میں اُنکے پیچھے اکیلا دوڑا
یہانتک کہ اُنکو پا گیا اور میں تیر مارنے لگا اور یوں کہتا تھا کہ انا ابن الاکوع آج کمبختوں کے موت کا دن ہی سو اُنکو پانی پینے کی فرصت ملی
اور میں نے سب اونٹنیاں چھین لیں اور ہانک لیچلا راہ میں حضرت صلعم ملے کہ سوار لیے ہوئے آنپر جاتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ
پیاسے ہیں میں نے اُنکو پانی نہیں پینے دیا سو آپ جلد جائیں تب حضرت نے فرمایا اپنی چیز لی اور تو غالب آیا اب درگذر جانے دے وہ
اپنے قوم میں کھاتے پیتے ہونگے پھر حضرت مدینہ کو لوٹے اور سلمہ کو ردیف کر دنا روایت ہی کہ جب سلمہ نے اونٹنیاں جانب مدینہ ہانک دیں تب
کافروں کا تعاقب کیا اُسوقت عیینہ ابن بدر فزاری مدد کو آیا کہ وہ لوگ جانب سلمہ پھرے اسطرف بھی اخرم اسدی و ابو قتادہ و مقداد تینوں
سوار آگئے کہ سب کافر بھاگے مگر اخرم اور عبد الرحمن ابن عیینہ ابن حصین سے باہم نیزہ چلا عبد الرحمن مجروح ہوا اور اخرم شہید پھر ابو قتادہ نے
عبد الرحمن کو بھی مارا اس غزوہ میں حضرت صلعم نے فرمایا خیر فرساننا الیوم ابو قتادہ و خیر رجالنا سلمہ اور سلمہ کو پیادے و سوار کا حصہ دیا بخاری و
مسلم میں ہی کہ یہ غزوہ تین روز پیشتر غزوہ خیبر سے واقع ہوا مگر اہل سیر نے قبل حدیبیہ لکھا ہی اور بعض کے نزدیک اسی غزوہ میں آنحضرت گھوڑے سے
گرے تھے اور اسی سال میں عکاشہ بضم عین مہملہ و تخفیف کاف ابن محصن بکسر میم و سکون حا مہملہ و فتح صاد بنی اسد پر واقع ہوا کہ عکاشہ چالیس آدمیوں
موضع غمر میں کہ بکسر غین معجمہ ہی گئے تو بنی اسد کے گھر جاتے تھے شجاع ابن وہب ایک آدمی کو پکڑ لائے اُسنے امان پا کے مواشی بتلا دیے کہ دو سو اونٹ
لیکر مدینہ کو آئے اور اسی سال میں محمد ابن مسلمہ بھیجے بنی ثعلب و بنی ثعلبہ پر کہ چوبیس میل پر مدینے سے موضع ذی القصہ میں کہ بفتح قاف و تشدید
صاد ہی رہتے تھے بھیجے گئے رات کو پہونچے اور تیر اندازی ہوئی تو دس مسلمان شہید ہوئے اور محمد ابن مسلمہ کو مجروح ایک مسلمان کندھے پر لایا
تب حضرت نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو بنا بر انتقام چالیس آدمیوں سے روانہ فرمایا اُنکی پہونچتے ہی سب کافر بھاگ گئے مواشی اُنکے ہاتھ
لگے سو لائے اور اسی سال میں زید ابن حارثہ جانب بنی سلیم بھیجے گئے سو وہ موضع جموم پر کہ قریب بطن نخلہ واقع ہی پہونچے اور اُنہوں نے
چند مشرکوں کو گرفتار کیا اور کچھ مواشی پکڑ لائے اور اسی سال میں دوسری مرتبہ زید کو موضع عیص میں کاروان قریش پر کہ شام سے
آتا تھا مع ستر سواروں کے روانہ کیا اُنھوں نے جا کر چند قریش کو گرفتار کیا اور اسباب اُنکا لوٹ لیا ابو العاص ابن الربیع شوہر زینب بنت حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھی ان لوگوں میں تھا سو زینب نے اُسکو امان دی حضرت صلعم نے منظور فرمائی اور جو کچھ مال اُسکا آیا تھا وہ بھی واپس کیا اور
ابو العاص ابن الربیع مکے کو لوٹ گیا اور ابن عقبہ کی روایت ہی کہ ابو العاص بعد حدیبیہ کے اسیر ہوا ہی اسی سال میں عبد الرحمن

ابن عوف مع دو عہد الجندل میں بنی کلب پر روانہ کیے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے انکے سر پر دستار باندھی اور فرمایا

اغزوا بسم اللہ وفی سبیل اللہ فقاتلوا من کفر باللہ لا تغلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیدا الحدیث یعنی جہاد کرو خدا کی نام پر اور خدا کی راہ میں پھر مقاتلہ کرو انکے ساتھ
جو منکر خدا کے ہیں اور مال غنیمت میں کچھ بد عذری نہ کرو اور قتل مت کرو لڑکوں کو اور رخصت کے وقت تاکید تمام ارشاد کیا کہ اول دعوت اسلام کرنا سو
عبد الرحمن نے دومۃ میں پہنچ کر تین دن توقف کیا اور دعوت اسلام فرمائی اصبغ ابن عمرو کلبی نصرانی سردار قوم مع اپنے توابع کے اسلام لایا
اور ایک جماعت نے جزیہ دینا قبول کیا اور مسماۃ تماضر بنت اصبغ سے کہ بضم شناۃ وکسر ضاد ہی نکاح کیا اوس کے پیٹ سے ابو سلمہ کہ
فقہائے سبعہ اکابر تابعین سے ہیں پیدا ہوئے اور مواہب اللدنیہ میں ہی کہ جمادی الثانی سال ششم ہجرت میں بھی ایک سریہ
زید ابن حارثہ واقع ہوا ہی اور[۲۳] حال یہ ہوا کہ دحیہ کلبی قیصر کے پاس سے آتے تھے مسمی ہنید نے کہ شخص بنی جذام کے اپنے ساتھ
لیے اور مال و اسباب دحیہ سے چھین لیا تو ایک جماعت نے کہ ہم عہد مسلمین تھے دحیہ کی مدد کی اور اسباب انکا کافروں سے پھر لیا
الغرض دحیہ کلبی نے مدینے میں آکر یہ معرکہ حضرت صلعم سے بیان کیا تو حضرت صلعم نے زید ابن حارثہ کو پانسو آدمیوں کے
ہمراہ بھیجا اور دحیہ کلبی کو ساتھ کر دیا انھوں نے جا کے خوب لوٹا از انجملہ ہزار بکریاں اور سو عورتیں اور لڑکے بھی پکڑے اور ہنید اور
اسکے بیٹے کو قتل کیا اسی عرصہ میں زید ابن رفاعہ جذامی مع ایک جماعہ توابع اپنے کے مدینے میں آکر مسلمان ہوا اور عہدنامہ جو انکے
پاس تھا حضرت کو دکھلایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو انکے ہمراہ کیا اور فرما دیا کہ انکا مال و اسباب زید سے
واپس کرا دو چنانچہ زید نے بموجب ارشاد رسول اللہ اور موافق کہنے علی مرتضی انکے عمل کیا **فائدہ** علامہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس
سریہ کو بعد غزوہ خیبر کے بیان کیا ہی اور مواہب اللدنیہ میں دو سریہ زید ابن حارثہ کی اور بھی اسی سال میں لکھی ہیں[۲۴] ایک بنی ثعلبہ پر
کہ اسمیں بلا محاربہ و قتال واپس آئے صرف بیس اونٹ ہاتھ لگے تھے اور دوسرا[۲۵] وادی القری پر کہ اسمیں خود زید ابن حارثہ مجروح
ہو گئے اور بعید ان معرکے سے اوٹھا لائے ہیں اسی سال میں سریہ امیر المومنین علی مرتضی واقع ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ فدک کے رہنے والے اہل خیبر کی اعانت سے مدینے کو غارت کیا چاہتے ہیں اسواسطے آنجناب نے
علی ابن ابیطالب کو بھیجا اور سو آدمی انکے ہمراہ گئے علی مرتضی نے یہ دستور مقرر کیا کہ رات بھر چلتے دن کو آرام کرتے جب موضع ہمج
میں پہونچے تو ایک کافر ملا اسکو امان دیکر راہ بتلانے کو ساتھ لیا اور اچانک اہل فدک پر جا پہونچے وہ لوگ دیکھتے ہی بھاگ گئے
اور پانسو اونٹ اور دو ہزار بکریاں ہاتھ لگیں سو حضرت امیر نے کئی اونٹ حضرت صلعم کے واسطے نکال کر سب غنیمت اہل سریہ پر
تقسیم فرمائی اسی سال[۲۶] میں زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کچھ اسباب صحابہ کا لئے ہوئے برسم تجارت بجانب شام جاتے تھے
وادی القری کے متصل جماعہ بنی بدر نے لوٹ لیا زید نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا آنجناب نے چند آدمی انکے ساتھ کیے انھوں نے جا کر
بعض شریروں کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار منجملہ اساری چند عورتیں بھی تھیں اور اسی سریہ میں ام قرفہ ماری گئی تھی اور اسکے گھر سے
پچاس تلواریں ملیں اسی سال میں ماہ شوال قضیہ عرنیین واقع ہوا اور اسکو سریہ کرز بن جابر فہری بھی کہتے ہیں اور حال یہ ہوا کہ جماعہ
عکل و عرنیہ مدینہ باسکینہ میں آ کے اور مسلمان ہوئے ہوائے مدینہ نے انکے ناموافقت فرمائی یہاں تک کہ مرض استسقا میں مبتلا ہوئے

حضرت صلعم نے فرمایا کہ انکو ورہی الجدر کی نواح مین کو ذعیرہ کے متصل یعنی ہنا کے قریب لیجاؤ وہان صدقے کے اونٹ چرتے ہین اُنکا دودہ و
پیشاب پئین سو وہ لوگ چند مدت وہین رہے اور اونٹنیون کا دودہ پی پی کے خوب صحیح و تندرست ہوئے اب انکو شرارت سوجھی کہ پندرہ
اونٹ لیکر بھاگے اور چرواہے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے اور اُسکی زبان اور آنکھ پر کانٹے گاڑ دیے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی
سو حضرت نے کرز ابن جابر فہری کو بھیجا اور بیس سوار اُسکے ساتھ کیے اُسنے دوڑ کر اونٹون سمیت گرفتار کیا صرف ایک اونٹ نہ ملا
کہ اُسکو ذبح کر چکے تھے جب کرز مدینے مین آیا تو حضرت صلعم سفر غابہ مین تھے سو کرز مجمع السیول کی راہ مین حضرت کے پاس پہونچا حضرت نے
بحکم خدا اُن شریرون کے ہاتھ پیر کٹوائے اور سلائی آنکھون مین پھروادی اور ناحیہ حرہ مین ڈلوا دیا کہ نہایت ذلت و خواری سے
مر گئے فتح الباری مین ہے کہ ابن التین نے زعم کیا ہے کہ عرینہ و عکل ایک قبیلے کا نام ہے اور یہ گمان اُسکا غلط ہے بلکہ دو قبیلے تھے اور عکل عدنان
سے اور عرینہ قحطان سے **فائدہ** اس مقام سے امام مالک رح طہارت بول ماکول اللحم کے قائل ہوئے اور امام اعظم و شافعی رحمہ اللہ علیہما نے
جواب دیا کہ یہ حکم دوا کے لیے تھا اور تداوی کل نجاسات سے سوائے خمر کے جائز ہے اسی سال کے ماہ ذیقعدہ مین غزوہ حدیبیہ واقع ہوا
اور حال یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ مع اصحاب یار ان کے مکے مین عمرے کے واسطے گئے ہین اور حلق راس کر رہے ہین
اور بیت اللہ کی کنجی ہاتھ آگئی ہے سو آنجناب نے یہ خواب اپنے اصحاب سے نقل فرمایا انھون نے عزم بالجزم کر دیا پندرہ سو بیس آدمی
اور صحیح از روے حدیث متفق علیہ یہ ہے کہ چودہ سو آدمی ساتھ لیکر تاریخ یکم ذیقعدہ روز دوشنبہ تشریف لیچلے اور ازواج مطہرات
سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ ہوئین اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کر دیا جب ذوالحلیفہ مین تشریف فرما ہوئے تو احرام
باندھا جمہور اصحاب نے بھی اوسی جگہ احرام باندھا اور بعض نے جحفہ مین اور اس جگہ سے ناجیہ اسلمی کو مع شتران ہدای پیش پیش روانہ کیا
اور عباد ابن بشر کو بیس آدمی کے ساتھ جنمین مہاجرین و انصار تھے منزل کا حال دیکھنے بھالنے کو آگے بھیجا اور اُنکے پیچھے خود بدولت
روانہ ہوئے یہ خبر قریش نے سنی وہ لوگ منع کرنے کو حرم سے باہر نکلے اور موضع بلدہ مین مقیم ہوئے یہان حضرت نے یہ خیال فرمایا تھا کہ
قریش حج و عمرے سے دشمن کو بھی نہین روکتے ہین لہذا مسافرانہ تشریف لیچلے تھے کہ سوائے شمشیر اور کوئی حربہ ہمراہ نہ تھا سو بھی بعض اصحاب
کے پاس تلوارین تھین اور باقی اللہ کا نام حقیقت یہ ہے کہ باشتیاق بیت اللہ جیطرح بیٹھے تھے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ہتھیار لینے کی فرصت
نہین ہوئی بالجملہ کافرون نے خالد ابن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل کو لشکر کا ہراول کیا اور دو سو سوار انکے ہمراہ کیے حضرت کو اس بات کی خبر
تھی نواحی عسفان مین بشر بن سفیان خزاعی جسکو حضرت نے ذوالحلیفہ سے بنابر جاسوسی روانہ کیا تھا ملا اُسنے قریش کا حال بیان کیا حضرت صلعم
نے اپنے یارون سے مشورہ کیا کہ آیا مناسب ہے کہ ان لوگون کو جو اپنے دیار سے واسطے اعانت قریش کے چلے ہین راستے مین روکین یا نہین
حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیارت کو آئے ہین یا لڑائی کو آپ تشریف لیچلین اگر کوئی منع کریگا تو ہم مقابلہ کرینگے
حضرت صلعم نے یہ راے پسند فرمائی اور کہا بسم اللہ چلو مگر سیدھے ہاتھ پر کیونکہ خالد ابن ولید کمینگاہ مین بیٹھا ہے سو غازیان اسلام
دہنے ہاتھ چلے اور ایسے سیدھے گئے کہ غبار تک نہین اوٹھا اور خالد کو مطلق خبر نہوئی جب دفعۃً یہ آفت خدائی ٹوٹ پڑی اور مسلمان
فرشتون کی طرح یکایک اتر پڑے تو خالد بدحواس ہوکر بھاگا اور قریش کو خبر دی اور حضرت صلعم اونٹنی ہانکے چلے جاتے تھے جب

موضع ثنیۃ المرار ہین جہان سے مکہ نظر آتا ہی پہونچی تو ناقہ قصوا جس پر حضرت صلعم سوار تھے بیٹھ گئی ہر چند اُٹھایا نہ اٹھی لوگون
نے کہا ماندی ہوگئی ہی فرمایا اسکی عادت ماندگی کی نہین ہی مگر اسکو اللہ نے روکا ہی جیسا اصحاب فیل کے ہاتھی کو روکا تھا سو مین قسم کرتا ہون
کہ ادب حرم کا لحاظ رکھونگا گو یہ لوگ چڑھ چڑھ بولین تب اونٹنی حضرت کی اٹھی اور حضرت صلعم نے بیت اللہ شریف کا مقابلہ چھوڑ کر میدان
حدیبیہ مین لشکر اسلام اُتار اکنوئین حدیبیہ مین پانی نہایت کم تھا منہ کے لوگون نے اوسی سے پانی لینا شروع کیا تھوڑے دیر مین
پانی ہو چکا تو ہر شخص نے پیاس کی شکایت کی حضرت صلعم نے اُس کنوئین کے کنارہ بیٹھ کے ایک برتن مین پانی منگوا کر وضو کیا اور
کلی اُس پانی مین ڈالی اور دعا کی اور فرمایا ٹھہر جاؤ سو اُس کنوئین مین اتنا پانی ہوگیا کہ سب آدمی و جانور سیراب ہوگئے دوسرے مرتبہ
پھر شکایت ہوئی تو آنجناب نے اپنے دست مبارک سے ایک تیر عنایت کیا اور فرمایا کہ اسے کنوئین مین ڈالو بروایات صحیحہ متصلہ ثابت ہی
کہ تیر کے ڈالتے پانی نے جوش مارا کہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور خوب نہا کے دھوئے پیا اور خدا کا شکر کیا تیسری بار آپکے
یارون نے شکایت بے آبی ظاہر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیون سے پانی نکلا جو کہ تمام لشکر کے لوگون نے زیادہ تر شکایت
کی تو حضرت نے دعا مانگی کہ خوب ہی پانی برسا اور شکایت جاتی رہی القصہ اس منزل مین بدیل بن ورقا خزاعی مع چند نفر بنی خزاعہ
کے حاضر ہوا حالانکہ بنی خزاعہ دوست حضرت تھے سو بدیل نے التماس کیا کہ قریش زیارت سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہین اور حدیبیہ
مین جہان کہین پانی ہی سب پر اپنا قبضہ کر کے روک لیا ہی حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین کسی سے لڑنے کو نہین نکلا ہون صرف عمرہ کرنے آیا ہون
قریش کو یہ کیا سوجھا ہی جو لڑائی کیا چاہتے ہین یہ بات تو مضر ہوگی کیونکہ غزوات وسرایا نے قریش کو ضعیف کر دیا ہی اگر چاہین
تو مین چندے انسے صلح کرون اور مقابلہ اور کافر ونسے کرون اسمین اگر مغلوب ہوگیا تو قریش کی مراد ملی اور جو غالب ہوا تو اورون کی
طرح قریش بھی اطاعت کرین و آلا مدت صلح مین آرام پاوینگے اور اگر اس بات سے انکار کرینگے تو قسم اُس مالک کی جسکی ہاتھ
مین میرا نفس ہی مین بیشک لڑونگا اور شہید ہونگا اور اللہ اپنے دین کی مدد کریگا بدیل نے کہا کہ مین یہ کلام آپکا قریش
سے بیان کرتا ہون جیسا جواب دینگے عرض کرونگا سو وہ گیا اور اُسنے تقریر رسول اللہ صلعم بیان کی چونکہ قریش بنی خزاعہ کو
ہوا خواہ رسول مقبول جانتے تھے بدیل کے کہنے پر یقین نہ لائے تب عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا کہ اے قریش تم میرے باپ کی جگہ ہو اور
خوب جانتے ہو کہ مجھسے تمہاری خیر خواہی مین کسیطرح کا قصور نہوگا بولے بیشک تو ہمارا دل و جگر ہی ہم تجھکو متہم نہین کر سکتے پھر
ابن مسعود نے اپنے حقوق بیان کیے اور خیر خواہی و دوستی اپنی ظاہر کر کے کہا کہ یہ تقریر محمدؐ نے بہت بہتر فرمائی ہی قبول کر لو اور مجھے
بھیجو تو مین دریافت کر اوٗن چنانچہ عروہ حضرت صلعم کے حضور مین حاضر ہوا حضرت نے جو تقریر بدیل سے فرمائی تھی وہی عروہ سے فرمائی
اُسنے حضرت سے کہا کہ اے محمد مین تم سے پوچھتا ہون کہ اگر تمنے اپنی قوم کا استیصال کیا تو کیا ہاتھ آیا اور تُمسے پہلے کسی نے عرب مین
اپنی اہل و اصل کو خراب نہین کیا اور اگر تم مغلوب ہوئے تو خوب جانتے ہو کہ جو کچھ تمہارا حال ہوگا اور مین خوب جانتا ہون کہ چند
آدمی اوباش تمہارے ساتھ ادھر اودھر کے جمع ہو گئے ہین بعد چندے ساتھ چھوڑ کر چلے جاوینگے اور تم تنہا بیار و مددگار رہجاؤگے
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ مقولہ اسکا نہایت ناگوار ہوا انھون نے کہا امصص بظر اللات انفر عنہ جو بظر لات کا لیا

آپ کو چھوڑ کر بھاگ جا ئینگے چونکہ حضرت صدیق نہایت غصہ سے بے تاب تھے لہذا فحش زبان پر لائے لفظر کہنے ہیں پارہ گوشت کو جو عورت کی فرج کے اوپر ہوتا ہے ہندی میں اُسکا نام مشہور ہے عروہ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگ بولے کہ ابو بکر عروہ نے کہا ای ابو بکر اگر تیرا ایک حق مجھ پر نہوتا تو میں تیری بات کا جواب دیتا اور حق یہ تھا کہ زمان جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق نے ایک قصہ تحمل دیت میں اسکی بڑی اعانت فرمائی تھی اور دس اُونٹ جوان عنایت کیئے تھے بالجملہ عروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا اور کلام کرنے میں اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجاتا تھا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ شمشیر حمائل کیے حضرت کے پاس کھڑے تھے جب عروہ اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجاتا تب ہی مغیرہ کوتھی تلوار کی اُسکے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ ہاتھ اپنا دور رکھ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے اس سے بدتر و لئیم تر نہیں دیکھا رسول اللہ صلعم نے تبسم فرماکے کہا ای عروہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا مغیرہ ہے عروہ نے کہا ای غدار میں تو تیرے غدر کی اصلاح کرنے والا ہوں غرض کہ عروہ نے اطاعت اصحاب ملاحظہ کر کے معلوم کیا کہ کسیطرح یہ لوگ اطاعت و انقیاد سے پھرنے والے نہیں ہیں آخر کار لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا مگر یہ اطاعت و تعظیم اصحاب کی کہیں نہیں دیکھی جیسے اصحاب محمد محمد کی کرتے ہیں پھر سارا حال بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ محمد نے تم سے کہا ہے وہ بیشک تمہارے حق میں اصلح ہے قبول کرو تب حلیس یا علقمہ ایک شخص بنی کنانہ کا اجازت لیکے چلا جب مقابلہ لشکر اسلام آیا تو حضرت صلعم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اُس قوم کا ہے جو بدن کی تعظیم کرتے ہیں بعض اصحاب اسکو لبیک کر کے باستقبال لائے اُسنے یہ حال دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایسے لوگوں کو قریش کعبہ کی زیارت سے روکتے ہیں میرے نزدیک انکو ہرگز روکنا نہ چاہیے چنانچہ جب قریش کے پاس پہونچا تو کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کو زیارت کعبہ سے منع کرنا نامناسب ہے قریش کہنے لگے کہ ای حلیس تو ان باتوں سے واقفیت نہیں رکھتا اس بات پر حلیس بہت ناراض ہو کر اٹھا بعضوں نے سمجھا کر بٹھلایا اور کہا تو پھر محمد کے پاس جا ہم خاطر خواہ صلح کرتے ہیں روایت ہے کہ اولاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراس بن امیہ کعبے کو مشرکین مکہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر چاہو صلح کرو اور ایک مدت تک دم لو کہ میں اور لوگوں کو مسلمان کروں پھر دل چاہے تو اسلام لائیو یا لڑیو قریش نے انکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا مگر اُنکی قوم نے حمایت کر کے لے لیا تب حضرت صلعم نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تم جاکر یہ پیغام کہو حضرت عمر نے التماس کیا کہ ای رسول مقبول قریش کو مجھسے سال عداوت مانتے ہیں اگر مجھے پاویں تو جان سے مار ڈالیں اور آپ پر روشن ہے کہ بنی عدی میں سے کوئی شخص میرا حامی و معین نہوگا لہذا حضرت صلعم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مع چند آدمیوں کے روانہ فرمایا جب حضرت عثمان موضع بلدح میں پہونچے تو ابان بن سعید ابن عاص ملاقی ہوا اُسنے اپنے اونٹ پر سوار کرا کر مکے میں پہونچایا اور حضرت عثمان نے پیغام رسول اللہ اشراف قریش سے جو کہ مکے سے نہیں نکلے تھے کہا اور ارادہ کیا کہ لوٹ جاؤں ان لوگوں نے کہا ای عثمان اگر تو طواف بیت اللہ کیا چاہتا ہے تو کر لے حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضرت رسول اللہ کے ساتھ طواف کرونگا اس بات سے قریش ناخوش ہوے اور حضرت عثمان کو قید کر لیا دفعۃً لشکر اسلام میں خبر اڑی کہ عثمان شہید ہوئے شیطان نے یہ خبر لشکر میں پکار کے کہدی حضرت کو نہایت رنج ہوا اب حضرت نے فرمایا کہ مجھکو لڑنا پڑا کیونکہ ابتداے فساد ان لوگوں کی طرف سے ہوئی پس آمادہ جہاد ہو کر ایک درخت ببول کے نیچے ہو بیٹھے اور

(بیعت رضوان)

۱۹۶

اصحاب باصفا سے فرمایا کہ تم لوگ مجھسے عہد کرو کہ مرتے دم تک فرمان برداری مین کوتاہی نہ کرینگے سب نے قبول کیا مگر جد ابن قیس منافق نے قبول نہ کیا اسی بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہین اور اسی کی شان مین پیشین گوئی کلام آلہی مین وارد ہی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا یعنی اللہ خوش ہوا ایمان والون سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھسے اُس درخت کے نیچے پھر جانا جو اُنکے دل مین تھا پھر اُتارا اُن پر چین اور انعام مین دی اُنکو فتح نزدیک اور بہت غنیمتین جو اُنکو ملین گی مراد اس سے فتح خیبر اور فتح مکہ ہی کہ دونو مطابق ارشاد الہی کے واقع ہوئین بعد اس واقعے کے خبر آئی کہ شہادت عثمان کی خبر غلط تھی وہ تو زندہ ہین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ عثمان اس بیعت سے محروم رہے سو دست راست اپنے پر اشارہ کیا کہ یہ ہاتھ ہی عثمان کا اور دست چپ اپنا قرار دیا اور بیعت فرمائی یعنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی ہی فائدہ اس بیعت مین سب سے پہلے سنان ابن وہب اسدی نے بیعت کی ہی اور سلمہ ابن عمرو ابن الاکوع نے تین مرتبہ متفرقاً بیعت کی اور عبد اللہ ابن عمر نے بھی اپنے والد بزرگوار سے اول بیعت کی ہی اور سبب یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسوقت دوسری جانب بمقابلہ کفار مستعد قتال کھڑے تھے اور عبد اللہ کو واسطے خیر وعافیت حضرت صلعم کے بھیجا تھا وہ آئے تو دیکھتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب بیعت کر رہے ہین اُنھون نے بھی بیعت کر لی اور فوراً جاکر اپنے والد سے خبر کی اُنھون نے بھی آکر بیعت رضوان کی یہ پیشین گوئی قرآن شریف کی کس عموم سے ظاہر ہوئی اور عہد پر استقامت واستقلال وجان نثاری اصحاب رسول اللہ اللہ تعالے کو پسند ہوئی کہ یہ آیتین بنا بر اظہار رضامندی نازل فرمائین اور وعدہ کیا کہ عنقریب انعام اس بیعت مین ہمنے تمھین ایک فتح قریب عنایت کی جسمین بہت کثرت سے غنایم پاؤگے سو مطابق اسکے واقع ہوا کہ حدیبیہ سے پھرتے ہی خیبر فتح ہوا کہ اصحاب رسول مقبول غنی ہوگئے اور خود حضرت نے فدک وغیرہ باغات اپنے ذات سے خاص کر لیے کہ اُسمین سے خرچ ایک سال کی قوت کا اپنی عیال کیواسطے رکھ لیتے تھے اور فقراے بنی ہاشم پر بھی صرف کرتے تھے فائدہ اس مقام سے حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہم کو جواز بیعت غائبانہ کی سند ہاتھ لگی ہی فائدہ پوشیدہ نرہے کہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہی کہ لوگ بیعت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت وجہاد پر اور کاہے اقامت ارکان اسلام یعنے صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ پر اور کبھون ثبات وقرار پر معرکہ کفار مین چنانچہ بیعۃ الرضوان اور کبھون سنت نبوی کی تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شایق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتون سے بیعت لی نوحہ نکرنے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگون سے کسی چیز کا سوال نکرین سو اُنمین سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اُسکا کوڑا اگر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسکو اُٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اوٹھا دینے کا بھی سوال نکرتا تھا اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے اُنکی بیعت کے وقت شرط کی اور فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہی ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نڈر ہین امر خدا مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے اور حق ہی بات کہین جہان رہین سو اُنمین سے بعضے لوگ امرا و سلاطین پہ کھل کر بلا خوف رد وانکار کرتے تھے انکے سوا بہت امور مین بیعت ثابت ہی اور وہ سب امور از قسم تزکیہ نفس اور امر بالمعروف

بیعت غائبانہ از حضرت عثمان

اور نہی عن المنکر ہین اسیطرح بیعت خلافت پر اور بیعت اسلام پر بالجملہ ہر گاہ کہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال
اہتمام تھا تو اب بیعت کے مسنون ہوتے ہین کچھ شک وشبہہ نہین اور یہ بیعت جو حضرت صوفیہ مین جاری ہے لاریب سنت رسول
مقبول ہے القصہ خبر اس بیعت کی قریش کو پہونچی تو وہ مضطرب ہوئے اور سہیل ابن عمرو کو بھیجا اور صحیح یہ ہے کہ حلیس کے بعد مکرز ابن
حفص آیا تو حضرت صلعم نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص فاجر ہے وہ کلام کر رہا تھا کہ سہیل ابن عمرو مع ایک جماعت کے پہونچا حضرت صلعم نے
فرمایا سہل الامر اور سہیل نے کہا قریش صلح پر راضی ہین بشرطے کہ امسال عمرہ نفرمایئے دوسرے سال قضا کر لیجے گا اگر اس بات
پر راضی ہو تو صلحنامہ لکھو حضرت صلعم نے قبول کیا اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے بلا کر ارشاد کیا اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم
سہیل نے کہا واللہ مین رحمن کو نہین جانتا ہون اکتب باسمک اللہم جسطرح ہمیشہ لکھتے تھے مسلمانون نے کہا کہ ہم تو یہ نہ لکھینگے
حضرت صلعم نے علی مرتضی سے کہا اکتب باسمک اللہم سو علی مرتضی نے یہی لکھا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ لکھو ہذا ما قاضی علیہ محمد
رسول اللہ والقریش وہ چیز ہے جسپر صلح کی محمد رسول اللہ نے اور قریش نے علی مرتضی نے لکھا سہیل نے کہا واللہ ہم تمکو رسول خدا نہین جانتے ورنہ
زیارت سے منع نکرتے سو تم محمد ابن عبداللہ لکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ مین بے شک خدا کا رسول ہون اگرچہ تم
نمانو اور محمد ابن عبداللہ بھی ہون ای علی تو لکھ محمد ابن عبداللہ اور کلمہ رسول اللہ کو محو کر دے علی مرتضی بولے کہ مین ہرگز وصف رسالت
کو محو نکرونگا تب حضرت نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور بن عبداللہ لکھا بالجملہ جو جو شرائط سہیل کرتا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اسکو قبول کرتے تھے اور حاصل شرائط کا یہ تھا کہ چار برس یا دس برس تک قریش سے نہ لڑین اور طرفین کی آمد و رفت
شہرون مین جاری ہے اور کسیطرح کا التعرض اموال و نفوس سے صراحۃً وخفیۃً واقع نہو اور جو کوئی آدمی چاہے عہد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین در آوے قریش مزاحم نہون اور جو چاہے عہد قریش مین داخل ہو کوئی مسلمان مزاحمت نکرے اور ہمعہدون
طرفین سے بھی کوئی تعرض نکرے چنانچہ بنو خزاعہ آنحضرت سے ہمعہد ہوئے و بنو بکر قریش سے اور امسال مسلمان لوگ عمرہ ترک
کرین سال آئندہ قضا کرین مگر با این ہمہ تین دن سے زیادہ مکہ مین نرہین اور اپنے ہتھیار غلاف مین رکھین اور جب کوئی
شخص قریش کا بے اذن انکے محمد صلعم کے پاس جائے تو اسکو آنحضرت واپس فرماوین اگرچہ مسلمان بھی ہو اور جو شخص مسلمانون
کا قریش مین جاملے تو قریش اسکو پھیرین اس شرط پر مسلمانون کو سخت تعجب ہوا کہنے لگے سبحان اللہ ہم مسلمان کو کسطرح
واپس کرینگے حضرت نے فرمایا مین تو اسپر راضی ہون عمر ابن خطاب بولے کہ یا رسول اللہ آپ کیونکر راضی ہوئے جاتے ہین
حضرت نے ارشاد کیا تبسم فرماکر کہ ای عمر جسکو مین پھیرون حالانکہ وہ مسلمان ہے تو اللہ تعالے اسکو فرج و مخرج روزی فرمائیگا
یعنے اللہ اسکو پھر نکال لائیگا اور جو کوئی از خود مشرکون مین ملے گا وہ انہین کے مصاحبت کے لائق ہے مجھکو اسکی حاجت نہین یہ
گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو جندل ابن سہیل کہ اسلام لایا تھا اور سہیل نے اسکو قید کیا تھا لشکر اسلام مین بھاگ آیا سہیل نے دیکھکر
کہا ای محمد یہ اول بات ہے جسپر صلح ہوئی ہے آپ اسکو واپس کرین حضرت نے فرمایا کہ ابتک صلحنامہ لکھا نہین گیا
سہیل بولا کہ ہم صلح نہین کرتے حضرت نے فرمایا کہ میری خاطر سے ابو جندل کو امان دے اسنے انکار کی تب کہا کہ

اسکو تکلیف نہ دینا اسوقت مکرز ابن حفص ضامن ہوا کہ ابوجندل کو تکلیف نہ دی جاویگی الغرض حضرت نے ابوجندل کو واپس
فرمایا تو اسنے کہا ای مسلمانون باوجودیکہ مین اسلام لایا ہون اور انکے ہاتھوں سے انواع تکلیف پاچکا ہون تم مجکو واپس کرتے
ہو حضرت نے فرمایا صبر کر تجکو اجر ملیگا ای ابوجندل مین خلاف شرط نہین کر سکتا القصہ صلحنامہ تمام ہوا اور حضرت صدیق اکبر اور
عمر فاروق اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح اور محمد ابن مسلمہ وغیرہم اصحاب باصفا کی گواہی
ہوئی اور خویطب ابن عبدالعزی اور مکرز ابن حفص وغیرہ مشرکون نے بھی گواہی اپنی لکھدی یہ صلح جو ہوئی تو کچھ اس راہ سے
نہ تھی کہ جماعہ اسلام بمقابلہ کفار نگون سار کم زور و مغلوب ہون حاشا وکلا بلکہ مسلمان ہمہ جہت کفار پر غالب و قوی تھے
اور جمیع اصحاب و یار الشجاعت و ہمت خدادادہ یہی چاہتے تھے کہ صلح نہو اور ہم کافرون کو مارین چنانچہ حضرت عمر فاروق جوش
مین آکر بولے کہ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہین ہین اور ہمارے دشمن باطل پر اور کیا ہمارے مقتول بہشتی نہین اور کافر انکے
دوزخی حضرت نے فرمایا کہ تم حق پر ہو اور تمہارے مقتول بہشتی ہین تب تو حضرت عمر نے کہا کہ پھر کسواسطے دین حق مین اتنی
دقت اختیار کرین فرمایا ای عمر مین نے بحکم خدا کیا ہی جو کچھ کیا اللہ اپنے پیغمبر کو ضائع نکریگا یہ صلح حکمت سے خالی نہین ہی پھر
عمر نے صدیق اکبر سے کہا انھون نے بھی یہی کلام کیا جو حضرت نے فرمایا تھا سبحان اللہ بحمدہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طبیعت مین کیا عجز تھا کہ باوصف غلبہ ایسی عاجزی اختیار فرمائی اور یہ انکسار بعض پیغمبران پیشین کے انکسار سے بہت
زائد ہوا کیونکہ انھون نے جو ظلم و ستم گوارا کیے سو اگرچہ حکمت و معرفت سے خالی نہ تھے مگر ظاہر بین کہ سکتے ہین
کہ بسبب بے مقدوری و قلت توابع کے بجز جفاکشی کے کچھ چارہ نہ تھا آدمی نبی ہو یا غیر نبی فقیر ہو یا بادشاہ دین کے کام مین ہو
یا دنیا کے زور اور غلبہ کے ہوتے عاجزی اور انکسار اختیار کرے تو وہی قابل اعتبار عقلا کے نزدیک ہوتا ہی ورنہ منکرین
موافق مثل مشہور عصمت بی بی از بے چادری کہ سکتے ہین کہ جب قابو نہ پایا تو سواے جفاکشی کے اور کیا کرتے مگر صلح حدیبیہ
مین کوئی دم نہین مار سکتا اور ملحدون کا وہ قول کہ مسلمان نے سوائے شمشیر رانی اور کچھ نہین کیا اس صلح کی واقعہ سے باطل
ہو گیا اب دیکھنا چاہیے کہ اس صلح سراسر حکمت سے کسطرح کے فوائد ہوئے کہ جب قریش کی طرف سے اطمینان کلی ہوا تو خیبر
فتح ہوا اور اسلام کی ترقی ہوئی کہ مکہ فتح ہوا حقیقت یہ ہی کہ اللہ اور رسول کی حکمت کون معلوم کر سکتا تھا حالانکہ کوئی فعل
حکیم مطلق اور اسکے رسول کا خالی از حکمت نہین ہوتا الغرض بعد وقوع صلح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
یارون سے فرمایا کہ تم سب قربانی اور حلق راس کرو مگر اصحاب ایسے پژمردہ اور شکستہ دل ہو گئے تھے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے کئی بار حکم دیا مگر کوئی نہ اٹھا تب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خیمۂ مبارک مین جلوہ فرما ہوے
اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت اپنے یارون کی فرمائی ام سلمہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ
اصحاب کو اس معاملے مین آپ معذور رکھین اور ملاحظہ فرمائین کہ حضور نے موافق مراد قریش اہل و عابر خلاف اصحاب
باصفا کے صلح فرمائی حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ ہم مکہ فتح کرینگے اور اپنے دل کے پھپھولے تورین گے اور خوشیان کرینگے

بھلا وہ کیونکر حزین وغمگین ہوون پس اگر آپ کو حلق اور نحر منظور ہی تو آپ اسکو بجا لائین اصحاب آنجناب کو اسوقت سوائے
اطاعت اور متابعت کے کچھ بن نہ پڑیگی چنانکہ حضرت رسول مقبول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خیمۂ مبارک سے
باہر تشریف لائے اور نحر شتر اور حلق راس مین مشغول ہوئے یہ حال دیکھکر جملہ یارون نے متابعت کی یعنے بعضون نے سر
کے بال ترشوائے اور بعضون نے چنوائے اور بعضون نے منڈائے لیکن از بس مغموم ومکروب جب کہ اس حال سے فراغت
ہوئی تو خداوند کریم نے ایک تند ہوا ایسی چلائی کہ اسنے مسلمانون کے بال میدان حدیبیہ سے اڑاکر حرم محترم کی زمین مین
پہونچا دیئے کتب سیر سے معلوم ہوتا ہی کہ خراش ابن امیۃ خزاعی نے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
کے موی مبارک مونڈے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بالون کو درخت سمرہ پر ڈال دیا تھا اور اصحاب باصفا نے
تبرکاً اٹھا لیئے اور اپنے پاس رکھے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین حضرت انس خادم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی
کہ یوم نحر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق راس فرماکر بالون کی تقسیم کا حکم دیا اور جمع بین الروایات یون ہوسکتا ہی کہ
یہ حکم دوسری مرتبہ صادر ہوا ہوگا اور حدیبیہ مین درخت سمرہ پر ڈال دیئے تھے اور لوگون نے تبرک سمجھ کر لیے ام عمارہ سے
روایت ہی کہ بہت تلاش سے کئی بال مین نے بہم پہونچائے تھے سو اپنے پاس رکھے تھے اور جو کوئی بیمار ہوتا تھا اُن بالون
کو دھوکر اسے پلاتی تھی فوراً صحت پاتا تھا اور صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلجلہ
نقرہ میں موی مبارک تھا جب اصحابون کو کچھ تکلیف ورنج ہوتا تو اُنکے پاس ایک پیالے مین پانی بھر کر لیجاتے تھے واسطے
تبرک کرنیکے سو ام سلمہ موی مبارک نکال کر پانی مین حرکت دیتی تھین اور بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہی کہ خالد ابن ولید کی
ٹوپی جنگ یرموک مین گم ہوگئی اور بہت تلاش سے ملی تو خالد نے کہا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق راس فرمایا
لوگون نے دوڑ دوڑ کر بال جوانب کے حاصل کیے اور مین نے پیشانی کی طرف کے بال لیے انکو اس ٹوپی مین رکھا سو کسی لڑائی مین
نہین گیا اور یہ ٹوپی میرے پاس ہوئی مگر میری فتح ہوئی کتب سیر سے معلوم ہوتا ہی کہ جب تاج خالد ابن ولید کھو یا گیا تو خالد نے
حملہ سخت فرمایا کہ بہت آدمی مارے گئے اصحاب نے اس حرکت پر انکار کی خالد نے کہا کہ مین نے یہ لڑائی ٹوپی کے واسطے نہین کی ہی
بلکہ اسواسطے کہ اس مین بال پاک رسول شاہ لولاک کے تھے اُنکا مشرکون کے ہاتھ مین پڑنا میرے نزدیک اچھا نہ تھا دوسرے
میرے پاس سے برکت جاتی رہتی فائدہ اس مقام سے واضح ہوا کہ تعظیم وتکریم موے مبارک کی قرن اول مین بہتر
تھی کہ اس زمانہ مین اسکا عشر عشیر بھی نہین ہی بلکہ اس زمانہ بعض جہال نابکار مشرب تبرک باآثار صالحین مین انکار
شدید کرتے ہین اور دلائل ضعیفہ واہیہ تقریر وتحریر مین بیان کرتے ہین حالانکہ تبرک باآثار صالحین اور تعظیم وتکریم
تبرکات انبیاء واولیا کی کرنا اور حاجات دین ودنیا مین اُنسے توسل ڈھونڈھنا اور باادب اپنے پاس رکھنا اور
بنا بر دفع بلیات اور حصول مرادات زیارت کرنا آیات اور احادیث اور احوال صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے
ثابت ہی انکار کرنا اور اسمین کلام کرنا غیر از زندقہ والحاد نہین ہی دیکھو قصہ تابوت سکینہ جسمین ٹکڑے الواح توریت کے

ذکر موی مبارک

تعظیم موی مبارک از صحابہ

اور عصاے موسیٰ اور عمامہ ہارون اور نعلین وغیرہ تھے کہ بنی اسرائیل میں اُسکی برکت تھی اور لڑائی میں تبرکاً اُسکو لیجاتے تھے اور فتح پاتے تھے اور جب سے وہ گیا بنی اسرائیل پر آفت پڑی کہ قرآن شریف کے سورہ بقر میں موجود ہے یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم الخ اور مشکوۃ شریف میں حدیث طلق ابن علی کی درباب تبرک کرکے لیجانا آب بقیۂ وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہروں میں دال ہے اسپر کہ اصحاب رسول اللہ فضلۂ حضرت کو تبرک جانکر شہرون میں لیجاتے تھے ملا علی قاری شرح اس حدیث میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ سے نکلا کہ فضلہ وارثین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ علما اور صلحا ہیں یہی حکم رکھتا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح اور ترجمہ میں اور بھی جذب القلوب میں اور قاضی عیاض نے شفا میں اور سمہودی نے اپنی تصانیف میں اس مرحلہ کو بخوبی طے فرمایا ہے حاجت بیان کی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ محبت شخص موجب التعظیم کی مقتضی محبت و تعظیم آثار اور منتسبات اُس شخص کی علاقے ہوتی ہے اور تہاون اور عدم اعتبار اُس میں دلیل عدم محبت ہے کذا حققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث والد حضرت استاد الاستاد انتباہ میں اپنے والد شاہ عبد الرحیم سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خواب میں دو موی مبارک اپنے مرحمت فرمائے ہیں انکے خواص میں یہ ہے کہ دونوں لپٹے رہتے ہیں اور جب درود پڑھا جاتا ہے تو ہر ایک جدا کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک مرتبہ تین منکروں نے امتحان چاہا میں اس سوء ادبی سے راضی نہوا جب تکرار زیادہ ہوئی تو وہ منکر بالوں کو دھوپ میں لے گئے اُسی دم ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ آفتاب اُسوقت نہایت گرم تھا اور ابر کا موسم نہ تھا ایک نے توبہ کی دوسرے نے کہا قضیہ اتفاقیہ ہے پھر دوسری بار لے گئے پھر ٹکڑا ابر کا آگیا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے کہا یہ بھی قضیہ اتفاقیہ ہے سو تیسری بار لے گئے پھر بادل کا ٹکڑا آگیا تیسرے نے بھی توبہ کی اور ایک مرتبہ مجمع عظیم میں زیارت کیواسطے نکالنے لگے ہر چند قفل پر کنجی لگائی اور کوشش کی قفل نہ کھلا تب میں دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلان کس حالت جنابت میں ہے اُسکی شامت سے زیارت نصیب نہیں ہوتی میں نے عیب پوشی کرکے سب لوگوں سے کہا کہ طہارت جدیدہ کرو سو وہ جنب اُس مجلس سے علحدہ ہو گیا اُسی وقت قفل آسانی سے کھل گیا اور سب کو زیارت نصیب ہوئی بعد اُس گفتگو کے لکھتے ہیں کہ حضرت والد نے آخر عمر میں تبرکات تقسیم فرمائے چنانچہ ایک بال رسول پاک کا مجھے عنایت کیا الحمد للہ رب العالمین انتہی قولہ الکریم القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل حدیبیہ میں بنیل حزن جلوہ فرما رہے اس اثنا میں گروہ عورتوں کا ہجرت کنان خدمت بابرکت میں آیا حسب روایت محدثین ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بھی آئیں تھیں کافروں نے موافق شرط کے واپس لیا چاہا اور تفسیر کشاف میں ہے کہ سبیعہ بنت الحارث بھی اُسی گروہ میں تھی کہ مسافر مخزومی خواہ صیفی ابن الراہب زوج اُسکا پیچھے لگا ہوا آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس کرنے کی درخواست کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر وحی ہوئے اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو کافروں کے پاس نہ بھیجو اس لیے کہ بسبب بزرگی اسلام کے عورت کو جو

مومنہ کافر کے نکاح مین نہین رہے اور اب کوئی مومن عورت کافرہ کو اپنے نکاح مین نہ رکھے اور آیۃ کریمہ سورۂ ممتحنہ مین
نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات الخ اور یون حکم نافذ ہوا کہ عورت کافر کی اگر مسلمان
ہو کر آوے تو جو مسلمان اُسکو نکاح مین لاوے سوا مہر کے خرچہ اُس کافر کا بھی واپس کرے اور جو مسلمان کی عورت کافرہ
رہ گئی ہو اور وہ اُسے طلاق دے پھر جو کافر اُسکو نکاح مین لاوے اُس مسلمان کا خرچ دے اس حکم کو کافرون نے قبول
نہ کیا اور مسلمان راضی ہوئے یعنے مسلمان اخذ او رعطا پر راضی ہوئے اور کافر دینے پر راضی نہوے اور لینے پر تیار
ہوئے تب یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اُسکا خرچ کیا نہین پھیرتے تو جس کافر کی عورت آوے
اُسکا خرچ مسلمان نہ دین کافر کو بلکہ اُس مسلمان کو دین جنکی عورت جاتی رہی یہ حکم اُس وقت تھا جب کافرون
سے واپس کرنے پر صلح ٹھہر گئی تھی اب یہ حکم نہین ہے مگر یہ کہ کسی ایسی جگہ صلح کا اتفاق پڑے کذا ذکرہ مولانا عبدالقادر
فی فائدۃ موضح القرآن الغرض بعد نزول اس حکم کے مسلمانون نے کافرہ عورتون کو طلاق دی چنانچہ حضرت عمر نے
اپنی دو عورتون کو جو مکہ معظمہ مین تھین طلاق دی ایک سے معاویہ ابن ابی سفیان نے نکاح کیا اور دوسری
سے صفوان ابن امیہ نے مدارک مین ہے کہ یہ آیۃ بیان واقع ہوئی اس پر کہ صلح مردون کے واپس کرنے پر ہوئی تھی
نہ عورتون کی یا حکم اول منسوخ ہو گیا الغرض بعد قربانی ہدی آنجناب روانہ مدینہ باسکینہ ہوے راہ مین سورۂ انا فتحنا
نازل ہوئی اور اُس مین اللہ تعالے نے بشارت فتح مکہ وخیبر و رضامندی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی
نازل فرمائی کہ آپ بہت خوش راہ مین اونٹ پر سوار بالحان خوش کمال خوشی سے فرماتے تھے انا فتحنا لک فتحا مبینا بعض
اہل تفسیر لکھتے ہین کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا صلح مدینہ مین نازل ہوئی اور یہ صلح مقدمہ فتوح واقع ہوئی کہ مسلمانان
مکہ کو اظہار اسلام او رجہر بالقرآن نصیب ہوا اور اسی کے حق مین حضرت نے فرمایا ہے مجھ پر ایک آیۃ نازل ہوئی کہ
کہ تمام دنیا سے بہتر ہے اور حضرت عمر کے روبرو پڑھی کہا عمر نے افتح ہو فرمایا نعم اور اکثر کے نزدیک فتح خیبر اور مکہ مراد ہے
اور جب حضرت مدینہ مین آئے تو ابو بصیر ابن اسعد مکہ سے مدینے مین آیا مسلمان ہو کر کافرون نے دو آدمی اُسکے
لینے کو بھیجے حضرت نے بنظر ایفاء عہد ابو بصیر کو اُنکے ساتھ کر دیا اُس نے کہا یا رسول اللہ مجکو مشرکون مین نہ بھیجے
مبادا ایذا پہونچاوین آپ نے فرمایا صبر کر اللہ تعالے تجکو مخلصی دیگا ناگزیر ابو بصیر جانب مکہ روانہ ہوے جب ذو الحلیفہ
مین سب لوگ اترے تو ابو بصیر نے مسجد مین جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھانا کھانے کو بیٹھا اُسکے ہمراہی بھی کھانے
لگے دفعۃً تلوار کا ذکر آیا تو اُن دونون سے ایک نے اپنی تلوار نکالی دکھلانے کو ابو بصیر نے غالبًا سمجھا کہ مجھکو ماریگا
سو بولا اے یار یہ تلوار تمہاری بہت اچھی ہے اُس نے کہا البتہ خوب ہے واللہ مین نے اِسکو کئی مرتبہ آزمایا ہے ابو بصیر
کہا ہم تو دیکھین اُس نے دے دی ابو بصیر نے اُسکو قتل کیا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ مین آیا اور اُس کے پیچھے
ابو بصیر بھی آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے تو مجھے واپس کیا تھا مگر اللہ نے مجھکو نجات بخشی حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی

مددگار اُس کا ہو تو یہ شخص روشن کنندۂ آتش حرب ہی اس کلام سے ابوبصیر نے جانا کہ حضرت صلعم پھر مجھکو واپس
کر دینگے سو ابوبصیر بھاگا اور سیف البحر مین مقیم ہوا یا موضع عیص مین ساحل بحر پر ٹھہرا اس عرصہ مین ابوجندل بھی مکے
سے بھاگ کر آملا اور اُس کے پیچھے بہت آدمی آئے یہان تک کہ قریب ساٹھ یا ستر مسلمان بلکہ تین سو جمع ہو گئے اور
کاروان قریش کو جو بطریق تجارت شام کو جاتا تھا لوٹنا شروع کیا قریش نہایت تنگ ہوئے اور ابوسفیان
کے ذریعہ سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ ان لوگون کو اپنے پاس طلب کر لیجئے اب ہم اس شرط سے باز آئے جو کوئی
آدمی ہمارا آپ کے پاس آوے امان مین رہے ہمکو اُس سے کام نہین تب حضرت نے ابوبصیر کو خط لکھوایا اور
اپنے حضور مین طلب کیا جس وقت نامہ مبارک پہونچا ابوبصیر حالت نزع مین تھے سو نامہ شریف ہاتھ مین لے لیا
اور جان بحق تسلیم کی ابوجندل نے ابوبصیر کو دفن کیا اور ایک مسجد تعمیر کرا کے مع ہمراہیان مدینے مین آیا اور کریمہ
وہو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ انھین کی شان مین نازل ہوئی ہی فائدہ اختلاف ہی اس بات
مین کہ صلح نامہ حدیبیہ مین ابن عبد اللہ حضرت علی نے لکھا تھا یا خود حضرت صلعم نے پس امام احمد نے روایت
کی ہی فاخذ الکتاب ولیس یحسن ان یکتب فکتب مکان رسول اللہ ہذا ما قاضی علیہ محمد ابن عبد اللہ اور بخاری
نے براء ابن عازب سے بھی اسی طرح روایت کی ہی اور فتح الباری مین لکھا ہی کہ ابو الولید باجی نے اس حدیث
سے دعویٰ کیا ہی کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا علماء اندلس نے کہا کہ ابو الولید زندیق ہی بسبب مخالفت قرآن کے
سو امیر عہد نے علماء اندلس اور باجی کو طلب کیا باجی نے کہا کہ خلاف قرآن مین نے کچھ نہین کہا ہی اس لیے کہ خداوند
کبریا نے نفی کتابت وخط واثبات امیت زمان سابق مین فرمائی ہی کہ وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک پس
بعد ثبوت امیت قرآن کا پڑھنا معجزہ ہی اور لکھنا معجزۂ دیگر سو ابوذر ہروی و ابو الفتح نیشاپوری وغیرہ علماء افریقیہ ابو الولید سے
موافق ہوئے اور بغوی و نووی بھی اسیطرف مائل ہوئے ہین اور قاضی عیاض نے شفا مین بیان کیا ہی کہ بعضے آثار
دلالت کرتے ہین کہ حضرت صلعم حسن خط سے واقف تھے کیونکہ ایک مرتبہ کاتب سے ارشاد کیا تھا کہ قلم اپنا کان پر
رکھ لے تو جلدی یاد آوے اور معاویہ سے کہا تھا کہ دوات کشادہ کر اور قلم اپنا محرّف رکھ اور دندانہ شین علیحدہ علیحدہ
لکھ اور حرف میم کو کور نہ کر اور بعض علماء محققین فرماتے ہین کہ لکھنا بعد امیت معجزہ نہین ہی بلکہ باعث شک ہی
اور آیات قرآن مین شبہہ پڑتا ہی کیونکہ منکر کو گنجائش اس کلام کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی نہ تھے اور امیت
ظاہر فرماتے تھے پس تحقیق حق یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ لکھو چنانچہ روایات
دیگر صریح اس باب مین وارد ہین اور جو قاضی عیاض نے اطلاع حسن خط دلالت آثار سے بیان کی ہی جمہور
اُس کی تضعیف پر اتفاق رکھتے ہین اور بالفرض تسلیم اطلاع صورت بعض حروف سے کتابت ثابت نہین ہوتی
کیونکہ اکثر نا خواندہ بعض حروف کے صورت سے واقف ہوتے ہین کذا فی المواہب اللدنیہ اور بہجۃ المحافل مین لکھا

کہ حضرت صلعم نے اسم رحمن اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے محو کیا اور علی مرتضی نے لکھا ابن عبد اللہ وہو الاصح روایت ہی
کہ جب بجاے رسول اللہ علی مرتضی نے ابن عبد اللہ لکھا تو حضرت نے علی مرتضی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تجھکو بھی ایسا ہی
واقعہ پیش آویگا چنانکہ صفین کے وقت جب امیر المومنین علی مرتضی اور حاکم شام کے درمیان صلحنامہ لکھنے لگے تو کاتب
نے لکھا کہ یہ صلحنامہ امیر المومنین علی کا ہی وکیل حاکم شام بولا کہ امیر المومنین نہ لکھو اگر ہم ایسا جانتے تو مقابلہ
نہ کرتے بلکہ علی ابن ابیطالب لکھو فائدہ امام شافعی نے صلح حدیبیہ سے قیاس کیا کہ مصالحہ کفار سے دس برس تک
درست ہی اور اگر امام کو قدرت ہو تو چار برس سے زیادہ جائز نہین اور امام مالک کے نزدیک کچھ حد نہین
امام کی راے پر موقوف ہی فائدہ بیعۃ الرضوان کی مبایعین کے فضائل حدیث و قران سے ثابت ہین منکر انکا
کا کافر ہی چنانچہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اسپر ناطق ہی یعنے اللہ خوش ہوا ایمان
والون سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھسے اس درخت کے نیچے اور پھر ارشاد کیا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
ید اللہ فوق ایدیہم یعنے جو لوگ ہاتھ ملاتے ہین تجھسے وہ ہاتھ ملاتے ہین اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہی انکے ہاتھون پر اور حدیث
مین کمال تفصیل سے فضائل اہل بیعت کے موجود ہین جابر ابن عبد اللہ سے علامہ بغوی نے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے
لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ اور شعبی فرماتے ہین کہ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار بیعۃ
رضوان کے لوگ ہین اور پوشیدہ نرہے کہ حضرت صلعم نے اس بیعت کو فتح مین شمار کیا ہی چنانچہ صحیح بخاری مین براء
ابن عازب سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح گنتے ہو حالانکہ فتح مکہ بھی ایک فتح تھی اور
مین بیعت رضوان کو فتح شمار کرتا ہون اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی فتح عظیم بیعۃ الرضوان سے نہین ہوئی
کیونکہ اس صلح و آشتی مین سب مشرک مسلمانون سے مل گئی اور آمد و رفت باہم جاری ہوئی تو مشرک قریش اکثر اقوال
و افعال و خوارق عادات و معجزات باہرات اور حسن سیرت و جمیل طریقت رسول رب العالمین سے بخوبی آگاہ ہوے
اور اس سبب سے از خود میلان خاطر جانب ایمان پیدا ہوا کہ بہت مشرک مسلمان ہوئے بلکہ یہی علت صلح تھی
القصہ اسی سال مین تعینیہ صلوۃ الاستسقا واقع ہوا یعنے پانی کا برسنا موقوف ہو گیا تھا سو حضرت نے دعا فرمائی
کہ سات دن متواتر پانی برسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اسکا طریقہ یہ ہی کہ جب پانی کی حاجت ہو تو امام
قوم کے ساتھ صحرا مین جاے اور دعا و استغفار کرے اور قبلہ رو ہووے اور چادر کو نہ پھیرے جیسا کہ مذہب امام محمد رح
کا ہی اور ذمی کو آنے نہ دے اور جو جدے جدے نماز پڑہین تو جائز ہی اور جماعت و خطبہ سنت نہین پر صاحبین جماعت
کے قائل ہین اور محمد کہتے ہین کہ دو خطبے چاہیئن اور ابو یوسف کہتے ہین کہ ایک ہی خطبہ چاہیے اور در مختار مین ہے کہ تین دن
متواتر نکلین اور امام نکلنے کے قبل تین روز روزے کے لیے حکم کرے جب ادا ہو جاوین تب چوتھے دن پیادہ پا کپڑے دہلے
پہنے زاری کرتے ہوئے نکلین اور نکلنے کے پیشتر کچھ صدقہ دین اور توبہ کرین اور مسلمانون کی بخشش چاہین اور

اعتراض ... در صورت مصالحہ با کفار

بیان فضائل مبایعین بیعۃ الرضوان

بیعۃ الرضوان ... فتح عظیم

صلوۃ الاستسقا

ضعیف و ناتوان مردون اور عورتون اور لڑکون کو شریک نہ کریں اور لڑکون کو ماؤن سے دور رکھیں اور مستحب ہی کہ دواب کو بھی نکالیں اور بہتر ہی کہ امام لوگون کے ساتھ جائے اور جو قوم کہ امام کے اذن سے یا بغیر اذن سے جائے درست ہی اور جو نکلنے سے پیشتر پانی برس پڑے تو مستحب ہی کہ شکر کے واسطے نکلیں اور جو جھڑی لگی ہو تو اسکے بند کرنے کے لیے بھی مستحب ہی اور صلوۃ الاستسقا آیت کلام اللہ سے مستنبط ہی فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ استغفار سبب ہی پانی کے اوترنے کا اور یہی معنی صلوۃ الاستسقا کے ہین چنانچہ تفصیل اسکے قصہ حضرت نوح مین لکھی گئی ہی پھر اسی سال مین کسوف شمس ہوا اور صلوۃ الکسوف شروع ہوی اور احکام اسکے کتب فقہ مین تصریح ہین حاجت بیان نہین اور اسی سال مین خولہ بنت ثعلبہ ابن قیس ابن مالک ابن الجراح نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ میرے شوہر نے مجکو ماں کہا اور اسلام سے قبل جو مرد عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہی وہ عورت تمام عمر اسپر حرام ہو جاتی تھی اسی سبب سے حضرت نے فرمایا کہ اب کیونکر تم دونون مل سکتے ہو تب تو وہ عورت شکوہ کرنے لگی کہ یا حضرت گھر ویران ہوتا ہی اور اولاد پریشان ہوی جاتی ہی مین کیا کرون اسی قضیہ مین یہ آیت قد سمع اللہ مین نازل ہوی کہ والذین یظاہرون من نسائہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا یعنی جو لوگ ماں کہ بیٹھیں اپنی عورتون کو پھر وہی کام چاہین جسکو کہا ہی تو آزاد کرنا ایک بردہ پہلے اسی کہ آپس مین ملیں اور ہاتھ لگاوین اسی سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہی جو کچھ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مہینے کا لگاتار رکھے پہلے اس سے کہ آپس مین چھوین پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہی ساٹھ محتاج کا تفسیر مین ہی کہ ظہار اوسے کہتے ہین کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو محرمات نسبی یا رضاعی کی ایسے عضو سے تشبیہ دی کہ انکا دیکھنا حرام ہی جیسے کہی کہ تو ایسی ہی مجھپر جیسے میرے ماں کا پیٹ یا ران یا فرج اسکی یا جیسے میری بہن یا پھوپھی کا پیٹ یا کہے کہ تیرا سر جیسے میرے ماں کا پیٹ یا تیرا آدھا بدن یا تہائی یا عیر اسکے جیسے میری ماں کا پیٹ یا میرے دودھ پلانے والی کا پیٹ اس کہنے سے عورت حرام رہتی ہی جب تک کفارہ نہ دے اور جو کہے کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسے میری ماں ہی اس قول سے اگر کرامت یا ظہار کی نیت ہی تو صحیح ہی اور اگر طلاق کی نیت ہی تو بائنہ ہوگا اور جو کچھ نیت نہین ہی تو لغو ہی اور اگر کہا کہ تو مجھپر حرام ہی جیسے میری ماں اگر نیت طلاق یا ظہار ہی تو صحیح ہی اور جو کہا کہ تو حرام ہی جیسے میری ماں کا پیٹ تو فقط ظہار ہی گو طلاق یا ایلا کی نیت ہو فائدہ من نسائہم سے معلوم ہوا کہ لونڈی سے ظہار نہین ہوتا کیونکہ نسا کے معنی ازواج کے ہین اور لونڈی ازواج مین نہین ہی اور بھی اس عورت سے ظہار نہین ہوتا جو کہ بے اذن نکاح مین لایا اور ظہار کیا بعد اسکے عورت نے اجازت دی کیونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہ تھی اس لیے کہ نکاح اوس پر موقوف تھا اور یعودون لما قالوا سے مراد ہی کہ توڑتے ہین اس چیز کو جسکو ظہار مقتضی ہی یہ قول چارون امام کا ہی

پر توڑنے میں اختلاف ہے ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ استمتاع کو مباح جاننے سے گو بغیر شہوت بھی ہو ظہار ٹوٹ جاتا ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو عورت کو ظہار کے بعد اِس قدر ٹھہرایا کہ اُس زمانہ میں مفارقت ہو سکتی ہے تو وہ نقض ہے اور مالک کے نزدیک جماع کا ارادہ نقض ہے اور امام احمد حنبل کے نزدیک جماع ہے اور لفظ رقبۃ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بردہ عام ہے مومن ہو یا کافر کیونکہ وہ مطلق ہے بلا قید اور وصف کے حق میں مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہے اور امام شافعی مومن کو خاص کرتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں قتل کے کفارہ پر اور من قبل ان یتماسا سے معلوم ہوا کہ وطی و بوسہ و کنار کفارہ کے پیشتر حرام ہے یہ مذہب ہمارا ہے اور بعضے صرف وطی حرام کہتے ہیں کیونکہ تماس سے مراد جماع ہے اور رقبہ کے نہ پانے سے مالک کے نزدیک یہ مراد ہے کہ نہ بردہ پاوے اور نہ بردہ کی قیمت کہ اُس سے مول لے سکے جو بردہ پاوے آزاد کرے گو خدمت کی حاجت رکھتا ہو اور جو بردہ نہو تو اگر قیمت پاوے مول لیکر آزاد کرے گو نفقہ کی حاجت ہے اور اگر قیمت بھی نہ پاوے تو روزے رکھے اور شافعی کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ پاوے بردہ یا اُسکی قیمت فاضل حاجت اصلی سے جو بردہ پایا پر خدمت کی حاجت ہے یا قیمت پائے پر نفقے کی حاجت ہے تو اُسکو روزے چاہییں اور ہمارے امام کے نزدیک اگر بردہ ملے گو خدمت کی حاجت ہو آزاد کرے اور جو قیمت ہو تو مول نہ لیوے گو وہ قیمت حاجت اصلی سے فاضل ہو بلکہ روزے رکھے اس قول کی تائید یہ ہے کہ بعد اِسکے اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھلانا بدون قدرت کے نہیں ہوتا اِس سے معلوم ہوا کہ بردہ نہ پانے سے نہ پانا بردہ کا بعینہ مراد ہے نہ قیمت اُسکی کیونکہ اگر قیمت کا اعتبار ہوتا اور کھلانے والے کو قدرت مقدم ہے تو بجاے اطعام کے شراء عبد ارشاد ہوتا اور متتابعین سے معلوم ہوا کہ تتابع شرط ہے اور تتابع اُسے کہتے ہیں کہ دو مہینے کے مابین وہ پانچ دن جنمیں روزہ نہیں درست ہے نہو اور اُنکے درمیان افطار نکرے عذر سے یا غیر عذر سے پھر جو بے عذر افطار کیا تو بالاتفاق استیناف ہے اور جو بعذر کیا تو ہمارے نزدیک استیناف ہے اور من قبل ان یتماسا کے یہ معنی ہیں کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر مقدم ہے اور بعضوں نے فقط جماع پر مقدم کیا ہے معلوم ہوا کہ روزہ میں مس بھی نہو کیونکہ دو مہینے کے روزے کا تقدم علی المس شرط ہے کتب اصول میں بھی کہ روزے کے اندر اگر رات کو عمداً اور دن کو سہواً وطی کرے تو ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک استیناف ہے اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک نہیں کیونکہ اللہ نے واجب کیا کہ سب روزے مس کے قبل ہوں جو استیناف کریگا تو سب روزے مؤخر ہوں گے اور جو استیناف نکریگا تو بعض مس پر مقدم ہونگے یہ بہتر ہے اور طرفین کہتے ہیں کہ اللہ نے دو چیزیں واجب کی ہیں ایک تقدم علی المس دوسرا خالی ہونا مس سے اس صورت میں کل کا تقدم علی المس ساقط ہوا پھر خالی ہونا مس سے کل کا استیناف سے ہو سکتا ہے اسلیے سب ہی ممکن کیے اور فمن لم یستطع کے یہ معنی ہیں کہ اصل صوم کی طاقت نہ رکھے یا اصل صوم پر قادر ہو پر بیماری سے تتابع کی طاقت نہیں ہے تو واجب ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھلاوے ہر ایک کو ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا سوکھے خرمے اور اگر پکا کر کھلاوے

تو ساٹھ روٹی دو وقت کھلا وے اور اگر اناج دے تو ہر ایک محتاج کو دو سیر گیہون جیسا بیان کیا گیا اور اطعام
کی صورت مین تماس کا نہونا ہمارے نزدیک شرط نہین ہی کیونکہ وہ اس قید سے مطلق ہے اور مطلق اپنا اطلاق پر رہتا ہی
گو ایک حادثہ نہین ہوا اور شافعی کے نزدیک شرط ہی اور صاحب کشاف اور مدارک نے کہا ہی کہ جو مظاہر کفارہ سے
بعض رہا تو عورت کو چاہیے کہ مدافعہ کرے اور قاضی کو چاہیے کہ کفارہ کے لیے جبر کرے اور قید رکھے اور اکلیل مین ہے
کہ ان آیتون سے بہت مسائل معلوم ہوے ظہار کا حکم اور اُسکا کبیرہ ہونا اور خاص ہونا ظہار کا ازواج سے اور
کفارہ عود کی صورت مین اور امام مالک نے من نسائہم سے دلیل پکڑی ہی کہ سریہ سے بھی ظہار ہوتا ہی کیونکہ وہ بھی نسا مین
داخل ہی اور بعضون نے ظاہر آیت سے دلیل پکڑی ہی کہ ظہار فقط اُسی وقت ہوتا ہی کہ خاص پیٹ سے تشبیہ دے اور
فقط مان کے ساتھ تشبیہ دے نہ جدات وغیرہ محارم سے رضاعی ہون یا نسبی اور بعضے کہتے ہین کہ عورت کے واسطے
مسئلہ ظہار نہین ہی یعنی مثلاً اگر زوجہ اپنے شوہر کے پیٹ کو والدین سے تشبیہ دیوے تو کفارہ ظہار لازم نہین آتا
کیونکہ یہ حکم مرد کو خاص ہی اور والذین کے عموم سے دلیل پکڑی ہی کہ غلام کے واسطے بھی ظہار ہوتا ہی اور اس پر بھی
جو بمجرد ظہار کے کفارہ واجب جانتا ہی اور عود کا اعتبار نہین کرتا **فائدہ** یہ جو لکھا گیا کہ بسبب بیماری کے تتابع
صوم کی طاقت نہو سو اُسکا حال یہ ہی کہ مریض وہ شخص ہی جو خوف کرتا ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائے گی
جس طرح درد چشم یا تپ ولرزہ ہو اور جو مرض کہ اُسمین زیادتی کا خوف نہو یا اُسکو کھانا مضر نہو جسطرح استلا شکم
اُسکو رخصت افطار نہین ہی اُسکو روزے برسبیل تتابع رکھنا لازم ہی مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی طرح کا
مرض ہو اُسمین رخصت ہے اور باقی حال مسئلہ ظہار کا کتب فقہ مین بتصریح مذکور ہی اس قدر آیت قرآن سے متعلق تھا
جو بیان کیا گیا اسی سال مین ام رومان زوجہ حضرت امیر المومنین امام المتقین افضل الصحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ ابن ابی قحافہ اور والدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی وقت دفن حضرت
محبوب رب العالمین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم انکے قبر مین اُترے اور اُنکے واسطے استغفار کیا رعایۃً لحق
ابی بکر و عایشہ رضی اللہ عنہما وقضاءً لحق ام رومان اور جب اُنکو قبر مین رکھا تو فرمایا من اراد ان ینظر الی
امراۃ من الحور العین فلینظر الی ہذہ المراۃ اور اسی سال کے ماہ ذیحجہ مین حضرت رحمۃ العالمین حبیب رب العالمین
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہان عجم کو فرامین لکھوائین تاکہ اُنکو رغبت اسلام ہو و خوف
و ترس بھی لاحق ہو روایت ہی کہ جب یہ ارادہ ہوا تو اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان ملوک و سلاطین کا
دستور ہی کہ جس خط پر مُہر نہو اُسے نہین پڑھتے لہذا حضرت نے خاتم بنانے کا حکم دیا چنانچہ خاتم طلائی طیار ہوئی بعض
اصحاب نے بھی جو کہ متمول تھے باتباع حضرت انگشتری بنوائی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنی تو اصحاب
نے بھی پہنی دوسرے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ای محمد سونا پہننا تمھاری اُمت کے مردون پر حرام ہی

اس وقت حضرت صلعم نے واصحاب نے خاتم طلا اُتار ڈالی بعد اُسکے خاتم نقرہ بنوائی کہ اُسکا حلقہ و نگین دونو نقرئی تھے اور اُسمین تین سطر
کھدوایا گیا سطر اول مین اللہ اور سطر دوم مین رسول اور سطر سوم مین محمد اس انگشتری کو حضرت داہنے ہاتھ کے چھنگلیا مین
اکثر پہنا کرتے تھے بعد آپ کے حضرت صدیق اکبر نے پہنی پھر حضرت عمرؓ نے پھر حضرت عثمان نے اُنکے ہاتھ سے بیئر اریس مین
گر گئی اور باوصف تلاش نملی اُسی دن سے امور خلافت راشدہ مین بے انتظامی شروع ہوئے محققین نے لکھا ہے کہ انگشتری
مبارک خاصیت انگشتری سلیمان رکھتی تھی الغرض جب ایسی صفت کے خاتم مرتب ہو گئی تو حضرت صلعم نے چھ خط
چھ بادشاہون کو لکھوائے اور چھ شخص اصحاب سے ایلچی مقرر ہوئے دحیہ ابن خلیفہ کلبی ہرقل قیصر روم کے پاس روانہ
ہوئے اور عبداللہ حذافہ سہمی کسرےٰ حاکم فارس کے پاس بھیجے گئے اور عمر ابن اُمیۃ ضمیری نجاشی رحمۃ اللہ علیہ سلطان
حبش کے پاس اور حاطب ابن بلتعہ لخمی مقوقس والی اسکندریہ کے جانب اور شجاع ابن ابی وہب حارث ابن ابی شمر
غسانی یمانی مقدم دمشق کے پاس اور سلیط ابن عمرو عامری ہوذۃ ابن علی حنفی پیشوا یمامہ کی طرف روانہ ہوئے اور
بمعجزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہوے کہ جو شخص جس قوم کی طرف گیا اُسی قوم کی بولی بولنے لگا صحیح بخاری مین
عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھسے قصہ نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرت سے حدیبیہ مین صلح ہوئی
تو مین شام کے ملک مین گیا اُس زمانہ مین حضرت نے دحیہ کلبی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو خط لکھا سو دحیہ کلبی نے
شام کے سردار کو خط دیا اُسنے روم کے بادشاہ کو حوالہ کیا ہرقل نے کہا اگر اس شخص کا جو آپ کو پیغمبر جانتا ہے کوئی اہل قوم
ہو تو بلاؤ سو مجھے بلوایا مع چند قریش کے ہرقل نے پوچھا کون آدمی قریب تر نسبت مین اس صاحب خط کا ہے مین نے کہا
مین ہون مجھکو لوگون نے بادشاہ کے سامنے بٹھلایا اور میرے پیچھے ہمراہیون کو پھر مترجم یعنے دوبھاسیا بلایا اور بادشاہ نے
میرے ساتھیون سے کہا کہ مین اس شخص سے کچھ پوچھتا ہون اگر یہ جھوٹھ بولے تو تم جھٹلائیو ابوسفیان نے کہا کہ خدا
کی قسم اگر دروغ گو مشہور ہونے کا ڈر نہوتا تو مین حضرت کے حال مین کچھ جھوٹھ بولتا غرض بادشاہ نے پوچھا کہ حسب ونسب
اس نبی کا کیا ہے مین نے کہا نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر پوچھا کوئی شخص اسکے باپ دادون مین بادشاہ بھی تھا
مین نے کہا نہین پھر پوچھا کہ کبھون اُس پر جھوٹھ بولنے کی تہمت بھی لگی ہے مین نے کہا نہین پھر پوچھا کہ سردار لوگ اُسکے تابع
ہوتے ہین یا غریب مین نے کہا ضعفا پھر پوچھا تو ابع اُسکے زیادہ ہوتے جاتے ہین یا گھٹتے ہین مین نے کہا کم نہین ہوتے بلکہ
زیادہ ہوتے جاتے ہین پھر کہا کوئی شخص تابعین سے مرتد بھی ہو جاتا ہے ناخوش ہو کر مین نے کہا نہین بادشاہ نے کہا تم
اس سے لڑتے ہو مین نے کہا ہان کہا کسطرح لڑائی ہوتی ہے مین نے کہا کبھی ہم غالب آتے ہین کبھی وہ پھر کہا کبھون عہد شکنی
بھی اُسکے طرف سے ہوتی ہے مین نے کہا نہین لیکن اب ہمسے اور اُس سے صلح ہوئی ہے ہمکو معلوم نہین کہ اب کیا کرنے والا ہے
ابوسفیان کہتا ہے کہ واللہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور مین نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اور بھی کسی نے تم لوگون
مین سے قبل اُسکے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہین مین نے کہا نہین پھر بادشاہ نے مترجم سے کہا کہ اُس سے کہدے کہ مین نے

اُسکا حسب و نسب پوچھا تو نے کہ شریف اور عالی خاندان ہی سو پیغمبر لوگ اسی طرح کے ہوتے آئے ہین مین نے پوچھا
اُسکے باپ دادہ مین کوئی بادشاہ تھا تو نے کہا نہین سو اگر کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو مین کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے
مین اپنے آبائی سلطنت چاہتا ہی اور مین نے اُسکے تابعدارون کا حال پوچھا تو نے کہا غریب ہین سو یہی حال ہی
پیغمبرون کا کہ اول غریب لوگ اُنکی اطاعت کرتے ہین یعنے بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہین اور مین نے
پوچھا کہ نبوت سے قبل کبھی اُسکی دروغ گوئی بھی ثابت ہوئی ہی تو نے کہا نہین مین نے جانا کہ وہ کبھی خدا پر جھوٹھ نہ
باندھے گا اور مین نے تجھسے پوچھا کہ اُسکے لوگ دین سے ناخوش ہوکر پھر بھی جاتے ہین تو نے کہا نہین سو یہی حال ہی
ایمان کے نور کا جب دل مین رچ گیا اور مین نے پوچھا کہ اُسکے لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہین یا کم تو نے کہا زیادہ ہوتے
ہین سو یہی حال ہی ایمان کا کہ اُسکو ترقی ہوتی ہی یہان تک کہ کمال کو پہونچتا ہی اور مین نے کہا کہ اُسکی لڑائی کا کیا حال ہی
تو نے کہا کبھی وہ غالب ہوتا ہی کبھی ہم سو یہی سنت ہی پیغمبرون کی کہ اول ایمان والون کی آزمایش ہوتی ہی پھر انجام کو فتح
نصیب ہوتے ہین اور مین نے پوچھا کہ وہ دغا بھی کرتا ہی تو نے کہا کہ نہین سو یہی عادت ہوتی ہی پیغمبرون کی کہ وہ ہرگز
دغا نہین کرتے اور مین نے پوچھا ایسا دعویٰ اُسکی قوم مین کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو نے کہا نہین سو اگر ایسا پہلے
دعویٰ کیا ہوتا تو مین جانتا کہ یہ شخص بھی اپنے قوم کی راہ پر چلا اگلون کی طرح اسکو بھی ہوس نے لیا پھر بادشاہ نے
کہا تمکو کیا حکم دیتا ہی مین نے کہا صلوۃ و زکوۃ اور برادر پروری اور پرہیزگاری کا بادشاہ نے کہا اگر یہ سب باتین اس
شخص مین ہین تو وہ بیشک پیغمبر ہی اور مین آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت مین پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہی لیکن میرا یہ گمان
نہ تھا کہ تمھارے قوم مین ہوگا اور اگر مین یہ جانتا کہ مین اُس تک پہونچ سکونگا تو مین اُسکے دیدار کا عاشق ہوتا اور
جو مین اُسکے پاس ہوتا تو اُسکے قدم دھویا کرتا پھر بادشاہ نے حضرت کا یہ خط مانگا اور پڑھا جب وہ خط پڑھ چکا تو
اہل دربار مین بہت گفتگو اور نہایت شور و غل ہوا پھر ہم بموجب حکم دربار سے نکالے گئے ابو سفیان نے کہا کہ جب
ہمارا اخراج ہوا تو مین نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ محمد کا یہ رتبہ پہونچا کہ بادشاہ روم اُس سے ڈرتا ہی کا قال لقد امر امر
ابی کبشۃ انہ یخافہ ملک بنی الاصفر یعنی بزرگ ہوا کام ابن ابی کبشہ کا کہ اُس سے ڈرنے لگے بادشاہ بنی الاصفر یعنے
قیصر روم ابو سفیان کہتا ہی کہ اس وقت مین نے یقین سے جانا کہ حضرت سب پر غالب ہونگے یہان تک کہ خدا
نے مجھکو اسلام مین داخل کیا راوی کہتا ہی کہ پھر ہرقل نے روم کے سردار اپنے ایک مکان مین جمع کیے اور دروازون مین
قفل ڈلوائے پھر اُنسے کہا کہ ای لوگو اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری اور اپنی سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس
پیغمبر کا ایمان لاؤ سو روم کے سردار سب بھڑکے اور گورخرون کیطرح بھکے اور بھاگے لیکن دروازے بند پائے پھر بادشاہ
نے اُنکو بلایا اور کہا مین نے تمھارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھکو پسند تھی وہی تمنے کی تب تو اُن لوگون نے
بادشاہ کو سجدہ کیا اور خوش ہوگئے حقیقت یہ ہی کہ روم کے لوگون نے بادشاہ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا مگر دروازے بند ہونے سے دست بردار [illegible]

بخوف ملک و دولت و عزت وجان زبان بدلکر کہا کہ آزمایش تمھاری منظور تھی سو تم دین پر اپنے ثابت قدم نکلے
یہ معاملہ شہر حمص مین واقع ہوا ہے کیونکہ جب وحیہ کلبی مدینہ پاک سے خط لیکر ہرقل کے پاس چلے ہین تب ہرقل
بیت المقدس کو نذر ادا کرنے گیا تھا اور قبل پہونچنے وحیہ کے حمص مین آگیا تھا اور مضمون خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا
کہ یہ خط محمد خدا کے رسول کا ہے ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے اُس پر سلام ہے جو راہ راست پر چلا بعد اسکے مین تجکو بلاتا
ہون اسلام کی دعوت سے قبول کر تا کہ دین و دنیا مین سلامت رہے اور تو مسلمان ہوجا خدا تجھکو دوہرا ثواب دیگا
یعنے ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام نہ قبول کیا تو تیرے
اوپر رعیت کا اور تابعداروں کا گناہ پڑیگا یعنے جب تو مسلمان نہوا تو رعیت بھی مسلمان نہوگی تو اُنکی گمراہی کا عذاب
تجھپر ہوگا یہ آیت لکھی تھی یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً
اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون یعنے اے اہل کتاب والو آجاو اس بات پر جو ہمارے اور تمھارے
درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم خدا کے سوائے کسیکی عبادت اور پرستش نکرین اور کسی چیز کو اُسکے ساتھ
شریک نہ ٹھہرائین اور ہم مین سے بعضے آدمی بعضون کو خدا کے سوائے اپنا رب اور مالک نہ بناوین سو اگر اہل کتاب
توحید سے موہنہ موڑین تو اُنسے کہدو کہ تم گواہ رہیو کہ ہم تو مسلمان ہین حکم الہی کے مطیع **فائدہ** یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ لقد
امر امر ابن ابی کبشہ سو حال اس مقولہ کا یہ ہے کہ ابی کبشہ قبیلہ خزاعہ مین ایک شخص تھا ساحر کہ اُس سے امور عجیبہ وقوع
مین آیا کرتے تھے اُسنے بت پرستی مین قریش سے مخالفت کرکے ستارہ شعرے یمانی کی پرستش شروع کی تھی اُس
مشابہت سے مشرک بت پرست حضرت رحمۃ العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہنے لگے کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالے کو برخلاف قریش پوجتے تھے اور نکوہش بتون کی کیا کرتے تھے اور سخت بیزار
تھے سو اُنکے نزدیک جیسا ابن ابی کبشہ برا تھا ویسا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا جانتے تھے **فائدہ** ہرقل بکسر
الہاء وفتح الراء وسکون القاف بروزن دمشق وہو اسم علم لہ لا ینصرف للعلمیۃ والعجمیۃ اور قیصر بادشاہ روم کا لقب ہے
جس طرح بادشاہ فارس کا کسرے اور سلطان حبش کا نجاشی اور فرمانروائے ترک کا خاقان اور فرمانروائے
قبط کا فرعون اور رئیس حمیر کا تبع **فائدہ** اس بات مین اختلاف ہے کہ ہرقل ایمان لایا یا نہین بعض علماء اسلام کثرہم اللہ
فرماتے ہین کہ ہرقل بادشاہ روم اُسی وقت ایمان لایا جب اُسنے نامہ مبارک پڑھا مگر پوشیدہ اور مخفی و بخوف ہلاکت
ذات وزوال مملکت عادت و افعال اُسکے برخلاف دین اسلام تھے لیکن مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مین موجود ہے
کہ ہرقل نے تبوک سے ایک خط حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور اُسمین مندرج کیا کہ مین مسلمان ہون
حضرت حبیب اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ کاتب اس خط کا جھوٹا ہے یہ شخص اب تک اپنے نصرانیت پر قائم
ہے لہذا بعض علماء محققین شکر اللہ سعیہم ورضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ ہرقل ایمان نہین لایا وہذا صحیح جداً روایت ہے

کہ نامہ مبارک ایک سونے کی ڈبی مین ابتک رکھا ہو کہ جب پانی نہین برستا تو اُس سے استسقا کرتے ہین فائدہ ایک
شخص ضغاطر عالم نصاریٰ نہایت معظم و مکرم وہان رہتا تھا ہرقل نے دحیہ کلبی سے کہا کہ تم اپنے پیغمبر کا حال اُس سے کہو
اگر وہ ایمان لاوے تو سب نصاریٰ ایمان لاوین گے اُنھون نے جاکر بیان کیا اُسنے سنتے ہی عصا اپنے ہاتھ مین لیا
اور سپید کپڑے پہن کر باہر نکلا اور کلیسا مین جہان بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا اور کہا کہ مین پیغمبر عربی پر ایمان لایا
بیشک یہ وہی پیغمبر ہین جنکی بشارت عیسیٰ نے دی یہ سنتے ہوے نصاریٰ اُسپر دوڑ پڑے اور مارتے مارتے مار ڈالا ہرقل نے
یہ حال سُنکر کہا مجھ سے بھی یہی حال کرینگے اگر مین ایمان لاؤن مورخین محققین نے لکھا ہو کہ عبد اللہ نے عظیم البحرین کے معرفت
نامہ مبارک کسرٰے کو پہونچایا اُسنے پڑھکر چاک کر ڈالا اور کہا غلام لوگ مالکون کو ایسا لکھتے ہین تو حضرت
نے سُنکر فرمایا ان یمزقوا کل ممزق یعنی پارہ کیے جائین وہ تمام پارہ ہون اس دعا کی اثر سے چودہ[۱۴] پادشاہ
ایک ہی سال مین مرگئے پھر ایک عورت پادشاہ ہوئی پھر سلطنت جاری نہوئی روایت ہو جب دن حضرت نے
دعا فرمائی اُسی رات کسریٰ بالاخانہ سے گرا اور مرگیا اور روضۃ الاحباب مین ہو کہ دسوین جمادی الاول سال ہفتم ہجری
بشب سہ شنبہ یہ معاملہ ہوا کہ شیرویہ کسریٰ کے بیٹے نے کسرٰے کا پیٹ چھری سے چیر ڈالا اور مکتوب خوش اسلوب
کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے لکھا جاتا ہو کسریٰ بادشاہ فارس کو سلام
اُس شخص کو جو راہ ست کے متابعت کرے اور خدا ی تعالیٰ جل شانہ کا گرویدہ ہو کر گواہی دے کہ خدا ایک ہو اور
محمد اُسکا بندہ اور رسول ای کسریٰ مین تجھسے اسلام کی دعوت کرتا ھون بیشک مین خدا کا رسول ھون تمام جہان
کے لیے تاکہ ہر ایک زندے کو ڈراؤن اور خدا کے عذاب سے خوف دلاؤن اور کافرون پر حجت تمام کرون پس ای
کسریٰ تو خدا سے ڈر اور مسلمان ہو کہ ہلاکت سے نجات پاکر فلاح کو پہونچے اور اگر سرکشی کریگا تو خوف سمجھ کہ مجوس
مجوس کا ساوبال تجھپر بھی پڑیگا جب یہ نامہ اُسکے سامنے پڑھا گیا تو اُسنے ہاتھ مین لیکر چاک کر ڈالا اور بے ادبانہ کلام
کیا یعنی اپنا نام میرے نام سے پہلے کیون لکھا یہ خبر حضرت کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ جس طرح کسریٰ نے میرا نامہ پھاڑا
اللہ تعالےٰ اُسکا پیٹ پھاڑے پھر کسریٰ نے باذان حاکم یمن کو لکھا کہ شخص مدعی نبوت کو گرفتار کر کے بھیجدے اُسنے بانو
اور خرخسرہ فارسی کو بھیجا اور ایک خط حضرت کو لکھا کہ تم ان دونون کے ساتھ کسریٰ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ دونون
طائف کے سرزمین مین آئے ابو سفیان اور صفوان ابن اُمیہ وغیرہ ملے اُنھون نے حضرت کا مسکن تبلایا اور خوش ہوے
کہ بھلا جلیل القدر بادشاہ دشمن رسول ہوا القصہ دونون ایلچی باذان کے مدینہ مین آئے اور حضرت کے مجلس شریف
مین حاضر ہوئے اور پیغام باذان اور گفتگوی کسریٰ بیان کی حضرت نے متبسم ہو کر دونون کو دعوت اسلام فرمائی
کہ ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے اور بیرون مجلس آپسمین کہنے لگے کہ اس مجلس کی ہیبت سے جان کا خوف
تھا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اس شخص کے تمام معاملے خدا کی طرف سے ہین اُس دن تو وہ دونون بموجب ارشاد پیغمبر خدا

ایک مکان میں ٹھہرے دوسرے دن پھر آئے حضرت نے فرمایا کہ باذان سے کہدو میرے خدا نے کسریٰ کو ہلاک کر ڈالا
اور ایک کمر بند زر دوزی کا خرخسرہ کو عنایت کیا پھر دونوں رخصت ہوکر یمن میں پہونچے اور حال گذشتہ باذان سے
بیان کیا باذان نے کہا کہ ان حالات سے محمد پیغمبر برحق معلوم ہوتے ہیں اور اگر خبر ہلاکی کسریٰ کی صحیح ہوتی ہے تو پھر کچھ بھی
شک نہیں میں ایمان لاؤنگا یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ شیرویہ کا خط آیا کہ میں نے پرویز خسرو کو ظالم سمجھکر مار ڈالا اور تم اس شخص سے
جو مدعی نبوت ہے تعرض نکرو سو باذان نے خط پڑہا اور مع پیروان توابع مسلمان ہوا اور جب عمر ابن امیہ نجاشی رہ کے پاس بھیجے تو نجاشی نے نہایت تعظیم تکریم کی
اور تخت سے اُترکر نامہ مبارک لیا اور اپنے آنکھوں سے لگایا اور اسلام لایا مگر صحیح یہ ہے کہ نجاشی اسلام لا چکا تھا اور ایلچی
یہ نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے تزویج ام حبیبہ و طلب جعفر ابن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کے لکھا تھا کہ
اُس نے بوکالت خالد ابن عاص ام حبیبہ کو نکاح کرکے بھیجا اور مہاجرین کو مع مال و اسباب بسیار دو کشتیوں پر سوار
کراکر روانہ کیا روایت ہے کہ نجاشی نے اس خط کو عاج کے ڈبے میں باحتیاط رکھا تھا اور بروایتے اب تک موجود ہے کہ اسکا اکرام
ہوتا ہے اور نجاشی نے کہدیا تھا کہ جب تک حبش میں یہ خط رہیگا خیر و برکت سے معمور رہیگا فائدہ نجاشی بفتح نون
و عند البعض بالکسر چنانچہ صاحب قاموس نے بالکسر و تشدید تحتیہ افصح کہا ہے اور بعض کے نزدیک صواب تخفیف یا ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک یا نسبت نہیں ہے بلکہ اصلی و ساکن ہے فضائل نجاشی اکثر ہیں اور جب حاطب بن بلتعہ نے اسکندریہ
میں مقوقس کو نامہ دیا تو اُسنے بھی تعظیم کی اور جواب لکھا خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ آپ کے مکتوب کو میں نے خوب سمجھا اور میں جانتا
ہوں کہ ایک پیغمبر جو باقی ہے ظاہر ہوگا لیکن میرا گمان یہ ہے کہ شام میں ہوگا اور چند تحائف روانہ کیے اور تفصیل لکھی از انجملہ چار
لونڈیاں ترکی اور ایک خواجہ سرا اور ایک نیزہ اور بیس قد جامہ نرم اور ہزار مثقال طلا اور حاطب کو سو مثقال سونا
اور پانچوں کپڑے انعام میں دیے اور تنہائی میں حضرت کا حال پوچھا اور سنکر بولا کہ یہ سب صفات پیغمبر کے ہیں پھر حاطب
پانچ دن قیام کرکے رخصت ہوئے اور مع تحایف مرسلہ حضور رسالت پناہ میں حاضر ہوئے تو منجملہ لونڈیوں کے
حضرت ماریہ قبطیہ کو مسلمان کرکے بطور سریہ بملک میں اپنے تصرف میں لائے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ انھیں سے
پیدا ہوئے اور سیرین اخت ماریہ حضرت حسان ابن ثابت کو بخشی اور دلدل خاص اپنی سواری میں رکھا اور دراز گوش عفیر
خواہ یعفور نام پر بھی گاہے سواری فرماتے تھے چنانچہ دراز گوش سفر حجۃ الوداع میں فوت ہوا اور دلدل بعد وفات آنجناب
حضرت علی مرتضیٰ کے سواری میں رہا پھر امام حسن علیہ السلام کے پاس رہا زمان معاویہ میں مرگیا اور مقوقس کہ نام اُسکا
جریح ابن مینا تھا عہد خلیفہ دوم میں فوت ہوا اسلام اسکا ثابت نہیں ہے فائدہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ ہدیہ مشرک
کا مقبول ہوا اور بعض احادیث سے رد فرمانا ہدیہ مشرکوں کا پایا جاتا ہے اور رفع تعارض یوں ہوتا ہے کہ جسکا ہدیہ قبول کیا
اُسکے اسلام کی امید تھی اور جسکا رد فرمایا اُسکے اسلام سے ناامیدی تھی اور شجاع ابن وہب نے نامہ مبارک حضرت صلعم کا
بذریعہ ایک نصرانی کے جسکا نام خراب تھا اور حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سُنکر باطن میں ایمان رکھتا تھا حارث

ابن شمر غسانی کے پاس بھیجوایا اُسنے خط پڑھا اور پھینک دیا یہ خبر سُنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک اُسکا خراب
ہوجیو چنانچہ حارث مذکور سال فتح مکہ مین مرگیا اور ملک اُسکا جبلہ ابن الایہم غسانی کے ہاتھ آیا اُسکے پاس بھی شجاع ابن وہب
مع نامہ آئے ہین سو وہ بخوشی ایمان لایا مگر خوف حاکم سے پھر نصرانی ہوگیا اور اسی حال مین مرا اور بعضے اہل سیر کہتے ہین
کہ حارث ابن شمر بھی پوشیدہ ایمان لایا تھا اور جب سلیط ابن عمرو نے نامہ مبارک ہوذہ کو دیا تو ہوذہ ابن علی
حنفی نے بھی بہت تعظیم سے لیا اور جواب لکھا کہ طریقہ آپ کا نہایت بہتر ہی لیکن مین اپنی قوم مین خطیب و شاعر ہون
مجھکو بھی اپنا شریک کیجے اور سلیط کو انعام دیکر رخصت کیا اُسنے جواب نامہ حضرت کے حضور مین پیش کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اسکی نامنظور فرمائی اور بعد فتح مکہ ہوذہ بھی کافر مرا اور اسی سال مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارون کو رخصت دی کہ گھوڑے اور اونٹ مضمار مسابقت مین دوڑایا کرو مگر گھوڑون کے
لیے میدان علیحدہ قرار دیا اور اونٹون کے واسطے علیحدہ روایت ہی کہ اس دوڑ مین شتر عضبا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہمیشہ سب اونٹون سے آگے نکل جاتا تھا ایک روز اتفاقاً ایک اونٹ سے پیچھے رہ گیا تو یارون کو رنج ہوا تب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائے ملال و رنج نہین ہی ہر کمال کو زوال اور ہر شرف کو وبال و ہر رفع کو وضع
اور ہر جمع کو منع عارض و متعارض ہوتی ہی پھر رنج کرنا بیفائدہ ہی اور اسی سال مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
دوسری شرف ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوے اور اصحاب صفہ مین معدود انکے نام مین اختلاف
ہی اور باپ کے نام مین بھی پس بقول ارجح نام انکا عبدالرحمن اور باپ کا نام صخر تھا اور چونکہ ایک ہرہ صغیرہ انکی پاس تھی
اس باعث سے کنیت انکی ابوہریرہ ہوئی اور مدت قلیلہ مین خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت کی اور
حضرت کی دعا سے قوت حافظہ ایسی خدا نے عنایت کی کہ جو کچھ زبان فیض ترجمان سے سنا یاد رکھا چنانچہ روایت احادیث
کی ابوہریرہ رض سے اسقدر ہی کہ اور کسی صحابی سے نہین ہی یعنے پانچ ہزار تین سو چوہتر ۵۳۷۴ حدیث اُنسے کتب احادیث
مین مروی ہین از انجملہ چھ سو نو صحیحین مین اسمین تین سو چھبیس ۳۲۶ متفق علیہ اور ترانوی فرد بخاری اور ایک سو نوے ۱۹۰
فرد مسلم وفات ابوہریرہ کی سال پنجاہ و چہارم ہجری مین ہوئی بقیع مین مدفون ہوے عمر ستتر برس کی ہوئی القصہ
جب ساتوان برس ہجرت کا اور ساٹھوان مولد کا ہوا تو آخر محرم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا بر غزوہ
خیبر کہ مدینہ طیبہ سے تین منزل کے فاصلے پر واقع ہی تشریف لیچلے اور سبب اس واقعے کا یون واقع ہوا کہ جب حضرت
سرور کائنات اشرف موجودات شفیع المذنبین سید المرسلین امام الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حدیبیہ کے سفر سے مراجعت فرمائی اور ماہ ذیحجہ مین داخل مدینہ با سکینہ ہوے اور
قریب بیس دن کے وہان اقامت فرمائی تو شرارت یہود خیبر کہ ایک مدت سے ظاہر تھی اور عداوت سید المرسلین
انکے قلوب مین قائم تھی اس زمانہ مین علانیہ ہوئی لہذا حضرت نے حکم طیاری کا واسطے غزوہ خیبر کے نافذ کیا تھا

چرچا ہوا کہ خداے تعالے نے فتح خیبر اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا ہے قوم یہود موجود مدینہ بہت جلے جسکا کسی مسلمان پر قرض آتا تھا اُسنے تقاضا کیا عبد اللہ بن حدرد صحابی انصاری پر ابو شحم یہودی کے پانچ درم تھے اُسنے تقاضا کیا صحابی نے کہا کہ جب غنائم خیبر سے مجھے ملے گا دونگا اُسنے کہا کہ خیبر کا حال اور مقاموں پر قیاس نکرو خیبر میں دس ہزار مرد جنگی ہیں صحابی نے بہت رنج کیا اور کہا مردود تو ہمکو تخویف کرتا ہے وہ حضور اقدس میں نالشی ہوا اور عبد اللہ نے مقولہ یہودی کا بیان کیا آپ نے زیر لب کچھ فرمایا اور عبد اللہ سے اداے قرض کو ارشاد کیا چنانچہ عبد اللہ نے ایک کپڑا اپنا تین درم کو بیچا اور دو درم ایک صحابی سے قرض لیکر قرض ادا کیا سلمہ ابن اسلم نے کپڑا اپنا دیا کہ وہ پہنکر غزوہ خیبر میں گئے اور وہاں بہت لوٹ ملی اور ایک عورت قریبہ ابو شحم کے ہاتھ آئی کہ اسکو قیمت گران بیچا بالجملہ حضرت صلعم آخر محرم الحرام سال ہفتم ہجری میں بافوج وحشم جانب خیبر تشریف لیچلے اُس وقت ایک ہزار چار سو غازی اور دو سو اسپ عربی و ترکی از انجملہ تین گھوڑے خاصہ یعنی لزار و سکب و ظرب ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ایک ہزار چار سو اشتر اور دس نفر منافق تھے اور بیس عورتیں ہمراہ رکاب تھیں اور اس غزوہ میں امہات المومنین سے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام قرعہ پڑا تھا کہ وہ ساتھ حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین کے گئی تھیں اور سباع ابن عرفطہ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوة والسلام میں خلیفہ مقرر کیے گئے تھے اور عکاسہ ابن محصن اسدی مقدمۃ الجیش کیے گئے اور حضرت امیر المومنین الناطق بالحق والصواب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سردار میمنہ تھے اور میسرہ اور ساقہ کا حال دریافت نہیں ہوا اور حضرت اسد اللہ الغالب نقطہ دائرہ مطالب امیر المومنین علے ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں درد شدید تھا وہ اس سبب سے ہمراہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لیگئے مگر جب حضرت رحمۃ العالمین خیبر میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت امیر بھی داخل ہوئے لیکن خیمہ میں رہے بالجملہ جب لشکر ظفر پیکر اسلام باشوکت ملک علام جانب خیبر روانہ ہوا تو عبد اللہ بن ابی سلول منافق نے یہ خبر یہودیان خیبر کو مفصل پہونچائی اُن لوگوں نے مضطرب ہوکر بوساطت کنانہ بن ابی الحقیق اور ہوذہ بن قیس قوم غطفان سے اعانت و مدد چاہی انھوں نے خوف سے انکار کیا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صہبان میں پہونچے وضو کرکے نماز عصر ادا فرمائی اور بعد نماز عصر قدرے خرمے اور ستو تناول فرماکے اُسی وضو سے نماز مغرب ادا فرمائی اور بعد عشا دو شخص راہبر طلب فرمائے اور کہا ایسی راہ لے چلیو کہ سیدھے قبائل غطفان اور خیبر کے درمیان پہونچیں اُن دونوں میں سے ایک نے جسکا نام حسیل تھا آگے ہوا چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں سے کئی طرف راستہ پھٹا تھا حسیل بولا یا رسول اللہ جس راہ فرماؤ لیچلوں اور راہوں کے نام لینا شروع کیا جب مقام مرحب کا نام آیا تو حضرت نے فرمایا اس راہ سے لے چل چنانچہ اُسی راہ جانب خیبر تشریف لیچلے اور عباد ابن بشر کو چند سواروں کے ساتھ

آگے بطور طلیعہ بھیجی یا عباد نے ایک جاسوس اُس طرف کا گرفتار کیا اور اُس سے حال خیبریون کا پوچھا اُسنے پہلے کہا
دس ہزار آدمی جنگی مسلح طیار ہین پھر عباد نے مکرر پوچھا تو اُسنے کہا تمھارے خوف سے سب ٹھہر رہے ہین سو عباد اُس جاسوس کو
حضرت کے حضور مین لائے تو اُسنے سب حال کہدیا حضرت عمر کی مرضی ہوئی کہ اسکو قتل کرین عباد نے کہا مین نے
امان دی ہی حضرت نے فرمایا اسکو باعزت و خاطرداری رکھو چنانچہ وہ جاسوس خیبر مین پہونچے ایک مسلمان ہوا
اور غازیان اسلام وادی حرصہ کی راہ سے خیبر کے قلعون کے آس پاس کی سرزمین مین داخل ہوئے حضرت نے
جناب باری مین دعا و التجا کرکے اصحاب کو حکم دیا ادخلوا علی برکۃ اللہ پھر سب چلے اور منزلہ نامہ ایک مصر پر پہونچکر
اترے اور وہان ایک مکان مسجد کے لیے قرار دیا اور نماز تہجد وہین ادا فرمائی اور نماز صبح بھی تاریکی مین پڑھی صحیح مسلم مین
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تشریف لائے اور مین نے صبح کی نماز
غلس مین آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور آنحضرت مع ابوطلحہ سوار ہوئے اور مین ابوطلحہ کا ردیف ہوا پھر حضرت خیبر کی گلیون مین
چلے تو خیبریون پر خواب مسلط تھا کہ انکو آنحضرت کے آنے کی خبر نہوئی حالانکہ بسبب دریافت ہو جانے خبر آمد لشکر اسلام
ہر روز منتظر اور مسلح باہر نکل کر رات کو پھرتے تھے اُس رات یہ غلبہ خواب ہوا کہ کسی نے جنبش بھی نہین کی بلکہ مرغون نے
بانگ نہ دی اور جانورون نے حرکت نہین کی صبح کے وقت وہان کے لوگ خواب غفلت سے چونکے مگر سب کے دلون مین
گھبراہٹ تھی اور آپس مین کہتے تھے کہ یہ اضطراب قلب کیسا ہی اور اسی حالت اضطراب مین یہ سوچے کہ اپنی جھولیان
لیکر کھیتون پر چلے جب باہر نکلے دفعۃً لشکر اسلام نظر آیا دیکھنے والون نے کہا محمد والخمیس یعنے محمد مع پورے لشکر کے آپہونچے فائدہ خمیس پورے لشکر کو
کہتے ہین کہ پورا لشکر وہ ہوتا ہی جسمین پانچون ٹکڑے لشکر ہون مقدمہ ساقہ میمنہ میسرہ قلب مقدمہ آگے کے لشکر کو اور ساقہ
پیچھے والے کو اور میمنہ داہنے طرف کے لشکر کو اور میسرہ بائین طرف والا اور قلب بیچ کا لشکر جسمین سردار ہوتا ہی بالجملہ
خبر سنکر سب اُلٹے پاؤن حصارون کو بھاگے اور دروازے بند کر لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا اور
بوحی الٰہی جملہ معاملات خیبر سے اصحاب کو اطلاع فرمائی کہ اُنکے واسطے یہ ہوتا ہی ویسا ہی ہوا خیبر مین سات قلعے تھے چنانچہ
نعاب کے قطعہ مین مذکور ہین زخیبر ستد مصطلے ہفت قلعہ خذ الشق اذ انجان ملک اسلام کتیبہ بدو یاعم وشق انکہ غموص و نطاۃ و شقیہ و سلالم کتیبہ
بفتح کاف تازی و کسر تاے فوقانیہ مثناۃ و سکون مثناۃ تحتانیہ و فتح بای موحدہ آخر آن ہای ہوز بروزن عفیفہ ناعم
بفتح نون و کسر عین مہملہ بروزن عالم شق بفتح شین معجمہ و تشدید قاف اسلحہ و ادوات حرب اسی مین رکھے تھے غموص بفتح غین معجمہ و صاد مہملہ نطاۃ
بفتح نون و طای مہملہ شقیہ بشین مہملہ و طای حطی مہملہ مکسورہ و یای مثناۃ تحتانیہ و ہاے ہوز مہملہ بروزن امیر سلالم بضم
سین مہملہ و کسر لام ثانیہ بالجملہ اہل خیبر پر بڑا خوف طاری ہوا تھا مگر سلام ابن مشکم نے انکو تسلی و دلاسے سے مضبوط کیا
کہ محاربہ پر مستعد ہوئے اور اپنے عیال و اطفال قلعہ کتیبہ مین سنبھالے اور کھانیکا ذخیرہ حصن ناعم مین اور حصن صعب
کھلا ناتھا رکھا اور لڑنے والے لوگ حصار نطاۃ مین جمع ہوئے اور سلام ابن مشکم رئیس خیبریون کا باوجود

بیماری کے لشکر میں حاضر ہوا اور ہر ایک کو مقابلے اور محاربے کی ترغیب و تحریص کرنے لگا آخر کار اسی قلعہ میں فی النار ہوا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو تسلی دی اور فرمایا کہ تم صبر کرو انشاء اللہ تعالے فتح دیگا اتنے میں جناب ابن المنذر نے التماس کیا
کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس مقام پر بحکم الٰہی اترے ہیں تو کچھ کلام کی مجال نہیں ہے اور اگر کسی خاص وجہ سے یہاں قیام فرمایا ہے
تو میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا یوں ہیں اترے ہیں کوئی وجہ خاص تو نہیں ہے تب جناب نے عرض کی کہ یہ مقام
مخلوط ہے یعنی قلعہ نطاۃ سے نزدیک ہے اور ہوا بھی متعفن ہے حضرت نے انکو محمد ابن مسلمہ کو واسطے تجویز مقام کے بھیجا انھوں نے
مقام رجیع پسند کر کے حضرت سے التماس کیا ارشاد ہوا کہ رات کو وہیں چل کر رہینگے اُسی دن حصار نطاۃ سے لڑائی شروع
ہو گئی اور تیروں کی بوچھار پڑنے لگی اہل اسلام انہیں کافروں کے تیر اٹھا کر مارنے لگے اسدن گرمی کی شدت تھی محمود ابن مسلمہ
حصار ناعم کی دیوار کے سایہ میں جا سویا مرحب یہودی یا کنانہ ابن الحقیق نے ایک پتھر بھاری محمود کے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا
اور اُسی زخم سے شہید ہوئے بعد اُسکے جناب ابن المنذر نے کہا کہ یہود خرموں کے اشجار کو دوست رکھتے ہیں انکو کاٹنا چاہئے
باجازت رسول اللہ خرمے کے درخت کٹنے لگے چار سو درخت کاٹے گئے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
خیبر تو فتح ہوگا کیونکہ خدا تعالے نے ہمکو انعام میں دے چکا ہے یہ درخت مسلمانوں کے واسطے رہنے دیجئے فوراً حضرت نے
منع کر دیا جب رات ہوئی تو منزل رجیع میں اترے اور وہی مقام لشکرگاہ ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر روز قلعہ کے نیچے لڑنے جاتے تھے
اور اس منزل میں یہ دستور تھا کہ ایک صحابی ہر شب حراست کرتا تھا ایک رات حضرت عمرؓ کی باری تھی تو ایک یہودی پکڑا گیا
حضرت عمرؓ نے اُسکے قتل کا حکم دیا اُسنے کہا مجھے اپنے پیغمبر کے پاس لیچلو تو میں کچھ عرض کروں حضرت عمرؓ اسکو لائے اُسنے سلام کیا
آپ نے پوچھا کیا خبر ہے بولا اے ابو القاسم مجھے امان دو تو میں سچا حال کہوں حضرت نے امان دی تب اُسنے کہا کہ میں حصن نطاۃ سے
آیا ہوں یہود اضطراب سے آج کی رات حصن شق میں بھاگ جائینگے صبح کو جب میں حصن میں داخل ہوں تو آپ بھی تشریف لائیے
فرمایا انشاء اللہ اُس یہودی نے کہا انشاء اللہ غرض دوسرے دن حصار نطاۃ فتح ہوا اور حصن شق بھی بعد اُسکے فتح ہوا اکثر
کتب سیر میں اسیطرح مذکور ہے مگر ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اول حصن ناعم فتح ہوا ہے روایت ہے کہ ایک دن حصن صعب
ابن معاذ نے لڑنا شروع کیا مرحب یہودی نکلا اور لڑنے لگا عامر ابن الاکوع نے راستہ بند کیا روکا مرحب نے تلوار چلائی
عامر نے سپر پر لی اور جب عامر نے وار کیا تو تلوار تھی چھوٹی وار اوچھا پڑا کہ تلوار عامر کی زانو پر پڑی کہ اُسی زخم سے
عامر شہید ہوئے اور منزل رجیع میں محمود ابن مسلمہ کے ساتھ دفن کیے گئے روایت ہے جب حضرت نے خیبر سے مراجعت فرمائی
تو اثنائے راہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ ابن الاکوع برادرزادہ عامر کو ملول پایا اور سبب پوچھا سلمہ سے
روایت ہے کہ میں نے رو کر کہا یا رسول اللہ اسید ابن حضیر وغیرہ اصحاب کہتے ہیں کہ عامر کا عمل باطل ہوا اس لیے کہ اپنی
تلوار سے قتل ہوا ہے حضرت نے فرمایا وہ نا سمجھ خطا پر ہیں اسکو دو اجر ہیں اور درمیان دو انگلیوں کے جمع کر کے
فرمایا انہ لجاھد مجاھد درج الدرین یہ معرکہ اُس مقام پر لکھا ہے جب علی مرتضیٰ سے اور مرحب سے مقابلہ واقع ہوا

ف فتح حصن نطاۃ و شق

ف شہادت عامر

تہذیب الاخبار الی المعراج روایت ہی کہ ایام محاصرہ مین صحابہ کے پاس کہانا کم تہا اور تکلیف ہوئی تھی ایک دن حصار صعب سے بیس
بکریان چرنے کو نکلین ابو الیسر کعب ابن عمرو انصاری نے دوڑکر دو بکریان پکڑ لین اور حضرت کے پاس لائے ارشاد ہوا
کہ ذبح کرو اور پکاؤ چنانچہ بکریان ذبح ہوکر پکائی گئین اور تمام لشکر نے اُس گوشت سے کہایا اور تلخیص المغازی
ابن اسحق مین ہی کہ ایام محاصرہ حصن صعب مین بہت پائین دراز گوش اہلی حصار سے نکلے مسلمانون نے انکو پکڑ
اور دیگون مین چڑہایا کہ جوش دیکر کہائین گے اس حالت مین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لائے
اور پوچہنے لگے ان دیگون مین کیا آپ نے فرمایا گوشت دراز گوش اہلی فرمایا کہ منادی کرو کہ گوشت دراز گوش
اہلی کا اور حیوان ذی ناب وذی مخلب کا یعنے وہ جانور جسکے کچلیان ہون اور پنجون سے کہاتے پیتے ہون اور
نکاح متعہ حرام ہوا اور اسی کتاب مین معتب ابن قشیر اسلمی سے روایت ہی کہ چند نون ہم حصار نطاۃ کو گھیرے تہے
ہم پر بڑی تکلیف تہی یہان تک کہ صحابہ نے تنگی کی شکایت حضرت سے کی اور عرض کیا کہ ہمارے واسطے دعا
فرمایئے کہ وہ قلعہ فتح ہو جسمین کہانا بہت ہو حضرت نے دعا فرمائی اور مسلمانون کو جمع فرماکر جناب ابن المنذر کو
علمدار کیا اور حکم دیا کہ حصن صعب پر ایکبارہ حملہ کرو چنانچہ سب نے ملکر حملہ کیا تو قلعہ مصعب فتح ہوگیا اور انواع
اطعمہ اور امتعہ ہاتھ لگے اور مسلمانون نے مشکین شراب کی بھری ہوئین نکال کر پھینکین اسمین سے عبد اللہ حمار مرد
مسلمان نے تہوڑی شراب لیکر پی سو اُسکو مسلمان لوگ حضرت کے پاس پکڑ لے گئے اور حضرت کو اُس سے نفرت ہوئی
اور ناخوش ہوکر نعلین مبارک سے اُسے مارا اور اصحاب جو موجود تہے اُنھون نے بھی جوتیون سے مارا یہ شخص
شرابی تہا کئی بار اسکو للکار ہوچکی تھی مگر باز نہ آتا تہا حضرت عمرؓ ناخوش ہوکر فرمانے لگے اللھم العنہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ایسی بات نکہو وہ تو خدا اور رسول کا دوستدار ہی پھر حصن بنی الحقیق جسکو حصن قموص کہتے ہین فتح
ہوگیا اور حصن وطیح وسلالم بھی گھیرے گئے یہ آخر حصن یہود تہے اور انہین مال بہت تہا اسی سبب سے یہود خوب لڑتے تہے
کئی رات ودن یہ دونون قلعے محصور رہے اور فتح نہوئے حالانکہ ہر روز ایک صحابی جلیل القدر جاتے تہے اور قتل شدید
کرکے پھر آتے تہے چنانچہ ایک دن علم نصرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت کرکے مع لشکر روانہ کیا کہ حضرت عمر رات تک
خوب لڑے اور فتح نہوئی دوسرے دن حضرت صدیق اکبر تشریف لیگئے اور حتی المقدور کوشش کرتے رہے پھر فتح نہوئی
تیسرے دن پھر حضرت عمر کو روانہ فرمایا تو اُنھون نے حد سے زیادہ کوشش فرمائی لیکن فتح مقدر اُنکے ہاتھ پر نہ تھی بلا
فتح پھر آئے اور ان دنون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درد شقیقہ لاحق تہا اس سبب سے میدان کارزار مین خود تشریف
نلیجاتے تہے صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ جس رات کی صبح کو فتح مقدر تھی آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کل یہ علم
اُس شخص کو عنایت کرونگا جو اللہ ورسول کو دوست رکھتا ہی اور اللہ ورسول اُسکو دوست رکھتا ہی اور اُسی کے
ہاتھ سے حق تعالے فتح کردیگا بعد اُسکے محمد ابن سلمہ سے ارشاد کیا کہ مین تجکو بشارت دیتا ہون کہ کل تیرے

بھائی کا قاتل دوزخ مین داخل ہوگا سہیل ابن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب حضرت نے یہ کلام فرمایا
تو اصحاب رضی اللہ عنہم سنکر رات بھر تردد مین رہے کہ دیکھئے وہ کون شخص ہے جسکو یہ نعمت نصیب ہوتی ہے بریدہ ابن الحصیب
کہتے ہین کہ ہم مین سے ہر شخص امیدوار رکھتا تھا کہ وہ شخص مین ہونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین امارت کو دوست
نہین رکھتا مگر آج جب صبح ہوئی تو سب لوگ خیمہ آنحضرت پر جمع ہوئے کہ حضرت باہر تشریف لائے اور فرمایا علی ابن
ابیطالب کہان ہے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ انکی آنکھون مین درد ہے فرمایا اُسے بلاؤ سلمہ ابن الاکوع ہاتھ پکڑ کر حضرت
علی مرتضیٰ کو لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کیا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر گود مین رکھا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب ہاتھ مین لیکر میرے آنکھون مین ملا
سو اسکی برکت سے درد چشم جاتا رہا اور اُس دن سے پھر کبھی آنکھین نہ دکھین اور نہ درد سر ہوا بعد اسکے حضرت نے
میرے حق مین دعا فرمائی اور کہا اللھم اذہب عنہ الحر والبرد یعنی اے خدا گرمی اور سردی کی اذیت سے علی کو محفوظ رکھ
اُس روز سے مجھکو جاڑا نہ لگا اور نہ گرمی کی تکلیف ہوتی تھی بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مبارک حضرت
علی کو پہنائی اور ذو الفقار کمر سے باندھی اور علم شریف ہاتھ مین دیکر ارشاد کیا کہ اے علی قتل کفار مین جلدی نکرنا پہلے
نرمی سے اسلام کی دعوت کرنا اور حقوق الٰہی جو حالت اسلام مین بندون پر واجب ہین انکو بتلانا اگر راہ راست
پر آجاوین تو ہو المراد ورنہ مجبوری سے مارنا پھر رخصت کیا تو علی مرتضیٰ نے حصار قموص کے نیچے جا کر علم اپنا گاڑا ایک
یہودی نے بالائے قلعہ سے پوچھا تو کون ہے فرمایا علی ابن ابی طالب وہ یہودی اسم مبارک سنتے ہی ڈر گیا اور بدحواس
ہوکر چلایا کہ اے خیبر یو اب بڑا بہادر آیا ہے تم مغلوب ہوجاؤ گے غرض حضرت امیر مرتضیٰ نے اول دعوت اسلام کی
سنایا اور یہود وہ بکنے لگے ناچار آپ بھی آمادہ جنگ ہوئے اول قلعہ سے حارث بھائی مرحب یہودی کا مع ایک جماعہ یہود
نکلا اُسنے اہل اسلام کے دو شخصون کو شہید کیا آخرکار حضرت امیر کے ہاتھ سے واصل نار ہوا پھر مرحب خود نکلا وہ بھی
مارا گیا اُسوقت سب سات کافر یہود مارے گئے حضرت علی کے ہاتھ سے پھر لشکر اسلام نے حملہ کیا تو یہود قلعہ مین بھاگے
اور فتح اسلام ہوئی وہو الصحیح روایت ہے کہ جب یہود بھاگے تو امیر المومنین نے پیچھا کیا اُسوقت ایک یہودی کافر نے
تلوار دست مبارک پر ماری کہ سپر گر پڑی دوسرے یہودی نے اُٹھالی حضرت امیر نے ایک پھاٹک آہنی اُس قلعہ کا
اُکھاڑ کر بجائے سپر ہاتھ مین لیا اہل قلعہ نے جب یہ قوت دیکھی تو امان مانگنے لگے کہ بعد استجازت رسول اللہ انکو امان
بخشی بشرطیکہ کہ نقود اور اسلحہ اہل اسلام کے لیے چھوڑین اور کچھ پوشیدہ نکرین اور یہان سے نکل جائین جب
لڑائی آخر ہوئی تو حضرت امیر نے اُس پھاٹک کو پس پشت چالیس ہاتھ پر پھینک دیا کہ سات آدمیون نے
پھیرنا چاہا نہ پھیر سکا اور چالیس آدمیون نے اُٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے واضح ہو کہ ان احادیث کے رجال مین گفتگو ہے
ولہذا بعضے علما منکر اس قصے کے ہوئے ہین کذا قال السخاوی فی المقاصد الحسنہ اور صاحب بہجۃ المحافل نے بعینہ

مجہول اس قصہ کی روایت کی ہے کہ دلیل ضعف پر ہے مین کہتا ہون کہ اس قصہ مین گو اختلاف ہے مگر کرامات حضرت ولایت
مآب سے وقوع اس واقعے مین تردد نہین ہے ہمت اولیاء اللہ سے پہاڑ جنبش کر جاتا ہے ورائے اسکے کتب حدیث مین
یہ قصہ مذکور و مسطور ہے مگر بخاری نے حدیث فتح امیر المومنین کی لکھی ہے اور ذکر قلعہ باب نہین کیا ہے اس سے لازم
نہین آتا کہ صحیح نہو اور آثار حضرت امیر المومنین علی مرتضی کی صاحب روضۃ الاحباب نے فتح حصار قموص مین
لکھی ہے اور صاحب تحفۃ المحافل نے وطیح وسلالم مین لکھی ہے مگر در حقیقۃ آنحضرت کا ذکر نہین کیا ہے فائدہ بعض لیعنے
کوتہ اندیش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر استدلال کر کے کہتے ہین کہ ہر گاہ حضرت نے عطائے علم کا
وعدہ ایسے شخص کے لیے فرمایا جو صفات مرقومہ کے ساتھ متصف ہو اور پھر جناب علی مرتضی کو دیا تو ظاہر ہے کہ جو لوگ
انسے پہلے بھیجے گئے تھے وہ ایسے ایسے صفات نرکھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سخن اوہام باطلہ سے ہے وہی شخص کہیگا جو عادات
واخلاق عمیمہ اور صفات عظیمہ رسول اللہ سے آگاہ نہین اگر ان باتون سے جو حضرت اپنے یاران جان نثار سے
ارشاد فرمایا کرتے تھے واقف ہوتا تو ایسا گمان نکرتا قطع نظر اور دلائل اور براہین کے یہ امر خلاف عادت بھی ہے مثلاً
کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کے حق مین قدر دانی کی راہ سے یون کہے ہمارا فلانا سپاہی بڑا بہادر ہے اور ہم اسکو
بہت چاہتے ہین اور وہ ہمکو بہت چاہتا ہے تو یہ بات کہنے سے ساری سپاہ کی نامردی ثابت نہین ہوتی اور
نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کے سوا کوئی بادشاہ کا دوست نہین ہے اور بادشاہ اور کسی کو نہین چاہتا روایت
ہے کہ جب قلعہ قموص فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ قموص مین جلوہ فرما ہوئے کنانہ بن ابی الحقیق سردار
یہود بکڑا ہوا آیا یہ شخص بڑا مالدار تھا حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا خزانہ کہان ہے اسنے کہا
واللہ لڑائیون مین صرف ہو گیا اسی طرح اور یہودیون نے بھی کہا حضرت نے فرمایا اگر یہ بات جھوٹھ ہوئی تو
امان نہین ہے اتنے مین حضرت جبرئیل نے آکر گنج مخفی کا نشان دیا تو سب مال ستر ہزار دینار کا نکلا اور حضرت نے
کنانہ کو سپرد محمد ابن سلمہ کے فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسے قتل کر مگر یہودیون نے بہت منت و عاجزی کی
حضرت نے چھوڑ دیا بعد اسکے فروہ بن عمرو بیاضی کو مامور کیا کہ خیبر کے غنیمتین حصار نطاۃ مین جمع کرے فروہؓ نے بموجب
ارشاد تمام اسباب اور ہتھیار اور اقسام اقسام کی نعمتین اس حصار مین جمع کین اس اسباب مین توریت
کی بھی بہت جلدین نکلین یہودی انکے مانگنے کو آئے حضرت نے فوراً وہ کتابین واپس فرمائین اور صفیہ بنت
حیی ابن اخطب اسی قلعہ مین ہاتھ آئین اور ازواج مطہرات مین داخل ہوئین تذکرہ انکا بیان ازواج مطہراتؓ
مین آویگا الغرض جو دنون فروہ مال و متاع غنیمت حصار مین جمع کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منادی کرادی تھی کہ مال غنیمت سے ایک تاگہ اور سوئی کے برابر کوئی شخص نہ چرا وے بلکہ امیر غنیمت کے
پاس پہونچا دے اور تم سب لوگ سمجھ جاؤ کہ غنیمت مین خیانت بڑا عیب ہے اور نہایت شرم کی بات ہے آخر کو

دوزخی ہونا پڑے گا اور جلتی آگ مین ڈالے جاؤگے الحاصل جب سب مال اور متاع جمع ہو گیا تو زید بن ثابت سے
فرمایا کہ غازیون کا شمار کرو چنانچہ مرقوم فوج چودہ سو ۱۴۰۰ ہوئے کہ حضرت نے خمس نکال کے باقیماندہ اُنھین پر تقسیم کیا
اور ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ جعفر بن ابی طالب اور اسماء بنت عمیس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو کہ یہ لوگ مع اپنے
رفقا کے پہونچ گئے تھے شریک کر لیا تھا اور صورت یہ واقع ہوئی کہ آنجناب صلعم خیبر مین جلوہ فرما تھے کہ حضرت
جعفر وغیرہ مہاجرین حبشہ تشریف لائے کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور استقبال کرکے معانقہ فرمایا اور
انکی پیشانی چومی اور فرمایا کہ مین کہہ نہین سکتا کہ جعفر کے آنے سے خوش ہون یا فتح خیبر سے اسماء بنت عمیس سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے کشتی والو تمھارے دو ہجرتین ہین اور رون کی ایک الغرض غنیمت
اسطرح تقسیم ہوئی کہ پیادے کو ایک حصہ اور سوار کو تین ۳ گھوڑے کے دو سوار کا ایک اور تھوڑا تھوڑا
عورتون کو بھی دیا تھا اور خمس تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو عنایت کیا روایت صحیحہ ہے کہ جو لوگ غزوہ
حدیبیہ مین تھے وہ سب غزوہ خیبر مین حاضر تھے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سو حضرت نے اُنکو بھی حصہ دیا کذا فی
منتخب طراز المغازی فائدہ اس لڑائی مین چودہ ۱۴ یا پندرہ اہل اسلام سے شہید ہوئے اور ترانوے ۹۳ کافر مارے گئے
اور مشکوٰۃ المصابیح مین ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ قموص مین داخل ہوئے تو زینب
بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم بھتیجی مرحب یہودی نے زہر کھلایا اور حال تفصیلی یہ ہے کہ جب آنجناب اس قلعہ
مین جلوہ افروز ہوئے زینب نے سُنا کہ حضرت کو دست وشانے کا گوشت مرغوب ہے اُسنے ایک بکری بھونی
اور زہر آلود کی خصوص گوشت شانہ اور دست مین زہر زیادہ لگایا اور مغرب کے وقت ہدیہ لائی اُسوقت
کئی صحابی حاضر تھے فرمایا آؤ شام کا کھانا کھاؤ سب بیٹھ گئے حضرت نے گوشت دست سے ایک لقمہ منھ مین رکھا
ہنوز چبایا نہ تھا کہ فرمانے لگے یارو ہاتھ روکو یہ گوشت کہتا ہے کہ مجھ مین زہر ملا ہے سنتے ہوئے سب لوگ دست کش
ہوئے بشر بن البراء نے ایک لقمہ کھایا تھا اُسکے بشرے پر کیفیت سمیّہ طاری ہو گئی اور ایک برس کے بعد اُسی
اثر سے مرے ہین بالجملہ حضرت نے کھانا اُٹھوا دیا اور زینب کو طلب کرکے روبروے چند افراد یہود پوچھا
تیرا باپ کون ہے اُسنے کہا فلان فرمایا جھوٹھ ہے اُسکا نام تو یہ ہے یعنے حارث یہودی متحیر ہو کے کہنے لگے آپ سچے ہین
پھر پوچھا تونے زہر ملایا تھا زینب نے کہا ملایا تھا اسلیے کہ آپ نے میرے باپ چچا بھائی شوہر کو قتل کرایا تھا
سو مین نے خیال کیا کہ آپ جھوٹھے ہونگے تو میری تدبیر سے لوگون کو نجات ملے گی اور جو سچے ہونگے تو اللہ تعالے
مطلع کر دیگا سو تم سچے نکلے اور جو کوئی آپ کو جھوٹھا کہتا ہے وہ اپنی عاقبت بگاڑتا ہے اور اُسیوقت اسلام لائی
آنجناب اُسکے کہنے سے خوش ہوئے اور عفو کیا اور بنا بر رفع مضرت زہر کے مابین شانون کے پچھنے لگوائے
اور اسی طرح تین ۳ شخصون نے کہ اُنھون نے لقمہ زہر آلود منھ مین رکھا تھا تھوڑا تھوڑا خون نکلوایا بعد ازان

گوشت بالکل جلوا دیا فائدہ اہل روایت کو اختلاف ہی کہ زینب قتل ہوئی یا چھوڑی گئی علامہ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے چھوڑ دینا روایت کیا ہی اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہی اور زہری نے بیہقی کی متابعت کی ہی لیکن بیہقی فرماتے ہین کہ اول زینب رہا ہوئی تھی جب بشر بن البراء صحابی نے وفات پائی تب قصاص مین قتل ہوئی اگر کوئی شبہہ کرے کہ بشر بن البراء کی تخصیص قصاص کے واسطے کیا ہی اور صحابی بھی اسی زہر سے مرے تھے تو رفع شبہہ یون ہو سکتا ہی کہ اورون سے پہلے حضرت بشر بن البراء نے وفات پائی ہوگی لہذا انکے قصاص مین ماری گئی کذا قال الشیخ فی شرح المشکوۃ فائدہ صحیحین مین حضرت جابر رض سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تمھارے دوائون مین سے کسی دوا مین بہتری اور شفا ہی تو سینگی کے پچھنون مین اور شہد کے پینے مین اور آگ سے داغنے مین بھی شفا ہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خونی بیماری ہی تو اسکا علاج پچھنے لگانا ہی اور اگر مواد کی کثرت ہی تو شہد سے استعمال کرانا چاہیے اور اگر مادہ جلد کے اندر جم گیا ہی تو داغنا اسکی تدبیر ہی اس حدیث مین تمام فن طب کے علاج کا مجمل فائدہ فرمایا عبد اللہ ابن عمر سے ابن ماجہ مین روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ پچھنے لگانا نہار بہتر ہی اور پچھنے لگانے سے یعنے بس سر عقل اور حافظ زیادہ ہوتا ہی اور خون نکالنا دوشنبہ اور سہ شنبہ اور پنجشنبہ کو بہتر ہی اور شنبہ اور یکشنبہ اور چہار شنبہ اور جمعہ کو منع ہی اور ترجمہ مشارق مین ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ جسکے درد سر ہوتا تھا اسکو حضرت پچھنے لگوانے کو فرماتے تھے اور تیرھوین تاریخ اور اکیسوین تاریخ کو منع کرتے تھے لیکن ایک حدیث بخاری مین ہی کہ حضرت نے داغنے سے منع کیا ہی اور مسلم مین روایت ہی کہ جنگ خندق مین جب سعد بن معاذ کے ہاتھ مین رگ ہفت اندام مین تیر لگا تو خون بند نہوتا تھا حضرت نے اُس رگ کو اپنے دست مبارک سے داغا اور حضرت کے اصحاب مین بھی داغنے کا دستور تھا سو رفع اختلاف مین علماے حدیث نے فرمایا ہی کہ جبتک اور علاج ممکن ہو تو داغنا درست نہین کہ اسمین تکلیف اور خطرہ ہی اور جب کہ بیماری نہایت سخت ہو اور سواے داغنے کے کوئی علاج کارگر نہوتا ہو اسوقت مین داغنا درست ہی فائدہ حدیث بخاری سے معلوم ہوتا ہی کہ ابو طیبہ غلام آزاد بنی بیاضہ نے شاخ اور چھری سے پچھنے لگائے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجورین اجرت مین عنایت کی تھین اور خوش ہو کے اُسکے مالکون سے ارشاد کیا کہ جس قدر ابو طیبہ کی کمائی مین سے لیا کرتے ہو اُس سے کچھ کم لیا کرو اس حدیث سے نکلا کہ علاج کرنا اور اجرت معالجہ دینا جائز ہی اور کسب حجام یعنے شاخ کش کا حلال ہی اگر نہوتا حلال تو حضرت صلعم اجرت اسکی نہ دلواتے مگر کھانا اس اجرت کا مکروہ تنزیہی ہی چنانکہ حدیث محیصہ سے جسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت

کی ہی وہ حدیث یہ ہی انہ استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اجرۃ الحجام فنہاہ فلم یزل یستاذنہ حتی قال اعلفہ ناضحک واطعمہ رقیقک یعنے محیصہ نے پروانگی چاہی رسول سے مزدوری سینگی کھینچنے والے کی سو منع کیا

حضرت نے اسکو سو وہ ہمیشہ اجازت چاہتا رہا یہان تک کہ فرمایا کہ اپنے اونٹ کو کھلا دے اور اپنے غلام کو یعنے
محیصہ نے اجازت چاہی کہ مزدوری سینگی کھینچنے والے کی حلال ہی کھانا یا نہین حضرت نے منع کیا پھر وہ اذن مانگتے
اس امید سے کہ حضرت اسکے کھانے کی اجازت دین اسلیے کہ اکثر صحابہ کے غلام تھے اور بعضے انمین سینگی کھینچتے تھے
اور صحابہ انکی کمائی کھاتے تھے اور بہت اچھی کمائی جانتے تھے جب حضرت نے منع فرمایا تو انپر دشوار ہوا لہذا
بار بار اجازت چاہی یہانتک کہ حضرت نے فرمایا کہ اسکا دانہ گھاس لیکے اونٹ کو کھلاؤ اور لونڈی غلام کو کھلاؤ
چونکہ یہ مزدوری خون کھینچنے کی تھی حضرت نے کھانا اسکا اشراف کے واسطے مکروہ جانا اور عالی ہمتی پر رغبت
دلائی اور لونڈی غلامون کے لیے اجازت دی کیونکہ وہ شرافت ایسی نرکھتے تھے کہ اسکو یہ دنائت منافی ہو بخلاف
آزاد کے سو یہ نہی تنزیہی ہی والا مالک کو یہ نہین پہونچتا کہ لونڈی غلام کو حرام کھلاوے اور جو حدیث مسلم مین رافع بن
خدیج سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ ثمن الکلب خبیث ومهر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث یعنی قیمت کتے کی
پلید ہی اور خرچی عورت زناکار کی حرام ہی اور مزدوری سینگی کھینچنے والے کی زبون ہی سو خباثت سے مراد غیر طیب
پس وہ مکروہ ہی نہ حرام اس حدیث سے امام شافعی نکالتے ہین کہ بیچنا کتے کا جائز نہین ہی معلم ہو یا غیر معلم اور امام
اعظم اور امام محمد اور بعضے اور امام فرماتے ہین کہ جائز ہی بیچنا کتے اور چیتے کا اور اور درندون کا معلم ہو یا غیر معلم
اور اس حدیث کا یہ جواب دیا ہی کہ لفظ خبیث کا حرمت پر دلالت نہین کرتا اسلیے کہ اس حدیث مین کسب الحجام
خبیث بھی ہی باوجودے کہ وہ حرام نہین ہی بالاتفاق اور خرچی زانیہ کی بالاتفاق حرام ہی اور رسول اللہ نے کتوں کا اسوقت
منع ہوا تھا کہ انکے مارنے کا حکم دیا تھا پھر اجازت دیدی انسے نفع لینے کی بلکہ روایت ہی کہ ایک شخص نے کسیکا
کتا شکاری مار ڈالا تھا حضرت نے چالیس درہم دینے کا حکم دیا کذا فی مظاہر الحق فائدہ بخاری مین مقدام بن معدی
کرب سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ
وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنے نہین کھایا کسینے کوئی کھانا کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے
ہاتھ کے کسب سے اور تھے داؤد پیغمبر کھاتے اپنے ہاتھون کے عمل سے یعنے کسب کرنا بنیا کی سنت ہی چنانچہ حضرت
داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر بیچتے تھے سو تم بھی طریقہ انکا اختیار کرو اب جاننا چاہیے کہ کسب
کیا چیز ہی اور کون کون کسب کرنا افضل ہی اور کون حرام اور کون مکروہ ہی پس کسب کے معنے ہین ڈھونڈنا
رزق کا اور فقہ کی کتابون مین تفصیل اسکی اسطرح لکھی ہی کہ افضل کسب جہاد ہی پھر تجارت بعد ازان زراعت
پھر دستکاری اور کسب کی چار قسمین ہین فرض ومستحب ومباح وحرام فرض اسقدر ہی کہ کسب کرنے والے
اور اسکے عیال کو کافی ہو اور قرض ادا ہو اور مستحب اس سے زیادہ ہی کہ خبرگیری فقرا اور اقربا کی کرے اور
مباح ہی زیادہ کسب کرنا بہ نیت تجمل اور حرام ہی اس نیت سے کسب کرنا کہ مال جمع کرون بنا بر فخر او تکبر اگرچہ

حلال سے ہو اور لازم ہی کہ کاسب کسب کر کے اپنے نفس اور اپنے عیال پر بلا اشراف اور تنگی خرچ کرے اور جو کوئی کسب پر قدرت رکھتا ہو اسکو کسب کرنا لازم ہی اور جو عاجز ہو تو سوال کرنا چاہیے اگر سوال نہ کیا اور مر گیا بھوک سے تو گنہگار مرا اور اگر کوئی شخص کسب سے معذور ہو تو اسکے حال جاننے والے کو فرض ہی کہ اسکو کھلاوے یا کسی سے سفارش کر دے ہمارے استاد الاستاد حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے اپنی تفسیر سورۂ بقر مین تحت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم کے تحریر فرمایا ہی کہ بہترین کسب جہاد ہی اسلیے کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ہر ایک نبی کو اللہ نے ایک حرفہ دیا تھا اور حرفہ میرا جہاد ہی راہ خدا مین اور وجہ بہتری اس کسب کی یہ ہی کہ غازی اپنے طرف سے اعلاء کلمۂ دین مین سعی کرتا ہی اور اس عبادت مین مال حلال غنیمت کا پاتا ہی لیکن شرط یہ ہی کہ وقت قصد کرنے جہاد کے ہرگز خیال غنیمت ملنے کا نہ لاوے اور نیت خالص رکھے بعد ازان تجارت ہی خصوصاً وہ تجارت جسمین حاجت روائی مسلمانون کی ہو جسطرح ایک ملک سے دوسرے ملک مین یا ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجائے چنانچہ حدیث مین وارد ہی الجالب مرزوق والمحتکر ملعون پس اگر تاجر کی نیت خدمت مسلمانون کی اور حاجت روائی مسلمانون کی ہو تو یہ تجارت عبادت کا حکم پیدا کرتی ہی بعد ازان زراعت ہی کہ اسمین بھی بنیت خیر ہوتی ہی یعنے نیت حاصل کرنے قوت انسان اور حیوان کی ہوتی ہی اور توکل اور اعتماد قوی رحمت الٰہی پر ہوتا ہی کہ وہ باد و باران ہی بعد ان تین کسبون کے اور کسب باہم چندان فضیلت نہین رکھتے مگر کتابت کہ اسمین علوم دینیہ اور احکام شرعیہ اور احوال انبیا اور اولیا یاد ہوتے ہین بہتر معلوم ہوتی ہی بعد ازان اور حرفے کہ تعلق بقاء عالم سے رکھتے ہین جسطرح معماری اور بیلداری اور خشت پزی اور چونہ پزی اور روغن کشی و پنبہ فروشی اور سوت بیچنا یعنے جولاہ گری اور خیاطی یعنے درزی گری اور آردسائی یعنے آٹا پیسنا بہتر ہی ان حرفون سے اور صنعتون سے کہ محض بنا بر تکلف اور تزئین اور تفاخر اور رونق دولت کے ہوتے ہین مانند سناری اور نقاشی اور زردوزی اور حلوائی گری اور عطر فروشی اور نگریزی پھر یہ صنعتین اگر خلاف شرع نہون تو کچھ قباحت نہین رکھتے اور نہ کسیطرح کی کراہیت ہی بخلاف ان کسبون کے کہ انمین آلودگی نجاست کی ہو یا بدخواہی خلایق کی یا اعانت معصیت الٰہی پر یا دین فروشی یا جھوٹھ بولنا اور فریب اور دغا کرنا انمین لازم ہو مانند شاخ کشی اور قصابی اور کناسی یعنے خاکروبی اور دباغی اور احتکار غلہ اور حجامی اور مردہ شوئی اور کفن فروشی اور خناگری اور رقاصی یعنے ناچنا اور بقالی اور جرہ بازی یعنی چھیل بازی جیسا زمان سابق مین چھیل باز ایک شخص کو راہ مین کھڑا کرتے کہ جو کوئی راہ مین نکلتا یہ شخص اسکو اس انداز سے چھو دیتا تھا کہ راہرو واقف نہوتا تھا ادھر ادھر پریشان ہو کے دیکھتا تھا اور چھیل باز ہنستے تھے اور دلالی اور وکالت پیشگی یعنے وہ دلالی اور وکالت جسمین جھوٹھ و فریب ہو اور اجرت لینا امامت اور خدمت مساجد اور اجرت تلاوت قرآن اور تعلیم قرآن کی یہ سب مکروہ ہین انتہی اور غنی الطالب مین لکھا ہی کہ احادیث مین فضیلت کسب اور کاسب کی اکثر آئی ہی اور تارک کسب کی ہجو

طاقت کے تہائی لکھی ہو یعنے کسب ترک کرے مجہولی اور کسل سے اور بھیک مانگتا پھرے لیکن جو کوئی کہ سوال نہ کرے
اور بسبب اعتماد رزاقی خدا یا بلحاظ نقصان اعمال دینیہ اور تخلل اذکار اور عبادات مین کسب نکرے
تو داخل وعید نہین ہو بشرطے کہ تعلق دلی اور توقع خدمت خلق سے نرکھتا ہو کیونکہ یہ سوال حرام ہو اور جو کوئی
بقدر کفایت مال رکھتا ہو یا بقدر کفایت اوقات بسری او معاف سے کرسکتا ہو یا اور جگہ سے بہم پہونچ سکتا ہو
اسکو بلا خلاف عبادت کرنا افضل ہو اسیطرح معلم علوم دینیہ اور قاضی اور مفتی وغیرہ اگر بقدر کفایت نہین
رکھتے ہون تو انکو اپنے کامون مین مشغول رہنا چاہیے نہ کسب مین اور جو کوئی کسب کرنا اختیار کرے تو اسکو
طلب کرنا حلال کا فرض ہو اور لازم ہو کہ ہر پیشے اور ہنر مین احکام شرعیہ کی رعایت کرے اور باوجود کسب کے
خدا پر توکل کرے ورنہ شرک خفی لازم ہوجائے گا اور لازم ہو کہ یعنے مال حرام اور کسب حرام سے محترز رہے فرمایا
حضرت صلعم نے کہ جو کوئی مال حرام سے صدقہ دے تو قبول نہین ہوتا اور نہین چھوڑتا مال حرام پیچھے اپنے یعنے بعد مرگ کے
مگر ہوتا ہی توشہ اسکا ہو پہنچانے والا آتش دوزخ کی طرف اور یہ جانے کہ اگر تھوڑا مال حرام بھی حلال مین مل جائیگا
تو سب مال مشتبہ ہوجائیگا اور اسیطرح مال اور کسب مشتبہ سے بھی باز رہنا اولے ہو اور اگر کوئی کسیکو کچھ دے
اور اسمین شبہ ہو تو چاہیے کہ نرمی سے واپس کرے اور جو دینے والا اسمین آزردہ ہو تو نہ پھیرے اور یہی حال ہو
شکوک کا کہ اگر دینے والا آزردہ ہو تو تحقیق کرے والا نہ کرے کیونکہ آزردگی مسلمان کی ہوگی اور یہ حرام ہو اور
تحقیق کرنا ورع ہو پس مرتکب حرام کا نہو مگر یہ کہ حرام محض ہو جسطرح شراب و تاڑی اور جس بازار مین کہ اکثر
مال حرام بکتا ہو اسمین خرید و فروخت نہ کرے اور بلا علم حرمت اور شبہہ کے ہر جگہ تجسس اور تحقیق مین پڑنا وسوسہ ہو
اور مزدوری کسب نا مشروع کی بھی حرام ہو جسطرح مزدوری زناکاری اور رقاصی اور نوحہ گری اور سینے پارچہ
ریشمی اور زیور واسطے مردون کے اور تجارتون مین تجارت بزازی ہو اور پیشون مین بہتر پیشہ مشک دوزی ہو
اور خرید فروخت مین پیسے تانبے کے روپے اور کھوٹے درہم و دنانیر مروج نہ کرے اور جو اس قسم کے ہاتھ آوین
تو کنوے مین ڈالدینے چاہیے اور معاملے مین فریب و دغل نہ کرے اور قسم نہ کھائے اور عیب اسباب کا خریدار
سے نہ چھپاوے اور تعریف اپنی اسباب کی زیادہ نہ کرے اور کوئی چیز ایسے کے ہاتھ نہ بیچے کہ لینے والا اسکو فعل
حرام مین لگاوے جسطرح انگور شراب ساز کے ہاتھ اور ہتھیار قزاق یعنے رہزن وغیرہ کے ہاتھ اور پیشون مین
آمیزش بد چیز کی نہ کرے کہ مزدوری اسکی حرام ہوتی ہو اور ناپ تول مین کمی نہ کرے اسیطرح بہت باتین ہین
کہ فقہ کی کتابون مین مذکور ہین القصہ بعد فتح خیبر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو ارشاد کیا کہ تم سب
نکل جاؤ تب وہ لوگ بمنت ملتمس ہوئے کہ آپ کو نیابراداے خدمات باغون کے مزدور درکار ہونگے
اگر ہم لوگون کو اس کام کے لیے رہنے دیجیے تو بہتر ہو کیونکہ ہم دل لگا کے کام کرینگے صرف مزدوری لینگے اور

اصل ملکیت مین کسیطرح دخل نہ کرینگے حضرت رحمۃ للعالمین نے منظور کرکے فرمایا کہ جب تک ہم چاہینگے رکھینگے
اور جب چاہینگے نکالدینگے انھون نے قبول کیا آنجناب نے فرمایا کہ نصف محاصل بیت المال مین داخل کیا کرو اور
نصف تم لیا کرو چنانچہ اسیطرح قرار پایا کہ ہر سال حضرت عبد اللہ بن رواحہ نصف لیجایا کرتے تھے صحیح مسلم مین عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے عنایت کیے درخت کھجور خیبر کے یہود خیبر کو اور زمین اسکی اس شرط پر
کہ محنت کرین اپنے مال سے اور حضرت کے واسطے نصف میوہ اسکا آوے اور بخاری کی روایت ہو کہ رسول اللہ نے دیا خیبر
یعنے درخت اور زراعت خیبر کی یہود کو اس شرط پر کہ محنت کرین اسمین اور کھیتی کرین اور ہو یہود کے لیے نصف
اس چیز کا کہ نکلے اس سے اس حدیث سے مسئلہ جواز مساقات اور مزارعہ کا نکلا امام اعظم رح ان دونون عقدون کو
فاسد کہتے ہین اس دلیل سے کہ یہ اجارہ ہو ساتھ اجر مجہول اور معدوم کے کیونکہ مساقات یہ ہو کہ اپنے درخت کسیکو دے
اور یہ کہے کہ اسمین پانی دینا اور اصلاح کرنا جو کچھ میوہ حاصل ہوگا باہم تقسیم کرینگے آدھا خواہ تہائی خواہ چوتھائی
یا مانند اسکے اور مزارعہ یہ کہ کسیکو زمین دے کہ اس زمین مین کاشت کرے جو اسمین پیدا ہوگا باہم بانٹ لینگے
آدھو آدھ وغیر ذلک حاصل یہ کہ مساقات درختون مین ہوتی ہو اور مزارعہ زمین مین اور امام صاحب فرماتے ہین
کہ یہ حدیث اس قبیل سے نہین ہو اس لیے کہ درخت اور زمین حضرت کے ملک سے نہ تھی کہ انکو بطریق مساقات اور مزارعہ
دیا ہو بلکہ انھین کے درخت اور زمین کو انپر مسلم رکھا اور انپر خراج مقرر کرلیا اور خراج دو قسم ہو خراج موظف
اور خراج مقاسمت پس خراج موظف کہ امام ہر سال کچھ لینا مال کا مقرر کرے جسطرح اہل نجران سے ہر سال
ایک ہزار اور دو سو حلے یعنی جوڑے لیتے تھے اور مقاسمت یہ ہو کہ تقسیم کرے باہم حاصل زمین کا جیسا کہ اہل خیبر سے کیا گیا
اور مخابرہ مشتق خیبر سے ہو اور اس سے حدیث مین نہی بھی واقع ہوئی مگر صاحبین رح کے نزدیک اور ائمہ ثلثہ کی رائے مین
جائز ہو اور فتوے صاحبین کے قول پہ ہو لدفع الحرج بعد ازان حضرت عمر رض نے عہد خلافت مین یہ حکم دیا کہ سوائے اہل اسلام
کے جزیرہ عرب مین کوئی اہل ملت نرہے لہذا یہود خیبر کو نکالنا منظور فرمایا ایک یہودی نے کہا ہمکو حضرت نے رکھا تھا
تم کیون نکالتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے خوب یاد ہو کہ آنجناب نے تم سے کہدیا تھا کہ جب چاہینگے نکالدینگے اور تجھسے کہا تھا
کہ تیرا حال کیا ہوگا جب اونٹنی تیری تجھے رات کو لیے پھرے گی بھٹکتی ہوئی اس یہودی نے کہا ایک ٹھٹھے کی بات تھی
ابو القاسم کی حضرت عمر نے کہا تو جھوٹھا ہو آپنے ٹھیک فرمایا تھا اور سب یہودیون کو خیبر سے نکالدیا کہ
شام کو چلے گئے القصہ بعد اس بندوبست کے حضرت صلعم نے خیبر سے معاودت فرمائی اور اطراف وحوالی خیبر مین
جلوہ فرما ہوئے اور محیصہ ابن مسعود حارثی کو جانب فدک روانہ فرمایا کہ وہان کے لوگون کو ہدایت کرین سو محیصہ نے
فدک مین جاکر ہدایت وتعلیم کرنا شروع کی اور سرکشون کو تخویف کرنے لگے کہ اگر نہ مانوگے تو وہی معاملہ تمہارے
ساتھ کیا جائیگا جو خیبریون سے ہوا وہ بولے اے محیصہ تو بے فائدہ کلام نکر تو اپنے پیغمبر سے کیا ہمکو ڈراتا ہو دیکھ عامر

فتح فدک

دیاسر و حارث اور سارے یہودیوں کا سردار مرحب قلع نطاۃ مین موجود ہین اور دس ہزار آدمی جنگی اُنکے ساتھ تھا پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ محمد ان لوگون کے ساتھ مقابلہ کر سکے گا محیصہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ راہ راست پر نہین آتے تو ایک دو دن وہان ٹھہر کر مراجعت کا ارادہ کیا وہ لوگ بولے ای محیصہ اگر تو فی الجملہ صبر کرے تو ہم اپنے سردارون سے مشورہ کرکے در صورت صلاح کچھ لوگ تیرے ساتھ محمد کے پاس بھیجین تا کہ صلح کی تدبیر کرین اسی رد و بدل مین تھے کہ دفعۃً اہل حصن ناعم کی قتل کی خبر پہونچی تو بہت گھبرا گئے اور محیصہ کی خوشامد کرکے کہنے لگے کہ ای محیصہ وہ کلام جو ہمنے پہلے کیا تھا کسی سے اُسکا ذکر نہ کرنا ہم اس جلدی مین تجھکو بہت کچھ نقد و جنس دینگے محیصہ نے کہا کہ مین ایک حرف بھی اپنے پیغمبر سے نہین چھپاؤنگا غرض کہ محیصہ روانہ ہوکر حضرت کے خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت التماس کی یہود فدک نے چالاکی کرکے اپنے سردارون مین سے ایک شخص کو مع ایک جماعۂ یہود کے حضرت کے پاس بھیجا کہ صلح کرے اُسنے بہت گفتگو اور عرض معروض کرکے یہ ٹھہرایا کہ فدک کی آدھی زمین حضرت کو دین اور آدھی اپنے قبضہ مین رکھین حضرت رحمۃ للعالمین صلعم اسپر راضی ہوگئے اور صلح قرار پائی کیونکہ محاربہ و مجادلہ سے غرض یہی تھی کہ منکرین اسلام یا تو ہدایت پاکر مشرف باسلام ہون یا مطیع اسلام ہوکر رہین سو ایک امر وقوع مین آیا یعنی یہود فدک نے سرکشی چھوڑ کر اطاعت اسلام قبول کی اور نصف فدک دینے پر راضی ہوئے چنانچہ حضرت صلعم نے صلح اختیار فرمائی یعنی نصف یہود کو دیا اور نصف بطور وقف کے رکھا کہ ابناء السبیل کا صرف رہا پھر آغاز خلافت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تک فدک کی زمین اُسی دستور پر رہی بعد اُسکے حضرت عمرؓ نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہود کو بسبب سرکشی و دغابازی کے فدک سے نکال کر شام کو بھیجدین اور نصف زمین فدک خرید کرکے داخل دار اسلام کرین چنانچہ پچاس ہزار درم بیت المال سے لیکر معرفت ابو الہیثم ابن التیہان اور زید ابن ثابت و سہل ابن ابی خثمہ کے دیے اور زمین خریدی اور یہود کو نکال دیا اسیطرح یہود خیبر کو بھی اپنے خلافت مین خیبر سے نکالا ہے اور اُنکے شر سے مسلمانون کو بچایا ہے مگر خلفاء راشدین کے عہد تک صرف محصول اس زمین کا موافق تجویز رسول مقبول رہا ہے القصہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے کوچ کیا تو آپ نے وادی القریٰ کے جانب توجہ فرمائی راہ مین جب صہبا رخیبر مین نزول فرما ہوئے تو وقت صلوۃ عصر کے معجزہ رد الشمس دکھلایا اور وادی القریٰ کے لوگون نے اہل اسلام کی تشریف لانے کی خبر پائی اور آمادۂ جنگ و جدال ہوے اور باہر نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُنکو مقابلہ و محاربہ پر طیار دیکھکر غازیان اسلام کی صفین آراستہ فرمائین اور سعد بن عبادہ کو علم لشکر اسلام عنایت کیا اور کمال نرمی سے پیش آئے اور بہت سمجھایا مگر اُن سرکشون نے مقابلہ مین سبقت کی ناچار اہل اسلام نے بھی مقابلہ کیا کہ ایک شب و روز یہود وادی القریٰ خوب لڑے اور دس آدمی مارے گئے دوسرے روز صبح کو فتح اسلام ہوئی اور تمام مال و متاع اُنکا ضبط ہوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ رحمت و شفقت زمین و باغات اُنھین کو ستاجری مین واپس کر دیے اور اُنکو وادی القریٰ مین رہنے دیا جب یہ خبر یہود تیما کو پہونچی تو اُنھون نے خوف کھاکر جزیہ دینا قبول کیا اور بروایت صحیح نزول

معجزۂ رد الشمس

غزوۂ وادی القریٰ

صہبا میں زفاف صفیہ واقع ہوا اور اسی غزوہ میں نکاح متعہ حرام ہوا کیونکہ اسوقت تک متعہ حلال تھا پھر روز اوطاس
کہ بعد فتح مکہ واقع ہوا ہی مباح کیا گیا اور تین دن کے بعد حرام قطعی ہوا اور بیع مغانم قبل القسمۃ اور وطی جواری قبل الاستبرا
اور گوشت دراز گوش اہلی و استر و سبع نیش دار و بیع اشیاء ربویہ بلا رعایت مساوات ممنوع ہوئی صحیح مسلم میں ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم غزوۂ خیبر سے معاودت فرما کر جانب مدینہ تشریف لیچلے ایک مرتبہ رات کو اتفاق
چلنے کا پڑا یہانتک کہ حضرت کو نیند لگی آخر شب میں واسطے استراحت کے نزول فرما ہوئے بلال سے ارشاد کیا کہ تم رات
کی نگہبانی کرو ہمارے واسطے یعنی خیال رکھو کہ نماز صبح کے واسطے جگا دو سو بلال نماز میں مشغول ہوئے تاکہ نیند نہ آوے
اور پڑھنے نماز میں جتنی مقدر تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے یاروں کے سو رہے جب صبح ہونے لگی تو بلال رضی اللہ
عنہ نے اپنے اونٹ سے تکیہ لگا مطلع صبح سے متوجہ ہوئے انکو بے اختیار نیند آگئی اور اسیطرح تکیہ لگائے سو گئے یہانتک
کہ آفتاب نکل آیا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے نہ اصحاب باصفا نہ بلال باوفا سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار
ہوئے اور ڈرے سو جانے سے اور نماز کے فوت ہونے سے اور ارشاد کیا کہ ای بلال کیا معاملہ پڑا جو تو سو گیا تو نے پاسبانی میں
تقصیر کی بلال نے التماس کیا کہ میرے نفس کو وہ بات عارض ہوئی جو حضرت کے نفس کو عارض ہوئی فرمایا کہ اپنی سواریاں کھینچ
روانہ ہو یہ منزل شیطان ہی سب لوگ اپنے اپنے اونٹ کھینچ کر اس وادی سے تھوڑے دور چلے اور اترے پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا کہ اقامت کہے بلال نے اقامت کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز بجماعت ادا کی اور فرمایا
من نسی الصلوۃ فلیصلہا اذا ذکرہا فان اللہ تعالے قال اقم الصلوۃ لذکری یعنی جو کوئی بھول جاوے نماز خواب سے یا کسی اور
باعث سے پس چاہیے کہ پڑھے اسکو جسوقت یاد لاوے اسکو اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ برپا کر نماز کو میرے یاد کرنیکے وقت **فائدہ**
سبب خروج وادی میں علما کو اختلاف ہی حنفیہ کہتے ہیں کہ وجہ خروج وادی بلند ہونا آفتاب کا ہی کیونکہ انکے نزدیک قضا فوایت اوقات
منہیہ میں درست نہیں ہی اور شافعیہ کہتے ہیں کہ سبب خروج یہ تھا کہ وہ وادی جاے شیطان تھا اسواسطے کہ وہ لوگ اوقات منہیہ
مخصوص بنوافل جانتے ہیں **فائدہ** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اذان نماز قضا میں نہیں ہی کہ ایک قول امام شافعی کا یہی ہی اور
دوسرا قول یہ ہی کہ نماز قضا میں نہ اذان ہی نہ اقامت ہدایہ میں ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے نماز فجر غداۃ لیلۃ التعریس میں باذان و اقامت
قضا فرمائی تھی اور شیخ ابن الہمام اس بات میں مسلم و ابو داود اور موطا سے احادیث نقل کرکے فرماتے ہیں کہ مسلم نے جو اس قصہ میں صرف
اقامت نقل کی ہی سو منافی ان احادیث کے نہیں ہی کیونکہ صحیح یہ ہی کہ حضرت صلعم نے قضاے فجر باذان و اقامت فرمائی ہی اور
جو لوگ کہتے ہیں کہ مشروعیت اذان اسواسطے ہی کہ آدمی مطلع ہوں اور نماز بجماعت ادا کریں اور نماز فائتہ میں ان دونوں کی ضرورت
نہیں ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مشروعیت اذان اگرچہ بنا بر اعلام ہی لیکن ان کلمات کے ذکر میں بھی ثواب ہی ولہذا افضل یہ ہی کہ منفرد بھی
اذان و اقامت کہے **فائدہ** حدیث شریف میں وارد ہی کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ آنکھیں میری خواب کرتی ہیں لیکن میرا دل
بیدار ہی پس باوجود بیداری دل کے عدم اطلاع طلوع فجر سے کیا معنی جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ اگرچہ دل بیدار ہو مگر بلا

وغرضیکہ سبب معلوم نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے کہ از روی کشف اور وحی کس واسطے دریافت نہ کیا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل خدا کا ہے حضرت کے
اختیار سے باہر اسمین کچھ حکمت ہوگی ظاہر اوہ حکمت تشریع احکام کی ہے حضرت شیخ المحدثین عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ انحضرت دل
بیدار است ولیکن تواند کہ او را حالتے و شہودے دست دہد کہ دران مستغرق گردد تا سوی مشہود از جمیع صور و معانی
ذاہل و غافل گردد چنانچہ در بعضے احیان در حالت وحی مثل اینحالت رومی میداد پس باعث نسیان و غفلت نوم قلب نباشد بلکہ
طریان حالتے عظیم کہ خبر خدائے رب العزت حقیقت آن را ندانند فافہم اسی سال میں زفاف اُمّ حبیبہ دختر ابوسفیان ابن حرب
اموی واقع ہوا عمر انکی اس عرصہ میں تینتیس ۳۳ برس کی ہوگئی تھی اور اسی سال میں خبر ہوئی کہ یہود خیبر نے بعد قتل ابن ابی الحقیق کے
اسید بن زرارہ کو امیر کیا ہے اور باعانت غطفان لڑا چاہتے ہیں حضرت نے عبداللہ بن رواحہ کو مع تیس ۳۰ آدمیون کے بھیجا
عبداللہ نے اسید سے کہا کہ حضرت نے تجھکو بلایا ہے تا کہ عامل خیبر کرین سو وہ چلا عبداللہ نے اسکو اثنا راہ میں قتل کیا اور مدینہ میں
حاضر ہوئے اور اسی سال میں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ہوازن پر روانہ فرمایا وہ لوگ خبر آمد امیر المومنین عمر سنکر بھاگ
گئے ناچار امیر المومنین واپس تشریف لائے اور اسی سال میں امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مع ایک جماعہ مجاہدین
فی سبیل اللہ قبیلہ بنی فزارہ خواہ کلاب پر کہ نواحی نجد میں رہتے تھے بھیجے گئے اس جماعۃ اسلامیہ میں سلمہ ابن الاکوع بھی تھے وہ گئے
تو بعض کو قتل کیا اور بعض کو اسیر کر لائے ازانجملہ ایک عورت حسینہ جمیلہ سلمہ بن الاکوع کے ہاتھ آئی کہ صدیق اکبر نے انھین کو عنایت فرمائی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکر مکے میں بھیجا اور اسکے عوض اسیران مکے کو چھوڑایا اسی سال میں بشر بن سعد انصاری بنی مرہ پر کہ متصل فدک رہتے تھے
روانہ کیے گئے وہ نہ ملے ناچار انکے مواشی لیکر چلے بنی مرہ کے لوگ خبر پا کر دوڑے کہ نوبت مقاتلہ پہونچی مسلمانون کے پاس تیر نرہے کافرون نے
حملہ کیا اکثر مسلمان شہید ہوگئے اور بشر بن سعد بھی مجروح ہوے اور فدک میں آئے جب وہان صحت ہوئی اور زخم مندمل ہوگئے تب مدینے
میں آئے یہ خبر حضرت صلعم کو پیش از حضوری بشر بن سعد ہوگئی تھی کہ حضرت نے اسی کا عوض سال ہشتم میں لیا اسی سال میں بشر ابن سعد
مع تین ۳۰۰ سو مجاہدین کے اہل یمن و جبار پر روانہ ہوے وہ لوگ انکے خوف سے بھاگے مگر دو آدمی گرفتار ہوے اور مدینے
میں آکر اسلام لائے اور مال و اسباب لوٹ میں بہت ملا اسی سال میں ابن ابی العوجا بنی سلیم پر روانہ ہوئے کہ ان لوگون
نے مقابلہ کیا اور خوب لڑے حتے کہ سردار سریہ بھی مجروح ہوئے اسی سال میں غالب ابن عبداللہ لیثی باجماعہ دو صد و بست
کس بنی عوال بضم العین المہملہ پر اور نیز بنی عبد ابن ثعلبہ پر بھیجے گئے انھون نے بعض کو تہ تیغ کیا اور شتر و غنم اکثر لوٹ لائے
بعد ازان اسی سال کی ماہ ذیقعدہ میں حضرت صلعم نے بجماعہ دو ہزار کس عمرۂ قضا ادا فرمایا روایت ہے کہ اس سفر میں جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت حارث ہلالیہ سے موضع سرف میں نکاح کیا اور وقت رجوع مکے سے اسی
موضع میں زفاف واقع ہوا اور اسی مقام میں سال شصت و سہ ہجری میں میمونہ نے وفات پائی یہ میمونہ خالہ عبداللہ
ابن عباس و خالد ابن ولید و یزید بن الاصم کی تھین بعضے قائل ہین کہ حضرت صلعم محرم تھے اور بعض کے نزدیک وقت نکاح
محرم نہ تھے اور اقوی از روی دلیل یہ ہے کہ آنجناب صلعم محرم تھے اور یہ بات منجملہ خصائص آنحضرت صلعم ہے مگر شافعیہ کے نزدیک

آنحضرت محرم نہ تھے بالجملہ جب حضرت صلعم کو تین روز مکہ معظمہ مین گذرے تو کافرون نے حضرت علی مرتضے سے کہا کہ مدت
اقامت ختم ہوگئی آپ اپنے پیغمبر سے کہیے کہ تشریف لیجائین چنانچہ حضرت علی مرتضی کے کہنے سے آنحضرت وہان سے روانہ
ہوئے روایت ہی کہ یہ کلام دوپہر کو چوتھے دن سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی نے حضرت علی مرتضی سے کہا تھا
کہ اسیدم آنحضرت روانہ ہوئے اور عمارہ دختر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے پکارتی ہوئی چلین کہ یا عم یا عم حضرت علی
مرتضی نے انکا ہاتھ پکڑکر سپرد فاطمہ علیہا السلام فرمایا کہ یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہی اسکو اپنے پاس بٹھلا تو جب مدینہ منورہ
مین پہونچے تو علی بن ابیطالب اور جعفر طیار اور زید بن ثابت مین درباب کفالت عمارہ نزاع واقع ہوئی ہر ایک نے
اپنے اپنے وجوہ ترجیح بیان کیے حضرت علی نے کہا میری چچا کی بیٹی ہی اور مین اسکو لایا ہون اور فاطمہ بنت محمد رسول اللہ
میرے گھر مین ہین وہ حقدار تربیت ہین اور زید بن ثابت بولے کہ عمارہ میرے بھائی کی بیٹی ہی مین مستحق تربیت ہون اگرچہ
زید ابن ثابت غلام آزاد متبنی حضرت رسالت مآب تھے مگر آنجناب نے امیر حمزہ اور زید مین بھائی چارہ کر دیا تھا اسلیے
انھون نے وقت منازعت عمارہ کو بھتیجی فرمایا اور جعفر طیار نے کہ دس برس علی سے بڑے تھے فرمایا کہ عمارہ میرے
چچا کی بیٹی ہی اور اسکی خالہ میرے نکاح مین ہی یہ معاملہ دیکھکر حضرت صلعم نے علی مرتضی سے فرمایا انت منی وانا منک یعنی مین تجھ سے ہون
تو مجھ سے ہی یعنی مجھمین اور تجھمین کمال اخلاص ہی اور جعفر ابن ابیطالب سے فرمایا اشبہت خلقی وخلقی یعنی تو میری صورت اور سیرت
مین مشابہ ہی اسمین کمال فضیلت حضرت جعفر کی نکلی کہ حضرت کی ظاہر و باطن سے مشابہت ہونا عمدہ بات ہی اور زید سے فرمایا انت
اخونا و مولانا یعنی تو ہمارا بھائی اور محب ہی پھر جعفر سے فرمایا کہ تو زیادہ حقدار ہی کیونکہ عمارہ کی خالہ تیرے گھر مین ہی اور خالہ بمنزلہ
مان ہی ولا ینکح المرءۃ علی عمتہا ولا علی خالتہا یعنی عورت نکاح نہ کیجائے اپنی پھوپھی وخالہ پر یعنی جعفر کو عمارہ سے نکاح باوجود خالہ کے
حرام ہی سو جعفر ابن ابیطالب نہایت خوش ہوئے بعد ازان حضرت ولایت مآب کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ عمارہ سے نکاح کیون نہین فرماتے فرمایا انہا بنت اخی من الرضاعۃ یعنی عمارہ بیٹی میرے بھائی دودھ شریک کی ہی کیونکہ
آنحضرت صلعم نے اور امیر المومنین حمزہ بن ابیطالب نے ثوبیہ لونڈی ابولہب کا دودھ پیا تھا روایت ہی کہ عمارہ کا نکاح مسلمہ
بن سلمہ سے کیا ہی اسی سال مین حضرت صلعم نے ایک فرمان ملک غسان سے جبلہ بن ایہم کو لکھوایا کہ وہ اسلام لایا اور جواب نامہ
با ہدایا و تحف مناسبہ حضور رسالت مآب مین بھیجا مگر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت مین مکے سے بھاگ کر قسطنطنیہ
مین آیا اور مرتد ہو گیا اور بحالت ارتداد مین مرا نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ اور وجہ فرار یہ واقع ہوئی کہ حضرت عمر کے ساتھ بنابر
حج بیت اللہ کعبے کو گیا اور ایک مرد بنی فزارہ کو ظلماً قتل کیا حضرت امیر المومنین نے قصاص کا حکم جاری کیا تب وہ بھاگا
اور اسی سال مین حضرت صلعم نے فروہ بن عمرو جذامی کو خط دوسرا لکھوایا یہ شخص عمال روم سے تھا اسنے اسلام قبول کیا بادشاہ روم نے
یہ حال سنکر اسکو سولی دی مگر بعض اہل تحقیق نے اس حال کو سال نہم مین لکھا ہی القصہ جب سال ہشتم ہجرت شروع ہوا تو ماہ صفر مین
بقول مجھو عمرو بن عاص اور خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ عبدری جنکی اولاد کے پاس اب کلید کعبہ ہی ایمان لائے اور مکہ معظمہ

سے ہجرت کر کے مدینے منورہ مین حاضر ہوئے مگر بعض اہل سیر اسلام ان لوگون کا آخر سال ششم مین بیان کرتے ہین اور بعضے سال پنجم مین فی الصحیح
ما قلنا خالد ابن ولید سے روایت ہے کہ جب ارادہ قدیمہ الٰہی میرے اسلام سے متعلق ہوا تو محبت اسلام میرے دل مین اللہ نے ڈالی حضور
اُس روز کہ حضرت صلعم سفر حدیبیہ مین صلوٰۃ الخوف ادا کرتے تھے اور میرا ارادہ تھا کہ آنجناب کو مارون مگر حفاظت لطف خداوندی
سے آن تک نہ پہونچ سکا اور جب صلح ہوئی تو مین نے خیال کیا کہ اب قریش کو شوکت و قوت باقی نہین رہی اور نجاشی تابع پیغمبر ہے اسکے پاس
بھی نہین جا سکتا مگر ہرقل قیصر روم کے پاس جا کر نصرانی یا یہودی ہو جانا بہتر ہے پھر ابھی گذرا کہ چندے اور دیکھون کیا ہوتا ہے اسی
خیال مین تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر ادائے عمرہ قضا مکہ معظمہ مین تشریف لائے تو مین وہان سے نکل گیا جب آنجناب عمرہ کر چکے
تو میرے بھائی ولید بن ولید سے میرا احوال پوچھا اُسنے مجھے لکھا کہ سخت تعجب ہے کہ تو اسلام نہین لاتا رسول اللہ نے مجھسے پوچھا کہ خالد
کہان ہے مین نے عرض کیا خدا اُسکو لائے فرمایا خالد اُس قسم کے لوگون مین نہین ہے جس پر حقیقت اسلام پوشیدہ رہی ہو اگر وہ اسلام
لاوے اور اپنے مردانگی و شجاعت باتفاق اسلامیان مشرکون پر ظاہر کرے تو اسکے حق مین نہایت خوب ہے اور مین اُسکو غیر پر مقدم
کرونگا سو اے برادر تو جلد حاضر ہو کہ تجھسے بہت باتین نیک فوت ہوگئین ہین والسلام خالد کہتے ہین کہ اس خط کے وصول ہونے
سے مین بہت خوش ہوا اور اسلام کی طرف رغبت زیادہ ہوئی تب مین مکہ مبارکہ مین آیا اور اسباب سفر مہیا کر کے جانب مدینہ چلا عثمان
بن طلحہ عبدری میرا دوست بھی ہمراہ ہوا جب موضع ہدی مین پہونچا تو عمرو بن عاص مسلمان ہونے کو جاتا تھا وہ بھی مل گیا کہ ہم تینون
آدمی باتفاق داخل مدینہ ہوئے حضرت صلعم کو خبر ہوئی اور مین پارچہ مسافرت بدل کر بنا بر ملازمت رسول مقبول روانہ ہوا رستے مین ولید میرا
بھائی ملا اُسنے کہا جلدی چل حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم منتظر تیرے ہین چنانچہ مین بسرعت تمام حضور پرنور مین حاضر ہوا آنجناب مجھے
دیکھکر متبسم ہوئے مین نے التماس کیا کہ السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے بہت خوشی سے فرمایا و علیک السلام یا خالد مین نے کہا اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ پھر فرمایا الحمد للہ الذی ہداک الی الاسلام ای خالد مین جانتا تھا کہ تجھکو عقل ہے اور خدا سے امید رکھتا تھا
کہ تجھے براہ خیر ہدایت کرے مین نے کہا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ مین نے کس کس طرح سے بے ادبیان و بیوقوفیان حالت کفر مین کی ہین
سو آپ دعا کرین کہ وہ گناہ میرے عفو ہون فرمایا ای خالد اسلام وہ چیز ہے کہ اُس سے گناہ گذشتہ محو و کان لم یکن ہو جاتے ہین مین نے عرض کیا
یا رسول اللہ یا ہمہ امیدوار ہون کہ آپ دعا فرماوین آنجناب نے دعا کی کہ یا الٰہی گناہ گذشتہ خالد ابن ولید کے بخش دے بعد ازان
عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ مشرف باسلام ہوئے بخداے لایزال جس دن سے مین مسلمان ہوا ہون اُس روز سے جو مہم پیش آئی اُسمین آنحضرت نے
کسی اصحاب کو میرے برابر نہین فرمایا کذا فی حجۃ المحافل و مدنج الدر روایت ہے کہ عمرو بن عاص نے ہاتھ اپنا بیعت کیلیے دراز کیا اور کھینچ لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیون بھلا ایک شرط پر بیعت کرتا ہون فرمایا بیان کر کہا ایمان لاتا ہون اس شرط پر کہ تمام گناہ گذشتہ میرے بخشے جائین فرمایا تو نہین جانتا کہ اسلام دور کرتا ہے ہر ایک گناہ کو
جو حالت کفر مین ہوئے ہون اور ہجرت دور کر دیتی ہے اور ڈھاتی ہے ہر گناہ کو جو پیشتر ہجرت سے کیے ہون تب عمرو بن عاص نے بیعت کی روایت ہے کہ عمرو بن عاص وقت
موت نہایت خوفناک تھے انکے بیٹے نے جسکا نام عبد اللہ تھا کہا ای باپ یہ گھبراہٹ کس لیے ہے تم تو اصحاب رسول اللہ ہو اور مجاہد فی سبیل اللہ ہو عمرو بن عاص نے کہا ای فرزند تین حالتین
مجھپر گذری ہین اول مین رسول اللہ سے نہایت دشمنی رکھتا تھا پھر اسلام لایا اور پیروی مین نے ہمیشہ کی پھر لا یعنی امارت مین مبتلا ہوا اور پھنسا مجھکو دنیا سے جو کچھ پہونچا نہین معلوم

کہ مجھسے کون حالت سے معاملہ پیش کرینگے اور کیا مجھے پیش آویگا صحیح بخاری مین ہی کہ ایک مرتبہ عمرو ابن عاص سردار لشکر تھے سفر مین انکو حاجت غسل ہوئی اور سردی بشدت تھی انھون نے تیمم کیا اور کہا خدائے تعالی نے فرمایا ہی لا تقتلوا انفسکم آنجناب صلعم نے یہ بات سنی اور کچھ اعتراض نفرمایا اور بعضی کتب معتبرہ سے واضح ہوتا ہی کہ معاویہ بعد صلح حدیبیہ اور قبل فتح مکہ ایمان لائے ہین چنانچہ تقریب التہذیب مین لکھا ہی واللہ اعلم اسی سال مین غالب ابن عبد اللہ لیثی بجماعتہ سے املوح پر جانب کدید کہ بروزن جدید ہی بہمراہی چند نفر بھیجے گئے ان لوگون نے جاکر شب خون مارا اور انکے اونٹ پکڑ کے جانب مدینہ لیچلے پیچھے ایک جماعت دوڑی اسی وقت اللہ نے پانی برسایا کہ جنگل فاصل مابین المسلمین و الکافرین بھر گیا وہ لوگ مسلمانون تک نہ پہنچ سکے اور غالب مع جماعۃ اپنی صحیح وسالم مدینے مین حاضر ہوئے بعد اسکے غالب مدد کو بجمعیت دو سو سپاہیون کے جنمین اسامہ بن زید بھی تھے اہالی فدک بنابر انتقام کشتگان سریہ بشر بن سعد کے روانہ ہوئے کہ مقابلہ واقع ہوا اور اکثر اونٹ و بکریان وغیرہ ہاتھ آئے اسی سال مین شجاع ابن وہب اسدی بجماعۃ بست چہار نفر ہوازن پر روانہ کیے گئے اونٹ بکریان انکے پکڑ لائے کہ ہر شخص نے پندرہ پندرہ اونٹ حصے مین پائے اور پندرہ دن مدینے سے غیبت رہی اسی سال مین کعب ابن عمرو غفاری پندرہ نفر سے جانب ذات اطلاع بھیجے گئے محاربہ عظیم واقع ہوا اور کعب بن عمرو مجروح ہوئے جب مدینے مین آئے تو حضرت صلے اللہ وسلم نے اور لوگونکو بھیجا تب کفار خوف سے بھاگ گئے اسی سال مین سریہ موتہ واقع ہوا موتہ بضم میم وسکون واو بے ہمزہ و بقول جوہری و ابن فارس بجواز ہمزہ اور اکثر رواۃ بخاری نے بلا ہمزہ کہا ہی اور بعض نے ہمزہ بہر تقدیر ایک قریہ ہی قریات بلقا سے کہ اس مقام سے بیت المقدس دو مرحلہ رہتا ہی اور بعض کے نزدیک ایک شہر شام از اعمال دمشق مین ہی و علی التقدیرین سبب اس واقعے کا یون واقع ہوا کہ حضرت صلعم نے ایک خط حارث بن عمرو کے ذریعے سے حاکم بصری کو لکھا جب وہ خط لیکر موتہ مین پہونچے تو شرجیل ابن عمرو غسانی امیر قیصر نے انکو رسول پیغمبر خدا جانکر مار ڈالا یہ خبر آنجناب نے سنی تو زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر سریہ کرکے تین ہزار مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جاوے تو جعفر ابن ابیطالب امیر لشکر ہو اگر وہ بھی شہید ہو تو عبد اللہ ابن رواحہ امیر لشکر ہو اور جو وہ بھی مارا جاے تو مسلمان اپنی تجویز سے جسے چاہین امیر کرین بعد اسکے لوا سفید عنایت کیا ابن حارثہ کو اور ثنیۃ الوداع تک خود آنجناب تشریف لیگئے اور وقت وداع ارشاد فرمایا کہ بمقتل حارث پر پہونچکر قوم کو دعوت اسلام کرنا اگر قبول کرین تو بہتر ورنہ جہاد کرنا خبر شرجیل ابن عمرو غسانی کو ہوئی اسنے بھی اپنا لشکر جمع کیا بالجملہ لشکر اسلام وادی قری مین فروکش ہوا اور سدوس برادر شرجیل مقابل ہوا اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا شرجیل قلعہ مین بھاگا اور دوسرے بھائی کو ہرقل قیصر روم کے پاس بھیجا اور اعانت چاہی اور قبایل لخم و جذام اور قین و بہرا و بلی سے بھی مدد کی درخواست کی کہ قریب ایک لاکھ سپاہی کے جمع ہوئے اور اہل اسلام ہمگین تین ہزار آدمی تھے اسی سبب سے متردد ہوئے و چاہا کہ سب بطریق چلین

عبد اللہ ابن رواحہ نے کہا کہ مارا جانا زندگی سے بہتر ہے واللہ ہم فوج کی قوت سے کبھون نہین لڑتے ہم تو بقوت دین
لڑتے ہین آخرکار سب لوگ چلے اور شہر موتہ کے متصل مقابل ہوئے اول زید ابن حارثہ علم نصرت لیکر فوج کفار مین در آئے
اور نہایت دلیری سے شہید ہوئے بعد ازان جعفر ابن ابیطالب علم لیکر لڑنے لگے پھر گھوڑے سے اترے اور اسکو ذبح کرکے
پیادہ ہوکر لڑنے لگے اول یہی اسپ اسلام مین ذبح کیا گیا کذا فی مدارج النبوۃ آخرکار حضرت جعفر کا دست راست کٹ گیا
تو علم اسلام دست چپ مین لیا اور لڑتے رہے جب دست چپ قطع ہوا تو علم کو بازو سے تھاما اور ایک کافر رومی نے
دوڑکر تلوار ماری کہ جسم شریف انکا دو قلم ہوگیا اسوقت عمر انکی بروایتے تینتیس ۳۳ برس کی و بروایتے اکتالیس ۴۱ برس کی تھی
اس جلدوے مین اللہ نے انکو دو بازو عنایت کیے کہ جنت مین اڑتے پھرتے ہین صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے
کہ جب حضرت صلعم عبد اللہ ابن جعفر سے ملتے تو فرماتے تھے السلام علیک یا ابن الجناحین اور سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ حضرت
صلعم نے جعفر کو بعد شہادت دیکھا کہ دو نئے بازو رکھتے ہین اور فرشتون کے ساتھ اڑتے ہین سو حضرت متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے
بعد اسکے معلوم ہوا کہ جعفر شہید ہوئے اسی دن سے جعفر طیار کہلائے اور ذو الجناحین لقب ہوا اور ایک روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم
نے کہ دیکھا مین نے جعفر کو بہشت مین کہ اڑتا ہے فرشتون کے ساتھ اور صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جعفر
ابن ابیطالب کو مین نے مقتولون مین دیکھا تو انکے جسم پر نوّے زخم سے زیادہ تیر و نیزے کے تھے الغرض بعد شہادت جعفر
ابن ابیطالب کے عبد اللہ ابن رواحہ نے علم اٹھایا کہ وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانون نے خالد ابن ولید کو امیر کیا مگر رات ہوگئی تھی
اس سبب سے لڑائی موقوف رہی صبح کو خالد نے یہ کام کیا کہ مقدمہ لشکر کو ساقہ یعنی دنبالہ کیا اور میمنہ کو میسرہ کا فر دنے گمان کیا
کہ اب اسلام کی مدد آئی اور گھبرا گئے پھر خالد نے محاربہ عظیم برپا کیا کہ اس دن نو تلوارین خالد کے ہاتھ سے شکست ہوئین
صحیح بخاری مین ابی حازم سے روایت ہے کہ سوائے صفیحہ یمانیہ کے اور کوئی تلوار باقی نہ رہی اور اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار بھاگ گئے
اور جو مارے گئے انکا شمار نہین ہوسکتا مگر اہل اسلام کے آٹھ شخص شہید ہوئے اسی لڑائی مین ایک مسلمان قوم حمیر نے ایک
کافر کو مارا اور اسباب مقتول خالد سے طلب کیا خالد نے نہ دیا عوف ابن مالک نے کہا کہ مین تمھارا شکوہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے کرونگا چنانچہ جب لشکر مدینے مین آیا تو عوف نے حضرت سے گلہ کیا حضرت نے خالد سے پوچھا کہ تمنے
قاتل کو اسباب کیون نہ دیا خالد نے عرض کیا کہ وہ اسباب قیمتی تھا اس سبب سے نہین دیا فرمایا اسباب اسکو حوالہ کرو پھر جب
خالد عوف کے پاس ہوکے نکلے تو عوف نے خالد سے چادر تھام کر کہا کیون ہمنے جو کہا تھا کر دکھایا خالد کو غصہ آیا
یہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو حضرت نے فرمایا کہ اب اسباب نہ دے اسکو اے خالد بھلا تم چھوڑنے والے ہو
میرے بنائے حاکمون کو تمھارے مثل اور ان حاکمون کی مثل ایسی ہے جسطرح مثل اس مرد کے جسنے اونٹ و بکریان چرانے کو لین سو انکو
چرا لگایا پھر انکی پیاس کا وقت تاکتا رہا سو لیگیا انکو حوض پر سو آمین گھسین پھر انھون نے صاف صاف پانی کو پیا اور
تلچھٹ کو چھوڑا سو صاف صاف تمکو اور تلچھٹ آمرا یعنی غنیمت کا مال لشکر کو ہے اور سب لشکر کی فکر حاکم کو اور قصور ہو تو

بدنامی و مواخذہ حاکمون پر یہ ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کی خاطرداری کی طرح کیا کہ اب سباب نہ دے
اور حاکمون کی قدردانی کی بس معلوم ہوا کہ بادشاہ کو سردارون کی خاطرداری ضرور ہے تاکہ لشکر پر رعب پڑے ہر ایک
سپاہی سردار پر جرأت نہ کر سکے صحیح بخاری و مسلم مین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جعفر کی شہادت سے اُنکے گھروالے
نوحہ کر کے رونے لگے کسی نے حضرت صلعم کو اس حال سے مطلع کیا آپ نے فرمایا اُنکو باز رکھ اُسنے منع کیا تو عورتون
نے نہ مانا اُسنے پھر حضرت صلعم سے کہا کہ عورتین نہین مانتین فرمایا پھر منع کر اسیطرح تین مرتبہ اُسکو بھیجا مگر عورتون نے
نہ مانا ناچار اُسنے عرض کیا کہ عورتین باز نہین آتین اور مجھپر غلبہ کرتی ہین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو
جا اور اُنکے منھ مین خاک جھونک دے اِس حدیث سے نوحہ کرنا اور رونا چلا کر بتاکید تمام منع ہونا ثابت ہوا اور
صحیح بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی غزوہ مین خالد ابن ولید کا خطاب سیف اللہ ہوا یعنی شجاع
سے شجاعان خدا اسلیے کہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور یہ اضافت بزرگی کے لیے ہے بعد اسکے اسی سال مین خبر ہوئی کہ
ایک جماعہ قبیلہ بنی قضاعہ بالفتح و بضم اول یعنی قاف و فتح ضاد معجمہ و عین مہملہ گروہ مین و بنو قین بفتح قاف مجتمع ہو کر چاہتے ہین
کہ اطراف مدینہ مین فساد کرین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن عاص کو روانہ کیا اور تین سو مہاجر
و انصار ہمراہ کیے اور تیس گھوڑے اور دو علم ایک سیاہ دوسرا سفید جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ جماعہ کفار زیادہ
ناچار توقف کر کے حضرت صلعم سے مدد چاہی آنجناب نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو مع دو سو آدمیون کے روانہ کیا کہ حضرت
شیخین رضی اللہ عنہما بھی اُنھین مین تھے سو اُنکے پہونچنے سے کافرون کو خوف پیدا ہوا تو اکثر کفار بھاگ گئے و بعض مقابل ہوئے
جب اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ بھی بھاگ گئے عمرو ابن عاص نے چندے توقف کیا اس سریہ مین اونٹ و بکری پکڑ کر ذبح
کرتے اور کھاتے تھے اس سریہ کو غزوہ ذات السلاسل بھی کہتے ہین اسلیے کہ مشرکون نے ایک کو دوسرے سے
باندھا تھا تاکہ بھاگ نہ سکین اور بعض کے نزدیک ذات السلاسل ایک کنواں ہے ارض بنی غدرہ مین صاحب مجمع البحار
نے اس سریہ کو سال ہفتم مین لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سال ہشتم مین واقع ہوا ہے اسلیے کہ بروایت اہل تحقیق عمرو ابن عاص ماہ صفر
سنہ ثامنہ مین اسلام لائے ہین اور حضرت نے جو عمرو ابن عاص کو اس سریہ مین امیر کیا باوجود یکہ شیخین بھی ہمراہ تھے
سو وجہ یہ ہوئی کہ عمرو ابن عاص قبل اسلام عدو خیر الانام تھا اور ہلاکت اصحاب عظام کے درپے رہتا تھا جب ایمان لایا تو
حضرت رحمۃ للعالمین نے چاہا کہ اثر اُس وحشت کو زائل کرین جو قدیم سے ہے قلوب اصحاب مین اور امن مین ہون حضرت
کی طرف سے اور نا امید نہون رحمت خدا سے چنانچہ عمرو ابن عاص امیر بھی ہوئے اور نماز کے امام تھے تا وقتیکہ مدینہ منورہ مین
آئے پھر اسی سال مین بعد نقض عہد قریش و قبل فتح مکہ ابو عبیدہ ابن الجراح کو کارروان قریش پر جو قبیلہ جہینہ سے تھا
اُسکے لوگ دریا کے کنارے بسر کرتے تھے روانہ کیا اور تین سو آدمی ہمراہ کیے اُنھین عمر ابن خطاب و جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ
عنہما بھی تھے اثنا راہ مین زاد راہ باقی نہ رہا ابو عبیدہ نے فرمایا جو کچھ چیز از قسم طعام باقی ہو سب لوگ جمع کرین کہ جملہ

دو تو شدہ دان بھر ہوئے اور پھر ایک شخص کو تھوڑا تھوڑا دیا گیا یہان تک کہ ایک خرمے پر نوبت آئی کہ اسی کو چوستے اور
پانی پیتے تھے جب وہ بھی نرہا تو درختون کے پتّے پانی مین ترکر کے کھانے لگے اسی سبب سے غزوہ جیش الخبط
بکسر الخاء المعجمۃ وسکون الباء الموحدہ کہلاتا ہی اور خبط برگہاے درخت ہی سو بسبب اضطرابی لشکر کے لوگون نے
پتّے درختون کے کھائے تھے یہان تک کہ ہونٹھ اور منھ زخمی ہوگئے تھے آخر کار دریا کے کنارے پہونچے اور
بھوک نے غلبہ کیا اسوقت پریشان ہوئے تو اللہ نے دریا سے ایک ماہی مردہ نکالی ایسی بڑی کہ ایک ماہ کامل
اسی کا گوشت سب لشکر نے کھایا اور صحیح یہ ہی کہ نصف ماہ تمام لشکر نے مل کر کھایا اور بعد ازان اٹھارہ دن تک بعضے
آدمی لشکر کے اور بعضے تمام مہینے تک کھاتے رہے کیونکہ احادیث مین روایات مختلف ہین بعضے مین ایک ماہ اور بعضے مین نصف ماہ
اور بعضے مین اٹھارہ دن پس تطبیق بین الاحادیث اسی طرح ہوتی ہی الغرض بلا محاربہ لشکر اسلام داخل مدینہ ہوا صحیح مسلم اور
مسند امام احمد مین وارد ہی کہ ابو عبیدہ نے کہا وہ مچھلی ایسی تھی کہ اسکے حدقہ چشم مین لوگ بیٹھین چنانکہ تیرہ آدمی اسمین بیٹھے
اس سریہ کو سیف البحر کہتے ہین حضرت جابر سے روایت ہی کہ ایسی بڑی مچھلی کبھون دیکھی نہین اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی
گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اوّل اسکے کھانے مین تردد ہوا مگر باضطرار کھانے لگے کہ تین سو آدمی وہان رہے اور
کھاتے رہے جب مدینے مین آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا مسلم مین ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ
حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ماہی روزی تھی کہ خدا نے تمھارے واسطے نکالی تھی سو کیا تمھارے ساتھ اسکے گوشت سے
کچھ باقی ہی تو ہمکو کھلاؤ ابو عبیدہ کہتی ہین کہ ہمنے کسی قدر گوشت اسکا بھیجا حضرت نے کھایا اور صحیح بخاری مین ہی کہ ابو عبیدہ نے
اس مچھلی کی پہلو کی ایک ہڈی لیکر کھڑی کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اسکے نیچے بھیجا سر اس آدمی کا نہ پہونچا بعضون
نے نام مچھلی کا عنبر لکھا ہی اور بہجۃ المحافل مین عنبر ہونا صحیح اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہی **فائدہ** امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہی کھانا اس مچھلی کا جو کہ خود بخود مرجاے اور پانی پر اترآوے اسی کو عرب طافی بولتے ہین کہ مشتق
طفو بمعنی علو سے ہی اور نزدیک مالک و شافعی کے طافی کا کھانا مضائقہ نہین ہی اور دلیل حنفیہ حدیث ہی کہ ابو داؤد و ابن ماجہ نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم ما نضب عنہ الماء فکلوا و ما لفظہ الماء فکلوا و ما طفا
فلا تاکلوا یعنی ہر ماہی کہ فرو رود از ان آب پس بخورید آنرا و آن ماہی کہ بیندازد آنرا آب پس بخورید آنرا و آن ماہی کہ در آب بمیرد
و بالاے آب آید آنرا نخورید چنانچہ یہی راے و طریق علی ابی طالب و ابن عباس و ابن عمر و ابی ہریرہ کا ہی کما فی الہدایہ لیکن شرط
حرمت طافی مین یہ ہی کہ پیٹ اوپر ہو کیونکہ اگر پشت بالا ہوگی تو حلال ہی کذا فی چلپی مختصر الخزانہ و جامع الرموز و برجندی و عینی
والدر المختار اور قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ اگر مچھلی آفت سے مرے تو حلال ہی چنانکہ قطرآب مین تنگی مکان سے مری یا شبکہ یا تالاب
یا حوض وغیرہ مین کہ ممکن ہو پکڑنا اسکا بلا شکار یا بسبب کھانے دوا کے پانی مین ڈالکر مرے اور جو ماہی کہ شکم طافی مین
پائی جاوے وہ بھی حلال ہی نہ طافی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہی کذا فی البزازیہ اور جو مچھلی کہ در مچھلی کے دو ٹکڑے ہوگئے

حلال نہین ہی کما فی مجمع البرکات اور اگر ماہی مجروح دریا مین مردہ پائی جاے حلال ہی کذا فی القنیہ اور جو مچھلی کہ سردی یا
گرمی پانی سے مرجاے اسمین دو روایت ہین ایک یہ کہ حلال نہین ہی کیونکہ حرارت و برودت زمانکی صفات ہین اور نہ
اسباب موت یہی واقع ہوتے یہی قول امام اعظم و امام سرخسی کا ہی کذا فی مجمع البرکات اور دوسری یہ کہ حلال ہی کیونکہ موت
اسکی سبب جدید سے واقع ہوئی پس یہ ایسی ہی جیسے آب دریا نے خشکی مین ڈال دیا اور مر گئی اور اسکی حلت مین شبہ نہین ہی
اور یہی قول امام محمد کا ہی اور فتوی اسی پر ہی کما فی العنایۃ والحمادیۃ و مجمع البرکات و خزانۃ المفتین پس یہ مچھلی جو اہل لشکر اسلام نے
اس سفر مین کھائی حالت اضطرار مین اسی قسم سے ہوگی کہ بسبب شدت حرارت یا برودت پانی سے مر گئی تھی کہ موج دریا نے اسے
بحکم ربانی نکال کر اسلامیون کے روبرو ڈالے کہ انھون نے کھائی فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی کہ اگر ماہی مردہ پائی جاے اور بعض جسم
زمین پر ہو اور بعض پانی مین پس اگر سر زمین پر ہی حلال ہی اور اگر سر پانی مین ہی تو دیکھنا چاہیے اور اگر زمین پر کم از نصف یا نصف ہی
تو حلال نہین ہی کیونکہ موضع نفس پانی مین ہی معلوم ہوا کہ آفت سے نہین مری بلکہ بمنزلہ طافی ہی اور جو اکثر نصف زمین پر ہی حلال ہی
جسطرح اگر تمام بدن زمین پر ہوتا حلال تھی اذ للاکثر حکم الکل انتہی قولہ پوشیدہ نرہے کہ شریعت مین کوئی وزن مقرر نہین ہی کما فی التوضیح

وحل انواع السمک بلا ذکوۃ یعنی انواع سمک بے ذبح حلال ہین اور حیوۃ الحیوان مین ہی کہ ذبح ماہی مکروہ ہی مگر جو بزرگ ہو ذبح اسکا مباح ہی
اسکی راحت کے واسطے اور مولانا رفیع الدین محدث نے جوابات سوالات مولوی احمد علی مین لکھا ہی کہ شریعت مین کوئی وزن مقرر نہین ہی
امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر برابر انسان کے ہو یا آدمی کو کھا سکتی ہو تو حرام ہی اور نزدیک اور اماموں کے کتنی ہی کلان ہو حلال ہی لیکن سند
اس قول کی نہین لکھی ہی شاید مولانا نے کسی کتاب مین دیکھا ہو اسی سال مین ایک عورت انصاریہ نے لیے ہی غلام میمون ایک منبر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنوایا کہ آنجناب وقت مواعظ و نصائح اسپر جلوس فرماتے تھے اور اسی سال کے رمضان مین غزوہ فتح
واقع ہوا اسی کو فتح الفتوح کہتے ہین اور سبب وقوع یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ مین یہی ایک شرط تھی کہ جو کوئی چاہیے عہد قریش مین در آوے اور جو چاہے
عہد پیغمبر مین ہو بنو بکر نے قریش سے عہد و پیمان کیا اور بنو خزاعہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان دونون مین باہم قدیم
عداوت تھی اور چونکہ قریش حضرت صلعم سے لڑنے لگے تو انکی آپس کی لڑائی بند ہوگئی تھی جب کہ حدیبیہ مین قریش سے صلح
ہوگئی تو عداوت قدیمہ بنو بکر و خزاعہ نے ظہور پکڑا اور صورت یہ پیدا ہوئی کہ ایک مرد بنی وایل کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہجو کرنے لگا وہان ایک غلام بنی خزاعہ کا حاضر تھا اُسنے منع کیا اُس مردود نے نہ مانا خزاعی نے اُسکو مارا کہ اسکا سر ٹوٹ گیا
تب اُسنے بنو بکر سے فریاد کی انمین سے بنو نفاثہ بنو خزاعہ سے لڑنے پر مستعد ہوئے اور قریش سے مستدعی اعانت ہوئے قریش
نے ہتھیار دیے اور ایک جماعت قریش مانند عکرمہ بن ابی جہل و مکرز ابن حفص و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو و خویطب
بن عبد العزی پوشیدہ با خواص و توابع شریک ہوئے اور پہلے شب خون مارا پھر تو جنگ عظیم ہوئی کہ لڑتے ہوئے ارض
محترم مین در آئے اور بیس نفر خزاعے قتل ہوئے تب خزاعیون نے نوفل بن معاویہ سے کہ امیر بنو بکر تھا کہا کہ حرم کی عزت
خیال مین رکھو اور خدا سے ڈرو نوفل بولا کہ اگرچہ یہ کلام نہایت بزرگ ہی لیکن آج ہم اسکی پروا نہین رکھتے تا جا خزاعیان

بدیل بن ورقا کے گھر پناہ پکڑی اور بنوبکر و قریش اپنے اپنے گھر گئے اور پوشیدہ ہو رہے اور یہ گمان میں تھا کہ ہمکو کسی نے نہیں پہچانا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت اللہ نے خبر دی بلکہ خزاعہ کے رجز کہنے والے نے اُسی وقت رات میں حضرت کو
پکارا اور استغاثہ کیا اور مدد چاہی حضرت نے جواب دیا لبیک لبیک حضرت میمونہ نے جنکے حجرے میں آپ وضو کر رہے تھے
آواز لبیک سنکر پوچھا آپ کسکا جواب دیتے ہین فرمایا کہ راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہی اور مجھسے مدد چاہتا ہی اور فریاد کرتا ہی کہ قریش نے
بنوبکر کی مدد کی بعدازان صبح کو آنجناب نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رات خزاعہ مین ایک بات ہوئی بولین یا رسول اللہ کیا
آپکا گمان ہی کہ قریش عہد شکنی کرینگے حالانکہ تلوار نے انکو گرفتار کر دیا ہی فرمایا کہ انھون نے عہد توڑا تا کہ خدا کا ایک حکم انمین ظاہر ہو
پھر تین دن بعد اسکی عمرو ابن سالم خزاعے چالیس آدمیون سے مدینے مین آیا اور خدمت رسول اللہ مین حاضر ہوا اسوقت آنجناب
مع اصحاب مسجد شریف مین جلوہ فرما تھے اُسنے ایک قصیدہ جسمین سرگذشت مفصل تھی پڑھا حضرت رحمۃ للعالمین نے فرمایا
حسبک یا عمرو اور کھڑے ہو گئے اور چادر اپنی کھینچتے اور فرماتے تھے مدد نہ دیا جاؤن مین اگر مدد نہ دون مین بنوکعب کو ان امور مین
جنمین مدد کرتا ہون اپنے نفس کی اسوقت کچھ ابر بھی تھا سو حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ ابر آواز کرتا ہی نصرت بنی کعب پر اور بعد اسکے عمرو
ابن سالم وغیرہ سے فرمایا کہ تملوگ اپنے گھرون کو روانہ ہو کہ وہ لوگ رخصت ہوئے اور قریش اس حرکت شنیعہ سے پشیمان ہوئے چنانچہ
حارث بن ہشام و عبد اللہ بن ابی ربیعہ ابوسفیان بن حرب کے پاس گئے اور کہا اے ابوسفیان یہ بڑا فساد ہوا اسکی اصلاح
ضرور ہی ورنہ محمد بن عبد اللہ اپنے ہم عہدون کا عوض لینگے ابوسفیان بولا کہ میری زوجہ ہند نے ایک خواب دیکھا ہی وہ
یہ ہی کہ جانب حجون سے خون بہتا ہوا مکے تک آیا ہی اور موضع خندمہ مین ٹھہر کر غائب ہو گیا اسوقت سے مین خوفناک ہون اور وہ بھی
ڈرتی ہی اور تمکو معلوم ہی کہ یہ حرکت جو قریش سے ہوئی میری صلاح سے نہین تھی اور نہ مین راضی تھا اب انسب وا دلے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ مدینے مین جا کے محمد صلعم سے از سر نو عہد کروا اور مدت صلح کو زیادہ کروا اور ہرگاہ اس فساد کی خبر ہو جائیگی تو پھر مشکل پڑیگی
چنانچہ اُن لوگون نے ابوسفیان کو جانب مدینہ روانہ کیا وہ ام حبیبہ ام المومنین اپنی بیٹی کے پاس آیا اور چاہا کہ فراش حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر بیٹھے ام حبیبہ نے کلمات سخت اپنے باپ کے حق مین فرمائے کہ تم مشرک ہو نجاست شرک سے بھرے ہو اور یہ بچھونا
جناب سید الطاہرین کا ہی ابوسفیان نہایت ناراض ہوا مگر ام حبیبہ نے اس فرش پر بیٹھنے نہ دیا بلکہ لپیٹ دیا ابوسفیان غصے ہو کر
حضرت صلعم کے پاس آیا اور درباب یادتی مدت صلح کے کہتا رہا حضرت نے کچھ نہ سنا کہ ناامید ہو کے حضرت صدیق اکبر و فاروق
اعظم رض و فاطمہ زہرا کے پاس آیا اور بولا تم لوگ سفارش کرو سب نے کہا ہمارا کچھ اختیار نہین ہی اور اپنے پاس سے ہانک دیا تب علی
ابن ابیطالب کے پاس آیا اور کہا اے ابوالحسن تم سعی کرو کہ مدت صلح دراز ہو جاے وہ بولے حضرت صلعم کا عزم ہو چکا ہی اب کسی کی
سفارش نہ چلیگی ابوسفیان نے کہا مین نہایت پریشان و مضطر ہون کوئی راہ بتلاؤ جس سے نجات کی صورت پیدا ہو علی مرتضی
نے فرمایا کہ تو کھڑے ہو کے آواز بلند پکار کہ جانبین کے لوگو مین نے اپنے جوار مین لیا سو اُسنے یہی بات کہی اتنا زیادہ کیا
کہ میرا گمان نہین ہی کہ محمد میرا جوار رد کرین پھر مسجد مین آیا حضرت سے کہنے لگا کہ اے محمد صلعم میرا ظن یہ نہین ہی کہ تم جوار لیعنی

حضرت نے فرمایا اے ابوسفیان تو یہ بات کہتا ہے بعد ازان ابوسفیان مکے مین گیا اور کیفیت گذشتہ بیان کی قریش نے کہا تو نے
کچھ کام نہ کیا نہ تو لڑائی کی خبر لایا نہ صلح کی علی ابن ابیطالب نے تجھسے ٹھٹھا کیا تھا اور بعد چلے جانے ابوسفیان کے حضرت رسول مقبول نے
پوشیدہ سفر کی طیاری فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق سے مخفی ارشاد کیا کہ تم بھی طیاری کرو اسی طرح اور یارون سے بھی فرمایا لیکن
اصحاب کو بر سبیل جزم و یقین عزم حضرت کا معلوم نہ تھا پھر حضرت صلعم نے اطراف مدینہ کے قبایل کو لکھا کہ جو کوئی ایمان بخدا
و روز جزا رکھتا ہو سو یکم رمضان شریف کو مدینہ یا سکینہ مین مسلح ہو کے آوے چنانچہ جملہ قبایل اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ و اشجع
داخل مدینہ ہوئے مگر بنو سلیم کہ وہ منزل قدید مین ملحق ہوئے اور یہ کیفیت حاطب ابی بلتعہ نے قریش کو اسطرح لکھی کہ یا معشر قریش ان رسول اللہ
صلعم جاءکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل یعنے ای سردار قریش پیغمبر خدا مع لشکر جرار تم پر آتے ہین جیسی رات آتی ہے جلد آتے ہین جسطرح
سیلاب اور اگر تنہا ہی تشریف لاوینگے تو بھی اللہ انکی مدد کریگا اور انجاز وعدہ فرماویگا تم اپنی فکر کرو و السلام اور بعضے کہتے ہین یہ لکھا تھا
ان رسول اللہ یریدکم فخذوا حذرہ اور یہ نوشتہ بروایت صحیحہ مسماۃ سارہ کو دیا بقولے ام سارہ و بقولے کنود کنیز ابی عمرو کو جو قبیلہ مزینہ سے
تھی اور جانب مکے جاتی تھی دیا تاکہ قریش کو پہونچاوے یہ سارہ مکے سے مدینہ مین آئی تھی اسوقت آنحضرت صلعم تجہیز لشکر مین مصروف
تھے سو آنجناب نے پوچھا تو مسلمان ہو کر آئی ہے اسنے کہا نہین پھر فرمایا ہجرت کر کے آئی ہے اسنے کہا نہین پھر فرمایا پھر کس کام کو آئی کہا
کوئی محتاج ہون چنانچہ حضرت صلعم نے بنی عبدالمطلب سے پارچہ و طعام دلوایا سو وہ حاطب کے پاس گئی حاطب حلیف بیٹے اسد کے تھے
انھون نے یہ خط دیا اور دس دینار اسکو دیے وہ عورت اس خط کو اپنے بالون مین چھپا کے لیچلی علام الغیب نے حضرت رسول مقبول کو
اس حال سے مطلع کیا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابیطالب و زبیر بن العوام و طلحہ و عمار و ابو مرثد غنوی و مقداد
بن اسود سے فرمایا کہ روضہ خاخ پر سوار ہو کے جاؤ وہان ایک عورت ملیگی اسکے پاس ایک خط حاطب بن بلتعہ کا لکھا ہوا ہے اس خط کو
میرے پاس لاؤ اور عورت کو جانے دو اگر خط نہ دے تو اسکی گردن مارو **فائدہ** خاخ بالخائین المعجمتین ایک موضع ہے مابین مکہ و مدینہ
اصل مین روضہ باغ و سبزہ زار کو بولتے ہین اور خاخ شفتالو کو کہتے ہین چونکہ وہان درخت شفتالو کے بکثرت تھے اسی سبب سے روضہ خاخ
کہلایا بالجملہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مع اپنے یارونکے روضہ خاخ پر مسماۃ سارہ سے جا ملے مگر اسکے پاس خط نہ پایا ارادہ کیا کہ پلٹ چلین
پھر علی مرتضی سوچے کہ حضرت صلعم کا فرمانا جھوٹ نہین ہے تب تلوار کھینچ کر فرمایا کہ خط نکال نہین تو مارتا ہون اسنے بخوف تیغ خط حاطب
اپنے چوٹی سے نکالا اور حوالہ کیا کہ اسکو لیکے حاضر ہوے حضرت صلعم نے حاطب سے پوچھا کس سبب سے تو نے یہ خط لکھا تھا
حاطب نے التماس کیا یا رسول اللہ مین مسلمان ہون مرتد یا منافق نہین ہون لیکن ہم قسم قریش کا ہون اور میرے عیال و اطفال
مکے مین ہین اور وہان کوئی بھائی بند نہین ہے جو خبر گیری انکی کرے بخلاف اور مہاجرون کے سو مین نے چاہا کہ قریش پر اپنا
حق ثابت کرون تاکہ اسکے لحاظ سے انکی محافظت کرین سواے اسکے اور کوئی سبب نہ تھا اور مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی
آپ کی فتح ظاہر کریگا میری اس تحریر سے کچھ ضرر نہوگا حضرت نے فرمایا حاطب سچ کہتا ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ منافق ہے
اسکو قتل کیجیے ورنہ ارشاد ہو کہ مین گردن مارون فرمایا اے عمر تامل کر یہ شخص اہل بدر مین ہے یعنے بدر کی لڑائی مین موجود تھا

شاید کہ خدا بدر والون کے ایمان کو خوب جانچ چکا ہی اور انکو ارشاد کیا ہی اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ یا فقد غفرت لکم یعنی کرو جو تمہا
جی چاہے مقرر واجب ہوئی تمہارے واسطے بہشت یا یون فرمایا تمکو بخش چکا ہون یعنی اُنسے کوئی گناہ بھی ہو تو بالکل معاف ہی کذا
فی البخاری فی باب فضل من شہد بدرا اس جگہ سے ثابت ہوا کہ جسنے خلفاے اربعہ حضرت صلعم کو بُرا کہا یا اُنپر کسی طرح طعنہ کیا اُسنے
اپنے ایمان مین خلل ڈالا کیونکہ وہ بزرگ سب بدر کی لڑائی مین تھے بالجملہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رونے لگے اور کہا اللہ
ورسولہ اعلم اور حاطب کے حق مین یہ کریمہ سورہ ممتحنہ مین نازل ہوا یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ
الخ یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست کہ انکو پیغام بھیجو دوستی سے القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل
روانگی یکم رمضان کو حضرت ابو قتادہ رض کو بمعیت چھ سو غازیون کے بنابر توریہ قبیلہ اضم پر روانہ فرمایا ناچار ابو قتادہ منزل سقیا مین
حضرت صلعم کے حضور مین آگئے الغرض بعد روانگی قتادہ کے بقول دوم رمضان و بقولے دہم بعد نماز عصر روز چہار شنبہ بقولے
ابو رہم غفاری کو و بقولے ابن ام مکتوم کو و بقولے کلثوم ابن حصین غفاری کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور ام سلمہ رض کو ساتھ لیکے مدینہ سے تشریف
لیچلے جب بیر عینہ پر کہ بکسر عین مہملہ و فتح نون ہی پہونچے تو لشکر کا اندازہ کیا سات سو مہاجرین مع تین صد اسپ اور چار ہزار انصار
با یانصد اسپ اور چار سو اسلمی مع سی اسپ معدود ہوا اسی طرح اور قبایل پھر زبیر بن العوام کو موضع صلصل سے کہ بفتحہ ہر دو مہملہ ہی لشکر دشمن
کی خبرگیری کو بطور طلیعہ روانہ فرمایا اور اثناے طریق مین بعض اہل مکہ جو ہجرت کرکے نکلے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملے از انجملہ حضرت
عباس بن عبد المطلب مع اپنے بیٹون کے حاضر ہوئے کہ انکی تشریف آوری سے آنحضرت نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ
اہل و عیال مدینے کو روانہ کرو اور خود میرے ساتھ رہو کہ وہ ہمرکاب ہوئے اور اہل و عیال کو روانہ کیا یہ حضرت بہت دنون سے اسلام
لا چکے تھے لیکن چھپاتے تھے اور ہمراہ مشرکین قریش ہر غزوہ بدر جبراً و قہراً نکلے تھے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی
عباس سے ملے قتل نکرے کیونکہ وہ بجبر نکلے ہین چنانکہ کلبی سے روایت ہی کہ عقیل بن ابیطالب اور نوفل بن حارث اسیران بدر کا
فدیہ انکے ذمہ قرار پایا تھا اور بعض کے نزدیک جعفر اور عقیل کا فدیہ لینے کا ذمہ عباس نے لیا تھا اور آنکے پاس وقت اسیری بیس اوقیہ
سونا تھا کہ اُسی مین سے لوگون کو کھلاتے تھے سو حضرت نے وہ سونا لے لیا عباس بولے کہ یہ میرا فدیہ ہی فرمایا نہین وہ سونا کہان ہی
جو تمنے ام الفضل اپنی بی بی کے پاس وقت خروج ودیعت سپرد کیا ہی عباس بولے کہ اسکی خبر تمکو کہان سے ہوئی فرمایا مجھے
خدا نے مطلع کیا اُسی وقت عباس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ سواے میرے کوئی اس راز پر مطلع نہ تھا بعد اسکے
حضرت صلعم نے انکو عمارت و سقایہ حاج پر مقرر کیا یعنے قریش کو سیئات سے منع کرتے تھے اور حسنات و خیرات کی ترغیب دیتے تھے
اور تعمیر و آبادی کعبہ پر تحریص فرماتے تھے اور آب زمزم حاجیون کو پلایا کرتے تھے سو چند روز سے ابو بشر بن کعب نے انکو قید کر رکھا تھا
جب حضرت صلعم کی آمد کی خبر ہوئی تو اپنے بدلے کچھ روپیہ دیکر چھوٹے اور حضرت سے آملے تولد انکا سال فیل سے پہلے ہوا ہی
والدہ انکی ایک عورت قبیلہ نمر بن قاسط سے تھین انھین نے کعبہ پر اول سب سے غلاف حریر و دیباج چڑھایا ہی اور سبب
یہ ہوا کہ عباس ایام طفولیت مین گم ہوگئے اُسنے منت مانی غلاف چڑھانے کی جب عباس ملے تب اُسنے غلاف چڑھایا

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی العباس منی وانا منہ رواہ الترمذی عمر شریف اٹھاسی برس کی ہوئی بارھوین رجب جمعہ سال سیٔ دوم ہجری مین وفات ہوئی جنۃ البقیع مین مدفون ہین از انجملہ ابو سفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب ابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین از انجملہ عبد اللہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ بن عمہ حضرت صلعم کہ موضع ابوا مین پہونچکر ایمان لائے اور ہمراہ ہوئے پھر حضرت صلعم نے منزل کدید مین بروایتے عسفان مین روزہ افطار کیا اور اہل لشکر کو افطار کی اجازت دی کہ تا آخر رمضان مفطر رہے اور جب منزل مر الظہران مین جلوہ فرما ہوئے اور مکہ محترمہ چار فرسنگ باقی تو لشکر اسلام مین بارہ ہزار آدمی شمار مین آئے مگر قریش اب تک غافل تھے کسی کو خبر نہ تھی صرف خوف و ہراس البتہ دلون مین تھا اس مقام مین سید المرسلین نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص آگ جلاوے چنانچہ سب نے آتش روشن کی وقت شب ابو سفیان بن حرب حکیم ابن حزام بدیل ابن ورقا بطریق تجسس مکے سے برآمد ہوئے اور مر الظہران کی پہاڑی پر چڑھکر دیکھنے لگے تو روشنی نظر آئی اور تمام وادی پر از آتش نظر پڑا ابو سفیان بولا یہ آتش عرفہ ہی بدیل نے کہا آتش خزاعہ ہی ابو سفیان نے جواب دیا کہ خزاعہ کمتر ہین وہ آگ اکثر ہی یہ لوگ اسی فکر مین تھے اور حضرت عباس شتر شہبا سرور انبیا صلعم پر سوار ہو باین قصد موضع اراک مین پہونچے کہ اگر کوئی ہیزم کش یا شیر فروش ملے تو حال کہون تا کہ مکے تک خبر پہونچے اور بیان کرے وہ لوگ اپنی فکر کرین اور بوسیلۂ اخلاص حاضر ہو کے رہائی پائین دفعتہ ابو سفیان بدیل و حکیم ملاقی ہوئے ابو سفیان نے پوچھا یہ کیا زور شور ہی یہ روشنی کیسی ہی عباس نے فرمایا محمد رسول اللہ با شوکت تمام کئی ہزار غازیون سے تشریف لائے ہین اسنے کہا اب صلاح کیا ہی فرمایا جو تیرے ساتھ سوار ہو کے حاضر ہو تو مین امان کی درخواست کرون چنانچہ وہ سوار ہوا اور حکیم و بدیل مکے کو گئے اور عباس عمر خطاب کے ڈیرے کے پاس آئے فاروق اعظم نے ابو سفیان کو دیکھکر تلوار میان سے لی اور پیچھے دوڑے اور کہتے تھے کہ الحمد للہ مین نے تجکو بلا امان پایا عباس نے شتر بہت جلد ہانکا اور حضرت کے پاس حاضر ہوئے پیچھے سے عمر بھی آئے اور جناب رسالت مآب سے عرض کیا کہ یہ ابو سفیان ہی ارشاد ہو تو گردن مارون عباس نے کہا مین نے اسکو امان دی ہی اسپر دونون صاحبون مین گفتگو طول ہوئی تب حضرت صلعم نے فرمایا ای عباس اسکو صبح کو لانا چنانچہ صبح کو لائے حضرت نے فرمایا اے ابی سفیان کیا ہنوز وقت نہین آیا جو تو معلوم کرے کہ معبود بحق واحد ہی اور مین پیغمبر صادق ہون بقول حق ناطق ابو سفیان بولا کہ تمہارے حلم و کرم مین کچھ شبہہ نہین ہی اور مین بے شک تقصیر وار ہون عباس نے فرمایا ای ابی سفیان فرصت وقت غنیمت جان اور قبل اس کے کہ عمر کے اسلام قبول کر چنانچہ اوسنے بعد توقف دعوت پیغمبر قبول کی اور اسلام لایا عباس کو بولے یا حضرت یہ شخص مفاخرت دوست ہی اسکے حق مین کچھ ارشاد ہو فرمایا من دخل بیت ابی سفیان فہو آمن و من اغلق علیہ بابہ فہو آمن و من دخل بیت الحرام فہو آمن و من القی السلاح فہو آمن مصابیح مین ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ جو ابو سفیان کے گھر گیا اسکو امان ہی اور جسنے ہتھیار ڈال دیے اسکو امان ہی تب انصار نے کہا کہ حضرت کو اپنے برادر و ملک کی الفت ہوئی اور اپنے وطن کی رغبت آئی یہ بات حضرت کو وحی سے دریافت ہوئی فرمایا ای گروہ انصار تمنے کہا کہ اس مرد کو یعنے پیغمبر کو خواہش ہوئی اپنے شہر کی بولے یہ بات مقرر ہوئی ہی فرمایا یہ نہین ہو تا ہی مین مقرر بندہ اللہ کا اور نبی ہون مینے

ہجرت کی خدا کی طرف اور تمھاری طرف اب میری زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ ہو اور موت میری تمھاری موت کے ساتھ بالجملہ ابوسفیان
رخصت ہوا حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ مین ابوسفیان کی ارتداد و عناد سے مطمئن نہین ہون اسکو یہین قید رکھنا

لازم ہے تاکہ شوکت اسلام دیکھے فرمایا احبس اباسفیان عند حطم الخیل حتے ینظر الی المسلمین رواہ البخاری عن عروہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ یعنی روک رکھ ابوسفیان کو پہاڑ کے ٹکڑے پاس خواہ گھوڑون کے ازدحام مین تاکہ لشکر اسلام دیکھے چنانچہ حضرت عباس
اسکو لیکر کھڑے ہوئے لشکر نکلنے لگا ابوسفیان ہر گروہ کا نام پوچھتا تھا عباس بتلاتے جاتے تھے ابوسفیان کہتا تھا مجکو ان
لوگون سے اے عباس بن عبد المطلب کچھ بھی کام نہین پھر ایک علم عظیم الشان نظر آیا ابوسفیان نے کہا یہ کون ہین حضرت عباس نے فرمایا یہ انصار
ہین و سعد بن عبادہ انکی علمدار تھے انھون نے ابوسفیان سے مخاطب ہو کے کہا آج خونریزی کا دن ہے آج حرم مین لڑنا حلال ہے
بعد ازان ایک لشکر جلیل القدر قلیل النفر کہ اسمین حضرت رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم و آلہ اجمعین ناقہ قصوی پر سوار تھے
پیدا ہوا علمدار حضرت زبیر و اہنے صدیق بائین اسید ابن حضیر بعد ازان اکابر مہاجرو انصار تکبیر گویان بعض سوار اور بعض پیادہ مسلح و
طیار ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھے ابوسفیان بمعاینہ عظمت و شوکت حضرت عباس سے بولا کہ تمھارے برادرزادے کا ملک عظیم ہو گیا عباس نے
کہا یہ نبوت اور رسالت ہے نہ ملک اور سلطنت تو ابتک شاید اپنی جہالت مین ہے ابوسفیان نے فریاد کی کہ ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمنے اپنی
قوم کے قتل کا حکم دیا ہے فرمایا نہین اسنے کہا سعد بن عبادہ کہتے ہین فرمایا آج دن ہے رحمت کا قریش کو اللہ صاحب عزت دینگے اور حرم شریف کو
عظمت اور کعبے کو بلباس فاخرہ مزین اور علی مرتضی سے فرمایا کہ سعد بن عبادہ سے علم لیکر بہت نرمی سے داخل حرم ہو اور ایک روایت ہے کہ
علم قیس بن سعد کو عنایت کیا اور بروایتے زبیر کو دیا اور جمع بین الروایات یون ہو سکتا ہے کہ اول علم حضرت علی ابن ابیطالب کو عنایت فرمایا
پھر بنا بر استمالت سعد کے بیٹے قیس کو دیا تب سعد رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ شاید قیس سے کسی طرح کا قصور ہو جائے زبیر رضی اللہ
عنہ کو دلوایا القصہ لشکر اسلام ذی طوی مین پہونچکر بانتظار جلوہ فرمائی سید الانبیاء صلعم ٹھہر گیا اس دن غلبہ کی شدت تھی قریش بے خبر تھے
ابوسفیان پیشتر داخل مکہ ہوا قریش نے استقبال کر کے پوچھا کہ غبار کیسا ہے اور تیرے پیچھے کون آتا ہے ابوسفیان نے کہا محمد مع لشکر آتے ہین
میری رائے مین کسی کو طاقت مقاومت نہین ہے مگر اسکو امان ہے جو داخل بیت الحرام ہو یا میرے گھر مین گھس رہے یا دروازہ اپنا بند کر لے
یا ہتھیار کھول ڈالے ہندہ نے سنکے کہا ای آل غالب یہ پیر فرتوت بیوقوف ہے اسکو مارو کہ پھر ایسی باتین نہ کرے ابوسفیان نے کہا اگر
اسلام نہ لاؤگی مقتول ہو گی اپنے گھر بیٹھ کیواڑ بند کر لے مین سچ کہتا ہون جب سید المرسلین بمقام ذی طوی تشریف فرما ہوے تو لشکر
آراستہ دیکھکر بنظر تواضع بجناب ایزدی سر مبارک بہت جھکایا کہ ریش مبارک کجاوے سے لگ گئی یہ خیال کر کے کہ آگے کس طرح
کی وحشت اور دہشت سے نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور اب کس عظمت و شوکت سے رب العزت نے پھر داخل کیا اور ایک روایت ہے
کہ حضرت نے پالان ہی پر سجدہ کیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حجون پر علم اسلام کھڑا کرو اور ہمراہ مہاجرین جاکر ادا جا
اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ ثنیہ کدا سے یا حاجرہ کثیر روانہ ہون اور خالد بن ولید کو ایما ہوا کہ مع قبایل اسلم و غفار
و مزینہ و جہینہ براہ لیط اسفل مکے سے داخل ہو کے علم شریف منتہی بیوت پر قائم کرین اور ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ سے حکم ہوا کہ

غیر مسلح بطن وادی سے جائیں اور سب لوگوں سے تاکید فرمادی کہ ہمارا خیمہ حجون پر کھڑا کیجیو اور نہایت تقید کردیا کہ جب تک کوئی نہ لڑے تم ہرگز نہ لڑیو بالجملہ لشکر ظفر پیکر مطابق حکم انور روانہ ہوا اور حضرت طریق اذاخر سے تشریف لیچلے روایت ہے کہ ایک جانب سے عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو بن عبد اللہ بن سعد مع جماعہ بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ ہزیل و احابش خالد بن ولید سے مقابل ہوئے ناگزیر خالد نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندمہ میں لڑائی شروع ہوگئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارتے مارتے دروازہ بیت الحرام تک کافروں کو پہونچایا چوبیس نفر کافروں میں سے ازانجملہ بیس بنو بکر کے چار ہزیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے ازانجملہ ایک عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اور بروایت صحیحہ صاحب بہجۃ المحافل نے لکھا ہے کہ اس معرکے میں بارہ یا تیرہ کافر مارے گئے اور خالد ابن ولید کی طرف میں صرف سلمہ بن العلاء الجہنی شہید ہوا اور کرز ابن جابر فہری اور حبیش بن خالد اشعری بھی شہید ہوئے ہیں مگر حضرت خالد کے لشکر سے علیحدہ دوسری راہ جاتے تھے وہان مارے گئے بالجملہ کفار قریش نے ہزیمت فاش اٹھائی اور خالد ابن ولید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضاء اللہ خیر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب مکے میں داخل ہوگئے تو استغاثہ ہوا کہ خالد ابن ولید اہل مکہ کو مارے ڈالتے ہیں آنجناب نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہدے ارفع عنہم السیف یعنی تلوار قریش سے اٹھالے اسنے جاکے کہا ضع فیہم السیف یعنی تلوار قریش میں رکھ خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی یہان تک کہ ستر آدمی کا قتل ہوئے اسپر حضور اقدس نے خالد پر عتاب فرمایا اور خلاف حکم کرنے کا سبب دریافت کیا خالد نے التماس کیا کہ مجھے حکم ممانعت نہیں پہونچا بلکہ حکم قتل کا پہونچا تھا آپ نے اس شخص حکم لیجانے والے سے استفسار کیا اسنے کہا ایک شخص مہیب کہ آسمان و زمین میں تھا مجھے ملا اسکے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اسنے کہا تو یون خالد سے کہدے ضع فیہم السیف نہیں تو میں تجھے قتل کرونگا مجھپر اسکا رعب غالب ہوا اگر سوا اُس شخص کے حکم کے اور بجالاتا سکا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرشتہ تھا اور منظور جناب کبریا یہ تھا کہ ستر آدمی مقتولان احد کے برابر قتل ہوجاوین اسلیے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بروز احد جب حمزہ چچا آپکے شہید ہوئے تھے فرمایا تھا اگر قریش پر قابو پاؤنگا ستر آدمی قتل کرونگا سو خدا نے آپ کی بات کو سچا کردیا کذا فی روضۃ الاحباب والمعارج بسبب وقوع اس واقعہ کے حنفیہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ بجنگ ہوا اور شافعیہ کہتے ہیں بصلح بدلیل امان پیش از دخول القصہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو حجون پر قائم تھا جلوہ فرما ہوئے اور غسل فرماکر زرہ پہنی اور خود رکھا حالت غسل میں پاس حضرت فاطمہ علیہا السلام تھیں اُسوقت ام ہانی بنت ابیطالب نے التماس کیا کہ حضرت علی مرتضی کی خواہش ہے کہ ابن ہبیرہ میرے شوہر کے رشتہ مند کو قتل کریں اور میں نے اسکو امان دی ہے فرمایا ہم نے امان دی جسکو تو نے امان دی رواہ البخاری و مسلم اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معاملہ ام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہان بعد غسل حضرت نے آٹھ رکعتیں نماز چاشت کی بھی ادا فرمائیں الغرض حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلح سوار ہوئے داہنے صدیق اکبر بائیں اسید ابن حضیر اسی طرح حضرت بلال عثمان ابن طلحہ اور محمد ابن مسلمہ مہار شتر پکڑے تھے اور اسامہ ابن زید ردیف تھے عبد اللہ ابن مغفل کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باواز نرم سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا پڑھتے ہوئے بلا احرام داخل حرم ہوئے اور مسجد میں تشریف لائے اور لکڑی سے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تکبیر کہی اہل اسلام نے متابعت کی اہل مکہ پر لرزہ پڑا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور

سے آمرے مشرکین کہتے گرد کعبہ تین سو ساٹھ بت رکھے تھے اور پانون اُنکے سیسے سے جمائے تھے ایک لکڑی سے جو آپکے
ہاتھ مین تھی اُس سے اشارہ فرماتے تھے اور یہ آیت جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا یعنی آیا حق اور مٹا باطل بیشک باطل مٹنے والا ہی
سو جسکے منہ کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ بت گرتا تھا اور جسکی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اوندھا گرتا تھا اسی طرح سب
بت اکھڑ اکھڑ کے گر پڑے اور تصویرین جو دیوار کعبہ پر کھنچین تھین اُنکو چاہ زمزم کے پانی سے دھلوا ڈالا جب اندرون کعبہ تشریف لیگئے جب
اس سے فراغت ہوئی تو ارادہ ہوا کہ اب کعبے کے اندر تشریف لیجائین بلال سے ارشاد ہوا کہ عثمان بن طلحہ حجبی سے کنجی لاؤ اور کنجی سلافہ
بنت سعد والدہ عثمان کے پاس تھی حضرت بلال نے طلب کی اُسنے اس عذر سے انکار کیا کہ تم پھر مجھے نہ دوگے عثمان ابن سلافہ
کہتا تھا کنجی سپرد کردے نہین تو کوئی دوسرا آکرلے ہی جائیگا اسی ردوکد مین حضرت صدیق وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور کہا کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کنجی کے منتظر ہین جلد حاضر کرو تب سلافہ نے کلید کعبہ عثمان اپنے بیٹے کو دی اور کہا اگر کلید کعبہ تیرے پاس ہے تو ہمیشہ
اس سے کہ ہم وعدی لکے پاس رہے چنانچہ عثمان کنجی لیکے حاضر ہوئے حضرت نے چاہا کہ عثمان کنجی دے عباس ابن عبد المطلب بولے یا رسول اللہ
جسطرح سقایہ زمزم میرے پاس ہے کلید بھی مجھے ملے عثمان کو اشتباہ ہوا اُسنے جو ہاتھ کنجی دینے کو بڑھاتا تھا کھینچ لیا حضرت نے فرمایا اے
عثمان اگر ایمان خدا اور یوم جزا ہی تو کنجی حوالے کر اُسنے کہا خذہا یا رسول اللہ بامانۃ اللہ تب حضرت نے کنجی پائی اور عمر ابن خطاب او عثمان ابن
طلحہ سے فرمایا کہ اندرون بیت جاکے تصویرین فرشتون و پیغمبرون کی جو کعبے کی دیوارون مین کھنچی ہین مٹاؤ جب حکم جاری ہوا پایا تو
آنجناب مع بلال و اسامہ ابن زید داخل ہوئے اور تصویر حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام آب زعفران سے دہلوا دین اور فرمایا اللہ صاحب
لعنت کرتے ہین اُس قوم کو جو تصویر کرتے ہین اپنے غیر مخلوق کی پھر بنا بر رفع اژدحام دروازہ بند کرا دیا اور دو رکعت نماز ادا کی بیہقی و
ابن عربی و ابو مصعب وغیرہ نے اِس روایت کو ترجیح دی ہی کذا فی المواہب تنبیہ حضرت ابراہیم و اسمعیل تصویرون مین فال کے تیر رکھے تھے
حضرت ابن عباس سے بخاری مین روایت ہی کہ اُسکو حضرت اقدس نے دیکھکر فرمایا خدا لعنت کرے مشرکین مکہ پر خبردار ہو خدا کی قسم البتہ انکو
معلوم تھا کہ ابراہیم و اسمعیل نے کبھو تیرون سے فال نہین لیا فال کے تیر سے یہ مطلب کہ اُن کا فرون کے پاس تین تیر تھے ایک پر لکھا خدا نے
اجازت دی دوسرے پر لکھا تھا منع کیا تیسرے کو خالی چھوڑا تھا وہ اول سے امر دوسرے سے نہی سمجھتے تھے اور تیسرے مین توقف کرتے تھے وہ
اُن تیرونکو دونون پیغمبرون کی تصویرون مین لگاتا تھا تاکہ لوگ جانین کہ یہ حضرت بھی اُنسے فال دیکھتے تھے جب مکہ فتح ہوا تو حضرت صلعم
نے یہ حال دیکھا اور لعنت کی فائدہ یہ جو مشہور کہ اونچے بتون کے اتارنے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوش
مبارک پر چڑھایا اور حضرت علی نے التماس کیا تھا کہ آپ میرے کندھون پر سوار ہون فرمایا کہ تم بار نبوت نہین اٹھا سکتے ہو دین
بار ولایت اٹھا لوگے سو ہمارے استاد الاستاد حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین کہ جب بت لکڑی کے
اشارے سے گر پڑے تو کسی کی کیا حاجت تھی اور شاید یہ امر اندرون کعبے کے بتون مین واقع ہوا ہو فائدہ شیعہ اِس قصے سے حضرت
علی کی بڑی فضیلت ثابت کرتے ہین اور تشرخی کہتے ہین یعنی شائبۂ الوہیت حالانکہ جو وجہ حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے
بیان فرمائی یعنی تم نبوت نہ اٹھا سکوگے اُس سے تشرخی بالکل باطل ہوتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی

فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ بسبب ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھون پر چڑھا کر غار ثور تک لیگئے یعنی جو بار نبوت حضرت امیر المومنین
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہ اٹھا سکے اُسکو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اُٹھا لیا حضرات شیعہ کی بیوقوفی ایسی ہی ہوتی ہے آنجناب کے فضائل
و اوصاف حمیدہ کیا کم ہین کہ جسمین کسی مسلمان کو کسی طرح کی گفتگو نہین ہے جو ایسی باتون سے یہ فرقہ زیادہ تر خراب ہوگیا ہے القصہ جناب رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وسلم کعبہ معظمہ کا دروازہ کھول کر باہر تشریف فرما ہوئے اور آستانہ پر دونون بازو پکڑ کے کھڑے ہوئے کلید ہاتھ مین خالد بن ولید اُسوقت اونٹون
کی طرح لوگون کو آگے سے ہانکتے تھے اُس حال مین علی مرتضی نے عرض کیا یا رسول اللہ کعبے کی دربانی اہلبیت کو ملے جسطرح سقایہ حاج اُنکو سپرد ہے آپ نے
فرمایا ہذا یوم البر والوفا اور آیت نازل ہوئی ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا یعنے خداے تعالی حکم کرتا ہے کہ ادا کرو امانتین امانت والون
کو اور کلید کعبہ عثمان بن طلحہ کو سپرد فرمائی بعد ازان عثمان نے ملازمت حضرت اختیار کی اور کلید کعبہ شیبہ اپنے برادرزادے کو دی کہ آج تک اُسی کی نسل
یعنی قصی بن شیبہ کے اختیار مین ہے روایت ہے کہ جسوقت کلید کعبہ عثمان کو عنایت فرمائی تو ارشاد کیا تو ہمیشہ کے واسطے ہے نہ لیگا کوئی تجھسے
مگر ظالم اسی پیشین گوئی کے مطابق کلید کعبہ خاندان عثمان مین ہے اور آپنے عثمان کو اُسوقت وہ قصہ یاد دلایا کہ قبل ہجرت ہمنے ایک مرتبہ تجسے
کلید واسطے کھولنے کعبے کے مانگی تھی تمنے نہ دی پر ہمنے کہا تھا کہ ایک دن یہ کلید میرے ہاتھ مین ہوگی جسے چاہونگا دونگا تمنے کہا تھا اُسدن
قریش ذلیل ہونگے جو یہ بات ہوگی ہمنے کہا نہین بلکہ عزیز ہونگے عثمان نے کہا درست ہے پس آنحضرت صلعم نے مکہ والون سے متوجہ ہو کر پوچھا
کہ تم لوگ میرے حق مین کیا گمان کرتے ہو اور کیا کہتے ہو بولے ہم بہتر گمان کرتے ہین اور اچھا کہتے ہین تم ہمارے بھائی اور کریم ابن کریم ہو اب تمہارا قابو
چلا ہو جو کرو فرمایا مین بھی کہتا ہون جو کہ میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیون سے کہا تھا کہ لا تثریب علیکم الیوم یعنی آج تمپر کچھ الزام نہین اور نہ گلہ
و شکوہ پھر آپنے اُنکے خون معاف کیے اور ارشاد کیا کہ نہین حلال ہے تم مین کسی کو کہ مکے مین ہتھیار اُٹھاوے بنا پر قتال اور تم اطمینان رکھو مین نے تمکو چھوڑ دیا
ایک روایت ہے کہ حضرت صلعم جب دروازے پر کھڑے تو تہلیل فرماتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ
اور صبح سے تا نماز عصر اُسی جگہ جلوہ فرما رہے اور وجہ توقف شاید یہ ہو کہ جن لوگون کے قتل کا حکم تھا اُسکی تحقیق منظور نظر تھی بالجملہ اُسی عرصہ مین
خطبہ فرمایا اور حرمت ربوا و احکام قصاص و دیات بیان کیے اور بطلان دعاوی جاہلیہ کے نصائح فرمائے اور مفاخرت نسب سے نہی کی اور
یہ آیت سورہ حجرات کی ارشاد فرمائی یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم
خبیر یعنی اے آدمیو ہمنے تمکو بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے اور کین تمہاری ذاتین و گوتین تا آپس کی پہچان ہو مقرر عزت اللہ کے پاس اُسی کو بڑی ہے جسکو
ادب زیادہ اللہ سب جانتا ہے خبردار یعنی برائیان ذات و قوم کی عبث ہے صفت نیک چاہیے صرف ذات کس کام کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ یہ آیت ثابت بن قیس کی شان مین نازل ہوئی ہے اور معاملہ یون ہوا کہ ایک شخص نے ثابت کو بیٹھنے کی جگہ نہ دی تو ثابت نے
کہا ابن فلانہ جگہ دے یہ بات حضرت صلعم نے سنی اور فرمایا کون ہے جو فلانہ کہتا ہے ثابت نے کہا یا رسول اللہ مین ہون حضرت صلعم
نے فرمایا قوم کا منہ دیکھ ثابت نے دیکھا تب حضرت نے فرمایا کیا دیکھا ثابت نے کہا سرخ و سفید و سیاہ فرمایا تجکو انپر کچھ
تفضیل نہین ہے مگر دین و تقوی کی اس مقام سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آداب مجلس یہ ہے کہ جب کوئی مجلس مین آوے اور جگہ نہ پاوے تو
مجلس والون کو لازم ہے کہ تھوڑا تھوڑا جنبش کرین تاکہ مکان حلقہ کا کشادہ ہو جاے یا اُٹھ کر بڑے حلقے کر لین اتنی حرکت مین غور نہ کرین جیسا

سورۂ مجادلہ میں اللہ صاحب نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین آمنوا منکم
یعنی اے ایمان والو جب تمکو کہا جاوے کہ کھل بیٹھو مجلسوں میں تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دیگا تمکو اور جب کہا جاوے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ درجے بلند کرے گا جو
ایمان رکھتے ہیں مگر آنے والوں کو کلام سخت کہنا کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ یہ غرور و تکبر نکلتا ہے اور کسی طرح درست نہیں ابن مقاتل کے نزدیک
یہ آیت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور معالم میں واقع ہوا کہ جب نماز ظہر کا وقت آیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال کو
ارشاد کیا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان کہیں بلال نے اذان کہی تو بعض کفار نے کہ اسدم سجد میں تھے اور کچھ لوگ بہادر دن تھے باتیں بیہودہ گوئی کی حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے حضرت صلعم کو اطلاع کر دی تب حضرت صلعم نے ان کم بختوں کو بلا کر انکے کلمات بیہودہ سے مطلع کر دیا اور بس شرمندہ ہوا
ایک جماعت ایمان لائی حارث ابن ہشام اور عتاب ابن اسید انہی میں تھے و معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ روز
فتح مکہ بحکم پیغمبر بام کعبہ پر بنا بر اذان تشریف لیگئے اور اذان کہنے لگے تو عتاب ابن اسید ابن ابی العیص نے کہا الحمد للہ الذی قبض ابی
حتی لم یر ہذا الیوم یعنے سب تعریف ہے اللہ کو کہ اسنے موت دی میرے باپکو کہ اسنے نہ دیکھا اس دن کو اور حارث ابن ہشام نے کہا اما وجد
محمد غیر ہذا الغراب الاسود موذنا یعنی کیا محمد نے نہ پایا اذان کہنے کو سوا اس کالے کوے کے اور سہیل ابن عمرو نے کہا اگر اللہ
ارادہ کرتا ہے کسی چیز میں برائی کا تو اسکو تغیر دیتا ہے اور ابو سفیان نے کہا کہ میں کچھ نہ کہونگا کیونکہ محمد کو خبر ہو جاویگی ویسا ہی ہوا کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام کیفیت بیان کر دی اور یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت نے مفاخرت انساب سے منع فرمائی بالجملہ فتح
سے دوسرے دن خدب بن الاولع مدنی مکے میں آیا تو خراش بن امیہ کعبی خزاعی نے قتل کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے
فرمایا جب سے آسمان و زمین و آفتاب و مہتاب پیدا ہوئے ہیں مکہ بیت الحرام ہے قیامت تک کسی ایمان والے کو خون کرنا اور گم شدہ لینا مگر
بنا بر تعریف اور درخت کاٹنا اور گھاس کھانا درست نہیں ہے اور جو کوئی کہے کہ میں نے اسطرح خونریزی کی تو حلال نہیں ہوا مجھسے
پہلے اور بعد میرے کسی پر اور حلال تھا مگر ایک ساعت روز سے اور بعد اسکے پھر حرام ہوا اور بنی خزاعہ سے دیت دلوائی ان دنوں
میں ابو قحافہ والد صدیق اکبر کے ایمان لائے انکے بال سفید تھے ارشاد ہوا کہ رنگ بدلو اسکا کسی چیز سے اور بچو سیاہی سے رواہ مسلم

ف در حرمت خضاب سیاہ

عن جابر رضی اللہ عنہ اس حدیث سے خضاب درست ہے لیکن مکروہ ہے فی الاحیا نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الخضاب بالسواد وقال ہو
خضاب اہل النار واول من خضب بالسواد فرعون وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم الصفرۃ خضاب المسلمین والحمرۃ خضاب المومنین وکانوا یخضبون
بالحناء للحمرۃ وبالخلوق والکتم للصفرۃ یعنی منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب سیاہ سے اور فرمایا کہ یہ خضاب دوزخیوں کا ہے اور اول
جسنے خضاب سیاہ کیا فرعون تھا اور تحقیق فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ زرد خضاب مسلمانوں کا ہے اور سرخ خضاب ایمان والوں کا
تھے خضاب کرتے مہندی سے بنا بر حصول سرخی اور خلوق اور کتم سے بنا بر حصول زردی خلوق بالفتح بوے خوش اور تخلیق طلا کردن
بوے خوش اور زعفران اور کتم کا ہے ست سیاہ وسمہ آمیز نزدیک بعضوں کے وسمہ نزدیک فقہا کے خضاب وسمہ درست ہے اسلیے کہ
بعض اصحاب کرتے تھے الا سواے وسمہ کے اور خضاب سیاہ جائز نہیں لیکن نزدیک بعض کے بنا بر ترغیب جنگ جو صلاح اس میں ہے
شیخ عبد الحق محدث نے شرح سفر السعادت میں امام ابو یوسف رح سے دو روایتیں نقل کی ہیں ایک یہ کہ حالت قتال میں مضائقہ نہیں

دوسرے کے واسطے تزئین نا بزینت سن خود کذا فی شرح آداب القاضی اور تحقیق صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے مہندی
اور کتم کا لیکن رنگ انکا سیاہ نہ تھا بلکہ سرخ مائل بسیاہی تھا اور یہی منقول صحابہ سے ہے اکمل کی شرح مشارق مین ہے کہ خضاب مین
دو مقام پر اختلاف ہے ایک یہ کہ نبی صلعم نے خضاب کیا یا نہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھکو آپ کا خضاب کرنا معلوم نہیں اور بعضون نے
کہا کہ خضاب کیا تھا حجت انکی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ انھون نے حضرت کا زرد خضاب دیکھا اور قول مختار یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے کاہے خضاب کیا اور اکثر ترک کیا جو کسی نے دیکھا ہے وہ بیان کیا دوسرا مقام یہ ہے کہ خضاب افضل ہے یا ترک نزدیک بعض کے ترک
افضل ہے اسلیے کہ تغییر پیری سے نہی وارد ہے اور بعض کے نزدیک خضاب افضل ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے خضاب کیا ہے حضرت صدیق اکبر رض
حنا کا خضاب فرماتے تھے اور بعض زعفران سے خضاب کرتے تھے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اور بعضے سیاہ خضاب
کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمان اور حسن و حسین اور عقبہ بن عامر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ہم حنفیون کا مذہب یہ ہے کہ حنا
اور وسمہ کا رنگ مستحب ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین مذکور ہے نووی شافعی مذہب نے کہا کہ ہمارا مذہب استحباب خضاب کا ہے مرد اور عورت کو زردی یا
سرخی کا اور صحیح قول مین خضاب سیاہ حرام ہے اسواسطے کہ حدیث صحیحین مین وارد ہے پیری کو تغیر کرو اور بچو سیاہی سے انتہی قول الاکمل
طحاوی اور مصفی مین ہے کہ سیاہ خضاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق مین ہے اور غازیون کو حرام نہین کافرون پر رعب ڈالنے کیواسطے
اور اصحاب کبار نے جو خضاب سیاہ کیا شاید اسکا یہی محل ہے کاتب اوراق نے اپنے استاد میرزا حسن علی محدث سے سنا وہ اپنے اساتذہ
دہلی سے نقل کرتے ہین کہ ممنوع وہ سیاہ خضاب ہے جو وسمہ کے سوا اور چیز وغیرہ سے ہو پس معلوم ہوا کہ سیاہی کے خضاب سے وسمہ کا خضاب
مستثنے ہے اسواسطے کہ صحیح بخاری شریف میں وارد ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک شہید ہو کر شام کو گیا تھا تو ریش مبارک مخضوب بخضاب وسمہ
تھی واللہ اعلم وعلمہ اتم القصہ بعد خطبہ وغیرہ آنجناب کوہ صفا پر تشریف لیگئے اور وہان اجلاس فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آگے
اور اہل قریش بیعت کرنے لگے حضرت نے عورتون کی بیعت مین ایک گوشہ چادر کا پکڑوایا تھا پھر ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف
لائے اور غسل کر کے آٹھ رکعت صلوۃ ضحی یعنی نماز چاشت ادا کی اور سجدہ و رکوع دراز کیا پھر منزلگاہ پر کہ شعب ابیطالب و خیف
بنی کنانہ تھا جلوہ افروز ہوئے قبل دخول ارشاد ہوا تھا کہ گیارہ مرد ہو تین جہان کہین ملین قتل ہون ایک عبد العزی ابن خطل بفتح
خاء معجمہ و طاء مہملہ کہ بروز فتح آکر کعبے کے پردون سے لپٹ گیا تھا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم طواف مین تھے ایک صحابی نے التماس کیا
ہذا ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فرمایا اقتلوہ چنانچہ ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا یہ مردود پہلے مدینے مین آکر مسلمان ہوا تھا آپنے
عبد اللہ نام رکھا اور ایک قبیلے کی زکوۃ لینے کو مع ایک شخص خزاعی کے روانہ فرمایا اسنے خزاعی کو قتل کیا پھر اس خوف سے کہ قصاص
مین قتل ہونگا مدینے کو نہ گیا اور نہ زکوۃ کا مال لیکے مکے کو روانہ ہوا سو آپنے اسکا خون ہدر کیا تھا کہ مارا گیا دوسرے عبد اللہ
بن سعد بن ابی شرح اخ رضاعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہ وہ کاتب وحی تھا کبھی آیات مین اس جنس کے کلمے مین جیسے
واللہ سمیع علیم خواہ ان اللہ غفور رحیم ہے اسنے تبدیل کی اور کبھی قبل اسکے کہ آپ ارشاد فرماوین اس جنس کا کلمہ اسکی زبان پر گذر گیا
آپنے کہا یہی کلمہ لکھ تو اسنے لوگون مین کہنا شروع کیا کہ محمد کو خبر نہین ہوتی مین جو چاہتا ہون لکھدیا کرتا ہون اور مجھپر بھی وحی

آتے ہی یہ بات آنجناب پر کھل گئی اور وہ مرتد ہو کر بھاگ گیا اور فتح کے دن حضرت عثمان اُسکو اپنے ساتھ لیکے آئے اور بمبالغہ تمام سفارش کی کہ قصور معاف ہو ابعد ازین جب وہ آنجناب کے روبرو ہوتا تو شرم سے بھاگ جاتا ایکدن حضرت عثمان نے کہا یا حضرت عبد اللہ آپکو دیکھکر بھاگتا ہے فرمایا مین نے اُس سے بیعت نہین کی ہے صرف امان دی ہے عثمان نے کہا درست ہے اُسکو اپنے گناہ پر شرم ہے فرمایا اسلام ڈھاتا ہے گناہان سابق کو عثمان نے عبد اللہ سے کہا تب وہ روبرو ہونے لگا اور حضرت عثمان کے عہد مین افریقیہ انہین کے ہاتھ پر فتح ہوا ہے وہ حاکم مصر تھے اور بعد شہادت حضرت عثمان اسلئے بچنے خون مسلمانوں کے کسی طرف شریک نہوئے امو علیہ مین از روے تجربہ معلوم ہوا ہے کہ شاگرد اوستاد مین کے دل پر استاد یا وعظ کی بات اکثر آجاتی ہے حاجت بتانے کی نہین پڑتی سو یہ معاملہ ابن سعد کا ایسا ہی اتھا مگر ابلیس لعین نے اسکو گمراہ کر دیا تھا کہ وہ مرتد ہو گیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر ناراض تھے کہ با وصف خوشامد حضرت عثمان اور ظہور اسلام ابن سعد کے اُسکی صورت دیکھکر منھہ پھیر لیتے تھے اور وقت عطاے امان سفارش عثمان خوش نہوئے چنانچہ جب حضرت عثمان مع ابن سعد باہر نکل گئے تو آنجناب نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تمنے اسکو نمارا کیا ابن بشر نے کہا یا رسول اللہ ہم اشارے کے منتظر رہے فرمایا خیانت آنکھون سے پیغمبر کو لائق نہین تیسرا عکرمہ ابن ابی جہل تھا وہ بروز فتح یمن کو بھاگ چلا تھا ام حکیم اُسکی جورو مسلمان ہو گئی اور حسب درخواست اُسکے عکرمہ کو امان ملی اُسنے دوڑکے عکرمہ سے کہا وہ جہاز پر سوار ہو چکا تھا اُسنے نہایت تعجب کیا کیونکہ با وصف اپنی عداوت کے امان کو محال جانتا تھا ام حکیم نے کہا کہ وہ ایسے کریم و حلیم ہین کہ تعریف انکی نہین ہو سکتی عکرمہ اُسکے ساتھ ہو لیا راہ مین اُسنے ام حکیم سے ارادہ مباشرت کیا ام حکیم نے نہ مانا اور کہا کہ تو کافر ہے جب تک مسلمان نہو تجھسے صحبت حلال نہین عکرمہ نے حاضر آکر براہ تعجب عرض کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے فرمایا سچ ہے عکرمہ نے کہا یہ حلم سواے پیغمبر کے دوسرے کی شان نہین اور اُسی وقت مسلمان ہوا پھر حضرت عکرمہ نہایت مقبول ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید دیکھکے انکو حالت وجد ہوتی تھی کہنے لگتے تھے ہذا کتاب ربی ہذا کتاب ربی حضرت صدیق اکبر نے اپنے عہد خلافت مین ایک لشکر کا جو کہ قتال اہل ارتداد پر بھیجا تھا امیر کیا تھا اور جنگ اجنادین کہ بفتح ہمزہ و جیم بعدہ الف و دال مہملہ مفتوحہ ایک موضع ہے شام مین شہید ہوئے چوتھا حویرث بجاے مہملہ بصیغہ تصغیر ابن نقید بضم نون و فتح قاف بصیغہ تصغیر تھا یہ شخص ہمیشہ اسلام کی ہجو کیا کرتا تھا بروز فتح کہیں چھپ رہا تھا اور وقت تلاش بھاگا حضرت علی مرتضی نے قتل کیا پانچوان مقیس بکسر میم بوزن مفتح ابن صبابہ بضم صاد مہملہ و باے موحدہ مہملتین بوزن قمامہ تھا اُسکا یہ قصور تھا کہ اُسکے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے غزوہ مریسیع مین مشرک جان کر قتل کیا تھا اور وہ مسلمان ہو چکا تھا حضرت نے دیت دلوادی مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد ہوکے بھاگا روز فتح ایک گوشے مین شرکون کیساتھ شراب پیتا تھا نمیلہ بالضم نون صیغہ تصغیر ابن عبد اللہ لیثی نے قتل کیا چھٹا ہبار بن الاسود تھا بالفتح ہاے مہملہ و تشدید باے موحدہ و الف و را مہملہ بروزن ستار اُسنے آنجناب کو بہت ایذا دی تھی بروز فتح مخفی ہو گیا مگر ایک دن مجمع مین آکے مسلمان ہوا حضرت نے عفو کیا اور قصور ہبار کا یہ تھا کہ جب حضرت زینب صاحبزادی کو ابو العاص انکے شوہر نے حسب وعدہ مکہ معظمہ سے ہمراہی ابو رافع اور سلمہ بن اسلم کے بحکم آنحضرت انکو لینے گئے تھے ہودج مین بٹھا کے روانہ مدینہ کیا ہبار نے بمعیت چند اوباش قریش راہ مین پہونچکر ایک نیزہ حضرت زینب کے مارا وہ ایک پتھر پر گر پڑین اور حمل انکا ساقط ہو گیا کہ اُسی صدمے سے بیمار ہوکے مر گئین لہذا آنحضرت نے خون اُسکا ہدر کیا تھا مگر اسلام لانے

ف اسلام عکرمہ

ف نصیحت جمیلہ عکرمہ

ف قتل حویرث

ف قتل مقیس بن صبابہ

ف اسلام ہبار بن اسود

اسلام صفوان

سے معاف کیا ساتوان صفوان بن امیہ یہ شخص بڑا موذی اور اپنے باپ امیہ بن خلف کا خلف تھا اُسنے سنا کہ میرا خون ہدر ہوا ہی سو اپنے غلام یسار کے ساتھ جانب جدہ بھاگ گیا عمیر بن وہب جمحی نے سفارش کی آنحضرتؐ نے مہلت دی تب عمیر اُسکو لایا اور ملتمس ہو کر یا رسول اللہ آپ نے صفوان کو دو مہینے تک امان دی ہی فرمایا ہان چار ماہ تک امان ہی یہان تک کہ غزوۂ حنین واقع ہوا اُسمین حضرت نے کچھ زرہین عاریۃً لین جب فتح ہوئی تو غنیمت بہت ہاتھ آئی چنانچہ ایک پہاڑ بھیڑیون اور بکریون اور دنبون سے بھرا ہوا ہاتھ لگا صفوان نے تعجب کیا کثرت مویشی پر حضرت نے اُسی کو ہبہ فرمایا اُسی وقت صفوان موضع جعرانہ مین اسلام لایا اور کہا کہ یہ سخاوت سوائے پیغمبر کے دوسرے سے محال ہی آٹھوان حارث بن طلاطلہ بضم طاء اولے وکسر طاء ثانیہ تھا یہ مردود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا فتح کے دن حضرت علی نے قتل کیا نوان کعب بن زہیر بصیغہ تصغیر تھا اُسکا جرم یہ تھا کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجو کی تھی اوّل حضرت کی خبر سنکر بھاگ گیا سال نہم ہجرت مین اول اپنے بھائی حقیقی بجیر بن زہیر کو واسطے دریافت حال بھیجا وہ بسبب سابقہ معرفت کے حضرت صدیق اکبر سے ملاقی ہوا اور اُنکی ہدایت سے حضور اقدس و اعلے مین حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا کعب کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مجھسے نہ پوچھا اور اسلام قبول کیا اُسنے کچھ اشعار لکھ بھیجے ازانجملہ یہ بیت بھی ہی سقاک ابو بکر بکاس روِیّۃ فانہلک المامون منہا وعلکا یعنی پلایا تجھے ابو بکر نے بڑا پیالہ پھر سیراب کیا تجھے مامون نے اُس سے اور مکرر دیا مامون محاورے مین اُسکو کہتے ہین جسکو جن سے رابطہ ہوا ور جن کا امر اُس سے پوچھے یہ کنایہ آنحضرت سے تھا اسی طرح اور بھی ہجوین کی تھین آخر کار ہمراہ اپنے بھائی کے مدینے مین آیا آپ مسجد شریف مین تھے دفعۃً مسجد کے دروازے پر اونٹنی بٹھا کر بلا تامل کہا مین کعب بن زہیر ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اور فوراً سوسو بیج کر قصیدہ بانت سعاد جو نعت مین لکھا تھا سنایا آپ خوش ہوئے اور ردائے مبارک صلے مین عنایت فرمائی اور اس بیت مین ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف الہند مسلول آپنے اصلاح فرمائی کہ السیف کے مقام پر نور کر دیا اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ پھر کعب سے پوچھا یہ شعر سقاک ابو بکر الخ تیرا ہی اُسنے براہ ذہانت دو لفظین بدل دین کہ اس ہجو کے جگہ مدح ہو گئی یعنی سقاک ابو بکر بکاس رویّۃ فانہلک المامون منہا وعلکا یعنے پلایا ابو بکر نے پیالہ خوشگوار پھر سیراب کیا تجھے اُسنے جو امانت دار ہین وحی مین اور مکرر دیا آنحضرت کعب کی حاضر جوابی اور جودت طبع سے بہت راضی ہوئے نقل ہی کہ امیر معاویہ نے بعوض دس ہزار درہم کے چادر مبارک لینا چاہی تھی کعب نے نہ دی لیکن بعد وفات اُنکی اولاد سے معاویہ نے بیس ہزار درہم کو لے لی کہ ناصر الدین کے عہد تک وہ چادر شریف موجود تھی ہزارد تبرک ہ کذا فی العوارف فائدہ اس مقام سے صاف ثابت ہوا کہ شعر حسن کا سننا اور پڑھنا مسجد مین جائز ہی اور جو بعض علما منع کرتے ہین اُنکی مراد مین وہ اشعار ہین جنمین ذکر شراب کباب اور امارد و نسا وغیرہ امور منہیہ کا ہوا اور شعر کی تین قسمین ہین حرام اور مباح اور مستحب حرام وہ ہی جسمین ہجو مسلم اور سراپا دروغ اور وصف خد و خال زن اجنبیہ معینہ یا امرد معین یا توصیف شراب و تارہی وغیرہ محرمات شرعیہ ہو مگر مصطلحات صوفیہ اہل معرفت اس سے مستثنٰے ہین اور مباح وہ ہی جسمین ہجو کافر حربی یا ذمی غیر معین یا ہجو فاسق مجاہر بالمعاصی یا وصف خد و خال زوجہ یا مملوکہ یا سعاد و سلمیٰ یا زید و عمرو یعنے امرد و زن غیر معین کی ہو مگر شرط ہی کہ اسطرح اشعار مین نہ بیان کرے کہ سامعین شاعر کی زوجہ یا مملوکہ سے واقف ہو جاوین بلکہ سعاد و سلمیٰ سے استعارہ کرے

قتل حارث بن طلاطلہ

اسلام کعب

ورنہ وقوع فعل خلاف مروت سے مردود الشہادۃ ہوجائیگا قال الشافعی رح ونقلہ الماوردی فی الحاوی اذا شبب بامرءۃ ولم یعین

احدا الاترد شہادتہ لانہ یمکن ان یشبب بزوجتہ وامتہ وفی النہایۃ الشعر الذی فیہ صفۃ امرءۃ معینۃ وہی حیۃ یکرہ وان کانت میتۃ فلا اور کذب

شاعرانہ دو طرح پر ہوتا ہی یا محمول بر مبالغہ ہی یا نہین اگر حمل پر مبالغہ ممکن ہی تو جائز ہی بلکہ احسن ہی اور حضرت حسان بن ثابت و عبد اللہ

بن رواحہ و کعب بن مالک شعرائے رسول الثقلین منع فرماتے ہین اور بعض اہل تحقیق قائل توسط ہین یعنی اگر مبالغہ حد امکان سے خارج ہو

تو ترک مبالغہ بہتر ہی والا جائز اسلیے کہ کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی اور اقوال صحابہ اور تابعین مین جابجا مبالغہ واقع ہوا ہی اور مذہب

جمہور شافعیہ یہ ہی کہ جس دروغ کا حمل کسی طرح حمل مبالغی پر نہو سکے تو حرام ہی قال الرافعی ہو الاصح وانہ کسائر انواع الکذب اور مستحب

دو قسم ہی ایک وہ کہ جسمین ذکر بہشت و دوزخ و مدح انبیا و اولیا و توحید و نبوت و شوق و ذوق محبت الٰہی ہو دوسرا وہ کہ جسمین بیان

مکارم اخلاق و مواعظ ہو جسطرح اشعار حضرت مولانا روم و خواجہ حافظ و حضرت شیخ سعدی علیہم الرحمۃ قال ابن عبد البر ان الشافعی قال ان الشعر

کلام حسنہ حسن و قبیحہ قبیح کذا قال ابن سیرین و الشعبی اور تتبع کتب سے واضح ہی کہ حضرت ابوبکر و علی مرتضی و عمر خطاب و عایشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہم نے شعر کہے ہین مگر جناب پیغمبر خدا صلعم نے خود کوئی شعر نہین فرمایا اور اللہم لا عیش الا عیش الآخرۃ فارحم الانصار والمہاجرۃ یہ

کلام موزون بلا قصد صادر ہوا ہی اور فقیہ ابو اللیث بستان مین فرماتے ہین ان ہذہ الابیات من الرجز والرجز لا یکون شعرا وانما ہو من السجع فی الکلام

فائدہ غیبت اس شخص کی جو کھلے ہوئے گناہ کرتا ہی اور ہجو اسکی درست ہی چنانچہ کتب معتبرہ مین مذکور ہی کہ غیبت و شکایت چھہ جگہہ

درست ہی ایک شکایت ظلم ظالم کی دوسری وقت صلاح و مشورے کے تیسری وقت گواہی کے چوتھی اس جگہ جہان بدون اظہار غیبت اسکا نشان

نہ ملتا ہو جسطرح حارث اعور اسماء الرجال مین لکھا جاتا ہی پانچوین جو ظاہر مین نیکبخت ہو اور اصل حقیقت مین دغاباز ہو تو اسکا حال ظاہر

کردینا چاہیے تاکہ اور کوئی اسکے فریب مین نہ آوے چھٹی جو بدکام کو بظاہر عمل مین لاوے بخاری اور مسلم مین حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہی

کہ حضرت نے فرمایا میری امت کے گناہ سب معاف ہونگے مگر اُنکے گناہ نہ معاف ہونگے جو اپنے پوشیدہ گناہون کو ظاہر کرتے ہین اور اللہ

یہ بات بھی لطما مین داخل ہی کہ بندہ رات کو کوئی برا کام کرے پھر اُسکو صبح اس حالت مین ہو کہ اُسکے رب نے اُس گناہ کو چھپا ڈالا ہو سو وہ شخص

یون کہے کہ او میان فلانے مینے تو رات کو ایسا ایسا کام کیا رات کو اُسکے رب نے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کو خدا کے پردے کو

کھولتا ہی یہان سے ثابت ہوا کہ پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا سخت گناہ ہی کاش گناہ کرکے شرم کرے تو خدا پردہ پوشی کرے کہ وہ

ستار العیوب ہی جب اسنے پردہ فاش کیا تو مغفرت اور پردہ پوشی کے لائق نرہا اور جو بعض نادان نامعقول ایسا کرتے ہین گویا اپنا آپ

کلہاڑی سے مارتے ہین ہرگاہ ایسے گنہگار کا یہ حال ہی تو اُس فاسق کا حال جو بے تکلف سب کے سامنے گناہ کرتا ہی اور شرم اپنے

ہچشمون سے نہین کرتا کیا ہونا ہی غالبًا وہ مباح جانکر حرام کرتا ہی اگر یہ نہوتا تو لاریب اپنے ہچشمون سے شرم کرتا یا جو لوگ اس فعل کو

نہین کرتے ہین اُنسے شرماتا اور بعد تتبع آیات و احادیث بخوبی منقح ہوا ہی کہ جو لوگ گناہ کبیرہ کھلا کھلی بے پردہ کرتے ہین جسطرح

ہمارے عہد کے لوگ کسبیون اور لونڈیون کو واسطے حرام کاری کے نوکر رکھتے ہین اور بے محابا اپنے پہلو سے لگائے ہوئے بیٹھے رہتے ہین

سو بلا شبہہ قباحت اس فعل کی اعتقاد سے اُنکے زائل ہوجاتی ہی اور دل مین خوف عقاب کچھ نہین رہتا ہی گویا کھانے پینے کی

سی عادت سمجھتے ہین گو کہ جانتے ہین کہ یہ گناہ شرع مین حرام ہے اور اُسپر منع شدید وارد ہے اور زبان سے بھی اقرار کرتے ہین کہ یہ گناہ ہے اور اسی کا نام استباحت معصیت ہے اسلیے کہ استباحت گناہ بھی ہے کہ گناہ کو مباح جانے نہ یہ کہ مباح کہے اور ورود حرمت اُس گناہ کا بھی انکار کرے بلکہ جب فاسق نے خوف عقاب کیا اور اُسکو اعتقاد قبیح نہ جانا تو وہ گناہ مباح ہو گیا اور معاملہ مباحات اُس گناہ کے ساتھ عمل مین لایا استباحت کفر ہے بعضے فقیہ ظاہرین یہ سمجھتے ہین کہ انکار ورود حرمت بھی شرع مین لازم استباحت ہے سو یہ بات تو نادر الوقوع ہے اور از روے احادیث و آیات تحقیق استباحت مین اسی قدر کافی ہے جو بیان کیا گیا انکار ورود حرمت دل و زبان سے ضرور نہین ہے لیکن اوقات بعض لوگ اسطرح اعتقاد کرتے ہین کہ شرع مین فلان معصیت بنظر مصلحت عام حرام ہوئی ہے تاکہ رسم فاسد شیوع پذیر نہو اور رفتہ رفتہ دوسری قباحت پیدا ہو جاے اور بنا بر تخویف و ترہیب وعدہ عقاب و عذاب فرمایا ہے اور فی نفسہ یہ فعل کچھ قباحت نہین رکھتا ہے اور عقاب اُسپر مترتب نہین ہوتا ہے کذا حقق المحقق الدہلوی فی تفسیرہ العزیزی دسوان وحشی قاتل حمزہ ابن عبد المطلب عم رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کہ بروز فتح مکہ بھاگ کر طائف مین گیا اور ایمان لایا اور ایلچیان طائف کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو پہچانا اور کیفیت شہادت حضرت امیر المومنین حمزہ ابن عبد المطلب کی پوچھی اُسنے بیان کی تو روبرو آنے سے منع فرمایا چنانچہ وحشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ آتا تھا اور اسی وحشی نے زمان خلافت امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین مسیلمہ کذاب کو قتل کیا چنانچہ وحشی کہا کرتا تھا قتلت خیر الناس و قتلت شر الناس گیارھوان عبد اللہ ابن زبعری کہ مسلمانون کی ہجو بہت کرتا تھا فتح مکے کے روز باتفاق ہبیرہ ابن ابی وہب شوہر ام ہانی بنت ابیطالب جانب نجران بھاگ گیا بعد چندے مدینے مین آکر مسلمان ہوا اور ہبیرہ مشرک مرا یہ گیارہ مرد تھے لیکن عورتین سو اول سماۃ ہند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان تھی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی فتح کے روز نقاب منھ پر ڈالے اور عورتون کے ساتھ حضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہو کر اسلام لائی اور نقاب اُٹھا کر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سماۃ ہند ہون زوجہ ابو سفیان ابن حرب کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمان ہوئی ہے تیرے حق مین بہتر ہے اُسنے عرض کیا کہ میرا حال تھا کہ سب سے زیادہ آپکو دشمن رکھتی تھی اب مین سب سے زیادہ دوست رکھتی ہون حضرت نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہوگی پھر ہند نے گھر مین جا کر بتون کو توڑا دو بکرے بطور ہدیہ بھیجے یہ سب عورتون سے آنحضرت نے بیعت کلامیہ فرمائی دوسری قریبہ بصیغہ تصغیر بضم القاف و فتح الراء و سکون التحتانیہ تیسری قرتنا بفتح قاف و سکون راے مہملہ و فتح تاء فوقیہ بعد ہا النون یہ دونون ابن خطل کی لونڈیان تھین اور مسلمانون کی ہجو گایا کرتی تھین سو فتح مکے مین قرتنا ایمان لائی اور قریبہ قتل ہوئی اور قرتنا سو سنہ خلافت حضرت عمر یا اوائل خلافت حضرت عثمان تک زندہ تھی چوتھی ارنب کنیز آزاد ابن خطل وہ بھی ماری گئی پانچوین سارہ کنیز آزاد عمرو بن ہشام کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ کنیز آزاد بنی عبد المطلب کی تھی اسکے معاملے مین اختلاف ہے ابن ہشام و صاحب عنوان الدہر و ابن حجر مکی کہتے ہین کہ سارہ اسلام لائی اور حمیدی جامع صحیحین اور مولف کامل التاریخ کے نزدیک قتل کی گئی اور قاتل اُسکے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ تھے چھٹی ام سعد وہ بھی قتل ہوئی

نہ معلوم وہ کون تھی اور کیا جرم تھا اور کسنے اسکو قتل کیا کذا فی المدارج القصہ فتح مکہ بروایتے تاریخ سیزدہم رمضان و بروایت صحیح بستم
رمضان واقع ہوئی اور تاریخ ششم شوال تک حضرت صلعم مکہ معظمہ مین جلوہ فرما رہے و نماز قصری پڑھتے رہے یعنی چارگانے کے دوگانے اور یہی اصح ہے کہ
تعیین یوم خروج مدینہ و تاریخ فتح مکہ و یوم خروج مدینہ و تاریخ فتح مکہ و مدت توقف و قیام مکہ و یوم خروج مکہ مین بہت اختلاف ہے اور جو کہ اقرب
بصحت تھا اس مقام مین لکھا گیا حاصل یہ ہے کہ ایام توقف مین کئی واقعہ پیش آئے ایک یہ کہ فاطمہ مخزومیہ نے کہ اشراف قریش سے تھین چوری کی
اسکا ہاتھ کاٹا گیا دوسرے پچیسوین رمضان شریف کو خالد ابن ولید برائے تخریب بتکدہ عزی روانہ ہوئے وہان جا کے بتکدہ کو کھودا اور واپس ہو کے آنحضرت کو خبر دی
فرمایا تو نے کچھ دیکھا خالد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ نہین فرمایا پھر جا تو نے عزی کو نہین توڑا تب خالد ابن ولید بحالت غصہ و غضب وہان
گئے اور تلوار برہنہ ہاتھ مین لیکر عزی کو تلاش کرنے لگے دفعتہ ایک عورت بال کھولے سر برہنہ نظر پڑی خالد نے اسے تلوار سے دو قلم کیا
اور وہان سے لوٹ کر آنحضرت سے التماس کیا فرمایا کہ اب عزی کو تو نے مارا یہی تھا اب کوئی عزی کو نہ پوجیگا اور ثابت ہے کہ عزی کے
مجاور بنی شیبان تھے اور تمام قریش و بنی کنانہ اسکو معبود و مسجود جانتے تھے اور یہ عورت شاید اس بت کی سبب پرستش تھی اور لوگون کو
ورغلا کے پرستش کراتی تھی جب وہ قتل ہوئی تو گویا عزی مارا گیا تیسرے انھین دنون مین عمرو بن عاص بنا بر تخریب بتخانہ ہذیل کہ وہان سواع
کی پرستش ہوتی تھی روانہ کیے گئے چنانچہ اسکا مجاور ایمان لایا اور بتخانہ مسمار کیا گیا چوتھے اسی عرصہ مین سعد ابن زید اشہلی برائے تخریب
بتکدہ منات جو موضع مشلل مین تھا روانہ ہوئے جب وہان گئے تو ایک عورت برہنہ سیاہ رنگ اپنا سینہ کوٹتی نکلی سعد نے اسکو مارا اور بتخانہ
توڑ دیا اس بت کی پرستش قوم اوس و خزرج و غسان کرتی تھی اور غسان بفتح المعجمہ و تشدید السین المہملہ نام پدر قبیلہ یمن کا ہے
کہ ملوک غسان اسکی طرف منسوب ہین اور اسی کی اولاد ہین پانچوین بتاریخ یکم شوال پھر خالد ابن ولید ناحیہ یلملم مین بنی جذیمہ کہ ایک گروہ
بنی کنانہ کا تھا بنا بر دعوت اسلام بھیجے گئے اور تین سو آدمی مہاجرین و انصار سے خالد کے ساتھ ہوئے اور آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد کیا کہ قتل کسی کو نہ کرنا چنانچہ خالد ابن ولید وہان گئے اور دعوت کی وہ بولے صبانا صبانا یعنی اپنے دین سے پھرے اور صریح کہنا
اسلمنا چونکہ یہ کلام محتمل تھا یعنے معنی اسکے تھے خرجنا من دین الی دین آخر اور یہ اعم ہے اسلام سے اور صریح انتقال جانب دین اسلام اس سے
نہین نکلتا لہذا خالد نے انکو قید کیا خواہ خالد کو یہ گمان ہوا کہ ان لوگون نے دین اسلام سے اعراض کیا پھر دو تقدیر خالد نے
قید کیا اور اپنے ساتھیون کے تفویض فرمایا دوسرے دن منادی کرائی کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کرے بنو سلیم نے مارا اور مہاجر
و انصار نے اپنا ہاتھ روک رکھا آخرکار یہ خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو خالد سے ناراض ہوئے اور دو مرتبہ یون دعا فرمائی اللہم
ابرا الیک مما صنع خالد رواہ البخاری فی صحیحہ عن سالم ابن عبد اللہ ابن عمر اور ابن سید بیان کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے علی ابن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ کو مع مال بنا بر ادائے دیت روانہ کیا کہ انھون نے جا کے دیت ادا فرمائی اور جو کچھ مال بعد ادائے دیت باقی رہا
وہ بھی احتیاطاً انھین کو عطا کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی تو فرمایا اصبت و احسنت اور وجہ نا رضامندی آنحضرت
کی یہ ہوئی کہ خالد ابن ولید نے بلا دریافت اصل مراد ان لوگون کو قید کیا اور قتل کیا بعد اسکے اسی سال مین غزوہ حنین واقع ہوا اور
صورت اسکی یون ظاہر ہوئی کہ بعد فتح مکہ جملہ قبایل و طوائف مطیع و منقاد اسلام ہوئے مگر ہوازن و ثقیف مستعد جنگ و آمادہ حرب ہوئے

اور جشم و سعد ابن بکر اور چند کس بنی ہلال کے شریک ہوئے اور چار ہزار مرد جرار ہمراہ لیکر نکلے اور اپنے مویشی و اہل و عیال بھی ساتھ لیے اور
درید ابن الصمہ جشمی کہ از سودہ کار و نابینا پیر انا ایک سو ساٹھ و بروایتے ایک سو بیس برس کا تھا بھی اُنکے ساتھ چلا جب کہ منزل اوطاس مین
آئے تو اُس گرگ باران دیدہ نابینا نے عورتون اور بچون کی آواز سُنی پوچھا کیسی آواز ہی لوگون نے کہا عوف ابن مالک و بروایتے
مالک نضری سردار ہوازن عورتون اور بچون کو بھی ساتھ لایا ہی اُسنے عوف سے پوچھا اسکا کیا سبب ہی وہ بولا اسلیے اہل و عیال
ہمراہ لایا ہون کہ اُنکے باعث سے کوئی آدمی مُنہ نہ موڑیگا درید نے کہا یہ غلط ہی جب آدمی بھاگا چاہتا ہی تو کوئی بھی نہین روکتا
میرے نزدیک مناسب ہی کہ انکو ایک مکان محفوظ مین باحتیاط رکھو اور خود فوج سے مقابل ہو عوف نے کہا تیری عقل بسبب کبرسنی کے خبط ہو گئی ہی پھر
درید نے قوم ہوازن سے توجہ کر کے کہا کہ تمین تمھارا ضرور بھاگے گا تم ہرگز اُسکے قول و فعل پر عمل نکرنا ورنہ خطا کھاؤ گے چنانچہ ہوازن میں ایک نوع کا تزلزل
پڑگیا تب عوف نے کہا ای قوم ہوازن اگر تم میرے موافق عمل نہین کرتے تو مین جان دیتا ہون ناچار ہوازن بدستور شریک رہے یہ سب اخبار حضرت صلعم
نے سُنی تب عبد اللہ ابن حدرد کو بنابر جاسوسی روانہ کیا اور عتاب ابن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا اور معاذ ابن جبل کو بنابر تعلیم احکام دین اسلام مکے مین
چھوڑا اور آنجناب تاریخ ہفتم یا ششم شوال ورز دوشنبہ بجماعت دس ہزار آدمیون کے برآمد ہوئے پھر دو ہزار آدمی اور اہل مکہ سے ہمراہ ہوئے اور
ایک انبوہ مشرکین اہل مکہ سے بطمع غنیمت چلے آنجناب صلعم راہ مین تھے کہ عبد اللہ ابن حدرد نے لشکر مخالف کی حقیقت و ماہیت سے مطلع کیا حضرت رسول
مقبول نے تبسم کر کے فرمایا کہ مین اپنے خدا سے امید رکھتا ہون کہ تمام مال و اسباب مخالفین کا اہل اسلام کے ہاتھ آئیگا اور جب حنین کے
قریب پہونچے تو لشکر کو آراستہ فرمایا اور ہر ایک قبیلہ صاحب لوا ہوا چنانچہ لوا مہاجرین تین تھے ایک عمر ابن خطاب کے ہاتھ مین دوسرا علی
ابن ابیطالب کے پاس تیسرا سعد ابن ابی وقاص کے اور لوا اوس اُسید ابن حضیر کو دیا اور لوا خزرج سے ایک حباب ابن المنذر کو عنایت ہوا
اور دوسرا سعد ابن عبادہ کو اور وقت طلوع صبح صادق آنجناب صلعم مع فوج و حشم وادی حنین مین کہ بضم حاء مہملہ و کسر نون قبل تحتیہ نام
ایک موضع کا ہی جو مابین مکہ و طائف پری اعراف کے واقع ہی جلوہ فرما ہوئے اُس لڑائی مین خالد ابن ولید بنی سلیم کے ساتھ مقدمہ لشکر
تھے اور پہاڑون کے بیچ گذر افواج کا تنگی سے تھا اور قوم ہوازن کے لوگ گرد پہاڑون کے پوشیدہ تھے مسلمانون کو خبر تھی دفعۃً وہ سب
ٹوٹ پڑے تو اول بنی سلیم بھاگے پھر تو مسلم و کافر بلکہ حضرت صلعم کے ساتھی بھی بمقتضاے الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین
متفرق ہو گئے صرف چند آدمی ثابت قدم رہے علی ابن ابیطالب و صدیق اکبر و عمر ابن خطاب و عباس ابن عبد المطلب و فضل و قثم
پسران عباس اور ابوسفیان ابن حارث و ربیعہ پسر حارث ابن عبد المطلب و جعفر ابن ابی سفیان و ایمن ابن ام ایمن و اسامہ ابن زید و عبد اللہ
ابن زبیر و عقیل ابن ابیطالب و عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم صحیح مسلم مین عباس ابن عبد المطلب سے روایت ہی کہ حنین کے روز مین نے
اور ابوسفیان نے حضرت کا ساتھ ایک دم نہین چھوڑا جب مقابلہ ہوا تو کافرون نے ہر طرف سے تیر اندازی شروع کی مسلمانون کے پانون
اُٹھ گئے اور حضرت سفید خچر پر سوار کافرون پر حملہ کرتے تھے مین لگام کھینچتا تھا تاکہ آنجناب جلدی نفرما دین اور ابوسفیان ابن حارث
رکاب پکڑے تھا تب حضرت نے فرمایا کہ جن لوگون نے درخت سمرہ کے نیچے غزوہ حدیبیہ مین جان بازی کی بیعت کی تھی انکو پکار
حضرت عباس کی آواز بلند تھی سو انھون نے پکارا تو اصحاب باصفا لبیک لبیک کہتے ایسے جھکے جسطرح گائین اپنے بچون کی

فرار مسلمین [illegible]

فتح و حنین

طرف جھکتی ہین پہر خوب لڑے کہ ابو طلحہ نے تن تنہا بیس نفر کافر قتل کیے اور حضرت صلعم نے بغلہ بیضا سے اترے اور مشت خاک علی ابن ابیطالب
سے لیکے دشمنون پر پھینکی کہ سبب اسکا ہوکے بھاگے اور فتح اسلام ہوئی ستر کافر مارے گئے اور بقیۃ السیف سے بعضے جانب طائف بھاگے
اور بعضے جانب اوطاس اور بعضے طرف بطن نخلہ از روے روایت صحیحہ ثابت ہی کہ حضرت عباس کی آواز سنکر اول تو اصحاب آئے پھر بارہ
ہو گئے پھر بعد ازان اتنی ہوئے لیکن نہ تو تابع پنجے حقیقت یہ ہی کہ یہ بھاگنا نہ تھا بلکہ پھر کر آنحضرت کی پناہ مین آتے تھے تاکہ مدد مانگین حاصل یہ
کہ ایک طرح کی ہل چل مسلمانون مین واقع ہوگئی تھی چنانچہ مشکوۃ شریف مین ابن اسحق تابعی سے روایت موجود ہی بیان معجزات مین وہ
حدیث لکھی جاوے گی اور یہ جو ہزیمت اوایل مین واقع ہوئی سو اس سبب سے کہ اول ہی مسلمانون نے کہا تھا کہ ہم تھوڑون کو بہت جگہ فتح ملی ہی
اب تو ہم دس ہزار ہین حق تعالی نے ادب دیا اور امتحان کیا تاکہ اس بات پر نظر رکھین چنانچہ سورہ برأت مین ارشاد ہوتا ہی ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنوداً لم تروہا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین یعنے دن حنین کے جب اترا گئے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کام نہ آئی تمھارے اور تنگ ہوئی تم پر
زمین باوصف فراخی کے پھر ہٹے تم پشت دیکر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والون پر اتارین فوجین
جو تمنے نہین دیکھین اور ماردی کافرون کو اور یہی سزا ہی منکرون کی سعید ابن جبیر کے نزدیک پانچہزار فرشتے مدد کو آئے تھے روایت ہی
کہ یہ فرشتے صرف بنابر تشجیع اہل اسلام و تہیب اہل کفر کے نازل ہوتے تھے نہ واسطے لڑائی کے اور سفید کپڑے پہنے گھوڑون پر سوار تھے
اور دستارین سرخ باندھے شملے بین الکتفین چھوڑے تھے اور یہ ہزیمت دیکھکر نو مسلمون نے خوشی کی اور بغلین بجائین ابوسفیان نے
کہا یہ ہزیمت تا کنار دریا نہین جاتی اور کلدہ ابن الحنبل نے کہا اب سحر باطل ہوا اور جب فتح ہوئی تو شرمندہ ہوئے اور چھاتیان کوٹین نہری
کہتے ہین کہ شیبہ ابن عثمان کہتا تھا کہ مین حضرت کے پیچھے دوڑا تا کہ عوض طلحہ ابن طلحہ اور عثمان ابن طلحہ کے قتل کرون اللہ نے اس
خیال پر آنجناب کو مطلع کیا تو آپنے میری طرف دیکھا اور میرے سینے پر ایک ضربہ مارکے فرمایا اعیذک باللہ یا شیبہ سو میرے جسم مین لرزہ پڑا
اور حضرت صلعم میرے محبوب ہو گئے مین نے کہا کہ اشہد انک رسول اللہ وان اللہ قد اطلعک علی ما فی نفسی یعنی مین گواہی دیتا ہون کہ تم رسول خدا
ہو اور اللہ نے مطلع کردیا تمکو میرے خیال پر اور اسی عرصہ مین اوطاس کی جانب ابو عامر اشعری مع سلمہ ابن الاکوع و ابو موسی اشعری
کہ برادر زادہ ابو عامر تھے روانہ کیے گئے اور ایک جماعت اسلام انکے ساتھ گئی کہ انسے بمقام اوطاس مین لڑائی ہوئی درید ابن الصمہ
امیر المومنین حضرت زبیر ابن العوام کے ہاتھ سے مارا گیا اور تین سو ہوازن منجملہ چھ سو نفر ہمراہی درید کے قتل ہوئے اور اسی وقت
ربیعہ ابن رفیع نے کہ تابعین زبیر رضی اللہ عنہ سے تھے درید کا سر کاٹ لیا اور اسی لڑائی مین ابو عامر کے ہاتھ سے ایک مرد جشمی کے
ہاتھ سے تیر لگا اور ابو موسی نے اس کافر کو قتل کیا مگر ابو عامر اپنی حیات سے مایوس ہوئے اس سبب سے کہ خون بہت نکلا تھا لہذا ابو موسی کو امیر کیا اور
وصیت فرمائی کہ اگر مردون تو میرا اسلام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا اور استغفار کے واسطے التماس کرنا چنانچہ حضرت ابو موسی کے
ہاتھ پر یہ لڑائی فتح ہوئی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی بعد ازان ابو موسی اشعری نے حاضر ہو کے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے تمام حال مع سلام و درخواست ابو عامر عرض کیا آنجناب نے وضو فرماکے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا اللہم اغفر لعبید

ابی عامر اللھم اجعلہ یوم القیامۃ فوق کثیر من خلقک او من الناس یعنے ای اللہ بخش دے ابو عامر کو جسکا نام عبید ہے الٰہی قیامت کے دن اسکو اپنی اکثر خلق سے یا اکثر لوگوں سے بلند رکھ اس دعا مین آنجناب صلعم نے اسقدر ہاتھ بلند فرمائے کہ سفیدی بغل مبارک کی نظر آتی تھی پھر ابو موسے اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے دعا کیجیے تب آنجناب نے فرمایا اللھم اغفر لعبد اللہ ابن قیس ذنبہ وادخلہ یوم القیامۃ مدخلا کریما یعنی یا اللہ عبد اللہ ابن قیس کا گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اسکو عزت والے مکان مین داخل کر رواہ البخاری ومسلم فی صحیحہ تنبیہ جنگ حنین واوطاس مین چار شخص اہل اسلام کے شہید ہوئے ایمن ابن ام ایمن کہ روبرو حضرت صلعم کے مارے گئے تھے اور زید ابن ربیعہ ابن الاسود اسدی کہ انکے اسپ خیاج نے شوخی کی وہ مارے گئے اور سراقہ ابن الحارث انصاری اور ابو عامر اشعری واضح ہو کہ اس معرکہ مین چھ ہزار سے زاید بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی لوٹ مین ہاتھ آئی اور اس سب غنیمت کو حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے موضع جعرانہ مین رکھوا کر مسعود ابن عمرو غفاری کے سپرد فرمایا اور اسیران ہوازن مین سماۃ شیما بنت حلیمہ سعدیہ بھی گرفتار ہوئین انھون نے ہر چند لوگون سے کہا کہ مین تمھارے پیغمبر خدا کی اخت رضاعیہ ہون مجھے جانے دو لیکن کسی نے نہ مانا جب حضرت صلعم کے پاس اسکو لائے تو آنجناب نے چادر مبارک اپنی بچھائی اور نہایت اکرام و پاسداری سے اسے چادر پر بٹھلایا اور حلیمہ و حارث ابن عبد العزی کا حال پوچھا وہ بولین دونون نے وفات پائی آنجناب آبدیدہ ہوئے بعد اسکے شیما ایمان لائین کہ حضرت صلعم نے حذافہ نام رکھا اور دو شتر اور چند بکریان اور کئی غلام و لونڈیان دیکر رخصت فرمایا بعد اسکے سریہ طفیل ابن عمرو دوسی واقع ہوا کہ آنحضرت نے بنا بر تخریب بتخانہ ذو الکفین چند آدمیون کے ساتھ روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اپنی قوم سے مدد لینا طفیل نے جا کر بتخانہ گروا دیا بعد اسکے غزوہ طائف واقع ہوا کہ آنجناب صلعم جانب طائف متوجہ ہوئے اور خالد ابن ولید کو ہمراہی ہزار نفر مقدمۃ الجیش فرمایا اور طائف مین جلوہ فرما ہوئے اول موضع قرن مین کہ میقات اہل نجد ہے لشکر اترا پھر وہان سے وادی لیّہ مین تشریف لائے اور ایک مسجد حضرت نے قائم فرمائی اور ایک مرد بنی لیث کو جو کہ قاتل ایک مرد بنی ہذیل کا تھا قصاص مین قتل کرایا یہ اول قصاص اسلام مین ہوا اور اسی مقام مین قلعہ عامر کے ڈھانے کا حکم صادر ہوا کہ وہ گرایا گیا بعد اسکے آنحضرت وادی لیّہ سے موضع تحت مین شجرہ صادرہ کے نیچے جلوہ افروز ہوئے اور ایک دیوار بنی ثقیف کی گروائی اور حصن طائف کا محاصرہ کیا ثقیفیون نے تیر مارے کہ ایک جماعہ صحابہ شہید و مجروح ہوئی پھر وہان سے قریب دو قبہ بنوائے ایک ام المومنین عائشہ صدیقہ کے واسطے دوسرا ام سلمہ کے لیے اور ان دونون کے بیچ مین نماز ادا کی وہی مسجد طائف ہے اسی مسجد کے رکن یمانی مین قبر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ واقع ہے بالجملہ حصن طائف کا اٹھارہ روز محاصرہ رہا اور سخت سخت لڑائیان ہوئین کہ آنجناب خود بنفس نفیس اسمین لڑتے تھے اور بہت لوگ اسلام کے مجروح ہوئے اور بارہ شخص شہید ہوئے چار انصار کے اور سات قریشی اور ایک بنی لیث کا اور عبد اللہ ابن ابی بکر بھی مجروح ہوئے مگر وہ زخم مندمل ہو گیا اور عہد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین پھر تازہ ہوا کہ شہید ہو گئے اسی لڑائی مین عبد اللہ ابن امیہ مخزومی برادر پھوپھی زاد حضرت صلعم شہید ہوئے ہین اسی غزوہ مین حسب تجویز سلمان فارسی رض منجنیق بنائی گئی تھی اس سبب سے کہ قلعہ طائف نہایت مضبوط و مستحکم تھا اور معاملہ یہ تھا کہ اہل حصار جو تیر مارتے تھے وہ اہل اسلام کو پہونچتا تھا اور اہل حق کا تیر انتک

نہ جاتا تھا اور چونکہ طائف مین اشجار ثمر وعنب بکثرت واقع تھے اسلیے حضرت صلعم نے بلین حالت محاصرہ قلعہ مین فرمایا کہ سب کاٹ ڈالے جاوین
تب اہل طائف نے منت وسماجت کی لہذا حضرت رحمۃ للعالمین نے منع فرمایا اور منادی کرائی کہ جو کوئی قلعہ سے نیچے اتر آوے آزاد ہے
چنانچہ تئیس ۲۳ نفر حصار سے اترے از انجملہ نفیع ابن الحارث بھی ہین کہ بکرہ چاہ مین بیٹھ کر اترے تھے ولہذا ملقب بابوبکرہ ہوئے اور مسلمان
ہوئے روایت ہی کہ انہین دنون رات کے وقت آنحضرت صلعم نے خواب دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا بھرا ہوا روبرو رکھا ہی سو ایک خروس نے
اپنے چونچ سے گرا دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر فرمائی کہ امسال طائف فتح نہوگا آخر کار ہلال ذیقعدہ طائف مین دیکھکر
بمشورہ نوفل ابن معاویہ حضرت رسول مقبول نے طائف سے کوچ فرمایا اور پانچوین ذیقعدہ کو موضع جعرانہ مین تشریف فرما ہوئے اور وقت
روانگی بدرخواست کسی شخص کے یون دعا فرمائی اللہم اہد ثقیفا پھر وہ قلعہ خود بخود فتح ہوگیا اور عوف بن مالک کہ مسلمان ہوا اور سارے
ہوازن مسلمان ہوگئے پھر عوف کو حضرت نے امیر کیا اسنے مقابلہ کرکے ثقیف کو بھی مسلمان کیا اور جب اہل طائف اسلام لائے تو فرمایا
ہؤلاء اعتقاء اللہ الغرض جعرانہ مین چندروز قوم ہوازن کی انتظار فرمائی کہ اگر وہ لوگ مسلمان ہو کے حاضر ہون تو مال واسباب انکا
واپس کیا جاوے مگر وہ نہ آئے ناچار تقسیم کیا اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ شتر وغنم کے شمار کرنے مین بحکم رسول اللہ صلعم مصروف ہوئے
چنانچہ ایک ایک پیادے کو چالیس چالیس بکریان اور چار چار اونٹ اور ہر سوار کو بارہ ۱۲ بارہ اونٹ اور فی نفر سوار ایک سو بیس ۱۲۰ بکریان بھی ملین
مگر مؤلفۃ القلوب کو زیادہ ملا چنانچہ صحیح مسلم مین رافع ابن خدیج سے روایت ہی کہ ابوسفیان ابن حرب اور صفوان ابن امیہ اور عیینہ
ابن حصین اور اقرع ابن حابس کو سو سو اونٹ عنایت ہوئے اور عباس ابن مرداس کو اس سے کم اور سوائے صحیح مسلم کے اور کتابون مین
نام اورون کا بھی ہی چنانچہ حکیم ابن حزام کے نام دو سو شتر لکھے ہین حقیقت یہ ہی کہ قوم مین دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ کہ بروز فتح مکہ مسلمان
تو ہوئے لیکن اسلام مین انکے ضعف تھا مثل ابوسفیان ابن حرب ومعاویہ ابن ابی سفیان وعیینہ ابن حصین وسہیل ابن عمرو وغیرہم سو
غرض انکو زیادہ دینے سے یہ تھی کہ حلاوت ایمان انکے قلوب مین مضبوط وکامل ہوجاوے دوسرے کفار تھے کہ انکو بھی حضرت رحمۃ للعالمین
صلے اللہ علیہ وسلم نے سو سو اونٹ عنایت فرمائے اسلیے کہ طمع سے ایمان لاوین یا دشمنون کے شر سے بچین اور احسان فراموشی نکرین جسطرح
صفوان ابن امیہ وغیرہ کہ آخر کار یہ بات بسبب اسلام صفوان کے واقع ہوئی کذا فی درج الدرر مصابیح مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ جب بعد فتح مکہ حنین بھی فتح ہوا تو اسباب ومال بکثرت ہاتھ آیا تو حضرت صلعم نے قریش کو سو سو اونٹ عنایت کیے تب بعض نوجوان
انصار نے کہا کہ خدا تعالے حضرت کو بخشے کہ قریش یعنی ساکنان مکہ کو عنایت فرماتے ہین اور ہمکو چھوڑتے ہین حالانکہ انکے خون ہماری
تلوارون سے ٹپک رہے ہین یعنی ہماری تلوارون کے زور سے مسلمان ہوئے ہین جبکہ یہ خبر آنجناب صلعم کو ہوئی تو حضرت نے انصار کو
ایک خیمے مین جمع فرمایا اور پوچھا تو رئیسون اور دانشمندون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دانا لوگون نے یہ بات ہرگز نہین کہی
لیکن نوجوانون نے ایسی گفتگو کی تھی آنجناب نے فرمایا کہ قوم قریش کو مصیبت تازہ پڑی ہی کہ اپنا کفر چھوڑ کر آئے ہین سو مین نے چاہا کہ انکو
انعام دون اور تالیف قلوب کرون تم کیا اس بات پر راضی نہین ہو کہ یہ لوگ دنیا کا مال لیکر پھرین اور تم اپنے گھرون کو خدا کے
رسول کو لیکر پھرو اور اگر لوگ ایک راہ چلین اور انصاری اصحاب اور راہ چلین تو مین انصاریون کی راہ چلون یعنی قریش تو مسلم ہین

انکو مصیبت تازہ پڑی ہی کہ بھائی بند انکے غزوات مین قتل ہوئے ہین اسلام کی خوبی انکے قلوب مین جمی نہین سو تالیف قلب کے لیے انکو مال کا
دینا مناسب تھا اور تم ایمان دار لوگ ہو تمکو دنیا کا لینا مناسب نہین قریش نے دنیا پائی تمنے مجھے پایا سبحان اللہ بحمدہ نہ رہے قسمت اسکی جسکے
حصہ مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم آوین تنبیہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نومسلمون کو زیادہ مال دیا تو ایک منافق بیدین قبیلہ
بنی تمیم نے جسکا لقب ذی الخویصرہ تھا کہ اسی کی اصل سے خوارج نکلے اور اسی کے حق مین کریمہ ومنہم من یلمزک فی الصدقات نازل
ہوئی کہنے لگا کہ قسم ہی خدا کی اس تقسیم مین کچھ انصاف نہ ہوا اور نہ اسمین خدا کی رضامندی ہوئی یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
سنی تو فرمایا واے ہو تو کون انصاف کریگا جس وقت کہ مین نے انصاف نہ کیا بلا شبہہ نا امید ہوا اگر نہ انصاف کرون مین یعنی امیدواری
و سود مندی تمہاری میری عدالت مین ہی اور مجھکو خدا نے رحمۃ للعالمین بنایا ہی اور عادل کیا ہی اگر مین عدالت نہ کرون تو تمکو سوا نا امیدی
اور زیانکاری کے کچھ بھی نہین ہی اس حال مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم حکم دیجیے تو مین اسکی گردن ماروں فرمایا چھوڑ دو
اسکو اسمین دلیل ہی انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق پر اور دلیل ہی اسپر کہ حضرت صلعم اپنے نفس کے واسطے بدلا نہین لیتے تھے
باوجودیکہ اسنے ایسی بے ادبی کی اور اگر کوئی شخص اس زمانہ مین ایسی بے ادبی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرے تو ہم حکم کرین اسکے کفر و
ارتداد کا اور اسکو قتل کرین اور بخاری و مسلم مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم اللہ
موسی لقد اوذی باکثر من ہذا فصبر یعنے رحمت کرے اللہ موسی پر البتہ وہ تو اس سے زیادہ ستایا گیا پر اسنے صبر کیا یہ اشارہ اسطرف ہوا کہ
بعض قوم نے حضرت موسی علیہ السلام پر تہمت کی کہ ہارون کو زخمی کرکے مار ڈالا سو خدا نے ہارون کی لاش بلا جراحت دکھلائی
کہ سب شرمندہ ہوئے خدا لعنت کرے بدگمانوں کو پیغمبر کو تہمت سے جو اسپر ہین انکے آل و اصحاب کو بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اسکی نسل اور اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن پڑھیگی کہ انکی حلقوم سے نیچے نہ اتریگا یعنی دلمین
قرآن کی تاثیر نہوگی یا ان سے پڑھینگے اسپر عمل نہ کرینگے مسلمانون کو قتل کرینگے بت پرستون کو چھوڑ دینگے وے لوگ نکل جاوینگے اسلام سے
جیسے تیر نکل جاتا ہی نشانہ سے اگر مین نے انکو پایا تو مقرر قتل کرونگا قوم عاد کا سا قتل مشارق الانوار مین ہی کہ یہ حدیث ذی الخویصرہ کے
حق مین فرمائی ہی جب اسنے کہا تھا کہ خدا سے ڈر اے محمد جب حضرت کے پاس سونا مٹی ملا ہوا جسکو حضرت علی نے یمن سے بھیجا تھا تقسیم
کرتے تھے یا مین اقرع و علقمہ و عیینہ و زید خیل کے یہ چارون سردار عرب نومسلم تھے حضرت ابو سعید خدری سے بخاری شریف مین روایت ہی
کہ وہی قوم خارجی پیدا ہوئی جنہون نے علی مرتضی کی امامت سے انکار کی اور آنجناب نے انکو قتل کیا اور مین بھی اس لڑائی مین موجود تھا
جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علامت فرمائی تھی انمین موجود تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہین کہ قرآن پڑھتے ہین
ظاہر کی عبادت کرتے ہین اور دلمین شرک و بدعت بھرا ہی القصہ بعد تقسیم ہو جانے مال کے ہوازن کے لوگ وفد نو نفر سے زیادہ بیس نفر سے
کم حاضر ہوکر اسلام لائے اور کہا ہماری قوم کے لوگ بھی اسلام لائے ہین اور انمین جو شخص اشراف تھے اور ابو صرد سعدی انکا
رئیس تھا اور ابو ہرقان عم رضاعی رسول اللہ بھی انمین تھا الغرض سب لوگون نے کہا کہ یا حضرت اپنے کرم سے مال و اسباب و اولاد جو ہمارا ہی
واپس بھیجیے کہ انمین حضرت کی عمہ و خالہ و دایہ حلیمہ بھی ہین فرمایا مین نے تقسیم مین تاخیر کی مگر تم نے آنے دیر کی اب ایک بات اختیار کرو

قیدی یا مال دونون چیزین نہین ملینگی اُنھون نے قیدی مانگے فرمایا جو میرا حق اور بنی ہاشم کا ہو وہ چھوڑے دیتا ہون اور دونکے حقوق مین سفارش کرونگا تم لوگ بعد نماز ظہر آکے مجھے وسیلہ گردانیو چنانچہ بعد نماز آنجناب نے خطبہ پڑھا اور اصحاب سے کہا تمھارے بھائی مسلمان ہوئے مجھے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ اسیرون کو واپس کرو جو خوشی سے دیتا ہو دے اور جو نہ دیا چاہتا ہو تو اُسکو اور کہین جب قیدی پاوینگے بدلا دینگے اور یہ بھی روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا ایک آدمی کے عوض دس اونٹ عنایت کرونگا اصحاب نے التماس کیا کہ ہم سب راضی ہین فرمایا کہ تمھارے ہر ایک کی رضا بخوبی واضح نہین جب تک تمھارے یہان کے سردار واقفکار اصل حال ظاہر کرین رواہ الشیخین عن مسور بن مخرمہ و مروان ابن الحکم اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بعد تقسیم اموال غنیمت صاحب اموال اسلام قبول کرین تو قیدی اور مال واپس کردینا واجب نہین حضرت صلعم نے بطور احسان واپس فرمایا ہو اور بعد اِس احسان کے آنجناب نے عوف بن مالک کا حال پوچھا کہ وہ کہان ہی لوگون نے کہا طائف مین ہی فرمایا اگر وہ بھی مسلمان ہوکر حاضر ہو تو اُسکے عیال اور مال واپس کردون اور سو اونٹ زیادہ دون چنانکہ یہ خبر عوف بن مالک نے سنی وہ موضع جعرانہ مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا حضرت نے اہل و مال عنایت فرما کر امیر قبیلہ مقرر کیا اور قبائل سلیم اور نمار اور یہیم پر بھی سردار کیا کہ عوف نے ثقیفون پر جہاد کرکے اکثر کو مسلمان کیا الحاصل بعد فراغ از فتح موضع جعرانہ سے کہ بارہ کوس مکے سے شمال و مغرب کے کونے مین واقع ہی عمرے کا احرام کیا اور مکے مین جلوہ فرما ہوئے پھر مناسک عمرہ ادا کرکے مدینے کو متوجہ ہوئے اور آخر ذیقعدہ خواہ اوایل ذیحجہ واصل ہوئے اسی سال مین عباس بن مرداس اسلام لائے اور حال یہ ہوا کہ مرداس کے پاس ایک بت تھا جسکو ضمار کہتے تھے سو اُسنے مرتے وقت عباس کو وصیت کی تھی کہ یہ بت نافع اور ضار ہی اسی کی عبادت کرنا عباس نے بسبب وصیت پدر اسکی پرستش شروع کی ایک دن اُسکے پاس لگا بیٹھا تھا کہ دفعتہً اُسکے پیٹ سے آواز نکلی سے قل للقبائل من سلیم کلہا + اودی ضمار وعاش اہل المسجد ان الذی ورث النبوۃ والہدی + بعد ابن مریم عن قریش مہتدی + اودی ضمار وکان یعبد مرۃ + قبل الکتاب الی النبی محمد اِسپر عباس نے اُس بت کو آگ مین جلایا اور حضور سرور کائنات مین حاضر ہوکر اسلام لایا اور اسی سال کی ذیحجہ مین حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے اور اسی سال مین حضرت نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ کو طلاق دینی چاہی اُنھون نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہ کو بخشی اور ازواج مطہرات مین منسلک رہین اسی سال مین زینب بنت رسول اللہ زوجہ ابی العاص نے وفات پائی اسی سال مین بروز اوطاس متعہ کے تین دن رخصت تھی پھر حرام ہو یعنی تا قیام قیامت کیا گیا متعہ یہ ہی کہ مرد کسی عورت سے کہے کہ مین صحبت کے واسطے متعہ کرتا ہون بدلے پانچ یا دس روپے کے دو دن کو یا سال بھر کو سو اُسکی تحریم کی یہ صورت واقع ہوئی کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم عمرہ کرنے کو کعبے مین تشریف لائے تو کعبے سے نکلتے وقت دونون بازو کعبے کے دونون ہاتھون سے تھامے اور فرمایا کہ متعہ حرام کیا گیا تا قیامت اور تا ابد چونکہ یہ کلام آدھی رات مین واقع ہوا تھا اور سامعین کم تر حاضر تھے اِس سبب سے شہرت اسکی قرار واقعی نہوئی یہان تک کہ بعضے بیخبری سے خلافت امیر المومنین عمر بن خطاب مین مرتکب متعہ ہوئے یہ خبر خلیفہ کو ہوئی آپنے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ متعہ گاہ گاہ حضرت کے وقت مین جائز ہوا تھا آخر کار حرمت اسکی ثابت ہوئی چونکہ اِس مقدمے مین کوئی حکم مین نے نہ دیا تھا ابکی مرتبہ درگذر کرتا ہون آیندہ زنا کی حد فاعل پر جاری کرونگا اُسی وقت سے یہ کام قطعاً موقوف ہوگیا مگر اہل تشیع کہ احکام امیر المومنین عمر سے

عناد کلی رکھتے ہین جب کبھی قابو پاتے ہین اس پر کہین مرتکب زنا ہوتے ہین حالانکہ کلام اللہ مین کئی آیتین حرمت متعہ پر دلالت
واضحہ رکھتی ہین ایک آیہ سورہ مومنون والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی
وراء ذلک فاولئک ہم العادون یعنی جو لوگ اپنی شہوت کو روکتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو انپر الزام نہین
پھر جو کوئی ڈھونڈھے اسکے سوا وے وہی ہین حد سے بڑھنے والے اس سے پیدا ہر کہ زن متوعہ زوجہ نہین ہر اسلیے کہ کوئی حکم زوجیت
از قسم نفقہ سکنے میراث طلاق عدت وغیرہ نہ اہل سنت کے نزدیک ہر نہ شیعہ کے نزدیک چنانچہ منہاج النہایہ کے مصنف نے لکھا ہے
کہ متوعہ زوجہ ہر اگرچہ اسمین بعض چیزین زوجیت کی نہین ہین مانند استحقاق ارث و نفقہ طلاق لعان و ظہار برقولی وایلاء اصح اقوال پر
اور تہذیب الاحکام مین ہر لیس فی المتعہ اشہاد ولا اعلان اور عدت منکوحہ اور متوعہ مین بھی اختلاف ہر کیونکہ عدت مطلقہ کی از روے
نص قرآنی تین ماہ ہین اور متوفی عنہا الزوج کے چار ماہ دس دن اور متوعہ کی عدت دو ماہ اور اگر حیض سے پاک ہو تو پینتالیس دن ہین
اور عدت وفات کے دو ماہ پانچ دن اگر لونڈی ہو اور دو چند اسکا اگر بی بی ہو اور اگر حاملہ ہو عدت اسکی ابعد الاجلین کما قال الشہید من
اہل التشیع دوسری آیہ سورہ نساء کی وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع فان خفتم الا تعدلوا
فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم یعنی اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تم یتیم لڑکون کے حق مین تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین
چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نرکھو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہر اس آیہ سے ثابت ہوا کہ نکاح کا حصر چار مین ہر او متعہ کسی عدد مین
محصور نہین ہر پس زن متوعہ نہ منکوحہ ہر نہ کنیز البتہ حرام ہوگی اسواسطے کہ حصر عورتون کا انھین دو قسم مین کیا گیا ہر یعنی منکوحہ اور
لونڈی اور شیعہ کو بھی اسکا اقرار ہر کیونکہ ابو بصیر کی حسنا روایت امام جعفر صادق سے ہر کہ حضرت سے لوگون نے حال متعی کا پوچھا کہ آیا یہ متعہ
چار نکاحون مین سے ہر قال لا و لا من السبعین یعنی فرمایا نہ چار سے ہر نہ ستر سے اور مقداد کی کنز العرفان مین اجماع امامیہ کا نقل کیا ہر کہ تمتع
بہا مین اعتبار عدد کا نہین اور بعد نقل اس حدیث کے لکھتا ہر کہ فقد بان ان المتمتع بہا لیست من المنکوحات ولا المتعۃ نکاح اور جو
بعضے بیوقوف اہل تشیع صاحب کشاف معتزلی کے دامن مین گھستے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اسنے زن متمتع بہا کو زوجات مین شمار کیا ہر
اور اسکو حجت الزامی اہل سنت کے واسطے سمجھتے ہین سو نہ سمجھی ہر اولاً وہ معتزلی ہر اسکا قول دلیل الزامی نہین ہو سکتا ثانیاً صاحب
اس سے شبہہ ہوا کہ جیسا منکوحہ عقد کے باعث زوجہ کہلاتی ہر ویسا ہی متوعہ بھی زوجہ ہو سکتی ہر حالانکہ یہ باطل ہر اسواسطے تقیید علامت
مجاز کی ہر لہذا حدیثون مین تزوج اور نکاح مقید بلفظ متعہ آیا پس اطلاق تزوج اور نکاح کا متعی پر اور متوعہ کو زوجہ کہنا بطریق مجاز کے ہر
بطور حقیقت نہین ورالا تا کہ الیہ ملعون سے کہ حدیث شریف مین موجود ہر لازم آویگا کہ یہ بھی ایک قسم نکاح کی ہو لا حول ولا قوۃ الا باللہ
تیسری آیہ سورہ نساء کی واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین یعنی حلال ہوئین تمکو جو انکے سوا ہین کہ طلب کرو
اپنے مال کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو یعنی جو عورتین حرام فرمائین انکے سوا سب حلال ہین چار شرطون سے ایک یہ کہ
طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب قبول کرو دوسرا مال دینا قبول کرو یعنی مہر تیسرے قید مین لانا منظور ہو مستی نکالنا خلاصہ یہ کہ وہ
عورت اس مرد کی ہو جاے اسکے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آے چوتھے پوشیدہ بازی نہو بلکہ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد

دلیل اول اہل سنت

دلیل دوم اہل سنت

دلیل سوم اہل سنت

دو عورتین گواہ ہون چنانچہ سورۂ مائدہ مین ہی غیر مسافحین ولا متخذی اخدان یعنی نہ چھپی آشنائی کرنے کو پس انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شروط
متعہ مین ہین یا نہین اگر ہون تو دعوی درست ہی والا حرام اور ظاہر ہی یہ شروط ہرگز پائے نہین جاتے بلکہ خلاف اسکے موجود ہین پس حرام ہی
چوتھی آیہ سورۂ نور کی ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتے یغنیہم اللہ من فضلہ یعنی اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا نکاح کرنا جب تک
مقدور دیوے انکو اللہ اپنے فضل سے پس اگر متعہ حلال ہوتا تو دو چار آنے مین کام نکلتا تھا حاجت استعفاف نہ تھی حالانکہ باوجود عدم
قدرت نکاح بجز استعفاف اور کچھ حکم نہوا اور کئی حدیثین حرمت متعہ کی اہل بیت سے بھی موجود ہین از انجملہ بیہقی نے جناب امیر سے
روایت کی قال نہی رسول اللہ صلعم عن المتعۃ وانما کانت لمن لم یجد فلما نزل النکاح والطلاق والعدۃ والمیراث بین الزوج والمرءۃ
نسخت یعنی کہا جناب امیر نے کہ منع کیا رسول اللہ نے متعہ کرنے سے اور متعہ تھا اسکے لیے جسکو نکاح کا مقدور نہ تھا پھر جب آیا
حکم نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث کا درمیان عورت و مرد کے تو منسوخ ہوا اور حازمی نے حسن اور عبد اللہ سے اور انھون نے اپنے
باپ محمد بن حنفیہ سے اور انھون نے اپنے باپ علی مرتضی سے روایت کی کہ ان علیا قال لابن عباس اما علمت ان رسول اللہ صلعم
نہی عن لحوم الحمر الاہلیۃ وعن المتعۃ یعنی حضرت علی رض نے ابن عباس سے فرمایا کیا تو نہین جانتا کہ پیغمبر خدا نے منع کیا گدہے کے گوشت سے
اور متعہ سے اور مسلم نے سبرہ جہنی سے روایت کی کہ انسے جہاد کیا حضرت کے ساتھ فتح مکے مین کہا کہ ہم پندرہ دن تک وہان رہے
اس عرصے مین حضرت نے ہمکو پروانگی متعہ کی دی جب وہان سے چلنے لگے تو متعہ کو حرام کیا اور قسطلانی مین بروایت بیہقی امام جعفر رض سے
موجود ہی انہ سئل عن المتعۃ فقال ہی الزنا بعینہ اور تہذیب اور استبصار مین حدیث حضرت علی مرتضی سے موجود ہی کہ حرم رسول اللہ
صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعۃ اس بیان سے واضح ہی کہ خدا اور رسول نے متعہ کو حرام فرمایا ہی اگر حرام نہوتا تو ائمہ اطہار اجر اور زجر سے جیسا
خلاصہ منہج والے نے لکھا ہی کہ متعوعہ کے بوسہ لینے مین حج و عمرے کا ثواب ہوتا ہی اور ہر لذت اور شہوت کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور جو بغیر
متعہ کے مر گیا قیامت کے دن بدشکل اٹھیگا اور ناک اسکی کٹی ہوگی یا جیسا صاحب منہج الصادقین صاف صاف کہ رہا ہی کہ جو ایک مرتبہ متعہ کرے
حسین کا درجہ پاوے اور جو دو بار متعہ کرے حسن کا رتبہ پاوے اور جو تین بار کرے مرتبہ علی کا پاوے اور جو چار متعہ کرے نبی کا درجہ پاوے تو ائمہ اطہار
کب اس سے باز رہتے گیارہ امامون مین کسی نے متعہ نہین کیا علی الخصوص جناب امام حسن کہ باعتراف صاحب مجالس المومنین وغیرہ کے بیشتر نکاح
کرتے تھے اور طلاق دیتے تھے یہانتک کہ حضرت امیر نے لوگون سے فرمایا کہ اپنی لڑکیان اسکے نکاح مین نہ دو کہ مرد مطلاق ہی یعنی بہت طلاق
دیا کرتا ہی پس کنارہ کشی کیون کرتے کہ بہت سہل تھا ہم خرما و ہم ثواب پھر باز رہنے مین ان امامون کے اہمال اجر اور اشتمال زجر لازم ہی یا نہین معاذ اللہ
یہ خباثت اور شرارت اہل تشیع کی صرف اسلیے ہی کہ حضرت عمر ابن خطاب نے اپنے عہد خلافت مین حکم تحریم متعہ کی خبر دی ہی کہ متعتان کانتا علی عہد
رسول اللہ وانا احرمہما یعنی دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا مین تھے اور مین انکو حرام کرتا ہون یعنی حضرت عمر فرماتے ہین کہ دو متعہ جو عہد کرامت عہد جناب
سرور کائنات مین تھے اور بہت لوگون کو اسکی خبر نہین پہونچی ہی سو اب مین خبر کیے دیتا ہون کہ وہ دونون حرام ہین اور جو کوئی شیعہ کہے کہ حرم
بمعنی اخبر مجازی ہی حقیقت کے معنے ہم مجاز کو نہین مانتے تو ہم کہتے ہین کہ ارشاد ائمہ مین کہ کتاب کلینی مین موجود ہی کہ یحلون ما یشاءون ویحرمون ما یشاءون ونحن
المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ کیا کرینگے اگر معنی حقیقی پر کھینچینگے تو وہی قباحت لازم آویگی جو حضرت فاروق کی نسبت اپنی تحریرون مین بے محابا

ف — دلیل چہارم حرمت متعہ

ف — احادیث اہل بیت در حرمت متعہ

لکھتے ہین کہ متعہ حلال تھا اور یہی خلیفہ ثانی نے حرام کر دیا سنیون نے اسپر جھگڑا بڑھایا ہی سبحان اللہ کیا ان لوگون کی سمجھ ہی اور جو شیعہ دھوم
مچاتے ہین کہ عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکی حلت کے قابل تھے سو کتب اہل سنت سے عبد اللہ بن عمرؓ کی نسبت تو افترا محض ہی
کیونکہ حرمت متعہ مین عبد اللہ بن عمرؓ سے احادیث متعددہ مشہور ہین منہا ما اخرجہ الامام احمد فی مسندہ عن عبد الرحمن بن نعیم الاعرجی قال سال رجل
ابن عمر عن متعۃ النساء فغضب وقال واللہ ما کنا علی عہد رسول اللہ صلعم زانین ولا مسافحین یعنی عبد الرحمن بن نعیم نے کہا کہ پوچھا ایک شخص نے عبد اللہ
بن عمر سے حال متعہ کا سو غصے مین آئے اور فرمانے لگے قسم اللہ کی نہ تھے ہم عہد رسول مقبول مین زنا فی حرامکاری جھاڑنے والے ومنہا ما
اخرجہ ابن ابی شیبۃ عن نافع ان ابن عمر سئل عن المتعۃ فقال حرام یعنی نافع نے روایت کی کہ سوال کیے گئے ابن عمر متعہ سے فرمایا حرام ہی ومنہا ما
اخرج البیہقی عنہ انہ قال لا یحل لرجل ان ینکح امرأۃ الا بنکاح الاسلام یمہرہا وترثہ یعنی کہا ابن عمر نے کہ حلال نہین کسی کو سوا نکاح اسلام کے کچھ اور اس نکاح
سے وارث ہوتا ہی مرد عورت کا اور وارث ہوتی ہی عورت مرد کی اس نکاح اسلام مین توارث جاری ہی اور نکاح متعی مین ارث نہین اسی واسطے متعہ حرام ہی در
حضرت ابن عباسؓ جو اول قائل حلت ہوئے سو اسکا سبب یہ ہوا کہ انکو متعہ کے حرام ہونے کی اطلاع نہ تھی جب مطلع ہوگئے تو فرمایا اللہم انی اتوب الیک من قولی بالمتعۃ وقولی
فی الصرف کما ذکرہ صاحب الکشاف وغیرہ من المفسرین اور عدم اطلاع ابن عباس تحریم متعہ از روے تاریخ دانی نہایت سریع الفہم ہی اور ہرگز مستبعد
نہین یہ استبعاد صرف ان لوگون کو واقع ہوتا ہی جو لوگ قرب مرتبہ ابن عباس پر جو کہ جناب رسالت سے تھا لحاظ کرتے ہین اور کمیت عمر اور تعداد
ایام سکونت سے آگاہ نہین ہین بیان اسکا یہ ہی کہ حضرت ابن عباس دو برس خواہ ایک برس پیشتر از ہجرت پیدا ہوئے ہین اور آٹھ برس تک
تو بس مکہ معظمہ مین رہے وہان ہرگز احکام شرعیہ کی اطلاع نہ تھی جب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم بنا بر فتح مکہ جانب مکے تشریف لیچلے تو
ابن عباس مع اپنے والد بزرگوار و اہل و عیال آتے تھے راہ مین ملگئے چنانچہ جناب نبوت نے عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیا اور
ابن عباسؓ کو با اہل و عیال روانہ مدینہ فرمایا اور یہ ظاہر ہی کہ غزوۂ خیبر تشریف آوری ابن عباس سے کئی برس پیشتر ہوا تھا بطور اطلاع تحریم متعہ
کہ ہوگیا اور صحیحین اور ترمذی مین بروایت علی مرتضےٰؓ حدیث اسکی موجود ہی غیر ممکن تھی اور غزوۂ اوطاس بھی انکی غیبت مین ہوا اس
غزوے کا واقعہ بھی انکو ممکن الحصول نہ تھا اور ہمکین صحبت اخذ اور استفادہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برس معلوم ہوتے ہین
ان دو برس مین درباب تحریم متعہ کوئی تقریب کہ مقتضے اعادہ و تاکید ہوئی ہو واقع نہین ہوئی ناگزیر حضرت ابن عباس کو حضور سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم مین صلا حرمت متعہ کی خبر نہ ہوئی مگر حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اس معاملے
کی بحث ہوئی تو حضرت ابن عباس نے آیات قرآنیہ جو بالا مذکور ہوئین محرم متعہ پائین اور اباحت غزوۂ اوطاس کی اور صحابہ سے بھی
سنتے تھے اسکو وقت ضرورت پر حمل فرمایا اور قائل ہوئے کہ متعہ فی حال السعۃ والاختیار حرام ہی اور وقت ضرورت و احتیاج حلال اور
تحریم دوسری جو بعد تین دن کے واقع ہوئی اسکو انقطاع رخصت پر بار انتفاء ضرورت حمل فرمایا و تحریم موبدی پر لیس مجموع مذہب ابن عباس
اس اجتہاد سے کہ چندان بعید از قیاس نہ تھا مجموع آیات اور قضیہ اوطاس سے ظاہر ہوا لیکن حقیقۃ الامر یہ تھا کہ ابن عباس کو اس
اجتہاد مین خطا ہوئی اور اسی سبب سے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب نے مذہب ابن عباس سنکر کلمہ مجملہ ارشاد فرمایا انک رجل تائہ
ان رسول اللہ نہی عن المتعۃ یعنے تو مرد عیاش ہی تحقیق رسول مقبول نے منع فرمایا ہی متعہ سے لیکن بعد مناظرہ بسیار کہ علیحدہ ...

سبب عدم اطلاع ابن عباس

کے عہد میں ما بین ابن عباس و دیگر صحابہ کبار وقوع ہوا اور روایات اثبات حرمت ابدیہ پیش ہوئین خود ابن عباس قائل تحریم مؤبد کے ہوئے اور حلت عند الضرورت سے رجوع فرمائی چنانکہ روایت ترمذی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ بہا معرفۃ فیتزوج المرأۃ بقدر ما یری انہ یقیم فیحفظ لہ متاعہ ویصلح لہ شیئہ حتی اذا نزلت الآیۃ الا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم الآیۃ قال ابن عباس فکل فرج سواہما حرام یعنی ابن عباس نے فرمایا کہ متعہ درست تھا اول اسلام میں کہ جو شخص جس شہر میں جاتا اور کسی سے اسکو شناسائی نہوتی تو وہ بقدر ایام اقامت کے متعہ کرتا تھا پس وہ عورت ممتوعہ اسکے اسباب کی نگاہبانی کرتی اور اسکی چیزون کی اصلاح یہان تک کہ جب نازل ہوا کریمہ الا علیٰ ازواجہم کہ جسمین دو قسم کی مباشرت حلال ہے ایک بی بی سے ایک لونڈی سے اور سوا اسکے حرام تو ابن عباس نے فرمایا کہ جو فرج کہ سوا ان دونون کے ہو وہ حرام ہے اور صاحب ہدایہ نے جو نسبت حلیت متعہ کی امام مالک کی طرف کی وہ حواشی ہدایہ سے سہو معلوم ہوتی ہے اور سبب غلطی کا یہ ہوا ہوگا کہ مالک دو شخص تھے ایک احد الرواۃ شیعہ کہ ایا حبت متعہ اور دخول فی الدبر کا قائل دوسرا امام مالک کہ دونون کی حرمت قائل موطا امام مین اور انکے فقہ کی کتابون مین صاف متعہ حرام لکھا ہے چنانچہ شرح مختصر مین خلیل مالکی لکھتے ہین کہ الاخلاف عندنا ان المتعۃ نکاح یفسخ مطلقا اور رسالہ ابن ابی زید مالکی مین بھی لا یجوز نکاح المتعۃ اجماعا اور منہج الوفیہ فی فقہ المالکیہ مین موجود ہے کہ لا یجوز نکاح المتعۃ وہو نکاح الی اجل و امام مالک حج تمتع پر حد تجویز کرتے ہین اور اپنی موطا مین یہ حدیث حرمت متمتع کی لاتے کہ ان خولۃ بنت الحکیم دخلت علی عمر ابن الخطاب فقالت ان ربیعۃ ابن امیۃ استمتع بامرءۃ مولدۃ فحملت منہ فخرج عمر ابن الخطاب فزعا یجر ردائہ فقال ہذہ المتعۃ ولو کنت تقدمت فیہا لرجمت یعنی خولہ بیٹی حکیم کی حضرت عمر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ربیعہ ابن امیہ نے ایک عورت مولدہ کے ساتھ متعہ کیا اور حاملہ ہوئی پس نکلے عمر خشمناک چادر اسکی کھینچتے ہوئے اور کہا کہ یہ متعہ ہے اگر مجھکو اسکی خبر پہلے ہوتی تو سنگسار کرتا سوا اسکے اس باب مین شہادت علامہ حلی کے کشف الحق مین کیا کم ہے کہ فرماتے ہین ذہبت الامامیۃ الی اباحۃ نکاح المتعۃ وخالف فیہا الفقہاء الاربعۃ اور اسی طرح اتفاق الحق مین بھی مذکور ہے پس اس بیان سے واضح ہوا کہ چارون ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے اور نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اجماع صحابہ بھی منعقد ہوگیا اب الزام دینا شیعہ کا بیجا ہے پھر اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ سے نکاح کیا اور اسی سال مین مدینہ طیبہ مین قحط پڑا اور اسی سال وقت مراجعت از جعرانہ علاء ابن الحضرمی مع ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ برسم رسالت منذر ابن ساوی حاکم بحرین کے پاس روانہ کیے گئے کہ وہ ایمان لایا کذا فی روضۃ الاحباب مگر اکثر اہل تاریخ نے اس بات کو سال ششم مین اور بعض نے سال ہفتم مین لکھا ہے الاصحاب طبقات اور صاحب منہاج نے اسی سال مین درج کیا ہے اور اسی سال مین بیس نفر الحی عبد القیس پدر قبیلہ اسد کے حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو نماز و روزے و زکوۃ و ادائے خمس کے واسطے حکم دیا پھر ان لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ظروف اشربہ کا کیا حکم ہے ہم لوگ اسمین کھانے کی چیز رکھکر کھائین یا نہین فرمایا حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت مین مت کھاؤ حنتم بفتح خاء معجمہ و سکون نون و فتح مثناۃ فوقیہ اور دبا بضم دال مہملہ و تشدید موحدہ یعنی کدو اور نقیر بروزن فقیر یعنی بیخ درخت

زنہ ... سیہ حضرت

کہ اُسکا جوف خالی کر کے نبیذ ڈالا کرتے تھے اور مُزفّت بضم میم و فتح زاء معجمہ و تشدید فاء مطلقاً بزفت یعنی قیر اندوده اِن سبھی ظروف مین
بعض علما کہتے ہین کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ظروف مین کھانے سے منع فرمایا تھا اور جب حرمت شراب کی بخوبی اذہان مین
قائم ہوگئی اور آثار اُسکے باقی نرہے تو حرمت وانی جاتی رہی اور بعض کہتے ہین کہ اب بھی کراہت باقی ہے بالجملہ جب سال نہم ہجرت کا
شروع ہوا تو محرم کے مہینے مین عمال آخذین زکوۃ قبایل اسلامیہ پر روانہ کیے گئے از انجملہ بشیر ابن سفیان بنی کعب پر بھیجے گئے وہ لوگ
مع بنو تمیم حیثیہ ذات الاسقاط پر مجتمع تھے چنانچہ بنو کعب نے حساب کر کے زکوۃ مواشی دیدی اور بنو تمیم نے کہا کہ بیفایدہ کیون مال ضائع
کرتے ہو بنو کعب بولے ہم مسلمان ہین ہمپر زکوۃ فرض ہے تب بنو تمیم نے ارادہ کیا کہ مال زکوۃ کا بشیر سے چھین لین وہ بھاگے اور
مدینہ طیبہ مین آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیینہ ابن حصین فزاری کو بھیجا اور پچاس سوار ساتھ گئے کہ وہ لوگ گیارہ مرد اور
گیارہ عورتین اور تیس لڑکے گرفتار کر لائے کہ رملہ بنت حارث کے گھر مین مقید ہوئے عقب انکے عطارد ابن حاجب اور زبرقان
ابن بدر اور قیس ابن عاصم و عیینہ ابن حصین و نعیم ابن سعید و عمر ابن اہتم و اقرع ابن حابس وغیرہ رؤسائے بنی تمیم چند خطیب اور شاعر ہمراہ لیکر حاضر
ہوئے اُسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مین رونق افروز تھے وہ سب غافلانہ دروازہ پر پکارنے لگے کہ

حق مین اللہ صاحب نے فرمایا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم یعنی جو لوگ
پکارتے ہین تجھکو دیوار کے باہر سے وہ اکثر بیوقوف ہین اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا انکی طرف تو انکو بہتر تھا بعد ازان ظہر کے وقت
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر حجرہ کو متوجہ ہوئے وہ لوگ راہ مین کچھ کہنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم متوجہ نہوئے مگر بعد ادائے سنت صحن مسجد مین جلوہ فرما ہوئے تب بنو تمیم نے التماس کیا کہ ہم وہ لوگ ہین جنکی مدح زین اور ذم شین ہے
یعنی ستایش مایۂ آرایش و نکوہش مایۂ عیب فرمایا یہ صفت خدا کی ہے تم اپنی غرض بیان کرو بولے ہم شاعر اور خطیب لائے ہین چاہتے ہین
کہ مفاخرت کرین حضرت نے فرمایا ما بالشعر بعثت ولا بالفخار امرت لیکن تم شاعرون وغیرہ کو لاؤ سو عطارد آیا اور ایک قصیدہ متضمن
اپنی شرافت و مفاخرت پر پڑھا اُسکے جواب مین ثابت ابن قیس ابن شماس نے بایماے رسول اللہ ایک خطبہ محتوی حمد حق و ثنائے
رسول برحق و مشتمل بر فضائل مہاجرین و محامد انصار و مجاہدین پڑھا تب زبرقان ابن بدر آیا اُسنے کتنے شعر پڑھے حضرت صلعم نے حسان
ابن ثابت رض کو اشارہ فرمایا اُسنے فی البدیہہ چند شعر تصنیف کر کے سنائے پھر اقرع ابن حابس نے کھڑے ہو کر کئی شعر پڑھے اور حسان
ابن ثابت نے جواب دیا اقرع بولا واللہ خطیب و شاعر پیغمبر خدا کے ہمارے خطیبون و شاعرون سے افضل ہین اور اُسی وقت سب ایمان لائے
اور حضرت رحمۃ للعالمین صلعم نے از روے احسان قیدیونکو واپس فرمایا پھر اسی سال خالد ابن ولید بنی مصطلق پر روانہ کیے گئے
اور وجہ یہ ہوئی کہ حارث ابن ضرار حاضر ہو کے مسلمان ہوا اور احکام صوم و صلوۃ سیکھ کر اپنی قوم مین گیا اور وقت رخصت کہہ گیا تھا
کہ یا رسول اللہ مین اپنی قوم کو دعوت اسلام کرونگا پھر جو شخص قبول کریگا اُس سے زکوۃ دلواونگا آپ مجھے میرے فلان وقت کسی
شخص کو روانہ کیجیے گا بالجملہ حارث نے کئی شخصون کو مسلمان کیا اور زکوۃ کا مال وصول کر کے اپنے پاس رکھا اور انتظار
مین تھا کہ جو کوئی حضرت صلعم کے حضور سے آجائے اُسکے سپرد کرون آنحضرت نے ولید ابن عقبہ ابن معیط کو بھیجا انکی آمد کی خبر پا کے

سریہ بشیر ابن سفیان

سریہ عیینہ بن حصین

سریہ خالد

بنابر استقبال چند لوگ برآمد ہوئے سو عجیب اتفاق ہوا کہ قوم ولید اور قوم مذکور میں پیش از اسلام عداوت تھی ولید ابن عقبہ نے تصور کیا کہ یہ لوگ میرے قتل کرنے کو نکلے ہیں وہ بھاگا خوف سے اور مدینے میں مشہور کر دیا کہ فلانی قوم کے لوگ مرتد ہو گئے لہذا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولید کو روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلدی نہ کرنا سو خالد وہان گئے اور سنا کہ وہان کے لوگون نے مسجد بنائی ہے اور نماز میں نہایت مستعد ہیں وہ واپس آئے اسی حادثہ میں یہ کریمہ سورہ حجرات میں نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین یعنے اسے ایمان والو اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچتانے لگو اپنے فعل پر بعد اسکے اسی سال میں عباد ابن بشر قبیلہ مزنیہ میں بنا بر تعلیم احکام شرع محمدی بھیجے گئے اور اسی سال میں قطبہ ابن عامر قبیلہ خثعم پر ہمراہ بیس آدمیوں کے روانہ کیے گئے جب وہان پہونچے تو مقابلہ ہوا اور غلبہ اسلام رہا اونٹ و بکریان لوٹ میں ملے کہ ہر شخص نے چار اونٹ پائے اور ایک اونٹ کے مقابل دس بکریان لی گئین اور اسی سال میں علقمہ ابن مجزز مدلجی جماعت حبشیہ پر کہ نواح جدہ میں خرابی کرتے تھے بھیجے گئے اور تین سو آدمی اُنکے ہمراہ گئے وہ لوگ خبر پا کے بھاگ گئے یہ سریہ بعضون کے نزدیک صفر میں اور بعضون کے نزدیک ربیع الآخر میں واقع ہوا ہے اور بعض کے نزدیک امیر سریہ رافع ابن مکیث تھے اور اسی سال میں ضحاک ابن سفیان کلابی بنی کلاب پر مع ایک جماعت اسلام بھیجے گئے سو انسے مقابلہ واقع ہوا اور اسلام کی فتح ہوئی اور غنیمت بھی ہاتھ آئی اور اسی سال میں بشیر ابن سفیان بنی کعب پر گئے اور عبد اللہ ابن اللتبیہ دیبان پر روانہ ہوئے اور اسی سال میں امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ بنا بر تخریب بت خانہ فلس کہ بنی طی نے اسکو معبود ٹھہرا دیا تھا روانہ ہوئے کہ عدی ابن حاتم رئیس وہان کا جانب شام بھاگ گیا اور اخت عدی گرفتار ہوئے اور بت خانہ جلا دیا گیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمشیرہ عدی کو آزاد فرمایا تب وہ جانب ملک شام اپنے بھائی کے پاس گئی اور سال دہم ہجری میں اسکو لیکر مجلس نبوی میں حاضر ہوئی کہ وہ بھی اسلام لایا بعد ازان اسی سال کی رجب میں غزوہ تبوک واقع ہوا یہ مقام چودہ منزل بروایتے سولہ منزل مدینہ منورہ سے شام کی راہ میں واقع ہے بعض کے نزدیک نام ایک موضع کا ہے اور بعض کے نزدیک نام قلعہ کا ہے اور قاموس میں ہے کہ نام ایک زمین کا ہے مابین مدینہ و شام اور بعض کے نزدیک نام ایک چشمے کا ہے کہ اُس میں جن واقع ہے بہر تقدیر یہ غزوہ آخرین غزوات ہے اور سبب اسکا یون واقع ہوا کہ مدینے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم ہرقل نے باتفاق قبیلہ لخم و جذام و غاملہ و غسان و تنوخ بنا بر غارت و تاراج مدینہ ارادہ رکھتا ہے اور مسمی قباد سقد سالار چالیس ہزار آدمی لیکے پیش پیش آیا ہے اور شہر بلقا کے نزدیک پہونچا ہے لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ارادہ قیصر سے لڑائی کا ہے سب لوگ طیار رہوں چونکہ گرمی شدید و مسافت بعید تھی لوگون نے نکلنے میں سستی کی اور اُنکے حق میں اللہ صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا جسکا ترجمہ یہ ہے اے ایمان والو کیا ہوا ہے تمکو جب کہا جاوے کوچ کرو اللہ کی راہ میں ڈھے جاتے ہو زمین پر کیا ریجھے دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں دنیا کا برتنا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا دنیا آخرت کے پہلو میں ایسے ہی ہے جسطرح کوئی انگلی دریا میں ڈال کر اٹھا وے اور دیکھے کتنی تری دریا سے انگلی میں پہونچی تنبیہ سستی کرنے والے اکثر منافق تھے اور معذور بعذر صحیح و غیر صحیح بھی تھے پس وہ لوگ

جو بلا عذر نہین نکلے پانچ صو اصحاب سے تھے کہ توبہ انکی قبول ہوئی ایک انمین ابو ذر غفاری دوسرے ابو خیثمہ سالمی تیسرے کعب ابن مالک چوتھے
مرارہ ابن الربیع پانچوین ہلال ابن امیہ القصہ ستر ہزار آدمی حسب الحکم رسول اللہ جمع ہوئے مگر سامان حرب کچھ بھی نتھا ولہذا الملقب بجیش العسرت
ہوا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تنگی کے لشکر کی تدبیر و درستی کر دے اسکے واسطے بہشت ہے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ
عنہ چار سو اونٹ اور دو ہزار اشرفی و بروایتے پچاس راس اسپ بھی لائے اسوقت آنجناب صلعم ایسے خوش و راضی ہوئے کہ دامن مین
اشرفیان لیے ہوئے اچھالتے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کوئی کام ضرر نکر سکیگا اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے
مال سے نصف راہ خدا مین لائے اور قدوہ حضرت ارباب تحقیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مال بنا نذر کیا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابو بکر مجھپر امور خیر مین غالب رہا کرتے تھے اس غزوہ مین مجھے دست رس خوب تھا مین سمجھا کہ اس مرتبہ
مین غالب ہونگا سو کل مال سے نصف لایا حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا مین نے کہا اتنا ہی ور ابو بکر سب مال
لائے آپ نے پوچھا لڑکے بالون کے لیے کیا رکھا ہے بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونون مین ایسا ہی
جیسا تم دونون کے کلمون مین یعنی حضرت ابو بکر نے عیال کے واسطے خدا و رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ
دونون باتون مین بڑا فرق ہے حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے ابو بکر سے کہا کہ مین کبھی تم پر غالب نہونگا اور عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ
عنہ نے چالیس اوقیہ طلا گذرانا اسی طرح طلحہ و زبیر و سعد ابن عبادہ و محمد ابن مسلمہ رضہ موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عورتون
نے اپنا زیور دیا اور ابو عقیل انصاری ایک صاع خرما لائے اس پر اہل نفاق ہنسے سبحان اللہ منافقون کی زبان سے کسی طرح
بچاؤ نہین اگر زیادہ لاتے تو کہتے ریا ہے اور جو کم لائے تو طعن کرنے لگے بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان درست کیا اور
فرمایا کہ سب لوگ ثنیۃ الوداع مین جمع ہون اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب
اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین خلیفہ فرمایا اسوقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا یا رسول اللہ
مین کسی غزوہ مین غزوات سے نہین بیٹھا ایکی مرتبہ کسواسطے حضرت مجھے چھوڑے دیتے ہین فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ
ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی کیا تو راضی نہین ہے کہ ہو تو مجھسے مرتبہ ہارون مین موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہوگا
اور صحیح مسلم مین سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تیرا رتبہ میرے نزدیک ایسا
جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین بروایتہ صحیحہ ثابت ہے کہ جب علی مرتضی کو حضرت
صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی مرتضی کا ہونا حضرت پر گران ہوا اسلیے ساتھ نہ لیا علی مرتضی کو اس بات سے
سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب مسلح و طیار ہو کے حضور آنحضرت مین حاضر ہوئے اور منافقون کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا
کہ یا حضرت آپ مجھے عورتون اور لڑکون پر خلیفہ کرتے ہین فرمایا اسمین کچھ رتبہ نہین گھٹتا دیکھو حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر چلے
تو اپنے برادر بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمھاری عزت میرے نزدیک ہے
مگر وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہین اسلیے کہ مین خاتم النبیین ہون اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی نیز یہ کہ حضرت صلعم

کے بعد سوائے علی رضہ کوئی لائق خلافت نہین جیسا فریق ثانی کہتے ہین کیونکہ یہ بات بے جوڑ ہی اسلیے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے سامنے مر گئے تھے اور خلیفہ حضرت یوشع علیہ السلام ہوئے تھے اگر حضرت ہارون علیہ السلام زندہ رہتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوتے تو البتہ پوری مثال تھی **فائدہ** اس حدیث سے واضح ہوا کہ ہر طرح کی خلافت مراد نہین بلکہ تا مراجعت از غزوہ تھی جسطرح حضرت ہارون کی تھی ہان یہ مقرر ہی کہ اس مقام سے لیاقت خلافت بخوبی ثابت ہی لیکن اسمین اور خلیفون کی انکار بھی نہین ہی فضائل حضرت شیخین و ذی النورین رضی اللہ عنہم احادیث مین بیشمار ہین مولانا حسام الدین نے لکھا ہی کہ حافظ زین الدین عراقی و ابن عبد البر نے اس قول کو ترجیح دی ہی اور دمیاطی نے کہا ہی کہ محمد ابن مسلمہ کو خلیفہ کیا تھا اور علی مرتضیٰ کو اہل و عیال پر چھوڑا تھا لیکن یہ قول ضعیف ہی اور خلاف سیاق حدیث بالجملہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم تاریخ پانچوین رجب روز پنجشنبہ تشریف لیچلے اور ثنیۃ الوداع مین لشکر کا شمار فرمایا تو بروایتے ستر ہزار آدمی ہوئے اور بروایت صحیحہ تیس ہزار مرد نکلے اور گھوڑے اور اونٹ بکثرت تھے بروایتے دس ہزار اسپ اور بارہ ہزار اونٹ تھے بعد اسکے علم اعظم صدیق اکبر کو دیا اور پیشوا و امام فرمایا اور رایت کبریٰ زبیر ابن العوام کو بخشا اور لواء قوم اوس اسید ابن حضیر کو اور لواء خزرج ابو دجانہ پہلوان کو عنایت کیا جب یہان سے لشکر کا کوچ ہوا تو عبد اللہ ابن ابی منافق مع ہمراہیون کے پلٹ گیا ان منافقون کی تفضیح مین سورہ برات جسکو ابن عباس رض فاضحہ کہتے ہین نازل ہوئی اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ کا احسان ہوا ہی کہ شر اشرار سے مجھے محفوظ رکھا جو بعض روایت مین ستر ہزار کا لشکر ہی اور بعض مین تیس ہزار کا سو کچھ تعارض نہین ہی کیونکہ ستر ہزار جمع ہوئے تھے تیس ہزار ہمراہ گئے ہونگے خواہ بھیڑ ملا کر ستر ہزار ہونگے اور مجاہدین تیس ہزار **فائدہ** اس سفر مین موضع حجر دیار ثمود پر گذر ہوا حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہان سے نکل جاؤ قیام نہ کرو کہ اس مقام پر عذاب نازل ہوا ہی اور خود آنجناب چہرہ مبارک پر مقنع ڈالکر سرعت تمام گذر گئے اس مقام سے معلوم ہوا کہ جس جگہ عذاب نازل ہوا ہو وہان جانا نہ چاہیے القصہ لشکر اسلام تبوک مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ خبر آمد قیصر غلط تھی ناگزیر دو مہینے کے بعد باتفاق رائے صحاب با صفا و تجویز حضرت عمر جانب مدینہ مراجعت فرمائی درج الدرر مین ہی کہ آنجناب نے چند روز توقف فرمایا کہ آوازہ شوکت اسلام اطراف مین پہونچا اور قلوب مخالفین پر رعب غالب ہوا اور ایک نامہ بھی قیصر کے نام لکھوایا روایت ہی کہ قیصر نے ایک خفیہ نویس قبیلہ غسان کو لشکر مین بھیجا تھا اسنے علامات و شواہد سے بخوبی دریافت کیا کہ حضرت نبی آخر الزمان ہین اور قیصر سے جا کے عرض کیا تب اسکو داعیہ اسلام پیدا ہوا مگر بلحاظ ملک و دولت اظہار نہ کر سکا اور بعض کے نزدیک پوشیدہ ایمان لایا اسی عرصہ مین حاکم ایلہ و اہالی اذرحا و اذرح نے حاضر ہو کے جزیہ قبول کیا اور فرمان امان پایا **فائدہ** اس سفر مین اکثر معجزات کثرت آب و طعام و اخبار بالغیب مین صادر ہوئے ازانجملہ قریب تبوک ایک اونٹنی گم ہو گئی بعض کے نزدیک ناقہ قصویٰ تھی سو زید ابن اللصیب منافق نے کہ یہود بنی قینقاع سے تھا اور اسلام لا کر منافق بنا تھا ایک صحابی کے ڈیرے مین کہنے لگا کہ محمد آسمان کی خبرین بہت کہتے ہین اور اپنی اونٹنی کا حال نہین جانتے اسی وقت حضرت کو اللہ صاحب نے منافق کے مقولے سے خبر دی اور مطلع کیا کہ فلانی جگہ درخت مین مہار اونٹنی کی اٹک گئی ہی وہان ہی آنجناب نے اپنے خیمے مین ان صحابی کے روبرو جنکے ڈیرے مین منافق نے

طعن کیا تھا ارشاد کیا کہ ابھی منافق نے یہ طعن کی بات کہی ہے سو مین دعوی نہین کرتا کہ بلا اخبار خدا غیب کی خبر مجھے معلوم ہوتی ہے اب
خدا نے مطلع کر دیا کہ اونٹنی کی مہار فلان درخت مین الجھ گئی ہے چنانچہ لوگون نے اُسی جگہ اُسی کیفیت سے اُسے پایا اور منافق شرمندہ ہوا
اسی سفر مین خالد ابن ولید کو مع چار سو تیس سوار دن کے اکیدر حاکم دومۃ الجندل پر روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اُسکو شکار بیل گاو مین
گرفتار کرو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جسوقت حضرت خالد اُسکے قلعے کے تلے پہونچے وہ قلعے سے اترا سبب یہ ہوا کہ اُسوقت اکیدر مع اپنی
عورت کے چاندنی کے سیر کر رہا تھا دفعۃً ایک بیل گاو نے دیوار قلعہ سے اپنا بدن رگڑنا شروع کیا اکیدر کو شکار کا نہایت شوق
تھا سو وہ مع حسان اپنے بھائی کے سوار ہوا اور مصاد دوسرے بھائی کو قلعہ سپرد کیا چنانچہ حسان مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہوا
بعد اُسکے خالد قلعے پر آئے مصاد نے دروازہ نہ کھولا چند روز گھیرے رہے آخرکار صلح فرمائی اور اکیدر نے مصاد کا خون معاف کیا تب انہون نے
دو ہزار اونٹ اور آٹھ سو گھوڑے اور چار سو زرہ اور اسی قدر نیزے نذر کیے پھر اکیدر کو مدینے مین لائے کہ اُسنے جزیہ قبول کیا اور زینہار
امان لیگیا اور بروایت بعض محققین آخرکار اکیدر اسلام لایا اس غزوہ مین حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے
اونٹ تھک گیا پیادہ پا اسباب ضروری کندھے پر لادکے روانہ ہوئے جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت نے مرحبا کہا اور فرمایا خدا رحمت
کرے ابوذر کو اکیلا چلا آتا ہے اور اکیلا ہی زندگی کریگا اور اکیلا ہی مریگا سو مطابق ارشاد واقع ہوا کہ عہد حضرت عثمان مین ابوذر ربذہ
مین جا رہے تھے تنہا مرے کوفے سے ایک جماعۃ اسلام اتفاقاً آگئی انھون نے تجہیز تکفین کی اور تین شخص اور اصحاب مخلصین سے رہ گئے تھے
ایک کعب بن مالک کہ بدری صحابی نہ تھے مگر بیعت عقبہ مین تھے کہ اُسکے فضائل بھی اکثر ہین چنانچہ حضرت کعب سے صحیح بخاری مین مروی ہے
کہ اگرچہ فضیلت بدر کی بہت مشہور ہے لیکن بیعت عقبہ مین میری حاضری ایسی ہے کہ باوصف اُسکے اگر حضور بدر مجھے حاصل نہوا تو مجھے
کچھ رنج نہین ہوا اور دو صحابی بدری تھے ایک ہلال بن امیہ دوسرے مرارہ بن الربیع ان تینون نے بوقت معاودت آنجناب صاف صاف
کہدیا کہ ہمین کچھ عذر نہ تھا صرف بسبب شامت نفس کے رہ گئے تھے اور اسی طرح ابو خیثمہ سالمی نے بھی عرض کیا حدیث کعب ابن مالک
مین کہ صحیح بخاری مین ہے یہ قصہ مفصل مذکور ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کعب کہتے ہین کہ جس دن آپ غزوہ تبوک کو جاتے تھے مین صحیح تھا اور
فراغت پانے بھی تھے اور حضرت کا عزم بالجزم بھی سن چکا تھا مگر یہی خیال کر رہا تھا کہ اب سامان کر کے جلد ونگا اور سامان نہوا آپ روانہ
ہو گئے پھر بعد چلنے کا خیال رہا یہان تک کہ لشکر دور نکل گیا اور سوائے ضعفا اور منافقین کے کوئی نظر نہ آتا تھا دل گھبرایا آپنے ایک روز میرا
حال پوچھا ایک نے کہا وہ اپنے کپڑون کی وضعداری مین رہ گیا اور معاذ ابن جبل نے کہا وہ ایسا نہین ہے ایک دن گھر مین آیا
بی بی نے انگور کی ٹٹیان چھڑکا کے عمدہ بستر سونے کی طیاری کی تھی مین نے کہا جناب رسول خدا تو گرمی اور دھوپ مین ہون اور مین ایسی جگہ سوؤن
سو مین نہ سویا اور بڑی مشکل سے دن کٹتے تھے جب خبر معاودت سنی زیادہ گھبرایا کہ مین کیا منہ دکھاؤنگا ہر طرح کے منصوبے آتے آخر یہی
ٹھانی کہ سچ کہونگا سو حاضر ہوا اور کہا مین بلا عذر رہ گیا تھا فرمایا ٹھہرو جب حکم خدا ہو گا کیا جائیگا رخصت ہوا تا امینا فقون نے مجھ سے چپکے
کہ حضرت نے کچھ نہ فرمایا لوگون نے ملامت کی کہ تمنے بھی کچھ حیلہ بنا لیا ہوتا اور یہان تک کہا کہ میرا دل بات بدلنے پر آمادہ ہوا
پھر مینے پوچھا ایسا حال کسی اور کا بھی ہوا ہے دونون لوگون نے سمجھایا یون بدرین کا نام لیا مینے کہا مین بھی انھین کا ساتھ ہون

جو ہو سو ہو بات نہ بدلونگا آپنے فرمایا ان تینون صحابیون سے کوئی بات نہ کرے سو دونون ساتھی گھر مین بیٹھ رہے مین جو ان مین جوان تھا گھر سے
نکلتا مسجد شریف مین جاکے آپکے ساتھ نماز پڑھتا اور سلام کرتا آپ جواب سلام کے نہ دیتے تھے معلوم نہین کہ آہستہ دیتے تھے یا نہین
مین لبہاے مبارک سے خیال کرتا تھا کہ ہلائے یا نہین اور مین آپکے قریب نماز پڑھتا تھا اور نیچی نگاہ دیکھتا تھا اور جب مین نماز مین
متوجہ ہوتا تو حضرت میری طرف دیکھتے اور جب مین نماز مین متوجہ ہوتا تو حضرت میری طرف دیکھتے اور جب مین دیکھتا تو آپ منھ
پھیر لیتے ایکدن مین بازار مین جاتا تھا بادشاہ غسان کا آدمی ملا اسنے خط دیا اسمین میری طلب تھی مجھے نہایت رنج ہوا مینے
خط کو تنور مین ڈالدیا حضرت کعب فرماتے ہین کہ پھر حضرت کا حکم پہونچا کہ تینون کی زوجہ انکے پاس نرہین مینے طلاق دینے کی
اجازت چاہی ارشاد ہوا کہ صرف علیحدہ رہنا منظور ہے مینے اپنی زوجہ کو اسکے گھر بھیجدیا میرے ساتھی ہلال بن امیہ کی جورو نے
بعذر پیرانہ سالی انکی خدمت کی اجازت لی مگر مباشرت کی امتناع رہی پچاس دن کے بعد دفعۃً وقت صبح ایک شخص نے
ایک پہاڑی سے پکار کے کہا بشارت ہو تمھین اے مالک تمھاری توبہ قبول ہوئی مینے سجدہ شکر کیا اور حضور اقدس مین حاضر ہوا
طلحہ نے اٹھکر تہنیت کی اور مصافحہ کیا یہ احسان طلحہ کا نہین بھولتا اور حضرت کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا اور آپنے فرمایا بشارت ہو
تجھے ایسے دن کی جو بہت بہتر ہو ان سب دنون مین جبسے تیری مان نے تجھے جنی ہے مینے کہا اس شکرانے مین سب مال خیرات کرنیکا دل چاہتا ہے
آنجناب نے منع کیا اور فرمایا کچھ اپنے پاس بھی رہنے دے اور منافقین حیلہ بتانے والون کو خدائے تعالی نے فضیحت کیا سورۂ براءت
مین انکی مذمت اور جہنمی ہونے کی آیتین اتارین اور ہمارے لیے بعد ذکر قبول توبہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین
اور ثابت ہے کہ اسی سفر مین وقت مراجعت حضرت رسول مقبول صلعم مسجد ضرار پر کہ بقصد ضرار و بغض بنی تھی پہونچے اور بحکم خدا اسکو گرادیا معرفت مالک
ابن الدخشم و معن ابن عدی کے یعنے ان دونون نے باعانت توابع اپنے کہ انمین وحشی قاتل امیر حمزہ بھی تھا مسجد منافقین کو
گروادیا اور وہانکے لوگون کو نکالدیا کہ وہ مقام اہل مدینہ کا مزبلہ ہوگیا ذکر اسکا بالتفصیل وقائع سال اولین مذکور ہوا اور اسی سال مین بعد چند روز
کے وفد ثقیف آئے اور اسلام لائے مگر شرط کرتے تھے کہ چند روز لات و طاغیہ کو نہ گرادینگے اور نماز بھی ادا نکرینگے یہ دونون باتین
آنجناب نے قبول نفرمائین اور عثمان ابن ابی العاص کو امیر فرمایا اور انکے پیچھے ابو سفیان ابن حرب و مغیرہ ابن شعبہ کو بنا بر ہدم طاغیہ و لات
کہ یہ دونون بت طائف مین تھے روانہ کیا کہ انھون نے دونون کو گرادیا روایت ہے کہ وفد ثقیف مین ایک آدمی مجذوم بھی تھا اسکو آنحضرت نے
اپنے پاس نہین بلایا کسی کی معرفت کہلا بھیجا کہ تو اپنے گھر جا تیرا اسلام قبول ہوا **تذییل** یہ اسواسطے فرمایا کہ حضار مجلس عالی کو اسکی خباثت
نظر نہ آوے اور وہ لوگ حقیر نجانین کہ اسمین وہ رنجیدہ ہوتا اور جو بعض لوگ سمجھتے ہین کہ یہ بیماری منتقل ہو دوسرے کو لگجاتی ہے اسوجہ سے
آنحضرت نے اپنے پاس طلب نفرمایا سو غلط ہے کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا ہے مگر اگلی
حدیث سے اسقدر مفہوم ہوتا ہے کہ اگر ایسے بیمار سے کسی کو نفرت آوے اور وہ اسکی صحبت سے پرہیز کرے تو درست ہے کذا قال الشیخ فی شرح
تذییل وفد و وفادت بالفتح پیش کسے برسولی رفتن و وافد پیش کسے برسولی روندہ وفود جمع و اوفاد جمع الجمع پس بعضے کہتے ہین کہ اسی
سال مین تتابع وفود بعد انصراف غزوہ تبوک سے واقع ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ابتداء ورود ایلچیان بعد رجوع جعرانہ سے سال ہشتم مین ہوا

وفد ثقیف

وہ الصحیح ہو الاول مگر بعض کے نزدیک وفود الجیون کا بعض سنوات سابقہ مین بھی ہوا ہی لیکن کثرت وفود اس سال مین ہوئی چنانچہ
علماء حدیث نے ساٹھ وفود سے زاید ضبط فرمائے ہین بالجملہ اسی سال مین وفد بنی اسید ابن خزیمہ کے ذیل نفر اور وفد فزارہ کہ
بفتح فا و فتح منقوطہ و ا رمہملہ ہی بنیس یا بروایتے انیس ۱۹ نفر آئے سردار انمین دو شخص تھے ایک خارجہ بن حصین دوسرا حرین قیس بن حصین
فزاری اور وفد بنی مرہ کے اٹھارہ آدمی جنمین سردار و پیشوا حارث بن عوف تھا اور وفد بنی البکاء جنمین معاویہ بن ثور بن عبادہ تھا
اور وفد بنی کنانہ جسمین سردار واثلہ ابن الاسقع لیثی تھا اور وفد ہلال کہ انمین زیاد بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عوف و قبیصہ بن مخارق ہلالی
تھے اور وفد بنی عامر ابن صعصعہ کہ انمین سردار عامر ابن الطفیل و ارید بن ربیعہ تھے حاضر ہوئے یہ عامر وہ شخص ہی جسنے شہر قاریون کو
قتل کیا تھا اور بعد انکے وفد کلاب بکسر الکاف کہ نام پدر قبیلہ ہوازن کا ہی جسکو کلاب ابن ربیعہ کہتے ہین اور وفد قشیر بضم قاف و فتح
شین منقوطہ کہ پدر قبیلہ ہوازن ہی اور وفد تجیب کے تیرہ ۱۳ آدمی اور تجیب بضم تاء فوقانیہ بصیغہ مضارع باب افعال سے ہی اور وفد بلی کہ بفتح با موحدہ
و کسر لام مشددہ ہی اور ابو رویفع ابن ثابت بلوی کہ خدمت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین رہتا تھا اسی قوم سے ہی اور وفد عذرہ بفتح عین مہملہ
و سکون ذال معجمہ کہ ایک موضع دمشق مین اور دیہہ ہی شام مین وہانکے رہنے والے اکثر مرض عشق مین مبتلا ہو کے مرتے ہین اور وفد حمیر کہ
بکسر حاء مہملہ و سکون میم و فتح تحتیہ نام ایک گروہ کا ہی قبایل سبا سی اور وفد سعد اور وفد نہیم اور وفد دارم قبیلہ لخم و جذام سے حاضر ہوئے
اسلام لائے اور تفصیل مطولات مین ہی الغرض اس سال مین ہر طرف سے الجیون کا ہجوم ہوا ہی لہذا اس سال کو عام الوفود بولتے ہین اور
اسی سال مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ اعتزال فرمایا یعنی زوجات مطہرات کے پاس تشریف نہین لیگئے حجرہ مسجد مین
مقیم رہے حال مفصل اسکا روضۃ الاحباب وغیرہ مین بالتفصیل ہی اور سبب اعتزال مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ زوجات طاہرات نے نفقہ
و کسوت اور وہ چیز آنحضرت سے چاہی کہ تصرف سے خارج تھے اسی پر ملال ہوا آنجناب نے قسم کھائی کہ ان جماعت سے ایک ماہ کامل عزلت
اختیار کرونگا و ہذا فی الصحیح اور نزول کریمہ تخییر و سیاق آیہ موید اس قول کا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش
کے گھر مین شہد پیا اسمین توقف ہوا حضرت عائشہ و حفصہ نے باہم شورہ کیا کہ جب حضرت آوین تو سب زوجات مل کر کہو کہ آپ نے
مغافیر پیا ہی مغافیر جمع مغفور کی ہی اور مغفور بالضم گوند مانند عسل شیرین کہ چوب درخت مین رہتا ہی اور اندک بو دار ہوتا ہی بعضون کے نزدیک اسکی
نسل بعضے شراب ہوتی ہی اور حضرت صلعم بو بد سے متنفر تھے سو بیبیون نے وقت تشریف آوری آنحضرت کے کہا کہ آپ نے مغافیر
پیا ہی آنحضرت نے قسم کھائی کہ مغافیر نہین پیا ہی شہد پیا ہی اب نہ پیونگا مگر یہ بات کسی سے ظاہر نکرنا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلعم ام المومنین
حفصہ کے پاس تھے انہون نے اپنے باپ کے گھر جانے کو اذن چاہا حضرت نے اجازت دی کہ وہ تشریف لیگئین اسوقت آنحضرت نے ماریہ قبطیہ کو
بلایا اسی حال مین حفصہ آگئین دروازہ بند تھا بعد لحظہ حضرت کھول کر باہر تشریف لائے حفصہ رونے لگین اسی دم حضرت نے ماریہ قبطیہ کو اپنے
نفس پر حرام کیا اور فرمایا کہ یہ حال کسی سے نہ کہنا سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہدیا انہون نے رسالت مآب
صلعم سے تعریضاً کہا کہ آپ میری نوبت مین دوسرے سے صحبت رکھتے ہین اس بات پر حضرت ناراض ہوئے پس قول اول اصح ہی بعد اسکے
قول دوم کہ تفسیر اکثر مفسرین ہین مگر سند اسکی حدیث مرسل ہی اور حدیث مرسل وہ ہی جسکی روایت تابعی سے ہو مثلاً وہ کہے

قال رسول اللہ صلعم اور مرسل یعنے منقطع بھی آیا ہے اور حکم مرسل عند الجمہور کا توقف ہے اور قول سوم ضعیف ہے اسنادًا و متنًا اور بعضے کہتے ہین کہ
جب ماریہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم پیدا ہوئے تو ازواج کو رشک ہوا لہذا حضرت نے عزلت فرمائی اور بعضے کہتے ہین کہ ایک وقت حضرت نے
کسی بی بی کے گھر مین بکری ذبح کی اور زوجات مطہرات کو حصہ عنایت کیا سب نے لے لیا زینب نے واپس کر دیا آنحضرت نے کچھ زیادہ دیا
پھر بھی واپس کیا اور یہ بات مکروہ ہوئی لہذا حضرت صلعم نے عزلت اختیار کی مگر یہ دونون قول ضعیف ہین الحاصل ماہ عزلت انتیس روز کا
ہوا اور چاند نکلا تو حضرت رحمۃ للعالمین شب سی آم مین عائشہ صدیقہ کے حجرے مین تشریف لائے وہ بولین یا حضرت ابھی تو انتیس ہی روز
ہوئے ہین فرمایا مہینا کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا بعد ازان جب آیہ تخییر سورۂ تحریم مین نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے عائشہ سے فرمایا
کہ ایک بات تجھسے کہتا ہون جواب اس بات کا بلا مشورہ پدر و مادر اپنے کے نہ دینا پھر کہا اے عائشہ اللہ نے تمکو اختیار دیا ہے اگر دنیا چاہو
تو مجھسے کنارہ کرو اور جو خدا کی رضا درکار ہے تو فقر و فاقہ میرا قبول کرو عائشہ بولین کار خیر مین حاجت استخارہ نہین ہے مین تو رضائے خدا و حمایت
رسول خدا چاہتی ہون دنیا کی زینت مجھے درکار نہین حضرت صلعم دینداری صدیقہ سے کمال خوش ہوئے پھر جملہ زوجات نے مطابق قول
عائشہ صدیقہ کے کہا اور اسی سال مین **قصہ رجم مسماۃ سبیعہ غامدیہ** واقع ہوا یہ عورت تین بار مین پیش رجم حاضر ہوئی تھی سو اسنے کہا
کہ مین نے زنا کی ہے آپ مجھے پاک کرین حضرت صلعم نے اسکو پھیر دیا صبح کو دوسرے دن پھر آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کیون واپس کیا
آیا ماعز کی طرح مجھسے منظور ہے واللہ مین حاملہ ہون فرمایا تا وضع حمل صبر کر اور سا ایک انصاری کے سپرد کیا جب وہ لڑکا جنی تو ایک پارچہ مین لپیٹ کر
لائی فرمایا دودھ پلا سو اسنے دو برس دودھ پلایا اور بعد انقضائے مدت رضاعت پھر آئی اور ایک پارچہ نان مولود کے ہاتھ مین تھا کہ حضرت
نے لڑکا ایک مسلمان کو دیا اور خارج مدینہ ایک گڑھا سینے تک کھدوایا اور رجم کرایا خالد ابن ولید نے ایک پتھر مارا کہ اسکے سر مین لگا اور
خون کی چھینٹ ان پر پڑی خالد نے گالی دی حضرت صلعم نے فرمایا اے خالد یہ تا بہ ہے زیادتی نہ کر اگر ایسی توبہ عشر و خراج لینے والی کرین تو اللہ
قبول کرے اور بخشے پھر بعد نماز جنازہ مقبرہ اسلام مین دفن کیا اور اسی سال مین **نجاشی** نے وفات پائی صحیح بخاری مین جابر انصاری
سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے آج مرا ایک مرد صالح حبش مین اسپر نماز پڑھو کہ سب نے نماز پڑھی عقب حضرت صلعم شافعیہ و حنابلہ یہان سے نکالتے ہین
کہ میت غایب پر نماز جنازہ جائز ہے خلافًا للحنفیہ والمالکیہ وہ کہتے ہین کہ جنازہ حضرت پر منکشف ہوا تھا اور شافعیہ یہ بھی کہتے ہین کہ جو مردہ شہر سے
غائب ہے اسپر جائز ہے اور جو شہر مین ہو غائب اور شہر تنگ و دق ہو جائز نہین اور اسی سال مین بروایۃ صحیحہ وفات پائی ام کلثوم بنت
رسول اللہ نے اسی سال ماہ ذوالقعدہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق مرا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حسب عادہ بنظر استمالت اسکی قوم کے
باُمید اسکے کہ شاید اسلام لائین پیراہن مبارک اپنا اسکو پہنایا چنانکہ ہزار آدمی یہ معاملہ دیکھکر ایمان لائے اور نخبۃ المحافل مین لکھا ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کرتہ مبارک اسلیے پہنایا کہ اسنے غزوہ بدر مین عباس ابن عبد المطلب کو قمیص پہنایا تھا سو اسکے
بدلے مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ احسان کیا روایت صحیح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے بہت منع کیا مگر بعد اسکے موافق کریمہ لا تصل علے احد منہم مات ابدًا امتناع ہوئے کہ پھر کسی منافق پر نماز نہین پڑھی گئی اسی سال ماہ ذوالقعدہ
کے آخر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ حج کرین دریافت ہوا کہ مشرکین عرب برہنہ ہوکر طواف کرتے ہین سو نخالطۂ انکے مکروہ جانکر

قصہ رجم غامدیہ

نجاشی

وفات حضرت ام کلثوم

حج کو ٹال دیا اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ مکہ فرمایا اور سعد بن وقاص اور عبد الرحمن ابن عوف اور جابر ابن عبد اللہ اور
ابوہریرہ دوسی کو ساتھ کیا اور تین سو آدمی اور بھی ہمراہ فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ تم جا کر مراسم حج ادا کرو اور لوگون کو تعلیم کرو اور اوائل سورۂ
برات کے تیس یا چالیس آیتین لوگون کو سُنا دیجیو جب حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ذو الحلیفہ مین پہونچکر احرام باندھا تو
حضرت جبرئیل ع حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پیغام خدا لائے کہ ادائے رسالت تم خود کرو یا کسی شخص کو بھیجو جو نسب مین تمھارا
قریب ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر روانہ کیا اور
فرما دیا کہ اوائل سورۂ برات صدیق سے لیکر تم لوگون کو سُنا دیجیو اور یہ چار باتین کہہ دیجیو کہ بہشت مین نہ جائیگا مگر مسلمان اور کوئی شخص ننگا ہو کر
طواف نہ کرے اور بعد اس سال کے کوئی مشرک حج نہ کرے اور اب جس کسی سے عہد و پیمان نہین ہے سو حضرت علی ابن ابیطالب جلدی سے
موضع عرج مین پہونچے صدیق اکبر نے پوچھا امیر ہو کر آئے ہو یا مامور کہا مامور ہون نہ امیر صرف سورۂ برات اور چار حکم مجھے عنایت کیجئے کہ مین
تبلیغ رسالت کرونگا صدیق اکبر نے حوالے کئے جب مکے مین داخل ہوئے تو مراسم حج صدیق رضی اللہ عنہ نے تعلیم فرمائے اور اوائل
سورۂ برات علی ابن ابیطالب نے پڑھی اور چار و باتین علی رؤس الاشہاد فرمائین اسی سال مین عویمر ابن الحارث عجلانی اور خولہ بنت
قیس اسکی عورت مین قضیہ لعان سے حرمت موبدہ واقع ہوئی کہ قصہ اسکا صحیحین مین موجود ہے اور بعضے قصہ لعان ہلال بن امیہ کا بھی
اسی سال مین بیان کرتے ہین مشکوٰۃ شریف مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنی
جورو کو شریک ابن سحما سے حرامکاری کا عیب لگایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہون جو اس بات کو ثابت کرین نہ تیری پیٹھ پر مار
پڑیگی ہلال نے کہا یا رسول اللہ جب کوئی اپنی عورت سے حرام کرتے غیر کو دیکھے تو بھلا اسوقت گواہ ڈھونڈھتا پھرے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا یعنی حکم شرع یون ہی ہے حجت بیفائدہ ہے ہلال نے کہا مین قسم کھاتا ہون اسکی جسنے تجھکو سچا پیغمبر کیا ہے کہ
مین اپنے قول مین سچا ہون خدائے تعالے وہ آیتین اتاریگا جس سے پیٹھ مار سے بچیگی سو حضرت جبرئیل اترے اور اس مضمون کی آیتین سورہ
نور مین لائے ترجمہ انکا یہ ہے کہ جو لوگ عیب لگاوین اپنی عورتون کو اور شاہد نہون انکے پاس سوائے اپنی جان کے تو ایسون کی گواہی یہ ہے کہ گواہی دے
چار اللہ کے نام کی کہ مین بیشک سچا ہون اور پانچوین بار کہے کہ خدا کی لعنت اسپر اگر وہ جھوٹھا ہو اور عورت سے مار یون اترتی ہے کہ گواہی دے
چار اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ مرد جھوٹھا ہے اور پانچوین بار کہے کہ اللہ کا غضب ہے اس عورت پر اگر مرد سچا ہے سو ہلال نے اسی طرح گواہی دی
اور حضرت صلعم فرماتے جاتے تھے کہ بلاشبہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم دو سے ایک جھوٹھا ہے تم دونون مین کوئی توبہ بھی کرنے والا ہے جب ہلال گواہی
دے چکا تو عورت کھڑی ہوئی اسنے اسی طرح چار بار گواہی دی پانچوین مین لوگون نے روکا اور کہا خدا کی مار لگجائیگی اسکو تھان نہ جان
اگر جھوٹھی ہے تو سکوت کر وہ عورت تھم کر ہٹی ابن عباس فرماتے ہین ہم سمجھے کہ شاید یہ عورت پلٹ جائیگی یعنی اپنے عیب کا اقرار کریگی مگر
اسنے کہا کہ مین اپنی قوم کو ہمیشہ کیواسطے فضیحت نہ کرونگی چنانچہ اسنے پانچوین گواہی دی حضرت صلعم نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو
اگر اسکا لڑکا سیاہ آنکھ والا اور موٹے سرین والا اور تیلی پنڈلیون کا پیدا ہو تو حقیقت مین شریک بن سحما کا نطفہ ہے سو وہ لڑکا ویسا ہی
پیدا ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم پیشتر نہ اتر چکتا تو مین اسکو حد مارتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو علم و سنا

روانگی علی ابن ابیطالب برائے سنانے سورۂ برات

لعان عویمر

لعان ہلال ابن امیہ

ظاہر ہر چاہیے اگرچہ قرینہ خلاف اسکے ظاہر ہوا اور یہ بھی نکلا کہ مشابہت ایک محبت ہی کا ہو مذہب امام شافعی لیکن حضرت امام اعظم صاحب کے نزدیک
مشابہت محبت نہین ہے اور حضرت صلعم کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا ہوگا جب سال دہم ہجرت کا ہوا تو ماہ ربیع الآخر مین حضرت سید الکونین
صلعم نے خالد ابن ولید کو بنی حارث بن کعب کیطرف روانہ فرمایا کہ وہ لوگ اسلام لائے اور اسی مہینے مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو قبیلہ
طی کیطرف روانہ کیا کہ جناب ولایت مآب مع جماعہ ہمراہیان اس قوم مین پہونچے اور بتخانہ انکا گروایا عدی ابن حاتم جانب شام بھاگا اور اسکی بہن
گرفتار ہوئی اور مال کثیر ہاتھ آیا اور دو تلوارین کہ قلس بت کی گردن مین آویزان تھین انکو جناب امیر نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے
بطور تحفہ رکھ لین اور مدینہ طیبہ مین نہضت فرما ہوئے اور جب دختر حاتم مجلس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئی تو اسنے نہایت منت سے
التماس کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے آزاد فرماتین تو وضع اسکے نے محلہ واقع ہو رحمۃ للعالمین نے اسکو آزاد فرمایا اور ایک اونٹ اسکو عنایت کیا
وہ اپنے گھر آئی وہان سے شام کی طرف گئی اور عدی اپنے بھائی کو مدینے مین بھیجا جب مجلس عالی مین حاضر ہوا تو آنجناب صلعم نے اسکے واسطے
چادر اپنی بچھائی کہ عدی اسی پر بیٹھا اور حضرت صلعم زمین پر پھر عدی نصیحتین حضرت کی سنکر ایمان لایا حدیث احکام صید شکاری کی
انھین سے مروی ہے اور اسی سال رمضان مین سنہ ۱۰ جریر ابن عبد اللہ بجلی احمسی مع ڈیڑھ سو نفر قبیلہ بجیلہ کے حاضر ہو کر اسلام لائے اور
بنا بر تخریب بتخانہ ذی الخلصہ بکسر المعجمہ و اللام و بفتحتین ایضا کہ یمن مین تھا روانہ ہوئے انھون نے بتخانہ جلایا اور توڑا حضرت صلعم نے گروہ جریر کیلیے
دعاے برکت فرمائی بعد ازان توابع ذی الخلصہ ایمان لائے بخاری و مسلم مین جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت نے مجھکو اس کام پر
بھیجنا چاہا تو مین نے کہا حضرت مین گھوڑے پر نہین چڑھ سکتا ہون حضرت نے میرے سینے پر دست مبارک سے مارا اور فرمایا اللھم
ثبتہ واجعلہ ہادیا مھدیا یعنی اے خدا ٹھیرا دے اسکو گھوڑے پر اور کر دے اسکو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب اس دعا کی برکت سے
جریر شہسوار ہو گئے اور بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے قیامت قائم نہوگی یہان تک کہ چوتڑ ہلاوینگی
قوم دوس کی عورتین بت کے گرد جسکا نام ذی الخلصہ ہے دوس ایک قوم تھا مین کہ بھی اسکے لوگ ذی الخلصہ کو کعبہ یمانی کہتے تھے
سو حضرت نے فرمایا قیامت کے قریب وہ قوم مرتد ہو جائیگی اور اس بت کو پھر بنائیگی اور عورتین اسکے گرد پھرینگی اس حدیث سے پایا جاتا ہے
کہ ذی الخلصہ کا نام مرتہ تبخانے کا ہے جس کسی نے ذو الخلصہ کی تفسیر تبخانے سے کی ہے مسامحت ہے بعد اسکے ماہ شوال مین وفد
بنی حارث بن کعب اہل نجران آکے حاضر ہوئے انکو دیکھکر آنجناب نے فرمایا یہ لوگ گویا ہندوستان کے ہین ان لوگون نے جب حضرت کو دیکھا
تو کہا اشہد انک لرسول اللہ و ان لا الہ الا اللہ تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ
پھر لوگ رخصت ہوئے پیچھے سے حضرت صلعم نے عمرو ابن حزام کو انکے پاس بھیجا اور ایک خط مین احکام ضروری لکھوا دیے تا کہ انکو تعلیم
کرین اسی سال مین جو حضرت نے جریر بن عبد اللہ کو ذی الکلاع سمیقع بن ناکور بن حوشب کے پاس بھیجا یہ شخص نواح طائف مین تھا
اور نسب اسکا تبع بادشاہ یمن سے ملتا تھا رعایا اسکی ربوبیت کی معتقد تھی سو اسنے دعوت اسلام قبول نہ کی مگر جریر وہین مقیم رہے
یہانتک کہ حضرت صلعم نے سفر آخرت فرمایا اور ذی الکلاع نے خلافت عمر فاروق مین اسلام قبول کیا اسی سال مین خباب ابن ارت
مع خالد بن ولید جانب نجران بھیجے گئے وہان کے لوگ مسلمان ہوئے اور قیس و سعد دو سردار مدینے مین آئے اور قیس بموجب ارشاد

حضرت صلعم امیر قبیلہ ہوکر رخصت ہوا اور عمرو بن حزم بنا بر تعلیم مسائل و اخذ صدقات انکے ساتھ گئے اور تا زمان وفات آنجناب وہین رہے اسی سال مین ابراہیم
ابن رسول اللہ نے وفات پائی اور اسی سال مین حضرت علی مرتضی کو جانب یمن روانہ فرمایا تاکہ قبیلہ ہمدان کو مسلمان و ہدایت فرماوین اور آپ سے پہلے خالد
ابن ولید گئے تھے مگر ان لوگون نے اطاعت قبول نکی تھی جب حضرت علی تشریف لیچلے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اول دعوت اسلام کرنا اگر نمانین تو
قتل کرنا براء ابن عازب فرماتے ہین کہ مین اس سریہ مین موجود تھا جب علی مرتضی متصل یمن پہونچے تو وہان کے رہنے والے جلد مجتمع ہوئے علی مرتضی نے نماز جماعت
سے ادا کرکے دعوت اسلام فرمائی کہ قبیلہ ہمدان نے بلا تامل قبول کی یہ خبر سنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا السلام علی ہمدان اور مواہب
لدنیہ مین ہے کہ یہ لوگ بعد لڑائی کے اسلام لائے ہین و علی کلا التقدیرین حضرت علی مرتضی مدینہ مین نہین آئے بلکہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم کے شریک
ہوئے اور اسی سال مین فروہ ابن عمرو خزاعی کہ حدود عرب قیصر روم کی طرف سے عامل تھا مسلمان ہوا اور اسنے ایک اسپ بہتر اور ایک شتر خوشتر ہدیہ
بھیجا قیصر نے اسکو گرفتار کرکے قتل کرایا اور اسی سال مین باذان عامل یمن نے وفات پائی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی مملکت کو تقسیم فرمایا کسی قدر
شہر بن باذان کو دی اور کسیقدر عامر بن شہر ہمدانی کو اور قدرے قلیل یعلی بن امیہ کو دیا اور ایک طرف ابو موسی اشعری کو عنایت فرمائی اور اسی سال
مین معاذ ابن جبل جانب یمن و حضرموت روانہ ہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیادہ پا تھوڑی دور تک انکے ہمراہ تشریف لیگئے اور وقت وداع فرمایا
کہ ای معاذ شاید یہ ملاقات آخری ہو اس پر معاذ بہت روئے پھر ارشاد فرمایا کہ ای معاذ تو اہل کتاب کے پاس جاتا ہو ضرور ہے کہ اول کلمہ شہادتین پر دعوت کر
بعد ازان نماز پڑھ پھر زکوۃ مالدارون سے لیکر اصحاب استحقاق کو دے مگر اس باب مین ظلم و تعدی روا نہ رکھنا ارباب سیر متفق ہین کہ معاذ ابن جبل
تا زمان خلافت حضرت عمر یمن مین رہے بعد ازان مدینے مین آئے وہان سے شام کو گئے اور وفات پائی اور جو بعض واعظ موجودگی معاذ وقت وفات
جناب رسالت مآب نے بیان کرتے ہین لغو ہے اور اسی سال مین کثرت آمد وفود ہوئی اول وفد عبد القیس حال انکا نمبر سے آیا ہمین ہے جارود عبدی
مسلمان کامل ہوئے پھر تو یورش ہوا چنانچہ وفد الرہاوین و مراد و غسان و کندہ و بنی تغلب و کنانہ و بکر ابن وائل و بہرا و خشعم و حضرموت و غافق و محارب
و شیبان و ہمدان و خیشان و سباع و بنی عبس و خولان و عاید و سلامان و زبید وغیرہم حاضر ہوئے اور یوما فیوما بمقتضائے کریمہ و رایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا ترقی اسلام ہونے لگی اور وفد زبید مین عمرو ابن معدیکرب بھی تھا کہ اسلام لایا مگر بعد وفات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مرتد ہوکر
پھر مسلمان ہوا فائدہ وقت ورود الجیون کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ آنجناب بپوشاک نفیس و لطیف سے آراستہ ہوتے تھے اور
اصحاب باصفا بھی بلباس فاخرہ حاضر ہوتے تھے اور مہمانون کو نہایت خاطرداری و پاسداری کے ساتھ اچھے اچھے مکانون مین اتارتے تھے اور
انعام لائق دیکر رخصت فرماتے تھے اسی سال مین ایک جماعت قبیلہ بنی حنیفہ برفاقت مسیلمہ کذاب مدینہ سکینہ مین حاضر ہوئے اور مسلمان ہوئے بخاری مین
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسیلمہ با جماعت کثیرہ آیا تو اسنے اول یہ پیغام کیا کہ اگر محمد بعد وفات اپنے عہد نبوت مجھے
عنایت فرماوین تاکہ مین لک ملک جاؤن تو اسلام لاؤن اور مطیع و فرمانبردار رہون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس مردود کے پاس
تشریف لیگئے اسوقت دست مبارک مین ایک چھڑی کھجور کی تھی آنجناب نے اسکے سر پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اگر تو مجھسے اس کھجور کی
چھڑی کا ٹکڑا مانگیگا تو اتنا بھی نہ دونگا اور خدا کے قصد کو جو تیرے حق مین ٹھہر چکا ہے تو ہرگز اسکو ہٹا نہ سکیگا یعنے تجھکو ہلاک کریگا
اور دونون جہان مین رسوا و فضیحت ہوگا اور جو تو اسلام سے پھرا تو البتہ خدا تیرے کو بیخ کاٹیگا اور مقرر مین تجھکو وہی

جانتا ہون جو مجھکو خواب مین دکھلایا گیا جو کہ دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھکو میری طرف سے جواب دیگا **فائدہ** مراد یہان ثابت سے وہ ثابت ہے جو
قیس بن شماس کا بیٹا ہے یعنی مین دیکھ چکا ہون کہ تو دعوی نبوت کریگا اور غارت ہوگا اور جو تو نے خرافات قرآن شریف کے مقابلے مین
بکے ہین انکا جواب ثابت بن قیس انصاری دیگا وہ میری سماعت کے لائق نہین ہے یہ ثابت بڑے فصیح بلیغ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
خطیب تھے چنانچہ ثابت نے خوب جھاڑا کہ کچھ بھی بات نہ رکھا کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ اگر مسیلمہ کذاب اس زمانے مین ہوتا تو اسکی
خرافات واہیات کو میان جرکین وحقفار خوب درست کر کے سناتے اب اس مقام پر بعضی خرافات اسکی سناتا ہون کہ بشتے نمونہ از
خروارے والعادیات کے مقابلے مین بکتا ہے کہ والزارعات زرعًا والحاصدات حصدًا والطاحنات طحنًا والخابزات خبزًا والباردات ثریدًا اور الم ترکیف
کے معاوضہ مین کہا ہے الفیل ما الفیل وما ادریک ما الفیل لہ خرطوم طویل یذہب الکثیر ویاکل القلیل ان ذلک من خلق ربنا الجلیل اسی طرح اور بھی زخرفات ہین ایک
یہ ہے کہ الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی اخرج منہا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی الم تر ان اللہ خلق النساء افراجا وجعل الرجال لہن ازواجا ثم
تخرج ما نشئنا اخراجا فینتجن لنا انتاجا **القصہ** مسیلمہ کذاب نے اپنے ملک مین جا کر حضرت صلعم کے نبوت مین شرکت کا دعوی کرنے لگا بعد
یہ خط دو ایلچیون کے ہاتھ بھیجا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک اما بعد فانی اشرکت فی الامر معک لنا نصف الارض ونصف
لقریش ولکن قریشا قوم یعتدون یعنی یہ خط ہے مسیلمہ بھیجے ہوئے اللہ کی طرف سے طرف محمد رسول اللہ کے سلام ہے تجھپر لیکن بعد اسکے مین
شریک ہون رسالت مین آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی لیکن قریش نے شرارت کی پس آنجناب صلعم نے خط کو سنکر جواب لکھوایا
کہ من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب السلام علی من اتبع الہدی اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین یعنی یہ خط ہے
محمد رسول خدا کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو سلام ہے اسپر جو تابع راہ راست کا ہے لیکن بعد اسکے زمین تو خدا کی ہے دیوے اسے جسے چاہے
اپنے بندون سے اور آخرت تو خاص پرہیزگارون کے لیے ہے یہ معاملہ آخر سال نہم مین واقع ہوا بعد اسکے سال یازدہم مین پس از وفات جناب
سید المرسلین اس کمبخت نے دعوی کل نبوت کا مشہور کر دیا اور ہزارون آدمی اسکے مطیع و فرمانبردار ہوئے اور اسنے اپنے تئین رحمن الیمامہ
کہلوانا شروع کیا اور خوارق عادات استدراجات بھی اس کذاب کے ہاتھ پر ظاہر ہونے لگے مگر سب برخلاف دعوی ظہور پکڑتے تھے مثلاً حیات
کی دعا کرتا موت آتی اور جو صحت کی دعا کرتا بیماری پیدا ہوتی اور اپنی شریعت مین اسنے شراب و زنا حلال کر دی اور نماز فریضہ سب
قوم کے ذمہ سے ساقط کر دی جب جناب افضل الصحابہ بالتحقیق ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آنجناب نے اول خالد بن الولید کو
بیس ہزار آدمیون کے ساتھ بنا بر قلع و قمع اسکے روانہ فرمایا چونکہ اس مرتد کے ہمراہ چالیس ہزار فوج جنگی تھی خوب معرکہ ہوا کہ دس ہزار و
بروایتے بیس ہزار آدمی مسیلمہ کی طرف مین مارے گئے اور ہزار آدمی اہل اسلام کے شہید ہوئے اور لڑائی بگڑی کہ لشکر مسیلمہ خالد
بن ولید کے خیمے مین در آیا مگر ثابت بن قیس بن شماس اور زید اور براء بن مالک اور انس رضی اللہ عنہ نے ایسی دلاوری فرمائی کہ تمام کفار
بھی بھاگ کر بھاگے اس حال مین مسیلمہ ایک باغ مین جا چھپا کہ اسلام کے بہادر وہان بھی پہونچ کر قتل کیا یعنی وحشی نے اول تلوار ماری
کہ اس زخم سے زمین پر گرا دوسری تلوار ایک انصاری نے ماری کہ خاک کا پیوند ہوا اسی سبب سے وحشی کہا کرتا تھا قتلت خیر الناس
یعنی الحمزہ عم رسول اللہ وقتلت شر الناس یعنی مسیلمۃ الکذاب لعنہ اللہ علیہ اسی لڑائی مین ثابت بن قیس شہید ہوئے ہین مخفی نرہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت ابن قیس ... اور ... حضرت صلعم ... آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ... اپنی آواز ... بلند کرتا ہون اور مین دوزخی ہون ... حضرت نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہے ۱۲

کہ جسطرح مسیلمہ نے دعوی نبوت کیا تھا اسی طرح تین آدمی اور بھی متنبی ہو گئے تھے ایک مسماۃ سجاح تمیمیہ بنت حارث بن سوید کہ اُسنے بنی تغلب
یا بنی یربوع مین نبوت کا دعوی کیا اور اُس قوم کے لوگ اُس سے گرویدہ ہو گئے چونکہ یمامہ مسیلمہ کا تھا اور مسکن و قیام اس کافرہ کا اُسکے مقام سے
متصل واقع تھا اِسکو ایک نوع کا خوف غالب ہوا کہ مبادا مجھپر غلبہ کر بیٹھے اسواسطے مسیلمہ نے ایک خط بدین مضمون طالب خواہ استجازت حضار اپنے کے مع
تحائف بھیجا کہ وہ بے تامل چلی آئی خواہ مسیلمہ گیا جب تخلیہ ہوا تو مسیلمہ نے اپنی خرافات واہیہ و اکاذیب مخترعہ سنا کر تین دن تک
خیمہ مین رہا اور نکاح کی درخواست کی اُسنے قبول کیا آخر کار نکاح بھی ہوا تین دن تک دونون ہم پیالہ و ہم نوالہ رہے بعد اُسکے سجاح رخصت ہو کر
اپنی قوم مین آئی تو قوم کے لوگون نے پوچھا کہ معاملہ کیا واقع ہوا جو اسقدر توقف فرمایا اُسنے کہا مسیلمہ پیغمبر برحق ہے اور صاحب الامر اسلیے
مین نے اُس سے نکاح کر لیا ہے قوم کے بعض لوگ بولے کہ مہر کسقدر قرار پایا اُسنے کہا کہ مین محبت و عشق مسیلمہ مین بیخبر تھی مہر کا خیال
نہین رہا علماء قوم نے کہا کہ نکاح بلا مہر جائز نہین ہے لاچار سجاح پھر مسیلمہ کے پاس آئی اور تعین مہر مین گفتگو کرنے لگی مسیلمہ نے کہا
کہ نصف محاصل غلات یمامہ اور معافی نماز صبح و عشا تمام قوم سے تمہارا مہر ہے چنانچہ شبث ابن ربعی کو کہ جانب سجاح سے مؤذن
مقرر تھا بلا کر کہدیا کہ قوم مین پکار دے کہ مسیلمہ پیغمبر نے بعوض مہر سجاح نماز صبح و عشا تمسے معاف کر دی ہین اب کوئی آدمی یہ دونون
نمازین نہ پڑھا کرے بالجملہ سجاح مطمئن النفس ہو کر اپنے جزیرہ مین آئی اور انتظام مین مصروف ہوئی اسی عرصہ مین خالد ابن ولید دفعۃ افواج
اسلامی لیکر مسیلمہ پر ٹوٹ پڑے اور اُس مردود کو قتل کر کے جزیرہ سجاح مین پہونچے کہ وہ مسلمان ہو گئی اور تا زمانہ معاویہ ابن ابی سفیان
زندہ رہی اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہین کہ مسماۃ مذکورہ بعد قتل مسیلمہ جزیرہ مین پوشیدہ ہو رہی کہ پھر اُسکا نشان نہ ملا دوسرا ایک شخص
اسود ابن کعب عنسی کہ یمن مین تھا اسکو ذو الخمار بخاء معجمہ بھی کہتے ہین اس سبب سے کہ اُسکے پاس اوڑھنی تھی کہ اسکو منہ پر ڈالے رہتا تھا
خواہ اُسکے شیطان کا نام ذو الخمار تھا اور جو لوگ ذو الحمار بحاء مہملہ کہتے ہین وہ بیان کرتے ہین کہ اُسکے پاس ایک شخص راکب حمار آتا تھا اور
نام اُسکا اکثر محققین نے عبہلہ بیان کیا ہے اور بعضے کہتے ہین وجہ تسمیہ بلقب ذو الحمار یہ تھی کہ اُسنے ایک گدھے کو سجدہ کرنا تعلیم کیا اور بعضے کہتے ہین
کہ دو شیطان اُسکے مطیع تھے ایک سحیق دوسرا شقیق کہ یہ دونون اسود کو واقعہ کی خبر دیتے تھے بالجملہ ظہور اس مردود کا یون ہوا کہ باذان فارسی عامل
صنعا کی وفات ہوئی تو یہ مردود لشکر لیکر آیا اور اہل صنعا پر غالب آیا اور شہر ابن باذان کو شہید کر ڈالا اور مرزبانہ زوجہ شہر کو اپنی نکاح مین لایا
یہ خبر فروہ بن مسیک عامل قبیلہ مراد کو پہونچی اُسنے حضرت صلعم کو لکھی اور معاذ ابن جبل کہ عامل یمن تھے اُسکے خوف سے ابو موسی اشعری کے
پاس چلے گئے اور دونون حضرموت مین آ رہے اس مقام مین فرمان واجب الاذعان حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم پہونچا اس حکم
سے کہ تم سب لوگ متفق ہو کر شر اسود عنسی کذاب کا دفع کرو چنانچہ معاذ ابن جبل اور ابو موسی اشعری نے مسماۃ مرزبانہ کو یہ پیغام دیا کہ
اسود نے تیرے پدر و شوہر کو ناحق قتل کیا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو اُسکے پاس بسر کرتی ہے سو اُسنے فیروز دیلمی ابن عم اپنے کو نقب کی
راہ سے طلب کیا اور اسود کذاب کو قتل کرایا جب اسود کا سر تن سے جدا ہوا تو ایک آواز مثل آواز گاو حلق سے نکلی چوکیدارون نے پوچھا کہ
یہ کیا آواز ہے مرزبانہ نے جواب دیا کہ خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی ہے جب صبح ہوئی تو موذن اسلام نے اذان مین کہا
اشہد ان محمدا رسول اللہ و ان عبہلہ کذاب اسوقت خبر قتل ہونے اسود کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر بعد وفات آنجناب کے مدینے مین مشہور ہوئی

کیونکہ حضرت صلعم نے ایک وزیش ازوفات ارشاد فرمایا تھا کہ اسود کو ایک مرد مبارک نے اہل بیت مبارک سے قتل کر ڈالا اصحاب نے قاتل کا
نام پوچھا فرمایا فیروز اور ایک روایت ہے کہ اسود عنسی کو ابتدائے خلافت صدیق اکبر مین مارا گیا ہے اس قول کو ایک جماعہ محدثین نے ترجیح دی ہے اور
اکثر تصحیح قول اول کے قائل ہین تیسرا طلیحہ ابن خویلد اسدی اسکو بھی داعیہ رسالت پیدا ہوا تھا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی
تو آنجناب نے ایک شخص سنے ضرار کو قبیلہ بنی اسد مین بھیجا کہ تم لوگ متفق ہو کر اسکا شر دفع کرو چنانچہ وہان کے مسلمانون نے جمع ہو کر ارادہ قتل
مضبوط کیا اور ایک شخص نے طلیحہ پر تلوار چلائی وہ تلوار کارگر نہوئی جاہلون نے ہنگامہ برپا کیا کہ یہ شخص نبی ہے کیونکہ اسپر تلوار کا زخم نہ لگا اسی دن
سے طلیحہ نے ایک نوع کا عروج پکڑا اور عیینہ ابن حصین فزاری مع قبیلہ بنی فزارہ و غطفان و طی اسکا شریک ہوا اور اسنے اخبار کاذبہ بیان
کرنے شروع کیے اور نماز مین سجود بالکل موقوف کر دیے اور باعانت جماعہ مفسدہ یہ ارادہ کیا کہ مدینہ طیبہ کو غارت کرون لیکن اللہ تعالی نے
اسکی حفاظت فرمائی اور اسکے ارادے کو ظاہر نہونے دیا یہانتک کہ اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ باشکر ظفر پیکر مدینہ طیبہ مین تشریف لائے
تو افسر ارباب تحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد ابن ولید کو اسکے دفع پر معین فرمایا کہ وہ مع لشکر اسامہ روانہ ہوئے
جبکہ خالد ابن ولید قبیلہ بنی طی مین جلوہ فرما ہوئے تو وہان کے لوگ بھی انکے شریک ہوئے اور طلیحہ سے مقابلہ واقع ہوا آخر کار اسنے ہزیمت پائی
اور بھاگ کر جانب شام چلا گیا اور مدت دراز کے بعد قبیلہ بنی کلب مین آیا اور یہ خبر اسکے کان مین پہونچی کہ جماعہ مرتدہ نے اسلام قبول کیا
تھا اسی طرف پوشیدہ ہو رہا جب حضرت صدیق اکبر نے وفات پائی تو حضرت عمر رضی اللہ کے حضور مین حاضر ہو کر اپنے افعال سے
تائب ہوا اور بیعت کی آخر حرب نہاوند مین شہید ہوا سبحان اللہ بحمدہ سر انما العبرة بالخواتیم اسطرح منکشف ہوا مخفی نرہے کہ طلیحہ کو دعوی نبوت
اسطرح پیدا ہوا تھا کہ اسنے ایک مرتبہ کسی طرف کو سفر کیا تو راہ مین پانی باوجود تلاش ہاتھ نہ آیا ہمراہیون نے تشنگی کی بابت شکایت
کی کہ اسنے کہا آگے چلو ایک میل پر پانی ملجاویگا اتفاقا موافق تجویز طلیحہ ایک میل چلکر پانی ملا اسی سبب سے ہمراہی اسکے قائل نبوت ہوئے
واللہ اعلم بحقیقة الحال اسی سال قضیہ مباہلہ واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ نصارے بنی نجران کے نام نامہ لکھا گیا تھا کہ اسلام قبول کرو انھون نے
چودہ آدمی اپنی قوم کے منتخب کرکے حضور اقدس مین بھیجے پہلے دن لباس ریشمی اور سونے کی انگوٹھیان پہنکر آئے آپ نے انکے سلام کا
جواب نہ دیا وہ حیران ہوئے دوسرے دن بمشورہ حضرت عثمان و عبدالرحمن ابن عوف حسب رائے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پوشاک اتار کے
بصورت رہبان سادے کپڑے پہنکر حاضر ہوئے آپ نے انکے سلام کا جواب دیا اور دعوت اسلام فرمائی انھون نے قبول نہ کیا اور اس بات پر
حضرت صلعم سے جھگڑے کہ عیسی بندہ خدا نہین ہین اللہ کے بیٹے ہین اور آخر کو کہنے لگے کہ اگر اللہ کا بیٹا نہین ہے تو تم بتاؤ کسکا بیٹا ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نصاری اسپر بھی قائل نہون تو انکے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ ہے کہ دونون
طرف کے لوگ اپنی جان و اولاد سے حاضر ہو کر دعا کرین کہ جو کوئی ہم دونون سے جھوٹا ہے اسپر پڑے لعنت و عذاب اور بعضے کہتے ہین کہ
نصارے نجران نے اسلام کی حقیت مین گفتگو کی تھی اور قائل نہوئے تب اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا فمن حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم
فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین یعنی پھر جو کوئی حجت کرے تجھسے اسمین
یعنی قرآن یا دین یا عیسے مین بعد اسکے کہ آیا ہے تجھکو علم و شریعت تو کہہ دے آؤ ہم بلاوین اپنے بیٹون کو اور تم اپنے بیٹون کو اور بلاوین

احوال طلیحہ

قصہ مباہلہ

ہم اپنی عورتون کو اور تمہاری عورتون کو اور اپنے قریبون کو اور تمہارے قریبون کو پھر ہم تم خوب گڑگڑا کے دعا کرین اور جھوٹھون پر خدا
کی لعنت ڈالین ہم ہون یا تم جب یہ آیت نازل ہوئی تو صبح کو حضرت صلعم حضرت امام حسن کا ہاتھ پکڑے اور امام حسین کو گود مین لیے
برآمد ہوئے یا دونون کو بسبب خُرد سالی کے گود مین لیے تھے اور فاطمہ علیہا السلام تھین پیچھے حضرت صلعم کے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ فاطمہ کے پیچھے اور حکم کیا انکو کہ جب مین دعا کرون تو تم آمین کہنا اور اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی جب پیشوا ے
نصارے نے ان صورتون کو دیکھا تو کہا واسے برشما ای قوم مین دیکھتا ہون انکی صورتون کو کہ اگر خدا سے درخواست کرین کہ پہاڑکو
اکھیڑ دے تو فوراً اکھیڑ دیوے اس مقام مین دیکھنا چاہیے کہ اُن چہرون پر کیسی انوار تجلی چمکتی تھی کہ بیگانہ نے اُسکو دریافت کیا اور از خود رفتہ ہوا
مومن یگانہ کا کہ اُس نور سے آشنا ہی کیا حال ہوگا آخر کار اُس ترسا نے کہا ہرگز مباہلہ نہ کرنا چاہیے ناچار جزیہ دینا قبول کیا اور اہل سیر
نے لکھا ہی کہ نصاری نجران مین عاقب مسمی بعبد المسیح و سید دو شخص سردار تھے سو عاقب یہ صورتین نورانی دیکھکر اپنے مکان پر گیا
اور بولا کہ مباہلہ نہ کیجیو نہین تو ہلاک ہوجاؤ گے اور تم خوب جانتے ہو کہ محمد رسول برحق ہین تب ان لوگون نے دو ہزار حلّہ دینا قبول کیے
ایکہزار ماہ رجب مین اور ایکہزار ماہ صفر مین اور ہر سال تین ہزار زرہین دینی منظور کین بشرطیکہ اہل اسلام عشر طلب نہ کرین اور ہمکو وطن
سے نہ نکالین حضرت صلعم نے قبول کیا مگر فرمایا کہ تم لوگ سود نہ کھاؤ یہ بات نصاری نے قبول کی اور ایک صلحنامہ لکھا گیا کہ اُسپر صحابہ
کی گواہیان ہوئین اور ابو عبیدہ ابن الجراح برسم حکومت و قضا اُنکے ہمراہ کیے گئے اور بعد چندے عاقب و سید مسلمان ہوئے اور صلح قائم رہی
عہد خلافت حضرت عمر فاروق تک بعد اُسکے نصارے نجران نے خلاف کیا **فائدہ** اِس آیت کو آیۂ مباہلہ کہتے ہین اور بہل لغت مین بمعنی
لعنت کردن آیا ہی و بُہلہ بالضم و الفتح بمعنی لعنت و مباہلہ لعنت کرنا بایکدگر و دعا کرنا ساتھ لعنت کے اصل ابتہال کی یہی ہی بعد اسکے
اطلاق ہوا اِسکا اُس دعا پر جسمین کوشش کیجاے اور عادت عرب کی جاری تھی کہ جب ایک قوم آپسمین اختلاف و تکذیب ایک دوسرے
کی کرتے یا ظلم کرتے تو باہر نکلتے اور لعنت کرتے ایک دوسرے کو اور کہتے تھے لعنۃ اللہ علی الکاذب والظالم سو حضرت صلعم کو بھی درگاہ عزت سے
ارشاد ہوا کہ مباہلہ کرو نصارے سے اور جو ایسے موقع مین حضرت صلعم نے اپنی زوجات و اصحاب کو ساتھ نہ لیا سو اسواسطے کہ ایسے وقت
مین اُنکے ساتھ لینے سے نصاری پر رعب نہ پڑتا اور کمال حقیت ثابت نہوتی اسلیے کہ رفیقون اور بیبیون کا نقصان آدمی پر اتنا
گران نہین ہوتا جتنا اولاد کا ہوتا ہی اور جو شیعہ اِس آیت و حدیث سے حقیت خلافت علی مرتضی کی دلیل پکڑتے ہین سو محض
بے جوڑ بات ہی اِس سے اور خلافت سے کیا مناسبت ہی قرابت و محبت اور چیز ہی اور خلافت اور چیز اگر صرف قرابت و محبت حضرت صلعم
کی خلافت کے واسطے شرط ہوتی تو فاطمہ زہرا علی مرتضی پر خلیفہ ہونے مین مقدم تھین حالانکہ یہ مذہب کسی کا نہین ہی روایت صحیح ہی کہ بعد اِس
قصہ کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر نصاری مباہلہ کرتے تو بصورت بندر و سور مسخ ہوجاتے اور تمام جنگل آگ ہوجاتا اور پرندون کے ساتھ
جو درختون پر ہین جل جاتے اور اسی سال مین حضرت صلعم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور معاملہ یہ ہوا کہ جب آنجناب نے ارادہ حج فرمایا تو اطراف
و جوانب مین اطلاع فرمائی کہ ہمارا عزم جانب بیت اللہ شریف مصمم ہی جسکو دولت مرافقت درکار ہو وہ حاضر ہو سو اکثر لوگ مدینہ
باسکینہ مین جمع ہو کے ہمراہ رکاب چلے مگر ایک جماعہ بعذر بیماری جدری و حصبہ معذور رہے اور زوجات مطہرات سے نو بیبیان

تحقیق لفظ مباہلہ

حجۃ الوداع

اور حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا بنت رسول خدا اور تمام خواص و خدام ہمراہ ہو کے بروز شنبہ بست پنجم ذیقعدہ حضرت صلعم نے غسل فرمایا اور بالون مین تیل لگا کے شانہ کیا اور بدن مبارک مین خوشبو ملی اور کپڑا ایسا ہوا اتار ڈالا ایک ازار و چادر پہنکر دولت سرا سے مسجد مین تشریف لائے اور چار رکعت نماز ادا کر کے سوار ہوئے اور براہ شجرہ کہ طریق اوسط ہے ذو الحلیفہ مین آئے و بانتظار اتصال بعض اصحاب وہین شب باش ہوئے صبح کو فرمایا کہ آج کی رات میرے پاس آنے والا آیا اسنے خالق عالم کی طرف سے پیغام دیا کہ اس وادی مین نماز ادا کرو اور کہو عمرۃ فی حجۃ یعنی نیت حج و عمرہ کرو پس ازان حضرت نے دونون کا احرام باندھا اور دو رکعت نماز صبح ادا فرمائین و ناقہ قصوی پر سوار ہوئے اور رو بقبلہ ہو کر لبیک کہتے تشریف لیچلے آٹھ دن کاہ مین سیر بامامت اصحاب فرماتے تھے اس سفر مین آنجناب کے ساتھ بڑی کثرت آدمیون کی تھی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے دیکھا جہان تک میری نظر نے کام کیا آگے پیچھے داہنے بائین حضرت صلعم کے سوار و پیادے تھے جمال الدین محدث لکھتے ہین کہ ایسی کثرت تھی کہ بجز خدا کے کوئی شمار نہین کرسکتا تھا مگر بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ ستر ہزار تھے اور بعض نے ایک لاکھ دس ہزار اور بعض نے اس سے زیادہ لکھے ہین اور اس عرصہ مین اکثر بالاتفاق یہ تلبیہ زبان حضرت پر تھا لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک یہ تلبیہ متفق علیہ ہے نزدیک امام اعظم کے اس سے کم کرنا جائز نہین لیکن زیادتی مضائقہ نہین اور تلبیہ اُس ذکر کو کہتے ہین جو احرام باندھنے کے وقت لبیک کی لفظ ملا کر کہین اور یہ لفظ پکارنے کے جواب مین بولا جاتا ہے جسطرح ہندی مین جی یا آئے اور اصل اسکی یہ ہے کہ بعد کعبہ بنانے کے حضرت ابراہیم کو حکم ہوا تھا کہ تم سب لوگون کو قیامت تک کے واسطے بنا بر حج پکارو سو انھون نے پکارا تھا تو حاجیون کا لبیک کہنا اُسی پکارنے کا جواب ہے بالجملہ حضرت صلعم مع اپنے ہمراہیون کے ہر نماز کے بعد اور ہر پستی و بلندی سے چڑھتے اترتے اور لوگون سے ملتے وقت بھی ذکر فرماتے اور قربانی بھی آنجناب کے ساتھ تھی منزل شرف مین ہونچکر اصحاب سے ارشاد کیا کہ جو شخص قربانی نہ لایا ہو وہ حج کو عمرہ کرے و بعد از سعی و طواف احرام سے نکلے اور احرام حج باندھے جب کہ ثنیہ علیا سے حرم شریف مین در آئے اور آپ بنی شیبہ پر گذرے تو بیت اللہ پر نظر پڑی اسوقت یہ دعا کی اللھم زد ھذا البیت تشریفاً و تعظیماً و تکریماً و مھابۃ وزد من عظمہ ممن حجہ واعتمرہ تشریفاً و تکریماً الغرض بروز یکشنبہ چہارم ذیحجہ جانب کدا سے داخل مکہ ہوئے اور طواف القدوم فرمایا اور حالت طواف مین چادر کو داہنی بغل سے نکالکر بائین کندھے پر ڈالی اور تین طوفہ اول مین لوپیہ دوڑے اور چار آخر مین آہستہ چلے اور ہر طوفہ مین حجر کو بوسہ دیا اور رکن یمانی کو مس فرمایا اور مابین دونون رکنون کے فرماتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ اور مقام ابراہیم مین واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سورۂ کافرون و اخلاص بعد فاتحہ دونون مین پڑھین پھر حجر کو بوسہ دیا اور جانب صفا چلے اور کریمہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پڑھی اور فرمایا مین شروع کرتا ہون جس سے اللہ نے شروع کیا ہے اور مابین صفا و مروہ سات مرتبہ دوڑے اور جب اوپر چڑھے تو فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ اور دعا فرمائی اسی طرح مروہ پر کیا جب سعی سے فارغ ہوئے تو ارشاد کیا کہ جس کسی کے ہمراہ ہدی نہو وہ عمرہ کر کے احرام سے نکلے اور سر منڈائے اور نیت حج کی فسخ کرے اور آٹھوین ذیحجہ منیٰ کے چلتے وقت پھر حج کا احرام باندھے اور حج کرے اور جس کسی کے پاس قربانی موجود ہو وہ روز نحر تک احرام پر قائم رہے اور جو مجکو اول سے یہ بات معلوم ہوتی تو مین بھی

قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا کہ یہین مول لیتا اور جسطرح تم لوگ حلال ہوگئے ہو مین بھی ہوجاتا مگر اب نہین ہوسکتا جب تک نحر نہ کرلون سراقہ ابن جعشم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ حکم خاص اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے واسطے ہے فرمایا ہمیشہ کے واسطے فائدہ کفار کے نزدیک موسم حج مین عمرہ کرنا نہایت بد تھا سو اس رسم کے دور کرنے کے واسطے اصحاب سے فرمایا کہ جسکے ساتھ قربانی نہو وہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور سر منڈا دے تب بعض اصحاب کو احرام اتارنے مین تامل ہوا کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھے دیکھا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین قربانی کے سبب سے ناچار ہون نہین تو مین بھی احرام اتار ڈالتا اور حلال ہوجاتا غرض جن لوگون کے پاس قربانی تھی وہ احرام باندھے رہے اور جن لوگون کے پاس قربانی نہ تھی وہ خارج ہوگئے اور سر منڈائے اور بعضون نے تھوڑے بال کترا دیے وہ یہ سمجھے کہ بدون حج کیے کیا سر منڈائین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند آئی کہ انھون نے حکم بجالانے مین کیون تامل کیا اسواسطے تین بار سر منڈانے والون کے واسطے دعا کی اور کترانے والون کے لیے نہ کی آخرش تیسری بار رحمت نے جوش کیا تو کترانے والون کو بھی دعا مین شریک کرلیا پھر اسی حال مین حضرت امیر مرتضی علیہ السلام بھی یمن سے تشریف لائے اور کئی اونٹ بہ نیت قربانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے ساتھ لائے اور نیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین شریک ہوئے یعنی اسطرح احرام کیا کہ جیسا حضرت رسول مقبول نے احرام باندھا ہے ویسا مین بھی باندھتا ہون اور جب علی مرتضی نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو احرام سے خارج دیکھا تو فرمانے لگے تم کسطرح احرام سے خارج ہوئین انھون نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجکو حکم دیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے قول کی تصدیق فرمائی بالجملہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بالائے حجون کہ بجا مہملہ و جیم بروزن صبور ایک پہاڑی ہے اترے اور آٹھوین ذیحجہ یوم الترویہ روز پنجشنبہ سوار ہوئے اور منی مین تشریف لائے اور جو لوگ حلال ہوئے تھے وہ بھی احرام حج باندھکے ساتھ تھے اسی جگہ نمازین ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر ادا فرمائی جب آفتاب نکلا تو روانہ سوے عرفہ ہوئے اور قبل وصول عرفہ سے ایک خیمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے وادی نمرہ مین ایستادہ تھا اسی خیمہ مین جلوہ فرما ہوئے حتی کہ آفتاب وسط آسمان سے گذرا تو خطبہ بلیغہ فرمایا اور نماز ظہر اور عصر کو بجماعت جمع کیا بیک اذان و دو اقامت اور خطبہ بلیغہ اس مضمون سے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہین جیسی اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس مہینے اور اس بستی مین یعنی جسطرح مکے مین اور ذیحجہ کے مہینے مین عرفے کا دن حرام ہے اسمین زیادتی کسی طرح درست نہین اسی طرح اپنی جانون اور مالون کو حرام جانو یعنی کسی کو دوسرے مسلمان کی ناحق جان مارنی اور مال کا چھین لینا درست نہین آگاہ ہو کہ حالت کفر کی ہر چیز میرے دونون قدمون کے نیچے دب گئی یعنی کفر کے رسوم باطلہ جیسے نوحہ کرنا نجومی کو پوچھنا اور نسب مین طعنہ کرنا موقوف ہوگئین اور جو کفر کی حالت مین خون ہوئے دبا ڈالے گئے یعنی اب انکا دعوی کرنا درست نہین اور البتہ اپنی برادری کے خونون سے پہلا خون جسکو مین دبائے ڈالتا ہون ربیعہ ابن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد کی قوم مین اور ہذیل کی قوم نے اسکو مار ڈالا تھا اور کفر کی حالت کا سود دبا گیا اور اپنے خاندان کے بیاجون سے جو اول بیاج کو مین دباتا ہون سو چچا عباس ابن عبد المطلب کا بیاج ہے سو وہ سب مٹا ڈالا گیا یعنی بیاج کا اب لینا حرام ہوگیا صرف اصل قرض لینا دینا چاہیے سو ڈرو اللہ سے عورتون کے مقدمے مین یعنی انکو ناحق رنج نہ دو اسواسطے کہ تمنے انکو اپنے قابو مین کیا ہے خدا کی امان سے اور انکی شرمگاہ کو تمنے حلال کیا ہے خدا کے حکم سے اور تمہارا حق انپر یہ ہے کہ جسکو تم نہ چاہو اسکو تمہارے گھر مین نہ آنے دین سو اگر ایسا کرین تو انکو ایسی

مار مار دجس سے ہلاک نہ ہوجائین اور عورتون کا تمہیر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہی اور مقرر مین تم لوگون مین وہ چیز چھوڑ جاتا ہون
کہ اُسکے بعد تم کبھی گمراہ نہوگے اگر اُسکو خوب پکڑے رہوگے اور اُسپر عمل کروگے وہ چیز خدا کی کتاب ہی یعنی قرآن شریف اور تم لوگ قیامت
مین مجھسے پوچھے جاؤگے سو تم کیا کہتے ہو لوگون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے خدا کا پیغام تمنے ہمکو پہونچایا اور بخوبی ادا کیا اور نصیحت کی
سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھا کر اور لوگون کی طرف جھکا کر فرمایا کہ خداوندا گواہ رہیو خداوندا
گواہ رہیو خداوندا گواہ رہیو **فائدہ** ربوا یعنی سود چار قسم ہی ایک ربوا قرض منفعت جو متعارف ہی دوسرے ربوا قرض حکما مثلاً ایک
مکان گروی رکھا اور اُسکا کرایہ کھایا یا کسی شخص کو تو کچھ روپیہ قرض دیا اور یہ ٹھہرا لیا کہ فلان غریز ہمارا ہی دنل پانچ روپیہ کی اُسکے
رعایت چاہیے تیسرے ربوا فضل مثلاً روپیہ چلتے دیکر اُسکے عوض باور سکے کے روپیہ بڑھوتری سے لینا مگر اسطرح کے لین دین
مین صورت جواز کی بھی نکلتی ہی اور وہ یہ ہی کہ روپیون کے ساتھ مین کچھ شے شامل کرکے اور کوئی پھر از روے حساب کے جو کچھ اُسکے ذمہ
ہوا ہو لے چوتھے ربوا نسیہ یعنی گیہون دینا اور اُسکے عوض اور غلہ نرخ بڑھا کر لینا یا جنس بدلے اور جنس مدت کے وعدہ سے
بدلنا اسطرح کا ربوا اکثر دیہات مین رواج پذیر ہی مثلاً بالفعل ایک شخص نے جو واسطے تخم ریزی کے لیے اور اقرار کیا کہ فصل مین
اسکے بدلے گیہون یا اور غلہ لونگا اگر اسمین مدت درمیان نہو تو غلہ کے عوض غلہ لینے مین کچھ قباحت نہین یہ لکھا ہی اُستاد الاستاد
نے ہفتہ ہفتہ کی تفسیر مین جو سواے تفسیر عزیزی کے ہی اور یہ بھی فرمایا کہ اے مسلمانو آگاہ ہو کہ تین چیزین سینے کو کینے سے پاک کرتی ہین ایک
عمل با خلاص کرنا دوسری نیک خواہی بھائی مسلمان کی تیسری لزوم جماعت مسلمین اور اسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منتظر تھے کیونکہ
ام الفضل بنت الحارث مادر عبداللہ ابن عباس نے ایک پیالے مین دودھ بھیجا حضرت نے سب لوگون کے روبرو تناول کیا پھر بعد خطبہ اور
ادا ے صلوٰۃ ظہر و عصر ناقہ قصوٰی پر سوار ہوئے اور جانب موقف یعنی جبل الرحمۃ کہ وسط وادی عرفات ہی روانہ ہوئے اور متوجہ قبلہ ہوکر امت مرحوم
کے واسطے بکمال تضرع و زاری دعا مغفرت فرمائی یہانتک کہ خبر ہوئی کہ گناہ تمھاری امت کے بخشونگا مگر مظالم سو حضرت نے یہ خبر سُنکے اور بھی
دعا مین مبالغہ کیا یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور بعد غروب آفتاب مزدلفہ مین آئے اُسامہ ابن زید اسوقت ردیف
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے وہین رات کو رہے اور نماز صبح اول وقت ادا فرماکر مشعر حرام یعنی جبل قزح مین آئے اور متوجہ
الی القبلہ دعا و زاری مین مشغول ہوئے اور اُمت کے حق مین پھر مبالغہ فرمایا یہانتک کہ حضرت جبرئیل ع نے موافق مدعا خبر دی
کہ حضرت صلعم متبسم و خوش ہوئے اور قبل طلوع آفتاب فضیل ابن عباس کو اپنا ردیف فرمایا اور سواری منیٰ
مین جلوہ فرما ہوئے اور جمرہ عقبہ مین سات کنکریان مارین اور ہر کنکری مین تکبیر فرمائی اور تلبیہ ترک کیا اور وہی
خطبہ جو عرفے کے دن فرمایا تھا پھر فرمایا اور خروج دجال کی کیفیت اور صورت سے اطلاع بخشی پھر منحر مین تشریف لائے
اور تریسٹھ ۶۳ اونٹ موافق اپنی عمر کے دست مبارک سے نحر فرمائے اور سینتیس ۳۷ اونٹ حضرت علی مرتضی شیر خدا سے
نحر کرائے پھر موے مبارک منڈوا کر تقسیم کیے ایک نصف ابو طلحہ انصاری کو اور ایک نصف ازواج مطہرات اور
اصحاب اخیار کو عنایت کیے خالد ابن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ موے پیشانی مجکو ملین کہ مین بطور تبرک رکھون

سو ہوے بیہقی نے انکو نقل کیا ہے کہ زوجات مطہرات کے واسطے ایک گاے ذبح کی اور دو بکریان بھی بعضی روایت مین ہین اور بعد نحر کے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا گوشت لیکر پکاؤ چنانچہ گوشت پکایا گیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بیٹھکر تناول فرمایا اور علی مرتضی سے فرمایا کہ گوشت اور پوست تقسیم کرو اور قصاب کو اسمین سے کچھ نہین دیا بلکہ اجرت اسکی علیحدہ عنایت فرمائی اور بعد اسکے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مطیب کیا (یعنے خوشبو دار) پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور مکے مین آئے اور قبل نماز ظہر سات مرتبہ کعبے کے گرد پھرے اسکو طواف الصدر بولتے ہین پھر نماز ظہر پڑھکر سقایہ پر کہ جہان آب زمزم جمع کرتے ہین تشریف لائے اور بنی عبد المطلب سے ارشاد فرمایا کہ پانی زمزم کا کھینچو اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ ہجوم کرینگے تو مین تمہارے ساتھ پانی کھینچتا سو وہ لوگ ایک ڈول پانی لائے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسمین سے پیا اور پھر منا مین تشریف لیگئے اور باقی روز شنبہ اور شب یکشنبہ اور روز دوشنبہ اور شب سہ شنبہ منی مین مقیم رہے اور پیادہ پا تینون جمرات مین بعد از زوال کنکریان پھینکتے رہے شروع اُس جمرہ سے فرماتے تھے جو خیف سے ملا ہوا ہے خیف زمین نشیب کو بولتے ہین اور اس جگہ وہ مقام مراد ہے جہان مسجد منی واقع ہے پھر جمرہ میانہ مین پھر جمرہ عقبہ مین اور جمرہ اول و ثانیہ مین دعا کے واسطے توقف کیا اور جمرہ عقبہ مین قیام کیا لیکن دعا کے واسطے توقف نہین فرمایا روایت ہے کہ بروز یکشنبہ دوسرے دن یوم النحر سے کہ اسکو یوم الرؤس کہتے ہین خطبہ بلیغہ پڑھا اور پھر روز سوم بھی خطبہ پڑھا اور اس خطبے مین وصیت فرمائی کہ ذوی الارحام سے نیکی کرو پھر شب چارشنبہ محصب مین بیتوتت فرمائی اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص مکے سے نجاے جب تک طواف الوداع نکرتے چنانچہ سحر چارشنبہ قبل از صبح مکے مین تشریف لائے اور طواف الوداع کیا **فائدہ** محصب وہ مکان ہے جہان قریش اور بنی کنانہ نے قسم کی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی بیاہ نکرین یہان تک کہ تنگ ہوکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُنکے حوالے کرین اور تین برس تک یہ معاملہ رہا حال مفصل اسکا بیان ہو چکا ہے سو جب حجۃ الوداع کے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کو چلے اور قریب پہونچے تو اسامہ ابن زید نے پوچھا یا رسول اللہ کل کہان اُتریے گا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نُنزل غداً انشاء اللہ بخیف بنی کنانۃ حیث تقاسموا علے الکفر یعنی اُترینگے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہان کفار قریش آپسمین ہم قسم ہوئے تھے کفر پر یعنی محصب مین اُترنے کا یہ فائدہ ہے کہ خدا کا احسان یاد پڑے کہ جہان کافرون نے کفر پر کمر باندھی تھی وہین مسلمانون کو خدا نے کیسا غالب کیا اور تاکہ کافر لوگ شرمندہ ہون اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم مین حضرت ابو ہریرہ سے ہے القصہ حجۃ الوداع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس دن مکے مین رہے اور قصری نماز پڑھتے رہے بعد اسکے جانب مدینہ روانہ ہوکے آخر ذی الحجہ جلوہ فرماے مدینہ ہوئے **فائدہ** اس حج کو حجۃ الوداع اسلیے کہتے ہین کہ خطبہ حج مین حضرت نے لوگون کی وداع فرمائی اور ارشاد کیا خذوا عنی مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد عامی ہذا اور حضرت ابن عباس حجۃ الوداع کہنے مین کراہت کرتے تھے بلکہ حجۃ الاسلام کہتے تھے **فائدہ** صحابہ مین اختلاف ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس

حج مین قارن تھے یا مفرد یا متمتع اور یہی سبب ہی کہ جو لوگ بعد صحابہ کے ہوئے وہ بھی اختلاف کرتے آئے چنانچہ حضرت
امام اعظم کے نزدیک آنحضرت صلعم نے احرام قران کا باندھا تھا اور اسی سبب سے امام صاحب کے نزدیک قران افضل ہی
نسبت افراد اور تمتع کے چنانچہ امام فخر الدین نوری رحمۃ اللہ علیہ اور محققین شافعیہ نے اس مقام پر اسی بات کو ترجیح دی ہی اور
فرماتے ہین کہ طریق جمع بین الروایات یہ ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے سو جس شخص نے افراد
تجویز کیا وہی اصل ہی اور جسنے قران روایت کیا اُسنے آخر امر پر اعتماد کیا اور جسنے تمتع روایت کیا اُسنے تمتع لغوی یعنے
انتفاع اور ارتفاق ارادہ کیا ہی **فائدہ** افراد یہ ہی کہ فقط حج یا عمرے کے واسطے احرام باندھے اور قران یہ ہی کہ حج اور عمرے دونون
کے لیے احرام ساتھ کرے اور تمتع یہ ہی کہ حج کے مہینون مین پہلے عمرہ بجالاوے بعد اسکے حج کرے اور احرام حج یا عمرے کی
نیت باندھنے کو کہتے ہین کہ نادوختہ کپڑے پہنے اور زبان سے بھی کہے لبیک اللھم بحجۃ وعمرۃ قران مین اور لبیک اللھم
بعمرۃ افراد عمرے مین اور لبیک اللھم بحجۃ صرف حج مین اور ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے قران اور تمتع اور افراد تینون مباح فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ تینون جائز ہین اسلیے کہ اگر ایک بات کا حکم دیتے
تو گمان ہوتا کہ اُسکا غیر جائز نہین ہی پس اضافت تینون امور کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی اور ہر ایک
نے وہ امر بیان کیا جسپر مامور ہوا تھا اور اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا خواہ بتاویل یا اس سبب سے
کہ راوی اُسکا مامور ہوا تھا **فائدہ** جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذی الحلیفہ مین پہونچے ہین تب اسماء بنت عمیس سے
محمد ابن ابی بکر پیدا ہوئے تو اسماء نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ بھیجا کہ مین اب کیا کرون فرمایا غسل کر کے لگام لگاوے
اور ایک کپڑا اگندہ محل مخصوص مین خون نفاس کے واسطے رکھ کے احرام باندھے رہے **فائدہ** موضع سرف مین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا وہ رونے لگین آپ نے پوچھا اُنھون نے بیان کیا فرمایا کہ حیض ایک امر ہی کہ خدا نے
آدم کی بیٹیون پر مقدر کر دیا ہی کچھ حرج نہین سوائے طواف کے سب ارکان حج بجالاؤ اور بعد حصول طہارت طواف کر لینا یعنی
احرام باندھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موے سر مین کنگھی کرین اور عمرہ ترک کرین لیکن حلال نہون اور حج کو زیادہ کرین
اور تمام اعمال حج بجالاوین سوائے طواف بیت اللہ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بروز نحر پاک ہوئین اور طواف بیت اللہ سے
مشرف ہوئین **فائدہ** یہ جو ذکر کیا گیا کہ حضرت نے محلقین کے واسطے تین بار دعا کی اور مقصرین کے واسطے ایک بار جیسا
حدیث بخاری اور مسلم سے کہ ابو ہریرہ نے روایت کی ہی واضح ہی تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حج مین سر منڈانا بال کترانے
سے افضل ہی **فائدہ** واردات حجۃ الوداع سے نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہی
یعنی آج مین پورا دے چکا تمکو دین تمھارا اور پورا کیا تم پر مین نے احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین مسلمان یہ
آیت روز جمعہ بعد عصر مقام عرفات مین کہ حضرت ناقہ قصویٰ پر سوار تھے نازل ہوئی کہ اُسکے بوجھ سے قریب تھا کہ بازو ناقہ کا
ٹوٹ جاوے صحیح بخاری مین طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جو آیت تم

تولد محمد ابن ابی بکر

پڑھتے ہو اگر یہ آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم عید کرتے حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ آیت بروز جمعہ نازل ہوئی اور ہم عرفے مین تھے
اور اُس دن پانچ عیدین ہوئین جمعہ اور عرفہ اور عید یہود و نصاریٰ و مجوس اور سوا اُس دن کے اور کبھون اعیاد
اہل ملل مجتمع نہین ہوئے ہین اور ہارون ابن عمرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ جب یہ آیت اُتری تو حضرت عمر رضی اللہ
عنہ بہت روئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون روئے عمر نے کہا یا رسول اللہ ہم جانتے تھے کہ دین مین زیادتی ہوگی اب تکمیل ہوگئی تو اب کوئی چیز
کامل نہوگی بلکہ ناقص ہوگی فرمایا تو نے سچ کہا چنانچہ بعد نزول اس آیت کے پھر حلال اور حرام اور فرائض و احکام
کچھ بھی نازل نہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد اسکے اس عالم مین اکاسی دن جلوہ فرما رہے گویا یہ خبر وفات
تھی اور جب یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سُنی تو کہا یارو اب حضرت تمھارے پاس سے حضور
خداوندی مین تشریف لیجائینگے سب لوگ رونے لگے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی دلجمعی فرمائی اور ارشاد کیا
کہ جبرئیل ہر سال ایک مرتبہ کلام اللہ میرے پاس پڑھتے تھے اب کی دو مرتبہ پڑھا ہے شاید سال آئندہ مین تم مین نہ ہونگا **فائدہ**
بعد ہجرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا حجۃ الوداع اور کوئی حج ادا نہین فرمایا اور پیش از ہجرت بعض کے دو اور بعض کے نزدیک
زیادہ ادا کیے ہین اور سب چار بار عمرہ فرمایا ہے اسی سفر مین وقت مراجعت از مکہ غدیر خم مین کہ حوالی جحفہ واقع ہے نماز ظہر اول وقت
ادا کر کے یارون سے متوجہ ہوئے اور فرمایا الست اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم سب نے کہا بلی یا رسول اللہ پھر حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا
ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ الی آخر الحدیث یہ حدیث بخاری و مسلم مین نہین ہے
مگر صحیح ہے اور مراد مولے سے ناصر و معین و قریب ہے نہ اولےٰ بمعنی اوسے اسلیے کہ مفعل بمعنی افعل نہین آیا پس مراد شیعہ حاصل نہین ہوئی
اور سبب اس خطبہ کا یہ ہوا کہ یمن مین جو لوگ حضرت علی کے ساتھ تھے انمین سے کچھ لوگون نے شکایت حضرت علی کی کی تھی
اور شکایت اُنکی بیجا اور نافہمی سے تھی اور ہر مسلمان پر اپنی محبت اور محبت حضرت علی کی واجب گردانی بعد سماعت اس خطبے کے
حضرت عمر نے حضرت علی کو مبارکباد دی اور کہا اب تو مولی ہر مومن اور مومنہ کے ہوگئے یہ حدیث کتاب مشکوۃ باب ۲ مناقب
علی مرتضی کی فصل ثالث مین امام احمد سے مروی ہے اور ترمذی اور نسائی مین بھی یہ حدیث ہے اور صحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوۃ اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہے کہ مین آدمی ہون قریب ہے
کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانے والا آوے تو مین اسکا کہنا مانون اور مین دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون ایک
کتاب اللہ جسمین نور و ہدایت ہے سو لو اور خوب چمٹ جاؤ یعنی اُسپر عمل کرو اور دوسرے اہل بیت میرے تمکو خدا یاد دلاتا ہون
اپنے اہلبیت کے مقدمے مین یہ کلام تین بار فرمایا واضح ہو کہ اس جگہ حضرت نے تمام عرب کو بزرگی قرآن اور اہلبیت
کی جتائی اسلیے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ اُمت مین اختلاف پڑیگا اور قرآن کے مضمون سے لوگ غفلت کرینگے اور
تعظیم اور محبت اہلبیت مین بعض لوگ قصور کرینگے بلکہ محبت کہان عداوت پر کمر باندھین گے جسطرح خارجی و ناصبی سو فرمایا
کہ میری موت قریب ہے مین ہمیشہ زندہ نہ رہونگا کہ مجھسے ہر چیز دریافت کرتے رہو میرے بعد ہدایت کی صورت یہی ہے کہ قرآن

عمل کیجیو اور اہلبیت کی تعظیم و محبت کہ وہ قرآن کی تفسیر ہین اور بیت تین طرح ہوتے ہین بیت نسب و بیت سکنی و بیت ولادت
پس اولاد عبد المطلب اہلبیت ہین از جہت نسب از جد قریب کی اولاد کو بیت بولتے ہین چنانچہ فلانے کا گھر بزرگ ہے اور
اہلبیت سکنی ازواج ہین اور اطلاق اسکا مرد کی عورتون پر بہت مشہور و خاص ہے حسب عرف و عادت اور اولاد شریف اہلبیت
ولادت ہین اور باوجود شامل ہونے اہلبیت کے تمام اولاد حضرت کو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام بسبب زیادتی فضائل اور
علاقہ محبت کے ممتاز و مخصوص ہین اور اطلاق اہلبیت کا ان چار شخصون پر شائع و ذائع ہے پس واضح ہوا کہ اہلبیت گھر والون کو
کہتے ہین اور ہندوستان مین بھی بی بی کو گھر کے لوگ بولتے ہین پھر بیبیون کو نہ داخل کرنا اہلبیت مین جہالت ہے یا تعصب
بارے الحمد للہ کہ اس حدیث پر پورا عمل اہل سنت کو نصیب ہوا کیونکہ انکا عمل و عقیدہ قرآن کے موافق ہے قرآن کے ہوتے
کسی چیز پر عمل نہین کرتے اور جملہ اہلبیت کی محبت و تعظیم واجب جانتے ہین بخلاف خوارج و نواصب کہ اکثر اہل بیت سے عداوت
رکھتے ہین اور شیعہ کا تو عجب حال ہے کہ نہ قرآن کو تمام تسلیم کرتے ہین اور نہ اہلبیت کو کما ینبغی مانتے ہین حالانکہ یہ حدیث آتی ہے کہ
علیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی متفق علیہ ہے سو کتاب اللہ کی نزدیک
شیعہ درجہ اعتبار سے ساقط ہے اور مثل توریت و انجیل قابل تمسک نہین رہی اسلیے کہ بقول شیعہ محرف ہے اور اکثر احکام اس
منسوخ ہو گئے ہین اور آیتین اور سورتین کہ ناسخ احکام اور مخصص عمومات تھین چوری گئین اور جو باقی ہے بعض الفاظ اسکے متبدل
اور بعضے زائد اور بعض ناقص ہین چنانچہ کلینی نے ہشام ابن سالم سے روایت کیا ہے القران الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سبعۃ عشر الف آیۃ یعنی وہ قرآن جو لائے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ سترہ ہزار
آیتین تھین اور محمد ابن نصر سے روایت کیا ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا کان فی لم یکن اسم سبعین رجلا من قریش باسمائہم واسماء
آبائہم یعنے تھے لم یکن کی سورت مین نام ستر قریش کے اور انکے باپ دادون کے اور روایت کیا ہے کلینی وغیرہ نے حکم بن عتیبہ
سے کہ اسنے کہا کہ امام زین العابدین نے یون پڑھا ہے کہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث پھر فرمایا کہ تھے علی ابن ابیطالب
محدث اور روایت کی ہے ابن جہم الہلالی نے وغیرہ نے ابو عبد اللہ سے کہ ان امۃ ہی اربی من امۃ کلام خدا نہین ہے بلکہ کلام اللہ
یہ ہے ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم اسی طرح شیعہ کے نزدیک ثابت و مقرر و مشہور ہے کہ بعضی سورتین تمامہا کلام اللہ سے نکال ڈالی گئین
جسطرح سورۃ الولایۃ اور بعض سورتون کی اکثر آیتین خارج کی گئین ہین جسطرح سورۂ احزاب کہ یہ مثل سورۂ انعام تھی اور ان
سورتون سے فضائل اہلبیت اور احکام امامت اہلبیت کے ساقط کر دیے گئے ہین اور لفظ ویلک لا تحزن ان اللہ معنا سے
نکالی گئی اور لفظ عن ولایۃ علی کریمہ انہم وقفوہم مسئولون سے اور فقرہ بملکہ بنو امیہ جملہ خیر من الف شہر سے اور کلمہ لعلی ابن ابیطالب
کلمہ کفی اللہ المومنین القتال سے اور لفظ آل محمد آیہ سیعلم الذین ظلموا سے یعنی آل محمد ای منقلب ینقلبون اور لفظ علی کریمہ
لکل قوم ہاد سے وذکر کل ذلک ابن شہر آشوب المازندرانی فی کتاب المثالب اور اسی طرح کلمات و آیات بیشمار حضرات شیعہ
نے شمار کیے ہین اور سید محمد مجتہد العصر نے بارقہ ضیغمیہ مین لکھا ہے کہ چون نظم قرآنی تنظیم عثمانی است بر شیعیان احتجاج بدان

نشاید اور اس کتاب مین دوسرے مقام مین ہی علاوہ آنکہ چون ناظم قرولی جلد ثالث احتجاج بآن بر شیعیان نمیتواند شد و انتہی بعبارتہ المقتضیہ الے عبارتہ اس صورت مین شیعہ کے نزدیک قرآن محفوظ اور کتب بشتین مین کچھ بھی فرق نہ رہا اور جسطرح وہ لائق تمسک نہین ہین قرآن بھی ہنر اوار تمسک نرہا باقی رہی عترت رسول اللہ سو باجماع اہل لغت عترت بمعنی اقارب ہی اور شیعہ بعض عترت کے انکار کرتے ہین چنانچہ رقیہ وام کلثوم بنات حضرت صلعم کو عترت مین نہین شمار کرتے بعلاقہ زوجیت حضرت عثمانؓ چنانچہ احقاق الحق مین ہی کہ رقیہ وام کلثوم یہ حضرت کی دختر تھین نہ بطن خدیجہ سے اور منہج الفاضلین مین ہی کہ سواے حضرت فاطمہ کے آپ کے کوئی دختر نہین حالانکہ قرآن مین بصیغہ جمع ارشاد ہی یاایہا النبی قل لازواجک وبناتک اور ظاہر ہی کہ اطلاق جمع کا تین سے کمتر مین درست نہین و مہذا زاد المعاد مین ہی اللہم صل علے رقیہ بنت نبیک و علی ام کلثوم بنت نبیک اور حضرت عباس اور انکی اولاد اور حضرت زبیر بن صفیہ عمہ رسول اللہ کو بھی عترت مین داخل نہین جانتے بلکہ بد کہتے ہین اس باعث سے کہ حضرت عباس و ابن عباس حضرت فاروق اور کلثوم کی تزویج مین واسطہ ہوئے تھے حالانکہ شوشتری کی مجالس مین موجود ہی کہ حضرت خیر الناس جناب عباس کی عظمت بجالاتے تھے اور حضرت زبیر کو اس باعث سے کہ جنگ جمل مین شریک تھے حالانکہ کشف الغمہ مین مکتوب ہی کہ جب اس جنگ مین ابن جرموز نے آپ کو شربت شہادت پلایا حضرت امیر کو مژدہ سنایا کہ مین نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے پہونچایا آپ نے فرمایا کہ مجکو خیر العباد سے یاد ہی کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہی غصہ مین آیا اپنے تئین آپ خنجر سے جہنم مین پہونچایا حضرت نے فرمایا لقد صدق رسول اللہ بشر قاتل ابن صفیہ النار اور اکبر اولاد حضرت فاطمہ زہرا کو بھی دشمن رکھتے ہین چنانچہ زید بن علی بن حسین کہ بڑے عالم و متقی و متورع تھے اور مروانیون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور یحییٰ ابن زید سے دشمنی رکھتے ہین اور ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو کذاب کہتے ہین حالانکہ وہ بڑے اولیاؤن مین تھے اور جعفر ابن علی برادر حضرت امام حسن عسکری کو بھی کذاب لکھتے ہین اور حسن بن حسن مثنی اور انکے بیٹے عبد اللہ محض اور انکے بیٹے محمد کو جو کہ ملقب بنفس زکیہ ہین مرتد اور کافر شمار کرتے ہین اور ابراہیم ابن عبد اللہ اور زکریا بن محمد باقر کو اور محمد بن عبد اللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم ابن حسن کو اور یحییٰ بن عمر کو کہ منجملہ احفاد زید بن علی بن الحسین مین تھے مرتد اور کافر جانتے ہین اور جماعہ سادات حسنیہ اور حسینیہ کو جو کہ قائل امامت حضرت زید شہید کے ہین ضال اور گمراہ کہتے ہین اور جماہیر اثنا عشریہ انکے حق مین اعتقاد کفر اور ارتداد اور خلود و دوام فی النار کا رکھتے ہین اور وجہ اسکی بھی ظاہر ہی اسلیے کہ منکر امامت ایک امام کا نزدیک اثنا عشریہ کے مانند منکرین نبوت ایک نبی کے ہی اور وہ کافر ہی والکافر مخلد فی النار اور یہ بزرگوار منکر امامت امام وقت بلکہ امامت بعضے ایمہ ماضیین بھی ہوئے ہین اور طائفہ قلیلہ اثنا عشریہ اسطرف گئے ہین کہ یہ بزرگوار اعراف مین ہونگے مثل حضرت عباس عم رسول اللہ اور بعضے کہتے ہین کہ بعد عذاب شدید اپنے اجداد کی شفاعت سے نجات پاوینگے اور یہ دونون قول موافق قواعد اور اصول اس فرقے کے رکیک اور مردود ہین قول اول مطابق ہی کیونکہ شفاعت حق کفار مین بالاجماع مقبول نہین اور باین ہمہ اعراف دار الخلد نہین ہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ شیعہ سب اہلبیت کے دوست نہین ہین اور ایسی واہی محبت کا شرع مین اصلا اعتبار نہین جسطرح قرآن کی بعض سورتون کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا درست نہین اور طرفہ یہ ہی کہ جن

ائمہ اثنا عشریہ کو مانتے ہین انکی طرف ہزارون عیوب وقبائح نسبت کرتے ہین کہ اُس سے سرتاپا استحقاق واہانت
لازم آتی ہی اور ملاحظہ کتب حضرات شیعہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد مین اختلاف عظیم پایا جاتا ہی کیسانیہ
بعد حضرت امیر اور مختاریہ بعد حسنین محمد ابن حنفیہ کو امام جانتے ہین زیدیہ امامت علی بن الحسین کے قائل نہین باقریہ امام باقر اور ناوسیہ
امام جعفر تک امامت کے مقر ہین اور موسویہ بعد امام جعفر کے حضرت موسی کاظم کو امام کہتے ہین فطحیہ عبد اللہ بن جعفر کو اور اسمٰعیلیہ اسمٰعیل
بن جعفر کو اور قرامطیہ بعد اسمٰعیل انکے بیٹے محمد کو امام جانتے ہین اور اثنا عشریہ جعفر بن موسی کاظم اور جعفر بن علی برادر حضرت امام عسکری کو
کذاب بتاتے ہین اور سلسلہ امامت کا تا امام حسن عسکری پہونچاتے ہین من بعد جعفریہ جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہین اور کہتے ہین
کہ امام حسن عسکری لاولد تھے اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کے فرزند آخر الزمان ہین کہ صغرسن مین کہ باپ کے روبرو مر گئے اور بعضون نے حد بلوغ کو پہنچایا القصہ
حضرت اُس سن مین داخل مدینہ ہوئے اسکے بعد حضرت جبرئیل ع جامہ سفید پہنے خوشبو لگائے بکمال حسن وجمال باموے سیاہ تشریف لائے
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب زانو سے زانو ملا کر اور دونون ہاتھ اپنے زانو مبارک پر رکھ کر ایمان اور اسلام
اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت سے سوالات کرتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد کرتے رہے
جب کہ رخصت ہوئے تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا فرمایا ابھی جاتا ہوگا بلاؤ بعض اصحاب گئے تو انکا
نشان نہ پایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مرد جبرئیل علیہ السلام تھے اور مین انکو ہمیشہ پہچان لیتا تھا لیکن آج مین نے
بھی نہین پہچانا غائب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ جبرئیل تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جبرئیل علیہ السلام
تعلیم وتجدید دین کی کرتے آئے تھے اور اسی سال مین قصہ جام کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے چرایا تھا واقع ہوا اور اسی
سال مین ضمام بن ثعلبہ حاضر ہوا اور احکام دین اسلام سیکھ کر اپنی قوم مین گیا اور انکو مسلمان کیا جب سال
یازدہم ہجرت اور بست وسوم نبوت وشصت وسوم مولد آیا تو اواخر صفر مین ارشاد الٰہی ہوا کہ اہل بقیع کے واسطے
استغفار کرو سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات مین بقیع مین کہ قبرستان مدینہ ہی اور حضرت کے
مکان سے نہایت متصل بلکہ کئی قدم کے فرق سے واقع ہی تشریف لیگئے اور دعا مغفرت فرمائی اور ارشاد کیا
کہ ای اہل بقیع تم پیشقدمی کر گئے اب فتنہ ظاہر ہوا ہی مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ
میری باری کی رات حضرت میرے پاس تشریف لائے اور اتنا لیٹے کہ حضرت کے گمان مین سو گئے پھر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور آہستہ اپنی چادر لی اور آہستہ جوتہ پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا مجکو رشک آیا کہ شاید
حضرت کسی اور بی بی پاس جاتے ہین مین بھی اپنی کرتی پہن اوڑھنی اوڑھ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلی یہان تک کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قبرستان بقیع مین آئے اور بہت دیر تک وہان کھڑے رہے پھر تین بار ہاتھ اٹھا کر دعا کی بعد اسکے
وہان سے پھرے مین بھی پھری حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جھپٹے مین بھی جھپٹی آخر مین جلدی سے آگے آکر
لیٹ رہی جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا ای عائشہ تیرا کیا حال ہی جو دم بھولی اور

ف تشریف آوری جبرئیل علیہ السلام

ف قصہ جام

ف حاضر ہونا ضمام بن ثعلبہ

ف دعا کرنا برائے اہل بقیع

ہا بنتی ہو مین نے کہا کہ جس چیز سے فرمایا اسکا سبب بتلا دے یا مجھکو ظاہر و باطن کا دانا خبردار مطلع کردیگا مین نے کہا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر
قربان پھر مین نے سب حال کہا فرمایا تو ہی تھی سیاہ سیاہ جسکو مین نے اپنے آگے دیکھا مین نے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہربانی سے
میری چھاتی پر دھکا دیا کہ میرے درد ہونے لگا اور فرمایا کیا تو نے یہ گمان کیا کہ اللہ اور اسکا رسول تجھ پر ظلم کریگا یعنی تیرے باری کی
رات کسی اور بی بی پاس مین جاتا پھر حضرت عائشہ نے کہا جس چیز کو لوگ چھپاتے ہین خدا اسکو جانتا ہی ہو فرمایا ہان جانتا ہی پھر فرمایا
کہ البتہ جبرئیل میرے پاس آیا تھا جبکہ تو نے دیکھا پھر اسنے مجھکو پکارا اور تجھسے چھپایا اور جبرئیل بھی میرے پاس نہ آیا تھا اور تو اپنے کپڑے
اتار چکی تھی اور میرے گمان مین یہ آتا تھا کہ تو سو گئی سو مجھکو برا لگا کہ تجھکو جگاؤن اور مین ڈرا کہ تو گھبرا ئیگی سو جبرئیل نے کہا کہ تیرا اللہ
حکم دیتے ہین کہ بقیع کے قبرستان مین جاؤ اور انکے واسطے استغفار کرو **فائدہ** اس حدیث سے نکلا کہ بے ضرورت کبھی سوتے کو
جگانا نہ چاہیے اور عورت کو خاوند کے پاس برہنہ سونا درست ہی اور مقابر پر جانا اور مردون کے واسطے مغفرت چاہنا سنت ہی بالجملہ
روز بروز بخار کی شدت ہوئی یہان تک کہ آپ مسجد مین امامت کے لیے نہ جا سکے تب ارشاد کیا کہ ابوبکر سے کہ دو امام ہون حضرت
عائشہ رض کہتے ہین مین نے یہ خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ امام ہوگا پھر آپ کی وفات ہوگی تو لوگ اسے منحوس کہینگے لہذا مین نے
التماس کیا کہ ابوبکر نرم دل ہین محراب کو حضرت سے خالی دیکھ بیتاب ہو جائینگے اور شدت رقت سے نماز نہ پڑھا سکینگے حضرت
نے فرمایا کہ دو ابوبکر سے نماز پڑھاوین پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم عمر کے لیے اجازت لیلو حفصہ نے عرض کیا حضرت
ناخوش ہوئے اور فرمایا ابوبکر کے ہوتے دوسرے کو امام ہونا ہرگز نہ چاہیے الغرض صدیق اکبر نماز پڑھانے کھڑے ہوئے جمال باکمال
آنحضرت جو اس مقام پر نہ دیکھا بیتاب ہوگئی اور ایسی رقت غالب ہوئی کہ تمام اہل مسجد رونے لگے اور مسجد مین شور قیامت برپا ہوا آنجناب نے
شور سنکے پوچھا کیا ہی حضرت فاطمہ علیہ السلام نے حال عرض کیا تب آپ مسجد مین تشریف لیگئے اور نماز پڑھی اور لوگون کو تسلی دی
اور فرمایا ای مسلمانون تمھین خدا کے سپرد کیا خدا سے ڈرتے رہو اور اسکی اطاعت کرتے رہو اور مین اب دنیا کو چھوڑتا ہون کتب حدیث سے
ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق رض نے جب نماز پڑھانے مین حسب الحکم امامت شروع کی دو بار آنجناب مسجد مین تشریف لیگئے ایکبار آپ نے
حضرت صدیق کے پیچھے نماز پڑھی صف مین بیٹھکے چنانچہ صحیح ابن حبان مین موجود ہی یہ آخر نماز آپ کی تھی اور ایک مرتبہ آپ
کھڑے ہوتے ہوئے حضرت صدیق کے تشریف لیگئے حضرت صدیق نے چاہا کہ پیچھے ہٹین آنجناب نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو
اور آپ ابوبکر کے پاس جا بیٹھے اور امام ہوئے اور ابوبکر رض داہنی طرف آپ کے کھڑے ہوئے لوگ ابوبکر کی نماز کو دیکھ کے نماز پڑھتے تھے اور ابوبکر
جناب رسول مقبول کی نماز سے یعنی امام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر صدیق بطور مکبر کے تھے امام کے ارکان سے لوگون کو مطلع
اور یہ صورت صحیحین مین ہی اور ایک مرتبہ آنجناب بمرض وفات یعنی صبح دوشنبے کو حجرے کے دروازے تک تشریف لائے اور پردہ اٹھاکر
کیفیت جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگون کو نماز جماعت پر قائم دیکھ کر خوش ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تھا
آنجناب نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ مسجد شریف مین تشریف نہین لائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے آدمیون مین سے دو شخص کے پیچھے نماز پڑھی ایک حضرت ابوبکر صدیق اور

دوسرے عبد الرحمن بن عوفؓ کے ایک سفر مین چنانچہ ابو سلمہ نے اپنے باپ عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضاے حاجت سے آنے مین دیر ہوئی صحابہ نے عبد الرحمن کو امام کر کے نماز شروع کر دی ایک رکعت پڑھ چکے تھے کہ آپ تشریف لائے عبد الرحمن نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ نے ایک رکعت انکے پیچھے پڑھی اور ایک رکعت باقی تنہا اور ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کے پیچھے ادبھی نماز پڑھی تھی اسکی صورت یہ ہوئی کہ آنجناب بنا بر رفع نزاع کہ مابین بنی عمرو بن عوف کے واقع تھا محلہ قبا مین تشریف لیگئے تھے آپ کو توقف ہوا صحابہ نے حضرت ابو بکر کو امام کر کے نماز شروع کر دی اس اثنا مین آنجناب تشریف فرما ہوئے ابو بکر صدیق نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ قائم رہو اور تمام نماز انکے پیچھے پڑھی روایت صحیح ہے کہ شروع بیماری مین اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا کہ شہر اُبنی پر جو بضم ہمزہ او سکون موحدہ و فتح نون و الف مقصورہ متعلقات روم سے ہے ن لیجائین اور زید بن حارثہ اپنے والد کے خون کا انتقام ہو اجی لین اور تجہیز لشکر شروع فرمائی اور لوا اپنے ہاتھ سے باندھی اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ہمراہ جانے کا حکم دیا اور اسامہ بن زید کو کہ بعمر اٹھارہ برس کے تھے سردار کیا اور اجلۂ اصحاب کو مثل ابو عبیدہ بن الجراح اور عثمان بن عفان او سعید بن زید اور سعد بن وقاص او قتادہ بن النعمان وغیرہم رضی اللہ عنہم کو بھی تعینات فرمایا اور بریدہ اسلمی کو علمدار قرار دیا یہ حال دیکھ کر اہل نفاق اور اجلاف عرب نے بطور طعن کہا کہ ایک غلام کو سردار مہاجرین اور انصار بناتے ہین خواہ یہ کہا کہ ایک نوجوان کو مہاجرین اولین پر امیر کرتے ہین کہ یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہونچی تو سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے حجرے سے برآمد ہوئے اور منبر شریف پر کھڑے ہو کر خطبہ بلیغ پڑھا کہ صحیحین مین مذکور ہے ان کنتم تطعنون فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبل وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ وان کان لمن احب الناس الی وان ہذا لمن احب الناس الی بعدہ روا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یعنی اگر ہو تم طعن کرتے اسکی امارت مین پس تحقیق تھے تم طعن کرتے اسکے باپ کی امارت مین پہلے اور قسم خدا کی تھا باپ اسکا لائق امارت کے اور محبوب ترین لوگون سے طرف میرے اور یہ یعنی اسامہ محبوب ترین آدمیون مین ہے میری طرف بعد اپنے باپ کے مگر بسبب بیماری آنجناب کے روانگی لشکر ملتوی رہی اور ابو بکر صدیق کو حضرت نے اوس تعیناتی سے علیحدہ کر کے حضور ہی خدمت یعنی امامت مسجد شریف پر مامور کیا بروز دوشنبہ دو دن پیشتر از وفات آنجناب کو افاقہ ہو گیا تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ مع لشکر کے رخصت ہو کے لشکرگاہ مین باہر مدینے کے ٹھہرے موضع جرف مین کہ ایک فرسخ واقع ہے یکشنبے کو مرض نے زیادتی کی یہ خبر سنکر اسامہ رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے صبح کو دوشنبے کے دن آپ کو تخفیف ہو گئی اسامہ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر کو گئے اور روانہ ہوتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حالت نزع طاری ہوئی ام ایمن والدہ حضرت اسامہ نے یہ حال کہلا بھیجا وہ پھر آئے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی نے کہ علمدار اس لشکر کے تھے علم کو لا کے در مسجد پر کھڑا کر دیا اور بعد انتقال رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر نے اس لشکر کو روانہ فرمایا مگر حضرت عمر کو باجازت اسامہ واسطے مشورے امور خلافت کے رکھ لیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے بجماعت باسہ ہزار مسلمانون کے جا کے اس قوم ناپاک کو تہ تیغ کیا اور چالیس دن کے بعد مدینے مین تشریف لائے احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر وقت مین کئی مرتبہ بقیع مین تشریف لیگئے ہین ایک وہ

کہ بیان کیا گیا دوسری بابت ہو کہ ۲۸ صفر سال یازدہم مین ہجری سے با ابو مویہبہ گورستان بقیع مین گئے اور دعا و استغفار فرما کے بعضے میمونہ
خاتون کے حجرے مین جلوہ فرما ہوئے صبح کو درد سر لاحق ہوا اور تتمۃ المجالس مین ہو کہ اہل سیر کے نزدیک ابتدا بیماری اول شہر ربیع الاول
مین ہوئی کہ حضرت صلعم وقت نصف شب جانب بقیع تشریف لیگئے صبح کو بیمار اٹھے اور ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ سے
کہ صلعم ایک جنازے کو دفن کرکے بقیع سے تشریف لائے تو مجکو درد سر مین پایا اور مین کہہ رہی تھی کہ ہائے میرا سر دکھتا ہی فرمایا
بلکہ مین کہتا ہون کہ میرا سر دکھتا ہی بخاری شریف مین ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ مین نے حضرت کے پاس
بسبب شدت درد سر کے کہا ہائے میرا سر دکھتا ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عائشہ اگر تو اس عالم سے جاے میرے
روبرو تو بخشش مانگون تیرے واسطے اور دعا کرون واسطے تیرے یعنی استغفار کرون رفع سیئات کے لیے اور دعا کرون رفعت درجات
کے واسطے مین نے کہا واثکلتاہ یعنی سخت ہو مصیبت مجھے قسم ہو خدا کی مین گمان کرتی ہون کہ تم میری موت چاہتے ہو پس اگر
واقع ہو مرنا میرا یعنی اگر مین اس جہان سے رخصت ہو جاؤنگی تو البتہ آپ ہونگے اسی دن مین صحبت کرنے والے
اور عیش کرنے والے ساتھ کسی زوجہ کے زوجات مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقصود اور مطلوب یہ ہو
کہ اگر مین مر جاؤنگی اور آپ زندہ رہینگے تو مجھے بھول جائینگے اور اپنی بیبیون سے مشغول ہونگے فرمایا چھوڑ ای عائشہ ذکر
اپنے درد سر کا اور اپنی خیرت کے یاد کرنے کا او مشغول ہو میرے درد سر او ذکر موت مین کہ مین اس عالم سے جاتا ہون
اور تم میرے بعد زندہ رہوگی اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی سے دریافت کیا پھر فرمایا البتہ مین نے قصد کیا تھا
یا ارادہ کیا تھا کہ بھیجون کسی کو ابوبکر کی طرف اور اسکے بیٹے کے یعنی عبد الرحمن کے کہ فرزند رشید تھے اور وصیت کرون ابوبکر کو
یعنی خلافت کی اور ولیعہد اپنا کرون اسکو تاکہ نہ کہین یا واسطے خوف اسکے کہ کہین کہنے والے یعنی یہ کہ نہ وصیت کی آنحضرت
نے ابوبکر کو خلافت کبریٰ کی اور اقتصار کیا خلافت صغری پر کہ وہ امامت نماز کی ہو باوجودیکہ اسمین بھی اشارہ تھا
اس خلافت کبری کا یا آرزو کرین آرزو کرنے والے یعنی خلافت کی غیر ابی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے یا اپنے غیر کے واسطے پھر کہا
مین نے انکار کریگا اللہ تعالے غیر ابی بکر کی خلافت کا اور دفع کرینگے اہل اسلام یا برعکس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کریگا اللہ
اور انکار کرینگے مسلمان یعنی بسبب خلیفہ کرنے کے امامت صغری مین اسلیے کہ امامت صغری علامت ہو امامت کبری
کی جسطرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقت منازعت فرمایا کہ جب اختیار کیا حضرت نے ابوبکر کو امر دین مین تو کیونکر نہ
اختیار کرین ہم انکو امور دنیا مین حاصل ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ اس سبب سے نہ بلایا مین نے ابوبکر
اور اسکے بیٹے کو اور نہ وصیت کی اور مین نے جانا کہ خلافت ابوبکر کو ہونے والی ہو اور ایسا ہی واقع ہوا جو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا او مسلم مین روایت ہو کہ فرمایا عائشہ نے کہ فرمایا مجھسے پیغمبر خدا نے اپنے مرض موت مین بلا لے پاس
اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو تاکہ مین لکھ دون اسکو اپنی خلافت نہین کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے یا کوئی
کہنے والا کہے کہ مین لائق زیادہ ہون پھر آپ نے کہا کچھ ضرورت نہین خداے تعالے اور مسلمان لوگ خود نہ مانینگے

سواے ابی بکر کے دوسرے کی خلافت کو ان دونون حدیثون سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کو صدیق اکبر کی خلافت بدل منظور تھی
اور چاہا کہ آپ اپنے روبرو انکو خلیفہ فرما دین مگر حضرت نے تقدیر اور اجماع پر چھوڑ دیا کہ آخر ویسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا بالجملہ حالت مرض
مین بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم زوجات مطہرات کے حجرون مین تشریف لیجاتے تھے چنانچہ جب حضرت میمونہ کے گھر مین مرض کی
شدت ہوئی اور زوجات مطہرات وہین حاضر ہوئین اور حضرت کا دل یہ چاہتا تھا کہ ایام بیماری مین عائشہ صدیقہ کے
گھر مین رہون لہذا بار بار فرماتے این انا غدا یعنی کل مین کہان ہونگا جب اس کلام کی تکرار ہوئی تو امہات المومنین نے
تفرس کیا کہ حضرت اس حالت مین عائشہ کے گھر مین رہنا چاہتے ہین چنانچہ سب بیبیان راضی ہوئین اور آنجناب
بدستیاری علی مرتضی اور فضل بن عباس حجرہ عائشہ مین جلوہ افروز ہوئے اختلاف ہے کہ آنجناب کو کون بیماری تھی بعضے
درد خاصرہ کہتے ہین خاصرہ ایک رگ گردے مین ہے کہ جب وہ حرکت کرتی ہے درد ہوتا ہے اور بعضے درد سر بیان کرتے ہین
اور بھی روایت ہے کہ ازواج مطہرات سے کسی نے کہا تھا کہ آپ کو مرض ذات الجنب ہے ذات الجنب ایک پسلی کی بیماری
ہوتی ہے سو بمشورہ ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس کے لدود تجویز کیا یہ دوا ملک حبش مین دیکھ آئین تھین لدود کہتے ہین دوا کو
جو بیمار کے منھ مین ایک ہی جانب سے ڈالی جاے سو آپ کے منھ مین ڈالی ہرچند آنحضرت نے باشارہ منع کیا کسی نے نمانا یہ سمجھے کہ
بسبب تلخی کے آپ منع فرماتے ہین اور غلبہ مرض سے اسوقت بول نہ سکتے تھے جب اس حال سے افاقہ ہوا اور تجویز مرض کا حال
دریافت ہوا تو فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انبیا کو ایسی بیماری نہین ہوسکتی پھر فرمایا جتنے آدمی گھر مین
سب کے منھ مین اسی طرح ڈالی جائے سواے عباس کے کہ وہ اس مشورے مین شریک نتھے چنانچہ لدود اسی طرح
ڈالا گیا یہان تک کہ حضرت میمونہ کے بھی حالانکہ وہ روزہ دار تھین اور بعض کے نزدیک شدت بخار تھا صحیحین مین
عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حالت مرض مین حاضر ہوا آپ کی شدت تھی
اور جب مین نے ہاتھ اپنا جسم شریف پر رکھا تو مجھکو تحمل نہوا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو حرارت شدید لاحق ہے
فرمایا ہان میری تپ ایسی ہے جیسی تم مین سے دو آدمیون کو ہوتی ہے مین نے کہا آپ کو دو اجر ہونگے فرمایا جس مسلمان کو ایذا شدید ہوتی ہے
اسکی سیئات کا کفارہ ہوتا ہے جسطرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے واشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور بعض کے نزدیک
اثر اس زہر کا تھا جو حضرت نے خیبر مین کھایا تھا چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے مرض
موت مین فرمایا اے عائشہ ہمیشہ تھا مین کہ پاتا تھا درد اس کھانے کا جو کہ کھایا تھا خیبر مین اور اب پاتا ہون کٹنا
رگ جان کا اس زہر کے اثر سے مراد زہر سے وہ لقمہ زہر آلود ہے کہ ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت مین ملا کر بھیجا تھا اور آپ نے
اس مین سے ایک لقمہ منھ مین لے لیا تھا اور آپ کو درد سر اور بخار شدید عارض ہوا کہ وہی مرض موت مین ظاہر ہوا نکتہ
زہر سے مرض موت کا ہونا اسلیے کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہو ابوبکر صدیق کی بھی موت اثر زہر سانپ سے جسنے غار مین
کاٹا تھا ہوئی چنانچہ مشکوۃ مین روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے بالجملہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ درد سر اور

نفع عجیبہ

تب لاحق تھا اور اثر زہر بھی تھا یہی قول صحیح ہے **فائدہ** اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث نے سر الشہادتین میں لکھا ہے کہ شہادت سریہ آنجناب کو بواسطہ سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہوئی اور جہریہ بذریعہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور اس حدیث سے حصول شہادت سریہ بذات خاص متحقق ہوتا ہے اور بھی جلال الدین سیوطی وغیرہ علمائے محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ کی موت بشہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی تو جواب یہ ہے کہ مقصود حضرت استاذ الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ شہادت سریہ علی وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن علیہ السلام کے ہوئی اسلیے کہ کمال شہادت کا یہ ہے کہ تاخیر نہو ولہذا ارتثاث یعنی یہ کہ بعد زخمی ہونے کے تاخیر کرکے کچھ دوا یا غذا کھا کے زخمی مرے موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہے پس اصل شہادت آپکو حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ کہ مقتضے آپکے منصب عالی کا تھا بوساطت حضرت حسنین کے حاصل ہوئی سریہ کاملہ بسبب حضرت امام حسن کے کہ صدمہ زہر سے بلا امتداد مدت شہید ہوئے بخلاف آنجناب کہ بعد چند سال کے آپنے وفات پائی اور جہریہ کاملہ بوسیلۂ امام حسین علیہ السلام کے پس آپ کی شہادت شہادت جملہ انبیا اور شہدا سے کامل ہوئی **فائدہ** اختلاف ہے

بیان اختلاف در ایام مرض

کہ آپ کو بیماری کس دن کس تاریخ کون مہینے میں لاحق ہوئی بعضے آخر ماہ صفر کہتے ہیں اور بعضے اوّل ربیع الاول ابن جوزی نے کتاب الوفا میں ابتداء مرض ماہ صفر بیان کیا ہے اور دس راتیں باقی تھیں اور سلیمان تیمی نے ابتدا مرض بائیسوین صفر روز شنبہ کے قرار دی ہے جسطرح یہ اختلاف ہے تعداد ایام مرض میں بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں چودہ ۱۴ دن اور بعضے بارہ ۱۲ دن اور بعضے اٹھارہ ۱۸ دن اسی طرح تاریخ وفات میں اختلاف ہے ابن جوزی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بارھوین ربیع الاولے اور سلیمان تیمی نے دوسری ربیع الاولے قرار دی ہے والصحیح ہو الاول شیخ عبدالحق دہلوی نے رسالہ ماثبت بالسنہ میں بعد تحقیق لکھا ہے کہ وفات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاریخ بارھوین ربیع الاولے روز دوشنبہ سال یازدہم ہجری میں ہوئی اور جو اختلاف یوم وفات میں بعض کتب سیر میں مذکور ہے لائق اعتبار نہیں ہے چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین ولد نبیکم یوم الاثنین ودخل المدینہ یوم الاثنین وخرج من مکۃ الی المدینہ یوم الاثنین وتوفی یوم الاثنین اور صاحب بہجۃ المحافل نے لکھا ہے کہ اتفقوا علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی یوم الاثنین فی شہر ربیع الاول مگر وقت وفات میں اختلاف ہے بعضے وقت زوال او بعضے قبل زوال کہتے ہین اور مشہور یون ہی ہے الا شیخ عبدالحق دہلوی نے رسالہ ماثبت بالسنہ میں وقت چاشت لکھا ہے کہ اسی وقت آنجناب داخل مدینہ ہوئے تھے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **فائدہ** سہیلی اور توابع اُسکے اس مقام مین

بیان اختلاف در وقت وفات

ایک اشکال قوی بیان کرتے ہین وہ یہ ہے کہ اتفاق اہل حدیث اور ارباب سیر کا اس بات پر ہے کہ حجۃ الوداع میں عرفے کا دن یعنی تاریخ نہم ذیحجہ جمعہ تھا پس غرۂ ذیحجہ پنجشنبہ ہوگا اور محرم اور صفر اور ذیحجہ کامل فرض کرین یا ناقص یا بعض کو کامل اور بعض کو ناقص تو دوشنبہ تاریخ بارھوین ربیع الاول یوم وفات نہین پڑتا حالانکہ اکثر روایات صحیحہ صریحۃ الدلالۃ اسپر دال ہین کہ یوم وفات دوشنبہ تھا اور تفصیل یہ ہے کہ اگر تینون ماہ کامل فرض کرین تو غرۂ ذیحجہ روز پنجشنبہ اور غرۂ محرم روز شنبہ اور غرۂ صفر روز دوشنبہ اور غرہ ربیع الاولے روز چارشنبہ اور بارھوین ربیع الاول یکشنبہ پڑتا ہے اور اگر ایک مہینا ناقص فرض کرین تو دو ۱۱ یازدہم شنبہ ہوتا ہے اور جو دونون ماہ ناقص فرض کرین تو بارھوین روز جمعہ پڑتی ہے اور اگر تینون مہینے ناقص اعتبار کرین تو بارھوین پنجشنبہ کو پڑتی ہے بہر صورت تاریخ بارھوین روز دوشنبہ نہین ہوتی اور ابن حجر نے

جواب دیا کہ احتمال ہی کہ تینون مہینے کامل ہون اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کو چاند کے دیکھنے مین ماہ ذیحجہ کے اختلاف پڑگیا ہو یعنی اہل مکہ نے پنجشنبہ کی رات کو دیکھا ہو تو غرہ پنجشنبہ کو ہوگا اور وقوف عرفہ روز جمعہ اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو تاریخ کو حسب رویت اہل مدینہ قرار دی ہو کہ انکے دیکھنے سے غرہ ذیحجہ روز جمعہ تھا اور غرہ محرم روز یکشنبہ اور غرہ صفر روز سہ شنبہ اور غرہ ربیع الاول روز پنجشنبہ اور دوازدہم روز دوشنبہ لیکن یہ جواب ضعیف ہی کیونکہ جب حضرت صلعم اور اصحاب آنحضرت کو یہ تحقیق ہوگیا کہ غرہ ذیحجہ بروز یکشنبہ تھا اور اسی بنا پر حجۃ الوداع کہ بعد فرضیت حج سوائے اسکے آنجناب نے کوئی حج ادا نہین فرمایا ادا کیا گیا تو پھر بعد معاودت مدینے کے تاریخ کا قرار دینا رویت اہل مدینہ پر خلاف معلوم ہوتا ہی باینہمہ اگر رویت اہل مکہ ثابت ہوا ور تاریخ موافق رویت اہل مدینہ قرار پاوے تو ماہ ذیحجہ انتیس دن کا ٹہرتا ہی اور یہ نامعقول ہی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ معتمد علیہ یہ ہی کہ وفات آنجناب تاریخ دوم ربیع الاول ہوئی راوی نے ثانی شہر ربیع الاول کہا تھا سامع نے شہر کو عشر سمجھا کہ ثانی عشر ہوگیا اور یہ غلطی متوارث ہوگئی اگرچہ تائید اس قول کی صراح سے ہوتی ہی کہ مولف صراح نے لکھا ہی کہ ربیع الاول اور ربیع الآخر کو بدون لفظ شہر استعمال نہین کرتے ہین باینہمہ قول صاحب مواہب کا بھی درست نہین ہوتا جب تک تینون مہینے ناقص فرض نہ کیے جائین اسطرح کہ نہم ذیحجہ روز عرفہ بروز جمعہ اور غرہ ذیحجہ بروز پنجشنبہ اور غرہ محرم روز جمعہ اور غرہ صفر روز شنبہ اور غرہ ربیع الاول روز یکشنبہ اور دوم ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ بالجملہ تاریخ وفات مین سقدر اختلاف واقع ہی کہ اصلا کوئی صورت لائق اطمینان ظاہر نہین ہوتی جسطرح تعین یوم اور ماہ مین اطمینان ہی مگر حسب بیان اہل تحقیق مثل شیخ عبدالحق دہلوی وغیرہ متاخرین یہ ثابت ہی کہ بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ بقول اشہر حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ مین بروز نوبت صدیقہ درمیان سینہ یا مابین ہنسلی اور ٹھوڑی کے حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی چنانچہ صحیحین مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ نعمت خاص نعمائے الٰہی سے میرے واسطے یہ ہی کہ حضرت صلعم نے میرے گھر مین میری نوبت مین مابین ہنسلی اور سینے میرے کے وفات پائی اور ایک یہ نعمت ہی کہ اللہ نے جمع کیا لعاب دہن میرا اور حضرت کا وقت وفات کے اسطرح کہ داخل ہوئے میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر اور انکے ہاتھ مین مسواک تھی اور حضرت میرا تکیہ لگائے تھے یعنی میرے سینے سے لگے بیٹھے تھے سو مین نے دیکھا کہ حضرت صلعم عبدالرحمن کی طرف دیکھتے ہین اور مین نے جانا کہ آپ مسواک کو چاہتے ہین مین نے التماس کیا کہ اسے لیلون آپ کے واسطے حضرت نے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہان لیلو سو مین نے مسواک عبدالرحمن سے لی اور دی حضرت کو اور کی آپ نے مسواک سو دشوار ہوئی حضرت پر یعنی بسبب سختی کے تب کہا مین نے کہ نرم کردون تمہارے لیئے فرمایا اشارہ سے کہ ہان پھر مین نے نرم کردی مسواک اسبھری حضرت نے اپنے دانتون پر اور حضرت کے روبرو ایک برتن مین پانی رکھا تھا کہ ڈالتے تھے حضرت اپنے دونون ہاتھ اس پانی مین اور پھیرتے تھے چہرہ مبارک پر اور فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات یعنی بیشک سختیان ہین موت کی پھر بلند فرمایا حضرت نے اپنا ہاتھ بطریق دعا یا بطور اشارہ جانب آسمان اور مکرر فرمایا فی الرفیق الاعلے یعنی شامل کر مجھے رفیق اعلے مین یہان تک کہ قبض روح کی گئی حضرت کی اور جھک گئے اور نیچے گرپڑے دست مبارک یعنی داہنی یا بائین یا دونون طرف یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ پانی سے تخفیف حرارت مین ہوتی ہی اور ہر مریض کو یہ کرنا چاہیے کہ اگر

وفات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

فائدہ طبی

وہ نہ کرسکے تو کوئی اور کرے جسطرح پانی کا ٹپکانا حلق مین بلکہ جب بہت حاجت ہو تو واجب ہے اگر کوئی اس مقام مین جمع
کرے کہ حاکم اور ابن سعد کی روایت مین ہے کہ تھا سر مبارک آنجناب کا علی مرتضیٰ کی گود مین اور یہ حدیث اُسکے خلاف ہے تو رفع
تعارض یون ہو سکتا ہے کہ بر تقدیر صحت روایت یون تطبیق کیجاسے کہ تھا سر مبارک علی کی گود مین قبل وفات اور حضرت عائشہ
کی گود مین وقت وفات کذا فی شرح المشکوٰۃ اور صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حالت صحت مین فرماتے تھے کہ بلا رضامندی کسی پیغمبر کو موت نہین آتی سو جب حضرت کو مرض موت مین غشی سے
ہوش آیا تو آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا اللہم الرفیق الاعلیٰ اُسوقت مین نے جانا کہ حضرت نے ہمکو چھوڑا اور موت کو اختیار کیا اور یہ
آخری کلام حضرت کا تھا بعد اسکے پھر کلام نہین فرمایا مراد رفیق اعلیٰ سے انبیا ہین کہ ساکن ملا اعلیٰ یعنی اعلیٰ علیین مین جسطرح
دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے مع الذین انعمت علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین و حسن اولئک
رفیقاً یا مراد ملاء اعلیٰ سے عالم الملکوت یعنی فرشتے وغیرہ آسمانون کے رہنے والے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ مراد رفیق اعلیٰ سے حضرت رب العزت
ہین اور اطلاق رفیق کا اللہ جل شانہ پر آیا ہے اور حدیث مین ہے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا خداے تعالیٰ مشتاق ہے اور اختیار
دیتے ہین تمکو چاہو دنیا مین رہو چاہو یہان آؤ حضرت نے فرمایا اخترت الرفیق الاعلیٰ سہیلی کہتے ہین کہ حالت طفلی مین حضرت نے
حلیمہ کے پاس اول کلمہ اللہ اکبر کہا تھا اور بروز الست بر کلمہ اول بلیٰ اور آخر الرفیق الاعلیٰ حیٰوۃ الحیوان مین واقدی سے روایت
لکھی ہے کہ جب شک ہوا حضرت صلعم کی موت مین تو اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ دونون مونڈھون کے درمیان رکھا اور کہا
وفات پائی حضرت نے اور اٹھائی گئی مہر نبوت آپ کے مونڈھون مین سے بیہقی اور ابو نعیم نے بھی اسی طرح روایت
کی ہے جب لوگون کو یہ حال معلوم ہوا تو حضرت کے اہلبیت اور اصحاب پر قیامت کا رنج و ملال ہوا حضرت عثمان کو سکوت ہو گیا
اور حضرت علی جا ماندہ ہو گئے اور حضرت عمر کے ہوش جاتے رہے اور عقل بر جا نہ رہی کہ وہ فرمانے لگے کہ حضرت نے وفات
نہین پائی جو کوئی یہ کہے گا اُسے قتل کرونگا صرف حضرت عباس اور صدیق اکبر مستقل تھے اور قبل وفات حضرت صدیق اکبر
اجازت لیکے اپنی زوجہ بنت خارجہ کے پاس سنح مین کہ ایک مقام ہے کنارے مدینہ کے چلے گئے تھے خبر وفات کی پاکر آئے
دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مدہوشانہ تلوار نکالے کھڑے ہین اور لوگ اُنکے گرد ہین اور وہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ کا انتقال
نہین ہوا آپ کو خدا نے بلالیا جیسے موسیٰ کو طور پر بلالیا تھا آپ تشریف لاکر منافقین کے ہاتھ پیر کٹوائینگے منافقین نے یہ خبر
اوڑائی ہے ابوبکر صدیق آتے ہوئے حجرہ مین چلے گئے اور چہرہ مبارک سے چادر اُٹھا کے شانے مبارک کا بوسہ دیا اور رو دئے
اور کہا طبت حیاً و میتاً آپ پاکیزہ ہین حیات اور موت دونون مین اور آپ پر اللہ دو موتین جمع نہ کریگا جو موت مقدر تھی
سو ہو چکی پھر باہر نکلے اور حضرت عمر کو اُنکے مقولہ سے روکا لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر اُنکی طرف آئے اُنھون نے خطبہ پڑھا اور کہا
من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت اور یہ آیت پڑھی و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل تا یجزی اللہ الشاکرین اس خطبے کے سنتے ہی سب کو موت رسول اللہ صلعم کا یقین ہوا اور وہ غفلت کا پردہ اُٹھ گیا

اور آیتہ وما محمد الا رسول ہر ایک کی زبان پر جاری ہوئی سبحان اللہ خدا کی حکمت سے کوئی واقف نہیں ہو سکتا دیکھو اگر یہ دونون صاحب بھی از خود رفتہ ہوتے تو انتظام اُمت محمدیہ مین ایک خلل پڑجاتا اور مفسدہ عظیم برپا ہوتا اسلیے اللہ نے حضرت صدیق اکبر اور عباس بن عبد المطلب کو ہوش مین رکھا تاکہ یہ دونون اصل معاملے سے خبردار کرین آلغرض جب تحقیق ہوگیا کہ حضرت رحمۃ للعالمین کا وصال ہوگیا تو اصحاب نے چادر حبرہ کہ ایک قسم چادر یمنی کی ہے جسم مبارک پر اڑھائی خواہ فرشتون نے چادر ڈالی بیہقی نے دلائل النبوۃ مین حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے وفات پائی تو آیا تعزیت کرنے والا اور اُسکی آواز لوگون نے گھر کے کونے سے سنی کہ وہ کہتا ہے السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبۃ وخلفا من کل ہالک ودرکا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا فانما المصاب من حرم الثواب فقال علی اتدرون من ہذا وہو الخضر یعنے سلام تمپر اے گھر والے پیغمبر کے اور مہربانی اور برکات خدا کی تمپر البتہ خدا مین تسلی ہے ہر مصیبت سے اور عوض ہے ہر چیز ہلاک ہونیوالی کا اور تدارک ہے ہر چیز فوت ہونے والی کا پس تقوی اختیار کرو اور جزع اور فزع سے بچو اور اُس سے اُمید رکھو اور نہین ہے مصیبت زدہ مگر وہ جو محروم کیا گیا ہے ثواب سے پھر کہا علی مرتضی نے کہ جانتے ہو یہ کون ہے یہ خضر ہین اس حدیث کے معنی عالمون نے کئی طرح سے کیے ہین ایک تو یہ کہ فی اللہ عزاء سے فی کتاب اللہ عزاء مراد ہے یعنی کتاب خدا کی تسلی دیتی ہے ہر مصیبت سے گویا اشارہ ہے اُس آیت پر وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی خوشخبری سنا صبر کرنے والون کو جب پہونچتی ہے انکو مصیبت کہتے ہین ہم ملک ہین اللہ کی اور اُسی کی طرف جانے والے ہین پس عزا بمعنی تعزیت ہے دوسرے یہ کہ خدا فرمانے والا صبر کا ہے اور تسلی دہندہ ہے اسکو علم بیان مین تجرید کہتے ہین جسطرح رایت فی زید اسدا یعنی دیکھا مین نے زید مین شیر یعنی زید کو مانند شیر پایا اور یہ مناسب تر ہے تیسرے اللہ کے دین مین بدلا اور تدارک ہے ہر چیز ہلاک اور فوت ہونے والی کا اور حصن حصین مین ہے کہ فرشتون نے صحابہ سے تعزیت کی اور کہا ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا فانما المحروم من حرم الثواب والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیشک اللہ مین تسلی ہے ہر مصیبت کی اور بدلہ ہے ہر گئی ہوئی چیز کا پس اللہ ہی پر اعتماد کرو اور اُسی سے اُمید رکھو محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم رہا اور سلام تمپر اور رحمت خدا کی اور برکتین اُسکی اور بھی حصن حصین مین ہے کہ ایک شخص کھچڑی ڈاڑھی موٹا گورا وہان آیا اور لوگون کو پھلانگ کے اندر پہونچا اور رویا اور صحابہ کی طرف منہ کر کے کہا ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وعوضا من کل ہالک فالی اللہ فانیبوا والیہ فارغبوا ونظرہ الیکم فی البلاء فان المصاب من لم یجبرہ وہ شخص یہ کہکر چلا گیا لوگ پہچانتے نہ تھے اسکو حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضی نے کہا کہ یہ خضر تھے

بعد اُسکے خبر پہونچی کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوکے یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کرلین یہ خبر سنکے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے سقیفہ کہتے ہین بیٹھنے ہوئے مکان کو اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہے انصار مین اُس قبیلے مین ایک مکان بطور چوپال تھا وہی سقیفہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا وہان پہونچکر انصار سے اس بات مین گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے اُسوقت ایک تقریر اپنے

بیان اختلاف در دفن جسد

دل مین بنا رکھی تھی مین نے چاہا کہ مین تقریر کرون حضرت ابوبکر نے روکا اور خود تقریر کی جو باتین مین نے سوچی تھین بہت
خوبی سے ادا کین انصار کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور اُنکے حقوق کو بھی تسلیم کیا انھون نے امارت کے باب
مین جو دعوی کیا وہ کل امارت چاہتے تھے پھر اِنھون نے کہا منا امیر و منکم امیر یعنی ایک امیر ہم مین رہے اور ایک
تم مین یعنی مہاجرین مین تب ابوبکر صدیق نے یہ حدیث پڑھی الائمۃ من قریش یعنے سردار اور بادشاہ قریش مین سے ہون انصار
خاموش ہوگئے تب ابوبکر صدیق نے کہا عمر بن خطاب خواہ ابوعبیدہ سے بیعت کرو حضرت عمر کہتے ہین کہ کل تقریر مین ایک یہی بات مجھے
ناپسند ہوئی کہ نسبت اِس کلام کے اگر میری گردن ماری جاتی تو قبول تھا اسلیے کہ مین امام ہون اُس جماعت پر جنمین ابوبکر ہون
مین نے ابوبکر سے کہا کہ تمھارے ہوتے کون امام ہوسکتا ہے ہاتھ دراز کرو انھون نے ہاتھ بڑھایا مین نے بیعت کی و حضرت ابوعبیدہ نے اور سب
حاضرین نے بیعت کی صواعق محرقہ مین ہے کہ بعد فہمائش ابوبکر سعد بن عبادہ نے بھی بیعت اُسی وقت کی اور یہ روایت غلط ہے کہ سعد بن عبادہ نے
تمام عمر بیعت نہین کی مدینہ چھوڑ کے یمن کو چلے گئے بعد ازان غسل مین تردد ہوا اول دروازے حجرہ سے آواز
آئی کہ حضرت طاہر اور مطہر ہین غسل مت دو پھر دوسری بار آواز آئی کہ غسل دو آواز اول کہنے والا شیطان تھا اور
مین خضر ہون پھر تردد ہوا کہ کپڑے سمیت غسل دین یا برہنہ کرکے اِس حالت مین سب کو نیند آگئی اور گوشہ خانہ سے
آواز آئی کہ اغسلوہ فی ثیابہ رواہ البیہقی عن عائشہ رض فی الدلائل چنانچہ آواز کے سنتے ہوے اصحاب اٹھے اور
مع قمیص حضرت علی مرتضی اور عباس بن عبد المطلب اور فضل اور قثم دونون بیٹون حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے بمواجہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غسل دیا اور اُسامہ بن زید اور شقران ہر دو مولی یعنی غلام آزاد رسول مقبول صلعم کبھی شریک ہوے
یعنی قمیص پر پانی ڈالتے تھے اور آس سے بدن کو ملتے تھے اِس اثنا مین انصار نے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ اِس شرف مین
سے ہمین بھی کچھ نصیب ہو حضرت ابوبکر نے ایک شخص کو انصار مین سے تعینات کر دیا کہ پانی دینے مین اور اسی طرح کے
کامون مین مدد کرے ایک روایت ہے کہ خولی کے بیٹے اُس انصار کے شریک تھے روایت ہے کہ اول آب خالص بیر عرس
کہ قبحتین ایک جگہ ہے مدینے مین ہے اور سعد بن خیثمہ کے ملک تھا غسل دیا بعد اُسکے آب برگ کنار سے پھر کافور کے پانی سے اور
حالت اغتسال مین حضرت علی مرتضی نے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھکر دبایا کوئی چیز جاے براز سے نکلے فرمایا صلے اللہ علیک لقد طبت حیا
و میتا بعد ازان تین کپڑون مین جو سفید تھے اور آنمین قمیص اور عمامہ نہ تھا کفنایا حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ
تین چادرے سحولی مین لپیٹا تھا اور آسمین قمیص اور عمامہ نہ تھا اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ منجملہ تین کپڑون کے ایک
قمیص تھا جسمین روح مبارک نے مفارقت فرمائی تھی اِسی روایت پر علماے حنفیہ کا عمل ہے یعنی اُنکے نزدیک ازار اور لفافہ
اور قمیص کفن مین ہونا چاہیے اور نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ جس قمیص مین غسل دیا تھا اُسکو نکال ڈالا تھا اور بعض کے
نزدیک سواے تین کپڑون کے عمامہ اور قمیص بھی تھا اصل یہ ہے کہ حضرت صلعم کے کفن مین روایتین مختلف ہین صحیح تو
حضرت اُم المومنین کا ہے مگر اُس قول کی تفسیر مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ تین کپڑے تھے سواے

قمیص اور عمامہ کے کہ مجموع پانچ ہوتے ہین اور بعض عالمون نے کہا یہ معنی صحیح ہین کہ قمیص اور عمامہ تھا نووی نے کہا جمہور اسی پر ہین اسی
سبب سے حنفیہ کہتے ہین کہ تین سے زیادہ مکروہ اور شافعیہ کے نزدیک جائز غیر مستحب بنا بر رجال اور عورتون کے لیے ہو لکن
اور مالکیہ کے نزدیک تین سے سات تک مکروہ نہین اور اس سے زائد مکروہ والتحقیق فی الفقہ الغرض بعد کفنانے کے
ایک تخت پر لٹایا اور نماز کی تجویز ہونے لگی حضرت علی مرتضی نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے امام ہین حیاً و میتاً
لہذا کوئی امام نہوگا چنانچہ صلوۃ جنازہ فرادے فرادی پڑھی گئی جیسا آپنے ادا کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ حکم اقدس
نماز کے واسطے یون ہین تھا اور منظور یہ تھا کہ اس شرف سے کوئی محروم نہ رہے اور یہ تو معلوم تھا کہ جسد اطہر انبیاے کرام مین
بعد موت مطلقاً تغیر نہین پاتا اس سبب سے تاخیر دفن کا کچھ اندیشہ نہ کیا حسب الحکم عالی سب لوگ نماز سے مشرف ہوئے اگرچہ دفن مین
تاخیر اتنی ہوئی کہ سہ شنبہ کو وقت سہ پہر یا شب چہارشنبہ کو آپ مدفون ہوئے روایت ہی کہ اول مردون نے نماز پڑھی پھر عورتون نے
پھر لڑکون نے بعد تحقیق اور تدقیق ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ امر توقیفی تھا اور کوئی سبب تحقیقی کسی قول سے پایا نہین جاتا بعد ادائی
مقام قبر مین گفتگو شروع ہوئی بعض نے کہا کہ بقیع مین دفن کرین اور بعض نے مسجد مین اور بعض نے کہا مکے کو لیچلین اور
اور بعض نے کہا بیت المقدس کو لیجائین کہ وہان قبور انبیاء علیہم السلام بہت ہین اور شمائل ترمذی کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہی کہ دفن کرنے اور نہ کرنے مین اختلاف ہوا تھا صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے کہا اے صاحب رسول اللہ
حضرت مدفون ہون یا نہین فرمایا دفن کرو پوچھا کہان صدیق اکبر نے فرمایا کہ جس مقام مین قبض روح ہوئی اسلیے کہ نہین
قبض کی ہی اللہ نے روح انکی مگر مکان پاکیزہ مین اصحاب نے جانا کہ سچ کہا حضرت صدیق نے اور بعض روایات
مین ہی کہ حضرت صدیق اکبر نے کہا مین نے سنا ہی حضرت سے کہ انبیا اسی جگہ مدفون ہوتے ہین جہان قبض روح کی گئی اور علی مرتضی نے بھی یون ہی فرمایا تھا
فرمایا کہ کوئی مقام شریف تر نہین اس سے جہان روح مبارک قبض کی گئی اور یہ منافی نہین ہی اسکے کہ روایت کی ہی ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ جب
وفات پائی حضرت نے تو اختلاف واقع ہوا دفن کرنے مین فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان
یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ یعنی کہا ابو بکر نے کہ سنا ہی آنحضرت سے کچھ وہ یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے نہین قبض کی اللہ نے روح کسی پیغمبر کی مگر اسجگہ کہ دوست
رکھتا ہی وہ پیغمبر یا چاہتا ہی اللہ کہ دفن کیا جاے وہ پیغمبر اسمین دفن کرو انکو جاے فراش مین انکے یعنی جس مقام مین حضرت صلعم نے وفات پائی ہی
الغرض دفن کرنا حجرہ عائشہ صدیقہ مین قرار پایا بعد اسکے یہ اختلاف ہوا کہ لحد کھودی جاے یا شق اور مدینہ طیبہ مین دو شخص گورکن تھے ایک ابو طلحہ کہ لحد
کھود جانتے تھے اور دوسرے ابو عبیدہ بن الجراح کہ لحد کھودنا نہین جانتے تھے شق کھودتے تھے یعنی سیدھی پھر اتفاق ہوا اس امر پر کہ ان دونو
مین سے جو کوئی پہلے آوے وہ اپنا کام کرے سو ابو طلحہ اول آئے بعد اسکے کسی نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی اللحد لنا والشق لغیرنا چنانچہ لحد ہی
کھودی گئی اور حضرت عباس و علی و قثم و فضل نے قبر مین اتارا اور شقران نے گلیم سرخ کہ غزوہ خیبر مین ہاتھ لگی تھی بچھائی اور حضرت صلعم کو دفن کیا
روایت ہی کہ یہ گلیم منجملہ خصوصیات جناب رسالت مآب تھی اور پایا حضرت کی لگی تھی اور وہ بھی بالاتفاق بچھونا کرنا قبر مین و تکیہ رکھنا سواے آنجناب کے مکروہ جانا ہی
مگر ابن جابد کہتے ہین کہ بعد دفن کے گلیم نکال لیگئی کذا قال ابن عبد البر اصحاب ... نے لکھا ہی وفرش شقران فی القبر الکریم قطیفۃ قد کان رسول اللہ صلعم

قد فنها منیۃ قال واللہ لا یلبسہا احد بعدک مگر روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جب حضرت صلعم کو دفن کرنے لگے تو شقران غلام آزاد آنحضرت نے چادر بچھا دی اور کہا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اور کوئی اس چادر کو بعد حضرت کے اوڑھے صحابہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ اُنھون نے نکلوا ڈالی اسی جگہ سے علما کہتے ہین کہ بچھانا چادر وغیرہ کا قبر مین مکروہ ہی

فائدہ علما نے لکھا ہی کہ متعدد نماز جنازے کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور گھر مین مدفون ہونا خواص نبی کریم سے ہی الحاصل بعد دفن کے کچی اینٹون سے کہ عدد مین نو تھین مُنھ قبر کا بند کیا گیا اور خاک ڈالی گئی اور قبر مذکور مسنم بنائی گئی یعنی بطور کوہان شتر اور بلندی بقدر ایک بالشت کر دی گئی بعد اُسکے حضرت بلال نے ایک مشک پانی سر سے پیرون تک ڈالا اور کنکریان برنگ سفید و سُرخ جمع کر دین اور بعضے کہتے ہین کہ قبر حضرت صلعم کی زمین کے برابر کر دیگئی تھی یعنی مسطح تھی مسنم نہ تھی مگر صحیح بخاری مین سفیان تمار سے روایت ہی کہ مین نے قبر رسول اللہ صلعم مسنم دیکھی ہی اور ابو نعیم نے اسقدر زیادہ کیا ہی کہ قبر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بھی مسنم تھی و لہذا علما زمانہ استحباب تسنیم کے قائل ہین اور امام اعظم و امام مالک و امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ اسی طرف کے مائل ہین اور بعضے شافعیہ استحباب تسطیح کے اور تفسیر نظم الجواہر مین مفتی محمد ولی اللہ فرخ آبادی قدس سرہ لکھتے ہین کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر پر آئین اور روئین پھر ایک مشت خاک قبر سے لیکر آنکھون سے لگائی اور یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے ؎ ماذا علی من شم تربۃ احمد ٭ ان لم یشم مدی الزمان غوالیا ٭ صبت علی مصائب لو انہا ٭ صبت علی الایام صرن لیالیا ٭ یعنی کہا چاہیے اُس شخص کو جو سونگھے مٹی مزار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہیے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو پڑین مجھپر وہ مصیبتین جو پڑتین دنون پر تو ہو جاتی راتین اور بخاری مین ہے کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب یعنی ای انس آیا گوارا ہوا تمھارے نفسون پر ای اصحاب کہ ڈالو تم پیغمبر پر مٹی پوشیدہ نرہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بروز دوشنبہ اور دفن کیے گئے بدھ کی شب مین اور بعضون نے کہا منگل کے دن بعد ڈھلنے آفتاب کے خط نصف النہار سے اور قول اول از روے روایت و درایت صحیح تر ہی اور وجہ توقف کی ظاہر یہ واقع ہوئی کہ اول وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اختلاف پڑا پھر غسل دینے مین تردد ہوا پھر استقرار خلافت مین نزاع رہی بعد ازان مقام دفن مین اضطراب رہا پھر ادائے صلوۃ مین گفتگو رہی استقرار خلافت باجماع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بنام حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سب مرتبط ہوے عمر حضرت صلعم کی بعضے ساٹھ برس کی اور بعضے باسٹھ برس چھ مہینے کی اور بعضے پینسٹھ برس کی کہتے ہین مگر ارباب تحقیق ترسٹھ برس کی لکھتے ہین اور اسی قول کو امام احمد بخاری نے ترجیح دی ہی اور عجائب اتفاقات سے ہی کہ حضرت صلعم نے اپنی عمر مین ترسٹھ اونٹ نحر کیے اور ترسٹھ رقبہ آزاد فرمائی مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا جب ارادہ اللہ کرتا ہی کسی امت پر اپنے بندون سے رحمت کرنے کا تو امت سے پہلے اس امت کے پیغمبر کی قبض روح کرتا ہی یعنی پیغمبر کی وفات امت سے پہلے ہوتی ہی پھر اس پیغمبر کو

اپنی امت کو ہراول بناتا ہی اور پیشوا بھیجتا ہی امت کے آگے اور جب خدا کسی امت کی ہلاکی اور بربادی چاہتا ہی تو امت پر
عذاب بھیجتا ہی اُس اُمت کے پیغمبر کے جیتے پھر مٹاتا ہی امت کو پیغمبر کے سامنے ہی تو پیغمبر کی آنکھ کو ٹھنڈک اور روشنی بخشتی
امت کو مٹا کر جب اُسکو ان کافرون نے جھوٹا کیا اور اُسکے حکم کو نہ مانا یعنی جس امت پر خدا کرم اور رحمت کیا چاہتا ہی تو اُسکے
پیغمبر کی پہلے وفات ہوتی ہو تا کہ امت اُسکے غم مین صبر کرے اور ثواب پائے اور اُسکے بعد اُسکی شریعت پر عمل کرے تو دونا ثواب
حاصل کرے اور پیغمبر اپنی امت کے نیک عمل دیکھکر خوش ہو اُس عالم مین اور گواہ رہے امت کے ایمان کا گویا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے میرے اس ارشاد سے اپنی امت کو دلاسا دیا کہ میرے فراق مین پریشان دل ہنون میری وفات کو غضب الٰہی
نہ جانین خدا کی رحمت سمجھین اسی واسطے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہین اور جس امت پر خدا غضب کیا چاہتا ہی تو
اُسکے پیغمبر سے پہلے امت کو ہلاک کرتا ہی تا پیغمبر کے دل کے پھپولے پھوٹین اسواسطے کہ اُس امت کمبخت نے اپنے پیغمبر کی
قدر نہ جانی اُسکو رنج دیا اور جھٹلایا جسطرح حضرت نوح اور حضرت لوط اور حضرت صالح اور حضرت ہود کی اُمتون کا حال ہی
کہ پیغمبر اُنکے زندہ رہے اور امت عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
میری زندگی تمھارے لیے بہتر ہی کہ مجھسے باتین کرتے ہو اور مین تمسے باتین کرتا ہون پھر جب وفات مین پاؤن تو موت میری
تمھارے واسطے بہتر ہی کہ تمھارے عمل مجھپر عرض کیے جائینگے اگر نیک ہونگے تو حمد الٰہی کرونگا اور بد ہونگے تو استغفار تمھا
کرونگا رواہ الحارث فی مسندہ اگرچہ حضرت صلعم نے بنظر شفقت واسطے تسلی قلوب اصحاب و امت کے یہ ارشاد فرمایا
لیکن جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت رنج والم سے کوئی بیہوش ہوگیا اور کوئی جا بماندہ چنانچہ حضرت انس فرماتے ہین
کہ جب ہوا وہ دن کہ داخل ہوے رسول خدا مدینے مین تو روشن ہوگئی ہر چیز مدینے کی یعنی در و دیوار وغیرہ اور جب کہ
ہوا وہ دن کہ وفات پائی اُسمین حضرت نے تاریک ہوئی مدینے مین ہر چیز اور نہین جھاڑے تھے ہمنے ہاتھ اپنے
خاک سے اس حال مین کہ دفن حضرت مین مشغول تھے یہان تک کہ نا آشنا جانا ہمنے دلون کو یعنی متغیر ہوگئے حال ہمارے
بسبب وفات رسول اللہ صلعم کے تنبیہ حیات مستمرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بدلائل قویہ ثابت ہی کوئی مسلمان
اس سے انکار نہ کرے ابی درداء سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود بھیجو بکثرت بروز جمعہ
کیونکہ یہ دن مشہود ہی حاضر ہوتے ہین اسمین فرشتے اور کوئی بندہ نہین کہ مجھپر درود بھیجے مگر یہ کہ وہ درود مجھکو پہونچتا ہی
جہان کہین ہون مین نے کہا اور بعد وفات آپکے فرمایا بعد وفات بھی تحقیق اللہ نے زمین پر حرام کیا ہی کہ جسد
پیغمبرون کا کھائے رواہ الطبرانی فی الکبیر و روے ابن ماجہ نحوہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہین کہ صلوٰۃ میری امت کی جو مجھپر بھیجتے ہین
پہونچاتے ہین رواہ الدارقطنی اسی طرح اور حدیثین بہت ہین کہ اُنسے حیات مستمرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اور بھی دیگر انبیا علیہم السلام خصوصاً اور عموماً بعد چشیدن موت یکبارہ ثابت ہوتی ہی اور بھی ثابت ہوتا ہی کہ بعون

قبور سے نکلتے ہین اور امکنۂ شریفہ پر گذر فرماتے ہین چنانچہ شب معراج مین اکثر انبیا اُولوالعزم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی اور آسمان پر ملاقی ہوے اور جو موت قرآن شریف مین مذکور ہی کہ انک میت وانہم میتون اور جس موت پر اجماع منعقد ہوئی سو وہ موت مراد ہی کہ جملہ انبیا اور شہدا اور مسلم اور کافر کو ہوتی ہی پھر انبیا اور شہدا بعد اس موت کے بہ حیات مستمرہ زندہ کیے جاتے ہین اور ان حضرات کے سواے اور مردہ زندہ کیے جاتے ہین مگر بعد سوال منکر اور نکیر کے پھر مرجاتے ہین اور کریمہ امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین انھین دو موت اور دو حیات کا اشارہ ہی اور پوشیدہ نہ رہے کہ حیات انبیا بھی بقدر شان اور مرتبہ ہی اور حیات شہدا سے افضل ہی اور حیات شہدا حیات دیگر صلحا اور عصاۃ سے افضل ہی یعنی انکو بھی بنابر ادراک لذات و آلام برزخ تا روز قیامت حیات سے ناگزیر ہی گویا حیات دیگران بجز حیات انبیا حیز اعتبار سے ساقط ہی کیونکہ احکام دنیویہ اُسپر مترتب نہین ہوتے بخلاف حیات انبیا علیہم السلام کہ احکام دنیویہ کا ترتب اوسپر ہوتا ہی چنانکہ بعض علما فرماتے ہین کہ بنظر ثبوت حیات مستمرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص حضرت کا وارث قرار نہ پایا اس قول کو امام الحرمین نے ترجیح دی ہی اور یہ احکام شہدا مین جاری نہین ہین چہ جاے دیگران آورسُبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق کہا ہی کہ موت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مستمرہ نہین ہی بلکہ حق جل شانہ نے سبب ماتت جاری کرکے پھر زندہ کیا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط بموت مستمرہ ہی بس واضح ہوا کہ حیات انبیا علیہم السلام اکمل و اعلی ہی حیات شہدا سے کذا فی المواہب اللدنیہ و جذب القلوب آور تحقیق اس مقام کی اسطرح پر کہ نقاب چہرۂ شاہد مقصود سے اٹھاوے یہ ہی کہ اس مقام پر چار باتین ہین ایک اثبات بقا روح بعد مفارقت جسد دوسری اثبات بقا جسد بعد مفارقت روح تیسری اثبات مقارنت ہر دو بعد مفارقت کہ حیات اسی سے عبارت ہی چوتھی اختلاف میان انبیا و شہدا وغیرہم سو اول مین تمام ملل و نحل و صوفیہ و متکلمین و حکماے اشراقیین و مشائین متفق ہین اصلا اختلاف نہین نہ کسی روح کی خصوصیت ہی اور دوسری انبیا کے واسطے مخصوص ہی کہ اجساد انکے قبرون مین باقی ہین آور احادیث کثیرہ سے کہ بعض انکے صحیح ہین اور بعض کمتر از صحیح ثابت ہوتا ہی اور منصب اور مرتبت بعضے اتباع انبیا علیہم سلام کو مثل شہدا اور بعضے اولیا اور صلحا کو بھی متحقق ہی کہ یہ مقام اُسکے تفصیل کا نہین ہی اور تیسری بات بھی بنابر ادراک لذت و الم برزخ تا روز قیامت کمتر اُس حیات سے کہ بعد حشر حاصل ہو ضروریات سے ہی آور جو کوئی اسمین اختلاف رکھتا ہی اُس سے فقیر کو کچھ کام نہین ہی استدلال اس مطلب پر اور رد منکر پر وظیفہ علم کلام ہی اور چوتھی اثبات اختلاف میان انبیا و شہدا و غیرہم سو اسکا حال یہ ہی کہ خالق ذوالجلال نے قوت اور تصرف مین ارواح کو مختلف پیدا کیا ہی جسطرح اجساد کو مختلف بنایا ہی سو وہ روحین کہ اصل خلقت مین مستعد تصرفات جلیلہ ہین سو وہ بعد مفارقت بدن اور حیات جسمانی بھی

اسی طرح کے تصرفات ظاہر کرتے ہین اور بعضے اُنمین کے بسبب یافت عامہ استعداد کو منصۂ ظہور مین
لاتے ہین سو بعد مفارقت ابدان بھی اُنسے وہ تصرفات جلیلہ ظاہر ہوتے ہین اسی لحاظ سے اورون کو
بسبب عدم تصرفات باقیہ تصرفات کے زمرۂ اموات مین شمار کرنا چاہیے اور انکو منجملہ احیا بالجملہ ان
دونون فریق مین فرق بیّن ہی مگر اس تقریر سے نہ سمجھا جائے کہ ارواح دیگران بعد فنا سے ابدان معدوم
و اجساد سے بالکل بے علاقہ ہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو لذت و الم برزخی کون دریافت کرے بلکہ یہ بات ہی
کہ بعد مفارقت اجساد تصرفات احیا اُنسے ظاہر نہین ہوتے گویا یہ اموات ہین اور انبیا و شہدا و اولیا
کہ اُنسے تصرفات زندگان ظہور پذیر ہین اگرچہ یہ سب زندہ ہین لیکن اس بات مین انبیا علیہم السلام
اورون پر تفضل ہی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہین پس حیات حضرت بھی
کامل و فاضل تر ہی فوائد صلوٰۃ حد حصر سے خارج ہین مگر بمقتضائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ چند فوائد سے
اس کتاب کو زینت دینا مناسب ہی لہذا التماس ہی اول جو کوئی ایک مرتبہ حضرتؐ پر درود بھیجے اللہ تعالے
اسکی جزا مین دس بار زیادہ اس سے درود بھیجتا ہی مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن حبان و ترمذی نے
روایت کی ہی من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا حضرت شیخ المحدثین شرح مین فرماتے کہ اس مقام مین
بعضے کہتے ہین کہ یہ کسطرح ہوتا ہی کہ مصلے ایک بار درود پڑھے اور اُسپر دس بار درود پڑھا جائے جواب یہ ہی
کہ ایکبار صفت فعل مصلی کی ہی اور بحکم من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا جزا اسکی دس درگاہ رحمت حق سے
اس مقام سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ حضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب حق سے ایکبار درود پہونچتا ہی جو بالفرض
ایکبار بھی ہو شاید کہ وہ ایک شرافت و نفاست مین برابر لاکھ بار کے ہو اہل علم فرماتے ہین کہ صلوٰۃ
حضرت خالق ایکبار بھی بندۂ ناکارہ پر دنیا و مافیہا سے بہتر ہی بلکہ مہمات دو جہانی سے اولے تر جیسا کے
آنکہ دس بار ہو دوسرا محو سیئات تیسرا رفیع درجات چوتھا ثواب درود کا برابر آزادگی چند غلامون کے ہی
پانچوان جواب درود کا فرشتون سے ملتا ہی چھٹوان درود پڑھنے والے پر فرشتے و خدا دس مرتبہ درود بھیجتے ہین
ساتوان درود سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی کہ وہ قیامت تک مصلے پر درود بھیجتا ہی ایک بازو اسکا مشرق مین
دوسرا مغرب مین اور پیر اسکے زیر زمین اور گردن زیر عرش آٹھوان استغفار ملائکہ نوان ادراک سعادت
شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسوان خوشنودی حضرت عزت جل جلالہ گیارھوان امان سخط خدا سے
حضرت علی مرتضی سے روایت ہی کہ جب مین ذکر خدا بھول جاتا تھا تو درود سے تقرب چاہتا تھا کیونکہ حضرت
فرماتے تھے جو مجھپر دس مرتبہ درود بھیجے ناخوشی حق سے مامون ہے کذا فی القول البدیع بارھوان مصلے زیر عرش
ہوگا بروز حشر تیرھوان پلہ میزان مصلی بروز حساب گران ہوگا چودھوان تشنگی روز قیامت سے محفوظ رہیگا

فوائد درود

پندرھوان

پندرھوان پل صراط سے بآسانی عبور کریگا سولھوان بہشت مین کثرت ازواج سے سرفراز ہوگا سترھوان
سیئات سے پاکی اور حسنات مین افزونی ہوتی ہی اٹھارھوان جس دعا مین درود ہوتا ہی وہ آفت عدم قبول سے
مصئون ہوتی ہی انیسوان قرب واتصال حضرت بروز قیامت اور یہ فائدہ میرے نزدیک جملہ فوائد سے افضل
واعلی ہی کہ عین مطلوب طالبان ومقصود عاشقان ہی بیسوان فوائد درود کے خوانندہ اور اولاد اولاد کو ہمیشہ شامل ہین
اکیسوان مصافحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز قیامت اسی طرح اور فوائد ہین جسطرح برآمد حاجات ودفع فقر
وحصول غنا وامان از غرق وحرق وطاعون ووبا ومغفرت از گناہان وسہولت حفظ قرآن کہ تفصیل اسکی جذب القلوب
اور قول بدیع وشرح ورد التقرب وغیرہ مین مذکور ہی اور افضل الفوائد یہ ہی کہ خوانندہ درود کو اگر نیت خالص
وبہ محبت تام ہو رویت حضرت رسول مقبول صلعم حاصل ہوتی ہی فائدہ رویت آنجناب بعد وصال خواب مین متفق علیہ ہی
اور بیداری مین مختلف فیہ قسطلانی سخاوی سے انکار نقل کی ہی ولا یعبأ بہ کیونکہ روایات اس دیدکی نہین ہی
مگر حکایات کمل اولیا اور وہ کالشمس فی نصف النہار ثابت ہین اور بخاری ومسلم مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے
من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان بی یعنی جو شخص کہ مجھکو اسنے دیکھا عالم رویا مین
وہ دیکھیگا مجھکو جاگتے عالم دنیا مین اور شیطان مجھسے متمثل نہین ہوتا علما کو معنی حدیث مین اختلاف ہی
بعضے کہتے ہین کہ بروز قیامت دیکھیگا اور نقصان اسکا ظاہر ہی کیونکہ رویت آنجناب قیامت مین سب
مومنون کو نصیب ہوگی اور بعض کے نزدیک یہ حدیث مخصوص بزمان آن سرور ہی یعنی جو کہ غائبانہ ایمان لایا
اور اسنے خواب مین دیکھا وہ دولت صحبت سے بھی مشرف ہوگا اسمین بھی نظر ہی کیونکہ لفظ حدیث مقتضی
عموم ازمنہ ہی تخصیص زمان حیات آنحضرت نادرست ہی اور کوئی وجہ نہین پائی جاتی مگر استبعاد رویت آنجناب
بعد وفات بچشم سر وما ذلک علی اللہ بعزیز اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم مخصوص اسی کے واسطے ہی جو اہلیت
رویت آنجناب کی رکھتا ہو وہم الاولیاء یہ تخصیص بھی خلاف مقتضاے لفظ حدیث کے ہی اور اولی یہ ہی کہ اس
حدیث کو عموم پر رکھین اور کہین کہ جسنے آنحضرت کو خواب مین دیکھا وہ بیداری مین بھی دیکھیگا عوام الناس
قبل الموت وقت احتضار دیکھینگے اور روح بدن سے خارج نہوگی تا وقتیکہ جمال جہان آرا سے مشرف نہوگا
موافق وفاء عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خواص الناس طول حیات مین دیکھینگے بیشتر یا کمتر
علی ماشاء اللہ وعلی حسب اتباعہم بالسنة اور بعضے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ مقتضاے حدیث یہ ہی کہ
بیداری مین دیکھیگا نہ بچشم سر اور اولیاء البتہ بیداری مین بچشم دل دیکھتے ہین نہ بچشم سر وہ احیانًا چشم دل
اسقدر غالب ہوتی ہی کہ چشم سر مستور ہوجاتی ہی کہ انہین گمان ہوتا ہی کہ یہ چشم سر دیکھا ہی علامہ سیوطی فرماتے ہین
کہ بعض صحابہ نے مانند ابن عباس حضرت کو خواب مین دیکھا اور اس حدیث کو یاد کیا اور حضرت میمونہ رضی اللہ

عنہا سے قصہ کہا وہ آئینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھالائین اُنکو دکھلایا کہ ابن عباس نے روے مبارک
دیکھ لیا اور جسطرح دیکھنا آنحضرت کا بیداری مین ممکن ہو اسی طرح دیکھنا فرشتون کا بھی جائز ہو چنانچہ
چنانچہ مسلم نے عمران ابن حصین سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ملائکہ مجھپر آکر سلام کرتے تھے جب مین نے
داغ کھایا تو فرشتون نے ملاقات ترک کردی پھر مین نے داغ کھانا موقوف کیا ملائکہ نے آنا شروع کیا
نودی نے اپنی شرح مین لکھا ہو کہ بواسیر کے دفع کے واسطے داغ کھایا تھا اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہو
کہ جو کہ داغ کھانا توکل و تسلیم کے منافی تھا فرشتون نے بھی ترک تسلیم اختیار کیا اب دریافت کرنا چاہیے
کہ ذات پاک آنحضرت جو مرکب جسد و روح سے ہو مشاہدہ ہوتی ہو یا مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر
ارباب حال مثل امام غزالی وغیرہ فرماتے ہین کہ مثال آنحضرت دیکھتے ہین اسی طرح جو کوئی خدا کو خواب مین
دیکھتا ہو اور ابوبکر ابن عربی فرماتے ہین کہ رویت آنحضرت صلعم بر صفت معلوم آنجناب ادراک حقیقت ہو
اور غیر صفت معلومہ پر ادراک مثال اور سیوطی نے اسی قول کو اختیار کیا ہو اور فرمایا ہو کہ ذات شریف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھنا با جسد و روح ممتنع نہین ہو کیونکہ انبیا علیہ السلام زندہ ہین ارواح طیبہ اُنکے
بعد فناے ابدان پھر رد کیے جاتے ہین اُنکے اجساد مین اور ابو منصور بغدادی فرماتے ہین کہ محققین اہل کلام
قائل ہین کہ پیغمبر علیہ السلام زندہ ہین اعمال حسنہ اپنی امت کے سُنکر خوش ہوتے ہین اور اعمال بد سے
ناخوش اور صلوٰۃ امت اُنکو پہونچتی ہو اور مرنا انبیا علیہم السلام کا نہین ہو مگر غیبت چشم مردم سے پس وہ
مانند ملائکہ موجود ہین زندہ دیکھے نہین جاتے ہین مگر بکرامت الٰہی کہ جسکو سرفراز فرمادین ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء اور اس قول پر شاہد ہو جو کہ ابو یعلی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الانبیاء لا یترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ
حتی ینفخ فی الصور اسطرح ابن حبان تاریخ مین و طبرانی کبیر مین اور ابو نعیم حلیہ مین اور ابو الحسن زاغوانی
بعض کتب مین روایت کرتے ہین ان اللہ لا یترک نبیہا فی قبرہ اکثر من نصف یوم اور کہا ہو کہ مجموع احادیث
و اقوال سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین جب چاہتے ہین حضرت کہین جانے کو تشریف
لیجاتے ہین اور سیر فرماتے ہین اور جو کچھ چاہتے ہین تصرف فرماتے ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے حکایات
اولیاء کرام رویت آنحضرت علیہ السلام مین اکثر بیان کیے ہین اور قصص معاینہ دیگر انبیا علیہم السلام و ملائکہ
بیداری مین بہت ذکر کیے ہین از انجملہ فرماتے ہین کہ عبد اللہ یافعی نے لکھا ہو کہ ایک مرتبہ مصر مین قحط پڑا
ابو عبد اللہ قرشی نے چاہا کہ دعا کرین اُنکو امتناع ہوا تب وہ جانب شام تشریف لے گئے اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ملاقات کر کے دعا کی درخواست کی کہ قحط دفع ہو گیا اور بھی یافعی نے روایت کی ہو کہ شیخ عبد القادر جیلانی

رویت فرشتگان در بیداری

رویت آنحضرت در بیداری

فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل ظہر دیکھا کہ فرماتے ہین ای فرزند آدمیون سے کلام کر مین نے
عرض کیا کہ مین عجمی ہون فصحاے بغداد سے کسطرح بات کرون فرمایا منھ اپنا کھول سو مین نے منھ کھولا
تو حضرت نے سات مرتبہ آب دہن اپنا میرے منھ مین ڈال کر فرمایا تکلم علی الناس فادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ سو بعد ظہر کے مین نکل کر بیٹھا اور خلق کثیر جمع آئی اور مین نے وعظ کہا جب بند ہوا
تو علی مرتضی کو دیکھا فرماتے ہین کہ ای فرزند کلام کر اور آب دہن مبارک اپنا چھ مرتبہ میرے منھ مین ڈالا
اور خلیفہ ابن موسی سے روایت ہی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر خواب وبیداری مین دیکھتا تھا
اور اکثر افعال واعمال آنجناب سے خواب بیداری مین سیکھے ہین چنانچہ ایک رات مین سترہ بار دیکھا ہی اور
شیخ ابو العباس موسی سے روایت ہی کہ اگر ایک لحظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے غائب ہوتے تو مین
آپ کو مسلمانون مین شمار نہ کرتا تھا اسی طرح حکایات اکثر لکھے ہین چنانچہ مازری توثیق عری الایمان مین
اور عبد اللہ ابن ابی حمزہ بہجۃ النفوس مین اور شیخ صفی الدین ابو منصور رسالہ مین بیان کرتے ہین اور
ابو عبد اللہ فرماتے ہین کہ منکر اسکا اگر منکر کرامات اولیا ہی تو اُس سے کلام نہین اور جو معتقد کرامات ہی
تو یہ بھی از جملہ کرامات ہی مین کہتا ہون کہ اس قول سے جواب عدم رویت صحابہ اور تابعین بھی نکلتا ہی
کیونکہ صحابہ اور تابعین سے بسبب قرب زمانۂ نبوت کے ظہور خوارق عادات بہت کم تھا یہ دولت متاخرین
اولیا کے نصیب مین لکھدی تھی اور کون اسکی انکار کر سکتا ہی جب کثرت حکایات متواترہ سے دروازہ انکار
بند کر دیا ہی لیکن غایۃ الامر یہ ہی کہ حصول اس نعمت کا کمال بیداری مین نہ تھا بلکہ مقدمہ نوم مین تھا حالانکہ
کوئی مانع بیداری کا نہین ہی کیونکہ رویت ملائکہ بیداری مین بالاتفاق جائز اور واقع ہی پھر انبیا کی رویت مین
کون مانع ہی اور امام حجۃ الاسلام احمد غزالی فرماتے ہین کہ ارباب قلوب بیداری مین ملائکہ اور ارواح انبیا
علیہم السلام کو دیکھتے ہین اور اُنکی آواز سُنتے ہین اور اخذ فوائد کرتے ہین اور نقل ہی کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے
ستر مرتبہ سے زیادہ یہ دولت حاصل کی ہی اور اُنکی ایک کتاب تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک بھی ہی کہ
اسمین اثبات رویت فرماتے ہین اور بدلائل وبراہین ثابت کرتے ہین جب یہ واضح ہوا تو اب مخفی نہ رہے
کہ جسنے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسنے حق دیکھا چنانکہ بخاری اور مسلم ابو قتادہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہین
من رآنی فقد رای الحق اور حضرات صوفیہ اس حدیث سے مطلب توحید وجودی کا بھی نکالتے ہین کہ یہ کتاب جس
مقام کی گنجایش نہین رکھتی اور ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہی من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان
لا یتمثل فی صورتی رواہ الشیخان حاصل یہ کہ اگرچہ اللہ جل شانہ نے شیطان کو قدرت صورت پکڑنے کی
دی ہی کہ جس صورت مین چاہے متمثل ہو جائے لیکن قوت تمثل بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین عطا کی

اور فقیر کے نزدیک یہ بات ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اسم ہادی تھے اور شیطان مظہر اسم مضل
پھر کسطرح شیطان بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہوسکتا ہی ابن سیرین سے روایت ہی کہ جب کوئی شخص
اُنکے روبرو کہتا کہ مین نے نبی عربی صلے اللہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو وہ کہتے کہ آپکی صفت بیان اگر برخلاف
حلیہ مبارک کے پڑتی تو کہتے تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا ہی اور حاکم نے عاصم ابن کلیب سے
روایت کی ہی کہ اُسکے باپ نے ابن عباس سے کہا کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہی
ابن عباس نے کہا تو وصف پیغمبر صلعم بیان کر اُسنے حسن بن علی علیہ السلام کی شبیہ بیان کیا ابن عباس نے
کہا درست ہی بیشک تو نے دیکھا ہی آب حلیہ مبارک کا مجملاً بیان سنو اور مفصلاً تتمۂ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین
دیکھ لیجو کہ حضرت ہمارے میانہ قد سفید رنگ آمیختہ بسرخی تھے اور درمیان دونون شانون کے تھوڑا بُعد تھا
اور بال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا نرمۂ گوش اور حد پیری کو نہ پہونچے تھے سر اور ریش مین بیس بال سفید
نہایت روشن تھے اور چہرۂ شریف مانند شب چہار دہم چمکتا تھا اور نیک تن اور معتدل البدن تھے جب خاموش
ہوتے تو وجاہت اور بزرگی ظاہر ہوتی اور جو کلام فرماتے تو لطف اور تازگی اور جو کوئی دور سے دیکھتا جمال
و رنازکی مشاہدہ کرتا اور جو کوئی نزدیک سے دیکھتا ملاحت اور شیرینی پاتا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شیرین گفتار کشادہ دہان روشن وکشادہ دندان اور میان دوشانہ خاتم نبوت وصف کنندہ کہتا کہ مین نے
نہ دیکھا کوئی ایسا پیش از حضرت اور نہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قاضی ابو بکر ابن العربی کہتے ہین کہ رویت
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت پر ادراک حقیقت حضرت ہی ورنہ ادراک مثال ہی اسی طرح قاضی عیاس فرماتے ہین
کہ جس کسی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس صورت اور صفت مین دیکھا اُسنے حقیقۃً دیکھا ورنہ بتاویل
اور نووی کہتے ہین کہ دونون رویائے حقیقت ہین اور لائق منصب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی ہی اور معنی اس
کلام کے یہ ہین کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ دیدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خواب
بہ نسبت دیدن جسد مبارک کہ مدفون ہست در مدینہ برصورت معروفہ باشد یا غیر آن بلکہ دیدن مثالی ست از عالم مثال
حقیقی آنحضرت راست صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ جسد شریف آلہ آن بود در دار دنیا ہمچنان آن مثال آلہ اوست
در عالم مثال خواہ برشبہ صورت این جہان باشد یا نہ بہر دو تقدیر دیدن حقیقتاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در جسم مثالے چنانکہ دیدن صحابہ رضی اللہ عنہم دیدن ہمین حقیقت بودہ در جسم شہادی غایۃ الامر یہ کہ اگر
برصورت معروفہ ہو تو اکمل ہی اور یہی مراد ہی قاضی ابو بکر کی کہ صورت غیر معروفہ کو رویائے تاویل کہتے ہین
اب کچھ خلاف کلام قاضی اور نووی مین نہ رہا اس محاکمے کا اشارہ حافظ ابن حجر نے بھی کیا ہی اور
حاصل اس گفتگو کا یہ ہوا کہ دیکھنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب مین ہو یا بیداری ایک ہی حقیقت کی

دیکھا ہی الا بتغا یر مظہر و آلہ جسطرح رویت جبرئیل علیہ السلام کی ہی بصورت اصلیہ اور گاہی بصورت دحیہ اور کچھ
نام صحابی ۱۲
شک نہین ہی کہ دونون صورت مین ذات جبرئیل علیہ السلام دیکھی جاتی تھی اور اسی جگہ سے اشکال رویت
ہزاران ہزار اہل مشرق و مغرب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت واحد مین مرتفع ہوگیا کیونکہ جائز و ممکن ہی
کہ ایک آن مین صورت مثالیہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہزار آئینہ مین دکھلائی دی اور علامۃ الوقت مولانا صغر علی
قنوجی لطائف علیہ مین بیان کرتے ہین کہ تروح اجساد و تجسد بہ ارواح و تشخص اخلاق و اعمال و ظہور جبرئیل
بصورت دحیہ و تمثل او بصورت بشر ہمہ در عالم مثال است و آنرا عالم خیال نیز گویند و این عالم را شبہے است
بجوہر جسمانی در بودن محسوس مقدار سے و یا جوہر عقلی در لطافت و نورانیت و ہر موجود را صورتے است
در عالم مثال و این حکم شامل ست افلاک و کواکب و حیوانات و جن و انس و ملائکہ و شیاطین و نفوس کاملہ
انسانیہ متشکل میشوند درین عالم باشکالے مغایر اشکال محسوسہ کہ ایشان راست و در دار دنیا و اظہار میکنند
بر ہر کسے کہ مے خواہند و این قدرت بکمال انسلاخ انسان است از آغشتگی لوازم ابدان و زیادہ می شود
این قوت بعد انتقال انسان بدار آخرت بجہت ارتفاع مانع بدنی و بہمین سبب منکشف میگردد صور انبیا و
اولیا بعضے سالکین صالحین را چنانکہ مروی ست از بسیارے کہ دریافتند صحبت نبی را صلے اللہ علیہ وسلم
و معلوم است کہ صورت جسدیہ وے کہ محسوس مے بود مدفون ست در مدینہ و صورت دحیہ منیست از مثالش
کہ محسوس گردد و مدرکش عقل است و بس انتہی بلفظہ اور غرض اس بیان سے یہ ہی کہ بزرگترین ثمرات اور
گرامی ترین فوائد صلوۃ کا یہ ہی کہ صورت کریمہ حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم مشاعر مصلی مین
منطبع ہو جائے بانطباع ثابت و متصل اور یہ نہین حاصل ہوتا مگر جب مداومت صلوۃ بخلوص نیت و محافظت شروط
و آداب اور ملاحظہ معانی ہو کہ اس سے محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باطن مصلی مین تمام جم جائے
اور اتصال تام مابین مصلے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہم پہونچے تو بحکم المرء مع من احب ہمیشہ
عین الوصال مین رہی اور بمقتضائے المرء لمن یحب مطیع اشجرۂ طیبہ محبت ثمرہ اطاعت بخشے اور بمفہوم
ومن یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین
وحسن اولئک رفیقا معیت ابدی و مرافقت سرمدی اس گروہ والا شکوہ سے کہ سرگروہ انکے حضرت خاتم النبیین ہین
حاصل ہو و الحق برکت کثرت درود سے کہ خلوص نیت سے ہو باطن مصلے کا آئینہ جمال حضرت احمد صلے اللہ
علیہ وسلم بے شبہہ ہو جاتا ہی کہ تمامی حرکات اور سکنات مین صورت کریمہ دیدۂ بصیرت سے غیبت قبول
نہین کرتی اور یہی ہو اقصے درجۂ رویت کا اور اگر ساتھ اسی دولت غیر مترقبہ کی گاہ گاہ بیداری
یا خواب مین بھی دیکھنا میسر ہو جاے فہو الانور علی نور تنبیہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہم صل علی

محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم سے معلوم ہوتا ہی کہ صلوٰۃ ابراہیم افضل ہی
صلوٰۃ محمد اور آل محمد سے کیونکہ تشبیہ مقتضی ہی کہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ مین اقوی ہو مشبہ سے یا مساوی کمتر
ہونا اصلا جائز نہین پس کما صلیت علی ابراہیم سے مفہوم ہوتا ہی کہ صلوٰۃ ابراہیم بہ کمیت یا کیفیت مین
فضیلت رکھتی ہی صلوٰۃ آنحضرتؐ پر یا برابر ہی اور اس سے لازم آتا ہی کہ ابراہیم افضل ہون آنحضرتؐ سے
یا مساوی اور یہ خلاف اجماع امت ہی پس مین کہتا ہون کہ حل اس اشکال مین اقوال متعددہ دیکھے گئے مین
بعض انھین سے بیان کرتا ہون اول یہ کہ ہنوز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی افضلیت کا علم حاصل
نہ ہوا تھا کہ یہ کلام ارشاد کیا ہی کیونکہ مسلم نے حضرت انس رض سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے
کہا یا خیر البریۃ آنحضرت نے فرمایا وہ ابراہیم ہین یہ جواب ابن عربی مالکی کا ہی مگر اس جواب مین کسی معترض نے
اعتراض کی ہی کہ بعد علم افضلیت صیغہ صلوٰۃ تبدیل کرنا لازم تھا لیکن یہ اعتراض بے اصل ہی کیونکہ آنحضرتؐ
صلے اللہ علیہ وسلم باوصف اسکے کہ مغفوریت اپنی آیۃ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے
جانتے تھے پھر بھی ایک مجلس مین سو مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے اور یہ نہ تھا مگر شکر نعمت ادراک
مغفوریت کا اسی طرح طلب صلوٰۃ ابراہیم بعد علم افضلیت شکر انھا دوسرا یہ کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
از روے تواضع فرمایا ہی تاکہ امت کے لوگ بھی یہ صفت حاصل کرین تیسرا یہ کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ با اصل صلوٰۃ کی
ہے نہ قدر صلوٰۃ مین جیسے طرح انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح وکتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم
واحسن کما احسن اللہ الیک اس جواب کو نووی نے حضرت امام شافعی سے منسوب کیا ہی اور قرطبی نے
اسکی ترجیح بیان کی ہی حاصل اس جواب کا یہ ہی کہ یہ سخن از باب تشبیہ نہین ہی اگرچہ صورۃً تشبیہ ہی بلکہ
من قبیل الحاق غیر معروف ہی بسبب تاخر معروف بسبب تقدم اور لازم نہین ہی کہ جس جگہ صورت تشبیہ ہو
تو معنی تشبیہ بھی ہون بلکہ تشبیہ مین یہ بھی لازم نہین ہی کہ ہمیشہ مشبہ بہ افضل یا مساوی ہو کیونکہ کبھون کمتر بھی
مشبہ سے ہوتا ہی چنانچہ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح مین اور فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم مین واقع ہی چوتھا یہ کہ
اللہم صل علی محمد داخل تشبیہ نہین ہی پس تشبیہ متعلق آل محمد سے ہی اور ابن دقیق العید نے اسپر اعتراض
کی ہی کہ آل محمد انبیا نہین ہین اور آل ابراہیم انبیا ہین مساوات دونون مین ممکن نہین ہی پس طلب مثل
ما حصل للانبیاء لغیر الانبیاء لا یجوز اور حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ جمیع صفات انبیا کمیۃً وکیفیۃً مطلوب نہین ہین
کہ مساوات لازم آئے بلکہ ثواب مثل ثواب انبیا مقصود ہی پانچوان ابن قیم کہتے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ تفسیر آیت ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراہیم علے العالمین مین فرماتے ہین کہ آنحضرتؐ
صلے اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم ہین پس معنی صلوٰۃ کے یہ ہوے کہ صلوٰۃ بھیج آنحضرت پر خصوصاً مثل اسکے

کہ ضمن صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم مین عموماً پھیجا تھا پس ترجیح صلوٰۃ آنحضرت ظاہر ہوتی ہے پس
افضلیت مجموع ثانی باعتبار اسکے ہے کہ وہ مشتمل صلوٰۃ آنحضرت پر ہے چھٹوان قول حلیمی ہے کہ سبب
تشبیہ یہ ہے کہ فرشتون نے آکر حضرت ابراہیم کے گھر مین کہا تھا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ
حمید مجید اور بتحقیق معلوم ہے کہ آنحضرت اور آل آنحضرت اہل بیت ابراہیم مین پس معنی یہ ہوے کہ قبول کر
دعا حق آنحضرت اور آل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ ملائکہ نے ضمناً انکے واسطے دعا کی ہے جسطرح
قبول کی دعاء ملائکہ حق ابراہیم اور آل ابراہیم مین کہ اُسوقت موجود تھے اور ملائکہ نے صریحاً اُنکے واسطے
دعا کی تھی ولہذا ختم دعا انک حمید مجید پر ہوئی ہے جسطرح فرشتون نے ختم کی تھی پس تشبیہ استجابت
دعا مین ہے نہ کمیت اور کیفیت مین تاکہ مساوات یا افضلیت لازم آئے ساتوان قول مجد الدین فیروزآبادی
کا ہے کہ بعض اہل کشف سے نقل کرتے ہین کہ غرض تشبیہ سے حصول کمالات انبیا ہے اتباع آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو جسطرح حاصل تھی آل ابراہیم علیہ السلام کو آٹھوان قول مولانا جلال الدین دوانی ہے
کہ سید صفی الدین سے نقل فرماتے ہین کہ وجہ تشبیہ اس جگہ یہ ہے کہ کل من الصلواتین افضل من الصلوٰۃ
علی السابقین پس صلوٰۃ سید المرسلین افضل ہے صلوٰۃ سابقین سے اور سابقین مین ابراہیم علیہ السلام
بھی ہین اور صلوٰۃ بر ابراہیم افضل ہے صلوٰۃ سابقین پر اس جگہ سے لازم آیا کہ صلوٰۃ آنحضرت پر افضل ہے
صلوٰۃ ابراہیم سے وہو المطلوب محقق دوانی فرماتے ہین کہ یہ توجیہ ازبس انیق دررشیق ہے سید علیہ الرحمۃ نے
مجھسے بالمشافہہ کہا تھا اگر کوئی کہے اس توجیہ سے لازم آتا ہے کہ صلوٰۃ آل آنحضرت پر افضل ہوگی صلوٰۃ
آل ابراہیم سے حالانکہ آل ابراہیم انبیا ہین پس لازم آئی تفضیل آنحضرت آل ابراہیم پر کہ انبیا تھے
مین کہتا ہون کہ یہ ملازمت قابل تسلیم نہین ہے کیونکہ حاصل اس توجیہ کا تفضیل مجموع صلواتین پر
مجموع صلواتین ہے اور تفضیل مجموع علے المجموع سے تفضیل صلوٰۃ آل آنحضرت صلوٰۃ آل ابراہیم پر
لازم نہین آتی علاوہ یہ کہ تفضیل شئی بر شئی کبھون بعض وجوہ سے ہوتی ہے اور بعض سے نہین ہوتی
لان التفضیل ہو الزیادۃ بوجہ ما پس تفضیل آل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم پر باعتبار بعض وجوہ
ممکن ہے کہ جائز ہو اور حدیث شریف مین وارد ہے ان للہ عبادا لیسوا بانبیاء یغبطہم الانبیاء اور اگر کوئی
کہے جب وجہ تشبیہ افضلیت صلواتین صلوٰۃ سابقین سے مقرر ہوئی تو وجہ تشبیہ مشبہ مین قوی ہوئی
نہ مشبہ بہ مین اور اصل محذور نے عود کیا بلکہ قوی ہوگیا تو جواب یہ ہے کہ وجہ تشبیہ مشبہ بہ مین قوی ہے
باعتبار شہرت و ظہور کے اور ہر گاہ کہ صلوٰۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آل آنحضرت صلے اللہ
پر مشہور تر اور ظاہر تر افضلیت مین صلوٰۃ سابقین سے مثل صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم نہ تھے بلے

دوسرے کو مشبہ نہ گردانا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر گاہ وقت وجہ شبہ مشبہ بہ میں اصلی باعتبار ظہور اور شہرت تھی تو اول سے کسلیے اسپر اکتفا نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ احتیاج یہ ہوئی کہ افضلیت صلوتین پر معلوم ہوجائے اور اگر ابتداء شہرت اور ظہور پر اکتفا فرماتے تو یہ فضیلت معلوم نہ ہوتی انتہی کلام الدوانی

فائدہ اس مقام پر مناسب معلوم ہوا کہ مواضع اور محل درود پڑھنے کے مفصل بیان کردن تا کہ فائدہ خاص و عام حاصل ہو پس واضح ہو کہ مواضع صلوۃ متعدد ہین اول وقت دخول اور خروج مسجد سے ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ مین انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین داخل ہوئے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد اور جب نکلتے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد وقت سماع اذان طبرانی نے معجم کبیر مین عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جو کوئی سنے اذان تو کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ اللہم صل علی محمد وبلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ واجب ہوجائے اُسکے لیے میری شفاعت اگرچہ احادیث سے ظاہراً مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دعا مین سماع اذان مین کہے لیکن حدیث عبد اللہ بن عمرو بن عاص رض سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اتمام اذان کہنا چاہیے باقی احادیث اسی پر محمول ہین کذا فی القول البدیع اور جو بعضے مردم الدرجۃ الرفیعۃ زیادہ کرتے ہین وہ کسی روایت مین نہین آیا ہے کذا قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ اور لفظ مقام محمود روایت نسائی اور ابن حبان اور طبرانی اور بیہقی مین بتعریف یعنی المقام المحمود آیا ہے اور صحیح بخاری مین یون آیا ہے اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ اور روایت بیہقی مین انک لا تخلف المیعاد بھی آیا ہے تیسرے صلوۃ عند اقامۃ الصلوۃ یعنی وقت قد قامت الصلوۃ وہی دعا پڑھے جو بعد اذان پڑھی جاتی ہے چوتھے صلوۃ فی التشہد کما ہو المشہور پس قعدہ اخیرہ مین ائمہ ثلثہ کے نزدیک بین التشہد والدعا سنت ہے اور نزدیک امام شافعی کے واجب اور قعدہ اولے مین ازروے قول امام اعظم اور مالک اور احمد اور قول قدیم شافعی سے زیادہ بر تشہد نکرنا چاہیے اور قول جدید شافعی سے استحباب نکلتا ہے پانچوین صلوۃ قنوت مین چھٹے صلوۃ بعد الصلوۃ ساتوین موقف آخر روز عرفہ مین آٹھوین مطلق موقف عرفہ مین نوین مقام ملتزم مین بین الباب والحجرہ دسوین عند النوم گیارھوین عند العطاس یعنی چھینک کے وقت الحمد للہ علے کل حال ما کان من حال وصلے اللہ علی محمد واہل بیتہ بارھوین الصلوۃ عند دخول المنزل تیرھوین الصلوۃ لیلۃ الاثنین چودھوین الصلوۃ یوم الجمعۃ پندرھوین الصلوۃ لیلۃ الجمعۃ سولھوین

بر تعیین مواضع درود

الصلوۃ

الصلوٰۃ لیلۃ الاربعا ستر ہوین الصلوٰۃ عند ارادۃ رویۃ وقصد لقائہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہوین
الصلوٰۃ بعد الفراغ من الوضوء انیسوین الصلوٰۃ طرفی النہار بیسوین الصلوٰۃ عند القیام بصلوٰۃ اللیل
اکیسوین الصلوٰۃ بعد الفراغ من التہجد بائیسوین الصلوٰۃ یوم السبت ویوم الاحد ولیلۃ الاحد تئیسوین
الصلوٰۃ لیلۃ الثلثاء چوبیسوین الصلوٰۃ یوم الخمیس پچیسوین الصلوٰۃ فی المساجد چھبیسوین الصلوٰۃ
عند المرور بالمساجد ستائیسوین الصلوٰۃ فی خطبۃ الجمعۃ اٹھائیسوین الصلوٰۃ عند تکبیرات العیدین
انتیسوین الصلوٰۃ فی صلوٰۃ الجنازہ تیسوین الصلوٰۃ عند ادخال المیت فی القبر اکتیسوین الصلوٰۃ
عند زیارتہ صلے اللہ علیہ وسلم وداعہ صلے اللہ علیہ وسلم علما کو اختلاف ہی کہ قبر شریف کے پاس
سلام افضل ہی یا صلوٰۃ شیخ مجد الدین فیروز آبادی اور سخاوی کہتے ہین کہ سلام افضل ہی اور بعضے
صلوٰۃ کو افضل کہتے ہین اور شک نہین ہی کہ جمع بین الصلوٰۃ والسلام افضل تر ہی بتیسوین الصلوٰۃ
عند مشاہد الآثار النبویۃ تینتیسوین الصلوٰۃ فی بیت المقدس چونتیسوین الصلوٰۃ عند خطبۃ الترویج وخطبۃ
پینتیسوین الصلوٰۃ فی اول الرسائل یہ بات اول حضرت صدیق اکبر نے ایجاد کی جب طریقہ ابن حاجر
عامل بنی سلیم کو نامہ لکھا ہی بعد اُسکے ہارون رشید نے چھتیسوین الصلوٰۃ عند رکوب الدابۃ سینتیسوین
الصلوٰۃ عند طلب الغنی اڑتیسوین الصلوٰۃ فی امکنۃ الفضاۃ انتالیسوین الصلوٰۃ عند خوف الغرق چالیسوین
الصلوٰۃ عند وقوع الطاعون اکتالیسوین الصلوٰۃ اول الدعاء واوسطہ وآخرہ بیالیسوان الصلوٰۃ عند الصلوٰۃ
علے غیرہ من الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ تینتالیسوین لصلوٰۃ عند قصد حفظ القرآن چوالیسوین الصلوٰۃ
عند القیام من المجلس پینتالیسوین الصلوٰۃ عند الجلوس مع الاخوان چھیالیسوین الصلوٰۃ عند لقاء الاخوان
سینتالیسوین لصلوٰۃ فی المشی بشرط طہارۃ المکان اڑتالیسوین الصلوٰۃ عقب الذنب اسلیے کہ صلوٰۃ سبب
تطہیر نفس ہی زوال سے اور متوجب تکثیر فضائل اُنچاسوین الصلوٰۃ بعد تلاوۃ القرآن پچاسوین الصلوٰۃ فی مجالس
ذکر اللہ اکاونین الصلوٰۃ اول کل کلام وکل امر لہ شان باونین الصلوٰۃ عند ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنی خوار
وذلیل ہو جیوہ شخص کہ ذکر کیا جاؤن مین اُسکے نزدیک اور درود نہ بھیجے مجھپر ظاہر حدیث سے پر ظاہر ہی
کہ جسوقت نام مبارک سرور کائنات کا کسی کے روبرو لیا جائے تو اُسکو درود بھیجنا واجب ہی اور بعض علما نے
استحباب و افضلیت نکالے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ایکبار واجب ہی جسطرح سجدہ تلاوت تشمیت عاطس
مگر یہ شخص خلاف جمہور ہی اور طحاوی کے نزدیک ایکبار تمام عمر مین واجب جسطور سے اظہار شہادتین اور
باقی مستحب ہی مگر قول کریمہ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سے رد ہوتا ہی کیونکہ اس آیت مین

امر واسطے وجوب کے ہی بالاتفاق پس کاتب الحروف کا یہ مذہب ہی کہ جب ذکر اسم مبارک آنجناب آوے صلوة
سامع و قائل پر واجب ہی کہ اپنے پیغمبر کے لیے اللہ سے رحمت مانگے اور اُنکے بعد اُنکے آل پر نہایت قبولیت
رکھتی ہی کیونکہ اُنپر اُنکے لائق رحمت نازل ہوتی ہی اور دس رحمتین مانگنے والے کو ملتی ہین پھر کیون
نہ حاصل کرے پنجاہ ؕ وسوم الصلوة عند قراءة الحدیث ونشر العلم پنجاہ ؕ وچہارم الصلوة عند کتابة اسمہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سواے ان مقامات کے اور بھی مواضع از روے استقراء بہم پہونچتے ہین لیکن فقیر مولف غفر اللہ عنہ نے
اسی قدر پر اکتفا کی ہی توضیح دربیان بعضے حالات وواردات مرض موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازانجملہ
یہ ہی کہ چالیس بردے حضرت صلعم نے مرض موت مین آزاد فرمائے ازانجملہ سات دینار آنحضرت کے پاس تھے
انکو خیرات کر دیا تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑین ازانجملہ اکثر وصیت حضرت صلعم کی مرض موت مین رعایت نماز اور
احسان کرنے کی تھی لونڈی و غلام سے کما جاء فی الحدیث الصلوة وما ملکت ایمانکم ازانجملہ نماز ادا کرتے تھے
حضرت اصحاب کے ساتھ مدت مرض مین سواے تین دن کے اور بعضون نے کہا سترہ نمازین نہین پڑھائین
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگون کو نماز پڑھا او نکلے آنحضرت ایک روز طرف مسجد کے اور نماز ادا فرمائی
اور کہا اے گروہ مسلمانون کے تمکو رخصت کرتا ہون اور خداے تعالے کی پناہ مین سونپتا ہون خدا خلیفہ
اور کارساز میرا ہی تمپر پس میری طرف سے ہی یہ نصیحت کہ تقوی اختیار کرنا اور نگاہ رکھنا طاعت اسکی اسلیے
کہ مین دنیا کو چھوڑتا ہون اور جدا ہوتا ہون تمسے اور باکثر روایات مین ہی کہ امام ابوبکرؓ تھے ابن عباسؓ سے
روایت ہی کہ نماز نہین پڑھی حضرت صلعم نے پیچھے کسی کے اپنی امت مین سے سواے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اور
سواے عبد الرحمن ابن عوف کے کہ ایک سفر مین اُنکے پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی ازانجملہ بخاری اور مسلم نے
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ بیٹھے حضرت صلعم منبر پر اور فرمایا ایک بندہ کو اختیار دیا
اللہ نے درمیان اسکے کہ دے اُسکو ناز و نعمت دنیا سے جو چاہے اور درمیان اُسکے کہ جو خدا کے پاس ہی یعنی ثواب
آخرت پس اختیار کیا اُسنے اللہ کے پاس والی چیز کو سو روئے ابوبکر اور بولے قربان ہون ہم تمپر ساتھ باپون اور
ماؤن کے پس تعجب کیا ہمنے ابوبکر کے مقولے پر کہ کیون قربان کرتے ہین حالانکہ یہان کوئی باعث نہین ہی
پھر کہا لوگون نے کہ دیکھو طرف اس بزرگ کے خبر دیتے ہین رسول خدا احوال ایک بندۂ غیر معین سے اور وہ
کہتا ہی فدیناک بآبائنا وامہاتنا سو تھے حضرت وہی اختیار دیے گئے اور ابوبکر دانا تر ہمارے تھے کہ سمجھ گئے یہ حدیث
حضرت صلعم نے مرض موت مین پانچ رات پیشتر از وفات فرمائی تھی اور اگرچہ آنحضرت نے ذکر بندۂ غیر معین کا فرمایا تھا
لیکن ابوبکر صدیق بقرینہ مرض اور اختیار رکھنے ثواب آخرت اور ترک کرنے ناز و نعمت دنیا کے بسبب کمال فہم و ادراک کے
سمجھ گئے کہ حضرت صلعم نے موت کو اختیار کیا اسپر رونے لگے اور جن لوگون نے نہ سمجھا اُنھون نے تعجب کیا

توضیح دربیان واردات مرض موت آنحضرت

از انجملہ دارمی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کہا اُنھون نے باہر نکلے پیغمبر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیماری مین کہ جسمین وفات پائی اس حال مین کہ ہم تھے مسجد مین درحالیکہ تھے حضرت
باندھے ہوے سر مبارک اپنا کپڑے سے اور منبر پر چڑھے اور ہم پیچھے منبر کے بیٹھے سو فرمایا قسم ہی اس ذات پاک کی
جسکے ہاتھ مین تیری جان ہی کہ مین دیکھتا ہون اس مقام سے حوض کوثر کو پھر فرمایا کہ ایک بندے کو دکھلائی گئی
دنیا اور آرایش دنیا سو اُسنے اختیار کی آخرت اور نہ سمجھا اس نکتے کو کوئی سوا ے ابو بکر کے اور جاری ہوے آنسو
ابی بکر کی آنکھون سے سو روئے پھر کہا ابی بکر نے بلکہ ہم فدا کرتے ہین تمپر سے باپ و مائین و جانین و مال اپنے
یا رسول آبو سعید کہتے ہین کہ اُترے حضرت صلعم منبر سے پھر نہ کھڑے ہوے اُسپر اُسوقت تک یعنی وہ آخری
کھڑا ہونا تھا منبر پر از انجملہ منقول ہی کہ عباس نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین پہچانتا ہون چہرے
عبد المطلب کے بیٹون کے بوقت موت اور ڈرتا ہون کہ نہ اُٹھین پیغمبر خدا اس درد سے جا اور طلب کر اُنسے یہ امر یعنی
خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہین دینگے اور مین ہرگز نہین طلب کرتا آز انجملہ بخاری و مسلم مین
عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہی کہ پنجشنبہ کے دن حضرت صلعم کی بیماری سخت ہوئی اور درد غالب ہوا تو حضرت نے
فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ مین تمھارے واسطے نوشتہ لکھدون تا کہ اُس تحریر کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو یعنی تم ہرگز
مختلف و حیران نہو تو اصحاب نے کاغذ لانے ورنہ لانے مین گفتگو کی پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہی درد سے زبان
کیا بے قابو ہو گئی ہی اسکو حضرت سے تحقیق کرو پھر حضرت صلعم سے اس بات کو تحقیق کرنے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اب مجھکو نہ چھیڑو جسمین اب مین مشغول ہون اُس سے بہتر ہی جسکو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے اُنکو
تین باتون کی وصیت فرمائی ایک تو یہ کہ مشرکون کو عرب کے ٹاپو سے نکال دیجیو دوسرے یہ کہ ایلچیون سے سلوک کرنا
جسطرح مین کرتا ہون یعنی از روے کمیت و کیفیت تا کہ بحسب لیاقت مابین اُنکے تمیز رہے اور یہ اسواسطے فرمایا کہ
ایلچی لوگ خوش ہون اور رغبت کرین مؤلفہ القلوب اور یہ سخن عام ہی سب ایلچیون کے لیے خواہ کافر ہون یا مسلمان
راوی نے کہا کہ تیسری خبر مجھکو یاد نہین رہی اور کہا ہی علما نے تیسری بات یہ تھی کہ سامان درست کر دینا لشکر
اسامہ کا اور جانب شام اُسکو بھیجدینا کیونکہ آنحضرت صلعم اُسکے اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا مین بیمار ہوے
یا تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے اور بھی بخاری مین دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے یون ہی کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کاغذ مانگا تو بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر
درد کی شدت ہی اور تمھارے پاس قرآن موجود ہی تمکو خدا کی کتاب کفایت کرتی ہی یعنی لکھنا چندان ضرور نہین ہی

اور بعضون نے کہا کاغذ لاؤ یعنی حضرت عمر نے فرمایا امر دین مین موجب قول خدا ے تعالے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
کتاب خدا کافی ہی اور سنت بھی تابع و مفسر و مبین اُسکی ہی اور یہ خطاب کیا تھا حضرت عمر نے اُنکو جو جھگڑے تھے

اس بات مین پس یہ رد ہی اُنپر نہ حضرت صلعم پر۔ اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسایش دینی
آنحضرت کی تھی وقت سختی و درد بیماری کے اور جان لیا تھا اُنھون نے کہ یہ حکم بطور حزم و وجوب کے نہین ہی اور عادت
مستمرہ تھی کہ جب حکم کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ بطور ایجاب و الزام کے نہو تو وہ گفتگو کرتے تھے سو چھوڑ
دیتے تھے آنحضرت اُنکی راے پر اور اگر کوئی امر ضروری ہوتا تو نہ چھوڑتے تھے اُنکی راے پر اس مقام پر شیعہ عمر فاروق پر
طعن کرتے ہین کہ انھون نے کاغذ نہ لکھنے دیا اور نا فرمانی کی اُسکا جواب یہ ہی کہ تمھارے علم کا قصور ہی عمر فاروق پر
کوئی مقام طعن نہین ہی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھری مین اکثر اصحاب و اہل بیت تھے اور حضرت
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی جو کاتب وحی مین اُنمین تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حاضرین سے کاغذ مانگا تھا
اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاغذ نہ لائے تھے تو علی مرتضیٰ و ابن عباس کا ہاتھ کسنے پکڑا تھا اور حضرت صلعم کے یہان
کسی چیز کے لکھنے کا دستور نہ تھا سواے قرآن کے سو قرآن سب پورا ہو چکا تھا اسواسطے اصحاب کو تامل ہوا تھا اور
بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا بھی لیکن حضرت نے نہ فرمایا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کوئی امر واجب نہ تھا
علاوہ بران حضرت صلعم بعد اس گفتگو کے پانچ دن تک زندہ رہے اگر لکھنا واجب ہوتا تو دوسرے وقت اُسکو لکھواتے
اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جن تین چیزون کی حضرت نے وصیت فرمائی اُنھین کو لکھواتے اور دعویٰ کرنا شیعہ کا کہ مقصود
کتابت سے وصیت کرنا علی مرتضیٰ کو تھی اور خلیفہ کرنا آپکا منظور تھا یہ خالی تناقض سے نہین ہی اسلیے کہ یہ خود کہتے ہین
کہ غدیر خم مین خلیفہ کرنا اُنکا نص قطعی سے ثابت ہوا پھر جب یہ ہو چکا تھا تو احتیاج تحریر کی کیا تھی اور یہ کہنا حضرت
عمر کا کہ قرآن کفایت کرتا ہی اُسکا یہ مطلب نہین کہ حضرت کی حدیث کی بھی حاجت نہین بلکہ یہ مطلب ہی کہ سب کے بعد
قرآن مین اکملت لکم دینکم نازل ہوا پھر اب کوئی حکم تازہ دین کا باقی نہ رہا قرآن اور حدیث مین دین کی تفصیل ہو چکی
اسلیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عین شدت بیماری مین لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب
نہ جانا کچھ نافرمانی نہین کی بلکہ عین محبت اور خیر خواہی ہی اسواسطے کہ دستور ہی بیماری مین مصیبت اور تکلیف سے
بزرگون اور عزیزون کو بچانا اسقدر جو بیان ہوا اصل ہی باقی نزاع اور جدال بے فائدہ ہی جس کسی کو زیادہ تحقیق منظور ہو
تحفۂ اثنا عشریہ دیکھے از انجملہ بخاری اور مسلم مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ
فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو
مسجد بنایا بخاری شریف مین ہی کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت مین ارشاد فرمائی پانچ روز پیش از
انتقال جنے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف ہوا کہ اگلی امتون نے اپنے پیغمبرون اور بزرگون کے قبور کو
سجدہ گاہ بنایا اور خراب ہوے ایسا نہو کہ میری امت کے لوگ بھی خراب ہو جائین لہٰذا خبردار کر دیا کہ قبرون مسجد نہ بناؤ
جسطرح یہود اور نصاریٰ قبرون پر مسجدین بناکر عبادت کرتے تھے اور جانب قبور سجدہ کرتے تھے کہ صاف شرک تھا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا طرف قبر کے اور اُسکو مسجد قرار دینا موجب لعن ہی کیونکہ یہ طریق یہود تھا شیخ ابن حجر
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ اُس تقدیر پر ہی کہ نماز ادا کرے طرف قبر کے بنا بر تعظیم کہ وہ بالاتفاق حرام ہی لیکن بنانا
مسجد کا جوار قبر پیغمبر اور انبیا او صلحا کے اور نماز پڑھنا نزدیک اُسکے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ جانب قبر بلکہ بہ نیت حصول
مدد اُس سے تاکہ ثواب عبادت برکت قرب و مجاورت اُس روح مقدس سے کامل ہو مضائقہ نہین اور ملا علی قاری نے
اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ یہود اور نصاری کی ملعونیت دو وجہ سے ہوئی ہی یا اس سبب سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے
قبور انبیا کو تعظیماً کہ یہ شرک جلی ہی یا وہ لوگ نماز پڑھتے تھے مدافن انبیا مین اور سجدہ کرتے تھے مقابر اور متوجہ جانب قبور ہوتے تھے
حالت صلوٰۃ مین اور یہ شرک خفی ہی لہذا نہی فرمائی حضرت نے اپنی امت کو اس سے یا بسبب مشابہت اس فعل کے طریقہ یہود سے
یا بسبب تضمن اس فعل کے شرک خفی کو کذا قال بعض الشراح من انتہا از انجملہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض موت ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادت خانے کی تعریف کی
یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ویسا ہی بنائین تب حضرت نے تکیہ سے سر اُٹھا کر فرمایا کہ البتہ وہ لوگ
جب اُنمین کوئی نیک بخت آدمی مرتا تھا تو اُسکی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد مین یہ تصویرین بناتے تھے وہ خدا کے
نزدیک قیامت مین بدترین خلق ہین یہ بات حضرت نے حبش کے نصاری کو فرمائی جنھون نے ماریہ نام معبد بنایا تھا
از انجملہ صحیح مسلم مین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا ای لوگو البتہ پیغمبرون کی خوشخبریون سے
اب کچھ باقی نہین رہا سوائے ٹھیک خواب کے کہ اُسکو مسلمان دیکھے یا اُسکے واسطے کوئی اور مسلمان دیکھے اور مجھکو منع ہوا کہ مین
رکوع اور سجدے مین قرآن پڑھون سو رکوع مین خدا کی بڑائی بیان کرو یعنی سبحان ربی الاعلی کہو اور سجدے مین دعا مانگنے
کوشش کرو کہ سزاوار ہی سجدے تمہاری دعا کا قبول ہونا یہ حدیث وقت انتقال پردہ اُٹھا کر فرمائی یعنی وہ علم غیب جو بواسطہ
نبوت حاصل ہوتا تھا اب اُسکا دروازہ بند ہوا کیونکہ میرا انتقال ہوتا ہی میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہان مگر از جنس نبوت
عالم غیب سے علم حاصل ہونے کا طریقہ ٹھیک خواب کا باقی ہی قیامت تک از انجملہ بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہ تقسیم کرینگے میرے وارث سونے کے دینار برابر جو چھوڑ جاؤن مین بعد میرے بیبیون کے خرچ
اور کار پرداز کی محنت سوائے صدقہ ہی راہ خدا مین اسی طرح دوسری حدیث صحیحین مین صدیق اکبر اور عمر فاروق اور علی مرتضی
و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے مال مین میراث نہین جو ہم چھوڑین سو صدقہ ہی
راہ خدا مین یعنی صرف کیا جائے فقرا اور مساکین پر اسلیے کہ ہم جملہ فقرا متقی ہین اور ختم طاقت سے یہ ہی نزدیک صوفیہ کے
کہ وہ مالک نہو کسی چیز کا اور جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہی یا امانت ہی یا وقف و صدقہ اور بعضے کہتے ہین کہ اسلیے آپ کا وارث نہین ہوتا
کہ ناخوش نہو اُنکے مرنے سے کوئی اُنکے وارثون مین بسبب پانے ترکہ کے اور کاتب الحروف کے نزدیک پیغمبر کے مال مین
جو وراثت نہین سو اُسکی حکمت یہ ہی کہ خلق کو معلوم ہو کہ محنت و جانفشانی پیغمبرون کی صرف خدا ہی کے واسطے تھی

دنیا کا کچھ لگاؤ نہین یہان تک کہ اولاد اور وارثون کو کچھ انکا حصہ نہین ملتا ہوشیار نہ رہے کہ انبیا علیہم السلام کے
مال اور عقار مین فریقین کے طور پر ارث جمیع اہل سنت کے طور پر یہ حدیث جو مذکور ہوئی کہ لا نورث ما ترکنا صدقہ
اور امامیہ کے طور پر وہ حدیث جو کلینی مین امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ ان الانبیاء لم یورثوا درہما ولا دینارا
وانما یورثوا من احادیثہم فمن اخذ بشیٔ منہا فقد اخذ حظا وافرا یعنی نبیون کا کوئی وارث نہین ہوتا نہ درہم مین
نہ دینار مین ہان انکے وارث ہوتے ہین لوگ حدیثون مین یعنی علم مین پس جسنے حاصل کی تھوڑی سی حدیث
پس اُسنے حاصل کیا بڑا حصہ نیکی کا اور کلینی کے شارح نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام جس چیز کو چھوڑ مرین اگرچہ وہ
ترکہ ہی ہو اسمین ترکے کا حکم نہین اور جو حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت صدیق اکبر سے حصہ مانگا سو اس حدیث سے
اطلاع نہ تھی اور جب مطلع ہوئین خاموش ہو رہین اگر کوئی بد اعتقاد حضرت صدیق اکبر پر کچھ طعن کرے تو وہ بھی خیال رکھے
کہ صرف حضرت صدیق اکبر راوی حدیث شریف کے نہین ہین بلکہ جناب امیر بھی راوی اُسکے ہین وراے اسکے حضرت
صدیق اکبر نے صرف جناب فاطمہ سے یہ بات نہین کہی بلکہ ازواج مطہرات سے بھی فرمائی تھی چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہین
کہ جب رسول مقبول صلعم نے وفات پائی تو بیبیون نے ارادہ کیا کہ عثمان کو ابو بکر کے پاس بطلب میراث بھیجین سو مین نے کہا
الیس قال رسول اللہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ رواہ الشیخان اور حکم عدم میراث کا صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہین دیا
بلکہ بڑے بڑے صحابہ کو بلایا سب نے کہا کہ ہمنے حضرت صلعم سے یون ہین سنا ہے اور جو حدیث اول مین بیبیون اور کارندے کے خرچ کا
ذکر ہے سو حاصل اُسکا یہ ہے کہ حضرت کے پاس کچھ زمین مدینے اور فدک اور خیبر مین تھی اور حضرت کا معمول تھا کہ اُسکے حاصلات سے
اپنی بیبیون کو سال بھر کا خرچ دیکر جو باقی رہتا تھا اُسکو محتاج مسلمانون مین خرچ کیا کرتے تھے اسپر فرمایا کہ میرے
وارث تو ایک دینار برابر بھی کچھ نہ پاوینگے اسلیے مین نہین چھوڑونگا دینار تا کہ مالک ہین کہ تقسیم کرین پس یہ اختیار ہے حقیقۃً اور
احتمال یہ بھی ہے کہ اختیار ہو صورت مین اور نہی ہو معنون مین یعنی نہ تقسیم کرین وارث میرے دینار پھر بیان کیا سبب جو علت اُسکی
بطور استیناف باقی رہے یہ زمین سو بعد خرچ زوجات کارندہ راہ خدا مین صدقہ ہے اور زوجات مطہرات حکم عدت والی
عورتون مین تھین اسلیے کہ جائز نہ تھا اُنکو نکاح کرنا بعد حضرت صلعم کے بموجب نص صریح ولہذا جاری ہوا انکے لیے نفقہ اور
عامل سے مراد وہ ہین جو حضرت صلعم کے بعد خلیفہ ہوے پس وہ بھی صرف کرین ترکہ اپنے مصارف مین اور پہونچاوین مستحقین کو
جنپر حضرت صلعم صرف کرتے تھے اور آنحضرت لیتے تھے نفقہ اپنے اہل کا صفایا من سے کہ تھا حضرت کے لیے اموال سے نفر
اور فدک سے اور باقی صرف کرتے تھے مسلمانون کے مصالح مین لیکن اور کسی کے لیے یہ امر درست نہین تھا پھر ان اموال کے
متولی ہوے ابو بکر انھون نے اُسی طرح رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے تولیت اُسکی حضرت عباس و علی کو تفویض فرمائی جب
انمین نزاع ہوئی اور انھون نے تقسیم کی درخواست کی تقسیم نہ کیا مگر مدت تک تولیت اُسکی سپرد اہل بیت رہی جب کہ نوبت
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آئی تو یہ حضرت بسبب اپنے مال کے بے پروا تھے انھون نے مروان وغیرہ اپنے اقارب کی

جاگیر کر دی اُن مروانیون کے ظلم سے اہل استحقاق کا حق نہ ملا اور وہ قابض رہے ہمیشہ یہان تک کہ عمر ابن عبد العزیز رح نے اُسنے
لیکر بطور سابق پہلے مصارف مین کر دیا اصل حقیقت قضیہ فدک کی اتنی تھی جو بیان ہوئی اور باقی جھگڑے ہین از انجملہ بخاری مسلم مین
ابوسعید خدری رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب آدمیون مین سے زیادہ بڑا احسان کرنے والا ساتھ
دینے والا از روے مال کے خرچ کرتے ہین ابوبکر ہی اور اگر مین اپنے رب کے سواے اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر کو جانی دوست
کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہماری اُسکے درمیان ہی مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیے جاوین مگر ابوبکر کا دروازہ
کھلا رہے یہ حدیث حضرت نے اپنی وفات کے قریب فرمائی اور جتنے دروازے اصحاب کے مسجد سے لگے تھے سب بند کرا دیے
صرف صدیق اکبر کا دروازہ کھلا رکھا حافظ ابن حجر شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ مخالف اس حدیث کی کئی حدیثین بطریق
متعددہ آئی ہین از انجملہ حدیث سعد ابن ابی وقاص کہ کہا اُنھون نے حکم کیا رسول خدا نے انسداد دروازون کا جو جانب مسجد تھے
مگر دروازہ علی مرتضی کھلا رکھا رواہ احمد والنسائی از انجملہ روایت کی طبرانی نے اوسط مین ثقات سے کہ صحابہ نے جمع ہو کر عرض کی
یا رسول اللہ حکم کیا آپ نے سب اصحاب کے دروازے بند کرنے کا اور کھلے رکھنے دروازہ علی کا فرمایا مین نے بحکم خدا کہا ہی ابن حجر
فرماتے ہین کہ ہر ایک حدیث اس قسم کی لائق صحت ہی اور ابن جوزی نے جو حکم انکے وضع کا کیا ہی وہ قول مردود ہی اور کچھ بھی تعارض
حدیث اشان ابی بکر اور ان احادیث مین نہین ہی کیونکہ حکم کھلے رہنے دروازہ علی مرتضی کا وقت بنانے مسجد کے تھا اور تھا وہ
دروازہ مسجد کی طرف اور جاتے تھے اور نکلتے تھے اُسمین سے او صحت کو پہونچا ہی آنحضرت سے کہ فرمایا علی سے نہ داخل ہو اس
مسجد مین کوئی جنب مگر مین اور تو اور حکم ہو کرنے کھڑکیون کا سواے کھڑکی ابی بکر کے آخر عمر مین تھا جب کہ وفات کے دو تین
دن رہے تھے اور دلیل اس قول کی یہ ہی کہ جب کھلے رہنے دروازے علی مرتضی کا حکم دیا تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب آئے اور
آنکھین اُنکی دُکھتی تھین اور کہا یا رسول اللہ باہر نکال دیا آپ نے اپنے چچا کو اور داخل کیا چچا کے بیٹے کو فرمایا ای چچا میرے حکم
کیا گیا مین اس بات مین میرا کچھ اختیار نہین اس مقام سے ظاہر ہوا کہ یہ امر مقدم تھا کیونکہ امیر حمزہ جنگ اُحد مین شہید ہوے تھے
کذا فی الشروح المشکوۃ بالجملہ اس حدیث سے فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب اصحاب پر ثابت ہوتی ہی توضیح در بیان
زوجات مطہرات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوّل خدیجۃ الکبری رض بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب اور
والدہ اُنکی فاطمہ بنت زائدہ عامریہ اور کنیت ام ہند تھی ایام جاہلیت مین اُنکو طاہرہ بولتے تھے پیشتر بقولے عتیق ابن عابد مخزومی کے
نکاح مین تھین اُس سے ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور بعض کے نزدیک اول زوج بناش تھا کذا فی المواہب اللدنیہ اور بہجۃ المحافل مین
صرف ایک بیٹی لکھی ہی بعد اُسکے ابو ہالہ بناش ابن زرارہ تمیمی کے نکاح مین آئین اُس سے بھی ایک بیٹا ہالہ اور ایک بیٹی مسماۃ
ہند پیدا ہوئی جب عمر جناب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اس ایام مین عمر خدیجۃ الکبری چالیس برس کی تھی
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس برس کی انھین سے اولاد ہوئی اور کسی بی بی سے نہین وفات اُنکی ماہ رمضان سال دہم
بعثت مین قبل ہجرت کے واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اپنے اُنکو قبر مین رکھا اور دعا فرمائی کیونکہ اسوقت تک

نماز جنازہ فرض نہ ہوئی تھی اور مزار شریف مقبرہ حجون مین واقع ہے عمر پینسٹھ برس ہوئی فضائل ومناقب انکے اکثر کتب حدیث مین
مذکور ہین مولف نے بعض انمین سے اس کتاب مین بیان کیے ہین اور بعض خصائص اس مقام پر بھی لکھتا ہون اول یہ کہ جبتک
حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا زندہ رہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری عورت سے نکاح نہین کیا دوسرے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبری کے پاس بکر پہونچے یعنی صحبت عورت سے آشنا نہ تھے تیسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو افضل
نسا است فرمایا ہے جسطرح عائشہ صدیقہ کو فرمایا ہے اسی سبب علماء کو اختلاف ہے بعض خدیجہ کو افضل کہتے ہین اور بعضے عائشہ کو
اور بعضے توقف کرتے ہین مگر صحیح المحافل مین ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک خدیجہ افضل ہین مگر فاطمہ بضعۃ الرسول سب سے
افضل ہین چوتھے جبرئیل علیہ السلام نے سلام رب العالمین بواسطہ سید المرسلین خدیجہ کو پہونچایا پانچوین جبتک خدیجہ زندہ رہین
حضرت کو آزردہ نہین کیا چھٹوین سب اولاد آنجناب انھین سے ہوئی مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے ہوے ساتوین جب خدیجہ بیمار ہوئین
اور وقت سکرات موت آگیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی بالین پر رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارا کرب و اضطراب مجکو مکروہ
معلوم ہوتا ہے اور مفارقت تمہاری مشکل نظر آتی ہے اے خدیجہ تجھکو بشارت دیتا ہون کہ تو بہشت مین بھی میرے نکاح مین ہوگی اور مریم
مادر عیسی و کلثم خواہر موسی و آسیہ خاتون فرعون بھی میرے نکاح مین ہونگی خدیجہ بولین کہ آپکو مبارک ہو اور انتقال جنت فرما گئین انا للہ
وانا الیہ راجعون دوسرے ام الاسود بنت زمعۃ ابن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن مالک ابن حنبل بن عامر بن لوی بن غالب القرشی
والدہ انکی شموس بنت قیس ابن عمرو بن زید بن لبید بن خداش تھین اول سکران بن عامر اپنے چچیرے بھائی کے نکاح مین تھین وہ بھی
اول اسلام لایا اور مع سودہ مسلمہ جانب حبش گیا وہان متدین بدین ترسا ہوا اور اسی حال مین مکے مین آکر مر گیا کہ سودہ بیوہ ہو گئین
ایک بیٹا مسمے عبد الرحمن سکران سے تھا سو جنگ جلولا مین کہ ایک قریہ قریات فارس سے ہے عہد خلافت حضرت فاروق اعظم مین
شہید ہوا سنہ پندرہ ہجری تھے حضرت سودہ نے حیات اپنی شوہر مین جب حبش سے مکے مین آئین تو خواب دیکھا کہ حضرت صلعم میری
طرف آئے اور اپنے پیر میری گردن پر رکھے ہین جب بیدار ہوئین تو یہ خواب اپنے شوہر سے کہا اسنے تعبیر کی کہ اگر تیرا خواب سچا ہے
تو مین مرونگا اور محمد تیرے ساتھ نکاح کرینگے دوسری بار پھر خواب دیکھا کہ مین تکیہ لگائے بیٹھی ہون اور ماہتاب آسمان سے آکر مجھپر گرا
جب بیدار ہوئین تو یہ خواب بھی اپنے شوہر سے کہا اسنے کہا اگر خواب سچ ہے تو مین مرجاؤنگا تو اور شوہر کریگی بعد اسکے سکران بیمار ہوا
اور چند روز کے بعد مر گیا کہ سودہ بیوہ ہو گئین اور بعد وفات حضرت خدیجہ کے حضرت صلعم نے خولہ بنت حکیم زوجہ عثمان ابن مظعون کی
معرفت پیغام نکاح بھیجا سودہ نے اپنے باپ سے اذن لیکر قبول کیا کہ سال دہم نبوت مین حضرت صلعم نے چار سو درہم مہر
معین کرکے نکاح کیا اہل تحقیق نے نکاح سودہ قبل نکاح عائشہ بیان کیا ہے اسی طرح زفاف سودہ قبل زفاف عائشہ لکھا ہے
مگر اسمین خلاف نہین ہے کہ ایک ہی سال و ماہ مین یعنی شوال سال دہم نبوت مین دونون سے نکاح کیا ہے اور چونکہ عمر سودہ کی
زیادہ تھی اس سبب سے آنحضرت نے سال ہشتم ہجرت مین طلاق دی یا ارادہ طلاق فرمایا سو رات کے وقت سودہ سر راہ
آنحضرت جا بیٹھین جسوقت آنحضرت عائشہ کے گھر جانے لگے تو کہنے لگین یا رسول اللہ مجھکو طلاق نہ دیجیے اور مین مرد کی

خواہش نہین رکھتی ہون مگر یہ چاہتی ہون کہ بروز قیامت آپ کے ازواج مین اٹھائی جاؤن اور مین اپنی نوبت آپ کی محبوبہ عائشہ کو بخشے دیتی ہون حضرت صلعم نے درخواست سودہ منظور فرمائی اور بقول صحیح طلاق نہین دی یا رجعت فرمائی انھین کے قصے مین کریمہ وان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا نازل ہوئی اور انکے فضائل مین مندرج ہوئی وفات انکی آخر خلافت حضرت عمرؓ مین واقع ہے جنت البقیع مین مدفون ہین اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ سال چونّن ہجری مین عہد معاویہ ابن ابی سفیان وفات ہوئی اور بہجۃ المحافل مین سال پنجاہ و پنج ہجری مین لکھی ہے روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سودہ سے ایک حدیث بخاری مین مروی ہے اور چار سنن اربعہ مین بعضے کہتے ہین کہ اسماء بنت عمیس نے اول نعش انھین کے واسطے بنائی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ نعش واسطے زینب بنت جحش کے بنائی گئی تھی مگر اصح یہ ہے کہ اول نعش حضرت فاطمہ کے واسطے ترتیب دی گئی تھی اور وفات فاطمہ علیہا السلام مقدم ہے کہتے ہین کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طویل القامۃ و جسیم و تخیم نہین تیسری حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا مان انکی ام رومانؓ بنت عمر ابن العامر تھین اور کنیت ام عبد اللہ مراد عبد اللہ سے عبد اللہ ابن زبیر ہمشیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہین کہ انکو حضرت صدیقہ نے متبنٰی کیا تھا قصہ انکے نکاح کا یون ہوا کہ بعد وفات خدیجہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ نکاح کیون نہین فرماتے اگر باکرہ درکار ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر ہے اور جو ثیبہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے حضرت نے فرمایا دونون سے پیغام کرو سو بروایت صحیح اول خولہ سودہ کے پاس گئین انھون نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئین اور پیغام کہا انکو یہ دغدغہ ہوا کہ مین نے حضرت سے عقد مواخات باندھی ہے میری بیٹی سے حضرت کسطرح نکاح کرینگے یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا کہ اخوت نسبتی و رضاعی موجب حرمت ہے نہ اخوت اسلامیہ خولہ نے صدیق اکبر سے کہا صدیق اکبر نے کہا کہ تو اندک توقف کر مین آتا ہون اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ مطعم ابن عدی نے اپنے بیٹے جبیر کے واسطے عائشہ کو چاہا تھا سو حضرت صدیق اکبر اسکے گھر گئے اسنے خود کہا کہ اے ابو بکر اپنی بیٹی دیکر میرے بیٹے کو دین آبائی سے پھیرا چاہتا ہے یہ ہرگز نہو گا پھر صدیق اکبر نے اسکے بیٹے سے کہا اسنے بھی وہی جواب دیا صدیق اکبر نے غنیمت سمجھا اور جلدی سے اپنے گھر آئے اور خولہ سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریب خانہ پر رونق فرماوین مجھکو منظور ہے چنانچہ آنحضرت تشریف لائے اور نکاح کیا اور پانسو درہم مہر قرار پایا کہ اسی وقت حضرت نے قرض لیکر تسلیم کیے اسوقت عمر حضرت عائشہ کی چھ برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا کہ صدیق اکبر نے حضرت صلعم کی طرف سے ادا کیا کذا فی بہجۃ المحافل اور زفاف عائشہ صدیقہ سال اول یا بقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ مین بعمر نو برس کے واقع ہوا اور اٹھارہ برس کی تھین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی عمر تریسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ ستر ہوین رمضان المبارک سال پنجاہ و ہشتم ہجری مین وفات ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی و محمد بن قاسم بن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر مین رکھا اور جنت البقیع مین رات کے وقت دفن کیا انکے سوا کوئی عورت باکرہ آنحضرت کے نکاح مین نہین آئی انکو اجلہ فقہا مین شمار کرتے ہین اور بڑی متقی و فصیحہ و بلیغہ تھین

بعض سلف سے منقول ہو کہ چہارم حصہ احکام شرع کے اُنسے معلوم ہوے ہین عروہ ابن زبیر کہتے ہین کہ مین نے عائشہ سے زیادہ
کسی کو عالمہ معانی قرآن و حافظہ احکام حلال و حرام و ماہر شعر عرب و علم طب نہین دیکھا کتب صحاح مین دو ہزار دو سو دس حدیثین
آنجناب سے مروی ہین از انجملہ متفق علیہ ایکسو چوہتر اور فرد بخاری چوّن اور فرد مسلم اڑسٹھ اور باقی اور کتابون مین وارد
صحیح ہو کہ حضرت صلعم سے کسی نے سوال کیا کہ دوست ترین مردم آپکے نزدیک کون ہو فرمایا عائشہ پھر سوال کیا مردون سے
کون زیادہ دوست ہو فرمایا اُسی کا باپ اور انس ابن مالک فرماتے ہین کہ اول دوستی جو دار اسلام مین ظاہر ہوئی دوستی
پیغمبر خدا تھی عائشہ صدیقہ سے بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا ای عائشہ یہ جبرئیل ہین تجھکو
سلام کرتے ہین اور پورا قصہ یون ہو کہ مین نے کہا و علیہ السلام و رحمۃ اللہ یعنی جبرئیل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہ
جو آپ دیکھتے ہین وہ مین نہین دیکھتی اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہ کی ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک کی طرف سے دوسرے کو
سلام پہونچانا مستحب ہو اور سلام کا جواب زیادہ کرکے دینا افضل ہو بخاری مین ہو کہ اصحاب باصفا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
نوبت مین ہدایا و تحف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھیجتے تھے تا کہ حضرت خوش ہون ایک از زوجات مطہرات نے ام سلمہ سے
کہا کہ تم حضرت سے کہو کہ حضرت یارون سے کہدین کہ ہم کسی بی بی کے پاس ہون اور تمکو تحفہ بھیجنا ہو بھیجدیا کرو عائشہ صدیقہ
کی کیا خصوصیت ہو ام سلمہ نے حضرت سے التماس کیا حضرت نے فرمایا مجھکو عائشہ کے مقدمے مین رنج نہ دو سواے عائشہ کے کسی بی بی کے
پاس مجھے وحی نہین آتی ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کے رنج دینے سے توبہ کرتی ہون پھر حضرت کی بیبیون نے حضرت فاطمہ
علیہا السلام کو حضرت کے پاس بھیجا اُنھون نے حضرت سے کہا حضرت نے فرمایا ای بیٹی تو کیا نہ چاہیگی جسکو مین چاہتا ہون حضرت
فاطمہ نے کہا واللہ مین اُسکو ضرور چاہونگی جسکو آپ چاہتے ہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو عائشہ سے محبت رکھ پھر حضرت فاطمہ
رخصت ہوئین اور بیبیون نے زینب کو جو حضرت کی پھوپھی کی بیٹی اور بی بی بھی تھین اُنکو حضرت کے پاس بھیجا کہ حضرت زینب نے
سخت سست باتین کہین اور کہا یا رسول اللہ آپ کی بیبیان عائشہ کے مقدمے مین عدل و انصاف چاہتی ہین مگر حضرت
عائشہ صدیقہ نے ابتک کچھ جواب نہین دیا حضرت کی طرف دیکھتی جاتی تھین کہ شاید حضرت کچھ جواب دین جب حضرت عائشہ نے
دیکھا کہ آنجناب چُپ ہین ناچار زینب کو جواب دینے شروع کیے اور اُنکو جواب مین بند کیا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ عائشہ
ابوبکر کی بیٹی ہو ایسی ویسی نہین جو دبک کے جواب ہی نہ کر سکے یعنی جیسا اُسکا باپ خوش تقریر دانا ہو ویسی ہی وہ بھی
دانا و خوش تقریر ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب بیبیون سے حضرت صلعم صدیقہ کو بہت دوست رکھتے تھے تو جسنے حضرت
عائشہ کو برا کہا اور اُنسے عداوت رکھی اُسنے بیشک حضرت کو رنج دیا اسی طرح فضائل و محامد اُنکے حد بیان سے خارج ہین اور
کچھ شبہہ نہین کہ محبوبۂ رسول مقبول تھین اور تفضیل مدارج مین ہی چوتھی حفصہ بنت عمر رض ابن خطاب قرشیہ عدویہ ماں اُنکی
زینب بنت مظعون ابن حبیب ابن وہب ابن حذافہ تھین اولاً خنیس ابن حذافہ سہمی بدری کے نکاح مین تھین بعد واقعہ
بدر و بقولے بعد غزوہ اُحد خنیس نے وفات پائی تو بعد انقضاے عدت سال سوم یا سال دوم ہجرت مین حضرت صلعم نے نکاح کیا

ولادت حفصہ پانچ برس پیشتر بعثت رسول اللہ سے ہوئی اور سن پینتالیس ہجری میں بعمر ساٹھ سال عہد سلطنت معاویہ ابن ابی سفیان میں
وفات پائی مروان نے نماز جنازہ پڑھی عبد اللہ و عاصم دونوں بھائیوں حفصہ نے معہ اپنے برادرزادے کے قبر میں رکھا جنت البقیع میں
مزار شریف واقع ہے اور مروان کی نماز پڑھنے کا یہ سبب تھا کہ ان دنوں مروان مردود جانب معاویہ ابن ابی سفیان سے حاکم مدینہ تھا مرویات حفصہ
ساٹھ حدیثیں ہیں متفق علیہ چار و فرد مسلم چھ اور باقی اور کتب میں ہیں روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ کے مزاج میں تیزی و غصہ بہت تھا
یہاں تک کہ حضرت صلعم نے چاہا تھا کہ طلاق دیں و لیکن طلاق دی تھی جب عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنا تو انکو بہت رنج ہوا
سو حضرت جبرئیل علیہ السلام بامر رب العالمین پیغام حبیب الاذعان لائے کہ حفصہ نماز گزار و روزہ دار ہے یہ عورت بہشت میں بھی تمہاری
بی بی ہوگی اسی وقت حضرت نے رجوع فرمائی خواہ ارادہ طلاق فسخ کیا یہ منقبت فضائل حفصہ میں شمار کی گئی پانچویں زینب بنت خزیمہ
ابن الحارث بن عبد اللہ ابن عمر ابن عبد مناف ابن ہلال ابن عامر ابن صعصعہ خواہر مادری میمونہ اول طفیل ابن حارث ابن عبد المطلب کے نکاح میں
تھیں جب اسنے طلاق دی تو عبیدہ ابن حارث اسکے بھائی نے نکاح کیا جب وہ غزوہ بدر میں شہید ہوے تب بعد انقضائے عدت
وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور صاحب مواہب لدنیہ نے لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں
جب وہ غزوہ احد میں شہید ہوے تب حضرت صلعم نے نکاح کیا وہ بوجہ صحیح کنیت انکی بسبب کثرت اطعام مساکین ام المساکین تھی
بعد نکاح دو مہینے یا تین یا چھ یا آٹھ زندہ رہیں اور صحیح یہ ہے کہ ماہ ربیع الثانی سال چہارم ہجری میں وفات پائی اور ماہ رمضان
سال سوم ہجرت میں نکاح ہوا تھا اور بقیع میں مدفون ہیں اور بقیع ایک قبہ ہے جسکو قبہ ازواج بولتے ہیں چھٹویں ام سلمہ
قدیمۃ الاسلام مہاجرہ حبشہ بنت ابی امیہ سہیل ابن المغیرہ مخزومیہ نام انکا ہند تھا اور ماں انکی عاتکہ بنت عامر علی قول صاحب جامع الاصول
والمواہب و بقولے عاتکہ بنت عبد المطلب و فیہ نظر اول ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد بن عبد یالیل کے نکاح میں تھیں انسے عمر و سلمہ و زینب
و درہ پیدا ہوے جب ابو سلمہ غزوہ احد میں مجروح ہوکر بتاثیر جراحت کسی سریہ میں فوت ہوے تو ابو بکر نے پیغام نکاح کیا ام سلمہ نے
انکار کی پھر حاطب ابن بلتعہ حضرت کا پیغام لایا اور تیسیر الوصول میں ہے کہ عمر بن خطاب حضرت کا پیغام لائے ام سلمہ نے کہا مرحبا
برسول اللہ لیکن میں عورت بوڑھی ہوں اور لڑکے یتیم رکھتی ہوں اور میرے مزاج میں غیرت بھی بہت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عورتیں جمع کرتے ہیں اور میرے اولیا حاضر نہیں یہ حال سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ فرما ہوے
اور ارشاد کیا کہ میں عمر میں تجھسے زیادہ ہوں اور خدا اور رسول یتیموں کا کفیل ہے اور غیرت کو اللہ دفع کریگا اور موجودگی اولیا فرد ہے تیرے
کوئی ایسا نہیں کہ میرے باب میں انکار کرے تب ام سلمہ نے عمر اپنے بیٹے نابالغ سے کہا میرا نکاح رسول اللہ صلعم سے کر اسنے نکاح کر دیا
اور حضرت صلعم نے زینب کے گھر میں انکو لاکر رکھا کیونکہ انکی وفات ہو چکی تھی اور گھر خالی تھا یہ معاملہ ماہ شوال سال چہارم ہجری میں واقع ہوا
مرویات انکی کتب حدیث میں تین سو چوہتر ہیں انمیں منجملہ متفق علیہ تیرہ اور فرد بخاری تین حدیثیں اور فرد مسلم تیرہ اور باقی اور کتابوں
میں ہیں کذا فی روضۃ الاحباب اور وفات انکی مواہب لدنیہ میں سال باسٹھ ہجری میں لکھی اور بہجۃ المحافل میں سال انسٹھ ہجری
لکھی ہے نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھی جنت البقیع مدفون ہیں عمر انکی چوراسی برس کی ہوئی اور بروایت مشہور عمر

ام سلمہ آخرین ازواج رسول اللہ میں وفات میں مگر بعضے میمونہ کو قرار دیتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے
ام سلمہ نے وفات پائی ہے **ساتوین** زینب بنت جحش اسدیہ اور والدہ انکی امیمہ بنت عبد المطلب تھین یعنی حضرت صلعم کی پھوپھی کی بیٹی
تھین اصل انکا نام برہ تھا سو حضرت صلعم نے دیکھا کہ یہ نام مشعر تزکیہ نفس ہے اور کریمہ لاتزکوا انفسکم کے خلاف ہے اسلیئے زینب نام رکھدیا
اول نکاح انکا زید ابن حارثہ سے ہوا اور جب زید نے طلاق دی تو حضرت صلعم نے نکاح کیا روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے زینب کے ساتھ
زید کا نکاح کرنا چاہا تو خود زینب اور عبد اللہ برادر زینب نے بسبب شرافت نسب اپنی اور نازک مزاجی اور حسب کے انکار کیا تو حضرت صلعم نے

فرمایا وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا یعنی
کام نہین کسی ایماندار مرد یا عورت کا جب ٹھہرادے اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہ انکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم
چلا اللہ اور اسکے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر یہ سنکر زینب و عبد اللہ راضی ہوے کہ حضرت صلعم نے نکاح کر دیا اور معالم میں ہے
کہ حضرت نے دس دینار اور ساٹھ درہم اور ایک اوڑھنی اور ایک کرتہ اور ایک لنگا اور ایک چادر کلان اور پچاس مد گیہون اور
تیس صاع خرمے خشک زینب کے پاس بھجوائے بالجملہ زینب زید کے گھر میں رہنے لگین مگر زید انکی نظر مین حقیر و کم رتبہ لگتے اس سبب
باہم لڑائی ہوا کرتی اور موافقت مزاجی نہوتی اور زید ہمیشہ حضرت صلعم سے شکوہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ مین زینب کو
چھوڑے دیتا ہون مگر حضرت صلعم منع فرماتے اور کہتے کہ میری خاطر سے تمنے اسکو قبول کیا ہے اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے
لیکن جب مکرر یہ معاملہ گذرا اور بار بار قضیہ ہوا تو حضرت صلعم کے دل میں آیا کہ اگر زید چھوڑیگا تو زینب کی دلجوئی بغیر اسکے نہین
کہ مین نکاح کرون لیکن منافقون کی بدگوئی سے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ کہینگے اپنے بیٹے کی جورو گھر مین رکھی حالانکہ لے پالک کو حکم بیٹے کا
کسی امر مین نہین ہے اور اللہ جل شانہ نے حضرت کو ایک سال پیشتر ہی آگاہ کر دیا تھا کہ زینب تمھاری بی بی ہونگی آخرکار ایک دن زید نے آکر کہا
یا حضرت تنگ ہوکر مین نے زینب کو طلاق دی آنجناب خاموش ہورہے جب عدت کے ایام گذر گئے تو زید ہی کو بھیجا کہ تم جاکر میرے ساتھ نکاح کا
پیغام دو تاکہ معلوم ہو کہ وقوع اس امر کا زید کی رضامندی سے ہوا ہے الغرض زید نے نکاح کا پیغام دیا زینب نے کہا جب تک مین اپنے اللہ سے مشورہ
نہ کرلونگی اسکا جواب دونگی سو زینب نے دو رکعت نماز ادا کرکے دعا مانگی یا الہی تیرا پیغمبر مجھسے نکاح کا پیغام کرتا ہے اگر مین اسکے لائق ہون تو مجھکو اسکے
نکاح مین دے اللہ تعالی نے سورۂ احزاب مین یہ آیت نازل فرمائی فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی پھر جب تمام کر چکا زید اس عورت سے اپنی غرض
ہمنے اسکو تیرے نکاح مین دیا یعنی جب زید نے اسکو چھوڑ دیا تب ہمنے تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور جسوقت یہ کریمہ نازل ہوئی آنحضرت صلعم عائشہ رضی اللہ عنہا کے
گھر مین تھے سو فرمایا کوئی زینب کو مبارکباد پہونچاوے کہ اللہ تعالی نے تیرا نکاح میرے ساتھ کر دیا اسی وقت مسماۃ سلمی خادمہ نے
یہ بشارت سراسر سعادت زینب کو پہونچائی انھون نے سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور سلمی کو انعام سے سرفراز کیا پھر دو مہینے کے روزہ شکریہ
رکھے اور بعد نزول آیت حضرت صلعم زینب کے گھر مین تشریف لائے تو زینب نے کہا یا رسول اللہ بلا خطبہ گواہ نکاح کسطرح ہو کہا
آنجناب نے فرمایا اللہ المزوج وجبرئیل الشاہد اسی سبب سے زینب بطور افتخار اور بیبیون سے کہا کرتی تھین کہ متولی میرے نکاح کا
خدا ہے اور تمھاری متولی اولیا ہین الغرض اللہ ہی کے فرمانے سے نکاح بندھ گیا ظاہر مین نکاح کرنیکی حاجت نہوئی جسطرح

اب کوئی مالک اپنی لونڈی و غلام کا نکاح کرے مگر جاننا چاہیے کہ یہ بات از جملہ خصوصیات حضرت صلعم سے ہے اور کسی کو جائز
نہین ہے کہ بلا مہر و گواہ نکاح کرے یہ معاملہ سال پنجم ماہ ذیقعدہ مین بقول صاحب مواہب لدنیہ واقع ہوا اور سخاوی کے نزدیک
سال چہارم مین بعد اس معاملہ کے زینب رضی اللہ عنہا نے کھانا بہتر پکوا کر لوگون کو کھلایا اور منافقون نے طعنے دیے کہ محمد نے اپنے
بیٹے کی عورت کو گھر مین ڈالا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور مرویات انکی کتب حدیث
مین گیارہ حدیثین ہین دو حدیث متفق علیہ اور باقی اور کتابون مین عمر ترپن برس کی ہوئی اور بعضون نے تیئیس بیان کی ہے اور وفات
سال بستم ہجری مین ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ ادا فرمائی اور محمد ابن عبد اللہ ابن جحش اور اسامہ ابن زید نے قبر مین رکھا
بقیع مین مدفون ہین حضرت عائشہ انکی شان مین فرماتی ہین کہ نہین تھی کوئی عورت انسے بہتر دین مین اور ڈرنے والی اللہ سے اور
بڑی صادقہ اور بڑی سلوک کرنے والی اپنے ناتے دارون سے اور بہت اللہ دینے والی اور بہت خرچ کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل مین جسمین
ثواب صدقہ کا ہو اور قرب خدا کا حاصل ہو **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے کہ سبب حقیر لگنے زید کا نظر زینب مین اور انکار کرنے عبد اللہ کا تزوج سے
یہ تھا کہ زید ابن حارثہ کو انکی والدہ مسماۃ سعدی بنت ثعلبہ کہ قبیلہ بنی معن بن طی مین سے تھی لیکر واسطے ملاقات اپنی قوم کے نکلی
اور بنی معن نے ایک قوم کو جاہلیہ مین لوٹ لیا تھا تو انکا گذر بنی معن پر ہوا تو ان لوگون نے زید کو اٹھا لیا تھا یہ ان دنون آٹھ برس کے تھے
سو انکو بازار عکاظہ مین لا کر بیچا اور حکیم بن حزام بن خویلد نے اپنی پھوپھی خدیجہ کے لیے چار سو درہم کو مول لیا جب حضرت صلعم نے
خدیجہ سے نکاح کیا انھون نے آنحضرت کو ہبہ کر دیا بعد اسکے انکی خبر انکے اہل کو پہونچی سو حارثہ اور کعب دونون بھائی لینے کو آئے اور کچھ
روپیہ دینے لگے حضرت نے زید کو اختیار دیا کہ چاہو یہان رہو میرے پاس یا اپنے باپ چچا کے ساتھ جاؤ زید نے حضرت کی خدمت مین
رہنا اختیار کیا بسبب اسکے کہ سلوک و احسان حضرت کا اپنے ساتھ دیکھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید کو ہمراہ لیکر اسی وقت حجر کی
طرف تشریف لائے اور فرمایا اے حاضرین گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے وارث ہوگا میرا اور مین وارث ہونگا اسکا سو مشہور ہوے زید ابن محمد
یہانتک کہ وقت ظہور اسلام آیا اور یہ کریمہ ادعوہم لاباۂہم ہو اقسط عند اللہ یعنی پکارو انکو ساتھ نام انکے باپون کے کہ یہ افضل ہے تب کہنے لگے
لوگ انکو زید ابن حارثہ اور آنحضرت صلعم زید سے دس یا بیس برس بڑے تھے اور ایک قول کے موافق اول مردون سے زید ہی اسلام لائے ہین
بعد اسکے حضرت نے ام ایمن اپنی لونڈی آزاد سے انکا نکاح کر دیا کہ انسے اسامہ پیدا ہوے پھر نکاح کیا زینب بنت جحش سے تو اس سبب سے
کہ زید غلام تھے زینب کو عار و ننگ تھا اور اس سبب سے زید حقیر نظر آتے تھے انکی نظر مین اور فضائل زید کے بہت ہین از انجملہ یہ کہ
اللہ تعالی نے قرآن مین کسی صحابی کا نام نہین لیا مگر زید کا کما قال فلما قضی زید منہا وطرا از انجملہ حضرت نے فرمایا ہے کہ زید محبوب ترین
لوگون سے ہے میری طرف اور اسامہ بیٹا اسکا بعد اسکے اور روایت کین حدیثین انسے اسامہ نے اور بھی اور اصحابون نے وفات پائی یعنی
شہید ہوے غزوہ موتہ مین حالت امارت مین عمر پچپن برس کی ہوئی اور وقت وفات سال ہشتم ہجری ماہ جمادی الاول تھا آٹھوین جویریہ
خزاعیہ مصطلقیہ بنت الحارث ابن ابی ضرار انکا نام بھی برہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھا اول شافع ابن صفوان مصطلقی
اپنے چچا زاد بھائی کے نکاح مین تھین جب شافع غزوہ مریسیع مین کہ اسکو غزوہ مصطلق بھی بولتے ہین مارا گیا تو جویریہ لوٹ مین آئین اور ثابت

فائدہ

فضائل زید

احوال زید

ابن قیس ابن شماس اور اُسکے چچیرے بھائی کے حصے میں پڑیں اور جویریہ از بس حسینہ و جمیلہ تھیں ایک روز حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے تھے جویریہ نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ میں مسلمان ہوں حارث ابن ضرار سردار قوم کی بیٹی ہوں اور ثابت
اور اُسکے بھائی نے مجھکو مکاتبہ کر دیا ہے سو آپ بدل کتابت میں میری اعانت فرماویں آنجناب نے بدل کتابت ادا کر کے جویریہ کو آزاد کیا اور
سال ششم ہجری میں اُنسے نکاح فرمایا وفات انکی سال پنجاہ و شش ہجری میں ہوئی جنت البقیع میں مدفون ہیں اور عمر ہفتاد برس کی ہوئی اور
بعضے پینسٹھ برس کی کہتے ہیں مرویات انکی سات حدیثیں ہیں دو بخاری اور دو مسلم میں اور باقی اور کتب میں نماز جنازہ مروان حاکم مدینہ نے
پڑھائی تھی نوین ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن صخر ابن حرب ماں انکی صفیہ بنت ابی العاص عمہ عثمان نام انکا اول رملہ تھا اول نکاح عبید اللہ
ابن جحش میں تھیں اسی سے حبیبہ بیٹی ہوئی تھی جب عبید اللہ کے ساتھ ہجرت ثانیہ حبشہ کو ہجرت کر گئیں تو عبید اللہ نصرانی ہو کر مر گیا اور ام حبیبہ
مسلمان رہیں سال ہفتم ہجری میں حضرت صلعم نے عمرو ابن امیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام دے اور قبل ورود عمرو
ام حبیبہ نے خواب دیکھا تھا کہ کوئی پکارتا ہی یا ام المومنین ام حبیبہ نے تعبیر کی تھی کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات مطہرات میں
داخل ہونگی جب عمرو نجاشی کے پاس پہونچے تو نجاشی نے ابرہہ اپنی لونڈی کو ام حبیبہ کے پاس بھیجا وہ نہایت خوش ہوئیں اور زیور دست و پا
اپنا اُسکو عنایت کیا اور خالد ابن سعید ابن العاص کو وکیل کیا اور نجاشی نے مجلس آراستہ کی اور جعفر ابن ابی طالب وغیرہ مہاجرین حبشہ کو
جو وہیں موجود تھے طلب کر لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خطبۂ نکاح پڑھا اور سو مثقال طلا یا چار ہزار درہم کا مہر مقرر کیا اور
وکیل ام حبیبہ کو عنایت کیے اُسنے ام حبیبہ کے پاس پہونچا دیے ازانجملہ ام حبیبہ نے پچاس مثقال سونا ابرہہ کو بھیجا اور عذر کیا کہ تیری خدمت
مجھسے زیادہ نہیں ہو سکتی ہی قدر قبول کر ابرہہ نے وہ زیور اور طلا واپس کیا اور کہا کہ میں اسکی خواہش مطلق نہیں رکھتی صرف یہی درخواست ہی
کہ جب آپ درگاہ رسول خدا میں فیضیاب ہوں تو میرا اسلام عرض کر کے اطلاع دیں کہ میں مسلمان ہوں اور شب و روز دل و زبان آپکے درود سے
بھرے رہتے ہیں بعد ازان نجاشی کی مستورات نے ارگجے و خوشبوئیان مرتب کر کے ام حبیبہ کو بھیجے بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ جب خبر استحکام
سلسلۂ عقد مناکحت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آنجناب نے شرجیل ابن حسنہ کو جانب حبشہ روانہ کیا تاکہ ام حبیبہ کو لے آئیں چنانچہ
وہ گئے اور ام حبیبہ کو لائے اور نجاشی نے جعفر ابن ابی طالب وغیرہ مہاجرین حبشکو مع عریضہ و پیراہن و پائجامہ اور ایک جفت موزہ سیاہ کے
روانہ کیا اور بعد نزول مدینہ زفاف واقع ہوا پھر ام حبیبہ نے ابرہہ کا سلام کہا اور حال مفصلہ بیان کیا حضرت صلعم نے فرمایا و علیہا السلام
و رحمۃ اللہ و برکاتہ اندنوں عمر ام حبیبہ کی تیس برس کی تھی اور بعضے تیس برس کئی مہینے کی بیان کرتے ہیں مع ہذا ہو الصحیح اور بعضے کہتے ہیں
کہ ام حبیبہ مدینے میں لائے اور عثمان ابن عفان نے حضرت کے ساتھ نکاح کر دیا وفات انکی عہد معاویہ ابن ابی سفیان میں واقع ہوئی
اور مروان نے نماز پڑھی جنت البقیع میں مدفون ہیں اور سال چہالیس یا چوالیس ہجری تھے اور بعضے وفات انکی شام میں بیان کرتے ہیں
لکنہ ضعیف مرویات انکی پینسٹھ حدیثیں ہیں متفق علیہ دو اور فرد مسلم ایک اور تتمہ اور کتب میں بہجۃ المحافل میں ہی کہ متولی نکاح حبشہ میں
عثمان ابن عفان تھے یا خالد ابن سعید ابن العاص و بقولے نجاشی یا خصائص آنحضرت میں ہی بعد آنیکے حضرت صلعم نے دوسری بار
واسطے خوشی خاطر ابی سفیان کے بولایت ابی سفیان تجدید نکاح فرمائی تھی دسوین حضرت صفیہ بنت حیی ابن اخطب ابن سعد ابن ثعلبہ

مشکوٰۃ کے نسخوں میں عبید اللہ ابن جحش ہے مگر یہ غلطی ہے صواب عبید اللہ بصیغۂ تصغیر ہے چنانچہ نسائی اور در اصول وغیرہ میں ہے ۱۲ منہ

مہر ام حبیبہ چار ہزار درہم تھا و چار سو دینار کہ دو کلہ اور دو ہل ناسخ اور حیثہ اور مکھونکے پانچ پانچ سو مالکسم ہو ۱۲ منہ

اولاد ہارون علیہ السلام سے تھیں اور نام انکی ضرہ یا برہ بنت سموال اخت رفاعہ بنت شموال سبط لاوی ابن یعقوب اول سلام
ابن مشکم کے نکاح مین تھیں پھر کنانہ ابن الحقیق کے پاس اور جب وہ خیبر مین قتل لیا گیا تو صفیہ لوٹ مین آئین اور دحیہ کلبی کے حصہ
مین ایک آدمی نے حضرت سے کہا کہ صفیہ سردار بنی قریظہ ونضیر ہے اسواسطے آنحضرت نے سات لونڈیان دحیہ کلبی کو دین اور صفیہ کو لیکر آزاد
اور اپنے نکاح مین لائے اور مہر اعتاق قرار دیا اور منزل صہبا مین بعد استبرا زفاف واقع ہوا عمر انکی سترہ برس کی تھی اور سال چھتیس
یا پچپن ہجری مین وفات پائی جنت البقیع مین مدفون ہین ولیکن بعد خلافت حضرت فاروق مین وفات ہوئی انھین نے نماز جنازہ پڑھی
مرویات انکی دس حدیثین ہین ایک متفق علیہ اور تتمہ اور کتب مین حضرت صفیہ کے رخسارے پر ایک نیلہ داغ حضرت صلعم نے دیکھا تو پوچھا
یہ داغ کیسا ہے عرض کیا کہ جب آپ خیبر مین تشریف لائے اور محاصرہ کیا تو مین نے خواب مین دیکھا کہ چاند میری بغل مین آیا ہے مین نے یہ خواب
شوہر سے کہا اُسنے طمانچہ زور سے مارا کہ رخسارہ نیلا ہو گیا اور کہا کہ تو چاہتی ہے کہ اس بادشاہ کے بغل مین ہو وے گیارھوین میمونہ بنت الحارث ہلالیہ
بنت حارث اول نام انکا برہ تھا آنحضرت نے میمونہ رکھا زمان جاہلیت مین زوجہ مسعود ابن عمرو ثقفی تھین پھر عبد اللہ ابن ابی رہم
بضم را وسکون ہا عامری یا خویطب ابن عبد العزی یا فروہ ابن عبد العزی یا عبد یالیل ابن عمرو کے نکاح مین آئین جب کہ زوج ثانی مر گیا
سال ذیقعدہ ہفتم ہجری مین موضع سرف مین حضرت نے نکاح کیا اور جعفر ابن ابیطالب وعباس ابن عبد المطلب متکفل نکاح ہوے اسوقت
حضرت صلعم واسطے ادائے عمرہ قضا کے تشریف لیے جاتے تھے وقت مراجعت اُسی موضع مین زفاف واقع ہوا اور اتفاقات قضا وقدر سے سال پنجاہ یکم
مین اُسی جگہ انکی وفات ہوئی لہذا اُس مقام کو میمونہ بولتے ہین نماز جنازہ ابن عباس نے پڑھی اور یزید ابن الاصم وعبد اللہ ابن شداد
وابن عباس ہمشیرہ زادون نے قبر مین رکھا مرویات انکی چھہتر حدیثین ہین سات متفق علیہ اور ایک فرد بخاری ہے اور پانچ فرد مسلم اور باقی اور
کتابون مین پوشیدہ نرہے کہ یہ بیبیان وہ ہین جنمین کسی طرح کا اختلاف نہین بارھوین ریحانہ بنت شمعون کہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھین
مگر غزوہ بنی قریظہ مین ہاتھ آئین اور محرم سال ہشتم مین حضرت نے آزاد فرمائے اور بارہ اوقیہ مہر معین کرکے نکاح کیا کذا فی القول البدیع
اس قول کو واقدی اور ابن اثیر نے ترجیح دی ہے اور قسطلانی وابن عبد البر وجمال الدین محدث نے سرایی مین لکھا ہے وفات انکی حجۃ الوداع
وقت رجوع مین ہوئی قبرستان مدینہ مین مدفون ہین مخفی نرہے کہ سوائے ریحانہ وخدیجہ وزینب بنت خزیمہ کے نو بیبیان جو اور ہین سو بعد وفات

حضرت صلعم کے زندہ رہی ہین اور سبکی شان مین اللہ نے فرمایا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم اور یہ بھی واضح ہو
کہ امیت ازواج آنحضرت حرمت نکاح ووجوب اکرام مین ہے نہ جواز نظر وخلوت ووجوب نفقہ وثبوت میراث مین علامہ بغوی فرماتے ہین کہ
مطہرات رسول اللہ صلعم امہات مومنین ہین نہ امہات مومنات اور انکی بیٹیان اور بیٹے اور بھائی اور بہن اور مادر اور پدر بطور نسب برادر وخواہر
واخوال وخالات وجد وادی وداد انہ بولے جائینگے اور کرمانی شارح صحیح بخاری نے اس باب مین اختلاف بیان کیا ہے کذا فی شرح درر التقریب
وحزب التوسل الی سید الانبیاء والرسل لمولانا ومقتدانا زبدۃ المحققین مولوی حافظ محمد ولی اللہ الفاطمی الفرخ آبادی تغمدہ اللہ بغفرانہ
واسکنہ بحبحۃ جنانہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی تھین ہم مردون کی ماں ہین نہ عورتون کی فائدہ ازواج
مطہرات کی قوم سے تھے چھہ قریش سے خدیجہ بنت خویلد وعائشہ بنت ابی بکر وحفصہ بنت عمر ابن الخطاب وام حبیبہ بنت ابی سفیان

وام سلمہ بنت ابی امیہ وسودہ بنت زمعہ اور چار نفر عربیہ غیر قریش زینب بنت جحش و میمونہ بنت الحارث ہلالیہ و زینب بنت خزیمہ ام المساکین
وجویریہ بنت الحارث خزاعیہ اور ایک غیر عربیہ بنی نضیر سے صفیہ بنت حیی ابن اخطب اور ایک بنی نضیر یا بنی قریظہ سے ریحانہ بنت شمعون
خواہ بنت زید بن عمرو اور زوجات کے دو گروہ تھے ایک گروہ عائشہ و حفصہ و سودہ و صفیہ کا اور دوسرا گروہ ام سلمہ و غیرہا کا اور باہم ازواج کے
غیرت اور رشک بھی گاہ گاہ ظاہر ہو جاتا تھا کہ بیان اسکا فائدہ علیحدہ ہیں بعد بیان زوجات اور سراری کے انشاء اللہ لکھا جاویگا مخفی نہ رہے
کہ مواہب لدنیہ میں سوائے ازواج مطہرات مذکورۃ الصدر کے بارہ بیبیان اور بھی لکھی ہیں کہ اُنسے حضرت صلعم نے خطبہ خواہ نکاح فرمایا اور
قبل دخول یا بعد دخول تفریق واقع ہوئی ایک شراف بفتح شین معجمہ و تخفیف را و بفا بنت خلیفہ کلبیہ خواہر دحیہ کلبی کی تھی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عقد کیا مگر شراف نے قبل دخول وفات پائی دوسری خولہ بنت ہذیل ابن ہبیرہ کہ یہ بلا مہر نکاح میں در آئی یعنی اپنے نفس کو
ہبہ کیا اور قبل دخول اُسنے وفات پائی اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک وہ عورت جسنے اپنے نفس کو ہبہ کیا میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بقولے
زینب بنت جحش تھیں و بقولے زینب بنت خزیمہ اور بعض کہتے ہیں ایک عورت بنی عامر سے تھی ام شریک القرشیہ العامریہ کہ نام اسکا
غزیہ بضم عین و فتح را و تشدید یا تحتانیہ بنت عامر بن عوف بن عامر بن لوی تھا اور بعضے کہتے ہیں بنت داود بن عوف تھی اور بعضے سوائے اسکے
کہتے ہیں تیسری عمرہ بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم اور جامع الاصول میں اسماء کندیہ کو جونیہ لکھا ہے اور مواہب میں لکھا ہے اسماء بنت النعمان
بن ابی الجون الکندیۃ الجونیہ اور ابو عمر نے لکھا ہے عمرہ بنت عبید ابن ادس ابن کلاب کلابیہ اور مدارج میں ہے کہ بالاتفاق آنحضرت نے
اس عورت سے نکاح کیا ہے اور سبب مفارقت میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے اُسکو طلب کیا وہ نہ آئی اور بعضے کہتے ہیں
کہ اس عورت نے کہا اعوذ باللہ منک چنانچہ جامع الاصول میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بنت الجون حضرت کے پاس آئی
اور کہنے لگی اعوذ باللہ منک حضرت نے فرمایا تو نے پناہ بزرگ پکڑی اپنے گھر جا کنایہ طلاق کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ
ابو اسید سے فرمایا دو کپڑے اسکو دیکر اسکے گھر پہونچا دے اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ سے فرمایا تین کپڑے متعہ کے دیکر رخصت کرو
اور بعضوں نے اس عورت کا نام امیمہ اور بعضوں نے امام بیان کیا ہے الغرض جسنے اعوذ باللہ منک کہا ہے اُسکے نام میں اختلاف کثیر ہے اور یہ بھی اختلاف ہے
کہ اُسنے اپنی طرف سے کہا یا بسبب رشک اور غیرت کے بعض ازواج رسول اللہ صلعم نے سکھلا دیا چوتھی اسماء بنت النعمان کندیہ اسکو حضرت نے
قبل دخول طلاق دی ایک روایت میں کلمہ اعوذ باللہ منک اسی کی زبان سے صادر ہوا ہے پانچویں قتیلہ بقاف و تا فوقانیہ بصیغہ تصغیر بنت
قیس خواہر اشعث ابن قیس کندی اسکو اشعث نے حضرت صلعم سے عقد کیا اور وہ موجود نہ تھی اور قبل ورود اسکے حضرت صلعم نے وفات پائی ایک روایت ہے
کہ آنجناب نے وصیت فرمائی تھی کہ یہ عورت مختار ہے چاہے پردے میں رہ کر امہات مومنین میں داخل ہو اور چاہے جدائی اختیار کرے
سو جب وہ آئی تو اُسنے جدائی اختیار کی اور عکرمہ ابن ابی جہل کے نکاح میں آئی جب یہ خبر حضرت ابوبکر صدیق کو پہونچی تو آنجناب نے چاہا
کہ گھر اسکا جلاویں حضرت عمر نے کہا یہ عورت امہات المومنین میں داخل نہیں ہے کیونکہ حضرت صلعم نے دخول نہیں فرمایا اور نہ اُسکو پردے میں رکھا اور
ایک روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مرتد ہو گئی چھٹویں سنا بنون یا سبا بباء موحدہ یا اسماء بنت الصلت سلمیہ کہ جب حضرت صلعم نے اُسکو خواستگاری
فرمائی اور یہ خبر اُسنے سنی تو خوشی سے مر گئی اور ایک روایت ہے کہ ایام دبنی سلیم نے حضرت سے التماس کیا کہ میری بیٹی زیب و زینت و جمال میں آپکے لائق ہے آپ اسکو نکاح میں لاویں حضرت نے

اُسی کی خواہش فرمائی یا ارادہ خواستن فرمایا تو اُس مرد نے اُسکی تعریف مین کہا کہ ایک صفت اُسمین یہ ہی کہ ہرگز اُسکو
مرض و زحمت لاحق نہین ہوا ہی حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو اُسکی حاجت نہین ہی اس مقام سے نکلا کہ جسکو کبھی مرض یا زحمت
لاحق نہو وہ آدمی اچھا نہین ہی ساتوین لیلی بنت الخطیم بفتح خاء معجمہ و کسر طاء مہملہ اخت قیس اس سے حضرت صلعم نے عقد فرمایا یہ
عورت نہایت غیور تھی سو اسنے فسخ نکاح چاہا حضرت نے منظور کیا اور اُسکو بھیڑیے نے کھا لیا اور بعضون کے نزدیک اُسنے اپنے
نفس کو ہبہ کیا تھا کذا فی المواہب آٹھوین ام شریک غزیہ بغین و زاء معجمہ بصیغہ تصغیر بنت عامر ابن عوف کہ بنی عامر سے تھی
اور بعض کے نزدیک قبیلہ انصار سے اور بقولے قبیلہ اُس سے تھی اُس سے بھی آنحضرت نے نکاح کیا اور قبل دخول و بقولے بعد دخول
مفارقت فرمائی نوین اسمیہ بنت کعب کہ پیش از دخول مفارقت فرمائی اور بعضے کہتے ہین اسی نے استعاذہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہین
کہ دخول فرمایا اور اُسنے حضرت کے پاس وفات پائی اور قول اول اصح ہی اور بعضے کہتے ہین کہ نکاح نہین کیا صرف خواستگاری فرمائی تھی
کذا فی المدارج والمواہب و روضۃ الاحباب مین ہی کہ اسکی ران مین سفید داغ تھا لہذا آنجناب نے مفارقت فرمائی دسوین فاطمہ
بنت الضحاک کلابیہ کہ حضرت نے اس سے نکاح فرمایا اور قبل دخول آیۂ تخییر نازل ہوئی سو اُسنے دنیا کو اختیار کیا آخرکار
اُسکی یہ نوبت پہونچی کہ استخوان خرما و برواتے سرگین چنا کرتی تھی کسی نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین وہ بدبخت ہون جسنے
اختیار کیا دنیا کو خدا اور رسول پر گیارھوین عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف اسکو بھی حضرت نے قبل دخول طلاق دی
بارھوین ایک عورت بنی غفار سے کہ نام اُسکا صحیح معلوم نہین ہوا اُسکو بھی حضرت صلعم نے قبل دخول طلاق دی اور قسطلانی
فرماتے ہین کہ اس عورت کے بدن مین داغ سفید تھا اور مدارج مین ہی کہ یہ عورت بنی مرہ بن عوف ابن سعد سے تھی اس سے
حضرت نے نکاح کرنا چاہا تو اُسکے باپ نے دروغ کہدیا کہ اُسکے سفید داغ ہی پھر جب وہ گھر آیا تو اُسکے داغ سفید تھے **فائدہ**
یہ بارہ بیبیان جنکا ذکر کیا گیا اُنہین سے شراف اور خولہ قبل دخول حضرت صلعم کے مری ہین اور مسماۃ سنا سے بالاتفاق
نوبت زفاف نہین پہونچی لیکن اسقدر اختلاف ہی کہ وفات پائی یا مطلقہ ہوئی اور مسماۃ ملیکہ مین اختلاف دخول اور عدم دخول
اور فوت اور طلاق ہی اور مسماۃ عالیہ کے دخول مین اختلاف ہی اور طلاق مین اتفاق اور ام شریک مین اختلاف ہی اور قتیلہ سے
بالاتفاق دخول نہین فرمایا اور جب حضرت صلعم نے وفات پائی تو یہ زندہ تھی اسی سبب سے بعض کے نزدیک حضرت صلعم نے
دس بیبیان چھوڑین ہین اور مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ کتب معتبرہ سے واضح ہی کہ چند عورتین اور بھی ہین کہ اُنسے
حضرت صلعم نے خطبہ کیا اور نکاح نہین کیا ایک ام ہانی بنت ابیطالب کہ نام انکا فاختہ بروایت صحیحہ تھا کہتے ہین کہ عہد جاہلیت مین
حضرت صلعم نے اور ہبیرہ ابن وہب مخزومی نے اُنکی خواہش کی تو ابیطالب نے ہبیرہ سے عقد کردیا حضرت صلعم نے ابیطالب سے
شکایت کی ابوطالب نے کہا اے پسر برادر مجھسے اور قوم وہب سے مصاہرت واقع ہوئی ہی اور انھی سے انکی بیٹی چاہی تھی سو طریقہ کرم
مقتضی ہوا کہ مکافات اُسکی کرون پھر فاختہ کے اولاد ہوئی جعدہ و عمرو و یوسف و ہانی تب کنیت اُنکی ام ہانی واقع ہوئی
اور فتح مکہ مین ام ہانی ایمان لائین اور بسبب کفر ہبیرہ کے مفارقت واقع ہوئی اُسوقت حضرت صلعم نے خطبہ کیا ام ہانی نے کہا

والد مین جاہلیت مین بکو دوست رکھتی تھی پس کسطرح اسلام مین دوست نہ رکھونگی مجکو تم آنکھون سے زیادہ عزیز ہو
مگر مین ایک عورت ہون کہ اولاد یتیم رکھتی ہون مجھکو خوف ہے کہ اگر انکے حال کی رعایت کرونگی تو آپکی خدمت مین
قصور ہوگا اور جو آپکی خدمت مین مصروف رہونگی تو انکے حال کی رعایت نہو سکیگی یہ ضائع ہونگے اور مجھکو شرم
آتی ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین اور ایک لڑکا دودھ پیتا ہو اور ایک بستر پر تکیہ دیئے پڑا ہو حضرت صلعم نے
فرمایا کہ عورات قریش بڑی مہربان اولاد ہوتی ہین چنانچہ حضرت صلعم نے عذرات انکے قبول فرمائے وفات انکی زمانہ
معاویہ ابن ابی سفیان مین ہوئی دوسری خولہ بنت حکیم تیسری حرہ بنت حارث غطفانیہ چوتھی سودہ قرشیہ پانچوین
صفیہ بنت بشامہ بفتح باء موحدہ و تخفیف شین منقوطہ یہ عورت بعض غنایم مین ہاتھ آئی تھی آنحضرت نے فرمایا یہ چاہے
اپنے شوہر کو اختیار کرے اور چاہے مجھے اسنے شوہر کو اختیار کیا چھٹوین ضباعہ بضم ضاد معجمہ و تخفیف موحدہ بعد الالف
عین مہملہ مفتوحہ بنت عامر ساتوین امامہ بنت حمزہ ابن عبد المطلب کہ جب حضرت سے پیغام نکاح ہوا تو آنجناب نے
فرمایا کہ یہ میرے بھائی رضاعی کی بیٹی ہے آٹھوین غرہ بنت ابی سفیان اسکو ام حبیبہ ام المومنین نے عرض کیا حضرت صلعم
حضرت نے فرمایا کہ تیری زندگی مین یہ مجھپر حرام ہے نوین ایک عورت بنت جندب ابن حمزہ تھی دسوین ایک عورت تھی
کہ حضرت نے خطبہ کیا اسنے کہا مین اپنے باپ سے دریافت کرلون تو نکاح کرونگی جب اسکے باپ نے اجازت دی تو حضرت صلعم
فرمایا مین نے دوسری عورت کو ہم خانہ کیا ہے اب تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا اور سراری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بروایتے تین و بقولے چار تھین اول ماریہ بنت شمعون قبطیہ کہ مقوقس قبطی صاحب مصر والی اسکندریہ نے ہدیہ کی تھی
سو یہ صاحب جمال سفید پوست تھین مسلمان ہوئین حضرت نے بملک یمین تصرف کیا اور انسے حضرت کو محبت پیدا ہوئی
کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک نوع کا رشک پیدا ہوا تھا انھین سے ابراہیم پیدا ہوے اور ایک گھر انکے لیے حضرت نے
بنوایا جسکو مشربۂ ام ابراہیم کہتے ہین اب بھی اسکی زیارت کرتے ہین دوسری جمیلہ کہ بعض سبایا مین حضرت کو ملی تھی
تیسری ایک کنیز تھی کہ زینب بنت جحش نے آنجناب کو ہبہ کی تھی اور بقول ابن عبد البر وغیرہ چوتھی ریحانہ بنت زید
بن عمر خواہ بنت شمعون سبایاے بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھی فائدہ اصح یہ ہے کہ مہر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پانسو درہم سے زیادہ نہ تھا مگر ام المومنین صفیہ اور ام حبیبہ کا کہ صفیہ کا اعتاق انکا مہر تھا اور ام حبیبہ کا چارسو دینار
خواہ چار ہزار درہم تھے اور پانسو درہم ایکہزار پانسو چہتر ماشے کے ہوتے ہین اور کلدار اور ڈبل اور پتلی دار انگریزی روپیہ ایکسو
چار آنہ ہوتے ہین اور دار السلطنۃ لکھنؤ کے ایکسو چھتیس ۱۳۶ روپیہ پندرہ آنہ تین پائی اور پندرہ جز تیئیس سے اور چارسو
دینار خواہ چار ہزار درہم جو مہر ام حبیبہ کا تھا سو بحساب ماشہ بارہ ہزار چھ سو ماشے ہوتے ہین وبحساب کلدار و ڈبل
و پتلی دار ایکہزار پچاس روپیہ اور دار الخلافۃ لکھنؤ کے ایکہزار پچانوے دس آنہ پانچ پائی اور پانچ جز تیئیس سے
اور وجہ اختلاف روپیون کا یہ ہے کہ روپیہ کلدار اور ڈبل اور پتلی دار بارہ ماشے کا ہوتا ہے اور لکھنؤ کا ساڑھے گیارہ ماشے کا

سراری

فصل بیع ازواج

ف احوال ... امہات المومنین

فائدہ جن عورتون سے حضرت صلعم نے عقد کیا اور قبل دخول یا بعد دخول طلاق دی یا بوفات رسول اللہ مثل اور دخول مفارقت واقع ہوئی وہ سب مسلمانون پر امام شافعی کے نزدیک مطلقاً حرام ہین اور نووی نے اسکی تصحیح کی ہی اور امام الحرمین نے دخول شرط کیا ہی اور رافعی نے اسکی تصحیح فرمائی ہی اور سراری مدخولہ مین صحیح حرمت ہی مومنون پر کیونکہ وہ بلا اشتباہ امہات المومنین مین معدود ہین اور جو عورت کہ قبل دخول عقد حضرت مین اس جہان سے سفر کر گئی وہ بھی بالاتفاق ام المومنین ہی فائدہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے قوت مباشرت چالیس نفر تک کی عنایت کی تھی اسی واسطے مباح تھا کہ جس تعداد سے چاہین عورتین اپنے نکاح مین لائین بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلعم ایک رات مین سب بیبیون کے پاس پھر آتے تھے اور وہ گیارہ تھین اور ایک روایت مین نو اور ہم اصحاب باہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت کو تیس نفر کی قوت اللہ نے دی ہی اور طاؤس اور مجاہد سے روایت ہی کہ قوت چالیس تن کی تھی اور ایک روایت مین قوت چالیس مرد اہل جنت کی دی گئی تھی اور روایت صحیح مین آیا ہی کہ ہر ایک اہل بہشت کو قوت سو مرد کی ہوتی ہی اکل اور شرب اور جماع مین اور یہ کمال فضل اور شرف اور امتیاز آنحضرت ہی رجال امت پر اور حکمت تکثیر نسا یہ تھی کہ احکام درونی جنسے واقفیت مشکل ہی امت پر بیان کرین

ف حضرت ... قوت تھی

کہ عبارت زیادت تکلیف بہ قیام حقوق وحسن معاشرت وصحبت اور صبر تحمل سے ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے نوبت اور بیتوتت اور نفقہ اور کسوت وغیرہ حقوق مین جو قدرت آنحضرت مین تھی عدل فرماتے تھے اور بہترین سیرت وحسن معاشرت سے بسر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اہل وعیال سے بہ حسن معاشرت اور سیرت رہتا ہی وہ بہترین مردم ہی کیونکہ مین بہترین تمہارا ہون اپنے اہل کے ساتھ مگر درباب محبت فرماتے تھے کہ خداوندا یہ قسم اور عدالت جو مین کرتا ہون میرے اختیاری ہی اور اُسپر قدرت رکھتا ہون مگر جس چیز کا مالک نہین ہون اوسپر ملامت نہ کرنا یعنی محبت اور مجامعت مین بعضے کہتے ہین کہ رعایت سادات حضرت پر واجب تھی مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ محض کرم اور تفضل اور مروت بطیب قلوب ازواج تھی اور باوجود اسکے اسطرح فرماتے تھے کہ گویا واجب ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر فرماتے تو قرعہ ڈالتے جس بی بی کے نام قرعہ پڑتا اسی کو ہمراہ رکاب لیجاتے تھے کذا فی المدارج فائدہ باوجود اس عدل اور انصاف کے ازواج مطہرات مین باہم غیرت اور رشک گاہ گاہ ظہور پذیر تھا اور یہ بحکم طبیعت بشریہ اور مقتضاے غیرت ومحبت اور ناشی غایت محبت حضرت صلے اللہ سے تھا کہ دوسرے کی شرکت پسند نہین آتی تھی اور یہی معنی غیرت کے ہین کہ محب کو جدائی اپنے محبوب کی گوارا نہین ہوتی ہی اور ظاہر ہی کہ زوج معشوق زوجہ ہوتا ہی خصوص حضرت صلعم کہ تمام عالم کے بلکہ مالک عالم کے محبوب تھے پھر ازواج مطہرات کی جنکو سرفرازی ہم بستری اور قدمبوسی کی حاصل تھی کیونکر محبوب نہون اور کسطرح انکی باہم رقابت نہو ولہذا جب کسی عورت سے حضرت صلی اللہ وسلم قصد نکاح فرماتے تھے تو ازواج مطہرات اس تدبیر مین

ف عدل ازواج

ف بیان غیرت ازواج مطہرات

مصروف ہوتی تھین کہ کسی صورت سے آنجناب اُس سے التفات نہ فرمائین یا جب باہم اپنی توجہ حضرت کی زیادہ از روے محبت
پاتی تھین تو رشک کرتی تھین چنانچہ مدارج النبوۃ مین ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا پہ
ایک نوع کی عنایت اور رعایت بنظر عزت و شرف ہوئی تو عائشہ صدیقہ محبوبۂ پیغمبر خدا صلعم کو غیرت دامن گیر ہوئی
اور حضرت سے کہنے لگین تمکو محبت صفیہ سے بہت ہی کہ وہ ایسی اور ویسی ہی یعنی قصیر القامۃ ہی حضرت نے فرمایا ای
عائشہ تم نے وہ کلمہ کہا کہ اگر اُسکو دریا مین ڈالین تو متغیر ہو جاے روایت ہی کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ وسلم
صفیہ کے پاس تشریف فرما ہوے تو یہ روتی تھین حضرت نے پوچھا کیون روتی ہو صفیہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ عائشہ
اور حفصہ مجھے ایذا کرتی ہین اور کہتی ہین کہ ہم بہتر ہین کیونکہ ہمکو شرافت نسب پیغمبر خدا کی ہی حضرت صلعم نے فرمایا
کہ تو کیون نہین کہتی کہ تم کسطرح مجھسے افضل ہو حالانکہ باپ میرا ہارون اور چچا میرا موسی ہی اور حضرت عائشہ
رضی عنہا سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ مین سفر مین حضرت صلعم کے ہمراہ تھی صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور چل نہ سکا
اور زینب کے پاس اونٹ زیادہ تھے سو حضرت صلعم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ خستہ ہو گیا ہی تم ایک
اونٹ اُسے دو تو وہ منزل پر پہونچے زینب نے کہا اس یہودیہ کو مین کچھ نہ دونگی حضرت صلعم اُسنے ناخوش ہوے
اور دو مہینے یا تین مہینے اُنکے پاس تشریف نہین لے گئے اُسی طرح کی سیاست اور تادیب آنحضرت صلعم کی
امہات المومنین کے ساتھ ہوتی تھی اگرچہ بعض سے زیادہ محبت رکھتے تھے لیکن حق مین رعایت کسی کی نہ فرماتے تھے
اور نقل ہی کہ جب صفیہ مدینے مین آئین تو عورتین انصار کی آوازہ حسن وجمال سنکر بطور تفرج دیکھنے کو آئین
اس حال مین حضرت عائشہ صدیقہ نقاب منھ پر ڈالکر اُنمین شامل ہوکر پوشیدہ تشریف لائین تا کہ صفیہ کو دیکھین
حضرت رسالت مآب صلعم نے عائشہ کو پہنچان لیا جب عائشہ رضی اللہ عنہا وہان سے باہر نکلین تو حضرت صلعم
اُنکے پیچھے تشریف لیگئے اور کونہ چادر کا پکڑ کے بولے ای حمیرا تو نے صفیہ کو دیکھا کیسا پایا عائشہ نے عرض کیا ایک یہودیہ
مین یہودیات بیٹھی تھی فرمایا ای عائشہ تو ایسا کہتی ہی وہ تو مسلمان ہوئی ہی اور اچھا اسلام لائی ہی نقل ہی کہ مرض موت
حضرت صلعم مین جملہ امہات مومنین جمع تھین صفیہ نے کہا یا رسول اللہ باللہ مین خوش تھی اسمین کہ یہ مرض
جو آپکو ہی مجھے ہوتا اُسوقت سب بیبیون نے باہم آنکھون سے اشارہ کیا کہ سرور کائنات صلعم اس غمز و اشارے پر
مطلع ہوے اور ناخوش ہوے اور اظہار کراہت فرما کر ارشاد کیا کہ صفیہ اس دعوی مین سچی ہی اسی طرح ازواج کو
حضرت عائشہ سے رشک و غیرت تھا چنانکہ بخاری مین قصہ ہدایا اور تحف اصحاب باصفا کہ نوبت عائشہ مین بھیجتے تھے
اور اسی وجہ سے دیگر ازواج نے شکایت کی اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے اور حضرت عائشہ سے روبرو
جناب رسالتمآب تکرار ہوئی مذکور ہی اور فقیر کاتب الاوراق نے اسکو بتفصیل احوال ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مین
ذکر کیا ہی اور مدارج مین ہی کہ حضرت صلعم نے جب اسماء کندیہ سے نکاح کیا تو ابو اسید ساعدی کو روانہ کیا کہ اسماء کو مدینے مین

لاوے وہ گئے اور اسماء کو مدینے مین لائے عورتین مدینے کی آوازہ حسن وجمال سنکر دیکھنے کو آئین اور امہات المومنین نے
ایک عورت کو سکھلایا کہ تو اسماء سے کہدے کہ تو پادشاہ کی بیٹی ہی اگر چاہتی ہی کہ شوہر تجھسے محبت کرے تو وقت خلوت
کہنا اعوذ باللہ منک کہ شوہر تجھکو نہایت دوست رکھیگا سو اُسنے اُسی طرح کہا حضرت صلعم نے اُسے چھوڑ دیا اور
ایک روایت ہی کہ جب اسماء حضرت صلعم کے حضور مین آئی تو زوجات مطہرات کو نہایت رشک پیدا ہوا اگرچہ ظاہر مین
اُس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئین چنانکہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُسکے مہندی لگائی اور حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے سر کے بال گوندھے اور اسی حالت اختلاط مین دونون نے کہا کہ جب حضرت صلعم خلوت کرین
تو کہنا اعوذ باللہ منک چنانچہ جب اسماء کو حضرت نے گھر مین داخل کیا اور پردہ ڈالا اور چاہا کہ مباشرت فرماوین
اُسنے کہا اعوذ باللہ منک حضرت صلعم نے فوراً ہاتھ کھینچا اور فرمایا تو نے بڑی پناہ پکڑی اپنے گھر جا اور ابو سید سے فرمایا
کہ اسکو گھر اسکے پہونچا دے بعد ازان حضرت صلعم کو دریافت ہوا کہ یہ فریب عورتون کا تھا انہن صواحب یوسف
وان کیدکن عظیم اس مقام سے واضح ہوتا ہی کہ شاید عورتون کو واسطے محبت شوہر کے ایسی بات جائز ہی ولہذا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سزا اور جزا نہین دی اور نہ منع وزجر فرمایا اور نہ کچھ ناراض ہوے اسی مقدار
فرمایا کہ عورتون کو کید اور مکر ہوتا ہی اور مکر انکا عظیم ہی چنانچہ قرآن شریف مین حق زبان یوسف علیہ السلام مین
وارد ہی ان کیدکن عظیم اور صحیح بخاری مین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہی کہ مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
کسی بی بی پر رشک نہین آیا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھی کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے لیکن خدیجہ پر
البتہ رشک آتا تھا اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو یاد بہت کرتے تھے حالانکہ مین نے اُنکو دیکھا تھا
ایک روز مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ آپ خدیجہ کو یاد بہت کرتے ہین شاید اُنکی برابر
دنیا مین کوئی عورت نہین فرمایا مقرر خدیجہ ایسی تھی اور ایسی تھی یعنی اُسمین بہت خوبیان تھین اور میری اولاد
سب اُس سے ہوئی خلاصہ یہ کہ خدیجہ سے مجھے دو سبب سے محبت ہی ایک تو یہ کہ اُسمین خوبیان بہت تھین
میری نسل تا قیامت اُنسے قائم رہیگی چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خدیجہ علیہا السلام کی اولاد ہی اور کسی کی نہین ہی
اس حدیث سے فضیلت خدیجہ کی عائشہ صدیقہ پر مفہوم ہوتی ہی مگر اکثر احادیث فضائل حضرت صدیقہ مین بھی
وارد ہین لہذا اسما کو اس بات مین اختلاف ہی چنانچہ شیخ الاسلام زکریا انصاری بہجۃ المحافل مین فرماتے مین
کہ افضل ازواج مطہرات خدیجہ اور عائشہ اور ان دونون کے باہم فضیلت مین اختلاف ہی ابن عماد فضل خدیجہ
کبری کے قائل ہین اور ابن داود سے سوال کیا گیا کہ ان دونون سے کون افضل ہی جواب دیا کہ خدیجہ اور
تفصیل اس مقام کی مواہب لدنیہ اور مدارج مین ہی فقیر کاتب الحروف کے نزدیک فضیلت مین دونون برابر ہین
اور وجوہ فضائل دونون طرف قوت مین ہم پلہ ہین اگر تفضیل احد الجانبین مین ہوگی تو من وجہ تفضیل کلی

واللہ اعلم بالصواب توضیح اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین پوشیدہ نہ رہے کہ جملہ اولاد انجناب متفق علیہ چھ نفر ہین دو بیٹے قاسم و ابراہیم اور چار بیٹیان زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ اور اکثر اہل علم انساب کے نزدیک ایک فرزند عبد اللہ کے مین ہوے تھے اور طیب و طاہر انکا لقب تھا اور دار قطنی کے نزدیک یہ قول اثبت ہی پس مجموع اولاد سات ہوئی تین بیٹے اور چار بیٹیان اور بعضے طیب اور طاہر کو سواے عبد اللہ کے بیان کرتے ہین پس ذکور پانچ ہوتے ہین اور جملہ اولاد نو نفر اور بعضے عبد اللہ کو مستثنے کرتے ہین تو جملہ اولاد آٹھ نفر ہوتے ہین اور بعضے طیب اور مطیب کو ایک بطن سے کہتے ہین اور طاہر اور مطہر کو ایک شکم سے پس اس حساب مین سب اولاد گیارہ تن ہوتی ہین اور بعضون نے نقل کیا ہی کہ قبل بعثت ایک بیٹا عبد مناف پیدا ہوا تھا پس مجموع بارہ ہوتے ہین اور سب حالت اسلام مین ہوے سواے عبد مناف کے بالجملہ سب اقوال کے ملانے سے آٹھ بیٹے ہوتے ہین قاسم و ابراہیم متفق علیہما اور چھ مختلف فیہ اور اصح یہ ہی کہ تین بیٹے قاسم و ابراہیم و عبد اللہ تھے اور چار بیٹیان اور سب اولاد خدیجہ بنت خویلد کی ہین سواے ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے ہوے کذا فی المواہب والمدارج اور اختلاف ہی اکبر اولاد مین بعض کے نزدیک اکبر اولاد قاسم تھے بعد ازان زینب پستر رقیہ بعدش عبد اللہ پھر ام کلثوم اور بعضے کہتے ہین اکبر اولاد زینب پستر قاسم بعد ازان ام کلثوم پستر فاطمہ پستر عبد اللہ ملقب بطیب و طاہر پستر ابراہیم ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہی لیکن عند التحقیق اہل علم انساب کے نزدیک اکبر اولاد قاسم ہین کہ پیدا ہوے پیش از نبوت اور انھین کے باعث سے حضرت صلعم ابو القاسم کہلائے بعض کے نزدیک سترہ مہینے زندہ رہے وہو الصواب اور بعض کے نزدیک دو برس زندہ رہے اور بعض کے نزدیک قابل مشی ہوے تھے اور بعض کے نزدیک اس قدر زندہ رہے کہ لائق سواری ناقہ اور اسپ کے ہوے بہر تقدیر بروایت صحیحہ وفات انکی قبل بعثت ہوئی ہی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ مستدرک سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وفات عہد اسلام مین پائی اور عبد اللہ بعد اسلام کے مکہ مین پیدا ہوے اور ملقب بطیب و طاہر تھے اور طفولیت مین وفات پائی انھین کی وفات پر عاص بن وائل سہمی پدر عمرو عاص نے کہا تھا کہ بیٹے محمد کے مر گئے انکی نسل باقی نہ رہیگی اللہ نے اسی عرصہ مین سورۂ کوثر نازل فرمائی اور ان شانئک ہو الابتر اسمین نازل کیا یعنی تیرا دشمن اور غیبت کنندہ اور بدگو بندہ آخر ابتر ہوگا کہ دنیا اور آخرت مین کوئی اسکا نام نہ لیگا اور اگر کوئی نام بھی لیگا تو بہ لعنت و مذمت لیگا اور تیرا نام دنیا اور آخرت مین بلند رہیگا اور تیری اولاد شرف اور عزت مین منتشر ہوگی اور ابراہیم مدینۂ مطیبہ مین پیدا ہوے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ماہ ذی الحجہ سال ہشتم و بروایتے سال نہم ہجرت مین صحیح بخاری مین انس ابن مالک سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے آج کی رات میرے بیٹا ہوا مین نے اسکا نام اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا اور آیت ہی کہ بروز تولد

نام رکھا اور ساتوین دن دو کبش عقیقہ مین ذبح فرمائے ولقولے ایک گوسپند اور بعد حلق راس ہموزن بالون کے
چاندی مسکینون کو صدقہ کی اور بال زمین مین دفن کرائے اور ابو ہند نے بال مونڈے اور ام سیف زوجہ ابو سیف
آہنگر نے دودھ پلایا اور قابلہ ابراہیم زوجہ ابو رافع مولی رسول اللہ صلعم مسماۃ سلمی تھی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ
مین ہی کہ جب رسول خدا نے سُنا کہ ابراہیم سکرات مین ہین تو حضرت نے عبد الرحمن ابن عوف کا ہاتھ پکڑا اور
ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ ابراہیم قریب المرگ ہین سو انکو گود مین لیا اور چشم مبارک سے اشک
روان ہوے اور فرمایا ای ابراہیم تیری فوت سے ہین غمگین ہون آنکھین روتی ہین اور دل جلتا ہی اور مین
نہین کہتا ہون وہ بات جسمین خدا ناراض ہو کما قال ان العین تدمع والقلب تحزن ولا نقول الا ما یرضی
بہ ربنا وانا بفراقک یا ابراہیم لمحزون اُسوقت عبد الرحمن نے کہا یا رسول اللہ آپ روتے ہین اور حالانکہ
نہی فرما چکے ہین رونے میت پر فرمایا ای ابن عوف جو تو دیکھتا ہی رحمت اور رقت ہی مردہ پر کہ پیدا ہوتا ہی مشاہدۂ
حال میت سے اور مین نے نہی نہین کی ہی مگر دو صورت سے ایک اُس آواز سے جو وقت نغمہ لہو و لعب اور
مزامیر شیطان کی ہو اور دوسرے وہ آواز کہ وقت مصیبت ہو اور منع کرتا ہون مین منھ پیٹنے اور کپڑے پھاڑنے سے
لیکن اشک ریزی رحمت ہی اور جو رحم نہ کرے وہ رحم نکیا جائیگا اور عبد الرحمن بن حسان ابن ثابت نے
اپنی مان سیرین سے کہ خواہر ماریہ قبطیہ تھین روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی تھین کہ مین سرہانے ابراہیم کے تھی
اور مین اور میری بہن ماریہ فریاد کر رہی تھین اور حضرت منع نکرتے تھے اور جب روح ابراہیم مقبوض ہوئی تو حضرت نے
فریاد سے منع کیا اور ایک روایت ہی کہ جب حضرت صلعم روئے تو اسامہ ابن زید نے فریاد کی حضرت نے منع کیا
اسامہ نے کہا یا رسول اللہ آپکو دیکھ کر مین نے فریاد کی تھی فرمایا البکاء من الرحمۃ والصراخ من الشیطان
عمر حضرت ابراہیم کی ستر روز کی بروایت ابی داؤد ہوئی اور ایک روایت مین سولہ مہینے آٹھ روز کی ہی اور بعض کے
نزدیک بائیس ماہ چھ روز کی اور بعض کے نزدیک قریب یکنیم سال اور روایہ ابراہیم یا ابو بردہ یا فضل ابن عباس نے
غسل دیا اور عبد الرحمن ابن عوف نے پانی ڈالا اور سریر صغیر پر اُٹھائے گئے اور حضرت صلعم نے نماز پڑھی اور
قبر عثمان ابن مظعون کے قریب مدفون ہوے اور قبر کی نشانی کر دی اور پانی چھڑکا گیا اور حضرت صلعم نے اپنے
ہاتھ سے پتھر قبر پر رکھے اور روز وفات دہم محرم و بروایتے دہم ربیع الاول روز سہ شنبہ تھا اور اُسی دن کسوف شمس
واقع ہوا لوگون نے کہا فوت ابراہیم سے ایسا ہوا حضرت صلعم نے فرمایا یہ دونون نشانیان خدا کی ہین کسی کی
موت و حیات سے منکشف نہین ہوتین بلکہ اللہ اپنے بندون کو ڈرواتا ہی تاکہ عبرت پکڑین اور صدقہ دین اور استغفار
کرین اور بندہ آزاد کرین اور سبب شبہہ کا یہ ہوا کہ کسوف بست و ہشتم یا بست و نہم مین بقاعدۂ نجوم ہوتا ہی اور یہ
دہم کو ہوا تو لوگون کو اشتباہ واقع ہوا حالانکہ خدا کو اس قاعدہ کا ابطال منظور تھا پس اس حدیث مین دلیل ہی

ابطال قول اہل نجوم پر جو قائل ہین کہ سوائے تاریخ بست ہشتم و بست نہم کے کسوف نہین ہوتا اور منقول ہی
کہ بروز وفات ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو مین والدہ ابراہیم کے واسطہ سے
ازاد کر دیتا اور تمام قبطیون سے جزیہ موقوف کر دیتا اور صحاح اخبار مین موجود ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ابراہیم میرے بیٹے نے ایام رضاعت تمام نہین کی اور دنیا سے رخصت ہوگیا بتحقیق اسکے واسطے دودھ پلانے والی
بہشت مین ہو گی تاکہ ایام رضاع کامل ہوجائین اور بخاری نے اس حدیث کو براء ابن عازب سے روایت
کی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لہ مرضعاً فی الجنۃ البتہ اسکی پیے دودھ پلانے والی بہشت مین ہی یعنی اسکو
اللہ نے بہشت مین داخل کیا اور دودھ پلانے والی مقرر کی اور بعضے کہتے ہین کہ بہشت سے عالم برزخ مراد ہی
اور بعضون نے تاویل کی ہی کہ مراد مرضعہ سے اتمام نعماے بہشت ہی لیکن ارتکاب مجاز باوجود امکان حقیقت
غیر جائز ہی اور شیخ المحدثین مولانا عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج مین فرماتے ہین کہ حکمت در خلق مرضعہ
واتمام مدت رضاع موکول بعلم رسالت ست انتہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ صاحب کمال فی الحال
بعد انتقال از دنیا داخل بہشت ہوتے ہین اور جنت موعود الآن موجود ہی اور بعض مشائخ طریقت رحمہم اللہ کہ قائل
ترقی بعد الموت ہین اس حدیث سے تمسک کرتے ہین کہ یہ دلالت تکمیل نقصان پر کرتی ہی واللہ اعلم بالصواب
یہان تک ذکر صاحبزادون کا تھا اب صاحبزادیون کا حال لکھتا ہون اول زینب اکبر بنات ہین ابن اسحق کے
نزدیک تولد انکا سال سی ام تولد آنحضرت صلعم مین ہوا اور بعد بعثت آنحضرت اسلام لائین اور جب جوان ہوئین
تو لقیط ابو العاص ابن الربیع ابن عبد العزی ابن عبد شمس ابن مناف سے نکاح کیا یہ ابو العاص بیٹا ہالہ یا
ہند بنت خویلد خواہر اعیانی حضرت خدیجہ کبری کا تھا بعد اسکے زینب نے جانب مدینہ ہجرت فرمائی اور بسبب کفر
ابو العاص کے جدائی واقع ہوگئی اور بعد کئی برس کے ابو العاص بھی مدینے مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور
حضرت صلعم نے بہ نکاح اول یا بہ نکاح جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا پھر اُنسے علی نام ایک بیٹا پیدا ہوا
اور ایک بیٹی مسماۃ امامہ علی پسر زینب نے قبل بلوغ و قریب بحد بلوغ وفات پائی اور امامہ زندہ رہین
کہ بعد وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مطابق وصیت انکے علی مرتضی نے نکاح کیا اُنسے ایک بیٹا محمد اوسط
پیدا ہوا لیکن زندہ نہین رہا اور بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے مغیرہ ابن نوفل ابن حارث کے نکاح مین آئین
اُنسے یحیی نام ایک بیٹا ہوا وہ بھی زندہ نہین رہا بالجملہ کوئی اولاد یا احفاد زینب سے دنیا مین نہین رہا ہی
اور وفات زینب سال ہشتم ہجری مین ہوئی اور سودہ بنت زمعہ وام سلمہ وام ایمن وام عطیہ انصاریہ نے غسل دیا
احادیث سے واضح ہی کہ حضرت نے عورتون سے فرمایا دھوو اسکو تین بار یا پانچ بار اور ایک روایت مین
سات بار یعنی اگر نظافت تین بار مین حاصل ہو تو زیادہ مشروع نہین ہی ورنہ زیادہ کرو کہ نظافت حاصل ہو

اور یہی فرمایا کہ آب خالص اور آب ممزوج برگ کنار سے دھوؤ اور مرتبۂ اخیرہ مین آب کافور یا مشک سے
غسل دو اور جب فارغ ہو تو مجھے آگاہ کرو ام عطیہ کہ راوی حدیث مین کہتے ہین کہ مین نے بعد غسل دینے کے اطلاع دی
تو حضرت صلعم نے اپنی لنگ عنایت کی اور فرمایا اسکو کفن مین تبرکًا رکھدو اس حدیث سے استحباب تبرک باثار صالحین
بکمال وضوح ثابت ہی پھر بعد تجہیز تکفین و نماز جنازہ کے دفن کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نفس نفیس
قبر مین رکھا عمر زینب کی بیس یا قریب اکیس برس کے ہوئی اور باقی حال ابو العاص و زینب کا بیان ہماری اس تحریر مین
بیان ہو چکا ہی لیکن رقیہ ولادت اُنکی بعد تین برس کے ولادت زینب سے ہوئی اور بعد رقیہ کے ام کلثوم
پیدا ہوئین چنانچہ رقیہ کو حضرت صلعم نے عتبہ سے عقد کیا اور ام کلثوم کو عتیبہ سے اور بعض کے نزدیک بالعکس ہی
وہو الصحیح یہ بات قبل نبوت ہوئی اور بعد نبوت سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور ابی لہب ان دونون کا باپ تھا
اُسنے دونون سے مفارقت کرا دی اور دونون سے اُسوقت تک نوبت دخول نہین پہونچی تھی بعد اسکے ابو العاص سے
بھی قریش نے کہا تھا کہ تو بھی زینب سے مفارقت کر مگر ابو العاص نے نہ مانا بالجملہ حضرت صلعم نے رقیہ کو عثمان
ابن عفان سے مکہ مین عقد کیا اور ہجرت کی رقیہ نے ہمراہ عثمان کے جانب حبشہ ہر دو ہجرت اور وفات رقیہ
مدینے مین ہوئی سال دوم ہجری تھا اور حضرت صلعم غزوۂ بدر مین مصروف تھے بعد ازان جب تشریف لائے
تو قبر پر تشریف لے گئے اور غمگین ہوے اور حضرت فاطمہ پہلوے آنحضرت مین بر سر قبر بیٹھ کر رونے لگین اور حضرت نے
اُنکے آنسو ردائے مبارک سے پاک کیے اور حال ام کلثوم کا یہ ہی کہ جب عتبہ نے مفارقت کی تو حضرت صلعم کے پاس آیا
اور اُسنے بے ادبی سے کلمات گستاخانہ کہے اور آب دہان پلید حضرت کی طرف ڈالا آنحضرت نے فرمایا اللہم سلط علیہ کلبًا
من کلابک نقل ہی کہ ابو طالب اُسوقت حاضر تھے کہنے لگے دیکھین کون بچاتا ہی تجھکو تیر دعاے محمد سے بعد اُسکے یہ معاملہ
واقع ہوا کہ عتبہ ملعون ابن ملعون بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوا راہ مین ایک منزل مین کہ موضع زرقا مشہور ہی پہونچا وہان شیر نے عتبہ کو مار ڈالا رواہ البیہقی فی الدلائل اور حاکم نے اس قصہ کو یون بیان کیا ہی
کہ ابو لہب اور عتبہ شام کو گیا تھا سو متصل ایک صومعہ راہب کے ٹھہرے راہب نے اُنسے کہا کہ یہان حیوانات سباع
رہتے ہین اپنی حفاظت کیجیو ابو لہب نے اہل قافلہ سے کہا آج کی رات میری مدد کرو کہ مجھ بددعاے محمد کا خوف ہی
سو اسباب قافلہ کا جمع کروایا اور اُسکی بلندی پر عتبہ کو سُلایا اور سب لوگ اُسکے گرد بیٹھے اللہ نے سب لوگون پر خواب کو
مسلط کیا سو گئے ایک شیر آیا اُسنے سب کے منہ سونگھے اور کسی سے متعرض نہوا پھر انبار پر اُچھلا اور ایک ہاتھ عتبہ پر مارا
اور سینہ اسکا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور لقوے سر کاٹ لیا اور حضرت صلعم نے بعد قتل ہونے اس ملعون کے صحابہ کو
خبر دی کذا فی نسیم الریاض اور بعد وفات رقیہ حضرت عثمان کے ساتھ ام کلثوم کو عقد کر دیا اُسوقت سال سوم ہجرت تھا
اور فرمایا جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوے کہہ رہے ہین کہ حق تعالے فرماتے ہین کہ نکاح کر دون تیرا ای ام کلثوم

عثمان ابن عفان سے اور ام کلثوم نے سال نہم ہجرت مین وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی اور اسما بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب اور ام عطیہ نے غسل دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر پہ بیٹھکر آنکھون سے روئے اور فرمایا کوئی ہی حاضرین مین جسنے آج کی رات عورت سے صحبت نہ کی ہو ابو طلحہ انصاری نے التماس کیا یا رسول اللہ مین ہون فرمایا قبر مین اترو چنانچہ ابو طلحہ نے قبر مین رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی منها خلقنا کم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اخری پھر فرمایا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملة رسول اللہ بعضے شراح کہتے ہین کہ یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تم مین کوئی ہی جسنے صحبت عورت سے آج کی رات نہ کی ہو بطور تعریض تھا عثمان ابن عفان پر کہ انھون نے شب کو اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی اور سبب یہ ہوا کہ ام کلثوم کی بیماری نے طول کھینچا تھا اور بے طاقت ہوگئی تھین عثمان ناچار ملتفت ہوے جاریہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مطلع کر دیا اور بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات ام کلثوم حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر تیسری بیٹی میری ہوتی تو مین تجھسے عقد کر دیتا اور ایک روایت کہ اگر دس ہوتین تو ایک کو بعد موت دوسرے کے تجھے دیتا بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ رقیہ اور ام کلثوم سے کوئی اولاد عثمان ابن عفان کی نہین باقی رہی بلکہ کہتے ہین کہ ام کلثوم ایک مدت عثمان کے پاس رہین مگر اولاد نہین ہوئی اور بعض کے نزدیک اولاد ہوئی لیکن زندہ نہین رہی اور رقیہ وقت ہجرت اولی جانب حبشہ حاملہ تھین سو وہ حمل گر گیا بعد اسکے ایک بیٹا ہوا عبد اللہ ابن عثمان جب وہ دو برس کا ہوا تو خروس نے اسکی آنکھ مین چونچ ماری مر گیا الحاصل ان دونون صاحبزادیون سے کوئی لڑکا یا لڑکی حضرت عثمان کی زندہ نہین رہی اور نہ کچھ اسکا نام ونشان ہی مگر اور ازواج حضرت عثمان کے اولاد ہوئی اور باقی رہی کذا فی المدارج بعض کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہی کہ جملہ اولاد ذکور واناث حضرت عثمان عدد مین سترہ تھین آٹھ بیٹے اور نو بیٹیان عبد اللہ اکبر والدہ اسکی فاختہ بنت غزوان وعبد اللہ اصغر والدہ انکی رقیہ بنت رسول اللہ صلعم وعمر وابان وخالد ومریم والدہ انکی ام عمر بنت جندب ابن حجیہ ابن ابی الحارث ابن ارویہ ولبید وسعید وام عثمان والدہ انکی فاطمہ بنت الولید ابن عبد الشمس ابن المغیرہ ابن عبد اللہ ابن عمر مخزومی وعبد الملک مان اسکی ام البنین بنت عتبہ ابن حصین بدر فزاری وعائشہ ام ابان وام عمرو والدہ انکی نازلہ بنت سبیہ ابن ربیعہ بن عبد الشمس ابن عبد مناف وام خالد واردین وام ابان صغر والدہ انکی نابلہ بنت الفرافصیہ ابن لاحوص ابن عمر ابن ثعلبہ ابن الحارث مگر ایک بیٹی کا نام معلوم نہین ہوا فقط واللہ اعلم بحقیقة الحال اما فاطمہ زہرا بضعة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تولد انکا بقول ابن جوزی پانچ برس قبل از نبوت ہوا ہی اور شیخ نے شرح سفر السعادت مین اسی قول پر اکتفا فرمائی ہی اور مدارج مین فرماتے ہین کہ ولادت شریف سال اکتالیس مولد حضرت رسالت پناہ مین ہوئی اور یہ قول ابو عمر راوی کا ہی اور مخالف قول

ابن اسحٰق کے ہی کیونکہ اُنسے روایت کی ہی کہ جملہ اولاد آنحضرت قبل بعثت پیدا ہوے مگر ابراہیم اسواسطے کہ قول
ابو عمر مین بعد انقضاے ایک برس نبوت کے ولادت فاطمہ ثابت ہوئی ہی اور قول ابن جوزی کو اشہر روایات مین
گردانا ہی انتہی اور کرمانی مین ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح حضرت فاطمہ علیہا السلام کا علی ابن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ سے بعد غزوہ اُحد کے فرمایا اور عمر شریف پندرہ برس پانچ مہینے کی تھی اور یہ قول مؤید قول ابو عمر کا ہی
پھر تقدیر حضرت فاطمہ اصغر بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول اصح ہین اور بقولے رقیہ اور بقولے ام کلثوم
اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سیدہ عورات عالم اور سردار نساء اہل بہشت ہین اور حدیث مرفوع سے ثابت ہی کہ
حضرت سیدہ علیہا السلام کو فاطمہ اس وجہ سے کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ بروز قیامت و یوم حساب اُنکو اور اُنکے
ذریہ کو آتش دوزخ سے یکسو رکھیگا اور ایک روایت مین لفظ محبین بھی واقع ہی یعنی حق تعالے جل شانہ روز قیامت
اُنکو اور اُنکے دوستدارون کو آتش دوزخ سے دور رکھیگا اور فطیم از روے لغت بمعنی منع طفل است از شیر گویا
سیدہ باز رکھنے والی ہین آتش دوزخ سے کذا فی المواہب اللدنیہ والمدارج اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا
کہ جب فاطمہ علیہا السلام آئین تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دست شریف اُنکا پکڑتے اور جبین مبارک کو بوسہ دیتے
اور اپنے مقام پر بٹھلاتے تھے اور اسی طرح جب حضرت رحمۃ للعالمین محبوب الکونین صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس
تشریف لاتے تو یہ تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑی ہوتین اور استقبال کر کے آنجناب کا ہاتھ پکڑتین اور اپنی جگہ بٹھلاتین
کذا فی المدارج النبوۃ مین کہتا ہون کہ یہ مرتبہ کسی کو حضرت کے نزدیک حاصل نہ تھا جو حضرت فاطمہ کا تھا
اور زاکیہ اور راضیہ اور بتول حضرت سیدہ کے القاب سے ہین اور وجہ تلقیب بہ بتول یہ ہی کہ بتل بمعنی قطع ہی سو حضرت
سیدہ فضل و کمال و حسن و جمال مین عورات عالم سے منقطع تھین اور بھی دنیا اور ماسوے اللہ سے علیحدہ تھین
اور بسبب مسرت و بہجت اور نورانیہ و بہیہ کے سبب سے زہرہ کہلاتی تھین اخبار الدول مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اُنکو بتول و زہرا و طاہرہ مطہرہ و فاطمہ کہتے تھے اور دستور آنحضرت صلعم یہ تھا کہ جب فاطمہ آتین تو آپ اپنے
مقام پر اُنکو جگہ دیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فاطمہ کے برابر کوئی شخص پیارا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تھا اور صورت و سیرت و نشست و برخاست چال و ڈھال مین مشابہ تر آنجناب صلی اللہ
علیہ وسلم بجز فاطمہ نہ تھا اور ثوبان سے روایت ہی کہ حضرت جب ارادہ سفر فرماتے تو سب لوگون سے مل کر آخر کو
فاطمہ زہرا سے ملنے کو تشریف لاتے تھے اور جب معاودت فرماتے تو اول فاطمہ زہرا کے پاس آتے کہ زمانہ جدائی
قصیر ہو جاتے علماے سلف نے لکھا ہی کہ افضل ترین مخلوقات بعد الانبیاء علیہم السلام فاطمہ زہرا علیہا السلام ہین
اسواسطے کہ وہ ایک ٹکڑا ہین بدن سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت
فاطمہ کے حضور مین کہا کرتے تھے کہ محبوب ترین مخلوقات ہمارے دل مین تمھارے باپ تھے اُنکے بعد تم ہو اور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر فرماتے تھے ارقبو محمداً فی اہل بیتہ یعنی حضرت صلعم کو اُنکے اہلبیت میں دیکھا کرو
کذا فی اخبار الدول و ترجمہ الصواعق جب عمر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی سولہ برس و بروایتے پندرہ برس
پانچ مہینے یا ساڑھے چھ مہینے کی ہوئی تو سال دوم ہجرت مین و بقول ابو عمر سال سوم مین بعد غزوہ اُحد حضرت صلعم نے
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہ عمر اُنکی اکیس برس پانچ مہینے کی تھی نکاح کر دیا کذا ذکرہ الطبرانی فی ذخائر العقبیٰ
فی مناقب ذوی القربیٰ اور حال تفصیلی اس مقام کا یہ ہے کہ جب فاطمہ جوان ہوئین اول حضرت صدیق اکبر نے
بعد اُسکے عمر فاروق نے خواہش نکاح کی حضرت سیدہ سے ظاہر کی حضرت رسول خدا صلعم نے سکوت فرمایا
یا کہا وہ چھوٹے ہیں تب دونون صحابی امیر المومنین علی مرتضیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ تم درخواست کرو حضرت سے
یہ کہ میرا نکاح فاطمہ زہرا سے کر دیجیے علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ مین یہ سنکر اپنی چادر اوڑھتا ہوا حضرت صلعم کے
حضور مین آیا اور التماس کیا کہ حضرت فاطمہ کے ساتھ میرا نکاح کر دیجیے فرمایا مرحباً و اہلاً بعد ازان حضرت نے
فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا وہ خاموش ہو رہین پھر حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے وہ بولے
میرا گھوڑا اور زرہ ہے فرمایا گھوڑا جہاد کے واسطے ضرور ہے زرہ کو بیچو سو مین نے چار سو اسّی درہم کو زرہ بیچی کہ
حضرت عثمان نے خرید کی و زر قیمت ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی مین نے قیمت اُسکی گوشۂ چادر مین باندھی اور
حضرت کے پاس آیا حضرت نے دراہم لیکر اپنے پاس رکھے پھر آنجناب نے ایک مٹھی درہم لیکر بلال کو دیے اور فرمایا
کہ اسکی خوشبوے لاؤ اور اہلبیت سے ارشاد کیا کہ فاطمہ کا جہیز طیار کر دو یعنی سامان خانہ داری چنانچہ ایک چارپائی
بنائی گئی اور ریشم خرمی کی رسّی سے بُنی گئی اور ایک توشک چمڑے کی طیار ہوئی جسمین درخت خرمے کا پوست
بھر اگیا امام احمد نے روایت کیا ہے کہ ایک کملی مخطط اور ایک مشک اور ایک تکیہ حرمی بھی جہیز مین تھا کذا فی المواہب
اور ایک روایت ہے کہ ایک پلنگ دو نہالی کتان کی دو چادر بُرد کی ایک تکیہ دو بازوبند چاندی کے اور
ایک پانی بھرنے کی مشک اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزین اسی قسم کی تھین تو روایت ہے کہ ایسے امور کا
انصرام ام سلیم والدہ انس رضی اللہ عنہ نے کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے جہیز طیار کیا تھا حضرت
انس سے روایت ہے کہ مین حضرت کے پاس حاضر تھا دفعۃً آثار وحی بشرۂ نورانی پر نمود ہوے بعد ادنیٰ
توقف کے فرمایا کہ اسوقت حضرت جبرئیل نے کہا کہ ان اللہ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی پھر بعد کئی دن کے
حضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ ابو بکر و عمر و عثمان و عبد الرحمن اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ کہ مین انکو لایا
جب سب لوگ جمع ہوے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے علی مرتضیٰ غائب تھے یعنی حضرت کے کام کو گئے تھے حضرت
پیغمبر خدا صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے مجھکو حکم کیا کہ مین نکاح کر دوں فاطمہ کا علی ابن ابیطالب سے
سو تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اُسکا نکاح کیا چار سو مثقال نقرہ پر اگر علی راضی ہو پھر ایک طاس مین

خرمے منگائے اور اذن لوٹنے کا دیا کہ سب نے لوٹے اسی حال مین علی مرتضی آئے حضرت نے انکی طرف دیکھکر
تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھکو حکم کیا اللہ نے کہ فاطمہ کا عقد تیرے ساتھ کرون سو مین نے چار سو مثقال چاندی
مہر قرار دیکر تیرے ساتھ عقد کیا تو راضی ہوا علی مرتضی نے کہا مین راضی ہوا یا رسول تب حضرت صلعم نے
فرمایا جمع اللہ شملکما واعز جدکما وبارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا یعنی اللہ جمع کرے تمھاری پراگندگی
اور عزیز کرے تمھاری کوشش اور برکت نازل کرے تم دونون پر ظاہر کرے تم دونون سے اولاد پاکیزہ
حضرت انس فرماتے ہین کہ بعد اُن دونون سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی کذا فی المواہب القصہ بعد نکاح کے
جناب سیدہ باجازت حضرت صلعم ہمراہ ام ایمن علی مرتضی کے گھر آئین اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضی سے
فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک مین نہ آؤن علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ مین گھر مین ایک جانب
تھا اور حضرت سیدہ مع ام ایمن ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا یہان میرا بھائی ہے
ام ایمن نے کہا موجود ہی کیا تمنے نکاح انکا کیا ہے اپنی بیٹی سے فرمایا ہان اور گھر مین داخل ہوے اور
فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کاسۂ کلان چوبین مین پانی لائین حضرت نے پانی لیا اور مضمضہ کر کے
کلی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکے سر و سینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللھم اعیذھا بک وذریتھا
من الشیطان الرجیم پھر کہا پیٹھ پھیر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونون شانون کے بیچ مین پانی ڈالا اور
اسی طرح پڑھا بعد اُسکے اسی طرح علی مرتضی سے کیا پھر فرمایا ادخل باھلک بسم اللہ الرحمن الرحیم والبرکۃ کذا فعلہ
ابو حاتم واحمد فی المناقب روایت ہے کہ مویز و خرمے طعام ولیمہ مین حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس
معاملے کے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام جسطرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور چکی پیسنا فاطمہ
کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ اُنکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمۂ حدیث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کے نشان
حضرت سیدہ کے ہاتھون مین پڑ گئے تھے اور چولھا پھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک روز جناب ولایت مآب نے
فرمایا کہ تمھارے باپ اکثر لونڈیان بانٹتے ہین تم بھی اپنے لیے کوئی لونڈی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو
حاضر حضور ہوئین مگر سلام کر کے چلی آئین اور دنیا کی شکایت نہ کر سکین علی مرتضی نے ایک دن پھر تاکید بھیجا
حضرت صلعم اُسدن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر مین تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئین تو آنجناب کو گھر مین
نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک لونڈی مانگنے آئی تھی تو رات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آج فاطمہ زہرا
ایک لونڈی مانگنے کو تشریف لائی تھین حضرت صلعم اُسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار
لونڈیان آئین تو یاد دلانا ہم تمکو دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گذر جانے دو
آخر کار جب لونڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

وہ کرے اور آدھا تم اور چکی پیسنے مین تم بھی اُسکے شریک ہوا کرو اور بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ جناب امیر نے
تا حیات حضرت سیدہ دوسری عورت سے نکاح نہین کیا ایک مرتبہ حارث ابن ہشام برادر ابی جہل نے علی مرتضی سے
درخواست کی کہ تم مسماۃ عورا بنت ابی جہل سے نکاح کرو علی مرتضی نے حضرت صلعم سے مشورہ کیا اور صحیح ہی کہ جال
سنکر حضرت سیدہ علیہا السلام نے حضرت صلعم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگون کو گمان ہی کہ آپ اپنی بیٹیون کے
واسطے غصہ نہین ہوتے اور علی مرتضی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہین تب حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا خبردار ہو
کہ بنی ہشام بن مغیرکی اولاد مجھسے اسکی اجازت مانگتی ہی کہ اپنی بیٹی کو علی مرتضی ابن ابیطالب سے نکاح کرین
سو مین اُنکو اجازت نہین دیتا پھر بھی مین اُنکو اجازت نہین دیتا مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا یہ چاہے کہ میری بیٹی کو
طلاق دے اور اُنکی بیٹی سے نکاح کرلے سو میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہی مجھکو بھی وہی چیز رنج دیتی ہی جو
اسکو رنج دیتی ہی اور مجھکو تکلیف دیتی ہی جو اُسکو تکلیف دیتی ہی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے مسور ابن مخرمہ سے روایت کیا ہی
اور شرح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایذا دہی نبی صلعم کو بہر وجہ حرام ہی اگرچہ وہ ایذا پیدا ہو
اُس چیز سے کہ اصل مین مباح ہی اور یہ حضرت ہی کے خواص سے ہی اور حضرت علی کے نکاح کو دو وجہ سے منع فرمایا
ایک یہ کہ اس سے ایذا ہوتی فاطمہ کو اور بسبب ایذاے رسول ہوتا پس ہلاک ہوتے علی مرتضی ایذا دہی رسول خدا سے
لہذا منع فرمایا گویا شفقت فرمائی علی مرتضی پر دوسرے خوف کیا فتنہ کا فاطمہ پر بسبب غیرت کے اور بعضون نے کہا ہی
کہ اذن نہ دینا حضرت کا منع کرنا جمع سے نہ تھا بلکہ حضرت نے قضاء الہی سے خبر کردی کہ مقدر یہ ہی کہ یہ دونون جمع نہونگی
اور یحیی بیٹے سعید بن القطان سے منقول ہی کہ اُسنے عبداللہ ابن داود سے قول حضرت صلعم لا اذن الا ان یحب علی ان
یطلق ابنتی وینکح ابنتہم ابن داود نے کہا کہ حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ کی حیات مین کسی اور سے
اس قول سے وما آتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ دے تمکو رسول بس لے لو اور جس سے منع کرے
باز رہو سو جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہین اذن دیتا مین تو نہ حلال ہوا علی کو یہ کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہ پر مگر
یہ کہ اذن دین رسول خدا اور سُنا مین نے عمر ابن داود سے کہتے تھے جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ فاطمہ ٹکڑا میرے
گوشت کا ہی قلق مین ڈالتی ہی مجھکو وہ چیز کہ قلق مین ڈالتی ہی اُسکو اور ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہی اُسکو
حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ زہرا پر اور ایذا دین رسول خدا کو بقول اپنے وما کان لکم ان تؤذوا
رسول اللہ یعنی نہین لائق ہی تمکو کہ ایذا دو رسول خدا کو نقل کین یہ دونون روایتین حافظ ابوالقاسم دمشقی نے
کاتب الحروف لکھتا ہی کہ کوئی شخص اس مقام سے یہ نہ سمجھے کہ اگر کسی کی عورت دوسرے نکاح کرنے سے ناراض ہو
خاوند سے تو خاوند نکاح دوسرا نہ کرے اسلیے کہ یہ بات خصائص آنحضرت سے ہی کہ اُنکی ایذا سے منع ہوئی نہ کوئی
عورت مثل فاطمہ زہرا ہو نہ کوئی باپ مثل سرور کائنات سواے اسکے حضرت صلعم صاحب شریعت تھے اُنکو اختیار تھا

حضرت امیر و نکاح علی بنت عورا

کہ اسکو منع کرین اور کسی کو جائز نہین بقولہ تعالے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع اس حدیث سے
کیسی بڑی فضیلت حضرت فاطمہ کی نکلتی ہی جسکی انتہا نہین اسی حدیث کو دیکھ کر امام مالک فرماتے ہین لا افضل
احداً علی بضعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فضائل حضرت سیدہ کے حد حصر سے افزون ہین از انجملہ
مصابیح مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ہم حضرت کی بیبیان حضرت کے پاس بیٹھین تھین کہ فاطمہ زہرا
تشریف لائین حضرت صلعم نے فرمایا دی بیٹی مرحبا پھر بٹھلایا انکو اور انسے سرگوشی فرمائی یعنی کان مین بات کہی تو فاطمہ
رونے لگین جب حضرت نے انکو غمگین دیکھا تو دوسری مرتبہ کان مین کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگین مین نے پوچھا حضرت نے
تمسے کیا کہا فرمایا کہ حضرت کا بھید مین نہین کہہ سکتی جب حضرت کا انتقال ہوا تو مین نے فاطمہ سے کہا کہ میرا حق جو تمپر ہی
اسکی قسم دیتی ہون کہ اس سرگوشی کا حال کہو فاطمہ نے کہا اب تو کچھ مضائقہ نہین اول بار جو حضرت نے فرمایا
سو یہ تھا کہ ہر سال جبرئیل ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے تھے اسکی سال دو مرتبہ دور کیا سو مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ
میری موت قریب ہی اسواسطے مین رونے لگی پھر دوسری بار حضرت نے میرے کان مین کہا کہ بعد میرے میرے اہلبیت سے
پہلے تو ہی مریگی خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کیجیو مین تیرا بہتر پیشوا ہون اور کہا اس سے راضی نہین ہوتی کہ بہشتی
عورتون کی سردار ہو یا یون فرمایا کہ مسلمانون کی عورتون کی سردار ہو اس سے مین خوش ہوئی مولانا جلال الدین
سیوطی کہتے ہین کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ فاطمہ زہرا تمام مومن بیبیون پر فضیلت رکھتی ہین حتی کہ مریم
و عائشہ صدیقہ پر بھی اور جو بعض روایات مین مریم کو عموم نساء سے استثنا کیا ہی سو دلیل تعارض کی نہین ہوسکتی کیونکہ
جائز ہی کہ حضرت صلعم کو ازروے وحی فضیلت فاطمہ زہرا بتدریج معلوم ہوئی ہو اور آخر کو عموم فضل ثابت ہوا ہو
اور جو بعض علما کہتے ہین کہ عائشہ صدیقہ کو فاطمہ زہرا پر فضیلت ہی اس دلیل سے کہ عائشہ بہشت مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہونگی اور فاطمہ علی کے پاس اور اسمین شبہ نہین کہ مقام پیغمبر خدا اعلی و اشرف ہوگا
مقام علی مرتضی سے سو یہ مدفوع ہی اسطرح سے کہ حدیثون مین صاف وارد ہی کہ حضرت صلعم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے
خطاب کر کے فرمایا کہ مین اور تو و علی و حسن و حسین ایک مکان و مقام مین ہونگا اور سیوطی اپنے فتاوے مین
لکھتے ہین کہ اس مقام پر تین مذہب ہین صحیح تر یہ ہی کہ فاطمہ افضل ہین عائشہ سے اور بعضے قائل مساوات ہین
اور بعضے متوقف چنانکہ استروشنی حنفیہ اور بعضے شافعیہ مائل بتوقف ہین اور امام مالک فرماتے ہین لا افضل
احداً علی بضعة رسول اللہ کما ذکرنا سابقاً اور امام سبکی فرماتے ہین کہ مختار ہمارا اور ہمارے دین کا یہ ہی کہ فاطمہ
افضل ہین بعد انکے خدیجہ بعد انکے عائشہ رضی اللہ عنہن مگر خدیجہ و عائشہ مین اختلاف ہی اور حق یہ ہی کہ طبیعتین
مختلف ہین اور بعضے علما افضیلت بمعنی کثرت ثواب عند اللہ مراد لیتے ہین ولیکن کوئی شخص بحسب شرف ذات
و طہارت طینت اور پاکی جوہر کے فاطمہ و حسن و حسین کو نہین پہونچتا ہی واللہ اعلم بحقیقة الحال از انجملہ جامع ترمذی مین

کہ فرمایا حضرت صلعم نے فاطمہ مجھسے ہی روک دیتی ہی دل میرا وہ چیز جو روک دیتی ہی فاطمہ کے دل کو اور کشادہ دل کردیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ کشادہ دل کردیتی ہی فاطمہ کو اور نسب منقطع ہوجاوینگے بروز قیامت سوا ے میرے نسب اور سبب اور سسرال کے اور صواعق محرقہ مین ابوایوب سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز قیامت پکاریگا پکارنے والا عرش کے اندر سے یا اہل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمہ بنت محمد صلعم علی الصراط فتمر مع سبعین الف جاریۃ من الحور العین کمر البرق یعنی اے اہل محشر جھکالو تم سر اپنے اور بند کرلو اپنی آنکھین یہانتک کہ گذر جائے فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر پس گذریگی فاطمہ ساتھ ستر ہزار لونڈیون کے حور عین سے مانند گذرنے برق کے ہرچند فضائل سیدہ بہت ہین مگر اس مقام مین اسی قدر کافی ہین اب جاننا چاہیے کہ اولاد تین بیٹے اور تین بیٹیان آنجناب کے ہوئی حسن اور حسین اور محسن اولاد ذکور اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب اولاد اناث اور فصل الخطاب سے معلوم ہوتا ہی کہ رقیہ نام ام کلثوم کا ہی پس اس صورت مین دو ہی بیٹیان معلوم ہوتی ہین والصحیح ہو الاول چنانکہ محسن و رقیہ نے صغر سنی مین وفات پائی اور امام حسن و حسین ممتاز بشہادت خفی و جلی ہوے کہ حال مفصل اسکا آخر مین ذکر کیا جائیگا اور ام کلثوم کا نکاح علی مرتضی نے برضا و رغبت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا انسے رقیہ و زید پیدا ہوے لیکن کوئی اولاد باقی نہین رہی اور فصل الخطاب مین ہی کہ زید و ام کلثوم نے ایک دن وفات پائی ہی اور صحیح یہ ہی کہ بعد شہادت عمر ابن خطاب ام کلثوم سے عون ابن جعفر نے نکاح کیا انسے کچھ اولاد نہین ہوئی و بعد وفات عون محمد ابن جعفر کے نکاح مین آئین انسے ایک بیٹا ہوا مگر لڑکپن مین مرگیا اور بعد محمد کے عبد اللہ ابن جعفر نے نکاح کیا انسے بھی کوئی اولاد نہوئی اور انھین کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی تب عبد اللہ نے زینب سے نکاح کیا انسے علی پسر و ام کلثوم بیٹی پیدا ہوئی سو ام کلثوم قاسم ابن محمد ابن جعفر کے نکاح مین آئین انسے بکثرت اولاد ہوئی اور علی بن عبد اللہ کے بھی بہت اولاد ہوئی کہ انکو جعفرین کہتے ہین اور عبد اللہ بن جعفر کے اور بیبیون سے بھی نسل رہی ہو انکو بھی جعفرین بولتے ہین لیکن ان دونون مین فرق یہی ہی کہ اول فاطمی ہین اخبار الدول مین ہی کہ جب حسن علیہ السلام پیدا ہوے تو وقت میان عصر و مغرب تھا اسی وقت حضرت فاطمہ نفاس سے پاک ہوئین اور غسل کرکے نماز مغرب ادا فرمائی اسی واسطے زہرا نام ہوا اور عمر حضرت فاطمہ کی اٹھائیس برس کی اور ایک روایت مین انتیس برس کی ہوئی اور وفات بروز سہ شنبہ تاریخ سوم رمضان المبارک سال یازدہم ہجری واقع ہوئی اور قبر شریف بروایت صحیحہ جنت البقیع مین ہی اور بروایت بعضے انکے گھر مین ہی کہ وہ گھر داخل مسجد ہوگیا ہی اور بعض روایات غریبہ مین وارد ہی کہ ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا علی الصباح برخلاف عادت خوش و خرم اٹھین اور لونڈی سے ارشاد فرمایا کہ میرے نہانے کو پانی لا چنانکہ اسنے موجود کیا تو حضرت سیدہ نے نہایت مبالغہ سے غسل فرمایا اور کپڑے پاکیزہ و لطیف پہنے اور مستقبل قبلہ لیٹین اور اپنا ہاتھ رخسارہ کے نیچے رکھکر فرمانے لگین کہ مین جان بجان آفرین سپرد کرتی ہون اب کوئی شخص مجھکو نہ کھینے اور ہی جگہ

اسی وضع سے مجھے دفن کردے بعد ازان علی مرتضی تشریف لائے تو انھون نے موافق وصیت عمل فرمایا مگر ابن جوزی
وغیرہ اہل حدیث نے اسکو موضوعات مین لکھا ہی اور یہی یہ روایت حدیث اسماء بنت عمیس کے خلاف ہی جسکو امام محمد
وغیرہ کبار محدثین نے اسطرح لکھا ہی کہ حضرت فاطمہ نے وقت نزع روح اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے
فرمایا کہ یہ مجھکو نہایت بدمعلوم ہوتا ہی کہ جب کوئی عورت مرجاتی ہی تو اُسپر ایک چادر اُڑھا کر نکالتے ہین کیونکہ
قد وقامت اُسکا صاف نظر پڑتا ہی اور اُسوقت تک یہی دستور تھا کہ عورتون کی نعش مردون کی وضع پر نکلتے تھے
اسماء نے التماس کیا کہ اے بیٹی رسول اللہ کی مین نے اراضی حبش مین ایک طریقہ نعش بنانے کا دیکھا ہی کہ اُس سے
نہایت ستر ہوجاتا ہی سو مین تمھارے واسطے بناؤنگی اور اُسی وقت چند لکڑیان درخت ترخرمے کی منگوائین اور
اُنکو صاف کرکے جھکائین اور اُسپر چادر ڈالی حضرت سیدہ اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئین اور فرمایا یہ وضع
نہایت خوب ہی کہ اسمین عورت و مرد مین بخوبی تمیز ہوجاتی ہی جب کہ مین وفات پاؤن تو اُسی طرح نعش بنانا
اور تو ہی غسل دینا اور علی مرتضی کو شریک کرنا اور کسی کو آنے نہ دینا چنانکہ جب سیدہ نے وفات پائی تو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائین اور گھر مین جانے لگین اسماء نے حسب وصیت روک دیا کہ اُنھون نے
اسکی شکایت صدیق اکبر سے فرمائی اور یہ بھی کہا کہ اسماء نے ایک ہودج عروسی واسطے لاش کے بنایا ہی تب
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تشریف لائے اور پکارکر فرمانے لگے کہ اے اسماء تو زوجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنت رسول اللہ کے پاس آنے سے کیون روکتی ہی اور کون چیز جدید تو نے اختراع کی ہے
اسماء نے کہا کہ خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے مجھسے کہا تھا کہ کوئی آدمی اور سوائے تیرے اور علی کے یہان نہ آنے پائے
اور جو شی جدید مین نے بنائی ہی وہ مین نے اُنکو دکھلائی تھی اور اُنھون نے پسند فرماکر اجازت دی تھی یہ سُنکر
صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت رسول اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی تو اُسی کے مطابق
عمل کرنا واجب ولازم ہی چنانچہ اسماء بنت عمیس اور علی مرتضی اور بعض اہلبیت نے غسل دیا انتہی اس روایت سے آگاہی
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پر ظاہر ہی اور نہ دفن ہونا آنجناب کا اُنکے حجرہ خاص مین
واضح تر کیونکہ اگر گھر ہی مین دفن ہوتین تو حاجت نعش بنانے کی بنا بر تستر اصلا نہ تھی لذا قال قدوۃ المحدثین
شیخ عبد الحق الدہلوی فی جذب القلوب الی دیار المحبوب **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے کہ صلوۃ غیر حضرت صلعم پر مختلف فیہ ہی
بعضے عدم جواز مطلق کے قائل ہین وہذا اضعف جدًا اور بعضے کہتے ہین کہ پیغمبرون پر استقلالاً جائز ہی اور اُنکے
غیر پر تبعاً مگر مذہب بخاری واسحاق وابو ثور وداؤد وطبری کا یہ ہی صلوۃ غیر انبیا پر بھی استقلالاً جائز ہی کئی دلیلون سے
اول خدا نے فرمایا وصل علیہم وتصلی علیکم دوسرے وقت لانے صدقہ کے حضرت نے ابی اوفی سے فرمایا صل علی آل
ابی اوفی تیسرے دونون ہاتھ اٹھاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن عبادہ کے لیئے دعا فرمائی اللھم اجعل صلوتک

درحمتک علی آل سعد ابن عبادہ رواہ ابو داؤد والنسائی وسندہ جید چوتھی دلیل یہ ہے کہ معنی صلوٰۃ با لتحقیق رحمت
اور ثنا ہین اور ظاہر ہے کہ جواز دعا مین ان دونون سے اختلاف نہین ہے تو چاہیے کہ صلوٰۃ مین بھی نہ خصوصاً جب کتاب
وسنت مین صریح وارد ہوا ہو وہو المذہب الصحیح اور مذہب امام اعظم رح کا یہ ہے کہ تبعاً جائز ہے مطلقاً بلا قید مورد وعدم جواز
استقلالاً اور مذہب سفیان ثوری کا یہ ہے کہ استقلال مین ترک ادب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فصل الخطاب اس مسئلہ مین
یہ ہے کہ صلوٰۃ غیر آنحضرت صلعم پر دو حال سے خالی نہین یا آل وازواج وذریت پر ہے یا اُنکے غیر پر سوا اول معیت آنحضرت
مشروع ہے اور بدون آنحضرت جائز اور ثانی اگر وہ غیر ملائکہ واہل اطاعت ہین عموماً کہ اُنمین انبیا بھی داخل ہین چنانچہ
کہتے ہین اللہم صل علی ملائکتک المقربین وعلی اہل طاعتک اجمعین یہ بھی جائز ہے اور اگر طائفہ معین شخص معین ہے تو مکروہ ہے
اور اگر تحریم کے بھی قائل ہون تو بھی ہوسکتا ہے خصوصاً جب اپنا شعار گردانین یا اُسکی مثل پر یا افضل پر منع کرین
اور اگر احیاناً ہو تو مضائقہ نہین ہے در استعمال سلام پس مُردون پر استقلالاً جائز نہین مگر انبیاء واہل قبور اور زندون پر
غائب ہون یا حاضر بالاتفاق جائز ہے اور بعض علما قائل ہین کہ صلوٰۃ مخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے
اور رضوان صحابہ کے لیے اور رحمت سب مسلمانون کے حق مین اور ابن العربی کے نزدیک تحقیقات بنا برحفظ مراتب ہے اور
نووی کہتے ہین کہ ترحم اور ترضی صحابہ وتابعین نیز تبع تابعین کے لیے مستحب ہے اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ سلام
بمعنی تحیہ جو مستلزم جواب ہے نزد زندے ومردے حاضر وغائب پر جائز ہے اور اسلام بمعنی دعا کہ قریب معنی صلوٰۃ سے ہے تو مخصوص
حضرت صلعم کو ہے غیر آنجناب نہ چاہیے مگر تبعاً اور حضرت شیخ المحدثین مولانا عبد الحق دہلوی شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین
عبارت بعینہ یہ ہے واختلاف کردہ اند کہ آیا جائز ست صلوٰۃ وسلام بر غیر انبیا بالاستقلال یا نہ مختار جمہور آنست کہ مخصوصیت
بانبیا ست ومتشارک نیست با ایشان جز ایشان بلکہ ذکر کردہ شود بمغفرت ورحمت ورضوان و انکہ کردہ است طیبی کہ
آن خلاف اولیٰ ست وبعضے گفتہ حرام است یا مکروہ بکراہت تحریمی یا تنزیہی ومتعارف در متقدمین تسلیم بود در اہلبیت رسول اللہ
از ذریت وازواج مطہرات ودر کتب قدیمہ مشائخ اہل سنت وجماعت کنایت آن یافتہ میشود واللہ اعلم اور مولوی ولی اللہ
فرخ آبادی در رد التقرب مین لکھتے ہین کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات حسنین وفاطمہ وعلی وغیرہ ذریت واولاد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر بلفظ سلام اور بھی بلفظ صلوٰۃ بلا تبعیت بھی جائز ہے اور مقتضاے ادب بھی ہے کیونکہ صلوٰۃ وسلام ان لوگون پر
گویا حضرت پر ہے اور آل کا ذکر کرنا بعد حضرت کے صلوٰۃ کے مثل اجماع کے قرار پایا ہے بلکہ بعضون نے کہا ہے کہ بدون صلوٰۃ آل کے
صلوٰۃ حضرت پر مقبول نہین ہے توضیح اولاد عبد المطلب کہ شرف صحبت حضرت صلعم انکو حاصل ہوا ہے یہ ہین زینب بنت
رسول اللہ اور انکی اولاد علی وامامہ رم وامیمہ ورقیہ بنت رسول اللہ اور اولاد انکی عبد اللہ وام کلثوم وفاطمہ زہرا وعلی مرتضی
اور اولاد انکی حسن وحسین ومحسن وام کلثوم ورقیہ وزینب وجعفر ابن ابیطالب اور انکی اولاد عبد اللہ وعون ومحمد وعقیل اور بیٹے
انکے مسلم وحمزہ ابن عبد المطلب اور انکی اولاد کو فضل وعبد اللہ وقثم وعبید اللہ وحارث ومعبد وعبد الرحمن وکثیر وعون

و تمام اوہاد اولاد انکی ام حبیبہ و امیہ و صفیہ و معتب ابن ابی لہب عباس ابن عبد المطلب ابد زوجہ انکی اور بیٹی انکی امیہ
و پسر عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ بن الزبیر ابن عبد المطلب اور ہین انکی ضباعہ زوجہ مقداد و ابن الاسود و سفیان ابن
حارث ابن عبد المطلب اور دونون بیٹے مغیرہ و حارث و عبیدہ ابن الحارث ابن عبد المطلب کہ غزوہ بدر مین شہید ہوے
و ہند ابن الحارث ابن عبد المطلب کہ لقب انکا ببہ بدو باء موحدہ و تشدید ثانیہ ہی و صفیہ بنت عبد المطلب مادر زبیر
ابن العوام یہ لوگ بالاتفاق ایمان لائے ہین و عاتکہ و امیمہ و اروی بنات عبد المطلب مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مسلمان
ہوئین اور بعضے کہتے ہین نہین ہوئین توضیح اصحاب پیغمبر خدا جو ایمان لائے ہین یہ ہین اول معدن الفضل و الہدی و التصدیق
و افضل المومنین و الصحابہ بالتحقیق عبد اللہ ابو بکر صدیق ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم
بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی ہین کہ انکو بسبب ابوت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شرف مصاہرت
حاصل ہوا والدہ انکی ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر لقب شریف آنجناب صدیق و عتیق و کنیت ابو بکر دارقطنی نے ابو یحیی سے
روایت کی ہی کہ مین نے اکثر علی بن ابیطالب کو منبر پر کہتے ہوے سنا ہی کہ اللہ تعالی نے ابو بکر کو زبان پیغمبر پر صدیق فرمایا ہی
واضح ہو کہ حضرت ابو بکر کا یہ لقب خاص ہی اور زبان سید ابرار اور سائر متاخرین و انصار پر بلکہ ائمہ اطہار کی زبان پر بھی یہ لقب
جاری رہا اور فریقین کی کتابون مین موجود کہ جناب معزی الیہ صدیق ہین اور منکر صدیقیت زندیق چنانچہ دارقطنی نے حضرت
امام جعفر صادق سے روایت کیا ہی کہ آیا ایک شخص امام زین العابدین کے پاس پھر عرض کرنے لگا کہ حال ابو بکر کا کچھ فرمائیے
فرمایا کیا ابو بکر صدیق کا حال پوچھتا ہی اسنے کہا آپ انکو صدیق فرماتے ہین فرمایا آپ نے روئے تجھہ تیرے ما بالتحقیق رسول خدا نے
اور جملہ مہاجرین و انصار نے نام انکا صدیق رکھا اب جو اسکو صدیق نہ کہے تو اسکی بات کو اللہ سچا نہ کرے دنیا مین نہ عقبی مین
اور کتاب منہج المقال شیعون مفصل ہے کہ خلص اصحاب ائمہ اطہار تھا ان الجنۃ لتشتاق الی ثلثۃ کے ذیل مین مرقوم ہی کہ صدیق
اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ابو بکر کا لقب ہی اور ہرگاہ امام جعفر کی نسبت مادری دو جانب سے صدیق کے ساتھ ملتی ہی اسواسطے ارشاد
امام لفخر و مباہات تمام ہی کہ ولدنی ابو بکر صدیق مرتین قاضی شوستری احقاق الحق مین اس خبر کا راوی ہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ کوئی نے
امام محمد باقر سے مسئلہ پوچھا کہ آیا تلوار پر چاندی چڑھانا درست ہی فرمایا ہان درست ہی اسواسطے کہ ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار پر
چاندی چڑھائی تھی پس سائل نے کہا کہ اب ابو بکر صدیق کہتے ہین سو آپ اپنی جگہ سے ہلکے اور فرمانے لگے کہ وہ تو بہترین خلائق
ہی بہترین خلائق جو نہ کہے اسکو صدیق نہ سچا کرے اسکو اللہ دنیا اور عقبی مین ہرچند شوستری نے اس
روایت مین تقیہ وغیرہ کا احتمال پیدا کیا لیکن مفید نہین اسواسطے کہ جبکو امام معصوم باین تاکید فرمائے کہ نعم الصدیق
نعم الصدیق نعم الصدیق اور اسکے منکر پہ تشدید دعاے بد بیٹا و سے پھر تقیہ نامعقول کو کہان گنجایش قبول ہی باوجودیکہ
باقر داماد نے ہراس التقیا مین محقق کہا کہ ائمہ ہدی پر تقیہ ناروا ہی اور ان بزرگون نے کبھی تقیہ نہین کیا اور کتاب مخدوم
نجوائیم الذہب مین امام جعفر اور امام باقر کی روایتون کی نسبت بالخصوص تقیہ کا احتمال محال لکھا ہی اور ترمذی کی

روایت ہی کہ ایک دن ابو بکر رسول مقبول صلعم کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا انت عتیق اللہ من النار اور انگشتری
انکی انگشتری رسول اللہ کی تھی ولادت شریف مکہ مین دو برس یا دو برس چار ماہ بعد واقعہ اصحاب فیل کے
واقع ہوئی خوش رو صاحب جمال تابان نحیف البدن خفیف رخسار رگہاے سبز خدبن پر نمودار معتدل القامہ تھے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی برس عمر مین چھوٹے تھے اول مردون مین آنجناب ایمان لائے اور قصہ معراج کی
تصدیق کی اور کافرون و منکرون کو جواب دیے اور حضرت صلعم کے ساتھ ہجرت کی اور عیال و اطفال دشمنون مین
چھوڑے اور مرافقت غار مشہور کالشمس فی نصف النہار ہی اور وقت وفات پیغمبر خدا ثابت العقل رہے اور مسلمانون کی
تسلی و دلاسا مین مصروف ہوے و باجماع امت اول خلیفہ ہوے رضی اللہ ابن عباس کہتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم نے
مین نے جس کسی سے اسلام مین کلام کیا اسنے جواب دیا مگر ابن ابی قحافہ نے کہ جب اس سے مین نے کسی امر کی گفتگو کی
اسنے قبول کیا اور عبد اللہ تیمی سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مین نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اسنے
قبول مین تردد کیا مگر ابو بکر نے اصلا تردد نہ کیا اور ثابت ہی کہ حضرت صدیق اکبر گاہ گاہ بنا بر تجارت اموال مکہ معظمہ سے
باہر جاتے تھے ورنہ مکے ہی مین رہتے تھے اور بڑے صاحب مال اور بڑے جواد کریم افصح ابلغ اعلم اقرا اشجع تھے اور
بسبب ریاست قوم مرجع خاص و عام تھے اور ایکسو بیالیس ۱۴۲ حدیثون کی روایت کتب صحاح مین انسے ہی وسبب قلت
روایتہ قصر مدتہ وسرعتہ وفاتہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ ہمگین مدت خلافت اڑھائی برس بلکہ بروایتے
دو برس تین مہینے کئی دن ہین اور عمر تمام ترسٹھ برس کی موافق عمر پیغمبر کے ہوئی بائیسوین خواہ تیئسوین جمادی الثانی
شب سہ شنبہ وفات پائی واقدی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ بروز دوشنبہ ہفتم جمادی الثانی سال سیزدہم ۱۳ ہجری مین
ابو بکر نے غسل حالت سردی مین کیا تو بخار لاحق ہوا کہ پندرہ ۱۵ روز بیمار رہے جب عشرہ اخیرہ جمادی الاخری کے آٹھ دن
باقی رہے وفات پائی روز سہ شنبہ بائیسوین تاریخ وقت شب تھا اور طبرانی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کی ہی کہ وہ فرماتے تھے جب ابو بکر کو حالت احتضار شروع ہوئی تو عائشہ سے فرمایا کہ مادہ شتر جسکا دودھ مین پیا کرتا تھا اور
کاسہ کلان جسمین آٹا سانا جاتا تھا اور چادر جسکو مین اوڑھتا تھا بعد فوت میرے عمر بن خطاب کے پاس پہونچا دینا کیونکہ مین حالت
خلافت مین انسے منتفع تھا چنانچہ حضرت عائشہ نے بعد وفات ویسا ہی عمل فرمایا تب حضرت عمر نے کہا رحمک اللہ یا ابا بکر
فقد اتعبت من جاء بعدک کذا فی اخبار الدول وغیرہ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہی کہ بعد وفات رسول مقبول
احوال ابو بکر روز بروز متغیر ہوتا جاتا تھا یعنی بمفارقت آنجناب مین لاغر وضعیف ہوتے جاتے تھے آخر وفات پائی اور
ابن شہاب سے روایت ہی کہ ایک شخص ابو بکر کے واسطے حریرہ لایا تھا اسکو باتفاق حارث بن کلاہ کھارہے تھے دفعتہ حارث نے
کہا ای خلیفہ کھانے سے ہاتھ روکو اسمین زہر ملا ہی مین اور تم ایک دن مرینگے اسی وقت آنجناب نے ہاتھ کو روکا مگر ہمیشہ بیمار رہے
اور بعد انقضاے سال دونون نے ایک روز وفات پائی اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت صلی اللہ وسلم نے فرمایا ہی اثبت احد فانما علیک

نبی وصدیق وشہیدان یعنی ٹھہر جا ای جبل احد جز این نیست کہ تجھپر ایک نبی وصدیق و دو شہید ہین اور یہ حدیث
سابق کی حدیث سے منافات رکھتی ہی تو جواب یہ ہی کہ منافات و تناقض کچھ نہین ہی ابوبکر صفت صدیقیۃ اور صفت
شہادت دونون رکھتے تھے مگر آنحضرت نے بصفت صدیقیۃ کہ اخص اوصاف مین تھے اکتفا فرمایا کیونکہ صفت شہادت عام
و مشترک چارون مین تھی اور اسی سبب سے آنحضرت نے اپنے نفس لطیف کو تعبیر نہین فرمایا مگر بصفت نبوت کہ اخص ہی
حالانکہ آنجناب بھی بصفت شہادت موصوف تھے چنانچہ بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض موت مین تصریح فرمائی ہی کہ موجب اس مرض کا زہر ہی جو کہ خیبر مین کھایا تھا اور اخبار الدول مین نزہۃ النواظر سے
نقل کیا ہی کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب ابوبکر کی وفات نزدیک پہونچی تو مجکو طلب کرکے فرمایا کہ ای
علی مجھکو اُسی دو ہر مین غسل دینا جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور میرے کپڑون مین کفنانا اور اس مکان کے
دروازے پر لیجانا جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہین اگر قفل اُس مکان کا از خود کھل جائے تو اُسکے اندر لیجاکر
دفن کرنا ورنہ مقابر مسلمانون مین حضرت علی مرتضی فرماتے ہین کہ مین نے وصیت اُنکی جاری کی جب کہ جنازہ
حجرۂ شریفہ کے دروازے پر رکھا تو قفل از خود کھل گیا اور آواز آئی ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب
مشتاق یعنی پہونچا دوست کو دوست کی طرف کہ دوست دوست کا مشتاق ہی پھر مین نے اُنکو دفن کیا اور سر شریف اُنکا
برابر دوش مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا وقد قیل فی تاریخہ ع بست و دوم از جمادی الاخری بود
کہ بدار البقاء نقل نمود ع عقل سال وصال او فرمود ع در سن جو دفت صاحب جود ع حضرت صدیق اکبر کے زمانۂ جاہلیت مین
دو منکوحہ تھین ایک قتیلہ بنت عبد العزی مادر عبد اللہ اور اسماء ذات النطاقین دوسری ام رومان بنت عامر مادر عبد الرحمن
اور عائشہ صدیقہ اور زمان اسلام مین دو منکوحہ اسما بنت عمیس مادر محمد بن ابی بکر دوسری حبیبہ بنت خارجہ انصاری
جو کہ وقت وفات حاملہ تھین اُنسے بیٹی پیدا ہوئی اور زمانہ خلافت آنحضرت مین حضرت عمر قاضی اور عثمان بن عفان
اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسید عامل مکہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا
اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ او ہشام بن ابو عبیدہ
جراح و شرحبیل اور یزید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت
صدیق خالد محاصرۂ دمشق مین مصروف تھے از جملہ فضائل ایک فضیلت یہ ہی کہ اُنکے باپ ابو قحافہ اور والدہ اُنکی
ام الخیر سلمی بنت عم ابو قحافہ اور زوجات طاہرات ام رومان بنت عامر و اسما بنت عمیس و حبیبہ بنت خارجہ اور بنات
اسما و عائشہ و ابنا عبد اللہ و عبد الرحمن و محمد و ولد الابن محمد ابن عبد الرحمن و ولد البنت عبد اللہ بن زبیر بن اسما
سب کے سب شرف صحبت رسول مقبول مشرف ہوے اور ہمیشہ تابع فرمان رہے از انجملہ یہ کہ بخاری مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی قوم مین بنا بر صلح تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا لوگون نے ابوبکر کو امام کیا اور نماز شروع کر دی پھر حضرت صلعم

تشریف لائے اصحاب نماز مین تھے حضرت صلعم بھی نیت کر کے صف مین کھڑے ہوگئے اصحاب نے دستک دی تاکہ صدیق اکبر حضرت کی تشریف آوری سے آگاہ ہون اور حضرت صدیق اکبر کی یہ عادت تھی کہ نماز مین کسی طرف نہ دیکھتے تھے جب لوگون نے بہت تالیان بجائین تو صدیق نے نظر کو پھیر کر دیکھا کہ حضرت رحمۃ للعالمین صف مین کھڑے ہین اور حضرت نے اشارہ کیا وہین رہو امامت کیے جاؤ صدیق اکبر نے دونون ہاتھ اٹھا کے خدا کا شکر کیا کہ حضرت صلعم نے مجھکو امامت کرنیکو فرمایا پھر پیچھے ہٹے یہان تک کہ صف مین برابر ہوگئے اور حضرت امام الکونین نے آگے بڑھ کر امامت فرمائی جب نماز تمام فرمائی تو کہا ای ابو بکر میرے ارشاد کے بعد تو کیون قائم نہ رہا عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ لیاقت نہین کہ پیغمبر کے آگے امام ہو پھر حضرت نے اصحاب سے فرمایا مجھکو کیا ہے کہ مین نے دیکھا تمکو کہ تمنے بہت تالیان بجائین کوئی ضرورت اگر نماز مین ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جسمین امام کو خبردار و آگاہ کرنا پڑے تو چاہیے کہ باواز بلند سبحان اللہ کہے یعنی تالیان نہ بجانا چاہیے اسواسطے کہ جب اسنے سبحان اللہ کہا تو اسکی طرف التفات کیا جائیگا یعنی امام سبحان اللہ کہنے سے خبردار ہو جائیگا اور تالی مارنا عورتون کے واسطے جائز ہی یعنی اگر امام کی خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ہاتھ پر مارے اسواسطے کہ عورت کی آواز سننے سے اکثر مرد کو خیال پیدا آتا ہی یہ حدیث بخاری و مسلم مین سہیل ابن ساعدی سے مروی ہی اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی امامت کا حکم دیا بلکہ اول ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز کی نیت بھی کر چکے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کون کمال ہوگا کہ تمام عالم کا امام اسکو اپنا امام بناوے ازانجملہ بخاری و مسلم مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت مین فرمایا کہ ابو بکر سے کہو لوگون کو نماز پڑھاوے مین نے کہا یا رسول اللہ ابو بکر نرم دل ہی اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنینگے عمر کو فرمائیے کہ وہ نماز پڑھاوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو نماز پڑھاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو کہو ابو بکر سے کہ لوگون کو خود امام ہو کر نماز پڑھاوے بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین پانچ وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہی حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا یعنی امامت نماز سو اپنی حیات مین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا جسطرح کوئی بادشاہ اپنی زندگی مین کسی کو تخت و چتر شاہی دلوائے تو یہ علامت ہی کہ بادشاہ نے اسکو اپنا ولی عہد کیا ازانجملہ بخاری و مسلم مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایکبار صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور کہا مقرر خدا نے مختار کیا ہی اپنے بندے کو دنیا و آخرت مین ہو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابو بکر صدیق رونے لگے ہمکو تعجب آیا انکے رونے سے کہ یہ رونے کا کون مقام ہی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد انتقال ہوا تب ہمنے اسکا مطلب سمجھا

فضیلت بعض از امامت صدیق

فضیلت امامت صدیق

یعنی حضرت نے اپنی موت کی خبر دی تھی مگر اصحاب مین سوائے حضرت ابوبکر صدیق کے کوئی اس بھید سے واقف نہوا
ہم سب سے زیادہ وہ عالم تھے جب صدیق روئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت رو سب سے زیادہ رفاقت کی
اور مال کی راہ سے تیرا مجھپر احسان ہی اگر خدا کے سوائے جانی دوستی کسی اور سے کرتا تو تجھی سے کرتا لیکن ہمارے تیرے
اسلام کی برادری اور محبت ہی از انجملہ بخاری مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جو شخص جوڑا دیگا خدا کی راہ مین لاوینگے اسکو بہشت کے چوکیدار تو سب چوکیدار دروازون بہشت کے کہینگے او میان ادھر آؤ
تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح ٹوٹا نہین ہی فرمایا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ البتہ مجھکو امید ہی کہ تو انھین لوگون مین ہی جسکو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلاوینگے اس حدیث سے عمدہ
فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکی اور بہشتی ہونا ثابت ہوا اور جوڑا خرچ کرنے سے یہ مراد ہی کہ دو اشرفی یا دو روپیہ یا دو پیسے
یا دو کوڑی یا دو روٹیان سے اسی طرح ہر شی کا جوڑا از انجملہ جامع عبدالرزاق مین بطریق صحیح مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابی بکر سے نہین ہوا راوی کہتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل و تردد خرچ کرتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھ امتیاز و فرق نہ رکھتے تھے
از انجملہ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہی کہ مین ایک دن دردولت رسول مقبول پر با جماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم کرد
بزرگی و فضیلت کر رہے تھے کہ آنجناب تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضائل لوگون کے بیان کرتے ہین
فرمایا کہ اگر یہ مذکور ہی تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اسلیے کہ وہ تم سب سے افضل ہی دنیا و آخرت مین از انجملہ ابو داؤد و دار قطنی
جابر سے بسند صحیح روایت کی ہی کہ ایک دن ابوبکر کے آگے آگے مین جاتا تھا دفعۃً حضرت صلعم ملے تو فرمایا تم آگے اس شخص کے چلتے ہو
جو تم سے دنیا و آخرت مین بہتر ہی واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہین ہوا ہی بعد انبیا و مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ابوبکر سے ہو اور امام جعفر صادق
علی آبائہ و علیہ السلام نے بسند متصل صحیح اپنے باپ محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور وہ حضرت سید الشہدا اکمل خاتم
آل عبا امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ علی مرتضی فرماتے تھے
ہمنے حضرت صلعم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد پیغمبرون کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے از انجملہ صحیح بخاری مین
ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ صدیق و فاروق مین کچھ گفتگو ہوئی کہ اس سے دونون مین رنج ہو صدیق اکبر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ملتمس ہوئے کہ میرے اور عمر کے گفتگو ہو گئی بد سو مین نے غصہ ہو انچہ فرمایا اور عمر سے
قصور معاف کرایا انھون نے معاف نہ کیا اندین حضور مین آیا ہون حضرت نے فرمایا خدا معاف کریگا اور تجھکو بخشیگا بعد اسکے حضرت
عمر بھی اس گفتگو سے پچھتائے اور عفو تقصیر کرانے کو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے وہان سنا کہ وہ حضرت صلعم کے پاس گئے ہین جب
عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلعم کے حضور مین آئے تو حضرت کے چہرہ مبارک پر غصہ نمود ہوا صدیق اکبر ڈرے تو گھٹنون کے بل عاجزی سے
کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ عمر کا کچھ قصور نہین زیادتی میری تھی حضرت نے فرمایا کہ البتہ مجھکو خدا نے تمھاری طرف پیغمبر کرکے بھیجا ہی

سو اول منے کہا کہ جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا سچا ہے اور اُسنے اپنی جان و مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو میری
خاطر سے چھوڑ دوگے یعنی کسی طرح کا رنج اُسکو نہ پہونچاؤ اس حدیث کے بعد جمیع اصحاب حضرت صدیق اکبر کا بڑا خیال رکھنے لگے کسی نے
اُنکو رنج نہیں دیا از انجملہ ایک بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطر داری پیغمبر خدا میں
فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق میں وعدہ کیا ولسوف یرضی یعنی البتہ راضی ہو گا صدیق اکبر
خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان
اکرمکم عند اللہ اتقکم پس بمقتضاے مجموع آیتین سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر اکرم ناس ہوں عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہیں

احوال عمر بن خطاب

دوم عمر ابن خطاب ابن نفیل بضم النون وکسر الفاء وسکون التحتانیہ ابن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن
عدی بن کعب القرشی العدوی نسب آنجناب رسول مقبول صلعم سے کعب میں ملتا ہے اور والدہ اُنکی حنتمہ اخت ابی جہل بنت ہاشم
یا ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ تھیں اللہ تعالیٰ نے دولت مصاہرت پیغمبر خدا بسبب ابوت ام المومنین حفصہ کے عطا فرمائی اور خلیفہ بھی کیا
کنیت آنجناب ابو حفص اور لقب فاروق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ عمر ما بین حق و باطل
فرق کرتے تھے اور ولادت اُنکی غرہ محرم سال چہاردہم یا سیزدہم واقعہ اصحاب فیل میں واقع ہوئی اور سال نہم بعثت میں اسلام لائے
انھیں سے چالیس مسلمان پورے ہوے اور عمر ستائیس برس کی تھی اشراف قریش سے تھے ایام جاہلیت میں سفارت و رسالت انھیں کے
نام مقرر تھی یعنی نامہ و پیغام انھیں کے ہاتھ سرداروں کے پاس کفار قریش بھیجا کرتے تھے اور سفید رو سرخ چشم بلند بالا تھے

وصف عمر در توریت

روایت ہے کہ لوگوں میں جب کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا گویا اونٹ پر سوار ہیں اور لوگ پیادہ وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ وصف
عمر خطاب توریت میں اسطرح مذکور ہے کہ قرن حدید شدید امین یعنی عمر بمنزلہ چھوٹے پہاڑ کے ہے اور تیز و سخت و امانتدار ہے اور روایت صحیح سے

اول لقب امیر المومنین

ثابت ہے کہ اول انھیں کا خطاب امیر المومنین ہوا چنانچہ عسکری نے اوائل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے بطریق
ابن شہاب عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ اُسنے سلیمان ابن حثمہ سے سوال کیا کہ زمانہ ابوبکر میں من خلیفہ رسول اللہ الی فلان
لکھتے تھے اور عہد خلافت عمر خطاب میں اول من خلیفہ ابی بکر الی فلان لکھتے تھے پھر کیونکہ یہ بات متغیر ہوئی اور اطلاق امیر المومنین کا
عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا اور کون شخص تھا جسنے اطلاق اس لفظ کا کیا اور فرامین میں لکھا گیا ابوبکر ابن سلیمان نے کہا
خبر دی مجھکو مسماۃ شفا مہاجرہ نے کہ ابوبکر من خلیفہ رسول اللہ لکھتے تھے اور عمر من خلیفہ خلیفہ رسول اللہ اُسوقت تک
کہ اُنھوں نے عامل عراق کو نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ دو مرد ذی شعور جلد میرے پاس روانہ کر تا کہ احوال عراق و اہل عراق
اُنسے دریافت کروں عامل عراق نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن ابی حاتم کو بھیجا جب یہ دونوں مدینے میں پہونچے اور مسجد میں گئے
تو عمرو ابن عاص ملا اُسنے کہا کہ ہم امیر المومنین کے پاس جانا چاہتے ہیں تم اجازت حصول ملازمت حاصل کرو عمرو بن عاص نے
کہا واللہ تمنے امیر المومنین کے اطلاق میں صواب کیا بعد اُسکے عمرو نے حضرت عمر سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا تونے امیر المومنین کسطرح کہا عمرو نے حال بیان کیا اور کہا تم امیر ہو اور ہم مومن ہیں آدمی کہتا ہے کہ اُسدن سے یہ کلمہ

مکاتبات وغیرہ مین لکھا گیا اور امام نووی نے تہذیب مین لکھا ہی کہ ربیعہ اور عدی نے اس نام سے حضرت عمر کو
سے کیا اور بعضے کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ نے ملقب با میرالمومنین کیا ہی اور ابن عساکر نے معاویہ ابن قرہ سے
روایت کی ہی کہ ابی بکر رضی اللہ عنہ لکھتے تھے من ابی بکر خلیفہ رسول اللہ جب عہد خلافت عمر ابن خطاب ہوا تو اصحاب نے
ارادہ کیا اونکو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا کرین حضرت عمر نے فرمایا اسمین تطویل ہی اصحاب نے کہا تم ہمارے امیر ہو
فرمایا ہان مین تمھارا امیر ہون اور تم مومنین ہو اوسی تاریخ سے امیرالمومنین لکھا گیا الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ اون
ان لوگون مین ہین جنپر بحیثیت خلافت تسمیہ اس اسم کا ہوا ہی اور جو عبدالرحمن بن جحش پر ایک سریہ مین اطلاق
امیرالمومنین کا ہوا ہی سو وہ محض اسی وقت پر خصوصیت رکھتا تھا اسی طرح اول حضرت عمر نے حد شرب خمر اسی
کوڑے مارے اور اول تجدید حرمت متعہ انھین نے فرمائی اور اول انھین نے بیع امہات اولاد سے نہی فرمائی
اور اول نماز جنازہ اربع تکبیرات سے انھین نے پڑھی اور اول قضات انھین نے مقرر فرمائی اور اول تعین تاریخ
مشورت علی مرتضیٰ حضرت عمر نے فرمایا ابن سعد نے سند آدسے روایت کی ہی کہ جب عمر خلیفہ ہوے تو اول یہ کلام فرمایا
اللھم انی شدید فلینی و ضعیف فقونی و بخیل فسخنی اور انھین نے عہد خلافت مین اپنے بیٹے پر حد زنا جاری فرمائی تھی
یہ مقام محل عبرت ہی اور مقدور بشر سے خارج جو حضرت عمر نے فرمایا ہی کیفیت اس واقعہ کی بعض کتب حدیث مین اسطرح
مذکور ہی کہ ایک روز جناب فاروق اعظم مسجد نبوی مین بیٹھے تھے اور اصحاب رسول مقبول گرداگرد جمع تھے دفعۃً ایک
عورت نوجوان ایک طفل نوزاد گود مین لیے ہوے دروازۂ مسجد سے داخل ہوئی اور بولی یا امیرالمومنین السلام علیک
حضرت عمر نے فرمایا وعلیک السلام اگر کچھ حاجت رکھتی ہو بیان کر کہ اسکا سرانجام کرون اوسنے کہا حاجت یہ ہی کہ اپنے
فرزند کو مجھسے لیکر پرورش کیجیے فرمایا میرا لڑکا تیرے پاس کسطرح پہونچا مین نہین پہنچانتا ہون وہ بولی کہ یہ لڑکا تمھارے
بیٹے عبدالرحمن ابو شحمہ کا ہی فرمایا کہ یہ حرام کا لڑکا ہی یا حلال کا عورت نے کہا میری جانب سے حلال کا ہی اور ابو شحمہ
کی طرف سے حرام کا حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر سچ بیان کر اوسنے کہا کہ مین ایک دن راہ مین چلی جاتی تھی جب قریب باغ
بنی نجار کے پہونچی تو بیٹا تمھارا مست و سرشار شراب خوردہ دوکان نسیکہ یہودی سے کہ خمار مشہور و معروف ہی آتا تھا اوسنے
مجھکو دیکھکر دست اندازی شروع کی ہرچند مین نے انکار کی لیکن اوسنے نہ مانا اور باغ مین لیجاکر مجھسے وہ کام کیا جو مرد عورت سے
کرتا ہی تو مین بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا اور اپنے گھر آئی معلوم ہوا کہ حاملہ ہوگئی ہون سو مین نے حمل اپنا اپنے چچا سے اور ہمسایگی
لوگون سے پوشیدہ رکھا تاکہ رسوا و فضیحت نہون حتی کہ مدت حمل گذر گئی اور آثار تولد نمود ہوے آخرکار جنگل مین جاکر
یہ لڑکا جنی اول مین نے چاہا کہ اسے ہلاک کرون مگر بخوف خدا نادم ہوکر باز رہی اب تمھارے پاس آئی ہون اور تمھارے
بیٹے ابو شحمہ پر دادخواہ ہون لازم ہی کہ مابین میرے اور اسکے جو حکم خدا ہو فرمائیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کرادی
کہ مردم شہر مسجد مین جمع ہوے انکو ارشاد کیا کہ سب لوگ حاضر رہو اور خود مع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دولتخانہ میں

داخل ہوئے اور پوچھا ابو شحمہ کہان ہی بی بی نے کہا اسی وقت دسترخوان پر کھانے کو بیٹھا ہی حضرت عمر فاروق ابو شحمہ کے پاس
تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ای بیٹے میرے کھانا کھالے یہ طعام توشۂ آخری تیرا ہو دنیا سے ابو شحمہ نے یہ کلام سُنا تو رنگ اُسکے چہرے کا متغیر ہوگیا
اور لقمہ ہاتھ سے گر پڑا بعد اُسکے حضرت عمر نے فرمایا مین کون ہون بولا تم میرے باپ ہو اور خلیفہ حضرت رسالت مآب فرمایا
کہ فرمان برداری میری تجھپر واجب ہی یا نہین کہا دو سبب سے فرمان برداری آپکی فرض ہی ایک من حیث الوالدیۃ دوسرے
من جہۃ الخلافۃ فرمایا تجھکو قسم دیتا ہون بحق پیغمبر تیرے وبحق والدیۃ اپنے کے کہ تو نے کبھون نبیذ یہودی کی دوکان سے شراب
لیکر پی تھی اور مست ہوا تھا اُسنے کہا ہان ایکبار یہ حرکت مجھسے ہوئی تھی سو مین نے نادم ہوکر توبہ کی ہی فرمایا تو نے خوب کیا
جو توبہ کی کیونکہ سرمایہ مسلمان توبہ ہی پھر فرمایا کہ ای بیٹے میرے تجھکو خدا کی قسم ہی کہ تو کبھون باغ بنی نجار مین گیا تھا اور
کسی عورت سے صحبت کی تھی ابو شحمہ خاموش ہو رہا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا کہ خوف نہ کر سچ بیان کر خدا ے تعالے
راست گو کو دوست رکھتا ہی ابو شحمہ نے کہا سچ ہی کہ یہ حرکت بھی مجھسے سرزد ہوئی تھی لیکن مین نے توبہ کی اور سخت نادم ہون
حضرت عمر نے جب ابو شحمہ کی زبان سے اقرار کرا لیا تو ہاتھ پکڑا اور کشان کشان گھر سے باہر قریب مسجد کے لے گئے اور حاضرین
مسجد کے روبرو چاہا کہ سو تازیانہ کہ حد زنا ہی مارین ابو شحمہ نے کہا ای باپ میرے مجھے فضیحت نہ کرو
بہتر ہی کہ تلوار سے اسی جگہ ٹکڑے ٹکڑے کرو فرمایا گھر مین تعزیر درست نہین ہی اللہ صاحب فرماتے ہین ولیشہد عذابہما طائفۃ
من المؤمنین یعنی وقت مارنے حد کی چاہیے کہ جماعہ کثیر مسلمانون کے حاضر ہون تاکہ شہرت واقع ہو اور دور دور تک کے لوگون کو
عبرت ہو اور مجرم بھی بسبب عذاب جسمانی کے کہ سو تازیانہ ہی اور عذاب روحانی کی کہ شرمندگی و رسوائی ہی آلودگی گناہ سے بخوبی
پاک ہوجائے بعد اُسکے اسی طرح کھینچتے ہوئے مسجد مین لائے اور اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے روبرو کہا کہ عورت نے سچ کہا اور ابو شحمہ
نے بھی اُسکو تصدیق کیا بعد ازان افلح غلام سے کہا کہ تازیانہ لیکر سو تازیانہ اسکے مار اور پاسداری کو چھوڑ اور ضرب تازیانہ مین تقصیر کر
افلح بولا کہ مجھسے یہ نہوگا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا ای افلح میری فرمان برداری عین فرمان برداری رسول خدا ہی پس جو مین
کہتا ہون اُسکو بجا لا ورنہ رسول خدا کے سامنے شرمندگی ہوگی ناگزیر افلح نے کپڑے ابو شحمہ کے بدن سے اُتارے اُسوقت مردم حاضرین
مسجد مین رونا پیٹنا پڑ گیا اور ابو شحمہ دم بدم حضرت سے تملق و زاری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ای باپ میرے رحم کر اور حضرت عمر روتے تھے
اور فرماتے تھے خدا ے تعالے کہ پروردگار تیرا ہی رحم کرے تجھپر اور جو کچھ مین کرتا ہون اسی واسطے ہی کہ پروردگار میرا مجھپر اور تجھپر رحم فرماوے
الغرض اجراے حد شروع ہوئی اور حضرت عمر افلح سے بار بار فرماتے تھے کہ تازیانہ لگا توقف نہ کر اور ابو شحمہ روتے اور چلاتے تھے
یہان تک کہ ستر تازیانہ کی نوبت پہونچی اُسوقت ابو شحمہ نے کہا ای باپ میرے ایک آبخورہ پانی مجھے عنایت فرما فرمایا ای بیٹے میرے
اگر رب العالمین نے تجھکو پاک کرکے اس عالم سے اُٹھایا تو قریب ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک سے تجھکو پلاوینگے کہ پھر تجھکو پیاس
نہ لگیگی اور غلام سے کہا کہ تازیانہ مار جب اسی تازیانہ ہوگئے تو ابو شحمہ نے کہا السلام علیک یا ابی رخصت ہوتا ہون حضرت عمر نے فرمایا
وعلیک السلام اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ بعد تمہارے مین نے

اس حال مین چھوڑا ہی کہ قرآن پڑھتا تھا اور حدود خدا جاری کرتا تھا بعد اسکے حضرت عمر نے غلام سے فرمایا کہ تازیانہ مار
جب نوّے تازیانہ ہوگئے تو ابو شحمہ پر بیہوشی طاری ہوئی اور آواز فریاد و فغان منقطع ہوگئی اُسوقت اصحاب رسول اللہ نے
التماس کیا کہ اب تازیانہ باقیماندہ کو موقوف دوسرے وقت پر رکھنا مناسب ہی حضرت عمر نے فرمایا کہ اُسنے گناہ کو موقوف
نہین کیا مین سزا دہی مین کیونکر تاخیر کرون پھر غلام سے ارشاد کیا کہ ہان بزن یہانتک کہ آخر تازیانہ پر ابو شحمہ نے
جان بحق تسلیم کیا اُسوقت حضرت عمر روئے اور بولے اے بیٹے خدائے تعالے تجھے گناہون سے پاک کرے بعد اسکے سر ابو شحمہ کا
اپنی گود مین لیکر بیٹھے اور رونے لگے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ پدرت قربان تو کہ ترا بحق کشتہ است پدرت قربان تو کہ
حد تمام کنانیدہ مردی پدرت قربان تو کہ مادر و پدر و خواہر برادران بر تو رحم نکردند اُسوقت لوگون نے جانا کہ ابو شحمہ نے انتقال
فردوس برین فرمایا اور اُسدن مدینہ مین تمام آدمیون پر ماتم سخت تہا اور ہر شخص شدت گریہ و زاری سے بیتاب تھا روایت ہی
کہ جسوقت ابو شحمہ پر حد مارنی شروع ہوئی اور وہ فریاد و فغان کرنے لگے تو بعض لوگون نے اُنکی والدہ سے کہا وہ روتی پیٹتی
دوڑکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئین اور بولین کہ مین عوض ہر تازیانہ کے پیادہ پا حج کرونگی اور بعوض ہر تازیانہ کے
جسقدر روپیہ معین فرماؤ فقرا اور مساکین کو صدقہ کرونگی حضرت نے فرمایا کہ حج و صدقات عوض حد کے نہین ہوسکتی صبر کرکہ
ان اللہ مع الصابرین بالجملہ بعد واقعہ کے چالیس روز گذرنے پر حذیفہ ابن الیمان کہ عمدہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے
اور حضرت نے اُنکے حق مین فرمایا تھا ما حدثکم حذیفہ فصدقوہ تشریف لائے اور مجمع صحابہ مین فرمانے لگے کہ مین نے آج رات کو
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور بیٹا حضرت عمر کا خلعت سبز پہنے ہوئے ہمراہ تھا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو میرا سلام پہونچاکر کہدینا کہ شاباش اسی طرح خدائے تعالے نے فرمایا ہی کہ قرآن پڑھو اور حدود خدا کی
قائم رکھو بعد ازان ابو شحمہ نے کہا کہ میری طرف سے میرے باپ کی خدمت مین سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ خدائے تعالے
تمکو پاک کرے جسطرح مجھکو گناہ سے پاک کیا اخرجہ ابن شیرویہ الدیلمی فی کتاب المنتقی واخرجہ غیرہ مختصرا بتغیر اللفظ مدت
خلافت حضرت عمر فاروق دس برس چھ ماہ ایک روز کم مقدر تھی اور واقعہ شہادت آنجناب اسطرح واقع ہوا کہ عہد خلافت
حضرت موصوف مین یہ دستور تھا کہ سبایا بالعین مدینے مین آنے نہ پاتے تھے اتفاقاً مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا
کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی ونقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہی اگر ارشاد ہو تو مدینے مین بھیجا جاوے
تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینے مین آیا اور رہنے لگا ایک دن حضرت کے پاس حاضر ہوکر
کہنے لگا کہ چار درہم خراج کے جو مجھسے لیے جاتے ہین وہ مجھپر گران ہین کچھ کم کردینا چاہیے حضرت عمر نے فرمایا کہ تو کئی پیشون سے
واقف ہی اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہین ہی اس باعث سے تخفیف نہین کیجائیگی وہ مردود مجوسی علیہ اللعنۃ ناراض ہوکر
اور یہ کہتا ہوا دروازے سے نکلا کہ عمر کا عدل سبکو پہونچا مگر مجھکو نہ پہونچا بعد چندے اُس مردود نے ایک خنجر دو زبانہ
خرید کیا اور اُسکو زہر آلودہ کرکے گھات مین لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کرون اور امیر المومنین کی یہ عادت تھی کہ صبح کی

وقت مسجد مین تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو جگاتے تھے چنانچہ بروز چارشنبہ تاریخ بست وہفتم ماہ ذیحجہ سال ہجری بین
وقت صبح مسجد مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کے واسطے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو وطہارت وغیرہ سے
فارغ ہوے تو حضرت عمر امامت پر قائم ہوے اور قبل احرام بنا بر تسویۂ صفوف تاکید فرمائی اُسی حال مین ابو لولوء
مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اسی وقت
تیرہ شخص اور بھی مجروح ہوے کہ اُنمین سے چھ مرد مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے چادر اپنی اس مجوسی پر ڈالی
اور گرفتار کیا اُسنے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مارا اور ہلاک ہوگیا اور حضرت امیر المومنین کو اُٹھا کر گھر لے گئے اُسوقت آفتاب
قریب نکلنے کے تھا اور نماز صبح کسی نے نہ پڑھی تھی آخر کار عبد الرحمن ابن عوف نے نماز پڑھائی اور دو سورتین قصیر
نماز مین پڑھین اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر مین تشریف لے گئے تو کسی شخص نے دودھ پلایا کہ وہ دودھ زخمون کی
راہ سے نکل گیا اور آخر وقت اُسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائے گئے اور غرۂ محرم سال بست چہارم ہجری مین
بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برابر دوش مبارک حضرت صدیق اکبر رضی مدینۂ منورہ مین دفن ہوے
روایت ہے کہ آخر وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ اپنے بیٹے سے فرمایا کہ حساب کر کے دیکھ میرے ذمہ کسقدر قرض ہے
سو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم قرض نکلے تب حضرت عمر نے فرمایا اگر مال آل عمر کا
کفایت نہ کرے تو بنی عدی سے سوال کرنا اور اگر اُنکے مال سے بھی ادا نہو سکے تو قریش سے سوال کرنا کذا فی اخبار الدول
بعد ازان وصیت فرمائی کہ عائشہ صدیقہ سے عرض کرو کہ عمر کی یہ خواہش ہے کہ پیغمبر خدا کے پاس دفن کیا جائے اگر اجازت
دین تو وہین دفن کرنا سو جب ابن عمر نے حضرت عائشہ سے کہا اُنھون نے فرمایا کہ میرے دل مین از خود یہی بات تھی
چنانچہ یہ بات سُنکر حضرت عمر نے کہا الحمد للہ کذا فی اخبار الدول عمر شریف اُنکی بروایت صحیحہ تریسٹھ برس کی ہوئی و نعم
ما قیل فی تاریخ وفات سے سال تاریخش خرد بحسرت خواندہ و اے صدوائے عدل بیکس ماندہ اور بعضے کہتے ہین عمر
چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور بعضے اکسٹھ اور بعضے ساٹھ بھی بیان کرتے ہین روایت ہے کہ خاتم حضرت عمر خاتم رسول اللہ تھی
اور طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ام ایمن نے کہا بروز شہادت عمر سست ہوگیا اسلام اور عبد الرحمن
بن یسار کہتے ہین کہ مین نے بروز وفات عمر دیکھا کہ منکسف ہوا آفتاب اور جنات نے نوحہ کیا اور سالم بن عبد اللہ کہتے ہین
کہ مین نے سُنا ایک مرد انصار سے کہ وہ کہتا تھا مین نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے دکھلادے عمر کو خواب مین چنانچہ
دس برس کے بعد مین نے دیکھا کہ عمر اپنی پیشانی سے عرق پونچھتے تھے مین نے کہا یا امیر المومنین اللہ نے کیا معاملہ آپسے
کیا فرمایا اب مین حساب سے فارغ ہوا ہون اگر رحمت الٰہی شامل نہوتی تو مین ہلاک ہوتا اور بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ کثرت فتوح جیسی حضرت عمر کے عہد مین ہوئی ایسی کبھون نہین ہوئی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر با توابع ولواحق
فتح ہوے مین از انجملہ دمشق و حمص و بعلبک سنہ ۱۴ھ مین بصلح فتح ہوئی و بصرہ و ایلہ بجنگ اور اس سال مین تراویح کی

تاکید فرمائی از انجملہ انطاکیہ و کوفہ و اہواز و موصل و طوس و تستر و مصر و آذربیجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب و اصفہان وغیرہ فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدین بنائی گئین اور چار ہزار کنیسہ توڑے گئے اور ایک ہزار نوسو منبر بنا بر خطبہ رکھے گئے اور سواد عراق کی پیمایش ہوئی اور جزیہ اور خراج باندھا گیا منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبد الرحمن بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور داروغہ بیت المال زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین اور مناقب آپکے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا اکیس جگہ مطابق رائے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی نے ان فی القران رایا من رای عمر یعنی ہر آئینہ قرآن مین رائے ہے رائے عمر سے اور بخاری و مسلم مین حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلی کرو امین تو بہتر ہو اُسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو بہتر ہو اُسوقت کریمہ واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز و طبرانی نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا ای عمر ہمپر وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اُسی عرصہ مین یہ آیت نازل ہوئی تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئین تھین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو کرتی تھین اور حضرت کو ملال تھا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے تو اللہ آپکو اُنسے بہتر عطا کریگا اُسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن الآیۃ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر گاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار مین الحاح بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنی برابر ہے اُنکے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ کہا اُنھون نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اور اُسنے کہا وہ جبرئیل جو تمھارے پیغمبر پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے عمر نے کہا من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین بعد اُسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق قول عمر رضی اللہ عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیۃ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین نازل ہوئی تو عمر ابن خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آکر روئے اور عرض کیا یا نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمھارے فرمانے کو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات پائینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین حضرت صلعم نے فرمایا ای ابن خطاب ہر آئینہ نازل ہوئی آیت اُس

باب میں جسمیں تجھکو تردد تھا اور اللہ نے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین فرما دیا حضرت عمر نے کہا رضینا بالرحمن
ربنا وصدقنا بہ نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک ثلہ اور مجھسے قیامت تک
ایک ثلہ اسی طرح اور آیات ہیں کہ تفسیروں میں بہ تفصیل اُنکا بیان ہی اس مقام اسی قدر کافی ہی از انجملہ
احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب از انجملہ علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت کا ہوگا بہشت میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی
روایت اس حدیث کی ہی بعض علما اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہی کہ وہ چالیس شخص جنکی تمامی
حضرت عمر کے اسلام لانے سے ہوئی وہ سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ اُنمیں چراغ ہیں اسواسطے کہ اسلام اُنکا اسلام
عمر سے قوی ہوا کہ اسی وقت سے اُنھوں نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوے جسطرح راہ رو روشنی چراغ میں
چلتا ہی کذا فی النہایہ للجزری از انجملہ بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس
حالت میں میں سوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو کہ میرے سامنے کیے گئے اور اُنپر کرتے ہیں اُنمیں سے بعض کا کرتہ تو چھاتی تک
پہونچتا ہی اور بعض کا اُسکے نیچے اور عمر خطاب میرے سامنے کیا گیا اور اُسپر کرتہ تھا کہ وہ اُسکو زمین میں گھسیٹتا جاتا تھا اصحاب نے
کہا اسکی تعبیر کیا ہی فرمایا دین فائدہ دین سے یہ مناسبت ہی کہ جسطرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہی اور سردی گرمی سے بچاتا ہی
ویسے ہی دین بھی روح و دل کو محفوظ و مصئون رکھتا ہی کہ کفر و گناہ سے بچاتا ہی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر
ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا دین حد سے زیادہ کامل تھا اور بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت میں کہ میں سوتا تھا سو میں نے آپکو ایک کنوئیں پر دیکھا اُسپر ایک ڈول پڑا ہی سو میں نے
اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر نے لیا اُسنے ایک ڈول نکالا یا دو ڈول
اُسکے کھینچنے میں کچھ سستی و آہستگی تھی خدا اُسکو معاف کریگا پھر ڈول چرس ہو گیا عمر ابن خطاب نے لیا سو میں نے تو آدمیوں میں
ایسا عجیب غریب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگوں نے
اپنے اونٹوں کو آسودہ کرکے اُنکی نشست گاہ میں بٹھلایا پوشیدہ نہ رہے کہ عرب میں اونٹوں کی کثرت از بس ہی سو پانی
پلانے کو کنوئیں پر لاتے ہیں اور خوب پلا کر علحدہ بٹھلاتے ہیں سو ڈول کھینچنے سے دین کی سرداری مراد ہی کہ بعد حضرت
علیہ السلام کے صدیق کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنی اُنکی خلافت تھوڑے دن رہیگی اسلام خوب نہیں پھیلیگا
چنانچہ کل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت میں مسیلمہ کذاب وغیرہ و اہل ارتداد سے معرکہ رہا کہ اُنکو مار کر عرب کا اسلام
مضبوط کیا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور عمر فاروق خلیفہ ہوے دس برس تک کام کیا بکمال قوت دین
خوب اسلام عالم میں پھیلا ملک شام و مصر و ایران عراق و اکثر روم فتح ہوا اور چار ہزار شہر بڑے بڑے سوا پرگنات کے

داخل قبضۂ اسلام ہوئے چار ہزار بتخانے مسمار ہوئے اور چار ہزار مسجدین جامع طیار ہوئین اور بیشمار خزانے مسلمانون مین
تقسیم ہوئے کہ لوگ غنی ہوگئے اس حدیث سے ترقی اسلام اور صدیق اکبر و فاروق اعظم کی خلافت کا اشارہ نکلا اور جو کچھ بعد حضرت کے
ہونے والا تھا خواب مین دکھلایا گیا اور بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے
کہ جس حال مین مین سوتا تھا مین نے آپکو یعنی بنفس نفیس بہشت کے اندر دیکھا تو یکایک وہان ایک عورت ہے وضو کرتی ایک محل کے
کنارے مین نے کہا یہ کسکا محل ہے فرشتون نے کہا عمر کا سو مجھکو عمر کی غیرت یاد پڑی تب مین پلٹ آیا پشت دیکر یعنی مرد کی
اُسکی عورت پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت آتی ہے اسواسطے مین نہ گیا عمر فاروق یہ سُنکر رونے لگے اور التماس کیا کہ یا حضرت
کیا آپ ہی پر مجھکو غیرت آئی یعنی یہ بات مجھسے ممکن نہ تھی تیسرے امیر المومنین عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ
ابن عبد الشمس ابن عبد مناف خلیفۂ ثالث رسول اللہ ہین یہ بھی شرف مصاہرت سے ممتاز ہوے کہ رقیہ و ام کلثوم بنات
آنحضرت سے منکوح ہوے ماں اُنکی اروی بنت کریز بضم الکاف وسکون الراء و فتح الباء وسکون الزاء المعجمہ دختر بیضاء عمہ
رسول اللہ اور کریز ابن ربیعہ ابن حبیب بن عبد الشمس ہے ذو النورین انکا لقب ہے اور کنیت ابو عمرو نیز ابو عبد اللہ انھین نے
حضرت رسول مقبول سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کئی ہزار درہم کو زمین مول لی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بعوض بہشت بیچی کہ حضرت نے داخل مسجد فرمائی وجہ کنیت ابو عبد اللہ یہ ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ سے
جب عبد اللہ پیدا ہوے تب عبد اللہ کنیت ہوئی ولادت باسعادت آپکی چھ برس پیشتر تولد حضرت رسول مقبول سے ہوئی تھی اور
تھے حضرت عثمان میانہ قد خوش رو سرخ سفید اور اُنکے مُنھ پر نشان تھے چیچک کے بزرگ ریش تھے خوبصورت لوگون مین اور فرمایا
آنحضرت نے ام کلثوم کو کہ نکاح کیا مین نے تیرا اُسکے ساتھ جو اشبہ ہے ساتھ جد تیرے ابراہیم علیہ السلام کے اور ساتھ تیرے باپ
محمد صلعم کے اور بھی حیا اُنکی اس درجہ کہ گھر کے اندر دروازہ بند کرکے غسل کرتے تھے اور حیاسے پیٹھ اپنی سیدھی نہین کر سکتے تھے
اور بعد مسلمان ہونے صدیق اکبر و علی مرتضیٰ و زید و حارثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام لائے ہین بہ ترغیب صدیق اکبر اور منجملہ سابقین
اولین و اول المہاجرین و احد العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ ہین اور بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف سہ شبانہ روز خلیفہ ہوے
اور وجہ توقف یہ ہوئی کہ لوگون نے عبد الرحمن ابن عوف سے درباب خلافت مشورہ کیا تو انھون نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ اس
امر کو تین شخصون پر منجملہ چھ کے تجویز کرو سو علی مرتضیٰ شیر خدا کو زبیر ابن العوام نے قبول کیا اور سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن کو
اور طلحہ نے عثمان کو مگر عبد الرحمن نے انکار فرمایا اور علی مرتضیٰ نے بھی خواہش نہ کی آخر عبد الرحمن نے بلا درخواست حضرت
عثمان کے انھین سے بیعت کی بعد ازان علی مرتضیٰ و بقیہ مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور مسند امام احمد مین ابی وائل سے روایت ہے
کہ مین نے عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ تمنے کسطرح عثمان سے باوجود علی مرتضیٰ کے بیعت کرلی عبد الرحمن نے کہا میرا قصور نہین ہے
اول مین نے حضرت علی سے کہا کہ مین بیعت کرتا ہون تمسے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت ابو بکر و عمر پر وہ کہنے لگے کہ مین اسکی
استطاعت نہین رکھتا ہون تب مین نے اسی طرح عثمان سے کہا اُسنے قبول کیا کذا فی اخبار الدول اور سیوطی نے لکھا ہے کہ مشورہ اول مین

ذکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ اگر تم سے بیعت نہ کرون تو تم بتلاؤ کس سے عثمان نے کہا علی مرتضی سے پھر بعینہٖ علی مرتضی سے کہا
اُنھون نے فرمایا عثمان سے بیعت کرو بعدازان مین نے سعد ابن ابی وقاص سے شوریٰ کیا اُنکی رائے بھی اسی پر قائم ہوئی
اور اجابہ اصحاب من المہاجرین والانصار بھی انھین پر راضی ہوے لہذا اُنسے بیعت کی گئی انگشتری اُنکی انگشتر رسول مقبول صلعم
کی تھی جب کہ وہ کُنوین مین گر پڑی تب ایک خاتم نقرئی بنوائی اور اُسپر نقش محمد رسول اللہ کندہ کرایا و بروایتے آمنت بالذی
خلق فسوّی بعضے کہتے ہین کہ جسدن سے انگشتری چاہ مین گری اُسی دن سے امور خلافت مین خلل پڑا اور مفاسد
شروع ہوے اور قضیہ شہادت کا یون واقع ہوا کہ جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے تو برعایت صلہ رحم
آنجناب نے بعض اقارب کو جا بجا امیر فرمایا چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان کو شام مین بھیجا اور سعید ابن ابی العاص کو
کوفے مین اور عبداللہ ابن عامر ابن کریز کو بصرے مین اور عبداللہ ابن سعد ابن ابی السرح کو مصر مین یہ شخص بھائی
رضاعی حضرت عثمان کا تھا اور مروان ابن الحکم کو اپنی نیابت مین رکھا اور مُہر اپنی اُسی کو سپرد فرمائی چونکہ مروان
نہایت متسلط ہوگیا تھا اس سبب سے کوئی شخص کچھ بھی کہہ نہ سکتا تھا لیکن مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین اُسکی
شرارت و بدطینتی سے ناراض رہتے تھے اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دادخواہ ہوے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکھ بھیجا اسنے خیال بھی نہ کیا بلکہ منجملہ دادخواہون کے
چند آدمیون کو قید کرلیا اور ایک شخص کو قتل بھی کرایا اس سبب سے سات سو آدمی اہل مصر سے مستغیث ہوے اور بوسیلۂ
علی مرتضی و ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال تفصیلی اپنا عثمان سے بیان کیا تب حضرت عثمان نے حکم عزل
عبداللہ صادر فرماکر ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا
حضرت عثمان نے فرمان امارت و حکومت اُنکے نام کا لکھدیا اور چند نفر اصحاب مہاجرین و انصار سے ہمراہ فرماکے مصر کو
روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار اُن لوگون کو ملا اُسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا
جاتا ہی یا کسی کو بلانے جاتا ہی اس سبب سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچھا تو کون ہی کہان جاتا ہی اسنے کہا کہ
مین امیرالمومنین کا غلام ہون اُنکا بھیجا ہوا حاکم مصر کے پاس جاتا ہون لوگون نے حاکم مصر محمد ابن بکر کو بتلایا وہ بولا
مین تو عبداللہ کے پاس بھیجا گیا ہون محمد ابن ابی بکر سے کچھ کام نہین ہی پھر پوچھا کسواسطے بھیجا ہی اسنے کہا ایک پیغام
دیا ہی پوچھا کوئی فرمان ہی اُسنے انکار کیا تب اسکو گرفتار کرکے اُسکا اسباب دیکھا تو مطہرہ مین ایک خط نکلا مضمون اسکا
یہ تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہنچین تو کوئی حیلہ کرکے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل سمجھنا
اور تو اپنے کام پر بحال رہنا اور مین اس آدمی کو قید کرونگا جو تیرے ظلم کی شکایت کریگا اور عنوان نامہ پر لکھا تھا من
عثمان الی عبداللہ ابن ابی السرح چنانچہ اس خط کے دیکھے محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے مدینۂ منورہ کو لوٹے اور
سبکو جمع کرکے حال عثمان بیان کیا تب علی مرتضی وغیرہ اکابر اصحاب رسول اللہ نے حضرت عثمان سے استفسار فرمایا

وہ بولے کہ غلام و شتر بلاشبہ میرا ہی لیکن یہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے لکھا گیا تب علی مرتضی نے
فرمایا کہ مُہر تمھاری ہی فرمایا میری ہی کہا کیونکر تمھارا غلام تمھارے اونٹ پر سوار مُہری خط لیکر گیا با این ہمہ کہ تم واقف بھی نہین ہو
کہا واللہ نہ مین نے یہ خط لکھا اور نہ حکم لکھنے کا دیا اور نہ غلام کو مصر کی طرف بھیجا اب سکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہی اسکا
خط لکھا ہی لہذا مصریون نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کرین چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان سے صادر نہین ہوا تھا
امیرالمومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبائل بنی زہرہ و بنی مخزوم و بنی غفار دولتخانہ خلافت مآب کو
گھیرا یہانتک کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کیا اور اسقدر فرصت نہ دی کہ مسجد مین نماز ادا کرین ایک روز بلوائیون کے مقابل ہوکر
فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام کی قسم دیتا ہون اور پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف فرما ہوے
تو سواے بیر رومہ کے آب شیرین کہین نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رومہ کو مول لیکر وقف کرے
تو اُسکو بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو خرید کیا اور وقف کر دیا آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہ بات
درست ہی فائدہ رومہ بضم راء مہملہ و سکون واو ہی اور بعض نے ہمزہ سے بھی پڑھا ہی یہ ایک کنوان ہی جانب شمال مسجد قبلتین کے وادی
عقیق مین کہ اُسکا پانی شیرین و لطیف و پاکیزہ تھا عوام اسکو بیر جنت بولتے تھے اسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لاکھ درہم کو
خرید فرمایا تھا بعد اُسکے مخاطبین بلوائیون سے کہا تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کرکے اسمین ملاوے اُسکو اس سے بہتر دار جنت مین ملیگا سو مین نے اُس گھر کو خرید کرکے مسجد مین
داخل کیا اور تم مجھکو اُس مسجد مین نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے نعم راست و درست ہی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم
و ابو بکر و عمر اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر بفتح المثلثہ و کسر الباء الموحدۃ و سکون التحتیہ یعنی پہاڑ مکہ پر تھے دفعۃً پہاڑ نے حرکت کی

یعنی خوشی سے کہ بعض پتھر اسکے گرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر دھمک کر فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان
یعنی ٹھہر جا کوہ ثبیر جز این نیست کہ تجھ پر پیغمبر و صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہی تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار اسی کلام کو آواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے
کلمہ اللہ اکبر بنا بر زیادتی مبالغہ ثبوت حجت مین بولتے ہین اس حدیث مین شہیدان سے مراد شہید حقیقی ہین کہ مقتول ہوے ہون
زخم سے اور وفات پائی ہو قریب تر اثر جراحت سے نہ شہید حکمی پس وارد نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امیرالمومنین ابو بکر بھی
شہید ہین اسلیے کہ سبب اُنکی موت کا عند البعض وہی اثر زہر قدیم کا تھا اخبار الدول مین ہی کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب حضرت
عثمان رضی اللہ قید ہوے تو مین بھی گھر کے اندر تھا سو مین نے سُنا کہ حضرت عثمان نے فرمایا قریب ہی کہ مجھکو قتل کرین اور مین نے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ حلال نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا بعد الاحصان سوم قتل النفس
ناحق مگر ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب مجھمین پایا نہین جاتا ہی پھر کیونکر مارینگے روایت ہی کہ جب حضرت امیرالمومنین عثمان کو
پیاس کی شدت ہوئی تو آنجناب نے چھت پر کھڑے ہو کر پوچھا علی مرتضی تم مین ہین بلوائیون نے کہا علی مرتضی نہین ہین

فرمایا سعد بن ابی وقاص ہین بولے وہ بھی نہین ہین ناچار ساکت ہوے پھر فرمایا بھلا کوئی ایسا بھی ہی کہ علی مرتضی سے جا کر کہے
کہ مجھے پانی پلائین کوئی بھی نہ بولا لیکن جناب ولایت مآب کو خبر ہو گئی آنجناب نے ایک مشکیزہ وبروایتے تین سبو ہے
آب شیرین ولطیف سے بھروا کر بھیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہ دیے مگر ترجمہ صواعق محرقہ مین ہی کہ موالی
بنی ہاشم وبنی امیہ نے کمال جد وجہد سے وہ پانی خلیفہ برحق تک پہونچایا ایک روایت سے ثابت ہی کہ جب حضرت امیر المومنین
یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان محاصرے مین ہین اور بلوائیون کا ارادہ
شہید کرنے کا ہی تو آنجناب نے عمامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سر سے باندھا اور تلوار ہاتھ مین لیکر بیرون دولتخانہ تشریف لائے
اور حضرت حسنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلوۃ اللہ علیہم کو پیش پیش کیا اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ اصحاب مہاجرین و
انصار کو ساتھ لیا اور جانب خانہ حضرت عثمان تشریف لے چلے اور دروازہ حضرت امیر المومنین پر پہونچے اور گھر کے اندر ملاقات کر کے
کہا السلام علیک یا امیر المومنین تم امام وقت ہو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے
باہر نکل کر مقابلہ کرو کہ ہم بھی شریک ہین خواہ دروازہ دوسری طرف توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے
پاس تشریف لیجاؤ امیر المومنین نے کسی امر کو منظور نہ فرمایا ہر سہ سخن مین عذرات اور وجوہ اور دلائل قویہ بیان فرمائے تا آنکہ یہ
جناب امیر نے مراجعت فرمائی اور صحیح یہ ہی کہ مغیرہ بن شعبہ نے یہ کلام کیا ہی چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ جب مغیرہ نے
تینون سخن عرض کیے تو سخن اول کا جواب امیر المومنین نے یہ دیا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اول خونریز مسلمانان امت محمدیہ
علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا مین ہون اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے ہوے
کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ مین نصف عذاب عالم کا اسپر ہوگا سو مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہون اور
تیسری بات کا یہ جواب دیا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت ومجاورت رسول خدا ترک کر کے شام کی طرف جاؤن بالجملہ
حضرت علی مرتضی کا تشریف لیجانا بعد محاصرہ بروایات صحیحہ ثابت نہین ہوتا لیکن آنجناب نے حضرت حسنین کو مع قنبر مولی کے اور
طلحہ وزبیر وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان پر بھیجا اور تاکید شدید کر دی کہ بلوائی اوباش
اندرون خانہ نہ گھسنے پائین چنانچہ ان بہادرون نے درآمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ روے مبارک
حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہو گیا اور مروان اندر گھر کے مجروح ہو گیا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوے
اور قنبر مولا شیر خدا نے بھی سر پر چوٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ سے باز رکھا محمد بن ابی بکر نے کہ اوباش چالاک فتنہ انگیز تھا دیکھا
کہ حضرت حسنین نور دیدہ رسول الثقلین کے سبب سے بنی ہاشم فساد وفتنہ برپا کرینگے کام بگڑ جائیگا چالاکی کر کے دو مصریون کو ہمراہ لیے
دوسری جانب سے ایک پڑوسی انصاری کے گھر مین ہو کر حضرت عثمان کی حویلی مین کود پڑا آنجناب اسوقت کلام اللہ پڑھتے تھے
اور زوجہ عثمان مسماۃ نائلہ بیٹھی تھین سو محمد بن ابی بکر نے ریش مبارک پر ہاتھ ڈالا حضرت امیر المومنین نے کہا یہ حرکت اگر تیرا باپ دیکھتا
تو برا جانتا اسنے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تب مصریون نے شہید کیا بعد اسکے تینون بلوائی مفتری فتنہ انگیز اسی راہ سے نکل گئے

نام مصریون کا بعض کہتے ہین یاد بن عباس و سودان ابن عمران اور بعضے عمرو بن الحمق و عمر بن صالی اور بعضے سودان و قشیر
کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین دونون مصری وہ تھے جنکے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضے اسود مینی کو بیان کرتے ہین ہو الصحیح
اور اسوقت سبب تنہائی حضرت خلیفہ ثالث کا یہ تھا کہ جو لوگ آپکے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے اُنکو خبر نہوئی اور حضرت
عثمان کی بی بی نے ہرچند شور و غل کیا لیکن حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافہ مین شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے
آواز انکی نہ سُنی آخرکار چھت پر چڑھین اور شہادت خلیفہ سے آگاہ کیا کہ دروازے سے لوگ اندر آئے بعد ازان حضرت علی کو
اطلاع ہوئی وہ بھی مع طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حسن کے منھ پر اور حسین کی
چھاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر کو سخت سست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ کسطرح گھر مین داخل ہوے
جب کہ تم دروازے پر تھے پھر اُسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور کہا کہ ہم تمسے بیعت
کرتے ہین اپنا ہاتھ بڑھاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت کرون قاتلان عثمان سے اور حیا آتی ہی اللہ سے کہ مین بیعت
کرون اور عثمان دفن نہین ہوے ناچار سب چلے گئے اور پھر آئے تو فرمایا جسپر اہل بدر اتفاق کرینگے وہ خلیفہ ہوگا
چنانچہ اول برضا و رغبت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان خبیث مع اپنے بیٹے کے مفرور ہوا اور
آنجناب زوجہ عثمان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کسنے عثمان کو قتل کیا اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون اتنا معلوم ہے
کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص اور جنکو مین نہین پہچانتی گھر مین آئے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان کا بیان کیا محمد نے
کہا وہ سچ کہتی ہی واللہ مین دار عثمان مین گیا تھا اور قصد قتل رکھتا تھا مگر عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی
واللہ مین نے نہین مارا زوجہ عثمان نے کہا یہ سچا ہی لیکن یہی شخص دو شخصون کو لیگیا تھا وبس اور وہ دو شخص سودان
بن حمران اور قشیر تھے بروایت صحیحہ انھین نے شہید کیا اور غلامان عثمان نے اُنکو مارا کرمانی مین لکھا ہی کہ تاریخ ہیجدہم ذیحجہ
بعد العصر روز جمعہ سال سی و پنج ۳۵ ہجری مین تلاوت قرآن شریف مین جب آیۃ کریمہ فسیکفیکہم اللہ پر پہونچے تو اوباشون نے
شہید کیا اور اثاث البیت لوٹ لیا اور لاش پڑی رہی بلوائیون کے خوف سے دفن نہوئی شب شنبہ کو جبا و باش لوگ
سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہم بن حذیفہ بدری اور نیار بن مکرم اور
عمرو بن عثمان نے خون آلودہ کپڑون مین بدستور شہدا بعد نماز جنازہ دفن کیا اور ایک روایت ہی کہ تین دن لاش
پڑی رہی حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اہل فتنہ سے اجازت لی اور جنت البقیع مین دفن کرنا چاہا بلوائیون نے روکا
ناچار گورستان مسلمین اور یہودان مین دفن کیا امیر معاویہ نے اپنی حکومت مین ایک دیوار کھینچ کر مقبرہ مسلمین مین داخل کر دیا
اور حضرت شیخ عبد الحق محدث جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ حضرت عثمان رض نے حضرت عائشہ صدیقہ سے
اپنی حیات مین اجازت اپنے دفن کی حجرہ مبارک سید عالم مین لی تھی جب اُنکے دفن کا ارادہ کیا تو مصریون نے روکا
اور نماز جنازہ بھی پڑھنے نہ دیتے تھے اور دفن کرنے سے قطعاً روکتے تھے ام المومنین ام حبیبہ یہ قصہ سُنکر دروازۂ مسجد پر

اور فرمانے لگیں کہ تم لوگ ہٹ جاؤ واللہ میں دفن کرونگی ورنہ میں باہر نکلی آتی ہوں اور کشف ستر رسول اللہ کرتی ہوں
تب مفسد باز آئے اور اُسی رات کو جسکے دن میں شہید ہوے جبیر ابن مطعم وغیرہ اصحاب کرام نے جو اول بیان ہوے ہیں لاش کو
اُٹھا کر بقیع میں لے گئے مفسدون نے منع کیا آخر کو حسن کوکب میں لے گئے اور جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھی اور اُسی جگہ قبر کھود کر
دفن کیا اور ایک دیوار قبر پر گرا کر اُنکے مدفن کو پوشیدہ کردیا یہ حسن کوکب ایک جگہ ہی بقیع سے باہر بطور بستان پورب طرف
امان بن عثمان کا وہان لوگ دفن کرنے سے کراہیت کرتے تھے نقل ہی کہ ایک وز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُس جگہ کھڑے تھے
اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور یہان دفن کیا جائیگا اس جہت سے یہ جگہ آدمیون کو مانوس ہو جائیگی پس اول
جو شخص وہان دفن ہوا حضرت عثمان تھے بعد ازان مروان نے کہ حکومت معاویہ میں عامل مدینہ تھا اس جگہ کو بقیع میں داخل کیا
اور جس پتھر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ انا جعلنا
للمتقین اماما اسکو اُٹھا کر حضرت عثمان کی قبر پر رکھدیا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں گرد میں مردون کو دفن کیا کرین روایت ہی
کہ ایام محاصرے میں اکثر اصحاب مہاجر اور انصار اور موالی حضرت عثمان اجازت مقابلہ اہل بغی اور طغیان چاہتے تھے مگر
حضرت عثمان نے اجازت نہ دی مدت خلافت بارہ برس کی مقدار تھی اور عمر بیاسی برس کی از روے کتب جامع تواریخ ونیز دیگر تواریخ
دریافت ہوتی ہی کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی حالت اسلام اور کفر میں آٹھ بیبیان ہوئین حضرت رقیہ بنت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم بنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فاختیہ بنت مروان ام عمرو بنت جندب فاطمہ دختر ولید ام البنین
دختر عتبہ رملہ دختر سعید نائلہ دختر عبد العزی اور اولاد ذکور گیارہ عمرو عبد اللہ اکبر عبد اللہ اصغر ابان خالد سعید عتبہ ولید
شیبہ مغیرہ عبد الملک اور اولاد اناث چھ مریم ام سعید عائشہ ام العیان ام عمر ام البنین اور عمال کی تفصیل یہ ہی
عبد اللہ حضرمی مکہ معظمہ میں قاسم بن ربیعہ طائف میں معلی بن امیہ یمن میں عبد اللہ عامر بصرہ میں ابو موسی اشعری کوفہ میں معاویہ
بن ابو سفیان دمشق میں عبد اللہ بن خالد حمص میں علقمہ بن الحکم فلسطین میں اشعث بن قیس آذر بائجان میں صائب بن اقرع
اصفہان میں بشیر بن امیہ ہمدان میں سعد بن قیس ری میں اخنف خراسان میں زید بن ثابت قاضی مدینہ منورہ ابو ہریرہ قاضی
مکہ مکرمہ ابو درداء قاضی شام رضی اللہ عنہم مروان کاتب صاحب شرطہ عبد اللہ بن معتد تمیمی رضی اللہ عنہ یہ سب اٹھارہ ہوتے ہین
جو تھے حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ آنجناب ولایت مآب خلیفہ چہارم ہین انکو بسبب زوجیت سیدۃ النسا حضرت
فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شرف مصاہرت حاصل ہوا ائمہ حدیث کے نزدیک تولد آپکا کعبہ میں ہوا ہی اہل تحقیق کے موافق
تاریخ تیرھوین رجب یوم جمعہ تھا اور واقعہ اصحاب فیل سے تیس برس گذرے تھے ان دنون ابو طالب سفر میں تھے آپکی والدہ فاطمہ
بنت اسد بن ہاشم نے نام اسد رکھا اسی کے معنون پر آپکو حیدر کہتے ہین چنانچہ خود حضرت شیر خدا رجز مین فرماتے تھے انا الذی
سمتنی امی حیدرہ جب ابو طالب سفر سے آئے تو علی نام رکھا اور جب ولایت مآب چلنے پھرنے لگے تو ابو طالب کے ایما سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنایا گیا تو بعض کے نزدیک ولایت مآب

احوال خلیفہ رابع

دس خواہ بارہ برس کے تھے اور صحیح یہ ہی کہ سات برس کے تھے جسوقت حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت ظاہر کی
حضرت یعسوب المسلمین سرور اولیانے بلا تامل قبول کی صحیح یہ ہی کہ دوشنبہ کو حضرت سرور کائنات نبی ہوے اور منگل کو آپ ایمان لائے
مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اہل ادراک اُسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت
اور باجماع اہل فنا اور بقا سرور اولیا ہین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول مین لکھا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک حاصل ہونا منصب ولایت کبری کا منحصر بفیض اقدس روح پاک علی مرتضی کے
رہتا چلا آیا ہی اور اب وہ منصب روح پاک حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہی اور تا ظہور
حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث حضرت ولایت مآب کے بکثرت ہین کہ اور کسی کے
حق مین نہین منجملہ متواترات یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی وانا منہ یعنی علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون
شاید مراد یہ ہی کہ علی کا کمال مجھسے ہی اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اُسی سے
چلیگی پھر فرمایا اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو اُنسے محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو اُنسے عداوت رکھے تو
اُس سے عداوت رکھنا یہان سے ظاہر ہوا کہ محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہی اور عداوت موجب کفر و خذلان
اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری و علی کی موالات ایک ہی ہی جسکو اُنسے موالات نہین ہی اُسکو مجھسے بھی نہین ہی پس جسطرح
بدون موالات مصطفوی ولایت الٰہیہ کا حاصل ہونا محال ہی اُسی طرح بدون ولاے مرتضوی بھی وہ ولایت نہین حاصل ہو سکتی
از انجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہی اور بغض رکھنا علامت نفاق ہی چنانچہ جامع ترمذی مین ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقون کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضی سے بغض رکھتے تھے یعنی حضرت
سرور کائنات سے جو انکو بغض تھا کھلنے نہین پاتا تھا مگر علی مرتضی کی نسبت انکا خبث باطن کچھ کھل بھی جاتا تھا از انجملہ حضرت نے فرمایا
کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی کے واسطے مانگی از انجملہ فرمایا کہ مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا نہین درست مگر
مجھکو اور علی مرتضی کو یعنی طہارت حقیقیہ روحانیہ اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام مغلوب ہوگئے تھے از انجملہ فرمایا انا مدینۃ العلم
و علی بابہا یعنی میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل ہوگا از انجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب قائد الغر المحجلین ہی
یعنی علی میری امت کا کھینچ لانے والا ہی جنت مین اور امام المتقین و سید المومنین ہی از انجملہ فرمایا کہ علم میرا جسکے پیچھے قیامت کو آدم اور اولاد آدم
ہونگی علی مرتضی کے ہاتھ مین ہوگا از انجملہ مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ آنحضرت ایک دن جناب سیدہ کے گھر
تشریف لائے علی مرتضی سوتے تھے آپ نے جناب سیدہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین اور تو اور یہ جو سوتا ہی اور حسنین قیامت کو ایک ہی
مکان مین ہونگے از انجملہ جامع ترمذی مین ہی کہ آنحضرت نے ایک دن حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑکر فرمایا جسکو مجھسے اور ان دونون سے
اور انکے والدین سے محبت ہوگی وہ قیامت کو میرے پاس ہوگا از انجملہ یہ کہ حضرت فاروق اعظم دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی ایسا نہو کہ
کوئی مشکل آن پڑے اور علی ابن ابیطالب میرے پاس نہون یہان سے ظاہر ہی کہ علی مرتضی کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہی

جسکا ظہور اب تک چلا آتا ہی از انجملہ حضرت عمر نے اکثر فرمایا کہ لولا علی لہلک عمر از انجملہ مستدرک حاکم مین روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا
النظر الی وجہ علی عبادۃ از انجملہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ جناب سیدہ نے زمانۂ مناکحت کے بعد آنحضرت کے حضور مین عرض کیا کہ مفلس آدمی سے
آپ نے میرا سابقہ کیا حضرت نے فرمایا کیا تو خوش نہین اس بات سے کہ اللہ تعالے نے برگزیدہ کیا تمام روے زمین سے تیرے باپ کو
اور تیرے شوہر کو از انجملہ حاکم نے احمد ابن حنبل سے روایت کی ہی کہ ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل
ما جاء لعلی ابن ابیطالب جب عمر شریف ستائیس یا اٹھائیس برس کی پہونچی تو ہجرت نبوی سے تیسرے یا دوسرے سال آپکی شادی جناب بضعۃ الرسول
سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے ساتھ ہوئی کہ حال تفصیلی اسکا ذکر حضرت فاطمہ مین لکھا گیا ہی اور تھے آنجناب میانہ قد اور
رنگ مبارک گندم گون دور سے سبزہ رنگ اور نزدیک سے سرخ و سفید معلوم ہوتے تھے قدمین فی الجملہ قصیر تھے اور کشادہ دہن بدن پر
بال بکثرت اور چہرہ روشن بزرگ جسم عظیم البطن خندہ دہن ہمچو ماہ لیلۃ البدر آنکھین بڑی بڑی نہایت روشن سیاہ اور لحیۂ شریف
مثل لحیہ مبارک حضرت سرور کائنات انبوہ تھی ضرورت خضاب کی نہین ہوئی مگر کبھی کیا بھی ہی اور کلائیان اور ہاتھ زبردست و زور آور
جسکو پکڑ لیتے وہ سانس نہ لے سکتا تھا اور بدن مبارک گٹھا کسا ہوا جیسا محبوب رب العالمین کا بدن اقدس تھا اور رفتار شریف
مشابہ رفتار رسول اللہ یعنی قدم جمائے چلنا اور چال مین صفائی معرکہ کارزار مین بہت ہی عزت و چستی سے چلتے اور دل بہت قوی رکھتے
اور جو آپکا سامنا کرتا اسپر آپ ہی غالب آتے اور کسی کی کچھ پروا نہ رکھتے اور اپنے ارادے و داعیہ کے کرگذرنے مین کبھی نہ ڈرتے
اور بشدت گرما اور شدت سرما دونون آپکی نسبت برابر تھے اگر چاہتے تو گرمیون مین لباس سرما پہنتے اور اگر چاہتے تو جاڑون مین
لباس گرما القاب آنجناب حضرت رسول خدا کے مقرر کیے ہوے بہت ہین از انجملہ سید یعنی اولیاء کاملین کے سردار اور امیر اور یعسوب المسلمین
یعنی بادشاہ ان لوگون کے جنسے شیرینی فیضان غیب کی بندگان خدا کو پہونچتی ہی اور بیماران دل کو انسے شفائے کلی حاصل ہوتی ہی اور اسد اللہ
یعنی راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور انسے سب ڈرتے ہین اور ابو تراب یعنی خاکساران راہ خدا کے مبدء و سرمنشا اور مظہر عجائب و غرائب
اور جناب ولایتمآب جتنا اس لقب سے خوش ہوتے تھے اتنا اور لقب سے نہین جسطرح آنحضرت لقب امی سے مسرور ہوتے تھے اس لقب کا
شان نزول بخاری شریف و مسلم وغیرہ سے یون ظاہر ہوتا ہی کہ ایکدن حضرت سید المرسلین خاتون جنت کے گھر مین جلوہ فرما ہوے اور
علی مرتضی کو پوچھا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ مجھسے غصہ ہو کر باہر چلے گئے ہین اور آج یہان قیلولہ نہین کیا جناب رسالتمآب نے دریافت کروایا
تو معلوم ہوا کہ مسجد مین سوتے ہین تو آنجناب تشریف لائے دیکھا کہ حضرت شیر خدا اوپر خاک پر جہان کچھ ہی نہ بوریا کروٹ لیے سوتے ہین
چادر گری ہوئی اور بدن مبارک خاک آلودہ ہو رہا ہی حضرت نے فرمایا قم یا ابا تراب اسی دن سے یہ کنیت ہو گئی بعضے اہل تحقیق اس نام مین
اشارات دقیقہ نکالتے ہین چنانچہ فقیر نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ در دنیا چیست خاکیست بیختہ و آبے بر وے ریختہ نہ کف پا را باد و در دو
نہ پشت پا را از دو گردے اور حضرت جو اس لقب سے خوش ہوتے تھے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ یہ مرتبہ کمال عبودیت کا ہی اور عبودیت مین
جسقدر کمال ہوتا ہی اسی قدر تجلیات الہیہ کا اسمین ظہور کامل ہوتا ہی پس ابو تراب جنکی اصل فنا ہوا اور حضرت امیر اصل و مرجع
منتہی سلاسل فقرا ہین شیخ محمد بکری بعضے حالات مین فرماتے تھے سبحان اللہ آدم من التراب و علی ابو التراب اور ایک لقب آپکا

در وجہ لقب ابو تراب

اذن واعیہ ہی یعنی صاحب گوش شنوا کہ شان نزول اسکا قصہ حضرت نوح مین بیان کیا گیا ہی اسی طرح لقب آپکا امین و شریف
وہادی و مہدی و ابو الریحانین بھی ہی الغرض مناقب و مناصب و عجائب و غرائب و کثرت علم و ورع و زہد و تقوی و وفور شجاعت و سخاوت
آنجناب اشہر و اظہر من الشمس ہی طاقت بیان نہین ہی اول خلیفہ ہاشمی آنجناب ہین اول من اسلم من الصبیان ولایت مآب چنانچہ
بروز دوشنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث بہ نبوت ہوئے و روز سہ شنبہ کو آپ ایمان لائے اور کسی غزوہ مین حضرت سے علیحدہ نہین ہوئے مگر
جنگ تبوک مین کہ ان دنون خلیفہ مدینہ تھے اور اکثر غزوات مین علم محمدی آپکے پاس ہی کمار واہ احمد فی المناقب و بہادری آپکی غزوۂ خیبر مین
اور جنگ خندق و احد مین دیکھنا چاہیے و روایت پانسو چھیاسی حدیث کی روایت آنجناب سے ہی اور خاتم مبارک چاندی کی تھی او اسپر الملک للہ
کندہ تھا جسدن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسکے صبح کو آنجناب خلیفہ ہوئے اور جمیع اصحاب نے بیعت کی مگر طلحہ و زبیر نے بیعت بلا طوع
و رغبت کی تھی بعد اسکے جانب مکہ گئے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کو ہمراہ لیکر جانب بصرہ آئے و خون حضرت عثمان کے دعویدار ہوئے
کہ حضرت امیر المومنین اس خبر کو سنکر جانب عراق تشریف لے چلے اور طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی یہی واقعہ جمل ہی
اور طلحہ و زبیر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خطا سے تائب ہوئین یہ معاملہ سال چھتیس ٣٦ ہجری مین واقع ہوا اور اس معرکہ مین
تیرہ ١٣ ہزار آدمی مارے گئے پھر پندرہ دن ولایتمآب نے بصرے مین اقامت فرمائی بعد ازان کوفے مین تشریف لائے پھر معاویہ
ابن ابی سفیان نے شام سے خروج کیا یہ خبر سنکر آنجناب بھی اسکی طرف تشریف لے چلے صفین مین لڑائی ہوئی یہ واقعہ سنہ سینتیس ٣٧ ہجری مین ہوا
اسی معرکہ مین عمرو ابن عاص نے از روے کید قرآن شریف کو درمیان مین کیا تب لڑائی بند ہوئی او صلح ہو گئی او جانب حضرت علی مرتضی سے
ابو موسی اشعری او طرف معاویہ سے عمرو ابن عاص حکم ہوے انھون نے فیصلہ کر دیا کہ معاویہ شام کو گیا اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین
اسد اللہ الغالب کوفے مین جلوہ فرما ہوے پس ازان خوارج نے خروج کیا کہ فسادات انکے کتب سیر مین مذکور ہین علامہ سیوطی نے تاریخ خلفا مین
لکھا ہی کہ تین خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم کیا کہ تین شخصون کو قتل کرینگے عبد الرحمن ابن ملجم ملعون نے کہا کہ مین علی ابن ابیطالب کو
شہید کرونگا او بکر خواہ برک ابن عبد اللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو مارونگا اور عمرو ابن بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو
قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کے ماری و رگ مین لگی اور عرق نکاح کٹ گئی کہ پھر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر عمرو ابن عاص کے مارنے کو
مسجد مین آیا لیکن عمرو ابن عاص کے رات کو درد پیٹ مین تہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد بنی تمیم نے نماز پڑھائی عمرو ابن بکر نے اسی کو مار ڈالا
اور ابن ملجم ملعون نے حضرت ولایتمآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول اور قصہ شہادت کا یون واقع ہوا کہ عبد الرحمن مردود کہ در حقیقت عبد الشیطان تھا
ایک عورت مسماۃ قطام خارجیہ کے فریفتہ ہوا کہ حسن صورت خبث سیرت مین فتنۂ روزگار تھی عاشق ہوا اور باپ اس قحبہ کا جنگ نہروان و برادر اسکے
بھائی بھی جناب ولایتمآب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو داغ تھا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ و فریفتہ ہوا او پیغام سلام و وصال کا
ہونے لگا اسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجا لا تو سر چشمۂ وصال سے سیراب ہے اور طرف اس محراب سے فرمایش یہ ہی کہ علی مرتضی خلیفہ رسول خدا کو
قتل کر یہ لعین اس امر خطیر پر مستعد ہو گیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی خارجی کو بھی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے
ہم مذہب شبیب ابن عجرہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا اسکا مقدور ہی اور کون ایسا دل و جگر رکھتا ہی جو علی پر

ہاتھ ڈالے انکی ہیبت و جلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین ابن ملجم نے کہا وہ تو بیکسون کی طرح رہا کرتے ہین اور اندھیرے مین مسجد مین آیا کرتے ہین انکے حضور مین نہ دربان ہے کی پہرہ نگہبان کچھ بھی نہین ہیتے انکو مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہے آلغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درم کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچھا یہ کسواسطے اُسنے فرط غیظ مین کہا ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے اُس شخص کا جسکی داستان عرب و عجم مین مشہور ہین لوگ سمجھ گئے بعضون نے جناب ولایت مآب کے حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود بھی مژدۂ وصال کے شوق مین اوسے بھیجا کہ تونے تلوار کیون زہر آلودہ کروائی ہے اُسنے کہلا بھیجا کہ اپنے اور تمھارے دشمن مارنے کو پھر آنحضرت نے کچھ تعرض نہ کیا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب مرتضی اُس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن کے دولتخانہ مین روزہ افطار فرماتے اور ایک روز حضرت امام حسین کے گھر اور ایک روز عبد اللہ ابن جعفر طیار کے یہان اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول نہ کرتے اور ہر وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ آمادۂ سفر ہین اور تاریخ رحلت کی آپکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبھی کبھی جناب امیر کے حضور مین بھی آتا اور بیت المال سے کچھ مانگ بھی لیجاتا تھا اور آنجناب بعض اوقات فرماتے تھے کہ جسکو رسول اللہ نے اس امت کا اشقی الناس کہا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپکے حضور سے کچھ مانگ کر لے چلا اُسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے جانثارون نے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اُسے مار ڈالین حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ مارا جائیگا تو مجھے کون ماریگا اور فرمایا کہ قبل وقوع جرم سزا دینی نہین پہونچتی اور بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری داڑھی کے خون سے رنگنے والے کو کہ وہ آتا نہین اور گاہے فرماتے کمال تمنا سے کہ وہ دن کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُس طرف ہے جو کہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتمدہ حدیث مین وارد ہے اور مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہے اور ابو یعلی اور طبرانی نے عثمان ابن حبیب سے اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی اُمتون سے بڑا بدبخت عمر و سرخ رنگ قد آور ابن سالف تھا جسنے ناقہ صالح علیہ السلام کو بے سپر کیا یعنی کوچے اُسکے کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن یعنی ریش علی مرتضی کو خون سے آلودہ کریگا یعنی انکو شہید کریگا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف آنجناب بار بار اُٹھ اُٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ نہین کہا اور نہ مجھسے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جسکا مجھسے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات مین نے پیغمبر خدا کو دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر نے فرمایا حسن سے کہ آج کی رات مین نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور جو کچھ اُمت سے مجھے پہونچا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللہم ابدلنی بہم خیرا لی منہم و ابدلہم بی شرا لہم منی یعنی بارخدایا بدل دے اُنسے بہتر مجھکو اور بدل دے انکو میرے ایسا شخص جو مجھسے بدتر ہو اُنکی نسبت اور جب صبح صادق یا کاذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گھر سے باہر تشریف لانے لگے وہان بطین تھین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ یہ صرف فراق مین چلاتی ہین بس جو ہین شاہ ولایت کو ہر پائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل عہدۂ شہادت الصلوٰۃ کہتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے برآمد ہوئے شبیب ملعون گھات مین لگ رہا تھا آپ پر ہاتھ چلایا مگر تلوار ستون پر پڑی ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ گیا اور گھر مین ہو رہا

ایک مرد بنی امیہ نے اُسکو اُسی وقت قتل کیا اُسی ستون کی آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کھڑا تھا اُسنے تلوار چلائی کہ سر مبارک پر
اُس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا نے بغور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین بخدا اپنی مراد کو
پہونچا اور بعض روایات مین ہی کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آپکو مجروح اٹھالائے اور مسجد کے لوگون نے کہ اُسکے پیچھے بھاگے تھے
ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز و تکفین جناب امیر علیہ السلام اُسکے ہاتھ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ علی من تبعہ الی یوم الدین
اور آنجناب جب مجروح گھر مین جلوہ فرما ہوے تو حضرت حسنین علیہما السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقواے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کی طرف
متوجہ نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق بات مین کسی کا خوف نہ کرنا اور محمد ابن حنفیہ کی
نسبت بھی فرمایا کہ تو بھی یہ نصیحت یاد رکھنا اور ان دونون بھائیون کی تعظیم و توقیر بہت کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پھر آپ مصروف
بہ تہلیل و تسبیح ہوے اگرچہ زخم کاری نتھا مگر زہر نے اثر کیا کہ اکیسوین رمضان شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے رحلت فرماے حظیرۂ القدس ہوے
اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ سترھوین رمضان سنہ چالیس کو مجروح ہوے اور اُنیسوین کو جلوہ فرماے فردوس برین ہوے مگر اکیسوین رمضان
سنہ چالیس ہجری اصح ہی اور حضرت حسنین علیہما السلام و عبد اللہ ابن جعفر نے غسل دیا اور محمد ابن حنفیہ نے پانی ڈالا اور وہ حنوط جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے باقی تھا حضرت امیر کے کام مین لگا اور تین کپڑون سے کفن دیا جسمین قمیص نتھا اور حضرت امام حسن نے
سات تکبیرون سے نماز پڑھی اور جسم شریف کو نجف اشرف مین جسکو نجف الحیرہ بولتے ہین اور کوفے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ
جیرۃ النعمان کی راہ مین ہی دفن کیا اور مزار شریف کو بے نشان کر دیا تاکہ فرقۂ ملعونہ خارجیہ کسی طرح کی بے ادبی نکرین اور بعض اکابر تابعین سے
مروی ہی کہ ہمنے جناب امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب مرتضوی کو کہان دفن کیا آپنے فرمایا کہ ہمنے کوفے سے ایک فرسنگ نجف الحیرہ مین
دفن کیا اور قبر شریف کو موافق آپکی وصیت کے چھپا دیا ظاہرا اس وصیت کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہی کہ جناب ولایت مآب کو جس جہت سے
ابو تراب لقب بنا خوش آیا تھا اُسی سبب سے اپنی گمنامی یہان تک پسند آئی کہ قبر کو بھی بے نام و نشان کر دینے کا حکم دیا چنانچہ اُسی اثر
یہ ہوا کہ خداوند تعالے نے اُس مزار کو ایسا کر دیا کہ اُسکی زیارت منجملہ اقتضاے مرادات اولیاء اللہ ہو گئی اور مردان خدا کا مرکز و قرار گاہ
اور روضہ شاہ ولایت کمال عظمت و تزئین مین ہی اور اب وسط شہر نجف اشرف مین واقع ہی کیونکہ زمان سابق مین کوفہ آباد تھا اور نجف
بیرون بجانب مین واقع تھا فی الحال عمارات کوفے سے کچھ بھی باقی نہین ہی مگر وہ مسجد جسمین جناب امیر مجروح ہوے تھے برقرار ہی اور مقتل سے
تا مدفن ایک فرسنگ ہی اور محراب مین بخط جلی لکھا ہی کہ ہذا مقتل امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نقل ہی کہ یہ مسجد حضرت نوح کی
بنوائی ہوئی ہی اور بعض متاخرین اہل سیر نے لکھا ہی کہ وہان کے لوگ کہتے ہین کہ حضرت نوح اور آدم علیہما السلام کی قبر بھی اسی گنبد مین ہی
لیکن مرقد ان دونون بزرگون کے ظاہر نہین ہین عمر جناب ولایت مآب کی ترسٹھ برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ وقت شہادت
آنجناب چونسٹھ برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین پینسٹھ برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ آنجناب بوقت شہادت اٹھاسٹھ برس کے تھے مگر
صحیح و معتمد علیہ یہی کہ وقت شہادت ترسٹھ برس کے تھے اور مدت خلافت چار برس نو مہینے ایک دن اور مدت اقامت مدینہ چار ماہ بعد ازان
جانب عراق نہضت فرما ہو کر انیس مہینے [illegible] اور جناب ولایت مآب کے سولہ بیٹے اور اسی قدر بیٹیان ہوئین

اور بعضے اہل سیر نے انیس رجال بیان کیے ہین مگر از روے تحقیق بعضے اہل سیر واضح ہو کہ آپکی بیبیان نو تھین اور انسے پندرہ لڑکے اور
سترہ لڑکیان ہوئین تمام زوجات یہ ہین حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کہ آپکی حیات مین حضرت امیر نے دوسرا نکاح نہین فرمایا
دوسری ام البنین بنت حزام تیسری اسما بنت عمیس چوتھی ام حبیب بنت ربیعہ پانچوین امامہ بنت ابی العاص چھٹوین خولہ بنت جعفر
ساتوین صحبا بنت امرء القیس آٹھوین لیلی بنت مسعود نوین ام سعید بنت عمر اور نام اولاد ذکور یہ ہین حسن حسین محسن علیہم السلام
عبد اللہ عثمان جعفر عبید اللہ ابو بکر یحیی عون محمد اکبر مشہور بہ محمد حنفیہ عمر و محمد الاوسط محمد الاصغر عباس چنانچہ حضرت حسنین علیہما السلام
اور محمد بن حنفیہ و عباس اور عمر و سے نسل ہوئی ہے اور نام صاحبزادیون کے یہ ہین زینب ام کلثوم رقیہ حضرت فاطمہ سے اور
رملہ ام ہانی میمونہ ام الحسن ام کلثوم صغرے زینب صغرے فاطمہ امیہ خدیجہ ام الکرام ام سلمہ رحمانہ نفیسہ ام جعفر
سوانح عجیبہ سے یہ ہے کہ حضرت ولایت مآب کی شہادت کے روز ہر سنگ بیت المقدس کے نیچے سے خون نکلتا تھا حضرت استاد الاستاد مولانا
عبد العزیز قدس سرہ لکھتے ہین کہ وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی مرتضی کی وفات سے خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی تو گو قاتل انکا جمیع الانبیاء
بیت المقدس کا قاتل ہوا کیونکہ قوم بنی اسرائیل کی نبوت حضرت عیسی علیہ السلام کے چلے جانے سے منقطع ہوئی اور بنی اسمعیل کی نبوت
ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جاتی رہی صرف خلافت جانشینی باقی تھی سو بروز شہادت جناب امیر منقطع ہوئی چنانچہ
آنجناب کی شہادت کا حال جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا اب عرب کے لوگ جو چاہین سو کرین کیونکہ اب کوئی
مانع نہین رہا اگر کوئی شبہہ کرے کہ اسوقت تک اکثر اصحاب و ائمہ موجود و مواعظ و نصائح مین مشغول تھے پھر کسطرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
یہ بات فرمائی تو جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ اگرچہ اکثر اصحاب و ائمہ موجود تھے اور بے تکلف افعال غیر مشروعہ سے مانع تھے لیکن امر و نہی انکا
اولیاؤن کے ارشاد اور عالمون کے نصائح کے طور پر واقع ہوتا تھا اور حضرت امیر المومنین کا حکم حضرت صلعم کے حکم کے مانند تھا اس جہت سے
حضرت عائشہ صدیقہ نے اسطرح فرمایا اگر کسی کو شبہہ ناشی ہو کہ قدار ابن سالف کی حرکت سے تمام فرقہ ثمود ہلاک ہوا اور ابن ملجم ملعون کی
حرکت سے اس امت کو کسی طرح کا آسیب نہین پہونچا پس اس تشبیہ مین فرق کیسا ہے حل اس شبہہ کا یہ ہے کہ ان دونون مین فرق
دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ ہلاکت ناقہ صالح علیہ السلام سے اکثر لوگ فرقہ ثمود کے راضی تھے چنانچہ بعد وقوع واقعہ قتل سب لوگون نے ناقہ صالح کا
گوشت باہم تقسیم کرکے کھایا اور اس امت مرحومہ کے اکثر بلکہ سب اس حرکت سے ناراض ہوے کہ اسوقت سے آج تک ابن ملجم ملعون پر
نفرین و لعن کیا کرتے ہین دوسرے یہ کہ بعد ہلاکت ناقہ اسکا بچہ بھی غائب ہوگیا اور بعد شہادت جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ اولاد کرام
علیہم السلام انکی باقی رہی اور اس نور مرتضوی کا ہمیشہ ایک شخص حامل پیدا ہوتا رہا کہ امام وقت ہوا اور اسی باعث سے اس امت کو
حرمان اس نور سے نصیب نہین ہوا گو کہ ہیئت وحدانیہ کمالات برہم ہوئی اور بحسب استعداد متفرق یعنی ہر چند کہ وہ ہیئت اجتماعیہ مٹ گئی
لیکن وہ نور متفرق منتشر ہو کے حسب استعداد ہر فرقے مین اہل خیر و صلاح سے قائم رہا اس وجہ سے یہ امت اسطرح کے عذاب سے
محفوظ رہی حضرت استاد الاستاد فرماتے ہین کہ اس قصہ مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ شہوت فرج خسیس ترین شہوات سے ہے کہ عقل
آدمی کی اس سے زائل ہوجاتی ہے اور اسی وجہ سے حرکات حیوانیہ صادر ہوتے ہین دوسرا یہ کہ صفت شہویہ مطلقاً صفت غضبیہ سے بدتر ہے

کیونکہ سلاطین عیاش کو ملوک مغلوب الغضب سے بدکہتے ہین اور سر یہ ہی کہ صفت غضبیہ سے سیاست وہیبت حاصل ہوتی ہی اور شہویہ سے تملق وچاپلوسی اور قوت فاعلہ قوت منفعلہ سے بہتر ہی تیسرا یہ کہ جب شہوت وغضب سے کسی شخص کا حق واجب تلف ہوجائے تو بنی آدم مین یہ امر سخت معیوب ہی پس بدبخت تر وہ ہی کہ شہوت وغضب کو اپنے حقوق نفس پر مقدم رکھے اور حق نفس تلف کرے اور اُس سے زیادہ یہ ہی کہ اپنے نفس کے واسطے دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے زیادہ یہ کہ ان دونون کے واسطے ایک جماعت کے حقوق تلف کردے اور حقوق مختلف ہین حقوق دنیویہ اور حقوق اخرویہ اول سہل ہی دوسرا سخت چوتھا یہ کہ بنی انسان پر تین حقوق عمدہ ہین ایک حق منعم حقیقی دوسرا حق قوم کہ موت وحیات مین اُسکی طرف احتیاج ہوتی ہی تیسرا حق نفس خود پس بدبخت ترین خلائق وہ ہی کہ عوض خسیس تر امر کے جماعہ حقوق کو ضائع کرے اور یہ وصف قدار مین تھا کہ اُسنے بنا بر استیفاء اخس شہوات اپنا حق تلف کیا کہ بے نام ونشان ہوا اور حق خدا بھی تلف کیا کہ ناقۃ اللہ کو جو حکم کعبہ رکھتی تھی پے سپر کیا اور حق قوم بھی تلف کیا کہ سب نیست ونابود ہو گئے ابد تک نشان نہین ملیگا اور اس امت مین قاتل ولایت مآب کا یہی حال ہوا کیونکہ جسطرح حضرت صالح کی صورت کمالیہ وصدق نبوت پر اونٹنی گواہ تھی اور تعظیم اُسکی مین قبول شریعت تھا بایکہ ولایت حضرت صالح اسی راہ سے جلوہ گر تھی اسی طرح وجود جسمانی حضرت علی مرتضی تھا کہ ختم خلافت آنحضرت صلعم انکی ذات مین منحصر تھی اور بستگان امت اسی چشمۂ حیات سے سیراب ہوتے تھے اور حاجات ظاہری وباطنی اسی قبلہ سے طلب کرتے تھے سو ابن ملجم بدبخت نے اُس وجود شریف کو معدوم کیا اور حق خدا وحق امت وحق نفس تلف کیا کہ ہدایت کاملہ جاتی رہی اور امت مثل جاروب بے ریسمان متفرق الکمالات ہوگئی اور خود بے نام ونشان وکندۂ دوزخ ہوا پانچوان ابو العاص ابن الربیع ہی کہ اُسنے بسبب زوجیت زینب بنت رسول اللہ صلعم سے نعمت مصاہرت حاصل کی تھی چھٹوان عبد اللہ ابن ابی بکر کہ اخوت عائشہ صدیقہ سے اس دولت کو پہونچے تھے یہ حضرت قدیم الاسلام اور اکبر اولاد صدیق اکبر مین تھا ساتوان عبد الرحمن آٹھوان محمد ابن ابی بکر کہ یہ دونون بھی بسبب اخوت عائشہ صدیقہ کے دولت مصاہرت سے سرفراز ہوے نوان عبد اللہ ابن عمر کہ اخوت ام المومنین حفصہ سے اس نعمت کو پہونچے دسوان معاویہ گیارھوان یزید پسران ابو سفیان کہ بسبب اخوت ام حبیبہ کے انکو یہ دولت حاصل ہوئی بارھوان عبد اللہ ابن جحش کہ بسبب اخوت زینب رضی اللہ عنہا کے اس مرتبہ کو پہونچے

توضیح دربیان عم وعمات حضرت صلعم محققین کے نزدیک اعمام آنجناب گیارہ نفر تھے اور عمات چھ ۱- ابو عمارہ جو برواتیے ابو یعلی حمزہ ابن عبد المطلب کہ برادر رضاعی بھی تھے یہ حضرت غزوہ احد مین شہید ہوے پانچ بیٹے اور دو بیٹیان انکی اولاد تھی اور جو لوگ کہتے ہین کہ صرف مسماۃ عمارہ ایک بیٹی تھی اور امامہ تھی سو یہ قول ضعیف ہی ۲- ابو الفضل عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ یہ حضرت تین برس آنحضرت سے عمر مین بڑے تھے غزوہ بدر مین اسلام لائے اور بنا بر رعایت مستضعفین مکہ معظمہ مین رہے پھر فتح مکہ مین حاضر ہوے سال سی ودوم ہجرت عہد خلافت ذی النورین مین داخل جنت ہوے انکی اولاد دس بیٹے اور تین بیٹیان از انجملہ فضل وعبد اللہ وعبید اللہ وقثم ومعبد اصحاب مین معدود ہین ۳- ابو طالب برادر عینی عبد اللہ نام انکا عبد مناف تھا حال انکی وفات کا اول لکھا گیا انکے چار بیٹے طالب وعقیل وجعفر وعلی رضی اللہ عنہم اور دو بیٹیان ام ہانی وجمانہ از انجملہ طالب کو جن اٹھا لیگیا اسی سبب سے انکے اسلام کی خبر نہین ہوئی اور سب بھائیون مین دس دس برس کا فرق عمر مین تھا ۴- حارث اگرچہ یہ شخص بڑا بیٹا عبد المطلب کا تھا لیکن بقول مولف نے

بسبب بزرگی اسلام کے حمزہ و عباس کو بسبب کفالت خیر الانام کے ابوطالب کو مقدم کیا ہی اُسکی اولاد سے ابوسفیان ایمان لائے فتح مکہ مین
اور نوفل غزوۂ خندق مین اور عبد الشمس بھی ایمان لایا ہی کہ اُسکا نام حضرت نے عبد اللہ رکھا تھا ۔ ۵ ۔ قثم برادر مادری حارث
کہ صغیر السن مر گیا ۶ ۔ زبیر پدر عبد اللہ ابن زبیر و مسماتان ضباعہ صحابیہ اور ام الحکم ۷ ۔ عبد الکعبہ ۸ ۔ غیداق ۹ ۔ مغیرہ اسی کو
حجل بفتح حاء مہملہ و سکون جیم کہتے ہین ۱۰ ۔ ضرار برادر علاتی عباس رضی اللہ عنہ ۱۱ ۔ ابولہب کافر شدید العداوۃ لہ نام اُسکا عبد العزی تھا
لیکن عمات رسول اللہ یہ ہین ۱ ۔ مسماۃ صفیہ مادر زبیر ابن العوام خواہر مادری عباس رضی اللہ عنہ کہ مسلمان ہوئین اور مدینہ مین ایام خلافت امیر المومنین عمر
ابن خطاب رضی اللہ عنہ مین داخل فردوس ہوئین ۲ ۔ مسماۃ عاتکہ لہ ابو امیہ مخزومی کے نکاح مین تھین اسی سے ام سلمہ اور عبد اللہ صحابی
اور زہیر اور قریبہ اور کسرے پیدا ہوے مگر عاتکہ کے اسلام مین اختلاف ہی ۳ ۔ اروی زوجہ عمیر ابن وہب عبدی اور والدہ طلیب
کہ مہاجرین اولین مین معدود ہین اور بدری صحابی ہین جنگ اجادین مین کہ بفتح ہمزہ و جیم و فتح دال مہملہ ہی شہید ہوے ۴ ۔ امیمہ
زوجہ جحش ابن رباب والدہ ام المومنین زینب عبد اللہ کہ غزوۂ احد مین شہید ہوے اور احمد اعمی شاعر و ام حبیبہ و حمنہ کہ یہ تینون مشرف
بشرف صحبت رسول اللہ ہوے اور عبید اللہ کہ بعد اسلام حبش مین جا کر نصرانی بنا اور مر گیا امیمہ کی اولاد ہین ۵ ۔ برہ زوجہ عبد الاسد
ابن ہلال مخزومی مادر ابو سلمہ زوج اول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت صحیحہ ہی کہ بعد فوت ہونے عبد الاسد کے برہ نے کرز ابن ربیعہ
لیثی سے نکاح کیا اُس سے مسماۃ اروی والدہ امیر المومنین عثمان ابن عفان پیدا ہوئین ۶ ۔ ام حکیم بنیہ کسی کتاب مین
مذکور احوال خالات و اخوات حضرت صلعم کا نظر سے نہین گذرا اسی سبب سے فقیر مولف کی کتاب بھی معذور ہی اور جدات دو قسم ہین
پدری اور مادری مواہب لدنیہ مین جملہ جدات کا ذکر کیا ہی اور کچھ احوال اُسکا پایا نہین جاتا اسواسطے تعرض اُنکے اسما سے بے فائدہ ہی

توضیح در بیان مرضعات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حواضن و اخوات رضاعیہ اہل تحقیق فرماتے ہین کہ حضرت صلعم کی دو دائیان تھین
یعنی شیر دہندگان ۱۲
ایک ثویبہ کنیز ابی لہب مادر مسروح صاحب اللبن اسکی دودھ امیر المومنین حمزہ اور ابو سلمہ ابن عبد الاسد اور عبد اللہ ابن جحش نے بھی پیا تھا دوسری
مسماۃ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ زوجہ حارث ابن عبد العزی والدہ عبد اللہ و مسماتان شیما و انیسہ کہ یہ تینون اسلام لائی ہین بعض اہل سیر نے
لکھا ہی کہ ابوسفیان ابن حارث نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا اور حاضنہ یعنی دایہ کہ جسنے پرورش کیا دو تھین اول ام ایمن دوسری شیما بنت حلیمہ
کہ اپنی مان کے ساتھ پرورش حضرت مین مصروف رہتی تھی **توضیح در بیان موالی حضرت صلعم** محب طبری اور صاحب بہجۃ المحافل نے اکتیس غلام اور ستر
لونڈیان لکھی ہین اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین اُنسٹھ غلام لکھے ہین لیکن فقیر باتباع محب طبری و مولف بہجۃ المحافل کے بیان کرتا ہون
۱ ۔ زید ابن حارثہ ابن شراحیل کلبی ہین احوال انکا پیشتر نکاح زینب مین لکھا گیا ہی غزوہ موتہ مین واقع سال ہشتم ہجری شہید ہوے ۲ ۔ اسامہ
ابن زید کہ وقت وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس برس کے تھے واقع سال پنجاہ و چہارم ہجری بمقام وادی القری وفات پائی
اور مدینہ مین دفن ہوے عمر پچھتر برس کی ہوئی اور فضائل انکے بہت ہین اور بڑی فضیلت یہ ہی کہ ابن رسول اللہ کہلاتے تھے اور حضرت صلعم
امام حسن اور اسامہ کو گود مین لیتے اور فرماتے خداوندا دوست رکھتا ہون ان دونون کو تو بھی انکو دوست بنا ۳ ۔ ثوبان ابن بجدد
انکو حضرت نے بعد خرید کرنے کے آزاد کیا تھا مگر یہ ہمیشہ خدمت مین رہے اور بعد وفات جانب شام چلے گئے پھر رملہ مین آئے بعد اُسکے

حمص مین چہل و پنج یا پنجاہ و چار مین وفات پائی ۴- ابو کبشہ نام انکا سلیم وبقولے اوس تھا انکو بھی حضرت نے

قائل ابن حبان ۱۲

خرید کرکے آزاد کیا یہ بھی حاضر غزوہ بدر اور جملہ مشاہد مین تھے بسال سیزدہم ہجری وز امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے اُسی دن

اُنھون نے وفات پائی ۵- انسہ انکو بھی مول لیکر آزاد کیا انکو ابو انسہ اور ابو مسرح بھی کہتے ہین بعضے کے نزدیک غزوہ بدر مین حاضر تھے اور

بعض کے نزدیک اُحد مین تھے اور زندہ رہے بعد حضرت کے اور وفات پائی خلافت صدیق اکبر مین کذا فی الاصابہ ۶- شقران بضم شین و

سکون قاف نام انکا صالح تھا بعض کے نزدیک منجملہ ترکہ عبد اللہ تھے اور بعض کے نزدیک عبد الرحمن ابن عوف نے تحفہ دیا تھا اور

بعض کے نزدیک خرید کرکے آزاد کیا تھا ۷- رباح نوبی اسود انکو وفد عبد القیس سے لیکر آزاد کیا نوب ایک طائفہ حبش کا نام ہے جسکو نوبہ

بولتے ہین ۸- یسار کسی لڑائی مین ہاتھ آئے عرنیین نے انکو شہید کیا تھا ۹- ابی رافع قبطی نام انکا اسلم تھا یا ابراہیم انکو عباس نے

ہبہ کیا حضرت نے آزاد کیا اُسوقت کہ جب اسلم نے اسلام عباس رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور بعد آزادی سلمی کنیز آزاد اپنی سے عقد

فرما دیا اُسنے عبد اللہ جو کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے منشی تھے پیدا ہوے وفات اُنکی عہد خلافت ذی النورین مین واقع ہوئی

۱۰- ابو مویہبہ بضم میم وفتح واو وسکون یا وکسر ہا اولاد مزینہ سے تھے انکو بھی خرید کرکے آزاد فرمایا تھا کذا فی الاستیعاب

۱۱- فضالہ انکو بھی آزاد کیا تھا وفات انکی شام مین ہوئی ۱۲- رافع کہ سعید بن عاص کی اولاد کو ورثہ مین ملا بعض نے

آزاد کیا اور بعض نے غلامی مین رکھا تب حضرت صلعم نے سُنا اور قیمت دے کر آزاد فرمایا چنانچہ رافع کا یہ قول تھا کہ انا مولی

رسول اللہ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بارہ غلام وہ ہین جنکو حضرت صلعم نے بالاتفاق آزاد کیا ہے ۱۳- مدعم کہ رفاعہ ابن زید الجذامی نے

بکسر میم وسکون دال وفتح مہملہ ۱۲

حضرت کو ہدیہ دیا تھا غزوہ وادی القری مین شہید ہوے جذام بروزن غراب ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۴- کرکرہ انکو ہوذہ ابن علی یمامی نے

بطور پیش کش بھیجا تھا ۱۵- زید جد ہلال ابن یسار ۱۶- عبیدہ ابن عبد الغفار ۱۷- طہمان بالفتح والضم ۱۸-

یا بور قبطی خواجہ سرا برادر عم زاد ماریہ والدہ ابراہیم کہ مقوقس نے بطریق تحفہ بھیجا تھا ۱۹- واقد وبقولے ابو واقد

۲۰- ہشام ۲۱- ابو ضمیرہ کہ منجملہ غنائم تھے آنجناب نے آزاد کیا نام انکا سعید تھا اور بعض کے نزدیک روح بفتح را

بضم ضاد معجمہ وفتح میم وسکون یا ۱۲

ابن سندر اور بعض کے نزدیک روح ابن شیرزاد حمیری ۲۲- ابو عسیب احمر ۲۳- ابو احمد مہران لقب سفینہ بروزن

بعین مہملہ وسین مہملہ بروزن عریب ۱۲

بفتح سین وسکون نون وفتح دال مہملہ ۱۲

سکینہ انکو حضرت نے مول لیکر آزاد کیا تھا اور بعض کے نزدیک ام سلمہ کے غلام تھے اُنھون نے بدین شرط آزاد کیا کہ تا حیات حضرت

صلعم کی خدمت کرین وہ بولے اگر یہ شرط نہوتی تو بھی مین حضرت کی خدمت نہ چھوڑتا اور وجہ انکے لقب کی یہ ہے

کہ سفر مین اسباب رسول اللہ صلعم اور اُنکے یاروں کا لیے چلتے تھے اسمین اختلاف نہین ہے لیکن نام مین اختلاف ہے

بعضے مہران اور بعضے کیسان اور بعضے طہمان و بعضے ذکوان کہتے ہین اور مولد بعضے عرب اور بعضے فارس بیان کرتے ہین

علامہ بخاری نے ذکر کیا ہے کہ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے ہین مگر محققین کو اس بات مین گفتگو ہے اور بہجۃ المحافل مین

وفات انکی حضرت جابر کے ساتھ بعد سال ہفتاد ہجری کے لکھی ہے ۲۴- ابو ہند انکو وقت مراجعت حدیبیہ سے خرید کرکے

آزاد کیا انھین کی شان مین فرمایا ہے ہو امرؤ من الانصار انکحوا ابا ہند و انکحوا الیہ ۲۵- انجشہ حادی شتران ۲۶- انسہ حبشی فصیح اللسان

غزوہ بدر مین حاضر تھے بعد ازان آزاد ہوے اور خلافت خلیفہ اول مین فوت ہوے ۲۷ - ابو لبابہ و بقولے
ابو امامہ انکو حضرت صلعم کی پھوپھی نے ہبہ کیا تھا آنجناب نے آزاد کیا ۲۸ - رویفع منجملہ غنایم ہوازن تھے انکو بھی
حضرت نے آزاد کیا ۲۹ - ابو عبیدہ ۳۰ - حنین ۳۱ - ابو واقد یہان ذکر موالی حضرت صلعم کا تھا اب اسما کنیزان جاننا چاہیے
۱ - سلمی ام رافع امراۃ ابو رافع و قابلہ حضرت فاطمہ و ابراہیم ۲ - برکہ ام ایمن مادر اسامہ کہ حضرت کو ورثہ پدر مین
ملین تھین انھون نے حضرت کو پرورش کیا تھا انکو بھی آنجناب نے آزاد کر دیا تھا اول عبید حبشی کے نکاح مین تھین
جس سے ایمن پیدا ہوا بعد اسکے زید ابن حارثہ کے نکاح مین آئین انسے اسامہ پیدا ہوے ۳ - ام المومنین ماریہ
والدہ ابراہیم کہ تحائف مقوقس سے تھین حضرت نے انکو آزاد کر کے نکاح کیا ۴ - شیرین اخت ماریہ ۵ - امیمہ
۶ - رضوی ۷ - ام ضمیرہ ۸ - ام رافع ۹ - میمونہ بنت سعد ۱۰ - خضرہ ۱۱ - خویلہ ۱۲ - ریحانہ بنت عمر القرظیہ ۱۳ -
رحیحہ بالتصغیر والمہملۃ ۱۴ - سایبہ اور تین لونڈیان اور تھین کہ انکے نام معلوم نہین ہوے کہ بنی قریظہ سے تھین بالجملہ
تحقیق حضرت مولانا ولی اللہ محدث دہلوی کی یہ ہے کہ لونڈیان سترہ تھین چنانچہ سرور المحزون سے واضح ہے اور
صاحب بہجۃ المحافل نے سات لونڈیون کے نام لکھے ہین اور جمال الدین محدث نے نو کے نام بیان کیے ہین واللہ اعلم

توضیح دربیان خدام احرار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱ - ابو حمزہ حضرت انس ابن مالک ابن النضر انصاری خزرجی ہین
کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ منورہ مین جلوہ فرما ہوے تو عمر انکی بارہ یا دس برس کی تھی ام سلیم والدہ انس نے
بنا بر خدمت بطور ہدیہ پیش کیا چنانچہ دس برس تک حضرت کی خدمت کی ہے وفات انکی سال نود و بقولے نود و یک ۹۱
و بقولے نود و سہ ۹۳ ہجری مین مقام بصری مین ہوئی اور عمر شریف ایکسو تین ۱۰۳ برس کی ہوئی اور آخر اصحاب ہین جنھون نے
بصرہ مین وفات پائی اور یہ حضرت علم دین سکھلانے کو خلافت عمر خطاب مین جانب بصرہ تشریف لائے تھے
۲ - ہند ۳ - اسماء ہر دو دختران حارثہ اسلمی ۴ - ربیعہ ابن کعب اسلمی وفات انکی سال شصت و سہ ۶۳ ہجری مین ہوئی
شمار انکا اصحاب صفہ مین ہے ترتیب آب وضو انسے متعلق تھی ۵ - عبد اللہ ابن مسعود الہذلی کہ کفش بردار رسول اللہ
تھے سال شصت و یک ۶۱ ہجری مین بمقام کوفہ وفات پائی ۶ - عقبہ ابن عامر جہنی سائیس رسول اللہ تھے اور عہد سلطنت
معاویہ ابن ابی سفیان مین مصر کے عامل ہوے اور سال پنجاہ و ہشت مین وفات پائی ۷ - بلال ابن رباح بفتح الراء المہملہ
والموحدہ انھین نے اول اذان کہی انکو ابن حمامہ بھی بولتے تھے اور حمامہ انکی والدہ کا نام تھا فضائل انکے
احادیث مین بکثرت وارد ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابو بکر سیدنا و اعتق سیدنا عمر چونسٹھ برس کی ہوئی
اور سال بستم ۲۰ ہجری مین بمقام دمشق وفات پائی ۸ - سعد غلام آزاد صدیق اکبر ۹ - ذو مجمر و بقولے دو مجبر کہ برادر زادہ
نجاشی تھا و بقولے ہمشیرہ زادہ اور اول صحیح ہے وفات شام مین ہوئی صاحب روضۃ الاحباب نے خواہر زادہ
نجاشی لکھا ہے یہ سہو ہے ۱۰ - بکیرہ ابن شداخ اللیثی ۱۱ - ابو ذر غفاری کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
بصیغہ تصغیر

عامل ربذہ مقرر کیا تھا اُسی مقام مین واقع بسال سنی ۳۲ و دو ہجری فوت ہوے عبد اللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی کذا فی سرور المحزون وبہجۃ المحافل اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین سانئیس مردخادم در گیارہ خادمہ بیان فرمائے ہین توضیح در بیان پاسبانان حضرت صلعم ا۔ سعد ابن معاذ سید الانصار کہ غزوۂ بدر مین نگاہبان خیمہ تھے ۲۔ ذکوان ابن قیس ۳۔ محمد ابن مسلمہ انصاری کہ یہ دونون غزوۂ اُحد مین حارس تھے ۴۔ زبیر ابن العوام کہ جنگ خندق مین حارس تھے ۵۔ عباد ابن بشیر ۶۔ سعد ابن ابی وقاص ۷۔ ابو ایوب انصاری کہ یہ تینون اصحاب غزوۂ خیبر مین نگاہبانی حضرت صلعم کرتے تھے ۸۔ بلال ابن رباح وادی القری مین چوکیدار تھے کذا فی روضۃ الاحباب مگر مواہب نے حضرت صدیق اکبر کو حارس روز بدر عریس مین لکھا ہے اور مغیرہ ابن شعبہ کو مدینہ مین وہو الصحیح فائدہ یہ حراست و نگاہبانی اُسوقت تک تھی جب تک کریمہ واللہ یعصمک من الناس نازل نہوئی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو موقوف کیا چنانچہ عبد اللہ ابن شفیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے توضیح در بیان ایلچیان حضرت صلعم کہ سب گیارہ تھے اگرچہ ذکر بعض کا سال ششم ہجرت مین لکھا گیا لیکن بنا بر اتمام فائدہ اس مقام مین بالاختصار بیان کرنا پڑا ۱۔ عمرو ابن امیہ ضمیری کہ نجاشی پادشاہ حبشہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۲۔ دحیہ کلبی کہ ہرقل پادشاہ روم کی طرف بھیجے گئے تھے ۳۔ عبد اللہ ابن حذافہ کہ کسری پادشاہ فارس کے پاس بھیجے گئے تھے ۴۔ خاطب ابن بلتعہ کہ مقوقس پادشاہ مصر اور اسکندریہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۵۔ عمرو ابن العاص جانب جیفر و عبد اللہ پسران جلندی پادشاہ عمان کے پاس روانہ کیے گئے تھے وہ دونون ایمان لائے اور عمرو نے رعایا سے زکوۃ بھی لی اور حاکم کے طور پر اُسی مقام مین رہے یہان تک کہ حضرت صلعم نے وفات پائی ۶۔ سلیط ابن عمرو کہ جانب ہوذہ ابن علی الحنفی رئیس یمامہ کے پاس گئے تھے اُسنے نامۂ مبارک پڑھ کر جواب مین لکھا کہ دین اسلام نہایت بہتر ہے مگر مین قوم کا خطیب و شاعر ہون سو مجھکو بعض اختیارات عنایت ہون حضرت صلعم نے منظور نہ فرمایا وہ ایمان نہ لایا ۷۔ شجاع ابن وہب اسدی کہ حارث ابن شمر غسانی پادشاہ بلقا کے پاس بھیجے گئے تھے وہ مصر مین ملا اور نامۂ مبارک کو پڑھ کر پھینک دیا اور کہا کہ مین یہ لشکر اُسی طرف لاتا ہون مگر پادشاہ روم مانع ہوا بعد اُسکے حضرت نے انکو جبلہ بفتح جیم و موحدہ ابن الایہم غسانی بفتح ہمزہ و سکون تحتانیہ کے پاس بھیجا اُسنے اسلام قبول کیا پھر نصرانی ہو کر مرا روایت ہے کہ جبلہ مرد طویل تھا بعضے کہتے ہین بارہ گز کا لمبا تھا اور جب گھوڑے پر چڑھتا تو پیر زمین پر رہتے تھے ۸۔ مہاجر ابن ابی امیہ مخزومی کہ حارث ابن عبد کلال حمیری بکسر الحاء المہملہ وسکون المیم و فتح الیاء کے پاس بھیجے گئے یمن مین ۹۔ علاء ابن الحضرمی کہ منذر ابن ساوی پادشاہ بحرین کے پاس بھیجے گئے وہ مسلمان ہوا ۱۰۔ ابو موسی اشعری ۱۱۔ معاذ ابن جبل کہ یہ دونون پادشاہ یمن کے پاس بھیجے گئے

وہ مع رعیت بلا تامل اسلام لایا واللہ اعلم توضیح در بیان منشیان و نویسندگان حضرت صلعم کہ سب پچیس نفر تھے
۱- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲- عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ۳- عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ۴-
علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ۵- عامر ابن فہیرہ ۶- عبد اللہ ابن الارقم ۷- ابی ابن کعب ۸- ثابت
ابن قیس ابن شماس ۹- خالد ابن سعید ابن العاص ۱۰- ابان برادر خالد ۱۱- حنظلہ ابن ابی عامر اسدی کذا فی المواہب
لیکن اصابہ اور استیعاب مین ہی کہ منشی حنظلہ ابن ربیع ہین اور حنظلہ ابن ابی عامر غسیل الملائکہ ہین اور ربیع احمد
وفتح باء موحدہ وکسر تحتانیہ مشددہ اور اسدی بضم ہمزہ وفتح شین مہملہ وشدت تحتیہ مکسورہ ونیز بسکون تحتیہ نزد
اہل لغت بنا بر تخفیف منسوب بجانب اسید ابن عمرو بن تمیم کنیت انکی ابو ربعی بکسر راء وسکون موحدہ وکسر عین مہملہ
وتشدید تحتانیہ کہتے ہین ۱۲- زید ابن ثابت ۱۳- معاویہ ابن ابی سفیان ۱۴- شرحبیل بن حسنہ ۱۵ عبد اللہ
ابن عبید اللہ ابن ابی ابن سلول ۱۶- زبیر ابن العوام ۱۷- معیقیب ابن ابی فاطمہ دوسی ۱۸- مغیرہ ابن شعبہ ۱۹
خالد ابن عبد الولید ۲۰- علاء ابن الحضرمی ۲۱- عمرو ابن عاص ابن وائل قرشی سہمی ۲۲ جہیم ابن الصلت ۲۳-
عبد اللہ ابن رواحہ بفتح راء وتخفیف واو ۲۴- محمد ابن مسلمہ ۲۵- عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح توضیح
در بیان مؤذنان حضرت صلعم اول بلال دوم ابن ام مکتوم سوم ابو محذورہ چہارم سعد قرظبی جو مسجد قبا مین تھے
فائدہ در بیان شعرا آنحضرت کہ مردون سے انیس تھے اور عورتون سے بارہ تفصیل اکثر کی روضۃ الاحباب وغیرہ
کتب مطولہ مین مذکور ہی توضیح در بیان نجبا یعنی جن لوگون پر عنایت خاص حضرت صلعم کی تھی اول خلفاء اربعہ
بعد از ان ستہ باقیہ من العشرۃ المبشرۃ یعنی ابو محمد طلحہ ابن عبد اللہ تیمی و ابو عبد اللہ زبیر ابن العوام الاسدی
و ابو اسحق سعد ابن ابی وقاص مالک ابن اہیب الزہری و ابو محمد عبد الرحمن ابن عوف الزہری و ابو الاعور سعید
ابن زید ابن عمرو ابن نفیل العدوی و ابو عبیدہ عامر ابن عبد اللہ ابن الجراح الفہری رضی اللہ عنہم ۱۱- حمزہ
ابن عبد المطلب ۱۲- جعفر ابن ابیطالب ۱۳- ابوذر غفاری ۱۴- مقداد ۱۵- سلمان فارسی ۱۶- حذیفہ
۱۷- عبد اللہ ابن مسعود ۱۸- عمار ۱۹- بلال رضی اللہ عنہم توضیح در بیان انصار آنحضرت صلعم کہ دس بارہ
سردار تھے ذکر انکا لکھا گیا ہی توضیح در بیان دواب واسلحہ وبیوت واسباب متضمن بر چند فائدہ
فائدہ در بیان خیل وبغال وحمیر حضرت صلعم اہل تحقیق کے نزدیک دس گھوڑے آنحضرت کے تھے اول سکب
بالسکون مع التحریک رنگ اسکا کمیت یا بین سرخی وسیاہی کے اور پیشانی وقوائم سفید تھے اور دست راست ہمرنگ بدن تھا
اور بعض کے نزدیک ادہم یعنی سیاہ تھا غزوۂ احد مین اسی پر سوار تھے اور یہ اول اسپ ہی کہ حضرت صلعم اسکے
مالک ہوئے ایک اعرابی بنی فزارہ سے دس اوقیہ کو بیچا تھا نام اسکا ضرس بفتح الضاد المعجمہ وکسر الراء المہملہ تھا
یعنی بدخو وغضبناک گر سنگی سے آنحضرت نے سکب نام رکھا یعنی تیز رو وسبک رو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اسپ ادہم

توضیح منشیان
سلہ شماس بفتح شین منقوطہ و در آخر سین مہملہ با میم مشددہ
مدنی انصاری خزرجی کنیت ابو محمد
ابو عبد الرحمن ۱۲
سلہ شرحبیل بضم شین و فتح راء و سکون حاء
و ضم جیم نام اسکا عبد اللہ ادری خزرجی بضم ۱۲
بیان مؤذنان
بیان نجبا
بیان انصار
بیان دواب

یعنی مشکی تھا کما یفہم من کلام ابن الاثیر دوسرا مرتجز بضم المیم وسکون المہملہ وفتح المثناۃ الفوقانیہ وکسر الجیم وسکون الزاء المنقوطہ
بمعنی رجز گوینده ہو وقسم من الشعر عند الجمہور یہ نام اُسنے بسبب خوش آوازی کے پایا تھا اس گھوڑے کو
حضرت نے سوار ابن حارث محاربی سے خرید کیا جب قیمت دینے لگے تو اُسنے بیع سے انکار کی حضرت نے فرمایا
کون گواہی دیتا ہی کہ مین نے مول لیا ہی خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا مین گواہ ہون فرمایا تو حاضر نہ تھا
خزیمہ نے کہا یا رسول اللہ آسمان کی بات مین ہم آپکو سچا جانتے ہین کیا زمین کی خبر مین سچا نہ کہین اُسوقت
آنجناب نے فرمایا من شہد لہ خزیمۃ او شہد علیہ فحسبہ اسی سبب سے خزیمہ ذو الشہادتین کہلائے اور بعض کے نزدیک
حضرت نے گھوڑا واپس کر دیا اور فرمایا لا بارک اللہ فیہ چنانچہ پھر اُس گھوڑے کا شل ہوگیا تیسرا لزاز بکسر اللام
و فتح الزاء المعجمہ وبقولے شرار بر وزن کتاب اس گھوڑے کو آنجناب بہت دوست رکھتے تھے اسی پر اکثر غزوات مین
راکب تھے یہ گھوڑا منجملہ ہدایائے مقوقس بادشاہ مصر و اسکندریہ تھا چوتھا لحیف بفتح اللام وکسر المہملہ والمعجمہ
کذا فی القاموس یہ گھوڑا خوب فربہ وطیار تھا اسکو ربیعہ ابن ابی البراء نے تحفہ دیا تھا پانچوان ظرب بفتح الظاء المعجمہ
وکسر المہملہ وفتحہا بمعنی کوہ فراخ و پشتہ بلند بر وزن کتف یہ گھوڑا فروہ بالدال ابن عمرو جذامی نے تحفہ بھیجا تھا
چھٹوان ورد بفتح الواو وسکون المہملہ بعدہ الدال المہملہ یہ گھوڑا تمیم داری نے ہدیہ کیا تھا اسی کو آنجناب نے
حضرت عمر کو عنایت کیا حضرت عمر نے ایک غازی کو ہبہ کیا اُسنے نہایت لاغر کر ڈالا ایک روز کسی کے ہاتھ
بیچتا تھا حضرت عمر نے دیکھا اور چاہا کہ پھر اسکو خرید کر دون تو حضرت صلعم سے مشورہ کیا حضرت صلعم نے
منع فرمایا کیونکہ جو چیز اللہ کی راہ مین صدقہ کر دے پھر اُسکو لینا جائز نہین ہی لان العائد فی ہبتہ کالکلب یعود
فی قیئہ ساتوان ضرم بفتح الضاد وکسر الراء المہملہ یا ضریس قاموس مین ہی کہ یہ نام اسپ سکب کا تھا
آٹھوان ملاوح یہ گھوڑا اول ابی بردہ ابن نیار کے پاس تھا بعد ازان آنجناب صلعم کی خدمت مین آیا نوان
سبحہ بفتح السین وسکون الموحدہ وفتح المہملہ اسکو آنجناب نے دس اونٹ کے عوض تجار یمن سے خرید فرمایا تھا
اس اسپ پر آنجناب نے ایک مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق رہے دسوان بحر بفتح الموحدہ وسکون المہملہ اسکو
حضرت نے تاجر بحرین سے مول لیا تھا اور اُسپر تین مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق ہوے اسی کے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر
فرمایا تھا ما انت الا بحر اور بحر اسپ جلد رو و کشادہ گام کو بولتے ہین انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ دوست تر اشیا بعد از زنان حضرت صلعم کے نزدیک گھوڑے تھے اور احسن فرس آنجناب کے نزدیک اشقر ارثم
اقرح محجل مطلق الیمین تھا اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ گھوڑے کو ذلت و تکلیف دینا گناہ ہی **فائدہ**
اہل تحقیق کے نزدیک استر اجماعا چار راس تھے ایک دُلدُل برنگ سفید تھا وبقولے سفید وسیاہ تھا مگر سفیدی
سیاہی پر غالب تھی جسکو شہباء بولتے ہین یہ استر از جملہ ہدایائے مقوقس تھا اول سواری اسلام مین اسی پر ہوئی ہی

اور بعض کے نزدیک بالاجماع نر تھا بعد رسالت مآب صلعم کے جناب امیر کی سواری مین رہا پھر حضرت امام حسن کے
پاس رہا اور عہد معاویہ ابن ابی سفیان تک جیتا تھا سب دانت اُسکے گر گئے تھے گھاس و دانہ نہ کھا سکتا تھا
صرف جو کا اردلوہ کھایا کرتا تھا آخر موضع ینبع مین فوت ہوا دوسرا فِضّہ روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ استر فروہ
ابن عمر جذامی نے تحفہ بھیجا تھا کہ حضرت صلعم نے صدیق اکبر کو ہبہ کیا مگر سرور المحزون اور بہجۃ المحافل مین ہے
کہ صدیق اکبر نے نذر کیا تھا ہو الصحیح تیسرا ایلیہ کہ بادشاہ ایلہ نے ہدیہ بھیجا تھا چوتھا ایک استر تھا سفید جسپر آنجناب
بروز حنین سوار تھے بہجۃ المحافل ہے کہ یہ استر فروہ ابن عمرو نے ہدیہ بھیجا تھا اور بروز حنین اسی پر سوار تھے
و بحکم حضرت زمین سے نزدیک ہوا کہ حضرت نے خاک لیکر کافرون پر ڈالی کہ وہ منہزم ہوئے اور صاحب روضۃ الاحباب نے
لکھا ہے کہ بروز حنین آنحضرت دُلدُل پر سوار تھے اور یہ معاملہ اُسی پر واقع ہوا اور روضۃ الاحباب مین سوائے
دُلدُل و فضہ و ایلیہ کے تین استر اور بھی لکھے ہین ایک ہدیہ کسریٰ دوسرا ہدیۂ نجاشی تیسرا دومۃ الجندل سے
آیا تھا اور دراز گوش حضرت کے پاس تین تھے ایک یعفور بالعین کہ فروہ ابن عمرو خدامی نے بھیجا تھا
حجۃ الوداع مین فوت ہوا اور بعض کے نزدیک بروز فوت آنجناب صلعم چاہ مین گر کر مر گیا دوسرا عفیر بضم
مہملہ بصیغۂ تصغیر کہ ہدایائے مقوقس سے اور بعضے عفیر و یعفور کو ایک ہی کہتے ہین تیسرا وہ دراز گوش
جو خیبر مین ہاتھ آیا تھا کذا فی بہجۃ المحافل لیکن روضۃ الاحباب مین ہے کہ ایک دراز گوش سعد ابن عبادہ نے
دیا تھا **فائدہ** دربیان انعام مخفی نہ رہے کہ تتبع اسفار معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دابۂ از قسم گاؤ سرکار
رسول اللہ مین نہ تھا لیکن بھینس یا دشت یا دشتر شیر دار جو دو دو تین تین مہینے کی جنی ہوئی تھین موضع غابہ مین
کہ متصل مدینہ ہے رہتی تھین اُنکا دودھ ہر روز دو مشکون مین آتا تھا از انجملہ جنا دسمراء و عریس و سعدیہ و بغوم
و یسیرہ و رُبّی و بردہ و مہریہ مشہور تھین اور بھی ایک ناقہ قصویٰ اور صحیح قصواء بروزن حمراء بالمدینہ ناقہ
وہ ہے جسکو آنجناب نے وقت ہجرت صدیق اکبر سے مول لیا تھا اکثر حضرت اسی پر سوار ہوتے تھے اور ثقل
حالت وحی کا سوائے اسکے کوئی اُٹھا نہ سکتا تھا القاب اُسکے عضباء و جدعاء و صرحاء و صلماء و مخضرمہ تھے
بعض شروح مشکوٰۃ مین ہے کہ قصواء اُس ناقہ کو بولتے ہین جسکا گوشہ کان کا کٹا ہو حضرت کی اُونٹنی ایسی نہ تھی
بلکہ خلقی ایسی ہی تھی اور احتمال ہے کہ مشتق ہو قصو سے بمعنی دور شدن یعنی خوب دوڑتی تھی اور دور پہونچتی تھی
اور بعضے کہتے ہین کہ تعدد اسماء دلالت کرتا ہے تعدد مسمیات پر یعنی جدعاء وغیرہ سوائے قصواء کے تھین کذا فی بہجۃ المحافل
سرور المحزون مین ہے کہ ایک روز شتر اعرابی کے ساتھ اُسے دوڑایا تو شتر آگے نکل گیا مسلمانون کو یہ بات
بُری لگی حضرت صلعم نے فرمایا لازم ہے خدائے تعالےٰ پر کہ کوئی چیز امور دنیا سے غالب آوے مگر کسی وقت اُسکو
مغلوب کرے اور کتب سیر مین دو ناقہ اور بھی لکھی ہین ایک وہ کہ سعد ابن عبادہ نے ہدیہ بھیجا تھا دوسری ضحاک

ابن سفیان نے تحفہ دی تھی اسکو بردہ کہتے تھے اور بہجۃ المحافل اور سرور المحزون مین ہی کہ سرکار نبوی مین ایک سو
بز تھے اُنمین ایک گوسفند مخصوص واسطے دودھ پینے حضرت صلعم کے تھی اور دستور یون رکھا تھا کہ جب کسی کے
بچہ پیدا ہوتا اور سو سے تعداد زیادہ ہو جاتی تو ایک بکری ذبح کر دی جاتی تھی اور سرکار عالیجاہ مصطفوی مین
ایک خروس سفید بھی تھا فائدہ دربیان اسلحہ حضرت صلعم بہجۃ المحافل مین ہی کہ حضرت صلعم کے پاس نو تلوارین
تھین ذو الفقار بفتح وکسر فا وجہ تسمیہ مین لکھا ہی کہ اس تلوار کی پیٹھ پر اٹھارہ مہرے تھے جس طرح انسان کے ہوتے ہین
اسی کی حق مین حضرت صلعم نے خواب دیکھا تھا گویا ایک طرف اُسکی ٹوٹ گئی اُسکی تعبیر فرمائی کہ اہل اسلام کو
شکست ہوگی سو غزوۂ احد مین ظاہر ہوا یہ تلوار اول منبہ ابن الحجاج کی تھی اور غزوہ بدر مین عاص ابن منبہ
ابن الحجاج المسہمی باندھے تھا جب وہ قتل کیا گیا تو علی مرتضیٰ کے ہاتھ آئی اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
پسند کیا اور اپنے پاس رکھا بعد آپکے علی مرتضیٰ کو عنایت کی اور بعد اُنکے ائمہ اطہار کے پاس رہی یہان تک
کہ محمد ابن عبد اللہ ابن حسن مثنیٰ معروف بنفس زکیہ وقت شہادت اُسکو کمر مین باندھے تھے چنانچہ عیسیٰ ابن موسیٰ نے
بعد شہادت اُنکے منصور عباسی کو دی کذا فی جاذب القلوب اکثر قبضہ و تہنال و دو حلقے اُسکے چاندی کے تھے
۲۔ عضب بفتح العین وسکون المعجمۃ والموحدۃ بمعنی شمشیر برندہ یہ تلوار سعد ابن عبادہ نے غزوہ بدر مین نذر کی تھی
۳۔ مخذم بکسر میم وسکون خا و فتح ذال معجمتین مشتق خذم بمعنی سرعت قطع ۴۔ رسوب بفتح را و ضم سین
مہملتین بمعنی فرو رونده بزخم یہ دونون تلوارین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سریہ فلس سے لائے تھے ۵۔
قلعی بضم قاف و فتح لام وکسر عین مہملہ و یاء نسبت منسوب بقلع نام موضع ۶۔ بتار بتقدیم باء موحدہ مضمومہ
بر فوقیہ مشددہ بصیغۂ مبالغہ مشتق تبر سے بمعنی قطع ۷۔ حتف بفتح مہملہ وسکون مثناۃ بمعنی موت یہ سوحت ثلثہ
غزوہ قینقاع مین ہاتھ لگین تھین ۸۔ قضب بقاف وضاد معجمہ بروزن فعل کہ تلوار دقیق کو بولتے ہین
یہ اول سیف ہی کہ حضرت صلعم نے باندھی اور اکثر آنجناب اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے اور بعد آنجناب خلفاء راشدین کے
پاس رہی بعد ازان خلفاء عباسیہ مروانیہ کے پاس تھے ۹۔ بالور بباء موحدہ مشتق ابر سے بمعنی جوہر شمشیر کذا فی الدولۃ
مگر قاموس و صراح مین ثالور بثاء مثلثہ فوقانیہ ہی ۱۰۔ ایک تلوار اور تھی بعض کے نزدیک یہ دونون تلوارین ترکہ عبد اللہ
مین سے تھین اور بہجۃ المحافل مین ہی کہ رسوب اور ایک تلوار اور روز بدر مین حضرت کو ملی تھی اور بہجۃ المحافل مین ہی
کہ چار نیزہ حضرت صلعم کے پاس تھے از انجملہ تین نیزے اسلحہ سے قینقاع سے تھے اور ایک مثنیٰ تھا اور مجمع البحار مین نام اُسکا
مثوی تھا اسواسطے کہ جسکے لگے اُسکو جنبش سے باز رکھے اور ثوی لغت مین بمعنی خانہ کردن آیا ہی سوائے اُنکے تین حربہ
اور تھے ایک نبعہ بفتح نون وسکون موحدہ اور نبع اصل مین ایک درخت ہی جسکی لکڑی سے تیر و کمان بناتے ہین دوسرا
بیضا تیسرا عنزہ بفتحات عین مہملہ و نون و زاء معجمہ حربہ تھا بمقدار نصف نیزہ اسکو آنجناب اکثر عیدین مین پاس

رکھتے تھے اور کبھون اور دنون مین بھی اوراسی کو نماز عیدین مین بطور سترہ گاڑ دیتے تھے ورا ے اسکے تین چھریان بھی تھین ایک مقدار ذراع سر کج کہ اُس سے وقت رکوب مرکب کو ہانکتے تھے دوسرے مخصرہ مسمی بالعرجون مقدار نیم عصا جسپر آنجناب تکیہ دیکر بیٹھ جاتے تھے تیسرے قضیب یعنی شاخ درخت مسمی بمشوق اسکو آنجناب اکثر دست مبارک مین رکھتے تھے اور حضرت صلعم کی چار کمانین تھین روحا و بیضا یہ دونون درخت شوحط کی تھین شوحط ایک درخت کوہی ہی جس سے کمانین بناتے ہین اور صفرا درخت نبع کی اور کتوم کہ بروز بدر ٹوٹ گئی اور ایک ترکش تھا کافور نام اور ایک سپر بھی کما فی بہجۃ المحافل یہ سپر ہدیہ مین آئی تھی اُسپر تصویر کرگس کی بنی ہوئی تھی آنجناب نے دست مبارک رکھدیے مٹ گئی اور بعض کے نزدیک تین سپرین تھین زلوق و فتق دو فر اور کمال دمیری اور مولف بہجۃ المحافل نے لکھا ہی کہ آنحضرت صلعم کے پاس نو زرہین تھین ا-خرنق بکسر خاء معجمہ و سکون مہملہ و کسر نون یہ نام بسبب نرمی کے ہوا ہی کیونکہ خرنق لغت مین بچہ خرگوش کو کہتے ہین ۲- بتیرا بتقدیم موحدہ مضمومہ بر مثناۃ فوقانیہ چونکہ یہ زرہ خرد تھی اسواسطے یہ نام ہوا کیونکہ تبر بفتحتین معنی دم بریدہ آیا ہی ۳- ذات الفضول یہ زرہ طویل الذیل تھی اس باعث سے مسمے بذات الفضول ہوئی اس زرہ کو وقت قدوم مدینۂ منورہ سعد ابن عبادہ نے نذر کی تھی اسمین چار حلقے چاندی کے تھے دو جانب سینہ اور دو جانب قفا اور بروز احد یہ زرہ مع فضہ کے جسم مبارک پر تھی اور بروز حنین مع صغدیہ د بروز وفات ابو شحم یہودی کے پاس بعوض چند صاع جو کے رہن تھی نقل ہی کہ اس زرہ کو جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ بروز جمل پہنے ہوے تھے ۴- ذات الوشاح ۵- ذات الحواشی ۶- فضہ کہ اسلحہ بنی قینقاع مین ہاتھ لگی ۷- سعدیہ بعضے کہتے ہین کہ یہ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اسی کو مقابلۂ جالوت مین پہنتے تھے اور بعض کے نزدیک زرہ داؤد کا نام روحا تھا وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور بعضے کہتے ہین کہ نام سعدیہ کا شغدیہ تھا اور بعض کے نزدیک صغدیہ اور دو زرہین اور تھین ایک - غنایم بنی قینقاع سے اور دوسری ۹- حطمیہ کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو عنایت کی اور ارشاد کیا کہ اس سے فاطمہ زہرا علیہا السلام کا مہر ادا کرو اور ایک روایت ہی کہ اس زرہ کے بیچنے کا حکم دیا تھا کہ چار سو اسی درہم کو بکی کہ اُس سے جہیز کیا گیا اور بروز احد و حنین باہین دو زرہ کے پہنے ہوے تھے کذا فی بہجۃ المحافل اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ آنجناب کے پاس دو مغفر تھے ایک موشح اور دوسرا ذو السبوغ مغفر بالکسر زرہ خرد کہ اُسکو زیر کلاہ پہنتے ہین اور سبوغ بالضم بمعنی فراخی نعمت و تمام اور مجمع البحار مین ہی کہ ذو السبوغ نام زرہ کا تھا اور موشح نام خود کا اور صاحب بہجۃ المحافل نے خود کا کچھ ذکر نہین کیا لیکن روضۃ الاحباب مین ہی کہ ایک خود بھی تھا جسکو حضرت صلعم بروز احد سر مبارک پر رکھتے تھے اور عرب خود کو بیضہ کہتے ہین اور اعلام مین لکھا ہی کہ فرق مغفر و بیضہ مین یہ ہی کہ مغفر شبیہ طاقیہ سے ہوتا ہی اور بیضہ طویل اور اسمین حلقہ ہوتے ہین کہ گردن منھ اور کسی قدر مونڈھے اور سینہ چھپ جاتے ہین اور ایک منطقہ یعنی پٹکہ چمڑے کا تھا

اسمین تین حلقے نقرئی پڑے تھے اور ایک لواء سفید اور دوسرا سیاہ تھا اسی کو عقاب بولتے تھے حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ لواء مبارک پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا نزدیک اکثر اہل تحقیق کے
لواء و رایت باہم مترادف ہین یعنی علم جس سے مکان مالک لشکر کا دریافت کرین اور حسب عادت عرب لواء
وقت جنگ امیر لشکر کے ہاتھ مین ہوتا تھا مگر امام احمد و ترمذی ابن عباس سے اور طبرانی بریدۂ اسلمی سے
روایت کرتے ہین کہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ تھا اور لواء بالمد والکسر سفید اور ابن اسحق نے
عروہ سے روایت کی ہی کہ حدوث رایات کا غزوۂ خیبر سے ہوا اس سے پیشتر اسکا ذکر نہ تھا اور الویہ پیشتر سے تھے
اوس مقام سے رایت و لواء مین فرق پایا گیا مگر فقیر کے نزدیک یہ فرق عرفی ہی نہ لغوی چنانکہ بعض اہل التحقیق
فرماتے ہین کہ رایت علم کبیر بولتے ہین اور لواء علم صغیر کو **فائدہ** دربیان بیوت حضرت صلعم مخفی نہ رہے
کہ جسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال جنت فرمایا نو گھر تھے بعضے جرید نخل کے اور بعضے پتھر دان کے
یعنی نیچے اوپر پتھر رکھے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ صرف ٹہنیان چوب خرمے کی بندھین تھین اور اونپر کہگل
کی ہوئی تھی اور بلندی ہر ایک کی مقدار قد آدم اور ہر ایک گھر مین ایک ایک حجرہ تھا بعد ازان بعد وفات
امہات المومنین ولید ابن عبد الملک نے گھرون کو ملا دیا اور حجرون کو داخل مسجد کیا بہجۃ المحافل مین ہی
کہ اجرا اس حکم کا عمر ابن عبد العزیز کے ہاتھ سے ہوا اور جسدن مدینہ مین یہ حکم آیا لوگ اسطرح کا غم و الم ہوا کہ
جیسا حضرت صلعم کی وفات کے روز ہوا تھا **فائدہ** دربیان ملبوسات وغیرہ اشیاء بہجۃ المحافل مین ہی
کہ جسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسدن یہ اسباب متروکہ مین تھا دو جامہ حبرہ کہ ایک قسم
چادر یمنی کی ہی اور حبرہ بکسر الحاء المہملہ و فتح الباء الموحدہ نام محلہ نیشاپور کا اور نام ایک شہر کا نزدیک
کوفہ کے اور ایک ازار عمانی کہ بعضے اسکو یمانی بھی کہتے ہین عمان بالضم ایک شہر یمن کا ہی و بفتح العین
و تشدید المیم ایک شہر ہی شام مین اور ایک چادر برنگ سبز مقدار چار درعہ ایک بالشت طویل اور دو درعہ
عریض اور دو جامہ صحاری اور ایک قمیص صحاری اور ایک قمیص سفید سحولی سحول موضع ہی یمن مین
اور ایک جبہ یمنیہ اور ایک خمیصہ یعنی چادر علمدار یا گلیم سیاہ علم دار اور ایک کملی سفید اور کئی
تاج خرد لاطیہ تین ہون یا چار اور ایک ازار پانچ بالشت کی اور ایک لحاف رنگین ورس کا ورس
بالفتح ایک قسم گھاس کی ہی یمن مین مانند کنجد کے اُس سے کپڑے رنگتے ہین اور ایک کملی سیاہ اور ایک
عمامہ سیاہ اور ایک عمامہ اور جسکو سحاب کہتے تھے سو وہ ملکی کسی محتاج کو عنایت فرمائی تھی اور عمامہ سحاب
علی مرتضی کو دیا تھا کہ جب کبھوں حضرت علی مرتضی اُسکو باندھ کر کسی مجلس مین تشریف فرماتے تو آنجہم
کہتے اتاکم علی فی السحاب اور دو جامہ خاص واسطے یوم جمعہ کے تھے اور ایک رومال منہ صاف کرنے کا تھا

بعد وضو کے اور ایک چادر شب خوابی کی تھی اور دو موزے سادہ نجاشی نے بھیجے تھے اور دو موزے وحیہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو پہنا اور پھٹ گئے تھے اور ایک خیمہ تھا کن نام بکسر کاف و تشدید نون کہ اُسکو سفر مین کھڑا کر لیتے تھے اور چالیس آدمی کی اُسمین گنجایش تھی اور ایک دستار خوان تھا جسپر کھانا کھاتے تھے اور ایک بچھونا چرمی تھا جسمین بجاے پنبہ لیف خرمہ بھرا تھا اور ایک پلنگ تھا چوب ساج کا جسکو پوست خرمہ کی رسیون سے بنا تھا اور ایک جوڑا جوتہ تھا حال نعل مبارک کا علحدہ فائدہ مین لکھونگا اور ایک صندوقچہ چرمی تھا مدلہ نام کہ اُسمین آئینہ و کنگھی دانت کی اور سرمہ دان و مقراض و مسواک رکھتے تھے اور ایک کاسۂ کلان غرا نام اُسمین چار حلقے تھے اور چار آدمی اُسکو اُٹھاتے تھے اور ایک پیالہ لکڑی کا تھا جسمین تین جگہ چاندی یا لوہے کے پتر جڑے تھے اور ایک حلقہ تھا کہ اُسے پکڑکر لٹکا لیتے تھے یہ پیالہ بعد آنحضرت صلعم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رہا بعد اُنکے اُنکے بیٹون کے پاس تھا اور ایک پیالہ شیشے کا تھا اور ایک پیالہ اور ریان نام تھا اور ایک کٹورا پانی پینے کا تانبے یا پتھر کا تھا اور ایک ظرف کلان برنجی جسمین مہندی و وسمہ بنایا جاتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے وقت سر مبارک پر لگاتے تھے اور ایک ظرف روئین واسطے غسل کے تھا اور ایک پیالہ بطور روغن دان اور ایک پیمانہ جس سے صدقہ فطر دیتے تھے چوتھائی وزن صاع کا ہوگا اور ایک انگشتری بھی چاندی کی تھی جسکا نگین چاندی کا تھا اور اُسپر محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا بروایت بخاری و ترمذی نقش خاتم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تین سطر مین تھا محمد ایک سطر رسول ایک سطر اللہ ایک سطر اور بعض کے نزدیک انگشتری آہن کی تھی اور نگین چاندی کا تفصیل و تحقیق انگشتری کی آگے بیان کیجائیگی **فائدہ** بخاری مین عمرو ابن حارث برادر جویریہ زوجہ مطہرہ رسول اللہ صلعم سے روایت ہے ماترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درہما ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلتہ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلہا صدقۃ یعنی نہین چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت موت اپنی کے کوئی درہم و دینار اور غلام و لونڈی اور نہ کوئی شی مگر ایک شتر سفید اور ہتیار اور کچھ زمین جسکو صدقہ کر دیا تھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو خبرون مین ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون اور لونڈیون کا ہے اور کتب معتبرہ مین لکھا ہے یا تو وہ مر گئے ہونگے یا اُنکو آزاد کر دیا ہوگا اور ہتیار سے مراد تلوار اور نیزے اور زرہ اور خود اور عصا بحال دا رہے اور بعض روایت مین خاص ذکر زرہ کا بھی واقع ہوا ہے کہ وہ یہودی کے پاس رہن تھی اور شاید کہ یہ حصر اضافی ہے مبنی اوپر عدم اعتبار کرنے اور ایسی ویسی چیزون کے مثل پارچہ ملبوس و دیگر اسباب خانہ کے والا بروایات صحیحہ از روے احادیث ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے کپڑے وغیرہ شروح بخاری مین ہے کہ ضمیر جعلہا کی تینون چیزون کی طرف پھرتی نہ صرف جانب ارض اسلیے کہ آنجناب نے فرمایا ہے کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ماترکناہ صدقۃ یعنی ہم جماعت

انبیا کے ہین نہین میراث چھوڑتے ہین جو کچھ چھوڑتے ہین ہم صدقہ ہی عسقلانی نے کہا ہی کہ زمین کی منفعت کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کیا تھا پس یہ زمین حکم وقف مین ہو گئی تھی یعنی اُس زمین کو صدقہ جاریہ باقیہ اُسکے
قائم رہنے تک کیا تھا اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہی کہ زمین مذکور نصف وادی القریٰ مین تھی اور حصہ حضرت کا
خمس خیبر سے اور حصہ مین بنی نضیر سے اور صحیح مسلم مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ
ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینارًا ولا درہمًا ولا شاۃً ولا بعیرًا ولا اوصی لشئی یعنی نہین چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے یعنی قسم مال سے
اسلیے کہ نہین چھوڑا کچھ مال تا کہ وصیت فرمائین اور جو کچھ کہ مال بنی نضیر و فدک وغیرہ کا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حالت حیات مین صدقہ کر دیا تھا مسلمانون پر بعد نفقہ عیال کے سوا اُن چیزون کے جو حدیث
عمرو ابن حارث مین مذکور ہین پس یہ جو محققین علما نے لکھا ہی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نواح مدینہ مین
اونٹنیان چھوٹی ہوئین تھین اُنکا دودھ ہر شب آتا تھا اور بکریان چند دودھ پینے کے واسطے تھین سو یہ بات
صلاحیت معارضہ اس حدیث کی نہین رکھتی اور اگر صحیح بھی ہو تو محمول ہی اسپر کہ وہ اونٹنیان بھی صدقے کی تھین
اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اُنکا دودھ پیا کرتے تھے اور مراد لا اوصی لشئی سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت نہین فرمائی تہائی مال اپنے کی مگر اس سے وصیت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کتاب اللہ اور
اہلبیت اور اخراج یہود کی جزیرۂ عرب سے اور احسان کرنا ایلچیون سے نکل گیا کیونکہ مراد اس سے نفی مطلق
وصیت کی نہین ہی توضیح نعل یعنی پاپوش آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم طول مین ایک بالشت دو انگشت اور
عرض متصل کعبین سات انگشت اور بطن قدم پانچ انگشت اور اوپر چھ انگشت اور سر نوکدار اور قبالین کے
بیچ مین دو انگشت کذا قال الحافظ العلقمی فی حاشیۃ الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر وکذا ذکرہ محمد علی الدمشقی
فی سیرت شامی قبال دوالی کہ بر طول نعلین بندند و آن دو تا باشد اور مثال نعل مبارک مین ثقات و معتمدین نے
کتابین تصنیف کی ہین چنانچہ محدث تلمسانی کی دو کتابین ہین ایک کا نام ہی فتح المتعال اُسکے دوسرے باب مین مثال
نعل مطہر کی اسناد لکھی ہین اور انتہا اُسکی اسمعیل ابن ابراہیم نواسہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کی ہی کہ اصل نعل مبارک
اُنکے پاس تھی اور منافع مثال مبارک کی مشہور ہین اور خواص اُسکے آفتاب سے زیادہ ظاہر تر چنانچہ فتح المتعال مین ہی
کہ قاسم ابن محمد نے فرمایا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک کو تبرک کر کے اپنے پاس رکھے اسکو امان ہی باغیون کی بغاوت
اور دشمنون کے غلبہ اور شیطان سرکش کے شر اور حاسد کی آنکھ سے اور حاملہ عورت درد زہ کی شدت مین سیدھے ہاتھ مین
لیوے تو اُسکی مشکل آسان ہو جائے اللہ کے حکم سے تلمسانی نے کہا مین نے تجربہ کیا صحیح ہی اور اکثر معتمدین نے لکھا ہی
کہ جس حاجت مین اُس سے توسل کیا گیا وہ حاجت بر آئی اور جس تنگی مین اس سے توسل کیا گیا وہ آسان ہوئی تلمسانی نے کہا

مین جہاز پر سوار تھا کہ طوفان سخت آیا اہل تجربہ کو نجات سے مایوسی ہوئی تھی مثال نعل مبارک ناخدا کو دی اُسنے توسل کیا
اللہ کی مہربانی سے جہاز بچ گیا اور دریا کے واقفون نے کرامت شمار کیا **توضیح** انگشتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی تھی
صحیحین مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی کہ آپکے ہاتھ مین
رہتی تھی بعد وفات صدیق اکبر کے پاس تھی پھر عمر ابن خطاب کے نصیب ہوئی بعد ازان عثمان ابن عفان کو ملی یہان تک کہ چاہ اریس مین
گر گئی اور نہ ملی روایت ہی کہ معیقیب خاتم دار کے ہاتھ سے گری تھی اُسی کے بعد فتنۂ اختلاف برپا ہوا اور شہادت حضرت عثمان کی بنا پڑی
گویا خاتم مین ایک سر تھا جس سے انتظام بنا تھا جیسا خاتم سلیمان مین تھا اور صحیحین مین انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مین نگین حبشی تھا کہ اسکو جانب کف دست رکھتے تھے اور انگوٹھی پتھر کی تھی مراد نگین
حبشی سے سنگ حبشہ ہی یا سنگ سیاہ یا صانع اسکا حبشی تھا اور ایک روایت مین انس رضی اللہ عنہ سے ہی کہ انگشتری چاندی کی تھی
اور نگینہ بھی چاندی کا تھا پس جمع بین الحدیثین یون ہوتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیان تھین اور
ابو داؤد نے معیقیب صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خاتم رسول اللہ لوہے کی تھی اُسپر ملمع تھا چاندی کا اور صحیحین مین عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری بنوائی اور دست راست مین پہنی اور نگینہ متصل
کف دست رکھا سو لوگون نے بھی دیکھ کر بنوائین تب حضرت صلعم نے منبر پر کھڑے ہو کر انگوٹھی اُتار ڈالی اور سبکو منع کیا اور اصح ہی
کہ انگشتری نقرہ مین اختلاف ہی بعضے بلا کراہت استعمال اسکا جائز جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بقصد زینت ہی تو مکروہ ہی
اور بعضے قاضی اور مفتی کے واسطے جائز رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ وزن مثقال سے کم چاہیئے سو واسطے کہ استعمال طلا و فضہ مین
اصل حرمت اور کراہت ہی تو چاہیے کہ قدر ضرورت سے زیادہ نہو اور اسی سبب سے دو انگوٹھیان یا زیادہ اس سے پہننا مکروہ ہی لیکن بنانا
انگوٹھیون کا منع نہین ہی اور دلائل ہر ایک قائل کے کتب فقہ مین مسطور ہین لیکن صحیح یہ ہی کہ استعمال خاتم فضہ بلا خصوصیت درست ہی
اکثر اصحاب باصفا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پہنتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہین کیا الا استعمال خاتم طلا بالاتفاق
ائمہ اربعہ مکروہ ہی اس دلیل سے کہ صحیحین مین براء ابن عازب سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے ہمکو انگشتری طلا اور آوند طلا سے
منع کیا ہی اور اسحق ابن راہویہ نے رخصت دی ہی اور ایک جماعت علما کے قائل ہی کہ پانچ صحابی اپنی وفات تک سونے کی انگوٹھی استعمال کرتے رہے
اور مصعب ابن سعد کہتے ہین کہ مین نے طلحہ اور سعد و صہیب رضی اللہ عنہم کے پاس انگوٹھیان سونے کی دیکھی تھین اور نسائی نے روایت کی ہی کہ حضرت
عثمان نے صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سبب کیا ہی جو تیرے پاس انگشتری طلائی نظر آتی ہی صہیب نے کہا یہ انگشتری اُسنے دیکھی ہی جو تُجسے بہتر تھا
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کون تھا صہیب نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کذا فی المواہب مگر بعد تحقیق واضح ہوتا ہی کہ حدیث حرمت و نہی سے
شاید اطلاع نہوئی تھی اور انگشتری آہن مین بھی اختلاف ہی بعضے قائل جواز ہین اور بعض قائل کراہت اور انگشتری برنجی بالاتفاق مکروہ ہی **توضیح** دربیان
اسماء کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نام میرے محمد اور احمد ہین اور ماحی کہ نابود کرتا ہی اللہ کفر کو اسکے سبب سے اور حاشر کہ
سب سے پہلے محشور ہوگا اور عاقب کہ بعد میرے کوئی نبی نہوگا اور دوسری روایت مین مقفی اور نبی التوبہ

اور نبی الرحمۃ اور نبی الملحمہ اور خدا تعالی نے اپنے کلام قدیم مین یہ نام فرمائے ہین بشیر و نذیر و رؤف و رحیم و رحمۃ للعالمین وطہ و یس و مزمل و مدثر و عبداللہ و عبد و مزکی و معلم الکتاب و الحکمۃ و ہادی الی الصراط المستقیم و الرسول الکریم و النور و الشاہد و المبشر و الداعی الی اللہ باذنہ و السراج المنیر و رسول اللہ و خاتم النبیین و الرسول النبی الامی و النجم الثاقب و الشہید و الرسول المبین و قدم الصدق و نعمۃ اللہ و العروۃ الوثقی و الرسول الامین اور یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہین - آمین اور ماموں و ولی و سید ولد آدم و سید الناس یوم القیامۃ و دعوۃ ابراہیم و اول من شق عنہ الارض و قاسم و ابوالقاسم اور کتب قدیمہ آلہیہ مین نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تھے المتوکل و المختار و مقیم السنۃ و المقدس و قثم و ہو الجامع الکامل و صاحب القضیب و صاحب الہراوۃ اور ہراوۃ لغت مین عصا کو کہتے ہین اور عرب لوگ عصا سے اونٹ ہانکتے ہین سو صاحب الہراوۃ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے اور صاحب التاج و روح الحق و ہذا معنی الفارقلیط فی الانجیل و ماذ ماذ معناہ طیب طیب و الخاتم بکسر التاء و الخاتم بفتح التاء یعنی احسن الانبیاء خلقاً و خُلقاً اور سریانی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشفح و منحمنا اور توریت مین احید اور جو اسماے رسول امت کی زبان پر مشہور ہین اور خلف نے سلف سے نقل کیے ہین وہ یہ ہین مصطفی و مجتبی و شفیع و مشفع و منفی و مصلح و طاہر و الصادق المصدوق و امام المتقین و قائد الغر المحجلین یعنی کھینچنے والے گھوڑون کے جنکی پیشانی اور قوایم سفید ہون یہ اشارہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بسبب آثار وضو کے روشن رو اور یا دوست ہوگی کہ اس نشانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو حوض پر بلا وین گے و حبیب رب العالمین و صاحب الحوض المورود و اللواء المعقود و المقام المحمود و المغفر المشہود و صاحب الازواج الطاہرات و العلو و الدرجات و العربی و القرشی و التہامی و المکی و المدنی و الابطحی و سید المرسلین و شفیع المذنبین و قائد الواقدین الی رب العالمین اور ابو الحسن حیرانی مغربی نے اپنی کتاب مین ننانوے نام بیان کیے ہین اور ابو بکر ابن العربی اپنی کتاب اجودی شرح شمائل ترمذی مین فرماتے ہین کہ اللہ جلشانہ کے ہزار نام ہین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار نام ہین

توضیح دربیان اصحاب رسول اللہ صلعم

پوشیدہ نرہے کہ شمار صحابہ اور ضبط اسمار او تحقیق اور ثابت نہین لیکن اسقدر کہتے ہین کہ حجۃ الوداع مین ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوے ہزار اصحاب تھے اور بعضے چالیس ہزار بھی کہتے ہین اور مسلک اہل سنت و جماعت یہ ہی کہ بعد خلفاے راشدین کے طلحہ و زبیر اور عبدالرحمن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور سعید ابن زید اور ابو عبیدہ ابن الجراح افضل ہین اور بعد انکے افضل صحابہ اہل بدر پھر اہل احد اور پھر اہل بیعت رضوان اور یہ ترتیب نزدیک اہل سنت کے بالاجماع ہی اور زیادہ اس سے تفصیل اس مسئلہ کی متعلق کتب عقائد سے ہی اس کتاب سے علاقہ نہین رکھتی اور یہ بھی واضح ہو کہ احادیث صحیحہ شان صحابہ مین عموماً وارد ہین کہ انسے افضلیت اور اکثریت ثواب انکی تمام امت پر

ثابت ہوتی ہی اور بھی حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہی کہ صحابہ تابعین سے اور تابعین تبع سے اور تبع تابعین مابعد
اپنے سے افضل ہین اور اصحاب جمع صاحب کی ہی جسطرح اطہار جمع طاہر کی یا جمع ہی صحب کی جسطرح راکب و رکب
یا جمع صحِب بفتحتین اسم جمع صاحب جسطرح خادم و خدم یا جمع صحِب بکسر حا مخفف صاحب و جمع صاحب صحابہ بھی آئی ہی
اور مجمع البحار مین ہی کہ سواے اس جمع کے فاعل کی جمع فِعالہ نہین آئی اور صاحب از روے لغت ہمنشین اور ملازم کو بولتے ہین
اور اصطلاح محدثین مین صاحب و صحابی وہ ہی جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت ایمان مین ملاقات کی ہو اور
ایمان پر مرا ہو اگرچہ اس عرصہ مین مرتد ہوکر پھر ایمان لایا ہو اور عام ہی اس سے کہ رجوع جانب اسلام حیات رسالتمآب صلعم
مین ہوا ہو یا بعد وفات مثل عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح کہ حیات آنحضرت مین پھر ایمان لایا اور مثل اشعث ابن قیس کندی
اور جو کوئی حالت ردت مین مرا مثل ابن ابی خنطل و ربیعہ ابن امیہ جمحی و عبد ابن جحش وہ ہرگز صحابی نہین ہی اور مراد ملاقات
اور ایمان سے وہ ہی جو بعد بعثت حضرت صلعم کے ہوئی ہو ہذا ہو الصحیح اور بعضے تعمیم کرتے ہین کہ قبل بعثت ہو یا بعد اس قول پر
زید ابن عمر ابن نفیل اور ورقہ ابن نوفل و بحیرا اور ویش داخل صحابہ ہوتے ہین کیونکہ ان لوگون نے پیش از نبوت حضرت صلعم کو
جان لیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان ہین اور قبل بعثت مر گئے اور ملاقات بھی عام ہی کہ قبل سن تمیز ہو یا بعد پس محمد ابن ابی بکر کہ تین
مہینے چند روز قبل وفات حضرت صلعم کے پیدا ہوے تھے داخل اصحاب ہین اور بعض امتیاز و بلوغ شرط کرتے ہین اور بعض
امتداد مدت صحبت بھی بقدر عرف شرط کرتے ہین اور بعض مدت صحبت چھ مہینے قرار دیتے ہین اور سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ صحابہ مین شمار نہین کیا جاتا مگر وہ شخص جو ایک برس حضرت کی خدمت مین رہا ہو اور کسی غزوہ مین بھی
شریک ہوا ہو و الصحیح ما ذکرنا اولا اور جو کوئی شخص بعذر نابینائی جمال مصطفوی کے مشاہدہ سے معذور رہا ہو اوسکی صحابیت مین
کچھ اختلاف نہین ہے جسطرح عبد اللہ ابن مکتوم و لہذا تعریف صحابی مین بدل رویت لفظ ملاقات محققین نے اختیار فرمائی ہی
اور جس کسی نے حضرت صلعم کو بعد وفات عیانًا اور کشفًا بیداری یا خواب مین دیکھا ہی اوسکا شمار صحابہ مین نہین ہی اور جو
بابا رتن نے سال ششصد و بست ہجری مین دعوی صحابیت کیا تھا وہ قابل سماعت نہین ہی اور آخر صحابہ وفات مین ابو الطفیل عامر
ابن واثلہ لیثی تھے کہ انہون نے سنہ مائتہ وعشر (یکصد و دہ) مین وفات پائی ہی اور جو لوگ کہتے ہین کہ عکراس ابن ذویب بعد قضیہ جمل کے
سو برس زندہ رہے محض بے اصل ہی کذا فی الشرح و رد التقریب من تالیفات مفتی سید محمد ولی اللہ فرخ آبادی اور صحیح یہ ہی کہ
صحابی عام ہی شامل جن و انس کو لیکن دخول ملائکہ صحابہ مین مثل جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے سو یہ بات موقوف ہی اسپر
کہ حضرت صلعم رسول ملائکہ بھی تھے یا نہین جو شخص قائل بقول اول ہی وہ انکو صحابہ مین داخل کرتا ہی اور بعض جنات کا صحابہ مین ہونا
ثابت ہوتا ہی مگر ابن اثیر کا میلان اسطرف ہی کہ جن صحابہ مین نہین ہین اگرچہ مسلمان ہون اور حضرت اویس قرنی ابن عامر
کہ منسوب جانب قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد کے ہین داخل اصحاب نہین ہین مگر بہتر تابعین مین ہین اور آنحضرت صلعم نے انکے
حق مین فرمایا ہی کہ بہتر تابعین ایک شخص ہی کہ کہا جاویگا اوسکو اویس اور اوسکی ایک والدہ ہی اور جو کوئی شبہہ کرے کہ امام احمد بن حنبل سے

منقول ہی کہ بہتر اور افضل تابعین سعید ابن المسیب مین یہ اوسکی منافی ہی سو کچہ منافات نہین کیونکہ خیریت و فضیلت
اویس کو باعتبار کثرت ثواب کے ہی خدا کے نزدیک اور فضیلت سعید ابن المسیب کی باعتبار معرفت علوم اور احکام
شرائع کے ہی اور جو کوئی توہم کرے کہ اویس نے تخلف کیا صحبت رسول مقبول صلعم سے سو خود حضرت صلعم کے فرمانے سے
ثابت ہوا کہ اوسکی مان کے سبب سے ہی یعنی بسبب خاطر اور خدمت اپنی مان کے حاضر نہین ہوا لہذا توہم دفع ہوگیا پوشیدہ نرہی
کہ اخبار اور آثار شان اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ مین بہت تواتر ہوے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع مین اکثر
ذکر کیے ہین کاتب الحروف اس مقام پر چند اخبار اوسمین سے گزارش کرتا ہی ازانجملہ صحیح مسلم مین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے اِنَّ رجلاً یاتیکم من الیمن یقال لہٗ اویسٌ لا یدع بالیمن غیرہ امٌّ لہٗ
قد کان بہ بیاضٌ فدعا اللہ فاذہبہ الا موضع الدینار او الدرہم فمن لقیہ فلیستغفر لکم وفی
روایۃ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنَّ خیر التابعین رجلاً یقال لہٗ
اویسٌ ولہٗ والدۃٌ وکان بہ بیاضٌ فمُروہ فلیستغفر لکم یعنی تحقیق ایک شخص آوے گا تمہارے پاس
یمن کی جانب سے کہا جائیگا اوسکو اویس نہ چھوڑے گا یمن مین سواے والدہ اپنی کے یعنی نہین ہی اوسکے لیے
عیال و اہل یمن مین سواے مان کے اور نہین باز رکھا ہی اوسکو آنے سے مگر اوسکی خدمت نے تحقیق تھی اوسکے بدن مین
سفیدی یعنی برص پس دعا کی اللہ سے سو دور کیا اللہ نے اوسکو مگر مقدار دینار کے یا درہم کے پس جو شخص ملے اویس سے
چاہیے کہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنی چاہیے کہ درخواست کرے وہ شخص اوس سے کہ بخشش طلب کرے وہ اوسکے لیے
اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ کہا عمرؓ نے سنا مین نے رسول خدا سے فرماتے تھے تحقیق بہترین تابعین ایک شخص ہی کہا جائیگا
اوسکو اویس اور اوسکے لیے مان ہی اور تھی اوسکے برص پس حکم کرنا اوسکو اور چاہنا اوس سے کہ استغفار کرے تمہارے واسطے
فائدہ باقی رکھنا برص کا مقدار درہم کے شاید کہ علامت کے طور پر ہو یا اسواسطے ہو کہ اویس بسبب شرم کے تنفر کرین لوگون سے
اور اسلیے وہ دوست رکھتے تھے گوشہ نشینی اور گمنامی اور مکروہ جانتے تھے شہرت و مخالطت کو اور ایک روایت مین آیا ہی
کہ بسبب دعا کرنے اویس کے تھا کہ دعا کی تھی الٰہی چھوڑ میرے جسم مین کچھ نشان اوسکا کہ یاد کرون مین بسبب اوسکے نعمت تیری
اور جو حضرت نے بہترین تابعین فرمایا سو اسکے لیے کہ حضرت کے زمانے مین تھے اور بسبب مانع شرعی کے حاضر ہونے سے محروم رہی
اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا طلب کرنی چاہیے اہل خیر و صلاح سے اگرچہ طالب افضل ہو انسے ازانجملہ روایت کیا ہی
ابو القاسم عبد العزیز بن جعفر الحربی نے اپنے فوائد مین اور خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین یحیی بن سعید سے اور اونسے سعید ابن المسیب
اور اونسے عمر ابن خطابؓ سے کہ عمرؓ نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے ایکدن اے عمرؓ مین نے کہا لبیک و سعدیک یعنی حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن
یا رسول اللہ پس گمان کیا مین نے کسی کام کو بھیجین گے فرمایا اے عمر میری امت مین ایک شخص ہوگا کہ اوسکو اویس قرنی کہین گے پہونچیگی
اوسکو ایک بلا جسد مین یعنی برص پس دعا کریگا خدا سے سو دور کردیگا خدا مگر ایک دھبا پہلو مین رہجائیگا کہ جب اوسکو دیکھیگا یاد کریگا اللہ کو

فضائل اویس قرنی

سو جب ملے تو اوس سے تو کہنا میری طرف سے سلام اور اپنے لیے دعا کرانا اسلیے کہ وہ کریم و بزرگ ہی نزدیک پروردگار کے اگر قسم کھائے
خدا پر سچا کرے اوسکو خدا شفاعت کریگا وہ مانند ربیعہ و مضر کے لیے کہ نام دو قبیلون کے ہین کہ بہت لوگ تھے اونمین یعنی بہت لوگونکی
شفاعت کریگا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ طلب کیا مین نے اوسکو حضرت صلعم کی جناب مین وہ نہ ملا پھر طلب کیا مین نے ابوبکر کی خلافت مین
پھر بھی نہ ملا اور ڈھونڈا مین نے اوسکو اپنی امارت مین کہ تلاش کرتا تھا قافلون کو جو شہرون سے آتے تھے اور کہتا تھا تم مین کوئی شخص
مرادی یا قرنی ہی کہ اوسکا نام اویس ہو آخر ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہی ای امیر المومنین تو پوچھتا ہے ایک مرد پست اور خوار
ذنی کو وہ ایسا نہین کہ تم سا شخص اوسکا حال پوچھے مین نے کہا مین دیکھتا ہون تجکو اوسکے مقدمہ مین ہلاک ہونیوالون سے الغرض یہی
ذکر کر رہا تھا کہ ایک شخص دفعتاً نمود ہوا اونٹ کہنہ پلان پر سوار جامہ کہنہ پہنے ہوے سو میرے دل مین آیا اویس یہی ہوگا مین نے کہا تو ہی
اویس قرنی ہی اوسنے کہا ہان مین نے کہا پیغمبر خدا صلعم نے سلام کہا تھا تجکو اوسنے کہا علی رسول اللہ السلام و علیک یا امیر المومنین
پھر مین نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا تمکو کہ دعا کرو میرے لیے بعد ازان ملاقات کرتا تھا مین اوس سے ہر سال یعنی حج مین اور کہتا مین
احوال و اسرار اپنے اوس سے اور وہ کہتا مجھسے و ابن عساکر نے حسن بصری رض روایت کی ہی کہ جب اہل قرن حج مین آئے تو پوچھا امیر المومنین
عمر رض نے کہ آیا تمھارے درمیان مین اویس ہی ایک شخص نے کہا ایک شخص ہی کھنڈرون مین رہتا اور لوگونمین نہین آتا عمر رض نے کہا
میرا سلام پہونچانا اور کہنا کہ ملاقات کرو مجھسے سو پہونچایا اوس شخص نے پیغام عمر رض کا اور آیا عمر رض نے کہا تم ہی اویس ہو کہا ہان پھر اونکا
حال جو حضرت صلعم نے بیان فرمایا تھا کہا اور دعا کی درخواست کی کہ اویس نے دعا فرمائی اور کہا اے امیر المومنین حاجت میری تمسے یہ ہی
کہ میرا حال لوگونسے چھپاؤ اور اذن دو کہ مین پھر جاؤن یہان سے پھر ہمیشہ رہے اویس پوشیدہ لوگون مین یہانتک کہ بروز نہاوند شہید ہوے
اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر رض نے موسم حج مین اہل یمن قبیلۂ مراد سے نشان اویس قرنی کا
دریافت کیا معلوم ہوا کہ اراک عرفہ مین اونٹ چرتے ہین چنانچہ عمر فاروق رض اور علی مرتضی رض سوار ہوکر اراک مین آئے دیکھا ایک شخص نماز پڑہتا ہی
اور سجدہ گاہ سے نظر لگائے ہی دونون نے کہا یہی شخص ہوگا جب سنے آپکی آہٹ سنی تو نماز کو سبک کرکے فارغ ہوا دونون نے سلام علیک کہا
اویس رض نے جواب سلام دیا پھر پوچھا نام کیا ہی کہا عبد اللہ علی مرتضی نے کہا جو کوئی اسمان و زمین مین ہی وہ عبد اللہ ہی قسم دیتا ہون تجھکو
پروردگار کعبہ کی کہ نام تیرا جو تیری مان نے رکھا ہی کیا ہی کہا کیا چاہتے ہو تم نام میرا اویس بن مراد ہی حضرت عمر رض و حضرت علی رض نے کہا کھول
بایان پہلو اپنا سو کھولا تو ایک دھبا سفید مقدار درہم نظر آیا سو دوڑے دونون کہ بوسہ دین اوس دھبے کو پھر کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
تجھکو سلام اور تو ہمارے لیے دعا کر کہا میری دعا تمام مشرق و مغرب کے مسلمین و مسلمات کیواسطے ہی کہا ہمارے واسطے بالخصوص دعا کر سو
دعا کی اویس نے اونکے اور تمام مومنین و مومنات کے لیے پھر کہا عمر رض نے کہ دو دن مین تجھکو کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطا سے کہا دو کپڑے
میرے پرانے ہوگئے ہین اور دونون پاپوشین گانٹھی گئی ہین اور میرے پاس چار درہم ہین جب ہو چکین گے لیلونگا اور کہا جو کوئی
آرزو کرتا ہے ہفتہ کی آرزو کرتا ہے مہینے کی اور جو کوئی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے سال کی بعد ازان سپرد کیے اونٹ قوم کے
اور چلے گئے پھر نظر نہ آئے **توضیح در بیان معجزات** محقق دوانی کہتے ہین کہ معجزہ وہ ہی کہ برخلاف عادت مدعی نبوت کے

ہاتھ پر بنا بر طلب غلبہ وقت نزاع منکرین ظاہر ہوا اور دلالت صدق پر کرے اور معارضہ اوسکا امکان سے باہر ہو اتحمیق یہ ہیکہ تین قسمین
اول یہ کہ افعال آلہیہ سے ہو دوسرے عادت آلہی کے خلاف ہو یعنی بمباشرت اسباب نہو پس سحر خارج ہوگیا اگرچہ ظہور اوسکا مدعی نبوت کے ہاتھ پر ہے
تیسرے اظہار اوسکا نبی کے ہاتھ پر ہو پس کرامات اولیا معجزات نہوے اور جو کہتے ہین کرامات ولی معجزات ہین حق نبی مین سو یہ سخن بطریق تشبیہ کے
کما قال المحقق الخیالی چوتھے یہ کہ اظہار معجزہ بمنازعت ہوتا کہ تحدی پائی جائے پس ارہاصات کہ بنابر تاسیس و تمہید نبوت قبل بعثت ظاہر ہوے ہین
اونکو معجزات نہ کہین گے جسطرح سایہ کرنا ابر کا اور شق ہونا صدر کا اور ارہاص از روے لغت بمعنی مضبوط و مستحکم کردن بنا از آب و سنگ ہے
اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ جو خارق عادات قبل از ظہور نبوت ظاہر ہوے ہین بنابر استحکام امر نبوت اونکو ارہاصات بولتے ہین اور مجموع خارق عادت
چار ہین ایک استدراج جو کہ کفار و فساق سے ظاہر ہوتا ہے دوسرا معونت جو عموم ناس اہل اسلام سے ظاہر ہو تیسرا کرامت جو اولیا ؤن سے ظاہر ہو
اور قید دعوی نبوت سے یہ تینون قسمین خارج ہوگئین چوتھا سحر ہے کہ باعتبار ظاہر مگر درحقیقت سحر خارق عادت نہین ہے بلکہ ظہور اسکا باسباب ہے اسکی
جو کوئی اون اسباب سے مباشرت کرے اوس سے ظاہر ہو جاے اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز اسباب عادیہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خلاف عادت نہین کہ
جسطرح شفاے مریض ادویہ طبیہ یا رقیہ سے پانچوین وہ معجزہ موافق دعوی ہو یعنی اگر ظہور معجزہ برخلاف دعوی ہو تو معجزہ نہین ہے جسطرح
مسیلمہ کذاب نے آب دہن اپنا ایک کنوین مین ڈالا اور دعوی کیا کہ پانی اسکا بڑھے گا سو کم ہوگیا یا شفا کی دعا کی وہ مریض مرگیا یا بصارت کی
دعا مانگی وہ اندھا ہوگیا پوشیدہ نرہے کہ دعوی سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعوی صریح کی حاجت ہے بلکہ دعوی صریح کی حاجت نہین ہے
قراین حالیہ کافی ہین یعنی مقارنت سے یہ مراد نہین ہے کہ فی الحال ہو بلکہ ظہور اسکا ایام نبوت مین مقارنت کیواسطے کافی ہے چھٹے اوس معجزہ کو
کذب پر دلالت نہو مثلاً نبی مبعوث فرمائے کہ مین اس حیوان کو بلاتا ہون پھر وہ حیوان تو بولا لیکن اوسنے کہا کہ یہ شخص کاذب ہے اسکو بھی معجزہ
نکہین گے ساتوین کوئی شخص اسکا معارضہ نکر سکے اگر خداوند تعالے دوسرے کے ہاتھ پر مثل اوسکے ظاہر کرے اور وہ معارضہ کرے تو دونون کو
معجزہ نکہین گے کیونکہ معجزہ کو معجزہ اس سبب سے کہتے ہین کہ خلق اوسکے اتیان مثل سے عاجز ہے تو درحقیقت اعجاز صفت خدا ہے جب یہ مقدمہ
معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے نے ہر ایک پیغمبر کو معجزے عنایت کیے ہین تا اونسے اوس پیغمبر کی راستی و پیغمبری ثابت ہو اور خلق
اونکا ایمان لائے اور عادت آلہی یون جاری ہے کہ جس زمانے مین جس چیز کا بہت چرچا ہوا ہے اوسوقت کے پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ بدون
سیکھنے کے عنایت ہوا ہے تاکہ لوگونکو پیغمبر کی راستی بیشک و شبہہ معلوم ہو چنانکہ حضرت موسی علیہ السلام کے عہد مین جادو کا چرچا تھا انکو
عصا ملا کہ سانپ بنجاتا تھا اور حضرت عیسی کیوقت مین طب کا چرچا تھا اونکو شفاے مرضی کا معجزہ ملا اور ہمارے حضرت صلعم کے عہد مین
فصاحت اور بلاغت کا عرب مین بڑا شور و زور تھا اسواسطے قرآن مجید اول معجزہ عنایت ہوا اور یہ ارشاد ہوا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا
بسورۃ من مثلہ یعنی اگر تمکو اس پیغمبر کی رسالت مین اور اس کلام کی حقیقت مین شبہہ ہو تو ایک سورۃ کے برابر کہو سو تمام فصحاے عرب عاجز ہوگئے
اور کسی سے برابر ایک آیت کے بھی نہو سکا اور اگر ہو سکتا تو ضرور کہتے سہل کام چھوڑ کر اپنی جان دینا کیون قبول کرتے اور یہ معجزہ بسبب تحدی
قرآن مجید مین موجود ہے کہ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا یعنی اگر
جمع ہوان انسان و جن اسپر کہ لاوین مانند اس قرآن کے تو نہ لا سکین گے اگرچہ ہو ایک دوسرے کا پشت پناہ اور یہ تو عجب نرالا معجزہ ہے

کہ قیامت تک قائم رہے گا اور پیغمبرون کے معجزے باقی نرہے اور جب قیامت تک رہا تو ہر دم آنحضرت صلعم کے معجزے کی دلیل قائم ہی
پھر ہر زمانے مین قیامت تک لوگ مسلمان بھی ہوتے جائین گے اور ایک بڑا اعجاز یہ ہی کہ ساڑھے بارہ سو کئی برس گذرے ہین
اور قرآن شریف مین کسیطرح اختلاف نہین پڑا حالانکہ اسلام مین بہت مذہب ہوگئے اگر اعجاز نہوتا تو ہر شخص اپنے مذہب کے موافق
ہوجاتا بنالیتا یعنی محفوظ ہونا اسکا تحریف و تصحیف سے بھی اعجاز ہی چنانکہ حضرت جل جلالہ فرماتے ہین نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
یعنی ہمنے اوتارا ہی قرآن اور ہم اوسکے حافظ ہین یعنی جسطرح اسکا ظہور بلا دخل خلق ہی اسیطرح کمی او ربیشی دخل و تصرف خلق سے
نہوسکے گی اور بھی ارشاد ہوتا ہی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یعنی نہ آویگا اس قرآن مین باطل آگے سے نہ پیچھے سے
یعنی کمی و بیشی ایسی کہ اوسکے اوصال اور فواصل کو مرتبۂ حجیت سے ساقط کردے نہونے پائے گی کیونکہ اسطرح کا دخل اور تصرف تبدیل
امور باطلہ سے ہی بلکہ دشمن اوسکے جامعین کے بیان کرتے ہین لا یہدم ارکانہ ولیس علی احد بعد القرآن من فاقۃ یعنی قرآن کا
کوئی جز نکلا یا جائیگا اور کوئی جز محتاج الیہ حصول نجات کے لیے نہین ہے بعد قرآن موجود کے نہ یہ کہ نبی متقدم کی تبلیغات الٰہیہ کی
نسبت نبی متاخر گواہی دے کہ اس امت کے عالمون نے اوس کلام کو متغیر کر ڈالا ہی اور اوسکی باتون کو بدل ڈالا ہی اور اپنی
بدعتون کے رونق دینے کو اوسے ناکارہ کردیا ہی اور اوسکی تحریف کرنیوالے ہین اور آیندہ کو دروغ ملانے والے پیدا ہونگے چنانکہ
توریت و انجیل کی نسبت حضرت ارمیا اور اشعیا اور عیسی علیہم السلام نے فرمایا ہی اور پولوس اور پطرس حواریون نے بیان کیا ہی
اس مقام سے معلوم ہوا کہ توریت و انجیل مین کچھ اعجاز نتھا اسی سبب سے اونمین تحریف و تصحیف و اختلاف ظاہر ہوا ہی چنانکہ مولوی
آل حسن موہانی نے رسالہ استفسار مین اور مولوی عباس علی جاجموی نے صوت الضیغم مین مفصل اس باب تحریف کو بیان کیا ہی
پس یہ معجزہ معجزات متواترہ قطعیہ یقینیہ مین سے ہی اور اسی سے حضرت صلعم احتجاج فرماتے تھے کہ اس باب مین کسی کو اختلاف نہین ہی
اگرچہ منکر لوگ صحت احتجاج مین گفتگو کرتے ہین اما اصل ظہور مین حضرت صلعم سے اور معارضہ باتیان ادنی سورۃ مین کچھ کلام نہین
کرتے اور جو بعضے بعلم ہو توفی سے کہتے ہین کہ اور کتابین بھی ایسی ہین کہ اپنا نظیر نہین رکھتین مانند شاہنامۂ فردوسی او رگلستان
سعدی وغیرہ سو یہ قول دلیل نا واقفیت حقیقت معجزہ اور کیفیت اعجاز قرآن شریف سے ہی کیونکہ اعجاز قرآن اس سبب سے ہی
کہ ہمارے خاتم النبیین صلعم نے اوس سے تحدی فرمائی اور مخاطبین حاضرین عاجز آئے اور یہ بات اور کتابون مین کہان واقع ہوئی
اور کسنے انسے تحدی کی اور کس مقام پر عجز مخاطبین ظاہر ہوا اور محض انعدام نظیر اعجاز نہین ہی ورا سے اسکے ادراک اس بات کا
کہ فلان کتاب عدیم النظیر ہے ممکن نہین ہی جبتک ملکہ راسخہ معرفت بلیغ و ابلغ مین نرکھتا ہوا ور جم غفیر بلکہ کافۂ اہل بلاغت
اس امر پر مجتمع نہون پس عدیم النظیر ہونا اُن کتابون کا جنکو نا واقف اپنے زعم مین عدیم النظیر قرار دیتے ہین قابل تسلیم نہین ہی
اور عدیم النظیر ہونا شاہنامۂ فردوسی کا غلط محض ہی میرزا محمد تورانی متخلص آشوب نے کتاب صولت فاروقی بہتر از شاہنامہ تالیف کی ہی
اور فردوسی پر اکثر جرح کرتا ہی **فائدہ** پوشیدہ نرہے کہ علما کے وجوہ اعجاز مین کئی قول ہین بعضے متکلمین کہتے ہین کہ یہ اسلوب بدیع
و تالیف عجیب من حیث المطالع والمقاطع کلام بشر مین اصلا پایا نہین جاتا اسی باعث سے عقول صحیحہ اور قلوب ذکیہ معارضہ مین متحیر ہین اور

وجوہ اعجاز قرآن

جمہور متکلمین قائل ہین کہ اس کلام کی فصاحت اور بلاغت اعلی مراتب مین واقع ہی کہ طاقت بشریہ سے خارج ہی یہی اعجاز ہی
اور ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ حسن اسلوب اور تالیف مرغوب اور غایت فصاحت اور نہایت بلاغت اعجاز ہی اور نظام کے نزدیک یہ ہی
کہ اللہ تعالے نے خلق کو باز رکھا ہی جسطرح نمرود مردود کو معارضہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام مین مبہوت فرمایا اور قاضی عیاض نے شفا مین
لکھا ہی کہ باعتبار بلاغت قرآن مین سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہین اور اسپر ایک دلیل قوی ذکر کی ہی یعنی یہ کہ محققین نے فرمایا ہی کہ
کلام اللہ مین سے جسقدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطیناک الکوثر کے ہی معجزہ ہی اور اسمین دس کلمے ہین اور تمام کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار
کلمے ہین سو جب ستتر ہزار کو دس پر قسمت کرین سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہین پس قرآن مین سات ہزار سات سو معجزے آئے ہین
اور بڑا اعجاز کلام اللہ کا یہ ہی کہ مشتمل اخبار آیندہ پر ہی کہ اسکے مطابق واقع ہوا اور اس معجزہ کو اہل کتاب پیشین گوئی کہتے ہین اور یہ
انکے نزدیک عمدہ معجزون مین شمار کیا جاتا ہی اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیون پر مشتمل ہی اور چند پیشین گوئیان اس کتاب مین لکھی جائینگی
اور محقق دوانی کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے قوت معارضہ خلق سے سلب کرلی ہی سوائے ان سب امور کے اظہار امور مخفیہ وغیبیہ حال و استقبال
کہ وسعت بشریہ سے خارج ہی مثلاً خبر غلبہ روم بر فارس و خبر فتح مکہ و خبر دخول مردم در دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و افشاء اسرار کفار و
منافقین بھی اعجاز ہی اور اشتمال قرآن قصص انبیاء پیشین اور امم سابقین پر مثل قصہ ابراہیم و یونس و یوسف و عیسی علیہم السلام و ذوالقرنین
و اصحاب کہف کہ بجز اخبار اہل کتاب علم انکا ممکن نتھا اور حضرت صلعم نے باوجود امی محض ہونیکے بروجہ صحیح بیان فرمائے یہ بھی اعجاز ہی
اور لحوق خوف و رعب کہ قلب سامعین پر طاری ہوتا ہی اور حصول ذوق و شوق جو قاری اور سامع کو ہوتا ہی یہ بھی اعجاز ہی اور اجتماع
حقائق و معارف یقینیہ اور دلائل و براہین عقلیہ اور احکام و شرائع ضروریہ اور خیرات اور حسنات دینیہ اور دنیویہ باوجود وجازت الفاظ
و جودت معانی بھی اعجاز ہی اور آسانی حفظ متعلمین کہ اعمی و بصیر و اطفال صغیر مدت قصیر مین کرلیتے ہین عجب اعجاز ہی بخلاف دیگر کتب
منزلہ کہ سوائے پیغمبرون کے کسی کو یاد نہوتی تھی دوسرا معجزہ شق القمر ہی کہ ثبوت اسکا باجماع مفسرین و محدثین کریمہ اقتربت الساعۃ
وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر سے ہوتا ہی یعنی پاس آلگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھتے ہین کوئی نشانی
تال جاتے ہین اور کہتے ہین یہ جادو چلا آتا ہے یعنی قیامت قریب پہونچی اور دور پیغمبر آخرالزمان آیا اور جو تم منکر قیامت ہو اس سبب سے
کہ وہ مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہی تو چاند پھٹ چکا اور لوگون نے دیکھا اب کوئی استحالہ باقی نہین رہا اور امتناع خرق والتیام
ببداہت عقل باطل ہوگیا اگر کوئی بیوقوف جاہل کہے کہ مراد انشقاق قمر سے انشقاق وقت نفخ صور کا مراد ہی تو جواب اول یہ ہی کہ یہ قول
اسکا غلط محض ہی کئی وجہ سے اول یہ کہ انشقاق قمر کی کچھ خصوصیت اسوقت مین نہین ہی بلکہ جملہ سماویات کا یہی حال ہوتا ہی
دوسری یہ کہ وہ انشقاق زمانہ آیندہ مین ہی اور آیۃ کریمہ دلالت ماضی پر کرتی ہی تیسری یہ کہ انشقاق وقت نفخ صور بنا بر اعجاز
نہوگا اور اسکو کافر لوگ سحر نہ کہین گے اور جواب ثانی یہ ہی کہ مفسرین اور محدثین کا اجماع ہی اس بات پر کہ یہ آیۃ معجزہ
شق القمر مین نازل ہوئی ہی چنانکہ شیخ سلام اللہ محدث حاشیہ کمالین مین جو تفسیر جلالین پر ہی فرماتے ہین قد اجمع المفسرون
علی ان المراد فی تلک الآیۃ ہو الانشقاق الذی کان بمعجزات من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا الذی یقع فی یوم القیامۃ ویدل علی ذلک

قولہ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر اور علامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل مین فرماتے ہین اسی آیۃ کی تفسیر مین کہ روی ابو الضحی عن مسروق عن عبد اللہ قال انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قریش سحرکم ابن ابی کبشۃ فاسالوا السفار فسالوہم فقالوا نعم قد رأیناہ فانزل اللہ تعالی اقتربت الساعۃ وانشق القمر اور امام زاہدی اور صاحب تفسیر تبیان اور شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی اور ملا علاؤ الدین احمد مہایمی صاحب تبصیر اپنی تفسیرون مین نزول اس آیت کا معجزۂ شق القمر مین صاف لکھتے ہین جس کسی کو منظور ہو ملاحظہ کرے اور قاضی نے تفسیر بیضاوی مین اس آیۃ کی تفسیر مین لکھا ہے روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فانشق القمر وقیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤیّد الاول انہ قرئ وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من آیات اقترابہا انشقاق القمر اور تفسیر کبیر مین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ انشق القمر کو بمعنی سینشق القمر کہنا انہین لوگون کا قول ہے جن پر مسایل طبعیات ارسطو کے غالب آگئے ہین اور اسلام اونکا صرف برائے نام ہے کسی صحابی یا عالم تابعی یا تبع تابعی جلیل القدر یا کسی مجتہد کا یہ قول نہین ہے کہ انشق القمر بمعنے سینشق القمر ہے پس پوشیدہ نرہے کہ کسی مفسر معتمد الیہ نے جنکی کتابین متداول و مستند ہین اور جنکی جلالت شان بکمال وضوح شہرت پذیر ہے اپنا مذہب اور اپنی تحقیق اسطرح پر نہین لکھی ہے کہ انشق القمر بمعنی سینشق القمر ہے بلکہ جس کسینے لکھا ہے بلا ذکر نام قایل یون لکھا ہے کہ بعضے ایسا کہتے ہین اور اس بعض کے قول کو پھر رد بھی کیا ہے مگر قاضی بیضاوی نے بطور اپنی تفسیر کے دستور کے اوس قول کو رد تو کیا لیکن رد کی تقریر شد و مد سے نہین لکھی بخلاف اور تفسیرون کے چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ نے کہا اور محدثین مفسرین نے اُس قول مردود کا نقل بھی نہین کیا مگر اس دھوم دھام سے شان نزول آیۃ کریمہ بیان کیا ہے کہ بعض کا قول بادی النظر مین مردود ہوگیا اصل حقیقت یہ ہے اکناف عالم مین اسلام کے پھیلنے کے سبب سے بہت لوگ طبعاً ظاہر مین مسلمان اور باطن مین دشمن پیغمبر خدا صلعم ہوے ہین خصوصاً مجوسی لوگ کہ خود انہین کے پیغمبر چہار دہم ساسان پنجستین نے خبر دی ہے پس جبتک کہ کسی عالم کی حقیقت حال بکمال وضوح نہ معلوم ہو اور اوسکے کلام کے کئی شواہد و متابعات بہم نہ پہونچین تب تک ہر ایک طرح کی بات اوسکی قابل سُننے کے نہین ہے اور شاید اس قول مردود کے قائل نے انشق القمر کے مضمون کو خلاف مسئلہ حکمت مشہورۂ یونانیون اور گبرون کے دیکھا ہوگا تو اوسنے سینشق القمر سے تاویل کی اور انشقاق و انفطار جو قیامت کو ہونے والا تھا اسکو محمول تجویز کر کے کہنے لگا کہ یہ اشارہ ہے مصیبت عظمی اور داہیۂ کبری کے واقع ہونے کا جیسا کہ اکثر مسیحی حضرت عیسی علیہ السلام کی اس بات کو کہ آسمان کے تارے جھڑ پڑین گے اور قوت فلکی بودی ہوجاویگی اور چاند سورج بے نور ہوجاوین گے بعضی جہتون سے تاویل کر کے کہتے ہین کہ یہ اشارہ ہے ایک بڑی مصیبت سے جسکا ظہور بعد واقعہ صلیب کے پچاس برس گذرنے پر طیطوس رومی کے ہاتھ سے اورشلیم پر ہوا و ذلک اوہن من نسیج العنکبوت بالجملہ ہر ایک مستور الحال کے کہنے سے قرآن و حدیث کے لفظی معنی نہین بدل سکتے اگر کسی عالم متبع حکمت ارسطو نے یہ بلا اپنے سر پر لی اور آیات قرآنیہ اور احادیث مصطفویہ کی تاویلین بیجا کین تو اوسکی تاویل سے اصل معنی مین فتور نہین پڑتا بلکہ اسکے ایمان مین خلل پڑتا ہے اب باقی رہا ثبوت اس معجزہ کا احادیث معتمدہ سے سو کان لگا کر سُننا چاہیے

کہ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین بسند متصل صحیح نقل کیا ہی کہ ابن عباس کہتے ہین کہ ایک رات کو مکہ کے بت پرست سردار جیسے کہ
ابو جہل ابن ہشام اور عاص ابن وائل اور اسود ابن مطلب وغیرہ جمع ہو کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے
تو چاند دو ٹکڑے کر کے ہمین دکھا دے پیغمبر خدا صلعم نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر مل گئے اور اسی معاملہ کو محمد اسمعیل بخاری نے
بسند صحیح متصل بخاری مین اور ابو مسلم نیشاپوری نے دوسری سند متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم مین بالاختصار لکھا کہ انس ابن مالک
کہتے تھے کہ پیغمبر خدا صلعم سے لوگون نے کہا کہ اپنے معجزہ کا نشان ہمین دکھلائیے پیغمبر خدا نے چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر کے دکھلا دیا
اور فرمایا گواہ رہو یا فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو اور بخاری و مسلم مین عبد اللہ ابن مسعود سے بسند متصل مروی ہی کہ پیغمبر خدا کے روبرو چاند
دو ٹکڑے ہو گیا اور ہم منا مین تھے ایک ٹکڑا پہاڑ مین گرا اور دوسرا پہاڑ کے نیچے اور احمد ابن حنبل اپنی کتاب موطا مین عبد اللہ ابن مسعود
اور جبیر ابن مطعم سے باسناد متصلہ نقل کرتے ہین کہ پیغمبر خدا کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے مکہ کے بت پرستون نے دیکھا اور کہا کہ اس
شخص نے اگر جادو کیا ہی تو ہمارے ہی اوپر کیا ہوگا نہ کہ سارے جہان پر سو مسافرون سے استفسار کرنا لازم ہے پھر جب مسافر لوگ آئے
تو اونسے پوچھا اونھون نے اس واقعہ کے دیکھنے کی گواہی دی اور بیہقی نے بھی بسند متصل اپنی کتاب مین مسافرون کی گواہی کا قصہ
نقل کیا ہی اور جامع ترمذی نے بسند متصل عبد اللہ ابن عمر سے اور عبد الرزاق نے بسند متصل معمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند
پیغمبر خدا صلعم کے روبرو دو ٹکڑے ہوا اور قاضی عیاض محدث نے اپنی کتاب شفا مین لکھا ہی کہ معجزہ شق القمر کے دیکھنے کی علی ابن ابیطالب رض
اور حذیفہ ابن الیمان نے بھی گواہی دی ہی اور قاضی عیاض فرماتے ہین کہ ابو جہل نے ہر طرف آدمی بھیجے سب جگہ سے یہی ثابت ہوا کہ چاند
فلان رات دو ٹکڑے ہوا تھا تب قریش نے کہا کہ یہ سحر شق قمر کا مستمر ہی بالجملہ آٹھ صحابی جنکی صحابیت اہل علم کے نزدیک بخوبی ثابت ہی اونسے
سات عالمون نے جو فن روایت کے امام ہین یعنی ابو نعیم و بخاری و مسلم و احمد ابن حنبل و بیہقی و ترمذی و عبد الرزاق معجزہ شق القمر کی خبر کو
ایسی سندون سے کہ اوس سند کے جتنے راوی ہین اونکا حال بخوبی مشہور ہی صرف اسم فرضی نہین ہی ایسی کتابون مین کہ جنکی
کتابون کا ہونا ان مولفین سے ایسا ہی ثابت ہی جیسا اونکا ہونا اور کسی طبقے مین چھ سات راویون سے کم نہین کمال وضاحت
لکھا ہی اب محل انکار بیخ و بن سے گر گیا حافظ ابن عبد اللہ فرماتے ہین کہ حدیث انشقاق قمر کی جماعت کثیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے
روایت کی ہی اور اونسے تابعین اور تبع تابعین نے سو یہانتک کہ ہم لوگون تک پہونچی اور آیۂ کریمہ اوسکی موید پائی گئی اور
علامہ ابن السبکی نے لکھا ہی کہ انشقاق قمر متواتر و منصوص علیہ فی القرآن ہی اور مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ سیوطی اور
مدارج النبوۃ مین بھی اس معجزہ کو بتصریح بیان کیا ہے جسکو دیکھنا ہو ملاحظہ کرے تعجب ہے جاہل بے دین اور بے تمیز کفار اعتراض
کرتے ہین کہ اگر شق القمر ہوا ہوتا تو اکثر اہل زمین پر مخفی نرہتا اسواسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہوتا ہی اور نقل عجائبات
انسان کی جبلی چیز ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ اہل زمین سے یہ بھی منقول نہین ہی کہ اس رات کو سب لوگ آسمان کی طرف
تاکتے تھے اور کسی نے نہ دیکھا اور اگر ایسا بھی ہوتا تو بھی قابل اعتبار تھا کیونکہ تمام زمین پر حال قمر یکسان نہین ہی کیونکہ
بعض ملک مین قبل طلوع ہوتا ہی اور بعض مین گھڑی کے بعد اسلیے کہ سطح زمین گردی ہے اور یہی ہوتا ہی کہ بعض ملک مین

بعض وقت پہاڑ اور ابر حائل ہو جاتے ہین حیثیت کہ خسوف وکسوف اسیوجہ سے مختلف ہوتے ہین کہین جزئی کہین کلی کہین مطلق
نہین پھر جب اہل زمین کا یہ حال ہوا تو اگر اونپر شق قمر مخفی رہا تو کچھ تعجب نہین حالانکہ کسوف وخسوف اہل تنجیم کے نزدیک
مقرری چیزین ہین بخلاف شق القمر کہ اوسکا وقت وقاعدہ مقرر نہ تھا کہ جسکے لوگ منتظر رہین علاوہ اسکے اگر کسی نے اتفاقاً
دیکھا بھی ہو تو اپنے غلط الحس وخطاے بشری پر حمل کرکے اوسکے کہنے ولکھنے سے خاموش رہا ہو اور مشہور کرنا اوسکا نامناسب
سمجھا ہوگا وراسکے شق القمر رات کو ہوا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا اور رات سکون کا وقت ہی اکثر لوگ مکان کے اندر
ہوتے ہین ایسے حال آسمانی قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہین ہی اور یہ تو اکثر ہوتا ہی کہ بعضے لوگ عجائب فلکی دیکھتے ہین
اور اکثر غافل رہتے ہین فقیر مؤلف کہتا ہے کہ اسطرح کا ثبوت کامل بضابطہ عقلیہ جو سمعیات کے واسطے درکار ہی یعنی سندوں سے
ثابت ہونا اصلا ومطلقاً اون معجزات کے لیے جو حضرت یوشع علیہ السلام کی کتاب کے دسوین باب مین درس دوازدہم سے
سیزدہم تک لکھا ہی نصرانیون اور یہودیون کے پاس نہین ہی بلکہ ایک سند بھی حضرت یوشع سے اون قرنون تک کہ وہ
کتاب میسر ہوے یعنی مثلاً عہد بطلیموس کے بھی نہین ہی اب وہ معجزہ سنا چاہیے کہ نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء مین ہی یہوا نے اموریون کو بنی اسرائیل
کے قابو مین کردیا اوسدن یوشع نے یہوا کے حضور سے اسرائیل کے آگے یون کہا کہ اے آفتاب تو جبعون پر ٹھہرا رہ اور اے مہتاب
تو وادی ایالون کے مقابل سو آفتاب نے درنگ کی اور مہتاب کھڑا رہا یہانتک کہ اول لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا
کیا یہ یاشر کی کتاب مین نہین لکھا کہ آفتاب آسمان کے بیچون بیچ ٹھہرا رہا اور سارے دن مغرب کے سمت مائل نہوا اب مین کہتا ہون
کہ آفتاب سارے دن مغرب کی طرف مائل نہوا کیسی بات ہی سارا دن تو نام ہی اوس زمانے کا جو آفتاب کے نکلنے سے مغرب مین
جانے تک ہوتا ہی پھر وہ کسطرف زمان کا نام دن ہی جسمین آفتاب مغرب کیطرف نہ جھکا ظاہر مطلب یہ ہی کہ بقدر ایک روز کے
وسط سما مین آفتاب قائم رہا پس درحقیقت آٹھ پہر کا دن ہوا چنانچہ رسالہ تحقیق دین حق کے چوتھے باب آٹھ سو اٹھارہ صفحہ مین لکھا ہی
اور یہ سمجھنے کی بات ہی کہ چاند کے پھٹنے کو سوا اون لوگون کے جو اوسوقت متوجہ تھے اورون نے اگر ندیکھا تو بجا ہی اسواسطے
کہ رات کو پھٹا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا کہ اوسوقت خواص لوگ آرام مین ہون اور جو کسی عامی مسافر نے دیکھا بھی ہو تو اوسکے کہنے کو
کون مانتا ہی اور جن لوگون کے افق سے اوسوقت چاند متجاوز ہوگیا یا جن پر طلوع نہوا ہو وہ بھی نہین دیکھ سکتے بخلاف آفتاب
کہ آٹھ پہر ٹھہرا رہا تو جہان رات ہوگئی ہوگی اون لوگون کو بھی بسبب دونی ہوجانے رات کے لاریب اطلاع ہوئی اور
جن لوگون پر چاند طلوع ہوا ہو اور غروب نہوا ہو تو یہ بھی احتمال ہی کہ اوسمین سے بہوتیرون کی نسبت ابر غلیظ حائل ہو
بخلاف آفتاب کے کہ ابر کی غلظت بھی اوسکے توقف کے ادراک کو منع نہین کرتی پھر جو جواب نصاری کیطرف سے اس
بات کا ہو وہی شق القمر مین ہمارا جواب ہی اور اسیطرح حضرت اشعیا نبی کا معجزہ موافق طریقہ ثبوت سمعیات کے ثابت نہین ہی
اور وہ یہ ہی کہ کتاب اشعیا کے باب سی و ہشتم درس ہشتم نسخہ سنہ ۱۸۲۵ء مین ہی آینک سایہ درجات را کہ بر ساعت شمس
احاز بشیب آمدہ است آنرا تا دہ درجہ باز خواہم گردانند بنابرآن ساعت شمس تا دہ درجہ کہ بشیب آمدہ بود باز گردید اسیطرح

انجیل اوّل کے درس شانزدہم باب سوم نسخہ ۱۸۳۹ء مین کہ یکایک اوسپر آسمان کھل گیا اور اوسنے خدا کی روح کو اپنے اوپر اوترتے کبوتر کے مانند دیکھا اور نسخہ ۱۸۴۱ء مین لکھا ہی کہ ناگاہ اوسپر دروازے آسمان کے کھل گئے اور انجیل سوم کے باب بست و چہارم درس چوالیس اور پینتالیس مین جو ۱۸۱۶ء مین چھاپا ہوا ہی لکھا فعرضت علی الارض کلھا ظلمۃ و اظلمت الشمس یعنی ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب تاریک ہوگیا انتہے یہ معاملہ واقعہ صلیب کے ذکر مین لکھا ہی آور انجیل اوّل کے باب دوم درس دہم مین ہی کہ مجوسیون نے عیسیٰ کے پیدا ہونیکے علامت کے تارے کو طلوع ہوتے دیکھا اور وہ اونکی روش کے موافق اونکے ساتھ چلا یہانتک کہ اوس گھر پر جہان عیسیٰ پیدا ہوئے تھے آکر ٹھہر گیا اور اسنے اب بغور و تامل دیکھا ہی کہ آفتاب کے توقف یک روزہ کو وسط آسمان مین ہندؤن نے اپنی تاریخون مین اور پارسیون اور چینیون نے اپنی کتابون مین نہین لکھا ہی علی ہذالقیاس برج آفتاب کا پلٹ آنا کہ معجزہ شق القمر سے باعتبار ظہور کے زیادہ ہی کسینے کہین نہین لکھا ہی اسیطرح آسمان کا کھلنا اور پھٹنا اور ستارون کا لوگون کے ساتھ چلنا اورون نے تو کیا حضرت عیسیٰ ع کے ہم وطن لوگون نے بھی یعنی یہودیون نے اپنی تاریخون مین نہین لکھا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب معجزے جو انجیل وغیرہ مین لکھے ہین بالکل غلط اور جھوٹھ ہین اسیطرح اور معجزات انبیاے پیشین کے جو توریت اور انجیل وغیرہ مین لکھے ہوے ہین اور اونکو ہندؤن اور چینیون اور پارسیون نے اپنی تاریخون مین درج نہین کیا محض غلط ہین پس جو کچھ جواب نصاری کے پاس اس بات کا ہی وہی جواب ہمارا ہی مگر اونکے پاس کچھ جواب نہین ہی اور ہمارے پاس تو جواب شافی ہی کہ ہمنے بیان کیا آور جو بعض حکیم احمق نامعقول بیوقوفی سے کہتے ہین کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہماری عقل مین نہین آتا ہی سو جواب یہ ہی کہ معجزہ اسکا نام ہی جسکے ادراک حقیقت مین عقل قاصر ہو عصا کا اژدہا ہونا اونٹنی کا پہاڑ سے نکلنا مردے کا زندہ ہونا کب عقل مین آتا ہی جو شق القمر مین تردد ہی آور جو کوئی بے علم دہقانی اپنی جہل و نادانی سے یہ کہے کہ سورۂ قمر کے شروع مین بیان اس معجزہ کی ضرورت کیا تھی تو جواب یہ ہے کہ بعد اس آیۃ کے قیامت کا ذکر ہی اوسی کی تمہید کے لیے یہ معجزہ مذکور ہوا کیونکہ جو کافر قیامت کا انکار کرتے ہین وہ اپنے انکار کی وجوہ مین ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ قیامت مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہی اور اجرام علویہ کا ٹوٹ پھوٹ جانا محال ہی اسلیے شروع سورہ مین شق القمر کے معجزے کو ذکر کیا یعنی استدلال و استبعاد عقلی ماخوذ بدیہیات سے ہوتا ہی اور جب بداہتہ عقل گواہی دیتی ہی کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہین ہی تو نظر و فکر کی حاجت درباب اوسکے استحالے اور عدم استحالے کے کیا رہی کیونکہ چاند پھٹ چکا اور وہ اصل فاسد امتناع خرق و التیام مبدأ ات عقل باطل ہوگیا اب اوسکے آنے مین ایسے شبہات واہیہ نکرنا چاہیے بالجملہ بے ایمانون نے دو اعتراض معجزہ شق القمر پر کیے ہین ایک یہ کہ اگر یہ امر واقع ہوتا تو اور اقالیم کے لوگ دیکھتے اور اپنی تواریخ مین لکھتے تو یہ بخوبی باطل و بیہودہ ٹھہرا

کیونکہ عدم نقل اہل تواریخ سے تکذیب لازم نہین آتی دوسرا یہ کہ آسمان اور ستارون مین خرق والتیام محال ہے سو
یہ بھی ممنوع ہے کیونکہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستارے از روے نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ بروز
قیامت پاش پاش ہونگے اور موافق قواعد حکمیہ بھی یہ بات یعنی عدم خرق والتیام باطل ہے حکماے انگلستان نے
جو فیثاغورث کی نقل کرتے ہین صاف لکھتے ہین کہ سب ستارے کثیف مثل زمین کے ہین اور سب قائل کون و فساد
اور خرق والتیام کے ہین اور حکماے مشائین جنکا مذہب امتناع خرق والتیام ہے افلاک مین وہ بھی کوئی دلیل
اس بات پر قائم نہین کرتے کہ سب افلاک اور کواکب مین خرق والتیام نہین ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافلاک کی
امتناع خرق والتیام پر دلیل کہ اونکے اصول بے سروپا پر مبنی ہے قائم کی ہے چنانچہ صدر شیرازی نے ذکر کیا ہے
پس چاند کا امتناع خرق موافق مذہب مشائین کے بھی ثابت نہین آجکل معجزہ شق القمر کا ثبوت کامل جیسا ہمارے
ضابطہ عقلیہ موجود ہے ایسا کسی معجزہ کا معجزات انبیاے سابقین سے یہود و نصاری کے پاس نہین ہے بلکہ سواے
تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی راہ ثبوت کی پائی نہین جاتی اور صرف کتاب مین لکھا ہونا
اگر کافی ہو تو حاتم کی ہفت سیر کو بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ اوسکے دیکھنے والون نے لکھی ہین اس جگہ اور بھی ایک سند
قابل ملاحظہ ہے کہ مؤلف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ راجہ ملیبار نے مسلمانون کی زبانی قصہ شق القمر کا سنکر اپنے
برہمنون سے نقل کیا تو برہمنون نے اپنی کتابون مین دیکھا اور یہ معجزہ لکھا ہوا پایا اور تصدیق کیا اسے پر وہ راجہ ایمان لایا
اور سوانح الحرمین اور تاریخ تفضیلی مین لکھا ہے کہ راجہ دہار کہ جو متصل دریاے چنبل صوبہ مالوہ مین واقع ہے اپنی چھت پر
بیٹھا تھا اوسنے دیکھا کہ ماہتاب دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اوسنے اپنے پنڈتون سے کہا وہ بولے کہ ہماری کتابون مین لکھا
ہے کہ ایک پیغمبر عرب مین ہوگا اور اوسکے ہاتھ سے معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا تب راجہ نے ایک ایلچی مدینے مین بھیجا
اور ایمان لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام عبد اللہ رکھا قبر اوس راجہ کی اوس شہر مین زیارت گاہ ہے
مولانا ولی اللہ فرخ آبادی نظم الجواہر مین فرماتے ہین حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر منکر شق القمر خدا اور رسول کا معتقد ہے
تو اوسپر سب طرح کی حجت ہو سکتی ہے اور جو منکر نبوت ہے اوسپر سواے شمشیر کے کچھ حجت نہین ہو سکتی اور
ایمان دار سب مراتب سے قطع نظر کرکے کہہ سکتا ہے کہ شق قمر تھا مگر خرق عادت الہی کہ بضرورت تصدیق اپنے
رسول کے واقع ہوا سو اظہار بھی اوسی مقدار ہوا جسقدر کہ ضرورت تھی اور وہ ضرورت اظہار کی منکرین عرب پر
منحصر تھی جنھون نے درخواست کی تھی نہ کہ تمام عالم پر دیکھو حضرت یوشع علیہ السلام کا معجزہ یعنی آفتاب کا ٹھہرنا وسط
سما مین سواے حاضرین معرکہ کسی نے نہین دیکھا اور عصا کا اژدہا ہونا سواے فرعون اور اوسکے توابع کسی نے نہین دیکھا

فعلم ان الضروریات مقدرۃ بقدر الضرورۃ **فائدہ** جسطرح یہ معجزہ قرآن مین مذکور ہے اسیطرح پیشین گوئیان
یعنی آیندہ کی خبرین جنکا ظہور مدت دراز کے بعد ہوا اکثر قرآن مین موجود ہین از انجملہ غلبہ روم بر فارس

تفصیل اوسکی پیشتر لکھی گئی ہی اس آیت سے ثابت ہی الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون الآیہ
قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الآیہ کہ اسمین خداوند کریم نے اصحاب رسول صلعم کی
خلافت وسلطنت کا وعدہ کیا اور وہ واقع ہوا ازانجملہ قولہ تعالیٰ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیہ
کہ اسمین وعدہ فتح خیبر کا فرمایا کہ واقع ہوا ازانجملہ قولہ تعالیٰ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسہم الآیہ
کہ اسمین اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ مسلمان بلا دغدغہ بفراغ خاطر سال آیندہ مین داخل حرم محترم مکہ ہوکر عمرہ بجالاوینگے
سو ویسا ہی واقع ہوا ازانجملہ قولہ تعالیٰ ولن یتمنوہ ابدا کہ اخبار اس بات پر ہی کہ یہودی ہرگز آرزوے موت نکرینگے
سو ویسا ہی ہوا کہ یہود باوصف شدت عداوت متمنی موت نہوے حالانکہ اسمین مطلب عمدہ کہ تکذیب مخالف تھا حاصل
ہوتا تھا ازانجملہ قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ اسمین خبر دی ہی کہ اہل اسلام مروم جملہ ادیان پر غالب ہون گے
اور اوسوقت مین باعتبار شوکت مجوس فارس پس ازان نصاری اغلب اہل ادیان تھے سوان دونون پر اہل اسلام
غالب آئے یعنی سلطنت فارسیون کی بالکل برہم ہوئی اور سلطنت عیسائیون کی اکثر تصرف اہل اسلام مین در آئی
اور بعد چندے یہود بھی مغلوب ہوگئے بلکہ اکثر زمین ربع مسکون کہ محل سلطنت عظیمہ تھی تصرف اہل اسلام مین در آئی
ازانجملہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ الآیہ اسمین خبر دی ہی کہ دفع شر مرتدین اخیار اصحاب
کے ہاتھ سے ہوگا کہ ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ وقائع عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہی اسیطرح پیشین گوئیان
قرآن مین اکثر ہین ازانجملہ سیہزم الجمع ویولون الدبر یعنی قریب ہی کہ جماعت اہل مکہ ہزیمت کر جائیگی اور پشت
پھیرینگے وہ لوگ اسمین خبر ہی کہ کافران مکہ کو شکست فاش واقع ہوگی اور بھاگین گے سو واقع ہوا بدر کی لڑائی مین
ازانجملہ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید الآیہ کہ اے محمد اون گنوارون سے جو ساتھ
سے رہ گئے ہین سفر حدیبیہ مین ایسا اتفاق ہوگا کہ تم بلائے جاؤگے واسطے لڑائی بڑی قوت اور دہشت والی قوم کے
اسمین اخبار ہی کہ بعد صلح حدیبیہ کے ایسے لوگون سے لڑائی کا اتفاق ہوگا کہ دہشت والے ہون گے اور حاکم اسلام تمکو
بلاوے گا سو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت مین واقع ہوا کہ لشکر مسیلمہ وغیرہ مرتدین اور بادشاہ
روم کے مقابلے مین اعراب طلب ہوے صحیح مسلم مین سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہی کہ غزوۂ حنین مین ہم بھی شریک
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے سو بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرا اور کفار بقصد جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اشتر سے اوتر پڑے اور ایک مٹھی
خاک اوٹھا کر لشکر کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنی برے ہوجیو منہہ انکے تو کوئی کافر باقی نرہا
کہ اوسکی دونون آنکھون مین خاک نہ بھر ہوئی ہوا اور اونھون نے ہزیمت فاش اوٹھائی اور شکست کھائی اور
جو کچھ مال واسباب اونکا ہاتھ آیا مسلمانون مین تقسیم کیا گیا مین کہتا ہون قرآن شریف مین بیان اسکا یون فرمایا کہ

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی جسوقت تونے پھینک مارا تو تو نے نہین پھینک مارا یعنی تیرے تعین شخصی کی
حد سے باہر بات تھی لیکن اللہ نے وہ پھینک مارا یہ معجزہ غزوہ بدر کبری مین بھی واقع ہوا ہے **فائدہ** مشکوۃ شریف مین
ابن اسحق تابعی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء ابن عازب صحابی سے پوچھا کہ یا ابا عمارہ تم لوگ بھاگ گئے کافرون سے
غزوہ حنین مین براء نے کہا نہین قسم ہے اللہ کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت نہین پھیری لیکن کئی ایک اصحاب
جنکے پاس ہتیار کم تھے وہ البتہ باہر نکلے اور ایک گروہ کفار سے جو بڑے تیر انداز تھے ملاقی ہوے کہ اونھون نے تیرون پر
رکھہ لیا تو اصحاب باصفا نے اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ پکڑی اوسوقت آنحضرت صلعم شتر سفید پر سوار تھے
اور ابوسفیان ابن حارث اوسکو کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشتر سے اوتر پڑے اور دعا سے ظفر و نصرت
اللہ سے مانگی اور فرمایا کہ مین رسول اللہ ہون نہین ہرگز جھوٹ نہین اور مین ابن عبدالمطلب ہون بعد اسکے اصحاب کی
صف باندھی براء ابن عازب فرماتے ہین کہ واللہ جسوقت لڑائی کی شدت ہوئی تھی تو ہم لوگ پیغمبر خدا ہی سے پناہ پکڑتے تھے
اور ہم مین جو بڑا بہادر اور شجاع ہوتا تھا وہ اوس جگہ کھڑا رہتا تھا جہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے
یعنی ہر ایک کا کام نتھا کہ مقابلہ دشمن اوس جگہ ثابت قدم رہے اور بے تکلف مقابلہ کرے جہان حضرت خاتم النبیین محبوب
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے مگر بہ برکت حضرت صلعم **معجزہ** رد الشمس کہ غزوہ خیبر سے پھرتے وقت موضع
صہباء مین واقع ہوا ہے علامہ طحاوی کہ اکابر علماے حنفیہ سے ہین اپنی کتاب الآثار مین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلعم
نے خیبر سے معاودت فرمائی اور موضع صہبا مین جلوہ فرما ہوے تو سرا اپنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود مین رکھہ کر لیٹے
دفعۃ آثار وحی نمودار ہوے اور مدت نزول یہانتک دراز ہوئی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر علی مرتضی علیہ السلام کی
قضا ہوگئی جب وحی منجلی ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمنے نماز عصر کی پڑھہ لی علی مرتضی نے
التماس کیا نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس
یعنی اے اللہ اگر علی مرتضی تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت مین تھا تو آفتاب کو پھیر دے اوسیوقت آفتاب ڈوبا ہوا
نکل آیا اور پہاڑ و زمین پر دہوپ پھیل گئی کہ حضرت علی مرتضی مقبول کبریا نے نماز عصر وقت پر ادا کی اور طبرانی نے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر موضع صہباء مین ادا فرمائی اور علی مرتضی کو کسی کام کو بھیجدیا جب لوٹ کر
تشریف لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھہ چکے تھے اور علی مرتضی نے نہ پڑھی تھی اوسی حال مین حضرت صلعم
سر مبارک اپنا علی مرتضی علیہ السلام کی گود مین رکھہ کر سوگئے یہانتک سوئے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور علی مرتضی نے
ادب سے حرکت نہین فرمائی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوے تو یون دعا فرمائی اللہم ان علیا احتبس نفسہ علی نبیہ
فرد علیہ الشمس یعنی اے خدا تحقیق علی نے اپنے نفس کو مقید کیا اپنے نبی پر سو پھیر دے اوس پر آفتاب کو اسماء بنت عمیس اور
اکثر اہل معائنہ نے روایت کی ہے کہ آفتاب ڈوبا ہوا نکلا اور علی مرتضی نے وضو کرکے نماز عصر پڑھی اس حدیث کو ابن مردویہ نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اور احمد ابن ابی صالح لکھتے ہین کہ اس واقعہ کا وقوع ایک علامت ہی علامات نبوی سے
معجزہ حبس الشمس کہ مکہ معظمہ مین واقع ہوا ہی قاضی نے شفا مین لکھا ہی کہ یونس ابن بکیر ابن اسحق سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد قصہ معراج صبح کے وقت کیفیت آمد و رفت بیت المقدس بیان فرمائی تو کفار قریش نے اپنے قافلہ کا حال پوچھا
کہ ہمارا قافلہ کب آویگا حضرت صلعم نے فرمایا بروز چہارشنبہ جب چہارشنبہ کا دن ہوا اور اخیر ہونے لگا قافلہ قریش کا نہ آیا تو قریش نے دھوم مچائی
حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ آفتاب ٹھہر گیا یہانتک کہ قافلہ آگیا اور اسیطرح حبس الشمس بروز خندق بھی ہوا ہی معجزے مشکوۃ شریف
مین ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غار مکہ سے مع صدیق اکبر رض و عامرہ ابن فہیرہ اور عبد اللہ لیثی جانب مدینہ باسکنہ تشریف
لیچلے راہ مین خیمہ ام معبد خزاعیہ پر گذرے یہ عورت عاقلہ کہن سالہ قویہ تھی اور اپنے خیمہ کے صحن مین تکیہ لگاکر بیٹھتی اور فقیرون کو
کھانا دیتی تھی سوا وسدن بھی بدستور بیٹھی تھی حضرت صلعم نے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ اگر تیرے پاس گوشت و خرمے ہون تو ہم خرید کرین
اوسنے قحط سالی کا عذر کیا اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری خیمہ مین بندھی ہوئی دیکھی فرمایا اس بکری کا کیا حال ہی
اور کیون چراگاہ مین نہین گئی ام معبد نے کہا یہ بکری نہایت لاغری سے چل نہین سکتی حضرت صلعم نے پوچھا اسکے دودھ ہی ام معبد
نے کہا اسکے تھن سوکھے پڑے ہین دودھ کہان حضرت صلعم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو مین دودھ دھوون اُسنے کہا میرے مان باپ
آپ پر فدا اگر اسکے دودھ نکلے تو آپ دوہوئین حضرت رسول مقبول صلعم نے دعا فرمائی اور دست برکت اپنا اوسکے تھنون پر لگایا
بکری نے دودھ دینا شروع کیا کہ ایک بڑا برتن لبریز کر لیا اور اوّل ام معبد کو پلایا پھر اپنے ہمراہیون کو اور سبکے پیچھے حضرت صلعم نے
پیا پھر دوسری مرتبہ دوہا اور ام معبد کے پاس بھر دیے اور بیعت اسلام فرمائی اور وہان سے جانب مدینہ تشریف لے چلے کذا
فی شرح السنۃ البغوی اور روایت ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد اکثم ابن ابی الجون ابو معبد شوہر ام معبد کا آیا اور دودھ دیکھکر سخت
حیران ہوا اور اپنی عورت سے حال پوچھا اوسنے تمام قصہ بیان کر کے حضرت صلعم کے اخلاق اوصاف بھی ظاہر کیے اور کہا کہ اونکے
ہاتھ کی برکت سے اس بکری کے دودھ پیدا ہوا ہی اُسنے کہا واللہ یہ مرد قریش کا صاحب تھا جسکو وہ ڈھونڈھتے ہین اور جسکا شہرہ
تمام عالم مین ہو رہا ہی اگر مین اوسوقت ہوتا تو اونکے ہمراہی کی درخواست کرتا بعد اوسکے ابو معبد اور ام معبد نے ہجرت کی اور اپنا اسلام
اوسی دن سے شمار کیا بعد اسکے اہل مکہ نے سنا کہ کوئی شخص پکار پکار کر اشعار پڑھتا ہے جسمین قریش کی مذمت اور ام معبد کی تعریف اور اوسکی بکری کے
دودھ کا ذکر تھا روایت ہی کہ وہ بکری اٹھارہ برس جیتی رہی اور صبح و شام دودھ دیتی تھی مواہب لدنیہ مین ہی کہ وہ بکری حضرت عمر رض کے
زمانے تک جیتی رہی اور دودھ دیتی تھی زمانہ قحط مین کہ ایک بڑا قحط حضرت عمر رض کے عہد مین ہوا تھا وہ صبح و شام دودھ دیتی تھی اور بریۃ زمین مین
دودھ کا نام نہ تھا معجزے مسلم مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو کیواسطے پانی لاؤ سو مین نے پانی تلاش کیا
نہ ملا مگر تھوڑا پانی مشک مین تھا سو اوسکو لایا حضرت صلعم نے دست مبارک اوسپر رکھکر دعاے برکت فرمائی اور ارشاد کیا کہ سوارون والا پیالہ
لاؤ سو مین اوسکو لایا آنحضرت نے اوس پیالہ مین ہاتھ رکھا اور مین نے وہ پانی جو مشک مین تھا ڈالا دیکھتا ہون کہ حضرت کی اونگلیون سے پانی نے
جوش مارا اور اتنا نکلا کہ سب لوگ سیراب ہوئے اور کسیکو پانی کی حاجت نہ رہی بعد اوسکے حضرت صلعم نے اپنا ہاتھ اوٹھا لیا حالانکہ پیالہ سوارون کا بھرا تھا

یہ معجزہ غزوۂ بواط مین ظاہر ہوا ہے **معجزہ**[8] صحیحین مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایکبار نماز عصر کے واسطے وضو کو پانی نملا سب
بڑے تردد مین پڑے اور رسول اللہ صلعم کے لیے کہین سے ایک باسن مین پانی لائے حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اوس ظرف مین رکھا پانی جاری ہوا
اور تمام قوم نے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے بولے تین سو تھے **فائدہ** معلی
نزدیک بازار مدینہ کے زورا مین واقع ہوا ہی **معجزہ**[9] بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایکبار حضرت صلعم جانب منا
تشریف لیگئے کہ ایک جگہ سے بہت چھوٹا پیالہ لایا گیا کہ حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اوسمین رکھنا چاہا نجاسکا تب پانچون انگلیان رکھدین
اور پانی نے جوش کیا قوم نے خوب سیر ہو کر پیا **معجزہ**[10] صحیحین مین جابر سے روایت ہی کہ غزوۂ حدیبیہ مین سب لوگ پیاسے ہوے اور حضرت سے
عرض کرنے لگے کہ ہمارے پاس بالکل پانی نہین ہی مگر آپکے وضو کے لیے تھوڑا پانی ایک برتن مین رکھا ہی حضرت صلعم نے اوس باسن مین
دست مبارک اپنا رکھدیا کہ پانی نے جوش مارا اور پندرہ سو آدمی سیراب ہوے اور اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی اس نعمت سے محروم نرہتے
فائدہ حضرت موسیٰ سے جو یہ معجزہ صادر ہوا تھا کہ اونکے عصا مارنے سے پتھر مین سے چشمے جاری ہوے تھے اوسکی نسبت یہ معجزہ اعلی ہی
کیونکہ پتھر ایسی چیز ہی کہ اوسمین پانی نکلتا ہی اللہ تعالے نے فرمایا وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار یعنی بعض پتھر ایسے ہین کہ اونمین سے
نہرین جاری ہوتی ہین وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء یعنی اور بعضے پتھر پھٹ جاتے ہین اور اونمین سے پانی نکلتا ہی بخلاف
گوشت و پوست کے پس انگشتان مبارک سے پانی کا نکلنا بہت عجب ہی علامہ قرطبی فرماتے ہین کہ ایسا معجزہ کسی اور نبی کا سنا نہین گیا
کہ انکے استخوان گوشت و عصبہ خون سے پانی جاری ہوا ہو سوائے آنجناب صلعم اور کیفیت اجرا مین دو قول ہین ایک یہ کہ پانی نکلتا تھا
درمیان انگشتان سے در جاری تھا ذات شریف سے دوسرا یہ کہ اللہ تعالے نے بھر دیا تھا پانی قلب حضرت مین سو وہ جوش زن تھا
اصابع آنحضرت سے والاکثر علی الاول وہو افضل میاہ الدنیا والآخرۃ یعنی ماء زمزم اور آب کوثر سے بھی افضل ہی **معجزہ**[11] حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے ابن شاہین نے روایت کی ہی کہ مین غزوۂ تبوک مین پیغمبر خدا صلعم کے ہمراہ تھا قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے جانور پیاسے ہین
حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کسیقدر پانی ہو تو لاؤ سو ایک مرد تھوڑا پانی مشک مین لایا حضرت صلعم نے اوس پانی کو ایک باسن مین ڈالا اور
کف دست اپنا رکھدیا کہ ایک چشمۂ آب جاری ہوگیا اور ہمنے اپنے مویشیون کو پلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ کر لیا **معجزہ**[12] صحیح بخاری مین عبد اللہ
ابن مسعود سے روایت ہی کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ ایک سفر مین تھے کہ پانی کم رہ گیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کوئی باسن تلاش کرلاؤ
جسمین تھوڑا پانی رہ گیا ہو سو اصحاب ایک باسن لائے جسمین پانی بہت کم تھا حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اوس باسن مین رکھا
اور فرمایا حی علی الطہور المبارک والبرکۃ من اللہ یعنی آؤ جلدی پانی پاک کرنیوالے پر جسمین برکت کی گئی اور زیادتی اللہ کی طرف
سے ہی سو مین نے دیکھا کہ انگلیون کے بیچ سے پانی نکلتا تھا اور تحقیق ہم سنا کرتے تھے تسبیح طعام کی کھانے کے وقت اس حدیث مین
دو معجزے مذکور ہوے ایک پانی کا دوسرا کھانے کا تسبیح کرنا **معجزہ**[13] مسلم نے معاذ ابن جبل سے روایت کی ہی کہ ہم حضرت کے ساتھ جنگ
تبوک مین چلے ایک رات حضرت صلعم نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو تم کل تبوک کے چشمے پر پہونچوگے اور تم اوسپر نہ پہونچوگے جب تک کہ دن
نہ چڑھیگا سو تم لوگون مین جو اوسپر جاوے اوسکے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جبتک مین نہ آؤن پھر جیسا حضرت صلعم نے فرمایا تھا

اسی وقت چشمے پر پہونچے اور آدمیون نے لشکر سے نکل کر اُس پانی مین ہاتھ لگایا حضرت نے پوچھا کہ کسنے ہاتھ لگایا ہی معلوم
ہوا دو آدمی تھے حضرت اُن پر ناخوش ہوئے پانی چشمے مین نہایت کم تھا پھر ہاتھون سے لوگون نے پانی جمع کیا اتنا مشکل
سے جمع ہوا کہ حضرت نے ہاتھ منھ دھو کر اُس پانی کو چشمے مین ڈالا تو چشمے نے خوب جوش مارا کہ سب جانور اور آدمی جنگ کے
سیراب ہوئے معجزہ ۱۴ صحیح مسلم مین ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نے ہم سے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کلھ تمکو پانی
بعد از زوال ملے گا سو لوگ اُس شوق مین رات ہی کو چلے آدھی رات کو حضرت صلعم راہ سے ایک طرف کو سونیکے واسطے لیٹے اور فرمایا
کہ نماز صبح کے واسطے خیال رکھیو چنانچہ لشکر کے لوگ سب سو رہے اول حضرت جاگے اور آفتاب نکل آیا تھا فرمایا یہان سے چلو
سب لوگ سوار ہوئے اور چلے یہانتک آفتاب بلند ہوا اور حضرت صلعم اُترے اور میرا آفتابہ طلب کیا اُسمین کسیقدر پانی تھا
سو حضرت نے وضو کیا اور تھوڑا پانی آفتابہ مین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس آفتابے کو احتیاط سے رکھ کہ اُسکی شان عظیم ہوگی پھر
حضرت نے بلال رض سے اذان کہلا کر دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض باجماعت ادا فرمائی اور سوار ہو کر تشریف لیچلے یہانتک
کہ دوپہر دن آیا اور گرمی کی شدت ہوئی لشکر کے لوگون نے التماس کیا کہ یا حضرت شدت عطش سے مرے جاتے ہین فرمایا تم پر
ہلاکی نہوگی اور آفتابہ میرا طلب کر کے پانی باقیماندہ ڈالنے لگے اور مین لوگون کو پانی پلانے لگا لشکر کے لوگون نے یورش کیا اور
آفتابہ پر گرے حضرت صلعم نے فرمایا تم سب لوگ سیراب ہوگے نرمی اور آہستگی اختیار کرو آخرکار سب لوگون نے اطمینان سے
خوب پانی پیا صرف ابو قتادہ اور حضرت صلعم باقی رہے ابو قتادہ کہتے ہین کہ جب سب لوگ سیراب ہوگئے تو حضرت نے فرمایا تو
بھی پانی پی لے مین نے کہا نہ پیون گا جب تک آپ نوش نہ کرینگے حضرت نے فرمایا ان ساقی القوم آخرہم شربا چنانچہ مین نے پانی
پیا اور حضرت نے بعد میرے پیا فائدہ یہ معجزہ اُسوقت ہوا ہی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے مراجعت فرمائی
اور دوپہر ڈھلتے واقع ہوا اور سب لشکر کے آدمی چونتیس ہزار یا ستر ہزار تھے فائدہ اس حدیث سے دریافت ہوا کہ ادب
یہ ہی کہ اول سب لوگون کو پانی پلائے تب پلانے والا خود پیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ درحقیقت ساقی حضرت صلعم تھے اور ابو قتادہ
متوسط ہوگئے تھے معجزہ ۱۵ صحیحین مین عمران ابن حصین سے روایت ہی کہ حضرت صلعم کسی سفر مین تھے گرمی کی شدت ہوئی اور لوگون
پر غلبہ تشنگی ہوا اور پانی نہ تھا اصحاب نے پیغمبر خدا سے التماس کیا حضرت نے دو آدمیون کو پانی ڈھونڈھنے بھیجا یعنے حضرت علی
اور ایک شخص اور کو تو ایک عورت شتر سوار دو پکھالین پانی کی لیے جاتی تھی اُسکو حضرت صلعم کے حضور مین لائے حضرت نے
باجازت اُسکے پانی لیکر لوگون کو پلانا شروع کیا کہ سب لوگ سیراب ہوگئے اور پکھالین اُسکی لبریز تھین بعد اُسکے حضرت نے
فرمایا کہ اس عورت کو تم لوگ کچھ دو چنانچہ کسی نے کھجورین اور کسی نے ستو اور کسی نے آٹا دیا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ رخصت ہو
اور اس طعام کو اپنے گھر والون کو کھلا اور سمجھ لے کہ ہمنے تیرا پانی کم نہین کیا و لیکن خدا نے ہمکو پانی پلایا فائدہ یہ معجزہ لیلۃ التعریس
کے صبح کو پہر دن چڑھے واقع ہوا ہی اور چالیس آدمیون نے پانی پیا ہی اور جو پانی کی تلاش کو دو شخص گئے تھے اُنمین
ایک علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ تھے اور دوسرے کا نام نہین معلوم ہوتا ہی معجزہ ۱۶ صحیح بخاری مین براء ابن عازب

اور سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں چودہ سو آدمی تھے اور یہ کنوان اس قابل بھی نہ تھا کہ پچاس بکریان پانی پیوین سو لوگون نے تمام پانی اُسکا نکال ڈالا کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا پھر حضرت صلعم اُسکے کنارے تشریف فرما ہوئے اور ایک برتن مین پانی منگوا کر وضو کیا اور اپنی کلی کا پانی ڈول مین ڈالا پھر وہ ڈول کنوین مین ڈالا پانی نے جوش مارا کہ سب لشکر کے لوگ اور جانور سیراب ہوگئے اور تا وقت کوچ لشکر پیتا رہا فائدہ اول حدیث مین حضرت جابر نے پندرہ سو آدمی بیان کیے تھے اور اس حدیث مین براء ابن عازب نے چودہ سو بیان کیے سو تعارض نہین ہے آدمی چودہ سو سے زیادہ تھے اور پندرہ سو سے کم دونون کا بیان بطور تخمین تھا اور آنحضرت حدیبیہ مین بیس دن رہے تھے معجزہ صحاح مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق مین اہل لشکر نے تین دن سے کھانا نہ کھایا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدت جوع سے اپنے پیٹ مین پتھر باندھے تھے مین نے اپنی عورت سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھوکے ہین سو اُسنے تین سیر جو کا آٹا نکالا اور گوندھا اور ایک بچہ بکری کا ذبح کیا اور پکانے کو ہانڈی مین چڑھایا اور مین نے حضرت کے حضور مین حاضر ہو کر چپکے سے خبر کی کہ یا حضرت آپ مع دو تین آدمیون کے تشریف لے چلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقتضاے شان رحمت و شفقت باواز بلند پکار کر فرمایا کہ اے خندق کھودنے والو اس مرد نے تمھاری دعوت کی ہے چلو اور مجھسے ارشاد کیا کہ اے جابر ہانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا جب تک مین نہ آؤن بعد اُسکے حضرت صلعم میرے گھر تشریف فرما ہوئے اور ہانڈی مین آب دہن اپنا ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر ارشاد کیا کہ روٹی پکا سو قسم خدا کی ہزار آدمی نے اُس تین سیر آٹے سے کھایا اور ہانڈی بھری ہوئی اسیطرح جوش مارتی تھی اور آٹا اتنا ہی نبار رہا اور پکتا جاتا تھا یہ معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مشہور ہے اور اسکی سند از بس معتبر ہے معجزہ مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے کھانا طلب کیا تو آپ نے ایک پیمانہ غلہ جو سے عنایت فرمایا کہ وہ اور اسکی جورو اور مہمان کھاتے رہے یہانتک کہ اُسنے وزن کیا تو پھر نہ ملا سو اُسنے حضرت صلعم سے یہی قصہ نقل کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو اُسکو وزن نہ کرتا تو ہمیشہ اُس سے کھایا کرتا اور باقی رہتا معجزہ صحیح مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک صحابیہ ایک کپی مین حضرت کے واسطے گھی بھیجا کرتی تھی حضرت اُسکا گھی رکھ لیتے اور کپی واپس کر دیتے تھے ام مالک اسکو رکھ چھوڑتی تھی اور اُسکے لڑکے بالے یعنے سارے گھر کے آدمی اُسی سے گھی نکال کر کھایا کرتے تھے یہانتک کہ اُسنے اُس ظرف کو نچوڑا تو بعد اُسکے گھی نہ ملا ام مالک نے یہ قصہ حضرت صلعم سے نقل کیا فرمایا اگر اُسکو اپنے حال پہ چھوڑ رکھتی اور نہ نچوڑتی تو ہمیشہ اُسی سے گھی ملا کرتا معجزہ صحیحین مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت بھوکے تھے ابو طلحہ نے ضعف آواز سے تفرس کیا اور پہچانا اور ام سلیم سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے اُسنے کئی روٹیان جو کی نکالین اور دستارخوان مین لپیٹ کر مجھے دین سو مین لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع چند اصحاب با صفا مسجد مین تشریف رکھتے تھے مین نے جا کر سلام کیا حضرت نے فرمایا تجھکو ابو طلحہ نے بھیجا ہے اور تیرے پاس روٹی ہے مین نے عرض کیا کہ ہان یہ سنکر حضرت مع اپنے اصحاب کے میرے ہمراہ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور دس دس صحابہ کو بدفعات طلب کر کے انھین پیٹ بھر

سے کھلایا کہ سب لوگون کے پیٹ بھر گئے سب کے بعد حضرت نے کھایا اور وہ روٹیان اُسیطرح موجود تھین گویا کسی نے کچھ بھی نہین
کھایا تھا معجزہ[۲۱] صحیح مسلم مین سلمہ ابن الاکوع اور ابو ہریرہ اور عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ غزوہ تبوک مین لوگون نے
بھوک کی شکایت کی عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ جو کچھ لوگون کے توشہ دان مین باقی ہو اُسکو طلب فرماکے آپ دعاے برکت فرمائیں
فرمایا اچھا پھر حضرت نے ایک چرسہ بچھوایا اور لوگون سے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمھارے پاس کھانا بچا ہو اُسے لاؤ سو کوئی مٹھی بھر
خرمے لایا کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا کوئی کچھ لایا پھر حضرت نے چرسہ پر جمع کراکر برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ اے لشکر کے لوگ
اپنے توشہ دان بھر لو سو سب لوگون نے کہ بروایت صحیحہ لاکھ آدمی تھے اپنے اپنے باسن بھر لیے اور خوب سیر ہو کر کھایا اور
بچ رہا معجزہ[۲۲] بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے
نکاح کیا تو میری مان ام سلیم نے حیس ایک باسن مین مجھے دیکر کہا کہ میرا سلام کہکر عرض کرنا کہ تھوڑا سا کھانا ہی سو مین نے جاکر پیغام
اپنی مان کا التماس کیا حضرت نے فرمایا اسی رکھدے اور فلان فلان تین شخصون کو بلا لا اور جو کوئی تجھے ملے اُسے بھی
لیتا آ مین نے ویسا ہی کیا جب پلٹ کر آیا تو گھر آدمیون سے بھر اتھا پھر مین نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست
مبارک اپنا حیس مین رکھا اور دعاے برکت فرمائی اور دس دس آدمیون کو کھلانے لگے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لیکر
کھاتے جاؤ اور اپنے اپنے آگے سے کھاؤ انسؓ فرماتے ہین کہ سب لوگ سیر ہو کر باہر نکلے پھر ایک گروہ اور آیا وہ بھی خوب
سیر ہوا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے انس اسکو اٹھالے سو مین نے اٹھایا مین نہین جانتا کہ جب حیس لایا تھا تب زیادہ تھا یا
کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا کتنے آدمی تھے بولے تین سو آدمی تھے فائدہ حیس بفتح حا و سکون تحتانیہ طعامی کہ از خرما و
روغن و قیروط سازند حقیقت مین حلوے کے مثل ہوتا ہی کھجور روغن اور گھی اور اقط سے بنتا ہی اقط کہتے ہین دہی کے پانی کو
لیتے دہی کا پانی ٹپکا کر مانند پنیر کے ٹکیان بنا لیتے ہین اور اسکو قیروط بھی کہتے ہین ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ولیمہ
زینب بنت جحش مین یہی کھانا تھا جو ام سلیم نے ہدیہ کیا تھا مگر مشہور یہ ہی کہ ولیمہ زینب کا گوشت و روٹی سے ہوا تھا حضرت
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک بکری حضرت نے منگوائی اور ایک ہزار آدمی کو کھلایا کہ سب سیر ہو گئے تطبیق بین الروایتین
یون ہو سکتی ہی کہ جسدن گوشت و روٹی پکا تھا اُسیدن ام سلیم نے ہدیہ بھیجا تھا کذا فی شرح الشروح اور جائز ہی
کہ دوسرے دن اتفاق ہوا ہو کذا قال الشیخ فی شرح المشکوۃ معجزہ[۲۳] شفا مین قاضی عیاض نے حضرت ابو ایوب انصاری
سے نقل کیا ہی کہ اول ہجرت مین مین نے رسول خدا اور ابو بکر کے واسطے کھانا پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول
تیس ۳۰ انصار کو طلب کر کے کھلایا پھر ستر پھر نوے ۹۰ آدمی کو طلب کر کے کھلایا اور کھانا بچ رہا حالانکہ وہ کھانا اُسقدر
تھا جو دو شخصون کو کفایت کرتا اور حضرت نے ایک سو اسی ۱۸۰ آدمی کو کھلایا اور اسمین ایک اعجاز اور یہ ہوا
کہ جس شخص نے وہ کھانا کھایا وہ مسلمان ہو کر نکلا معجزہ[۲۴] قاضی عیاض نے شفا مین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ حضرت نے بنی مطلب کو جمع کیا وہ سب چالیس ۴۰ آدمی اور بڑے کھانے والے تھے یعنی بعض

جذعہ کہاتے تھے اور پانی مقدار فرق پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کے لیے ایک مد طعام عنایت فرمایا
اور ایک پیالہ پانی دیا اُن لوگون نے سیر ہو کر کھایا اور پانی پیا مگر کھانا پانی جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا فائدہ جذعہ گاے
و گھوڑا جو تیسرے برس مین درآیا ہو اور بچہ اونٹ جو پانچوین سال مین ہو اور گوسفند کہ سال دوم مین ہو اور اصطلاح فقہا مین
جذعہ برہ کو کہتے ہین جو ایک سال سے زیادہ ہو اور فرق بالفتح والکسر پیمانہ کہ مقدار تین صاع مدینہ یا مقدار سولہ رطل کے
ہوتا ہے معجزہ [۲۵] صحیح مسلم مین مقداد سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی ہجرت کر کے مدینے مین آئے اور ہمکو بہوکہ کے مارے نہ آنکہ سے
سوجہتا تہا نہ کانون سے سُنائی دیتا تہا سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے حضرت ہمکو اپنے گھر لیگئے اور
فرمایا کہ ان تینون بکریون کا دودہ دہوا کا دودہ ہم تم پیا کرینگے سو ہم تینون انکا دودہ پیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا حصہ رکھ چھوڑتے تھے اور آنجناب کا دستور تہا کہ رات کو تشریف لاتے اور ہمکو ایسا آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا
آدمی سنتا اور سوتا نہ جاگتا پھر مسجد مین جاتے اور تہجد کی نماز پڑھتے اور بعد نماز کے دودہ پیتے ایک رات مین ایسا اتفاق ہوا
کہ حضرت صلعم انصاریون کے گھر تشریف لے گئے تھے مین نے اپنے حصہ کا دودہ پیا میرا پیٹ نہ بھرا شیطان نے میرے دل مین
ڈالا کہ حضرت صلعم جہان کہین گئے ہین کھانا کھا کر وہان سے تشریف لائینگے لاؤ مین حضرت کا بھی حصہ پی جاؤن سو مین نے
اسکو پی لیا پھر مین سمجھا کہ مین نے کیون حضرت کا حصہ پی لیا شاید کہ حضرت صلعم وہان سے بہوکھے آئین اور حصہ اپنا
نپائین اور میرے لیے بد دعا کرین تو میرا دین و دنیا برباد ہو جائیگا غرض اسی خیال مین میری نیند اُچٹ گئی اور میرے
دونون ساتھی سوتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب دستور سلام کر کے مسجد مین نماز پڑھی اور
دودہ پینے کو آئے سو برتن خالی پایا آسمان کی طرف سر اُٹھایا مین نے جانا کہ بد دعا میرے حق مین فرماوینگے مگر حضرت
رحمۃ للعالمین نے یون فرمایا الٰہی روزی دے اُسکو جو مجھکو کھلاتا ہے اور پانی دے اُسکو جو مجھکو پلاتا ہے مین سمجھا کہ اس
دعا سے بکریان موٹی ہو گئی ہونگی پھر دیکھتا ہون کہ بکریون کے تھن دودہ سے بھرے ہوئے لبریز ہین سو مین نے
انکو دوہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لے گیا حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنا حصہ پی چکے مین نے کہا
ہان ہم پی چکے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور مجھکو عنایت کیا کہ مین نے پیا جب مجھکو دریافت ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خوب آسودہ ہو گئے ہین تب مین نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور تمام قصہ بیان کیا حضرت نے
فرمایا دودہ زیادہ ہو جانا رحمت الٰہی سے ہے اگر تو آگے سے بتلاتا تو مین اُن دونون کو بھی اس رحمت کے دودہ
مین شریک کرتا معجزہ [۲۶] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مین شدت جوع سے بے آرام تہا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ایک پیالہ دودہ کا کہین سے تحفہ لایا گیا حضرت نے ارشاد
کیا کہ اصحاب صُفہ کو بلا لاؤ مین گیا اور اصحاب صُفہ کو لے آیا تو حضرت نے وہ پیالہ دیا اور فرمایا اسے کھاؤ غرض
سب لوگون نے کھایا اور پیالہ اسی طرح بھرا رہا صرف اُنگلیون کا نشان معلوم ہوتا تہا معجزہ [۲۷] صحیح بخاری مین ہے

کہ جابر کے باپ جنگ احد مین شہید ہوئے انپر قرض بہت تھا جو کچھ خرمے انکے باغ مین ہوے انھون نے چاہا کہ
قرض خواہون کو دین مگر قرض بہت تھا اور خرمے کم انھون نے قبول نہ کیا جابر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش
کروائی قرض خواہ یہودی تھے راضی نہ ہوئے تب حضرت نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہر قسم کے خرمے
علیحدہ ڈھیر کر سو جابر نے ڈھیر لگائے تو حضرت رحمۃ للعالمین ایک بڑے ڈھیر کے گرد گھومے اور اسی پر جا بیٹھے
اور جابر سے فرمایا کہ خرمے تول کر دینا شروع کر جابر نے وزن کر کے دینا شروع کیا یہانتک کہ سب قرض
ادا ہوگیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ باوصف ادا ہوجانے کل قرض کے خرمون کا ڈھیر اسیطرح موجود
تھا کچھ کمی اسمین نہ ہوئی تھی سو انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرض ادا ہو چکا حضرت نے فرمایا اخبر ذلک
ابن الخطاب یعنی اسکی خبر دے ابن خطاب یعنی عمر کو یہ اسواسطے فرمایا کہ انکو بڑی فکر تھی جب جابر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
یہ حال کہا انھون نے کہا کہ جب حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے اسی وقت مین جان گیا تھا کہ اب ضرور برکت
ہوگی معجزہ [28] مشکوٰۃ شریف مین حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مین چند خرمے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لے گیا اور مین نے عرض کیا کہ آپ دعاے برکت فرماوین تو حضرت نے انکو جمع کر کے دعا فرمائی
اور ارشاد کیا کہ انکو لیکر اپنے توشہ دان مین رکھ جب نکالنے کا ارادہ ہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کر مگر اسکو
پراگندہ نکر سو مین نے اسمین سے کئی بار بیشتر خرمے نکال نکال کر راہ خدا مین دیے اور خود کھاتا کھلاتا رہا یہانتک
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر وہ برکت جاتی رہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جب تفرقہ اور
فساد آدمیون مین پڑتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھکو دو غم
ہین ایک اپنے توشہ دان کا اور دوسرے قتل عثمان کا معجزہ [29] جابر ابن عبد اللہ سے صحیح بخاری مین روایت ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تو چوب درخت خرمے سے جو ستون مسجد تھا تکیہ کرتے تھے پھر جب
منبر بنایا گیا تو اسپر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے سو وہ لکڑی مفارقت حضرت سے ایسی فریاد کرنے لگی کہ قریب تھا
شق ہو جائے سو حضرت صلعم نے منبر سے اتر کر اسے اپنے کنار مین لیا اور پیار کیا تو وہ اسطور سے رونے لگی
جسطرح لڑکا رونے سے خاموش ہونے لگے یہانتک کہ چپ ہوگئی حضرت نے فرمایا یہ روتی تھی اسلیے
کہ اسپر ذکر خدا ہوتا تھا اور اب اس سے محروم ہوئی ہے فائدہ یہ حدیث ایک جماعت کثیرہ اصحاب سے مروی ہے اسمین
کوئی جگہ شک کی نہین ہے مواہب لدنیہ مین علامہ تاج الدین سبکی سے کہ اکابر علماے شافعیہ سے ہین منقول ہے
کہ فرماتے تھے میرے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے اور حافظ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین کہ یہ حدیث اور حدیث
انشقاق قمر دونو منقول ہین بدلائل مستفیض کہ جو شخص طرق حدیث سے مطلع ہے اسکو یقین حاصل ہوتی ہے
اور قاضی عیاض فرماتے ہین مشارق مین کہ یہ حدیث مشہور و منتشر ہے اور خبر اسکی متواتر ہے عامہ اہل صحاح نے

اخراج ہین متفق ہین معجزہ [۲۸] ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رض نے کہ ایک گنوار آیا اور
اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم کس طرح جانین کہ تم پیغمبر ہو فرمایا اگر مین اس خوشہ خرمے کو بلاؤن تو
وہ گواہی دے میری نبوت پر سو حضرت نے خوشہ خرمے کو پکارا وہ درخت سے گرا اور اُسنے صدق نبوت
حضرت پر گواہی دی تب وہ اعرابی اسلام لایا اور باذن رسول اللہ وہ خوشہ اپنے مقام پر گیا معجزہ [۲۹] ترمذی اور
دارمی نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی مرتضی نے کہ مین حضرت صلعم کے ساتھ بعض نواحی مکہ
مین گیا تو جو پہاڑ اور درخت ملا اُسنے السلام علیک یا رسول اللہ کہا فائدہ ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ
حضرت علی مرتضی بھی اُنکے کلام کو سنتے تھے معجزہ [۳۰] ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب سے مجھپر وحی آئی تھی تب سے کوئی حجر و شجر ایسا نہ تھا جو مجھکو السلام علیک
یا رسول اللہ نہ کہتا ہو معجزہ [۳۱] جابر ابن سمرہ سے مسلم مین روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے مین پہچانتا ہون اُس پتھر کو
جو مجھے قبل بعثت سلام کرتا تھا معجزہ [۳۲] حاکم و دارمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مین حضرت صلعم کے
ساتھ ایک سفر مین تھا سو ایک گنوار آیا حضرت نے فرمایا تشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ
و رسولہ اُسنے کہا کون گواہی دیتا ہے وحدانیت خدا اور رسالت محمد پر فرمایا یہ درخت سلم گواہ ہے اور وہ درخت جنگل
کے کنارے واقع تھا سو حضرت صلعم نے اُسکو بلایا اُسنے حاضر ہوکر تین مرتبہ گواہی دی پھر اپنی جگہ پر چلا گیا معجزہ [۳۳]
یعلی ابن مرہ ثقفی صحابی سے شرح السنہ مین روایت ہے کہ ایک مرتبہ مین حضرت صلعم کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک جگہ
پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استراحت فرمائی تو مین نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کھودتا ہوا آیا اور اُسنے آکر حضرت
کو چھپا لیا پھر اپنے مقام پر چلا گیا جب حضرت جاگے تو مین نے یہ معاملہ ذکر کیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس درخت نے
اللہ سے میرے سلام کے واسطے اذن لیا تھا سو اُسکو اذن ہوا کذا فی المشکوۃ معجزہ [۳۴] بخاری اور مسلم نے معن ابن عبد الرحمن
ابن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے سنا اپنے باپ سے کہ مین نے سوال کیا
مسروق رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا کو گروہ جن کی آمد کی کس نے خبر دی جب وہ قرآن سننے کو آئے تھے مسروق نے کہا کہ عبد اللہ
ابن مسعود نے مجھکو خبر دی کہ ایک درخت نے خبر دی تھی کہ یا رسول اللہ جن قرآن سننے کو آئے ہین سو حضرت صلعم
تشریف لے گئے معجزہ [۳۵] صحیح مسلم مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مین حضرت صلعم کے ساتھ تھا کہ حضرت
ایک جنگل مین فروکش ہوئے اور واسطے رفع حاجت ضروری کے تشریف لے چلے سو مین پانی لیکر ساتھ ہوا حضرت
نے دیکھا تو کوئی مکان پردہ کا نظر نہ آیا دفعتہ دو درخت نظر پڑے سو حضرت اول ایک کے پاس گئے اور شاخ
پکڑکے بولے انقادی علی باذن اللہ یعنی فرمان برداری کر اور جمع ہو جا مجھپر بحکم خدا سو اُسنے اپنے ٹہنیون سے
پردہ کرلیا بعد اسکے دوسرے درخت سے اسیطرح ارشاد کیا اُسنے بھی فرمان برداری کی پھر حضرت صلعم نے فرمایا

کہ دونون چلے جاؤ بحکم خدا سو دونون مل گئے ایسے کہ بخوبی پردہ ہوگیا اور حضرت نے رفع حاجت فرمائی معجزہ ۳۱ قاضی عیاض
نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مین حضرت صلعم کے ساتھ تھا سو حضرت نے مجھسے پوچھا کوئی مقام
واسطے رفع حاجت کے بھی ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہان تو کوئی جگہ نظر نہین آتی فرمایا کہین درخت
یا سنگستان ہے مین نے التماس کیا کہ کئی درخت خرمے کے ملے ہوئے ہین فرمایا تو انکے پاس جا کر کہہ کہ رسول اللہ نے
تمکو بلایا ہے اور یہی بات پتھرون سے کہہ دے سو مین گیا اور پیغام حضرت کا اُنسے کہا تو درخت و پتھر باہم مل کر ایک
دیوار ہوگئے اور حضرت نے اُسکی آڑ مین قضاے حاجت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اب متفرق ہو جاؤ سو وہ سب
جدا ہوگئے معجزہ ۳۲ قاضی عیاض نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ لیلۃ الجن مین جنات نے کہا کون گواہی
دیتا ہے تمھاری رسالت پر فرمایا یہ درخت سو اس درخت نے اُسیوقت گواہی دی معجزہ ۳۳ بیہقی نے ابی اسید
ساعدی سے روایت کی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلعم نے فرمایا تھم جا کہ تجھپر پیغمبر و صدیق اور دو شہید ہین
سو وہ ٹھہر گیا اور دوسری روایت مین ہے کہ تجھپر سواے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے کوئی نہین ہے اور اُسپر آنجناب صلعم
اور صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تھے فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ حرکت پہاڑ کی ازراہ افتخار تھی کہ ایسے بزرگوارون نے
اُسکو شرف کیا تھا معجزہ ۳۴ قاضی عیاض رح نے شفا مین روایت کی ہے کہ جب قریش مکہ حضرت صلعم کو تلاش کرنے
لگے تو ثبیر پہاڑ نے کہا یا رسول اللہ آپ اُتر پڑین کیونکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قریش آپکو قتل کرین
میرے پشت پر اور مین عذاب الٰہی مین گرفتار ہون اور حرا پہاڑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھپر تشریف لائین
فائدہ ثبیر بفتح الثاء المثلثۃ وکسر الموحدۃ وسکون التحتیۃ ایک پہاڑ ہے اپنے طرف منا کے واقع ہے اور جانب مقابل
حرا اور ان دونون کے جنگل ہے معجزہ ۳۵ عقیل ابن ابیطالب رض کہتے ہین کہ مین ایک مرتبہ حضرت صلعم کے ہمراہ
رکاب تھا دو کوس کے فاصلہ مین کئی معجزے ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ مین راہ مین پیاسا تھا اور پانی نہ تھا تب مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا یا رسول اللہ مین پیاسا ہون فرمایا اس پہاڑ کے پاس جا کے پانی مانگ مین گیا
تو اُسنے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کہ جب سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے واتقوا النار التی وقودها الناس
والحجارۃ تب سے مین اتنا رویا ہون کہ مجھ مین پانی باقی نہین رہا ہے معجزہ ۳۶ قاضی عیاض نے شفا مین لکھا ہے کہ ایک روز
حضرت صلی اللہ علیہ بیمار ہوے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک طبق انار و انگور لائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کھاتے تھے اور آواز تسبیح اُنسے آتی تھی معجزہ ۳۷ بخاری و ترمذی و بیہقی نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون مین کھانا تسبیح کرتا تھا اور آنجناب اُسے کھاتے تھے معجزہ ۳۸ حضرت ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ ابن سلام و ابو سعید خدری و زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جنگل مین تشریف لیے جاتے تھے یکدفعۃ ایک آواز کان مین آئی یا رسول اللہ حضرت نے جا بجا

دیکھا کوئی نظر نہ پڑا بعد تھوڑی دیر کے نظر آیا کہ ایک ہرنی گوشہ خیمہ مین بندھی ہی اُسنے حضرت کو دیکھ کر بزبان فصیح کہا یا رسول اللہ
یہان تشریف لاؤ چنانچہ آنجناب اُسکے پاس گئے اور پوچھا کیا حاجت ہی تیری اُسنے کہا یا رسول مقبول اس پہاڑ مین
دو بچے میرے ہین اگر مجھکو کھول دیجیے تو مین انکو دودھ پلا آؤن فرمایا تو پھر کر آئیگی اُسنے کہا ضرور آؤنگی اگر نہ آؤن
تو خدا تعالے وہ عذاب کرے جو ہیک لینے والون کو کرتا ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو کھول دیا وہ
گئی اور اپنے بچون کو دودھ پلا کے لوٹ آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جگہ باندھ دیا اور اُسکے مالک کے
پاس تشریف لے گئے اور ارشاد کیا کہ اس ہرنی کو آزاد کر اُسنے فی الفور چھوڑ دیا سو وہ ہرنی دوڑتی پھرتی اور یہ
کہتی تھی اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ **معجزہ** امام احمد ونسائی نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہی کہ ایک اونٹ گروہ انصار کا جسپر پکھال پانی کی لادی جاتی تھی سرکشی وشرارت کرنے لگا مالکون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی شکایت کی کہ یا حضرت یہ اونٹ ہمکو سوار نہین ہونے دیتا اور زراعت ان و کھیت
ہمارے سوکھتے ہین کہ آنجناب مع اپنے یارون کے انصار کے باغ مین جلوہ فرما ہوئے اُسی باغ مین ایک جانب
اونٹ بندھا تھا اُسکی طرف آنجناب تشریف لیچلے انصار نے کہا یا حضرت یہ اونٹ کتون کیطرح کاٹتا ہی آپ
اُسکے پاس نجائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خوف نہین ہی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اونٹ
کو دیکھا تو اُسنے دوڑ کر سجدہ کیا آنجناب نے اُسکی پیشانی دست مبارک سے تھامی اُسیوقت سے شرارت وسرکشی
اُسکی جاتی رہی اور مطیع ومنقاد ہو گیا اصحاب نے اُسیوقت عرض کیا یا رسول اللہ حیوان لا یعقل آپ کو سجدہ کرتے
ہین ہم لوگ کہ عاقل ہین زیادہ تر مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین فرمایا کہ آدمی کو لائق نہین کہ سجدہ کرے آدمی کو اور
جو یہ بات جائز ہوتی تو مین عورتون کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کرین **فائدہ** اس حدیث سے بڑی فضیلت
شوہر کی عورت پر ثابت ہوئی اور صاف مستنبط ہوا کہ عورتون کو مردون کی تعظیم وتوقیر از حد زیادہ کرنا واجب ہی
اور اللہ صاحب فرماتے ہین الرجال قوامون علی النساء یعنی مرد کارگذار ہین اوپر عورتون کے پوشیدہ نرہے
کہ مردون کو عورتون پر دو طرح کی فضیلت ہی ایک تو ذاتی مثل عقل وحافظہ اور ہوشیاری وبردباری ونبوت
وشہادت وقضا وافتا واجتہاد وغیرہ مراتب سے اللہ نے انکو ممتاز فرمایا دوسرے معنی کہ انکے حق مین بما انفقوا
من اموالہم واقع ہی اور اعتبار عورتون کی مراتب کا نگہداشت مین ناموس ہے اور نیکوکاری مین اور شوہر کی فرمان
برداری مین متصور ہی فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین لکھا ہی کہ مرد کی ناک مین اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ ایک سوراخ
سے خون آتا ہو اور ایک سے ریم اور عورت اُسکو زبان سے چاٹے تو بھی خاوند کے حق سے ادا نہو اور حدیث
شریف مین وارد ہی کہ جو عورت اپنے گھر کو جھاڑو سے صاف رکھے بقدر ہر قطرہ خاک کے نیکی اُسکے عمل مین لکھین
اور بدی دور کرین اور بہشت مین اُسکے نام پر درجہ ہو اور جو واسطے خاوند کے کچھ خرچ کرے اللہ تعالے اُسکے

بیان فضیلت مردان بر زنان

اور جو ہانڈی یا پیالہ دھووے خدا اُسکو گناہ سے پاک کرے اور جب دیگچی مین پکانے کے لیے جنس ڈالے بقدر ہر دانہ کے خداوند اُسکو بہشت مین درجہ کرامت فرمائے اور جب پیاز ولہسن کو صاف کرے اور اُسکی تیزی سے پانی آنکھون سے نکلے یا چولھے کی آگ کا دھوان آنکھون مین لگے اور پانی آنکھون سے باہر آوے تو گویا وہ خدا کی ڈر سے روئی ہی اور جو کوئی خدا کے ڈر سے روئے دوزخ کی آگ اُسپر حرام ہو اور اگر گوشت یا ترکاری کاٹتے ہوسے اُسکی انگلی کٹے قیامت کے دن اُس زخم مین بہشت کا مشک بھرا جائے گا اسیطرح بہت باتین اخلاق النسا مین موجود ہین اور یہ بھی حدیث شریف مین ہی کہ درد زہ کی تکلیف اور اولاد کی پرورش اور گھر کی خدمت سے گناہ عورتون کے معاف ہوتے ہین بلکہ ولادت کی سختی سے بالکل عورت کے گناہ نابود ہو جاتے ہین گویا کہ مان کے پیٹ سے اُسدن پیدا ہوئی اور جو عورت اچھے کپڑے پہنکر غیر مرد کے سامنے آوے تو قیامت کے دن لباس آتشین اُسکو پہنایا جائیگا اور طرح طرح کے عذاب مین گرفتار ہوگی اور جو اپنے خاوند کے بستر مین خیانت کرے قیامت کو دوزخ مین جائیگی اور جو خاوند کے بلا اجازت گھر سے باہر آوے بروز حشر اُسکے پیرون مین آگ کے بیڑی پڑیگی اور جو عورت مرد بیگانہ سے اپنا موتھ نہ ڈھکے بروز حشر آتش دوزخ سے اُسکا موتھ کالا کرینگے اور جو جنابت سے غسل نہ کرے اور لڑکون کے پیشاب سے اپنے کپڑے پاک نرکھے اُسپر آب گرم دوزخ کا ڈالینگے اور جو عورت پانچون وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کے بستر مین خیانت نہ کرے اور غیبت و دشنام سے بچے خدا تعالے اُسکو اجر ہزار شہید کا دیتا ہی یہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا ہی اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ جو عورت فجر کے وقت آراستہ ہو کے خاوند کے روبرو آوے اور اُسکے موی ریش اور سر سنوارے اور باادب بکمری ہو کر منتظر حکم رہے اُسکو بروز قیامت نور کا تاج ملے گا کہ اُسکو دیکھکر لوگ تعجب کرینگے اور ندا ہوگی کہ رسنی اپنے خاوند کو خوش رکھا تھا اور شوہر کو لازم ہی کہ رعایت اُسکی نگاہ رکھے کما قال اللہ تعالے واللاتی تخافون نشوزہن فعظوہن واہجروہن فی المضاجع واضربوہن یعنے اگر عورت خاوند سے سرکشی کرے اُسکی سرزنش مین تفاوت چاہیے اول اُسکو سمجھاوے اگر نمانے تو اختلاط موقوف کرے اگر پھر بھی باز نہ آوے تو طمانچہ اور کپڑے کے تازیانہ سے مارے بضرب خفیف اور احتیاط کرے کہ صدمہ ضرب کا موتھ پر نہ آوے اور کوئی عضو نہ ٹوٹے اور جو خون نکل آوے یا نشان ضرب کا ظاہر ہو تو شوہر کو تعزیر دنیا اور جرمانہ لینا لازم ہی پوشیدہ نرہے کہ چار مقام مین عورت کو تنبیہ چاہیے اول ترک نماز مین دوسرے ترک غسل حیض و نفاس مین تیسرے بلا اجازت باہر جانے مین چوتھے نظر بازی کرنے مین دیوار و در کے سوراخ سے ہر صورت مرد و زن کو چاہیے کہ علم سے بچین اور حقانیت و نفسانیت مین فرق سمجھین ورنہ معاتب ہونگے اور خلاصہ مین لکھا ہی کہ اول خروج بدون اذن مین دوسرے ترک زینت مین تیسرے ترک اجابت طلب بمباشرت مین بدون عذر چوتھے ترک نماز و غسل جنابت و حیض مین حدیث شریف مین ہی کہ جس عورت کو خاوند طلب کرے واسطے صحبت کے اور وہ انکار کرے اور وہ غضبناک ہو رہے

تو صبح تک فرشتے اُسپر لعنت کرتے ہین اور مجالس الابرار مین ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلا اجازت مال اپنے خاوند کا کسیکو نہ دیوے و بلا اجازت روزہ نفل کا نہ رکھے والا ثواب نہوگا اور ایام حیض مین عورت سے مجامعت ممنوع ہے اور جو کوئی حیض کے وقتون مین مجامعت کریگا تو اُسپر کفارہ لازم آویگا اگر تین دن کے شروع مین جو اقل میعاد حیض کی ہے کسی بیوقوف سے یہ حرکت صادر ہو جاسے تو ایک دینار زر سرخ جسکے پانچ روپیہ دس آنہ ہوتے ہین خیرات کرے اور اگر آخر دنون مین خون کے منقطع ہونے سے پہلے نزدیکی کرے تو آدھا دینار محتاجون کو دے اور اگر وہ شخص خود محتاج و بے مایہ ہو تو اپنے فعل سے نادم و پشیمان ہو کر توبہ کرے اور آئندہ کو باز آوے کہ اُسکے لیے یہی کفارہ ہے انیس المساکین مین لکھا ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے جس عورت کو خاوند اُسکا واسطے خلوت کے طلب کرے اور وہ نہ آوے تو جسقدر اُسکے حسنات ہوتے ہین سب دور ہو جاتے ہین جسطرح سانپ دور ہو جاتا ہے کینچلی سے اور اُسپر گناہ ہوتا ہے جنگل کے ریت کے برابر اور جس عورت کا خاوند ناراض ہو اُسپہ دروازے دوزخ کے کھلے ہین اور جس عورت کا خاوند خوشنود ہو بہشت مین اُسکے واسطے ستر درجے آراستہ ہوتے ہین اور جو عورت ترش روئی سے اپنے خاوند کو نگاہ کرے بقدر ہر ستارہ کے ایک ایک گناہ لکھا جاتا ہے یہ فائدہ حضرت کے فرمانے کا ہے کہ اگر سجدہ غیر کو جائز ہوتا تو عورتون کو فرماتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کرین پوشیدہ نرہے کہ عورت کو سات مقام پر اجازت جانے کی دنیا مرد کو جائز ہے اول بنابر زیارت والدین و جد و جدہ دوسرے بنابر عیادت مذکورین کے تیسرے واسطے تعزیت و ماتم پرسی کے چوتھے بنابر زیارت محارم پانچوین چھٹے جو عورت قابلہ و غاسلہ واسطے اپنے پیشہ کے اور طلب حق کے مدیون تا اداے حق دوسرے کی اور اس صورت مین خروج بلا اذن بھی جائز ہے ساتوین بنابر حج بشرط وجوب جمعیت اسباب حج ہے اگرچہ بلا اذن ہو سواے مقامات مذکورین کے اور کہین کی اجازت دنیا مثلا بنابر زیارت اجانب یا عیادت انکے یا بہ تقریب ولیمہ وغیرہ ہرگز درست نہین والا دونون گنہگار ہونگے کذا فی الخلاصۃ و البحر الرائق اور شروح طریقہ محمدیہ مین ہے کہ یہ اُس صورت مین ہے جب کہ خانہ ضیافت و ولیمہ محفوظ و مامون ہو والا بخانہ صالحین و صالحات اگرچہ اجانب ہون تقریبات مین جانا جایز و درست ہے

معجزہ صحیح مسلم مین عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم ایک انصار کے احاطہ والے باغ مین تشریف لیگئے وہان ایک اونٹ تھا اُسنے حضرت کو دیکھکر آواز کی اور رونے لگا حضرت رحمۃ للعلمین صلعم نے مہربانی سے اُسپر دست مبارک اپنا پھیرا اور پوچھا یہ اونٹ کسکا ہے اُس انصار نے کہا میرا ہے فرمایا کیا تو خدا سے نہین ڈرتا اس جانور کے مقدمہ مین جسکو خدا نے تیرے ملکیت مین دیا ہے سو وہ البتہ مجھسے شکایت کرتا ہے کہ تو اُسکو بھوکھا رکھتا ہے اور ہمیشہ اُس سے محنت لیتا ہے فائدہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جانور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے زبان جانورون پر بھی شفقت کرنا واجب ہے اور جو رحم نہ کرے وہ گنہگار ہے لائق عذاب معجزہ دلایل النبوۃ مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک انصار کے باغ مین تشریف فرما ہوے

وہان ایک بکری بندھی تھی اُسنے حضرت کو دیکھ کر سجدہ کیا تو ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہمکو چاہیئے کہ آپ کو سجدہ کرین فرمایا یہ درست نہین ہی معجزہ ۴۶ شرح السنۃ مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک بھیڑیے نے بکری پکڑی اور گڈریہ نے اسکو چھین لیا سو وہ گرگ ایک بلند ٹیلے پر جا کر بیٹھا اور کہنے لگا ای گڈریہ میرا رزق جو اللہ نے دیا تھا تو نے چھین لیا اُسنے کہا واللہ مین نے بھیڑیے کو باتین کرتے نہین سنا ہی بھیڑیہ نے کہا عجیب تر اس سے یہ بات ہی کہ ایک شخص مدینے مین خبر دیتا ہی گذشتہ اور آیندہ کی ابوہریرہ فرماتے ہین کہ یہ شخص یہودی تھا سو حضرت صلعم کے حضور مین آیا اور مسلمان ہوا اور آنجناب نے اُسکے قول کو تصدیق کیا اور فرمایا کہ یہ باتین علامات قیامت سے ہین قریب ہی کہ آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر کر نہ آوے کہ اسکی پاپوش و تازیانہ اُسکو خبر دے اُس سے جو اُسکے اہل خانہ نے کیا ہو فائدہ یہ قصہ کئی مرتبہ واقع ہوا ہی اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہی کہ نام اُس چرواہہ کا اہبان ابن اوس تھا اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ سلمہ ابن عمرو ابن اکوع تھا اور علامۃ الوقت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ منبہ ابن وہب سے روایت کرتے ہین کہ اسیطرح کا ایک معاملہ سفیان ابن حرب اور صفوان ابن اُمیہ کو بھی پیش آیا تھا اور ایک مرتبہ ابوجہل کو بھی ایسا ہی اتفاق پڑ گیا تھا مگر باوصف آیسے ایسے معاملات کے ایمان نہ لایا قال صاحب بہجۃ المحافل قال ابن عبد البر کلم الذئب من الصحابۃ رافع ابن عمیرہ و سلمہ ابن الاکوع و اہبان ابن اوس الاسلمی قلت و کلم ایضا ابا سفیان ابن الحرب و صفوان ابن امیۃ حین کانا مشرکین و سابقہ لابی جہل ابن ہشام معجزہ ۴۸ ابن عساکر نے ابی منظور سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلعم نے خیبر فتح کیا تو ایک دراز گوش سیاہ ملا اُسنے حضرت سے کلام کیا حضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہی بولا یزید بن شہاب اور کہا کہ میرے جد کی نسل سے ساٹھ حمار ہوے سو سواے پیغمبر خدا کے اُنپر کوئی سوار نہوا اور مین امیدوار تھا کہ آپ مجھپر سوار ہونگے اور اب کوئی میرے جد کی نسل سے باقی نہین ہی اور پیغمبرون مین اب کوئی سواے آپ کے نہوگا اور پہلے مین ایک یہودی کے پاس تھا کہ جب وہ مجھپر سوار ہوتا تو مین قصداً گرا دیتا تھا سو وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا تھا حضرت نے فرمایا تو یعفور ہی اور حضرت کے حکم مین اسطرح رہتا تھا کہ جب حضرت کسیکو طلب فرماتے تو اُسیکو بھیجتے وہ اُسکے دروازے جا کر اپنا سر ٹکراتا کہ صاحب خانہ خبر پاکر حاضر ہوتا یعنے وہ اشارہ سے بُلا لاتا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کثرت غم سے کنوئین ابو الہیثم ابن التیہان مین گر پڑا اور مر گیا معجزہ ۴۹ بخاری اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مین سفر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور مدینے کو آیا تھا اور میرا اونٹ نہایت تھک گیا تھا کہ مین سب سے پیچھے رہتا پھر گذرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس پس مارا حضرت نے اونٹ کو یعنے لکڑی سے یا کوڑے سے کہ دست مبارک مین تھا سو وہ چلا اور برکت دست مبارک سے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ پہلے ویسا نہ تھا پھر فرمایا حضرت نے کہ اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال ایک اوقیہ یعنے چالیس درہم کو سو مینے بیچا اور شرط کی مین نے اپنے سواری کی مدینہ تک پھر جب مین آیا مدینے مین تو لایا حضرت کے پاس اونٹ اور دیا حضرت نے مول اُسکا اور ایک روایت ہی کہ مول بھی دیا اور اونٹ بھی واپس عطا کیا اور ایک روایت مین

بخاری کی ہی کہ حضرت نے بلال سے فرمایا دے جابر کو مول اونٹ کا اور زیادہ دے کچھ سو دیا بلال نے انکو اور زیادہ دیا انکو ایک قیراط کہ نام چھٹے حصہ درہم کا ہی فائدہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ بیچنا جانور کا ساتھ شرط کرنے سواری یا بوجھ لادنے کے جائز ہی ایک مدت تک چنانچہ امام احمد کا مذہب ہی اور امام مالک کے نزدیک اگر مسافت نزدیک ہو تو شرط درست ہی چنانچہ بیان ہوا اور امام صاحب اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین ہی بیع کرنا ساتھ اُس شرط کے جسمین نفع بائع یا مشتری کا ہو خواہ مسافت قریب ہو یا بعید اور دلیل انکی وہ حدیث ہی جسمین منع کیا حضرت نے بیع اور شرط سے اور اس حدیث کا وہ جواب دیتے ہین کہ یہ بات خاص حضرت جابر ہی کے لیے جائز ہوئی اور کو جائز نہین ہی یا یہہ کہ یہ شرط بعد ہونے بیع کے ہوئی ہو مین کہتا ہون حقیقت مین یہ شرط نہ تھی بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احسان تھا اور سواری کی اجازت بعاریت تھی اور یہ تو ظاہر ہی کہ حضرت کو خریدنا منظور نہ تھا بلکہ صرف جابر سے احسان کرتا تھا معجزہ بخاری مین انس رض روایت ہی کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ چورون یا دشمنون سے فریاد کرنے لگے تو حضرت صلعم ابو طلحہ کے گھوڑے پر جو بڑا سُست تھا سوار ہو کر خبر لینے کو تشریف لیگئے جب پھر کر آئے تو فرمایا یہ گھوڑا تو بحر ہی یعنی چالاک بعد اس ارشاد کے وہ گھوڑا بڑا تیز رفتار ہوا معجزہ بیہقی نے شمر بن عطیہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم ایک گونگے لڑکے کے پاس تشریف لائے کہ وہ قریب بلوغ تھا اور کلام نہ کرسکتا تھا سو حضرت نے پوچھا مین کون ہون اُسنے کہا آپ رسول اللہ ہین معجزہ دارمی و بیہقی و احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لڑکا میرا مجنون ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکا سینہ ہاتھ سے چھوا تو اُسنے قے کی اور کتی بلی کُتے کی بے رنگ سیاہ گر پڑی کہ وہ لڑکا اچھا ہو گیا معجزہ طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کی ہی کہ قتادہ ابن النعمان کے جنگ احد مین تیر لگا آنکھ مین کہ وہ آنکھ حدقہ سے نکل پڑی یعنے ہٹ گئی سو قتادہ اُسکو ہاتھ مین لیے حضرت کے پاس آئے حضرت صلعم نے آبدیدہ ہو کر دعا فرمائی فوراً قتادہ کی آنکھ اچھی ہو گئی سہیلی نے زبنی سند سے بیان کیا ہی کہ دونو آنکھین قتادہ کی رخسار پر گر پڑی تھین حضرت نے دونون کو اُٹھا کر رکھدیا معجزہ صحیح بخاری و مسلم مین ہی کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے جنگ خیبر مین آشوب چشم تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن مبارک اپنا دونون آنکھون مین لگایا فوراً صحت حاصل ہوئی طبرانی علی مرتضے سے روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے اُس دن سے میری آنکھ مین درد و رمد نہین ہوا معجزہ بخاری مین یزید بن ابی عبید تابعی سے روایت ہی کہ سلمہ ابن الاکوع کے ساق پر غزوہ خیبر مین ایسی چوٹ لگی کہ لوگون نے جانا مر گیا یزید بن ابی عبید کہتے ہین کہ سلمہ نے اپنا حال حضرت سے عرض کیا سو حضرت نے تین مرتبہ کچھ پڑھکر پھونک دیا صحت ہو گئی معجزہ یعلی ابن مرہ سے شرح السنہ مین روایت ہی کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک تالاب پر گیا وہان ایک عورت اپنا بیٹا دیوانہ لیکر آئی حضرت نے اُسکے ناک کا سوراخ پکڑا اور فرمایا اخرج وانی رسول اللہ بعد ازان مین حضرت کے ساتھ سیر کو چلا گیا جب لوٹ کر اُسی تالاب پر پہونچا تو حضرت نے اُس لڑکے کا حال اُسکے مان سے پوچھا وہ بولی یا رسول اللہ اُسی وقت سے صحت ہی معجزہ بیہقی و طبرانی و ابو نعیم و بغوی و ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہی کہ دونون آنکھین فدیک کی سفید ہو گئین حضرت صلعم نے کچھ پڑھکر پھونک دیا

دونوں آنکھیں اچھی ہو گئیں اور ایسا دیکھنے لگا کہ بے تکلف رشتہ سوزن میں ڈالتا تھا حالانکہ عمر اُسکی اسّی برس کی تھی معجزہ[58] مواہب لدنیہ میں تاریخ بخاری سے منقول ہے کہ شرحبیل جعفی کی ہتھیلی میں سلعہ کی بیماری تھی سو تلوار نہ پکڑ سکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھکر دم کیا اور اپنا ہاتھ رکھدیا بیماری جاتی رہی رواہ الطبرانی والبیہقی ایضاً معجزہ[59] بیہقی نے روایت کی ہے کہ ابیض ابن جمال کے منھ میں قوبا کی بیماری تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھدیا صحت ہوگئی معجزہ[60] مشکوۃ شریف میں انیسہ بنت زید ابن ارقم تابعیہ سے روایت ہے کہ زید ابن ارقم بیمار تھے حضرت صلعم انکی عیادت کو تشریف لائے اور ارشاد کیا کہ اس مرض کا کچھ خوف نکر لیکن جب تیری عمر زائد ہوگی میرے بعد تو اندھا ہو جائیگا پھر کیا کریگا زید نے التماس کیا کہ امیدوار ثواب ہونگا اور صبر کرونگا فرمایا پھر تو بہشت میں داخل ہوگا بلا حساب انیسہ کہتی ہیں کہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زید اندھے ہو گئے پھر اللہ نے انکو بصارت دی بعد اُسکے وفات پائی معجزہ[61] ترمذی اور نسائی اور حاکم اور بیہقی نے عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک اندھے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر کہا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ میری آنکھیں کھل جاویں آپ نے فرمایا کہ اٹھ وضو کر اور بعد اُسکے دو رکعت نماز پڑھ بعد اُسکے یہ دعا پڑھ اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی ان یکشف عن بصری اللھم شفعہ فی سو اُس نابینا نے یہی کیا اچھا ہو گیا یہ حدیث اکثر محدثین نے باسناد صحیحہ نقل کی ہے اور واسطے برآمد مطلب کے یہ دعا مجرب ہے اکثر ان یکشف عن بصری کے جگہ اور روایتوں میں فی حاجتی ہذہ لیقضی وارد ہے کہ یہ عبارت جملہ حاجات کو شامل ہے اور حضرت عثمان بن حنیف اور انکے بیٹے اس دعا کو بنا بر قضائے حاجات تعلیم کیا کرتے تھے معجزہ[62] مواہب لدنیہ اور بہجۃ المحافل میں معیقیب یمانی سے روایت ہے کہ جب حجۃ الوداع میں حج سے فراغت ہوئی تو میں ایک گھر میں گیا دیکھا کہ حضرت صلعم تشریف فرما ہیں میرے سامنے ایک لڑکا اہل یمامہ کا کہ اُسی دن پیدا ہوا تھا لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میں کون ہوں وہ لڑکا بولا انت رسول اللہ فرمایا حضرت نے صدقت بارک اللہ فیک بعد اُسکے پھر اُسنے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ جوان ہوا اور ہم لوگ اُسکو مبارک الیمامہ کہتے تھے معجزہ[63] مسلم میں سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سخت بیمار تھا حضرت صلعم میری عیادت کو تشریف لائے اور یوں دعا کی کہ اللھم اشف سعداً سو مجھکو فوراً صحت ہوگئی معجزہ[64] بہجۃ المحافل میں ہے کہ ابن ملاعب اسنہ کو عارضہ استسقا لاحق ہوا سو اُسنے اپنا ایک آدمی حضرت صلعم کے پاس اسطے خبر کے بھیجا اور درخواست دعا کی حضرت نے تھوڑی خاک لیکر اُسمیں آب دہن مبارک ملا کر عنایت کی اُسنے براہ تعجب اُس مٹی کو لیا اور سمجھا کہ مجھسے ٹھٹھا کیا مگر ابن ملاعب الاسنہ کے پاس لیگیا اور ایسے وقت پہونچا کہ وہ حالت احتضار میں تھا سو ابن ملاعب نے اُسے کھایا اور صحت پائی حالانکہ قریب بمرگ تھا رواہ ابو نعیم والواقدی عن عروہ معجزہ[65] بخاری میں براء ابن عازب سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ ابن عتیک نے ابو رافع کو قتل کیا تو اُسکا ساق یا ٹوٹ گیا وہ حضرت صلعم کے پاس آیا حضرت نے دست مبارک سے مس کیا اُسکا پاؤں اچھا ہو گیا اور تفصیل قصہ قتل ابو رافع میں مذکور ہے فائدہ صحیح بخاری میں ہے

کہ ابو رافع یہودی بڑا مالدار تھا اور دشمن رسول خدا کنیت اسکی ابو الحقیق بضم حاء مہملہ وفتح قاف اول وسکون تحتانیہ میان دو قاف و عتیک بفتح عین مہملہ وکسر فوقانیہ بروزن عتیق ہی معجزہ صحیح بخاری مین وارد ہی کہ خالد ابن ولید کے جنگ حنین مین زخم تفنگ لگ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن مبارک لگا دیا صحت ہو گئی معجزہ بیہقی نے دلایل النبوۃ مین روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اُسنے کہا اگر میری بیٹی کو آپ زندہ کرین تو مین ایمان لاؤن حضرت صلعم اُسکے قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا یا فلانہ اُسنے کہا لبیک وسعدیک حضرت نے پوچھا تیرا جی چاہتا ہی کہ دنیا مین آوے اُسنے کہا یا رسول اللہ مین اللہ کو ماں باپ سے زیادہ تر مہربان پاتی ہون اور آخرت کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتی ہون معجزہ بہجۃ المحافل مین ہی کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کو جنگل مین چھوڑ دیا کہ وہ گم ہو گئی پھر اُسنے آکر حضرت صلعم سے یہ احوال نقل کیا سو حضرت صلعم اُسکے ساتھ جنگل مین تشریف لے گئے اور آواز دی کہ یا فلانہ بحکم خدا مجھے جواب دے وہ بولی لبیک وسعدیک حضرت نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہوئے ہین اگر تیرا جی چاہے تو اُنکے پاس چل اُسنے کہا یا رسول اللہ مجھے اُنکی حاجت نہین مین نے تو اللہ کو اُنسے بہتر مہربان پایا ہی معجزہ ابو نعیم نے روایت کی ہی کہ جابر نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی اور ثرید بنا کر حضرت کے پاس لائے اور کھانے کے واسطے بیٹھے حضرت صلعم نے فرمایا کہ گوشت کھاؤ اور ہڈی مسلم رہنے دو اُنھون نے اسیطرح کیا بعد اُسکے آنحضرت نے ہڈیان جمع فرما کے زبان مبارک سے کچھ فرمایا کہ دفعۃً وہ بکری زندہ ہو کر کان جھاڑنے لگی کذا فی المواہب معجزہ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایک جوان انصار نے وفات پائی اور اُسکی والدہ نہایت ضعیف و اندھی تھی ہم لوگون نے اُس میت پر چادر ڈال دی اور اُسکی والدہ سے تعزیت پیش آئے اُسنے کہا کیا بیٹا میرا مر گیا ہمنے کہا ہان وہ کہنے لگی یا الٰہی تو جانتا ہی کہ مین نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف ہجرت کی ہی اس اُمید سے کہ تو شدتون مین مدد کریگا یا الٰہی یہ مصیبت مجھپر نہ ڈال انس فرماتے ہین کہ لڑکا اُسکا اُسیدم زندہ ہو گیا اور اُسنے منہ سے چادر اُتار کے ہمارے ساتھ کھانا کھایا یہ بھی معجزہ حضرت صلعم ہی کہ نام آنجناب کی برکت سے دعا قبول ہوئی معجزہ مصابیح مین ہی کہ ام سلیم بنت ملحان والدہ انس ابن مالک نے التماس کیا یا رسول اللہ اپنے خادم انس کے واسطے دعا کیجیے فرمایا اللہم اکثر مالہ وولدہ وبارک فیما اعطیتہ یعنے اے اللہ بہت کر مال اُسکا اور اولاد اُسکی اور برکت دے اُس چیز مین جو دی ہی تو نے اُسکو انس فرماتے ہین کہ بخدا بلاشبہ مال میرا بہت ہی اور نہایت برکت کا ہی اور اولاد میری بلا واسطہ اور اولاد اولاد شمار مین آج کے دن سو سے زیادہ ہین اور بلاشک زمین میری البتہ پھل دیتی ہی دو بار سال مین یعنے اُسوقت کہ حکایت کرتا ہون عدد مین اُس شمار کو پہونچے ہین بعد ازین زیادہ ہی ہون چنانچہ مروی ہی کہ انس نے کہا کہ عطا ہوے میرے صلب سے سوائے اولاد اولاد کے ایک سو پچیس بیٹے سوائے دو لڑکیون کے یعنے بہت دنون بعد نقل کرنے مضمون سابق کے ہذا قول البعض کذا ذکر ابن الحجر المکی اور اُنکے بیٹے نے کہا مین نے دفن کیے ہین اُنکی اولاد صلبی سے قریب سو نفر کے اور ابن عبد البر نے فرمایا ہی

کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ انس کے سنو لڑکے پیدا ہوئے سو بہت صحیح ہی اور بعض نے کہا اسی تھے اٹھتر بیٹے اور دو لڑکیاں
پس جو کچھ ابن حجر نے ذکر کیا ہی ظاہر اُسکا مخالف اس نقل کے ہی اور ظاہر حدیث کے بھی مخالف ہی اسلیے کہ وہ دلالت
کرتی ہی کہ مجموع اولاد کی اولاد متجاوز سَو سے ہیں نہ اولاد انکی واللہ اعلم معجزہ مصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہ میری والدہ مشرکہ تھی اور میں اُس سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو مسلمان ہو جا اُسنے ایک مرتبہ حضرت صلعم
کے حق میں ایسی بے ادبی کی بات کہی کہ مجھکو سخت بُری لگی اور میں حضرت صلعم کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور ملتمس ہوا کہ
یا حضرت میری والدہ کے واسطے دعا کیجیے کہ خدا اُسکو ہدایت دیوے چنانچہ آنجناب نے دعا کی کہ الٰہی ہدایت کر ابو ہریرہ کی
ماں کو الٰہی اپنے اس بندے اور اُسکی والدہ کو پیارا کر دے اپنے ایماندار بندوں کے نزدیک اور ایماندار ان کو ان دونوں
کے نزدیک پیارا کر ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کے حضور سے خوش ہو کر نکلا جب اپنے گھر کے دروازے
آیا تو میری والدہ نے میری جوتی کی چپ سنی اور کہا ای ابو ہریرہ ٹھیر ارہ پھر میں نے پانی کی آواز پائی اور اُسنے
غسل کر کے جلدی سے کپڑے پہنے اور دروازہ کھولا اور کہا ای ابو ہریرہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً
رسول اللہ سو میں خوشی سے روتا ہوا حضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور یہ حال بیان کیا آنجناب نے فرمایا الحمد للہ بہت
خوب ہوا اس حدیث سے نکلا کہ خوشی سے بھی رونا آتا ہی معجزہ صحیح مسلم میں سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہی کہ ایک شخص نے
حضرت کے روبرو بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا آپ نے فرمایا داہنے سے کھا اُسنے کہا میں داہنے ہاتھ سے نہیں
کھا سکتا ہوں فرمایا تو ہرگز نہ کھا سکے گا سلمہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے بسبب نخوت و بیقیدی کے جھوٹ ظاہر کیا تھا اُسکا ثمرہ ملا
کہ دست راست اُسکا معذور ہو گیا کہ منہ تک نہ جاتا تھا معجزہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ ایک بار عہد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں قحط پڑا سو ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جانور تو مر گئے
اب عیال و اطفال کی نوبت ہی دعا کیجیے کہ اللہ تعالے پانی برساوے اُسوقت آنجناب خطبہ جمعہ پڑھتے تھے اُس حال میں
دست مبارک اُٹھا کے دعا کی اللّٰھم اغثنا اللّٰھم اغثنا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اُسوقت مطلق نشان ابر کا نہ تھا دفعۃً پہاڑ
کے نیچے سے بادل اُٹھا اور آسمان بھر گیا اور سات روز برابر پانی ایسا برسا کہ آفتاب نظر نہ آیا بعد اُسکے حضرت محبوب الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعہ کو خطبہ فرما رہے تھے کہ وہی اعرابی پھر حاضر ہوا اور التماس کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جانور ہمارے پانی کی شدت سے مرے جاتے ہیں اور راہیں بند ہو گئی ہیں دعا کیجیے کہ خدائے تعالے مینھ کو روکے سو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر یوں دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر اب نہ برسے الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑوں
اور نالوں اور جنگلوں کے درختوں میں مینھ برسے فوراً مدینہ کے اوپر سے بادل ہٹ گیا ڈھال کی طرح مدینہ خالی ہو گیا
آس پاس برسا کیا معجزہ بخاری اور مسلم میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب کفار قوم قریش او پر حضرت
صلعم کی ایذا دہی میں سرگرم ہوئے تو حضرت نے ناچار ہو کر یوں دعا کی اللّٰھم اعنی بسبع کسبع یوسف یعنی ای اللہ جیسا حضرت

معجزہ ۵

معجزہ ۵

معجزہ ۵

معجزہ ۵

یوسف علیہ السلام کے عہد مین سات برس کا قحط پڑا تھا ویسا ہی قحط پڑے کہ یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے آگاہ ہون
اور ایمان لاوین چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ اُن کافرون نے ہڈی اور مردار کھایا آخرکار تنگ ہوکر حضرت سے ملتجی ہوے
حضرت رحمۃ للعالمین نے دعا فرمائی کہ بلاے قحط دفع ہوگئی **معجزہ** ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہی کہ سعد ابن وقاص
کے حق مین دعا فرمائی کہ سعد مستجاب الدعوات ہو سو اسکا یہ اثر ہوا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے لیے یا غیر کے واسطے
دعا مانگتے قبول ہوتی کذا فی المواہب **معجزہ** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا فرمائی کہ اس کے سبب سے عزت اسلام ہو
ویسا ہی ہوا **معجزہ** صحیحین مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے انکے واسطے فرمایا
اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل سو بعد اس دعا کے اللہ تعالے نے اُن کو ایسا علم دیا کہ جس کی آج تک دھوم ہی اور اول
ترجمان قرآن ہوے **معجزہ** بیہقی نے عمرو ابن حریث سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے عبد اللہ ابن جعفر
رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا کی کہ یا اللہ اسکے مال مین برکت ہو جو چیز انھون نے بیچی فائدہ ہوا اسی طرح مقداد کے واسطے
دعا فرمائی بخاری مین ہی کہ عروہ ابن ابی الجعد کے واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے دعاے برکت فرمائی
تو اُسنے اگر خاک بھی بیچی فائدہ ہوا **معجزہ** ابن ماجہ و بیہقی نے روایت کی ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی واسطے دعا کی کہ انکو گرمی و سردی مین کفایت ہو سو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جاڑون کے
کپڑے گرمی مین پہنتے اور گرمیون کے جاڑون مین **معجزہ** بیہقی نے عمران ابن حصین سے روایت کی کہ جناب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے واسطے دعا فرمائی کہ اللہ انکو بھوکھا نرکھے سو ویسا ہی ہوا قصہ یہ ہی
کہ عمران نے کہا کہ مین جناب پیغمبر صلعم کے حضور مین حاضر تھا حضرت فاطمہ تشریف لائین اور کھڑی ہوئین آپ نے دیکھا کہ
بھوکھ سے چہرہ اُنکا زرد ہو رہا ہی آپ نے اُنکے سینہ پر ہاتھ رکھا کہ اے اللہ پیٹ بھرنے والے بھوکھون کے اور اونچے کرنے والے
نیچون کے فاطمہ بنت محمد کو بلندی دے یعنی تکلیف دور کر عمران کہتے ہین کہ مین نے دیکھا چہرہ سرخ ہوگیا اور سب چہرہ کی
زردی جاتی رہی پھر مین ایک بار اُنکی خدمت مین گیا انھون نے فرمایا اُس دن سے پھر کبھی بھوکھ نے تکلیف نہین دی راوی
نے بعد روایت حدیث کہا ہی کہ یہ قصہ قبل نزول آیت حجاب تھا **معجزہ** صحیحین مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہی کہ جب
کسری پرویز نے آپ کا نامہ پھاڑ ڈالا تو حضرت صلعم نے کسری کے واسطے دعا کی کہ اللہ اسکا ملک پھاڑ ڈالے سو اُسکا ملک
بالکل جاتا رہا یہان تک کہ فارس کی بھی ریاست نرہی **معجزہ** بیہقی اور حاکم نے ابن اسحق سے روایت کی ہی کہ عتبہ ابن ابی لہب
کے حق مین فرمایا کہ اللہ اُس پر کتے کو مسلط کرے سو اسکو شیر نے پھاڑ ڈالا **معجزہ** بیہقی نے روایت کی ہی کہ عبد الرحمن ابن عوف
محتاج تھے انکے واسطے برکت کی دعا فرمائی اُن پر ایسا دروازہ روزی کا کھلا کہ پتھر بھی اُٹھاتے تو سونا چاندی ہو جاتا
چنانچہ جب انکی وفات ہوئی تو چار لاکھ دینار سونے کے اُن کے وارثون کو ملے اور لاکھ لاکھ چارون بیبیون مین تقسیم ہوے
معجزہ مشکوۃ شریف مین ابو ایوب انصاری سے روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم ایک روز بعد غروب

آفتاب برآمد ہوئے تو ایک آواز سنی گئی حضرت نے فرمایا یہود کے عذاب کی آواز ہے جو اپنے قبور مین معذب ہین معجزہ ۸۶
اہل طائف نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار نکلے تو ہم ایمان لاوین حضرت صلعم نے
دعا فرمائی اور اپنا ہاتھ اُس پتھر پر رکھدیا تو درخت میوہ دار نکل آیا اہل طائف ایمان لائے معجزہ ۸۷ ایک انصاری قوم خزرج مین
مارا گیا اور قاتل کا حال معلوم نہوتا تھا حضرت صلعم نے ایک شاخ خرمے کی مردے پر رکھدی اُسنے نام قاتل کا بتلا دیا
معجزہ ۸۸ ابن یزید کعبی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر بتون کو سونے کا کردو تو مین ایمان لاؤن حضرت صلعم نے
دعا فرمائی سارے بت طلائی ہوگئے اور ابن یزید ایمان لایا معجزہ ۸۹ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین ارشاد ہوا کہ
یہ بلا مین پڑیگا سو ویسا ہی ہوا کہ اُس بلا مین شہید ہوئے معجزہ ۹۰ صحیح بخاری مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے حق مین ارشاد کیا تھا کہ یہ بیٹا میرا سید ہے
امید ہے کہ اسکے باعث سے دو گروہ مسلمانون مین صلح ہوگی سو یہ بات معاویہ کے عہد مین ظاہر ہوئی پانزدہم جمادی الاولے
یعنی ۴۱ سنہ ہجری مین مابین دو لشکر عظیم مسلمین کے یعنی لشکر شام اور لشکر عراق مین صلح انجناب کی طرف سے واقع ہوئی اس
سال کا نام عام الجماعۃ ہوا معجزہ ۹۱ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق مین ارشاد کیا کہ اس بیٹے کو میری اُمت شہید کریگی
چنانچہ یہ معاملہ زمانہ یزید پلید یا لبحتہ مین واقع ہوا یہ خلاصہ ہے اُس حدیث کا جو بیہقی نے ام الفضل زوجہ عباس سے
روایت کی ہے اور کاتب اوراق کو اس واردات کی احادیث کا ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام مین بیان کرنا
منظور ہے اس باعث سے یہان ذکر نہین کیا معجزہ ۹۲ انصار سے فرمایا تھا کہ یک دن ایسا ہوگا میرے بعد کہ تم پر اورون کو ترجیح دینگے
سو معاویہ ابن ابی سفیان کے وقت مین واقع ہوا معجزہ ۹۳ اسود عنسی کذاب جس رات مارا گیا حضرت نے خبر دی اور اسکے قاتل
کا نام بتلا یا حالانکہ وہ مردود صنعا متعلقات یمن مین ہلاک ہوا تھا کذا فی المواہب معجزہ ۹۴ بخاری مین عبدالرحمن ابن مالک مدلجی
سے کہ سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اُسنے کہا کہ میرے باپ نے مجھسے تذکرہ کیا کہ سراقہ کہتا تھا کہ قریش کے
ایلچی ہمارے قبیلہ مین آئے اور بولے قریش کہتے ہین کہ جو کوئی محمد صلعم کو یا ابوبکر کو مار ڈالے یا قید کرکے ہمارے پاس لاوے تو ہم
اُسے سو اونٹ دین چنانچہ مین ایک روز اپنی قوم مین بیٹھا تھا دفعۃً ایک آدمی آیا اور اُسنے کہا کہ مین نے ابھی دور سے کچھ لوگ دیکھے
کہ ساحل کی راہ جاتے تھے گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب تھے سراقہ کہتا ہے کہ مین سمجھ گیا پھر مین نے اُسے دھوکے مین ڈالنے
کو کہا کہ فلان فلان آدمی ہونگے کہ وہ میرے سامنے ہو کر گئے ہین اور مین نے اُنکو خوب دیکھا ہے وہ نہ تھے پس مین تھوڑی دیر
قوم کے لوگون مین بیٹھا بعد ازان اُٹھکر گھر چلا آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا تیار کرکے ٹیلے کے نیچے کھڑا کر پھر مین اپنا
نیزہ لیکر بصورت قضاء حاجت اُسی ٹیلے کے نیچے پہونچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر خوب دوڑایا جب محمد صلعم کے متصل پہونچا
تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مین اوندھے منھ زمین پر گرا پھر سنبھل کر اُٹھا تو مین نے تفاول کیا کہ انکو پکڑ سکونگا کہ نہین تو فال
بد نکلی مگر مین نے اعتبار نہ کیا اور سوار ہو کر پھر چلا سو اتنا قریب پہونچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی آواز کان مین

آنے لگی ناگاہ گھوڑے کے پیر زمین میں دھس گئے اور میں پشت زمین پر گرا ہر چند میں نے اسکو مارا پر وہ پیر نہ نکال سکا آخر بڑی مشکل سے گھوڑے کی خلاصی ہوئی پھر میں سوار ہوکر چلا سو ایسا قریب ہوگیا کہ صرف ایک دو تیر ہی کا فرق رہ گیا ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ اسوقت میں نے حضرت سرور عالم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن آپہونچا حضرت نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا اور فرمایا اللھم اکفناشرہ بما شئت پس اس کلام کے نکلنے سے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پیر زانو تک زمین میں دھس گئے اور وہ چلایا کہ ای محمد دعا کرو کہ میرا گھوڑا خلاص پاوے مجھسے کچھ بھی سروکار نہیں اور میں عہد کرتا ہوں کہ جو کوئی تمہارے پیچھے آتا ہوگا اُسے پھیر لیجاؤنگا حضرت رحمۃ للعالمین نے اپنے مالک حقیقی سے التماس کیا اللھم ان کان صادقا فاطلق فرسہ فورا گھوڑے کے پیر زمین سے نکل آئے سراقہ کہتا ہی کہ میرے دل میں یقین ہوگیا کہ یہ شخص نبی صادق ہیں اور بلاشک انکا عروج ہوگا اور دین خوب شایع ہوگا سو میں زاد و متاع اپنا نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا تب میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میری نشانی ہی قبول کیجیے سو حضرت نے قبول کیا پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اسی راہ میں آگے چلکر میرے اونٹ بکریاں ملینگی اُنمیں سے جو مطلوب ہو سو میرے چرواہوں کو بلا کر بے تکلف لے لینا حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت نہیں پھر سراقہ نے ایک فرمان امان طلب کیا سو حضرت نے عامر ابن فہیرہ بضم الفاء وفتح الہاء وسکون التحتانیہ غلام آزاد حضرت ابی بکر سے ارشاد کیا اُسنے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھدیا سراقہ نامہ لیکر پھر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ باسکینہ روانہ ہوے اور سراقہ نے یہ کیا کہ جو کوئی متلاشی حضرت کا ملا اُسکو پھیرلے گیا ابوجہل لعین نے یہ حال سُنکر قوم مدلج کو بہکایا تاکہ یہ بھی مسلمان نہو جائیں سراقہ نے ابوجہل کو لکھبھیجا کہ ای ابوجہل اگر دھس جاتا پیر گھوڑے کا تو دیکھتا بیشک محمد کو پیغمبر جانتا اور تعجب نہ کرتا اب تجھے لازم ہی کہ لوگوں کو روک رکھے کہ اُنکے پیچھے نہ پڑیں اور دیکھ قریب تر انکا فضل و کمال تمام عالم پر ظاہر ہونے والا ہی ابوجہل اس تحریر سے جل مرا فائدہ سراقہ بعد فتح مکہ غزوہ حنین سے پھرتے وقت موضع جعرانہ میں حاضر ہوکر اسلام لایا اور فرمان امان جو اُسکے پاس تھا دکھلایا فائدہ لاتحزن ان اللہ معنا جو حضرت نے فرمایا اور کلا ان معی ربی سیھدین میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بڑا فرق ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شہود اول حق تعالیٰ اور اُسکے لطف و کرم پر پڑی بعد اُسکے اپنے نفس پر اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی نظر اول اپنے نفس پر پڑی بعد اُسکے حضرت حق پر پس شہود حضرت خاتم الانبیا اتم و اکمل ہی اور مطابق ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ اور یہ حال اہل جذب و عیان کا ہی اور قول حضرت موسے علیہ السلام موافق ما رایت شیئا الا رایت اللہ معہ وبعدہ اور یہ حال استدلال و برہان کا ہی اور یہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ معنا ارشاد کیا تاکہ فقراے امت کو بھی اُسی سے حصہ پہونچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ اپنے ذات کو مخصوص فرمایا جسطرح ارنی اور ارنا حقایق الاشیا میں واقع ہوا ہی اور ایک فرق یہ ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا اور حرف کلا زبان پر لائے کہ محاورہ عرب میں واسطے زجر کے موضوع ہی اور ہمارے حضرت صلعم نے کلام کو تسلی و محبت سے شروع کیا کہ لاتحزن رتبہ اُس سے معلوم شان حضرت نسبت حضرت موسیٰ و فضیلت ابوبکر بسبب اصحاب موسیٰ صاف ظاہر ہی فائدہ یہ معجزہ حضرت صلعم کا مثل معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہی نسبت قارون کے کہ زمین نے اسکو حضرت موسیٰ کی عداوت سے دھسا لیا تھا مگر اسقدر فرق ہی کہ افضلیت خاتم النبیین و ظہور شان

رحمۃ للعالمین آپ کے معجزہ مین عیان ہی کہ آپنے بالتجا سراقہ خسف زمین سے نجات دی بلکہ ہمیشہ کیلیے فرمان امان لکھدیا اور حضرت موسی نے تضرع و زاری قارون پر التفات نہ فرمایا اللہ جل شانہ نے انکی وحی بھیجی کہ اگر قارون مجھسے ایک بار زاری کرتا تو مین اُسے نجات دیتا انھین پکارتا رہا تھے نہ سُنا تنبیہ فضیلت حضرت خاتم النبیین صلعم کی حضرت موسے خواہ کسی اور پیغمبر پر کیجاسے تو اُسمین لحاظ رہی کہ تحقیر و اہانت کسی پیغمبر کی نہ نکلے کیونکہ تحقیر ہر پیغمبر کی کفر ہی شاعر لوگ اکثر اس بلا مین گرفتار ہین اور صرف فضیلت کے بیان سے تحقیر لازم نہین آتی کیونکہ اللہ صاحب خود فرماتے ہین تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض معجزہ بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے جانا کہ خدا نے مجھکو حکم کیا جس مین مینے اُس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول ہوگئی اور جادو کا حال بتلا دیا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس اور کہا اُسنے جو میرے سر پاس تھا اُس سے جو میرے پیر پاس تھا یا اُسنے کہا جو میرے پیر پاس تھا اُس سے جو میرے سر کے پاس تھا کہا درد ہی اس مرد کو اُسنے جواب دیا کہ سحر ہی اس سے کہا کسی نے اُسکو جادو کیا ہی دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کی بیٹی نے کیا ہی اُسنے کہا کس چیز مین کیا ہی دوسرے نے کہا کہ کنگھی اور اُن بالون مین جو کنگھی سے جھڑے اور تر خرمے کی بالی کے غلاف مین اُسنے کہا یہ کہان رکھا ہی دوسرے نے کہا ذروان کے کوئین مین فائدہ ذروان بفتح ذال معجمہ و سکون را نام چاہ کا ہی اور بعض روایات مین اروان بفتح ہمزہ وارد ہی اور دونون صحیح ہین مگر اول اصح اور اشہر ہی مصابیح مین ہی کہ ایک مرتبہ حضرت صلعم پر جادو ہوا خیال بندی کا کہ ناکردہ کام کو حضرت جانتے کہ کرچکا ہون اور بخاری مین ہی کہ حضرت صلعم اپنی بیبیون سے صحبت نہ کرسکتے تھے چنانچہ ایکدن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ آپنے دعاے صحت فرمائی اور یہ حال جو بیان ہوا بیان فرمایا بعد اُسکے مع چند اصحاب اُس کوئین پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہی کنوان ہی جو مجھے دکھلایا گیا پانی اُس کنوے کا سرخ مہندی کے رنگ تھا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سحر کو نکالا اور ایک روایت حضرت ابن عباس سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی اور عمار ابن یاسر کو اس کام کے واسطے چاہ ذروان پر بھیجا اُنھون نے جا کر نکالا تو معلوم ہوا کہ تر خرمے کی بالی کا غلاف ہی اُسمین تمثال یعنی تصویر رسول مقبول موم کی بنی ہوئی رکھی ہی اور سوئیان اُسمین چبھی ہین اور ایک دھاگا باندھا ہی کہ اُسمین گیارہ گرہین ہین پھر اُسیوقت حضرت جبریل علیہ السلام معوذتین لائے کہ اُنکے پڑھنے سے ہر آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی اور سوئیان نکلنے لگین تو حضرت کو تسکین ہونے لگی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اُسکے نکالتے ہوئے حضرت صلعم کو صحت ہوئی مینے کہا یا حضرت اُس جادوگر یہودی کو سزا دیجیے اور شہر بدر فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو شفا بخشی مین کس لیے لوگون مین فتنہ انگیزی کرون اور شور مچاؤن فائدہ رفع تعارض بین الحدیثین یون ہوتا ہی کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے ہون اور علی مرتضی اور عمار رضی اللہ عنہما کو واسطے نکالنے سحر کے کنوئین مین اُتارا ہو فائدہ معاملہ لحوق سحر بعد معاودت حدیبیہ سے ماہ ذیحجہ سال ششم ہجری مین واقع ہوا اور چالیس روز رہا اور ایک روایت مین چھ مہینے اور ایک قول مین تمام سال اور جمع بین الروایات یون ہوسکتا ہی کہ قوت و غلبہ سحر چالیس دن رہا تھا اور بعض آثار اُسکے

معجزہ

له معوذتین یعنی
قل اعوذ برب الفلق
قل اعوذ برب الناس

چھ مہینے تک رہا اور بعض کے نزدیک چالیس دن اور بعض کے نزدیک ایک سال پھر تک رہا فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو اثر کرنے کا یہ ماجرا ہوا کہ کافر لوگ
حضرت کو جادوگر بتلاتے تھے بسبب ظہور معجزات خوارق عادات کے اور مشہور یون ہی کہ ساحر پر سحر کا اثر نہین ہوتا ہی جب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو نے اثر کیا تو کافرون کے نزدیک بھی حضرت کو ساحر کہنا درست نہوا فائدہ اگر کوئی یہ شبہ کرے
کہ تجویز عروض سحر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجب قباحت ہی کیونکہ اس تقدیر پر اعتماد شریعت پر نہین رہتا ہی
کیونکہ شریعت قول و فعل پیغمبر سے ہی اور جب نسبت عروض سحر کے ان دونون مین اختلال ہوا تو شریعت مین فساد پڑا جواب اس
شبہہ کا یہ ہی کہ سحر بھی ایک عارضہ ہی عوارض بشریہ سے اور انبیا علیہم السلام بلاشبہہ بشر ہین پھر لحوق عوارض بشریہ مین عقلا کوئی محل نقص
و مانع نظر نہین آتا ورا سکے ارواح اور بواطن انکے معصوم رہتے ہین الا ان اجسامہم ارضیہ و ارواحہم سماویۃ علاوہ اسکے تخیل
فعل مع عدم قدرت پر جماع یا ظہور ان ضعف بصر کہ بعض روایات مین وارد ہی تبلیغ رسالت مین مخل نہین ہی اور نہ قادح صدق ہی
اسواسطے کہ یہ امور دنیویہ ہین بعثت رسول اللہ صلعم ان امور کے واسطے نہین ہوئی اور نہ حضرت صلعم کے فضائل مین یہ امر
داخل ہی اگر ابلاغ شریعت مین کسی طرح کا نقصان ہوا ہوتا تو البتہ موجب قباحت تھا اور بدلائل قطعیہ یقینیہ ابلاغ
شریعت مین عصمت و نزاہت ثابت ہی اور کسی حدیث یا روایت مین وارد نہین ہی کہ حالات عروض سحر مین کوئی فعل یا قول
مخالف واقع اور برخلاف اخبار صادر ہوا ہو اور جو مذکور ہی وہ صرف خواطر و تخیلات مین سو ان خواطر و تخیلات کو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم صادق نہین جانتے تھے اور نہ کبھو اسکا اعتقاد کرتے تھے بلکہ جمیع عقائد صلاح و سداد پر تھے اور اقوال پر طریق صحت
عدم فساد اور جو بعض روایات مین لحوق ضعف دارو ہی سو بھی اگر تسلیم کیا جاوے تو مخل عقل و تمیز نہین ہوتا کما صرح بہ المحقق فی
شرحہ علی المشکوٰۃ صحیح بخاری مین ہی کہ غزوہ خیبر مین ایک مرد مسلم کو حضرت صلعم نے فرمایا ہذا من اہل النار پھر وہ شخص کافرون سے
لڑا اور بہت مجروح ہوا ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو خوب کافرون سے لڑا پھر کسطرح دوزخی ہوگا فرمایا
آگاہ ہو کہ وہ دوزخی ہی اس کلام سے قریب تھا کہ بعض کو شک پڑے اتنے مین زخمی کو دیکھا تو اسنے ترکش سے تیر نکالا اور اپنا
سینہ اسپر رکھدیا اور ہلاک ہوا اور بعض کے نزدیک تلوار زمین پر رکھی اور اسکے دھار پر سینہ رکھدیا اور مرگیا یہ حال دیکھکر لوگ
دوڑے گئے اور کہا یا رسول اللہ صدق اللہ حدیثک قد انتحر فلان وقتل نفسہ فرمایا اللہ اکبر اشہد انی عبد اللہ و رسولہ اور بلال رضی اللہ
عنہ سے فرمایا منادی کر کہ بہشت مین نہین جاتا مگر مسلمان اور اللہ قوت نہین دیتا اس دین کو فاجر سے اور اسکے جہاد و قتال سے
اس حدیث سے نکلا کہ قاتل نفس دوزخی ہی اور مذہب یہ ہی کہ اگر مومن ہی اور تصدیق ایمانی رکھتا ہی تو ہمیشہ دوزخ مین نرہیگا
اور یہی حکم ہی قاتل مومن کا جو عمداً قتل کرے اور قاتل نفس بھی ایک فرد قاتل مومن کی ہی اور جو قرآن شریف مین اسکے واسطے
حکم خلود فی النار کا ہی سو علما کو اسمین تاویلات بہت ہین اور بعض علماء حدیث اہل ظواہر سے کہتے ہین کہ اگرچہ قاتل مومن ہو
لیکن یہ قسم مومن سے کے مخلد فی النار رہیگی پس یہ لوگ خلود فی النار کو مخصوص کفار سے نہین جانتے لیکن یہ قول
شاذ ہی مخالف اجماع اہل سنت کے اور جس مرد کا قصہ اس حدیث مین مذکور ہی وہ منافق تھا گو اسنے اپنا نفاق ظاہر نہین کیا

ہٰذا قال الخطیب البغدادی معجزہ ابو قتادہ سے مسلم میں روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے تجھکو بڑی سختی ہوتا ہے
تجھکو گروہ باغی قتل کریگا چنانچہ عمار ابن سمیہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے رفیق تھے جب معاویہ سے صفین میں لڑائی ہوئی تو عمار
باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اس حدیث سے نکلا کہ امام حق علی کرم اللہ وجہہ تھے اور معاویہ مع لشکر اپنے کے باغی تھے ترجمہ مشارق
میں ہے کہ یہ کلام حضرت نے اسوقت فرمایا جب خود آنجناب عمار ابن یاسر کے ساتھ غزوۂ احزاب میں خندق کھودتے تھے اور عمار کے سر
دست شفقت رکھے ہوئے تھے یہ حدیث بڑی دلیل حقانیت علی مرتضی کی ہے کیونکہ باغی وہ کہلاتا ہے جو امام حق سے پھرے روایت ہے کہ عمرو ابن
عاص نے معاویہ سے کہا اس لڑائی میں ایک بڑی مشکل سخت بات ہوئی کہ عمار ہم لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے معاویہ نے کہا مشکل کیا ہے
عمرو نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت صلعم نے عمار سے کہا تھا تقتلک الفئۃ الباغیۃ معاویہ نے کہا میں نے عمار کو نہیں مارا بلکہ علی نے مارا جو اسکو
لڑائی میں لایا اور یہ بھی منقول ہے کہ معاویہ معنی حدیث میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے نحن فئۃ باغیۃ یعنی طالبۃ لدم عثمان حاصل تاویل یہ ہے کہ
باغیہ بغاوت سے نہیں ہے بلکہ بمعنی طالب ہے اور بعض اخبار میں وارد ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا تو عجب مرد ہے کہ اپنے سے کیچڑ میں پھسلا جاتا ہے
یعنی اپنی اس شخص کے مارے جانے سے ہمارا عام ہی چھوڑتا ہے مگر یہ دونوں باتیں محض لغو ہیں ملا علی قاری نے دلائل اسکے مرقات میں ذکر کیے ہیں اور نعیم
البشارۃ میں حضرت شیخ عبد الحق محدث فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بسبب طرق کثیرہ مرتبہ شہرت و تواتر کو پہونچی ہے بالجملہ اس حدیث میں تین
معجزے ہیں ایک یہ کہ عمار قتل کیا جائیگا دوسرا یہ کہ وہ مظلوم ہوگا اور تیسرا یہ کہ قاتل اسکا باغی ہوگا باغیوں میں سے اور
سب صدق و حق ہے میں کہتا ہوں کہ ای مسلمانوں اس حدیث کو دیکھکر کہیں زبان لعن و طعن معاویہ کے حق میں نہ کھولیو اسواسطے
کہ معاویہ صحابی تھے انکے معاملہ میں سکوت ہی اولی ہے کہ من سکت سلم و من سلم نجا اور پوشیدہ نہ ہے کہ علماء اہل سنت جماعت معاویہ
کے حال میں مختلف ہیں علمائے ماوراء النہر محققین فقہا جملہ حرکات و جنگ و جدال جو حضرت علی مرتضی خلیفہ حق کے ساتھ
انسے ہوئی محمول خطائے اجتہادی پر کرتے ہیں چنانچہ کتب عقائد میں مذکور ہے اور محققین اہل حدیث بعد تتبع روایات صحیحہ فرماتے ہیں
کہ یہ حرکات خالی شائبہ نفسانیت و حمیت و تعصب و قرابت کہ جناب ذی النورین رضی اللہ عنہ سے رکھتے تھے نہ تھی
پس نہایت کار ارتکاب کبیرہ و اختیار بغاوت ہے کہ منجر بفسق ہوتا ہے و الفاسق لیس من اہل اللعن و لہذا سب و لعن کرنا انپر کیسے
جائز نہیں ہے معاذ اللہ منہ اور اگر سب سے اسیقدر مراد ہے کہ انکے ان فعلوں کو بد کہنا اور برا جاننا تو بلا شبہ اہل تحقیق کے
نزدیک واقع ہے اور لعن و سب حرام خاصۃً معاویہ پر کہ صحابی تھے شفاعت رسول مقبول و عفو صاحب حق یعنی علی مرتضی
انکے واسطے بلکہ اور فاسقوں کے لیے بھی مرجو و متوقع ہے اور بالقطع معلوم ہے کہ بعضے صحابہ زمانۂ رسول اللہ صلعم میں مرتکب
کبیرہ ہوئے تھے مثل ماعز اسلمی کہ مرتکب زنا ہوئے اور مانند حسان ابن ثابت کہ قاذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں شریک تھے
مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تکفیر نہیں فرمائی حالانکہ اسوقت تک قاذف عائشہ منصوص التحریم فی القرآن نہ ہوا تھا
برخلاف اسوقت کے کہ اب قاذف عائشہ بلا شبہ کافر ہے لانکارہ نص القرآن ہذا ما صرح بہ استاد الاستاد قدس
سرہ العزیز فی السوالات العشرۃ من اراد الاطلاع بہ فلیرجع الیہ معجزہ مشکوۃ المصابیح میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ ایک شخص کاتب وحی تھا سو وہ مرتد ہو کر مشرکون سے جا ملا حضرت رسول الثقلین محبوب الکونین صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو زمین قبول نہ کریگی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ابو طلحہ اس زمین
پر گئے جسپر وہ مرتد مرا تھا تو انھون نے دیکھا اسکی لاش کو کہ زمین سے باہر پڑی تھی ابو طلحہ نے وہان کے باشندون سے
اسکا سبب پوچھا اُن لوگون نے کہا یہ شخص کئی مرتبہ دفن کیا گیا مگر زمین نے اسکو پھینک پھینک دیا معجزہ [۸۸] مسلم مین جابر
رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر مین تشریف لیگئے تھے
جب مراجعت فرما کر قریب مدینہ باسکینہ جلوہ فرما ہوئے تو آندھی چلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آندھی چلائی
گئی ہے ایک منافق کے مرنے سے جب مدینہ مین داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مر گیا تھا معجزہ [۸۹] بخاری و مسلم مین
ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج کی رات مین قریب ہے کہ ایک
آندھی سخت چلے سو لازم ہے کہ اُس آندھی مین کوئی کھڑا نہ رہے بلکہ جس کسی کے پاس اونٹ ہو وہ اسکا زانو بند خوب باندھے
چنانچہ حسب ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُسی رات مین نہایت سخت آندھی چلی کہ ایک آدمی کھڑا تھا
اوڑ گیا اور جبل طے پر اُسکا نشان ملا حالانکہ ملک طے اُس مقام سے کئی دن کی راہ تھا یہ معاملہ سال نہم ہجرت جنگ تبوک
مین واقع ہوا ہے معجزہ [۹۰] صحیح مسلم مین نافع ابن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم لوگ لڑوگے عرب کے کافرون سے سو خداے تعالے اُسکو فتح کریگا پھر تم لڑوگے ایران والون سے سو خدا اُسکو
فتح کریگا پھر تم لڑوگے روم سے سو خداے تعالے اُسکو فتح کریگا پھر تم لڑوگے دجال سے سو اللہ جل شانہ تعالے
تمکو اُسمین فتح نصیب کریگا سو اب دیکھو جیسا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی
ہوا اسمین فرق نہ پڑا یعنی اوّل ملک عرب مسلمانون کے ہاتھ پر فتح ہوا بعد اُسکے ایران اور بعد اُسکے حضرت امیر المومنین
عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مین روم فتح ہوا اور دجال پر فتح امام مہدی پاوینگے معجزہ [۹۱] بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اُسکے بعد کوئی وہان کا بادشاہ
نہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو کوئی اُسکے بعد وہان کا بادشاہ نہوگا اور قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے
قابو مین محمد کی جان ہے کہ مقرر ان دونون ملکون کی خزانے خدا کی راہ مین بانٹے جاوینگے یعنے روم اور ایران کے بادشاہون
کے خاندان مین سلطنت نہ رہیگی اسلام کا عمل وہان ہوگا پھر جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ عمر فاروق کی خلافت
مین ایران فتح ہوا پینتیس [۳۵] ہزار کا لشکر اسلام تھا ہر سپاہی کو بارہ [۱۲] ہزار درہم ملے تھے تو اس حساب سے سب خزانہ ایران کا
چالیس [۴۲] کروڑ ہوا اسیطرح روم بھی مسلمانون کے ہاتھ فتح ہوا اور وہان کا خزانہ بھی اسلام مین تقسیم ہوا معجزہ [۹۲]
بخاری اور مسلم نے جابر ابن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے لتفتحن
قیصر واذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ یعنی مقرر تم کھولوگے خزانے شاہنشاہ فرنگستان کے اور جب کہ شاہنشاہ فرنگستان مر جاوے

سکے ہاتھون سے خراب ہوگا پھر نہ استوار ہوگا دیکھو یہ پیشین گوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت مین شروع ہوئی اور ترکون کے ہاتھون سے کامل ہوگئی اور شاہنشاہی فرنگستان ایسی غارت گئی کہ کئی سو برس سے اُسکا نام ونشان بھی باقی نہ رہا اور دشنائے روم اور ارض مقدس جو سارے فرنگستان کے بادشاہون کا معبد تھا پہلے ہلے ہین قیصر سے کیا چھین لیا اور بعد اُسکے سنہ ۱۰۹۶ و سنہ ۱۲۷۰ عیسوی مین سارے اہل حکومت فرنگستان کے اور بادشاہ انگلستان کا بھی تین تین چار چار لاکھ سپاہون سے جمع ہو ہو کر مسلمانون کو فرنگستان اور ارض مقدس سے نکالنے کے لیے لڑے آخر کار اُن لڑائیون سے کچھ فائدہ نہوا اور چالیس لاکھ فرنگی فلسطین مین دفن ہوا **فائدہ** یہ قاعدہ تھا عرب والون کا کہ جن ولایتون پر کوئی بادشاہ متسلط رہتا تھا اُن ولایتون کو اُسی بادشاہ کی ولایت کی طرف منسوب کیا کرتے تھے خصوصًا جبکہ اُن ولایتون کے حدود آپسمین ملحق اور اوضاع واطوار انکے متشابہ ومتقارب ہون اسلیے سارے فرنگستان کو عرب کے لوگ روم کہتے تھے **معجزہ** ۹۳ مسلم نے بسند متصل ابوہریرہ سے استخراج کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پھر آنیکے زمانہ مین قسطنطنیہ فرنگیون کے پاس ہوگا **فائدہ** روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پارس والے ایک ٹکر یا دو ٹکر کے ہین اور اہل فرنگ ذی قرنون والے ہین ایک گروہ اگر خراب ہوگیا تو دوسرا استوار ہوتا ہے اور اہل فرنگ تحمل والے ہین اور آخر زمانہ مین پھر عروج پکڑینگے سو دیکھو خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے وقت سے خلیفہ سوم کے زمانہ تک پارس والے ٹکرین مارتے رہے پھر بے نام ونشان ہوگئے اور عروج کرنا آخر زمانہ مین فرنگیون کا اور ہونا قسطنطنیہ کا انکی حکومت مین ہوگا **فائدہ** آثار اس پیشین گوئی کے انگلشیون اور روسیون کے حکومت سے ظاہر ہین شاید انھین سے ظہور پکڑے یا فرنگستان کی اور دوسری قوم سے **معجزہ** ۹۴ احمد ابن حنبل نبزاز وطبرانی وابونعیم وحاکم نے باسناد متصل عبداللہ ابن مسعود وابی بکرہ وبریدہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ترک غالب ہونگے چنانکہ پانسو برس کے بعد انکا غلبہ ہوا **معجزہ** ۹۵ مسلم مین عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم پر فتح ہوگا ایران و روم کا ملک تو کون قوم ہوگی یعنی شکر گذار یا ناشکر گذار کہا عبدالرحمن ابن عوف نے ہم شکر گذار ہونگے جیسا ہمکو خدا نے حکم کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یا اُسکے سوا سے کہوگے یعنی شکر گذاری نہ کروگے بلکہ ہوس کروگے پھر آپسمین حسد کروگے پھر آپسمین ایک دوسرے کی جڑ کاٹوگے برادری کا حق نہ مانوگے پھر آپسمین بغض وعداوت رکھوگے راوی کو شک ہے کہ حضرت نے یہ لفظ فرمائی یا اُسکے مانند کوئی اور پھر حضرت نے فرمایا کہ پھر تم چلوگے محتاج مہاجرین مین سو چڑھاؤگے بعضون کو اُنکے بعضون کے گردنون پر یعنی ایک کو دوسرے کے قابو مین کروگے یا انکو تکلیف مالایطاق دوگے اس حدیث مین حضرت صلعم نے روم وایران کے فتح ہونے کی آگے سے خبر دی اور زیادتی مال ودولت کی خرابیان وفساد بیان کیے سو صدیق اکبر وفاروق اعظم کی خلافت مین مسلمانون مین فساد شروع ہوا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین زیادہ ہوا یعنی وہ فساد جو معاویہ ابن ابی سفیان نے ڈالا پھر تو یزید پلید علیہ ما یستحقہ اور مروان ملعون اور اُسکے اولاد کی حکومت مین مہاجرین صحابہ

جو زیادتیاں اور خرابیاں ہوئیں تمام عالم پر روشن ہیں یعنے جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا

(معجزہ ۹۶) معجزہ ۹۶ بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا قیامت قائم نہو گی یہاں تک کہ تم لڑو گے خوزستان

و کرمان سے جو دو گروہ عجم کے ہیں سرخ رو ناک چپٹی آنکھیں چھوٹی منھ جسطرح ڈھال تہ بتہ اوپر چمڑا چڑھا ہوا یعنی اُنکے منھ گول

گول ہوئے ہوئے ہیں پس خوزستان و کرمان دو شہر ہیں بڑے بڑے ایران و توران میں وہان کے باشندے مراد ہیں یا تو ترک

کہ انکی بھی صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں سو ہو جب ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت اُنسے لڑے و فتح یاب ہوئے

(معجزہ ۹۷) معجزہ ۹۷ ابو داؤد نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب دجلہ ایک شہر عظیم ہے جسکے باشندے

اہل اسلام ہونگے آباد ہوگا اُسکے ساحل پر رخت اقامت کھولینگے اور وہ تین فرقہ ہونگے ایک تو مال و اسباب اپنا بیلوں

لاد کے جانب صحرا چلے جائینگے دوسرا فرقہ بادشاہ ترک سے پناہ پکڑے گا یہ دونوں ہلاک ہونگے اور فرقہ ثالثہ اپنے لڑکوں

کو پیچھے چھوڑ کر ترکوں سے مقابلہ کریگا اُسکے لوگ درجہ شہادت پاوینگے پس اس ارشاد کے مطابق یہ عہد مستعصم باللہ

سال چھ سو چھپن ۶۵۶ میں واقع ہوا کہ اتراک ملک تتار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اہل اسلام تھا لشکر کشی کی اور اہل

اسلام کو محاصرہ میں کر لیا کہ بعضے بھاگے اور مارے گئے اور بعضے بلکہ اکثر مع مستعصم باللہ امان سلطان میں در لگے وہ بھی

قتل ہوئے اور ایک گروہ نے مقابلہ کیا وہ لوگ شہید ہوئے یہ پیشین گوئی چار سو برس پیشتر وقوع سے ابو داؤد نے لکھی ہے

(معجزہ ۹۸) معجزہ ۹۸ مسلم میں ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا البتہ تم فتح کرو گے آگے چلکر ملک مصر وہ زمین ہے جسمیں قیراط کا

نام مشہور ہے سو میری وصیت مانو وہان کے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا البتہ اُنکے لیے امان ہے اور اُنسے برادری ہے سو ویسا ہی

ہوا جیسا حضرت نے فرمایا تھا فائدہ قیراط نصف دانگ سرخ کی ہوتی ہے وزن پانچ جو ملک مصر میں اسکا بہت رواج ہے

اور چونکہ مصر کے بادشاہ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ میں بھیجا تھا کہ انھیں سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ

پیدا ہوئے لہذا مصریوں کو امان و پناہ ہوئی اور حضرت ہاجر والدہ حضرت اسمعیل علیہما السلام بھی مصر کی تھیں اور حضرت

اسمعیل عرب کے جد ہیں اس صورت میں عرب کو مصریوں سے ننہالی رشتہ ہوا اسواسطے اُنکے ساتھ نیکی و احسان کو فرمایا

(معجزہ ۹۹) معجزہ ۹۹ مسلم میں اسماء بنت ابی بکر سے روایت صحیح ثابت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلا شک ثقیف کے قوم میں ایک مرد ظالم

خونریز ہو گا اور ایک مرد بہت جھوٹا سو دیکھنا چاہیے کہ اُس قوم سے ایک حجاج نابکار ستمگار خونریز سفاک ہوا جسکا

ظلم عالم میں مشہور ہے اُسنے سوا لاکھ آدمی ناحق مارے دوسرا مختار ثقفی ہوا جسنے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام

محمد بن حنفیہ کیطرف سے اوّلا جھوٹا دعوے امام کے خون کا کیا اور اسی بہانے سے سردار بنا پھر دعوے پیغمبری کرنے

لگا آخر کار فضیحت و رسوا ہوا (معجزہ ۱۰۰) معجزہ ۱۰۰ صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ تم مصر کو

فتح کرو گے اور یہ بھی فرمایا کہ جب دیکھو دو شخصوں کو کہ باہم ایک اینٹ کی برابر زمین پر جھگڑا کرتے ہیں تو وہاں سے

نکل آنا ابو ذر سو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن ابن شرحبیل ابن حسنہ و ربیعہ دو بھائیونکو ایک موضع خشت

پر خصوصیت کیا تے دیکھا تو منہ سے نکل آیا معجزہ[۱۰۱] مواہب مین لکھا ہی کہ بعد فتح خیبر جب مال و اسباب جمع ہونے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص مال غنیمت مین خیانت نہ کرے نہین تو دوزخی ہوگا اسی عرصہ مین ایک غلام حبشی حضرت کا مر گیا حضرت نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہی اسنے غنیمت مین خیانت کی ہی اصحاب نے اسکا اسباب تلاش کیا تو ایک کمل ملا جو پیش از تقسیم غنایم اسنے چرایا تھا اسی عرصہ مین ایک شخص اور بھی مر گیا اسکے حق مین بھی حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہی اصحاب نے اسکا اسباب بھی دیکھا تو کئی مہرین یہودیون کی ملین جو قیمتی دو درم کی بھی نہ تھین معجزہ[۱۰۲] ابو داؤد و بیہقی نے بسند متصل ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایکدن فرماتے تھے ایک روز آنے والا ہی کہ تمھارے خلاف مذہب والے تم پر چڑھائیان کرینگے اور غالب آوینگے اس اثنا مین کسی نے عرض کیا کہ یہ غلبہ مخالفون کا ہوگا مگر اس سبب سے کہ مسلمان کم رہ جائینگے حضرت نے فرمایا یہ سبب نہین ہی اسلیے کہ ان دنون تم ان روزون سے کہین زیادہ ہوگے لیکن سبب یہ ہی کہ تم لوگ نکمے ناکارے ہو جاؤ گے اور خداے تعالے تمھارے رعب کو تمھارے مخالفون کے قلوب سے نکال لیگا اور تمہارے دلون مین وہن ڈال دیگا لوگون نے التماس کیا یا رسول اللہ وہن کیا فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت سو دیکھو کچھ اس خبر کا ظہور بعض ملوک فرنگ و چنگیزیہ کے عہد مین ہوا اور بعد ہزار برس کے پوری تکمیل تو نہین مگر ذیل درجون مین اٹھ درجے اسپین کے فرنگیون سے شروع ہوئی اور انگلشیہ و روسیہ کے ہاتھون نہایت ظہور مین آئی اور اب حب دنیا و نفرت از مرگ مسلمانون مین بدرجہ کمال ہی و بے رغبتی عقبی بالا مال اور غلبہ مخالفون کا بھی سب مدارج کو طے کر کے ظاہر الازدیاد ہی معجزہ[۱۰۳] بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ حضرت فرماتے تھے کہ ضرور ہونیوالی ہی یہ بات کہ سرزمین حجاز مین ایک آگ بلند ہو جس سے بصرے کی شترخانون تک روشنی پہونچے چنانچہ یہ آگ متصل مدینہ طیبہ مانند شہر عظیم جسمین قلعہ و بروج و کنگرہ بھی تھے ظاہر ہوئی طول مین چار فرسنگ عرض مین چار میل ارتفاع بقدر دو قد آدم دریا مانند موج زن تھی و ہمچو سیلاب روان و مثل رعد غرش کنان روشنی ایسی کہ مدینے کے لوگ اسمین سب کام کرتے اور سکان مکہ و بصری بھی دیکھتے تھے قسطلانی نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ یہ آگ بتاریخ ستائیسوین رجب ۶۵۴ھ آٹھ سو چون مین فرو ہوئی سب پچپن یوم اسکا قیام رہا اور تواریخ عربستان سے واضح ہی کہ اوائل جمادی الآخر ۶۵۴ھ روز جمعہ سے شروع ہوئی اور آخر رجب سنہ مذکور مین فرو ہوئی یہ پیشین گوئی صدہا برس پیشتر وقوع سے کہی گئی تھی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم چار سو برس قبل ظہور اس آتش سے تالیف ہوئی ہین معجزہ[۱۰۴] مسلم و ابو داؤد و ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے استخراج کیا ہی وہ کہتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ یکجا کر کے دکھلائی گئی مجھکو زمین کی طرفین پورب اور پچھم کی اور پہونچیگی حکومت میری امت کی جہان تک وہ دکھلائی گئی یعنی پورب سے پچھم تک اس مقام پر کئی باتون کا غور درکار ہی اول حضرت کا فقر اور مسلمانون کی بے سامانی کہ سوائے نان جوین اور گزینہ جامہ کے کچھ میسر نہ تھا

اور اسپر بڑا طرہ یہ تھا کہ سلاح جنگ بھی بکثرت نہ تھے اور انکی عدم واقفیت قواعد حرب اور ضوابط جہانگیری سے اور
انکی قلت کہ صرف عرب کے کافرون کے مقابلے مین لاکھون حصہ تھے دوسرے مخالفون کی کثرت اور انکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ و حشمت
و علم و حکمت و قواعد حرب و جہانگیری کی مہارت تامہ اُس بغض و عداوت کو دھیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے
کہ ایک ذرا ذلیل بھی جان دینے اور گھر بار لٹا دینے کو موجود ہوجاتا ہے چہ جائکہ ملوک اور انشجعہ آپ دیکھا چاہیے کہ باوصف ان ہولناک
اسطرح کی پیشین گوئیان کس دھوم دھام سے عرصہ ظہور مین آئین کہ تئیس ۲۳ برس کے اندر عرض مین دس بارہ درجہ سے کہین تینتالیس ۴۳
چوالیس ۴۴ درجے تک جیسے باب المندب سے بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی
حدود شمالی تک اور طول مین نصف النہار لندن سے تیس ۳۰ درجے غربی لیکر کہین ستر درجے تک جیسے حدود شرقیہ
فارس تک اور کہین بیاسی ۸۲ درجے تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک حوزۂ اقتدار خلفاے راشدین مین آ
گیا کہ اگلی حکومتون کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل گیا پھر لحاظ کرو
اس بات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر خالدات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی یہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ
ربع مسکون کی حد شرقی ہے طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقیہ اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین بیالیس ۴۲ اور کہین
پچاس ۵۰ اور کہین پچپن ۵۵ اور کہین ساٹھ ۶۰ درجے تک بلکہ بعض جگہ کچھ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی مین اکثر حصے
معمورہ کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت
نہین ہوئی اور ایسی نہین جسطرح نادر شاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی گو
کہین شعائر اسلامیہ جاری کیے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایات فرنگ مین اور یہ باتین تو تواریخ
نصاری اور جغرافیہ سے بھی بخوبی ثابت ہین اور اسی کا اشارہ کلام مجید مین ہے ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و
دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون یعنی خداوند کبریا نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو بھیجا تاکہ
اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہو اور یہ تو بہ ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی جسطرح لا اله
الا اللہ کا مضمون سچا ٹھہرا ہے اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور باشنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے
بدلایل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہین اب دیکھو سیکڑون ہزارون برس سے ثنویت زردشتونکے پاس اور شگن و باشنی
ہندؤن اور چینیون مین اور تثلیث عیسائیون مین ضروریات الٰہیہ مین داخل ہے پر لا اله الا اللہ کا مضمون بعد
ظہور ان نوع انسانی سے اتبک کسیکے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے
نہین پھیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوة والسلام مین پھیلا اور اگر کہین پھیلا ہو تو کوئی بتلاوے
معجزہ ۱۰۵ بخاری نے جناب ابن الارت صحابی سے استخراج کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مین نے ایک دن پیغمبر خدا صلعم
کے حضور مین ایذادہی اہل مکہ کی شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور مجھے صبر کی نصیحت کرنے لگے

اور اگلے مظلومون اور انکی صبرون کی حکایتین بیان فرمانے لگے اور فرمایا خدا کی قسم یہ امر یعنی دین اسلام مقرر بقرار اچھی طرح جم جانے والا ہی یہان تک کہ صنعا سے حضرموت تک مسلمان آدمی سفر کریگا اور سوائے خدا کے کسیکا ڈر اُسکے نہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو مطلب یہ کہ میرے اور میرے اصحاب کے بیکسی اور مظلومی اور سرمون موذیون کی کثرت و شوکت پر خیال نکرو ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ وہ دشت مین تمھین کسیکا خوف نہوگا چہ جا کہ وطن مین چنانکہ حضرت صلعم کے وقت ہی مین ایسا ہوگیا کہ مسلمانون کو اللہ تعالے نے غلبہ دیا اور کافر بت پرستون کو مغلوب کردیا اور اسلام کو ایسا شائع کردیا کہ مشرق سے مغرب تک پھیل گیا معجزہ [۱۰۶] بخاری نے عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہوکے افلاس کی شکایت کی بسبب اسلام کے اور پھر ایک اور آیا اُسنے راہین بند ہوجانیکا گلہ کیا یعنے خرید و فروخت کرنا بازار مین اور سفر کرنا تجارت کے واسطے ظلم کفار سے دشوار ہوگیا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زندگی باقی ہی تو ایک دن تو دیکھیگا کہ عورت محل نشین نے تنہا حیرہ سے کوچ کیا اور کعبہ مین باطمینان آکر طواف کیا یعنی گو ہم بالفعل کافرون کے ظلم مین گرفتار ہین تو کیا ہوا ایک دن ایسا بھی آنے والا ہی کہ اہل اسلام سے اگر ایک عورت بھی تن تنہا سفر منزلون کا کریگی تو اُسکے حال سے بھی کوئی تعرض نہ کریگا عدی صحابی فرماتے ہین کہ مین نے دیکھی یہ بات کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا کعبہ تک باطمینان آئی اور کسی کافر موذی نے تعرض نہین کیا فائدہ یہ دونون معجزہ ضمیمہ ہین ارشاد آلہی کے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات

لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعنی اللہ تعالے نے وعدہ دے رکھا ہی ایمان والون نیکوکارون کو تم مین سے اے مسلمانو کہ انکو خواہ نخواہ بادشاہ کردیگا جسطرح بعض اگلون کو بادشاہ کیا اور جما دیگا اُس دین کو جسیا اُنکے لیے مقبول کیا اور خواہ نخواہ بدل دیگا انکو خوف کی جگہ امن و امان کو فائدہ بخاری مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قایم نہوگی جب تک کہ ذکر نے لگے میری امت اگلی زمانون کے طریقون کو بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یعنی بے تفاوت جو اگلے زمانے کے کافرون کے رسوم تھے وہ میری امت مین کرینگے اصحاب نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ مجوس اور نصاریٰ کی طرح ہوجائینگے فرمایا اور کون لوگ ہین سوائے انکے یعنی نہین کے قدم بقدم چلینگے سو دیکھو ریشمین کپڑا پہننا چاندی سونے کی باسنون مین کھانا پینا نجومیون سے پوچھ کر کام کرنا شراب پینا مزامیر سے گانا سننا داڑھی منڈانا گناہون پر اڑ جانا توبہ نہ کرنا احکام شرع کا خیال نہ کرنا گفتگو مین بلا وجہ جھوٹھ بولنا وعدہ خلافی کرنا گناہ کو سہل جاننا یہ سب رسوم مسلمانون مین جاری ہین خصوص ہندوستان مین یہ باتین فخر یہ جاری ہین سبحان اللہ مخبر صادق نے جو فرمایا تھا وہ واقع ہوا معجزہ [۱۰۷] صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان لوگ بعد شکست دینے کسریٰ بادشاہ فارس کے خزانہ اُسکا جو کوشک سفید مین بند ہی اپنے قبض

وتصرف میں لاوینگے مطابق اس پیشین گوئی کے عہد خلافت حضرت عمر میں واقع ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے
شہر مداین کو جو دار الخلافہ خاندان کسروی تھا فتح فرمایا اور یزدجرد بھاگا اور تمام خزانہ کوشک سفید کا قبض و تصرف
میں آیا معجزہ خصائص صغریٰ میں جلال الدین سیوطی نے رزین صاحب صحاح کی روایت سے لکھا ہی کہ جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ریت پر چلتے تھے تو نشان قدم مبارک دیکھا نہ پڑتا تھا اور جب پتھر پر چلتے تھے تو ہر قدم پر نقش ہو جاتا تھا
اور حال تفصیلی اس معجزہ کا دلائل النبوۃ اور جامع الآثار اور انسان العیون اور موارد الانوار اور مواہب لدنیہ
اور مدارج النبوۃ اور فتح الباری وغیرہ کتب میں موجود ہی جسکو شبہہ ہو دیکھ لیوے اور اپنا ایمان درست کرے
تتمۃ الکتاب دستور یہ ہی کہ جب کوئی حاکم یا بادشاہ اپنے نائب اور کارندے کو ممتاز بین الاقران کیا چاہتا ہی تو اسکے
ساتھ ایسی بات کرتا ہی کہ جس سے یہ سب لوگون کو معلوم ہو کہ یہ شخص مخصوص اور مصاحب بادشاہی ہی اسکا ساختہ
پرداختہ بادشاہ کو منظور ہی اور اسکی محبت یا عداوت عین بادشاہ کی محبت و عداوت ہی جانا کہ اسطرح ہماری حضرت
صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی و سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور
جملہ صفات کمال اس ذات بابرکات میں بھر دیے اور کمالات اپنے کا ایک نکتہ بنا دیا تاکہ حاضر اور غائب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ
پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزم کو بھی فضایل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا انکو ایک ذات میں جمع
کر کے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد پر جیسے بخوبی ظاہر ہی کہاں ہزار مکانوں میں ہزار چراغ اور کہاں ایک مکان میں ہزار چراغ

تضمین

تجھے اللہ نے بخشے ہیں کمالات سبھی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد فصاحت بھی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب ملا ہارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق رضا عصمت خضر یحیی کی	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی اور اسکے سوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجھے اوصاف پسندیدہ ہیں بخشے دو جہاں	سب ہیں یکجا متفرق تھے جو اور نبیوں میں	جیش یوشع کا جہاد اور وقار الیاس	کیا فقط یہ ہی کہ ہی بادشہ جن و انس
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہوں تو نے جو پائے ہیں عطایائے جلیل	سحر توریت موسی لغت اسمعیل	قرب ایسا کہ سوچ سکتے نہیں جبرائیل	الغرض لکھوں میں کیا کیا ترے اوصاف جلیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان عزت و محبوبی حق ای شہ دین	اصطفا اور رضا جو صفتیں تجھکو ملیں	خاص ہیں تیرے لیے کوئی شریک انمیں نہیں	ہر تجھے اور رسل بیچ وصفوں میں ہیں شریک
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو ہر بحر و کمر	پھر سند ختم رسالت کی ابعزیاں قدر	مل گئی مہر نبوت سے تجلی ہو کر	اور دیکھو کہ نبی ورثہ جہاں بخشد

	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہرہ پہنچا	سنکے یہ یون کو ہوئی آپ سے الفت پیدا	عشق مین سامنے آیا جو خیالی نقشا	دیکھکر کہنے لگین صل علیٰ صل علیٰ
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجھ مین جو اوصاف کسی مین نہ ہوئے	مشترک وصف تھے صد چند بڑھے او تجھے	نہین تشبیہ حقیقت مین کسی سے تجھے	یہ کہا کرتی ہین سمجھانے سمجھنے کیلیے
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس منہ سے کہ ہین تیری مدح کی آگہی	صرف اپنے لیے تحصیل سعادت کی ہے	قول و ال ایک سخن پا کے قناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرأت کی ہے
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو فضائل اور کمالات ہمارے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عنایت کیے ہین بعض اُنمین ایسے ہین کہ اور حضرات انبیا علیہم السلام بھی شریک ہین اور اکثر وہ ہین کہ اور پیغمبرون کو اُنمین شرکت نہین بلکہ آنجناب اُنمین متفرد ہین سو فقیر اول وہ نعمتین بیان کرتا ہون جنمین اور پیغمبر شریک ہین وہ یہ ہین اول نیابت حق وحکومت مطلق اور خلافت اور ریاست انام اور رسالت اور پیغمبری عام کہ اُنمین جناب ابو البشر آدم اور نوح اور داود علیہم السلام شریک ہین مگر پوشیدہ نرہے کہ یہ شرکت اور مناسبت من وجہ ہے نہ من کل الوجوہ کیونکہ رسالت ہمارے حضرت کی تمام اجزاے عالم کو شامل ہے جسطرح ربوبیت حضرت رب العزت جل شانہ اور بعثت آنجناب سواے افراد انسانی جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات اور جمادات پر بھی ہے کما قال اللہ تعالےٰ وما ارسلناک الا کافۃ للناس اور تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور ظاہر ہے کہ عالمین مین تمام موجودات ارضی وسماوی داخل ہین جسطرح رب العالمین کی تفسیر سے ہویدا ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ بعثت ہمارے حضرت صلعم کی تمامی اجزاے عالم پیا اور جمیع موجودات پر ہے والاسلام احجار او سجدہ اشجار اور شہادت حیوانات رسالت حضرت پر کیا مخفی ہین اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتون نے سجدہ تحیہ کیا تو ہمارے حضرت صلعم کے واسطے ارشاد ہوا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یہ صلوۃ وسلام اُس سجدہ سے افضل ہے اسلیے کہ اسمین خداوند علیم بھی فرشتون کا شریک ہے اور حضرت آدم کو صرف ملائکہ نے سجدہ تحیہ کیا تھا اور ایک ہی مرتبہ جو ہونا تھا ہوگیا اور یہ صلوۃ اور سلام قیامت تک رہیگا اور ہر روز وشب نیا ہوتا رہیگا اور یہ بھی روایت ہے کہ سجود ملائکہ برکت نور محمدی سے جو پیشانی آدم مین جلوہ افروز تھا واقع ہوا تھا اور دیلمی نے مسند الفردوس مین لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اگر تعلیم اسما کی گئی اور ذریت دکھلائی گئی تو ہمارے حضرت کو بھی تعلیم اسماے امت واقع ہوئی اور صورت دکھلائی گئی اور یہ تو ظاہر ہے کہ عموم رسالت خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے چنانچہ تفسیر مدارک مین ہے عموم الرسالۃ من خصائصہ علیہ السلام اور جو تفسیر جلالین مین الا سورہ فرقان کی تفسیر مین تحت کریمہ للعالمین نذیرا لکھا ہے ای الانس والجن

دون الملائکۃ سو یہ لیکن اسکا مردود ہی چنانچہ مصنف کا این علامہ سبکی سے نقل فرماتے ہین کہ قال السبکی العالم ماسوی اللہ فلفظ العالمین یعم الملائکۃ فمن ادعی خروجہم من ہذا العموم فعلیہ البیان وحکایۃ الاجماع عن مثل الرای غیر مسموع کذا فی المواہب انتہی اور تحقیق اسکی بتصریح تمام قصہ نوح حضرت علیہ السلام مین مندرج ہو چکی ہی باقی رہا یہ حضرت نوح علیہ السلام سو انکی رسالت خاص قوم کی طرف تھی کہ انا ارسلنا نوحا الی قومہ سے ظاہر ہی اور اس عرصہ مین تمام عالم مین تخمین کی قوم تھی لیعنے بعثت انکی اہل عصر تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر جو کہ بعد از ان موجود ہوے اور ہمارے حضرت کی بعثت اہل عصر اور آیندہ پر تا قیام قیامت عام ہی اور بعض وجوہ مناسبت کے قصہ حضرت نوح علیہ السلام مین لکھے گئے ہین اور حضرت داؤد علیہ السلام کو صرف نبوۃ اور ملکت مین ایک نوع کی مناسبت ہی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص عنایت سے نعمت اپنی پوری فرمائی کہ ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطا مستقیما سے ظاہر ہی اور حضرت داؤد کو بعد قبول توبہ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فرمایا ہی وراے اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے ارشاد ہی لیستخلفنکم فی الارض اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کیواسطے لوہے کو نرم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نیچے پتھر کو موم کیا کہ نقش قدم ہو جاتا تھا اور درخت خشک کو آپکی دعا سے سرسبز کر دیا حضرت داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح کرتے تھے حضرت کے ہاتھ مین سنگریزے تسبیح کرتے تھے دوسری خلت حق اور محبت مطلق کہ اسمین حضرت ابراہیم علیہ السلام شریک ہین مگر حضرت حبیب بھی ہین خلیل وہ ہی کہ جسمین محبت غالب ہو اور حبیب وہ کہ جسمین محبوبیت غالب ہو خلیل وہ ہی جسکا فعل برضاے خدا ہو افعل ما تؤمر یعنی کر ڈال جو تجکو حکم ہوتا ہی حبیب وہ ہی کہ فعل خدا کا موافق اسکی رضا کے ہو فلنولینک قبلۃ ترضیہا سو البتہ پھیر دینگے تجکو جس قبلے کی طرف تو راضی ہی خلیل علیہ السلام پر آتش نمرود ایک مرتبہ سرد ہوئی حضرت صلعم کے واسطے آتش حرب وقتال کئی مرتبہ ٹھنڈی ہوئی کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ یعنی جب سلگاتے ہین آگ لڑائی کیواسطے بجھاتا ہی اسکو اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ استدلال سموات وارض مقام قرب مین پہونچایا اور حبیب علیہ السلام کو بلا واسطہ مرتبہ قاب قوسین او ادنی سے ممتاز کیا روضۃ الاحباب مین ہی کہ روز قیامت آتش دوزخ کو خطاب ہوگا کہ فرمان بردار محمد صلعم ہو جسکو فرماوین اسے جلا اور جسکو بچاوین اسکے نزدیک نہ جا اور نسائی ابن حاطب سے روایت کرتے ہین کہ حاطب کہتے ہین مین لڑکا تھا ایک مرتبہ دیگ گرم میرے پوست بدن پر اُبل گیا میرا باپ مجھے رسول مقبول کے حضور مین لایا آنجناب نے آب دہن اپنا اس مقام پر لگایا اور فرمایا اذہب الباس رب الناس صحت ہو گئی اگر خلیل علیہ السلام نے بتون کو تبر سے پوشیدہ توڑا کہ فجعلہم جذاذا حضرت حبیب علیہ السلام نے بت پرستون کے روبرو بتان کعبہ کو جو سیسے سے دیوار مین جڑے تھے ایک لکڑی کے اشارہ سے توڑا اور فرمایا جاء الحق وزہق الباطل حضرت خلیل علیہ السلام نے کعبہ بنایا حضرت حبیب علیہ السلام نے حجر اسود کو اسکے مقام پر رکھا خلیل نے مغفرت کی طمع کی والذی اطمع ان یغفرلی حبیب کو خود بخود مغفرت ملی لیغفرلک اللہ خلیل نے بالتجا عرض کیا ولا تخزنی یوم یبعثون حبیب کی شان مین بے التجا ارشاد ہوا یوم لا یخزی اللہ النبی بلکہ کمال محبت سے یہ فرمایا والذین آمنوا معہ

بیان فضیلت حضرت حبیب بر حضرت خلیل

یعبد

خلیل نے کہا واجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام حبیب کے حق مین ارشاد ہوا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
خلیل کو ذبح اسمعیل خواب مین دکھلایا حبیب کو واقعہ شہادت حضرت حسینؓ سے بزبان جبرئیل مطلع فرمایا فائدہ بعضے کہتے
ہین کہ خلیل بمعنی فقیر و محتاج و منقطع ہے مشتق از خلت یعنی حاجت اور ابراہیم کو اسلیے خلیل کہتے ہین کہ انھون نے وقت حاجت
غیر خدا سے اعانت نہین چاہی کہ قصہ القاء نار مین مذکور ہے اور افتقار حبیب علیہ السلام جانب حضرت حق اظہر من الشمس ہے
کہ باوصف ارشاد الٰہی اور پیغام حضرت باری دنیا قبول نہ فرمائی اور بمقولہ الفقر فخری سے خوش و خرم رہے اور اپنی امت کا
دستور العمل قرار دیا اور بعض یارون سے کہ محتاج تھے بروایت ابن ماجہ آنحضرت نے اس بات پر بیعت کی کہ غیر سے کسی
چیز کا سوال نہ کرین سو انمین سے کسی کا یہ حال تھا کہ اگر اسکا کوڑا گر جاتا تھا تو خود گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتا تھا مگر دوسرے
سے سوال نہ کرتا تھا کذا فی القول الجمیل اور شفاء قاضی عیاض مین روایت ہے کہ خدائے تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا اتخذتک خلیلاً فہو مکتوب فی التوریۃ وانت حبیب الرحمن اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنت متخذا
خلیلاً غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلاً یعنی اللہ صاحب نے کہا اے محمد مین نے تجھے خلیل بنایا ہے سو یہ لکھا ہوا ہے توریت مین
اور تو محبوب ہے رحمان کا اور حضرت نے کہا اگر ہوتا مین پکڑنیوالا خلیل اپنے رب کے سوا بیشک پکڑتا مین ابوبکر کو خلیل
بیان سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے کے آنحضرت خلیل ہین اور حضرت کے خلیل اللہ صاحب ہین پھر صفت خلت کی بدرجہ
اتم ہوئی اور صفت محبت کی اسپر زیادہ ہوئی کہ ان دونون صفتون کے ملانے سے افضلیت آنجناب جنھون نے
نکالی ہے لیکن کاتب الحروف کے نزدیک از جہت خصوصیت محبت کچھ فضیلت نہین ہوسکتی بلکہ سوائے ان دونون صفتون
کے دیگر مقابلیت علیہ اور احوال سنیہ سے آنحضرت کو حضرت ابراہیم پر فضیلت ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی خلت
اور محبت کے جامع تھے اور محبت نحو المخصوص انبیا علیہم السلام سے نہین خصوصًا وعمومًا بلکہ ارشاد ہوتا ہے ان اللہ یحب
التوابین ویحب المتطہرین ویحب الصابرین ویحب المحسنین و فاتبعونی یحببکم اللہ ابن قیم کہتے ہین کہ جو لوگ گمان کرتے ہین
کہ محبت خلت سے افضل ہے اور محبوب حبیب اللہ ہے اور ابراہیم خلیل اللہ یہ نادانی ہے اسلیے کہ محبت عام ہے اور خلت
خاص اور خلت نہایت محبت کا نام ہے حق یہ ہے کہ خلت ایک قسم محبت سے ہے نافضل تر جمیع انواع محبت سے کہ اللہ صاحب نے
اس مرتبہ علیہ اور منصب سنیہ مین تمام پیغمبرون سے حضرت ابراہیم اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہما کو مخصوص فرمایا باوجود اسکے
حضرت خاتم النبیین صلعم کو اور درجات اور مناصب سے بزرگی عطا کی کہ حضرت ابراہیم پر فضیلت حاصل ہوئی تیسری
شکر گذاری کہ حضرت نوح علیہ السلام اسمین شریک ہین فرق یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کے کافرون کو
دعا سے ہلاک کرایا کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی اے رب نچھوڑ زمین پر منکرون کا ایک گھر بسنے والا
اور ہمارے حضرت نے باوجودے کہ غزوۂ احد مین بڑی بڑی سختیان اٹھائین او بددعا نہ فرمائی یہی کہا اللہم اہد قومی فانہم
لایعلمون یعنے اے اللہ ہدایت کر میری قوم کو بیشک وہ نادان ہین اور حضرت نوح کے وقت مین جو لوگ ایمان

لائے تھے وہ ہی غرق ہونے سے بچے کہ قیل یا نوح اہبط بسلام منا وبرکات علیک وعلی امم ممن معک یعنے حکم ہوا اے نوح اوتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتون کے ساتھ تجپر اور کتنے فرقون پر تیرے ساتھ والون مین اور ہمارے حضرت کے وقت کے کفار آپ کی برکت سے عذاب دنیا مین گرفتار نہ ہوئے کہ ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی اللہ ہرگز عذاب نہ کرتا انکو جب تک تو انمین تھا جو تجلی کلام حضرت حق کہ حضرت موسی علیہ السلام بھی اسمین شریک ہین مگر حضرت موسے سے بالائے طور احکام شریعت مین کلام ہوا اور ہمارے حضرت صلعم کو قبہ نور پہ بکمال احتشام طلب فرماکے اسرار خفیہ سے مطلع کیا کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے ظاہر ہے اگر عصائے موسی کو اللہ تعالے نے اژدہا غیر ناطق بنایا ہمارے حضرت کے فراق مین چوب ستون کو رولایا حضرت موسے کے واسطے زمین پہ دریا شق ہوا حضرت حبیب کے لیے آسمان پہ شق قمر ہوا اور زمین آسمان کا تفاوت ظاہر ہے اور تفسیر بحر الجواہر مین ہے کہ ابن حبیب کہتے ہین کہ ما بین السماء والارض ایک دریا ہے کہ اسکا نام مکفوف ہے اور اس عالم کے دریا اسکی نسبت ایک قطرہ ہین سو وہ دریا وقت معراج آنحضرت شق ہوا اور اگر حضرت موسی علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر و کمان سے خشک کنوان پانی سے بھر گیا اور وقت ضرورت آپ کی انگلیون سے فوارہ دار پانی جاری ہوا کہ ہزارون نے پیا اور صرف کیا اور اگر حضرت موسی علیہ السلام کو ید بیضا نبوت کا نشان ملا تو ہمارے حضرت کو خاتم نبوت عطا ہوا اسکی روشنی مین آنکھ جھپکتی تھی آنحضرت کے نور سے آنکھون کو روشنی ہوتی تھی قد جاءکم من اللہ نور آپ ہی کی شان مین ہے اگر یہ نور پردہ بشریت مین چھپا نہوتا کسی کی نظر آپ کے جمال باکمال تک نہ پہونچتی حضرت موسی نے خضر سے کہا ان تعلمنی مما علمت یعنے سکھادے تو مجھکو جو تجھکو سکھایا گیا ہے اور ہمارے حضرت نے خدا سے درخواست کی رب زدنی علما یعنی اے رب بڑھا میرا علم حضرت موسی کی مناجات کا مقام طور سینا ہے حضرت خاتم النبیین کا عرش معلے موسی کی درخواست رویت جواب مین لن ترانی ارشاد ہوا حضرت کے واسطے حکم ہوا الم تر الی ربک حضرت موسے نے شرح صدر مانگا رب اشرح لی صدری حضرت کو بے درخواست ارشاد ہوا الم نشرح لک صدرک پانچوین ملک اور سلطنت کہ اوصاف علیہ حضرت سلیمان سے ہے یہ بھی حضرت صلعم کو ملا ہے اور حضرت مختار کیے گئے تھے ملکیت اور عبودیت مین سو حضرت نے عبودیت اختیار فرمائی اگر حضرت سلیمان کی جن اور ہوا مسخر تھی تو ہمارے حضرت کے حضور مین جن بطوع و رغبت ایمان لاتے تھے اگر حضرت سلیمان جنات سے کام لیتے تھے تو ہمارے حضرت انسے اسلام لیتے تھے اگر ہوا انکو ایک ماہ راہ لیجاتی تھی اور پھر لاتی تھی کہ غدوہا شہر ورواحہا شہر اسی سے عبارت ہے تو ہمارے حضرت کیواسطے براق مسخر ہوا کہ عرش سے فرش تک لیگیا اگر حضرت سلیمان کو جنون کا لشکر ملا تھا تو ہمارے حضرت کو فرشتون کا لشکر ملا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ سے ظاہر ہے اگر اللہ تعالے نے سلیمان کو چڑیون کی بولی سکھائی تھی تو ہمارے حضرت کے روبرو گوشت زہر آلود کا بولنا اور اونٹ کا شکوہ کرنا اور چڑیا کا فریاد کرنا معجزات باہرہ مین ہے چھٹی تناسب اعضا و لطافت تن و خوبی شمائل و لطافت بدن کہ عبارت حسن و جمال سے ہے کہ اسمین حضرت یوسف علیہ السلام شریک تھے اور حسن کی دو قسمین ہین ایک حسن صوری

ملک و سلطنت اوصاف عالیہ حضرت سلیمان

۱۲

یعنی ظاہری دوسرا حسن معنوی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوصف ملاحت حسن معنوی مین اقصی غایت پر تھے کہ آپکی تعلی
خلق عظیم آپکی شان ہی اور ابو سعید خدری سے بیہقی نے روایت کی ہی کہ ناگاہ مین نے یوسف کو دیکھا کہ فضیلت دیے گئے
ہین آدمیون پر از روے حسن کے مانند لیلۃ البدر اور انس سے ترمذی نے روایت کی ہی فرمایا کہ کوئی نبی نہین مبعوث ہوا مگر حسین
اور خوش آواز و نبیکم احسن وجہا و احسن صوتاً اور قسطلانی فرماتے ہین کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ حدیث معراج مین
آدمیون سے مراد غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور مسلم کی روایت ہی کہ ناگاہ یوسف نظر آئے کہ انکو ملا تھا پارہ حسن سے
اور مراد پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ورا اسکے حسن یوسف سے ایک فتنہ عظیم برپا ہوا
اور حسن آنحضرت سے سیکڑون نار ہوتے اور اگر ملاحظہ حلیہ شریف حضرت اس جگہ منظور ہوے تو درود پڑھکر بنظر امعان
دیکھو اور اسکو پیش نظر رکھو ؎ یا الٰہی تیرے عشق کی کھینچی ہی تصویر + تیرے محبوب کی کرتا ہون مین صورت تحریر + پاک کر
لوث دو عالم سے میری جان کا حریر + جسپر تصویر ہی تیرے دوست کی ہو شکل پذیر + کلک صنعت سے مرے جس گھڑی پیدا ہوا
حریر + ہو صدا صل علی صل علی بے تاخیر + سب کہین مصحف ناحق کی یہی ہی تفسیر + مطلع سیزدہ اختر ہی یہی بدر منیر +
ہی یہی جسکو شہنشاہ امم کہتے ہین + ہی یہی جسکو شہ لوح و قلم کہتے ہین + سو قد مبارک میانہ تھا نہ بہت بلند و دراز اور نہ
قصیر و کوتاہ با این ہمہ اُس قد کا یہ معجزہ تھا کہ جب لوگون مین کھڑے ہوتے یا چلتے تو سب سے بلند نظر آتا اور جب مسند
ہدایت اور دعوت پر جلوہ فرما ہوتے تو جماعت حاضرہ سے سر مبارک اونچا دیکھ پڑتا یعنی غیرت حق نے کسی طرح آپکا
ہمسر پیدا نہین کیا یہانتک کہ قد مبارک کے سایہ بھی نہ تھا کہ اسمین بھی سایہ ہمسری اور برابری تھا ؎ عرش پر سایہ
محبوب خدا چھایا ہی + ہی یہی وجہ کہ اُس قد کے نہین سایہ ہی + اور سر مبارک بھی میانہ نہ بہت بڑا نہ چھوٹا ؎ مجھکو ملتا نہین
اس سر کا کوئی بھی ہمسر + کس سے تشبیہ اُسے دون کہ وہ ہو لائق تر + سو یہ کہتا ہون کہ وہ سر جو ہی سر حق ہی + نور حق کیسے
سراسر اُسے یہ لایق ہی + اور بال سراسر اقبال اُس فرق نوری کے گھونگھر والے نہ تو نرم فرو ہشتہ اور نہ بہت پیچدار اور سخت
نہ بالکل کھلے اور نہ از بس اُلجھے درازی اُنکی تا گوش و گاہے تا دوش اور کبھون میان گوش و دوش اور دونون طرف
دو گیسو کبھون چار اور نور سے چمکتے تھے خوشبوئیون کی لپٹین آتی تھین انکا اعجاز یہ تھا کہ جو کوئی بیمار دھو کر پیتا فوراً
شفا پاتا ؎ یا رو وہ بال سر دوش جو آجاتے تھے + شب معراج کی صورت کو دکھا جاتے تھے + ہوش گمگشتگان جہان کو یہ سُنا
جاتے تھے + ہم تھے جو طور پر موسی کو گرا جاتے تھے + ہمکو تیرا نہ سمجھنا کہ تجلی ہین ہم + دیکھ تو نور کے منھ پر جو تجلی ہین ہم +
اور چہرہ نورانی غیرت جمال الٰہی اور آیت انوار نامتناہی ایسا روشن اور تابان کہ گویا آفتاب اُسمین سیر کرتا ہی نہ تو بہت
گول اور پر گوشت اور نہ بہت لنبا اور بے گوشت بلکہ مائل بتدویر اور رنگ اُسکی سفید مائل بسرخی اور چمک دمک ایسی کہ
نظر نہ ٹھہرتی تھی اور شفاف بے جرم ایسا کہ ہر چیز کا عکس اُسمین دیکھ پڑتا بلکہ صفائی اُس آئینہ حق نما کی یہان تک
تھی کہ نور خدا کی صورت اُسمین نظر پڑتی تھی اور عقدہ من رانی فقد رای الحق اُس سے کھل جاتا تھا ؎ ای محمد تیری صورت

کیا ہی اسہل + ورنہ تھی ذات خدا عقدۂ مالا ینحل + اور جبین نور آگین انوار حق سے مالامال اور مانند حوصلۂ دل عشاق
واضح وکشادہ جب اُسمین چاندنی پڑتی تو ایسا دکھلائی دیتا کہ ٹکڑا چاند کا ہی اور خوشبو اُسکی مشک اور عنبر اور زعفران
اور عطر سے زیادہ کہ عورتین اسکا پسینا لیکر بدن مین ملتی تھین اور بالون مین بجاے خوشبو لگاتی تھین روایت صحیحہ مین
آیا ہی کہ ایک عورت مفلسہ کو اُسکی بیٹی کے نکاح مین خوشبو نہ ملی اُسنے پسینا جبین مبارک کا لیکر اُس عروس کے بدن مین
ملا کہ بدن معطر ہو گیا اور کئی پشت تک اُسکی اولاد کے بدن مین ویسی ہی خوشبو آتی رہی اور بھوین آپکی پتلی پتلی نہ پیوستہ
نہ جدا ظاہر مین ملی ہوئین دکھلاتین سے اُنکی ابرو کو کوئی کہتا ہی طاق ایوان + کوئی کہتا ہی ہلال اور کوئی کہتا ہی کمان +
کوئی محراب عبادت ہی کا کرتا ہی گمان + اور کوئی قوس خدا اور کوئی تیغ عریان + صفت ابروے رسول
عربی شاہ جہان + قاب قوسین کہون مین تو یہ ادنیٰ ہی بیان + اور آنکھین سُرمگین نہ بڑین نہ چھوٹین اُنمین
ڈورے سُرخ خوشنمائی سے نمودار چشم بادور نظارۂ حق مین ہر دم سرشار سیاہی اور سفیدی اُنکی بکمال اعتدال
حق بینی مین ہر لحظہ با استقلال بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہی اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ سے
روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی مین ایسا دیکھتے جیسا روشنی مین اور پیش رو اور پس پشت برابر
سے چشم کو جادو نہ کہیو کہین اعجاز ہی + انکو آہو نہ سمجھیو کہ فقط ناز ہی + نہ تو نرگس ہی نہ یا دام کا انداز ہی یہ +
جانو صیاد نہ اُسکے تئین شہباز ہی یہ + ہی جو حق مین تو صفت اُسمین خدا ساز ہی یہ + عین عیسی ہی جو اعجاز
سے دمساز ہی یہ + کہ وہ عین علی نام ہی بہر تعبیر + غیر کے قتل پہ ابرو کی کھینچی ہی شمشیر + حقیقت یہ تھی
کہ جسطرح دل حضرت کا احاطہ اور وسعت ادراک معقولات مین رکھتا تھا اسی طرح حضرت کی آنکھ کو احاطہ
اور وسعت احساس محسوسات مین حاصل تھا کہ شش جہت کو حضرت کی نظر مین ایک جہت کا حکم تھا اور قوت بصر
ایسی کامل کہ ثریا کے تارے گیارہ یا بارہ دیکھتے تھے اور وقت بناء مسجد مدینہ قبلہ بچشم سر دیکھ کر سمت قبلہ
درست فرمائی تھی اور حیا اور شرم اُنمین ایسی کہ ہمیشہ گوشۂ چشم سے دیکھتے اور اکثر نظر آپکی زمین پر رہتی
اور وقت انتظار جانب فلک اور پلکین آپکی دراز مثل سائبان کمال آرایش سے نمایان سے یا ہین زیر و زبر
مطلق آیات دتوقف + یا ہین محراب مین کعبے کے ملائک کے صفوف + ہین زیارت مین جو تصویر نبی کے
مصروف + یہی پڑھتے ہین بصد شوق و بمراتب الوف + برگل عارض جان پرور احمد صلوات + بر دو گیسوے
فرح بخش محمد صلوات + اور گوش مبارک نہایت خوبصورت نہ بڑے نہ چھوٹے دور اور نزدیک سے برابر سنتین اور
خواب و بیداری مین یکسان سماعت کرین چنانچہ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا کہ وہ دروازہ کبھون نہ کھلا تھا اور
ستر فرشتے واسطے متابعت نزول سورۂ انعام کے اُترے حضرت نے مجمع صحابہ مین فرمایا کہ اسوقت مین نے
دروازہ کھلنے کی آواز سُنی اور بینی مبارک بلندی شعاع نور سے اونچی نظر آتی کہ اُسپر نور کا اُبھار تھا اور رخسارے

ازبس نرم و نازک رشک گلہاے بہشت اور آب و تاب سے ایسے چمکتے کہ چاند کی روشنی پر غالب تھے اور دہن مبارک وسیع اور کشادہ خوشنما نہایت تنگ اور چھوٹا بدنما نکتہ یہ ہی کہ وسعت دہنی عرب مین مردون کے واسطے ممدوح ہی اور تنگی دہن عورتون کے واسطے اور جو شعر تنگ دہنی معشوقون کی بیان کرتے ہین تو گویا یہ مراد انکے نزدیک عورتون کے حکم مین ہی ؎ کیا کہون وصف مہ عارض پرنور جناب ✤ کہ اسے ماہ بھی کہنا ہی خلاف آداب ✤ آگے خورشید کے کیا مشعل مہتاب کو تاب ✤ ہو جو ایک جنبش انگشت مین شق مثل سحاب گل بھی کیا کہیے کہ ہی اُسکے پسینے سے گلاب ✤ ہان یہ کہیے کہ ملے کہنے سے قرآن کا ثواب ✤ یعنی ہی صورت شاہ عربی حق کی کتاب ✤ دونون رخسار ہین نصفین مساوی بحساب ✤ زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف ✤ رحل ہی جسپہ کھلا رکھا ہی قرآن شریف ✤ مصحف رو سے محمد پہ ذرا کیجیو نگاہ ✤ بینی اُسکی ہی الف لام وہ گیسوے سیاہ ✤ ہی دہن میم محمد سخن صدق کی راہ ✤ لام اور میم ہی مدین دو ابروے سیاہ ✤ یہ مقطع ہین حروف اسکی رسالت کے گواہ ✤ معنی اسکے ہین انا اعلم اعلم ہی آلہ ✤ کوہ پر ہوتا یہ نازل تو وہ ہوجاتا کاہ ✤ ہو جو منظور تلاوت تو ابھی بسم اللہ ✤ ہین کھلے احمد مختار کے رخسارے دو ✤ ہی وہ قرآن اُسی کے ہین سیپارے دو ✤ اور دندان نور افشان کشادہ اور روشن وقت کلام انسے نور چمکتا تھا حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے دیوارین روشن ہوجاتین اور لوز دانتون کا ایسا پڑتا جسطرح عکس آفتاب اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اکثر عادت حضرت کی مُسکرانے کی تھی مین نے نہین دیکھا حضرت کو اسطرح ہنستے کہ لہوات دکھلائی دین ؎ اسکا منھہ وصف دہن کرسکے اُسکا ترقیم ✤ حرف زن ہووے نہ جبتک کوئی مانند کلیم ✤ دم اعجاز مسیحا کی ہی اُسکی تمیم ✤ کیا ہی وہ غنچۂ موہوم کی تصویر شمیم ✤ بوے گل لے کے جہان جا نہ سکے باد نسیم ✤ بلکہ ہی میم دہن لفظ محمد کی میم ✤ ہان یہ وہ منھہ ہی کہ جس منھہ سے خداوند علیم ✤ کام لیتا ہی ہدایت کا بفیضان عمیم ✤ ہی یہ وہ منھہ کہ زبان اسمین خدا کا ہی کلام ✤ یعنی ہی وحی مجسم ہی زبان اُسکا نام ✤ اسمین دندان مبارک جو ہین رکھتے تزئین ✤ درج یاقوت مین جیون سلک گہرہاے ثمین ✤ نے غلط اُس گہر کے تئین نسبت ہی کہین ✤ لفظ اللہ کی ہین دو سطرین قرینے سے قرین ✤ ایک بالا ہی اور ایک سطر ہی اُسکی زیرین ✤ دیکھ کر اسکا تبسم یہی ہوتا ہی یقین ✤ اسم اعظم کی دو عالم کو کرین ہین تلقین ✤ ایک دندان کی چمک اُسنے دکھائی تھی کہین ✤ غیرت عشق الٰہی سنے گوارا نہ کیا ✤ جب تلک سنگ قضا سے اُسے پارہ نہ کیا ✤ اور آواز حضرت نہایت شیرین اور خوش اور رسا اور درست اور بے تکلف وہان پہونچتی جہان کسی کی آواز ہرگز نہ پہونچے خاصتہً خطبہ پڑھنے مین اتنی بلند ہوتی کہ عورتین اپنے گھرون مین سُنتین اور فصاحت اور بلاغت آپکی تو بیان سے باہر تھی حق تعالے نے افصح اور ابلغ آپسا پیدا ہی نہین کیا اور گردن مبارک رشک میناے بہشت حد اعتدال پر درخشان اور درخشان کہ آئینہ اُسکی صفائی سے

شرمندہ اور حیران گویا چاندی کا ٹکڑا تصویر کا عالم تھا ٭ کی جو رضوان نے محمد کے گلے کی تقریر ٭ ہوا طاؤس خوبان دام تعجب مین اسیر ٭ چھوڑ کر عاقبت الامر وہ جنت کا سریر ٭ خاک پر اتر المکندازلی کا نخچیر ٭ دیکھی جب حسن گلو سوز بنی کی تصویر ٭ آپڑا عشق گلے ڈالا گریبان کو چیر ٭ دعوائے حسن کو سمجھا کہ مری تھی تقصیر ٭ حلقۂ چشم ندامت ہوا پا مین زنجیر ٭ کھینچ گردن جو کبھون رقص مین آپ آتا ہی ٭ شرم سے پائون پر سر وہین جھک جاتا ہی ٭ اور دونون شانے اونچے انپر بال اور استخوان شانہ پر گوشت و مضبوط خوبصورتی سے مالامال اور پشت مبارک سفید و صاف گویا نقرۂ گداختہ اور دونون شانون کے بیچ مین مہر نبوت اسپر چند خال اور کئی بال گویا اختر بے زوال اور اسمین صورت حروف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظر آتے تھے جابر ابن سمرہ سے علامۂ ترمذی نے روایت کی ہی کہ مین نے دیکھا مابین دونون دوش رسول اللہ مین ایک غدۂ سرخ مانند بیضۂ کبوتر اور حافظ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین کہ یہ جو وارد ہی کہ خاتم مانند اثر محجمہ یا مانند خال سیاہ یا سبز تھے اور اسمین محمد رسول اللہ یا سر فانک المنصور لکھا تھا ثبوت اسکا کما ینبغی نہین ہوتا ہی فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ خاتم نبوت مین اختلاف ہی اول صورت مین بخاری اور ترمذی مین آیا ہی کہ مانند زر حجلہ تھی یعنی تکمۂ حجلۂ عروس وہو الصحیح یا مانند بیضۂ کبک وہو تفسیر الترمذی اور روایت ترمذی مین ہی کہ اسپر خال تھے گویا ثالیل سیاہ کہ نزدیک استخوان دونون شانون کے نمودار تھے اور ثالیل جمع ثولول کی ہی یعنی پارۂ گوشت مانند دانۂ نخود اور روایت ابی نعیم اور مسلم مین مانند بیضۂ کبوتر اور تاریخ ابن عساکر مین مانند بندقہ اور بیہقی کے نزدیک مانند تفاح اور حاکم اور ترمذی کے نزدیک اسپر بال تھے اور حکیم ترمذی نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ باطن خاتم مین ان اللہ وحدہ لا شریک لہ لکھا تھا اور ظاہر خاتم پر توجہ حیث کنت فانک منصور اور تاریخ نیشاپوری مین ہی کہ گوشت مین محمد رسول اللہ لکھا تھا کاتب الحروف کے نزدیک یہ اختلاف از قسم اختلاف نہین ہی بلکہ ہر ایک نے بقدر معائنہ اور حفظ اور اندازہ تشبیہ اور تمثیل اپنی فہم کے مطابق بیان کیا ہی دوسرا یہ کہ مہر وقت تولد سے تھی یا نہین بعضے قائل باول ہین چنانکہ ابو نعیم نے دلیل مین حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے تو انکی والدہ نے ذکر کیا کہ فرشتۂ خدا نے تین مرتبہ اپنے باسن کی پانی مین غوطہ دیا اور ایک ٹکڑا حریر کا نکالا اسمین مہر تھی اسکو دوش مبارک پر جمائی اور وہ مثل بیضہ مکنونہ ہمچو زہرہ چمکتی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ جب اول مرتبہ قصۂ شق صدر مبارک واقع ہوا تب فرشتے نے مہر بھی کر دی تھی تیسرا یہ کہ مہر مخصوص آنحضرت کو تھی یا اور انبیا بھی اسکے حامل تھے سو مطالع المسرات مین لکھا ہی کہ خاتم نبوت مختص آنحضرت صلعم تھی بلکہ اور انبیا بھی اسکے حامل تھے مگر یہ کہ خاتم نبوت حضرت از جملہ اوصاف کمال اور علامات نبوت مین تھی اور وصف آنحضرت اس خاتم سے کتب سابقہ مین وارد ہی چنانکہ کتاب شعیا مین ہی لیکن اور انبیا کے داہنے ہاتھ مین تھی اور حضرت کے

اختلاف اول

اختلاف دوم

اختلاف سوم

حضرت کی پشت پر مقابل مکان در آمد شیطان کے واقع ہوئی ہی خصایص آنحضرت مین ہی کذا فی المواہب والمدارج اور حقیقت یہ ہی کہ
پشت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حامل اعبار رسالت اور اثقال نبوت تھی کما قال اِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا اور وہ ودایعت گرانمایہ
وامانت کرامت پیرایہ بوجہ کمال تمام پشت مبارک مین رکھی گئی لہذا اُسپر مُہر کی گئی بخلاف اور انبیا کے کہ اُنکو اپنی امانت پر کمال کے ساتھ
امین نہ کیا تھا اور اُنپر یہ ودیعت ختم نہوئی تھی اِس لیے مُہر بھی نہ کی گئی کیونکہ وہان خزانہ تھا پس یہ مُہر علامت حضرت کی معرفت وتصدیق
کی تھی تاکہ معلوم ہو کہ یہ وہی پیغمبر ہی جسکی بشارت اگلی کتابون مین تھی اسمین خلل وفساد کی گنجائش نہین ہی یہ تو مُہر کیا ہوا ہی اور نعل
مبارک کمال سفیدی سے ہمرنگ تمام بدن کے تھی اور اُسمین مشک کی بو آتی تھی آور سینہ مبارک عریض وچوڑا وفی الجملہ ابھرا ہوا
نظم کیا کہون مین صفت سینہ صدر عالم ✤ عالم ذات صدور اُسکا فقط ہی محرم ✤ دیکھتے تھے اُسے جسوقت حسینانِ ارم ✤
شرم سے سینے کے ہوتے تھے پسینے مین نم ✤ آور شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف سینے کے برابر اور ایسا نرم گویا مخمل کے ٹکڑے
تہ کیے رکھے ہین مصرع اہل باطن اُسے کہتے تھے فقط نور ہی یہ ✤ آور ایک خط باریک سینے سے تا ناف دستکاری نقاش ازل سے کھنچا
ہوا تھا سوائے اُسکے چھاتی اور شکم پر کوئی بال نہ تھا گویا یہ نشان شق صدر تھا نظم خط مو سینہ سے تا ناف جو ہی مشک سیاہ ✤
رشتۂ جان سے ہی شیرازہ مکتوب آہ ✤ شاخ سنبل کا ہی یا عکس ہی آئینۂ ماہ ✤ یا مصلے پہ رکھا سبحہ ہی سبحان اللہ ✤ جسکے ہر دانے سے
دانائے جہان ہی آگاہ ✤ یا شب مین ہی وادی ایمن کی راہ ✤ یا رخ حور پہ ہی گیسوئے مشکین سیاہ ✤ اور نزاکت یہ ہی اُس مو کی کمر اُسکی گواہ ✤
قلم معجز سے مین اب لکھتا ہون تعریف کمر ✤ پر لکھون کیا مین کہ وہ مو سے بھی ہی نازک تر ✤ وہ کمر جس سے کمر بند گیا صاف نکل معجزہ
خواہون نے جب ٹپکے کا کھینچا آنچل ✤ جب پئے حرب کمر باندھے وہ سلطان ازل ✤ کھولے جبریل کھڑا ہو کے کمر بند کا بل ✤ منطقہ
کھل پڑے ہیبت سے فلک کا اول ✤ اور شجاعان دو عالم کا بھی دل جائے دہل ✤ مجکو رکھیے کمر مین یہ کہے تیغ اجل ✤ دشمن
حق پہ مین بن کھنچے ہی پڑتی ہون اُگل ✤ کاٹتی ماہ سے لے تا سر ماہی ہون مین ✤ آپکی تیغ ہون اور قہر الٰہی ہون مین ✤ اگرچہ حلیہ
مبارک مین کمر کا ذکر نہین آیا ہی مگر ظاہر ہی کہ جسطرح تمام اعضا حضرت کے معتدل الخلقت والوضع تھے اسی طرح کمر شریف بھی قوی
اور نازک تھی آور دونون ہاتھ آپکے دراز اور کلائیان چوڑی اور ہتھیلیان پر گوشت اور نرم ونازک پھیلی ہوئی خوشبودار اور
اُنگلیان دراز اور باریک نہایت خوشنما اِنھین اُنگلیون سے چاند دو ٹکڑے ہوا اِنھین ہاتھون مین کنکریون نے تسبیح پڑھی اور
اِنھین کی گھائیون سے پانی اُبلا یہی ہاتھ جب کسی بیمار پر پڑا اچھا ہو گیا اور جب کسی یتیم کے سر پر رکھتے خوشبودار ہو جاتا نظم
پنجہ اُس نور خدا کا پنجہ ہی ہمدست ظفر ✤ اُسکے مداح کے ہاتھ آیا یہ مضمون وگر ✤ مہر والطاف سے رکھ دے جو کسی کے سر پر ✤
اُسپہ ہین پنجتن پاک ہون سایہ گستر ✤ پانچ ارکان ہین اسلام کے یا پانچ اختر ✤ یا کہ ہین پانچ نمازون کے امام رہبر ✤ حافظ
ابن حجر فرماتے ہین کہ یہ جو مشہور ہی کہ سبابہ دست مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز تھا یہ غلط ہی پاے مبارک کا انگشت
سبابہ البتہ دراز تھا اور دونون بازوین وساقین از بس لطیف اور باریک نہ دراز نہ عریض وکم گوشت نظم ایک سانچے کی
غرض دو ہین یہ فانوس بلور ✤ ہین صفائی مین جو آئینہ تو ہین نور مین حور ✤ چادر رحمت وغفران مین ہین دو نو مستور ✤

بخدا ایسی تھین نورانی کہ چشم بد دور ✣ صدقے پروانہ نمط اسپہ ہی شمع کافور ✣ سامنے اُنکے کوئی بیٹھ سکے کیا مقدور ✣ ہان پڑھے جلکہ تشہد وہ امام دو جہان ✣ بیٹھین سب پیچھے بزانوے ادب خُرد وکلان ✣ اور قدم مبارک دراز و پر گوشت و اُنگلیان دراز اور باریک اُنمین انگشت سبابہ سب سے بڑا اور خنصر پُر گوشت اور پاؤن اوپر سے ڈھلکتے ہوے کہ اُنپر پانی نہ ٹھہرتا اور ایڑیان چھوٹی چھوٹی کم گوشت **نظم** للہ الحمد قدمبوس ہنی ہاتھ لگا ✣ شکر ہی سر مرا افلاک برین پر پہونچا ✣ للہ الحمد ہوئی ختم صفات اعضا ✣ یعنی مین اُسکے سراپہ ہوا دل سے فدا ✣ قامت راست کی تعریف جو باقی ہی دلا ✣ راست بازی کی ہی یہ شرط کہ کر وہ بھی ادا ✣ نسبت اُس قد سے ہی کس چیز کو جو دن مین بتا ✣ الف اللہ کا گر کہیے اُسے تو ہی بجا ✣ عرش پر سایۂ محبوبِ خدا چھایا ہی ✣ ہی یہی وجہ کہ اُس قد کے نہین سایہ ہی **فائدہ** ایک مسدس نہایت بلیغ برخوردار مولوی محمد محسن لازال کاسمہ محبتا اطال اللہ عمرہٗ نے اسی عرصے مین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سراپا مین تصنیف کیا اور درخواست کی کہ اگر یہ قصیدہ داخل کتاب کیا جائے تو سامعین کتاب کو زیادہ تر موجب فرحت و مسرت ہوگا لهذا احقر نے اُسکو داخل کتاب کیا

قصیدہ

للہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر
مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیش نظر
مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر
بارک اللہ طبیعت کا ہی رنگ دیگر

گر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعوی ہی
سجدے کرتے ہین ملائک مرا وہ رتبہ ہی

لامکان تک لیے جاتی ہی مجھے طبع رسا
ہو رہا ہی صفِ ارواح مین میرا چرچا
بڑھ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایا
خیر مقدم کی چلی آتی ہی ہر سو سے صدا

بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین
ملک آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ انسان ہون مین

آج کس دھوم سے خدام سخن آتے ہین
تنگیِ بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
مسندین فکر کی محفل مین بچھا جاتے ہین
گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اُٹھواتے ہین

جشن کا روز ہی معنی کے شہ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
عالم نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے سکتے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہمنے معمے کتنے

سادہ کاغذ ورق مہر درخشان ہی آج
دست پر نور عطارد مین قلمدان ہی آج

یون خرامندہ بشوخی قلم رعنا ہی
موج ہی جس سے خجل غرق عرق دریا ہی
بال پرواز پری جیسکیون پر اُڑتا ہی
آہوِ شوخ ہی کیا کبک خرامان کیا ہی

کوئی شاخ آہوؤن کی جلوہ گری مین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبک دری مین تو نہین

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہی
غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہی
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہی
سرو رعنا نہین آئینہ قد آدم ہی

ہر شجر شمع تجلی ہی لگن بھائے ہین
نام ظلمت نہین لالے کے یہان لائے ہین

سطر سنبل گل تر حرف ہی غنچہ نقطا
کاغذ مشق ہی یک سبز چمن کا تختا
طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا
کیون نہو آج مین لکھتا ہون سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے
خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوِ حور قلم ہو کے بنے خامہ مو
کہ ہون آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضوان سے کہ لادے مجھے شاخ شبو
کہ شب فکر مین ہو نکہت مشکین ہر سو

منشی دفتر اعلے کا کرم کافی ہی
مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہی

روشنائی کی یہ ترکیب ہی شمع بے دود
جسکی ترتیب کو جبریل امین ہین موجود
گوند ہو شجرۂ طوبے کا بہ قدر مقصود
پانی لین چشمۂ کوثر سے مگر پڑھ کے درود

صورت دیدۂ موسی سے ہو پر انوار کھرل
شمع سے طور معلے کے اُڑا ئین کاجل

رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے
لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے

خضر کو سالکِ آب ازپئے مرجان کیجے ‌ ‌ لعل کے واسطے تسخیر بدخشان کیجے

وقت ہی برہمی انجمن گردون کا
کہ شفق پر بھی ارادہ ہی مرا شبخون کا

اور کاغذ کا تو سب ہم نے عجب انداز کیا ‌ ‌ پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اُسے جلوہ گہ ناز کیا ‌ ‌ چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھنچا نقشا ہی
خاکہ انگارے کفِ دست ید بیضا ہی

کیون نہ سو جان سے ہو گلزار بہار بھی ‌ ‌ محو رنگینی تصویر سراپا سے بنی
یہ وہ صورت ہی کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی ‌ ‌ تھی یہی شکل مقدس کہ ازل مین جو کھنچی

نازسے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین
بول اُٹھا عارض پُر نور کہ اللہ رے مین

کیسی تصویر کہ ہی صبح بہار امکان ‌ ‌ کیسی تصویر کہ ہی آئنہ پرداز جہان
کیسی تصویر کہ ہی لوح و قلم نور افشان ‌ ‌ کیسی تصویر کہ ہی کلک مصور نازان

کیسی تصویر کہ سب صَلِّ علےٰ کہتے ہین
کیسی تصویر کہ سب جَلَّ علےٰ کہتے ہین

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل ‌ ‌ خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین تو ہی افضل
تیری صورت سے کھلے معنی ما قل و دل ‌ ‌ انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل

تو ہی خورشید ترے سامنے انجم ہین بنی
تو ہی شمسیہ تصور ہین تو سب ہین قطبی

تو ہی داؤد نغم تو ہی سلیمان خاتم ‌ ‌ فکر یحییٰ ہی تو ذکرِ زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل و برکاتِ آدم ‌ ‌ شکر یعقوبی و صبرِ دلِ ایوب بہم

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل ‌ ‌ آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصاف جمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرف اسمٰعیل ‌ ‌ اور سوا اسکے بھی اے سرو قد باغ خلیل

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

دین پکارا کے مرے گھر مین اُجالا کردے
مثل مردے کے پڑا ہون مجھے زندہ کردے

طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کردے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کردے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کنوین جھانکا کرون کنعان کے تو سودا ہی مجھے
غبطہ ہی گر سر اعجاز مسیحا ہی مجھے

طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہی مجھے
سچ تو یہ ہی کہ ترے گھر مین کمی کیا ہی مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہی بس حق کی قسم یہ تصویر
بسکہ آئینۂ وحدت مین ہی ضم یہ تصویر

ہی دل وجان رسل فخر امم یہ تصویر
عالم نور ہی سر تا بہ قدم یہ تصویر

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لیے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لیے

جسم محبوب خدا نور کا یک پتلا ہی
اُسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی

سایۂ حق وہ شہ منزلت طٰہٰ ہی
سچ ہی محبوب جو لاثانی ہی وہ یکتا ہی

لاکھ عاشق ہون مگر لطف دو محبوب نہین
ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہین

قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بخدا
آب آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا

سجدۂ سہو نہین ایسی عبادت مین روا
انّی وجّہت کرو نیت صادق سے ادا

اُٹھ کھڑے ہوئیے تعظیم دم طاعت ہی
یہی تکبیر مین عشاق کی قد قامت ہی

عرش پر کرسی بچھائے ہی مرا ذہن رسا
اے فلک ذکر یہ اندازۂ ہمت ہی بجا

اب یہان آمد مضمون ہی کہ وحی یوحیٰ
تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد بے سایہ مری چشم تمنا مین رہے

سایہ طوبیٰ کا ترے عالم بالا مین رہے

راستی جوہر آئینۂ ایمان ہی دلا — کہ دے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمان کا
دیکھیے دونون الف اُسکے تو کھلا یہ نکتا — ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سرا پا ان حدوث و قِدم اول کو عبور
دوسرا وادی ایمن مین ہی شمع سر طور

سر اقدس ہی حباب لب دریاے قِدم — دُرّۃ التاج ہی اِس بحر کا یہ قطرۂ نم
میم احمد کا ہی دامانِ احد سے منضم — یون حدوث اور قدم آکے ہوے ہین باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدا ایم ہمہ
بحر بر قطرہ بہ خندید کہ مائیم ہمہ

لیے امت کے گناہ آپنے اپنے سر پر — بخشش حق ہوئی نہ ہمسر متوجہ کیونکر
دن گنے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر — زلف مشکین کو دکھا کر جو کہین پیغمبر

ہان چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہی فرق ہمایون پہ جناب حق کا — پروبال افسر شہ پر نہین کھولے ہی ہما
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما — نہین سرکار پہ سلطان حبش کی حاشا

کشور کاکل پر پیچ و خم سرور ہی
نہ ختن ہی نہ خطا ہی نہ یہ عنبر سر ہی

خوشنویس ازلی کا ہی وہ پُرزور قلم — کہ ہر اک حرف ہی اُسکا سند مستحکم
اہل ایمان کے لیے موے سرِ شاہ امم — خط گلزار مین ہی سر خط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خط طغرا مین

رُخ پُرنور کا ہی کاکل شبگون سے ظہور — دیکھ لو دامن موئے کے تلے شعلۂ طور
سُنبلے مین ہی عیان جلوۂ ماہ پُرنور — ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہی قلم سر بہ زمین
طرح بسم اللہ ابرو جسے کہیے بہ یقین
صحفِ کل ہی رُخِ حضرت کا نسخۂ دین
سورۂ فاتحہ مصحف کل ہی وہ جبین
گلشن عالم تنزیہ رُخِ زیبا ہی
اس گلستان مقدس کا یہ دیباچا ہی

ہین دو ابروے سیہ زلف جبین انور
طاق ایوانۂ خورشید کے آتے ہین نظر
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھکر
مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو پیکر
خواب مین بھی جو وہ زہرہ سی جبین پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پلہ پیشانی انور ابرو
ہین اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو
آبروے دم خنجر ہین مقرر ابرو
موج دریاے شجاعت ہین سراسر ابرو
مہ کامل مین مہ نو کی یہ تصویرین ہین
یا کھنچی معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی ما بین دو ابروے سیاہ
کہ نظر آتی ہی وقتِ غضب شاہنشاہ
طرفہ تشبیہ یہ پہونچی ہی سخن دان کی نگاہ
الف اسم چھپائے ہوے ہی بسم اللہ
لفظ معنی مین عجب ابروؤن کے طاق ہوے
الف طاق چھپایا تو عدو طاق ہوے

رگ جو کانٹا ہی تو ہین ترازو ابرو
مردمک سنگ ہی اور پلہ ہی چشم دلجو
آنکھ پڑ جائے اگر جانب امت سرمو
صاف رکھی رہے میزان قیامت یکسو
آپ پلے پہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا ہی
مردم چشم کہین ہمنے اسے تولا ہی

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہو آگاہ
منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادام سیاہ
چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشاء اللہ
لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی تشبیہ کہے
چشمکین مارے سخنگو نظر عرفیہ کہے

اک نیا نسخہ نکالون دل پر جوہر سے
صفحے پر سیم کے لکھین جسے آب زر سے

پلکیں اکسیر کی بوئی ہین سنا اگر سے
بوتہ چشم پہ ہر آنچ رخ انور سے

صحبت ہو دولت بیدار ترے سونے کے
ڈھیلے آنکھون کے نہین ڈھیلے ہین یہ سونے کے

گوشش پر نور تہ زلف شب آسا مستور
کہین دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا اسکے صبا سنکے چمن مین مذکور
کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور

گوہر وصف سے گر دامن دریا پر ہو
یون صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دور ہو

سر فلک گوش قلب گرچہ یہ تشبیہ ہے تیز
چشم کا ہے یہ اشارا کہ کرو اس سے گریز
ہے زمین کعبہ ابرو کی بڑی مردم خیز
رخ کے میدان مین ہر اک ذرہ ہے شمس تبریز

گوش و بینی کو بھی دیکھ کے سب کہتے ہین
قطب و صاحب انفاس یہان رہتے ہین

بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر
آب آئینہ رخسار کی موج انور
خوبروئی کا بلندی پہ ہمایون اختر
یوسف حسن کا معراج ہے یا پیش نظر

صفحہ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورت چشمہ کوثر ہے لب جان پرور
نخل بادام وہ بینی ہے لب کوثر پر
شاخ اس نخل کی ابروے جناب اطہر
اور اس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر

دل عارف اسی کے سایہ مین دم لیتا ہے
نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہے

چشمہ مہر سے اس بحر مین اب رونق ہے
صفحہ ماہ تک انگشت قلم سے شق ہے
وصف رخسار ادا کرنے کا مجبر حق ہے
رنگ رخسار سحر سامنے جسکے فق ہے

مطلع صبح بہ باصفی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہ مگر فرد ہی لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شمع کے بھی دھوئین اڑجائین جو کچھ دعوا ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئین
چرخ پر سوئے یوسف کو ملک لیجائین

روبرو جلوۂ خورشید کے سایا کیا ہی
عاشقِ غور سے دیکھو کہ یہ نکتا کیا ہی

سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہی
اُمی ہونے مین بھلا آپ کے شبہا کیا ہی

کوئی تدبیر تو بڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفون مین سیاہی نہ رہی

لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسے سے
آب حیوان نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے

دی نہ دم دیتے رہے لاکھ مسیحا بھی مجھے
اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹھے شوشے

کہون یاقوت تو وہ باتین یہان پائی نہین
لعل سمجھون اُسے آنکھین مری پتھرائی نہین

فکر وصف دُرِ دندان مین کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہو اُسکی صفت کیا ممکن

رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
یون تو ثابت ہی کہ سیارے ہین روشن لیکن

غور سے دیکھیے تو شیشے کے یہ چھالے ہین
یا لب ساغر افلاک کے بتخالے ہین

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو رو کر
پانی پانی مین ہوا جوش مروت سے گر

آبِ دامن مین لیے گرد یتیمی گوہر
معنی تازہ طبیعت سے کھلے یون دل پر

کہ درین قطرۂ سائل نم لاتنہر نیست
وز پئے دُر یتیم آیۂ لاتقہر نیست

یک تبسم ہی کلید در جنت ہی یہان
نامہ بخشش امت ہی جو حضرت کی زبان

ہوئے عفار کے دندانہ تشدید عیان
لفظ اللہ سر نامہ ہی سلکِ دندان

نامہ ملفوف لبون مین ہی بہ طرز دلخواہ
ہی لفافے پہ خط پشت لب انشا واللہ

ای سخندان کیے اسرار دہن کسنے بیان
پھونچے ہین حقۂ گوہر کے جگر تک دندان

مل گیا خاک مین جو چشمۂ آب حیوان
دُرج یاقوت مین ہی آتش حسرت کا دھوان

رنگ غنچے کا اُڑا گل کی تعلی چھوٹی

مُنھ پہ پسینے کے ہوا ئی یہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہی کہ اُسکو شکرستان کہیے — کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
خضر بولے کہ اُسے چشمۂ حیوان کہیے — اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے

ہر جگہ مشتہر اُسکا لقبِ تاج کیا
حق تعالےٰ نے اُسے صاحبِ آوانج کیا

غنچہ نے پیش کیے گرچہ ہزاروں مضمون — گفتگو اسمین ہی بولی مری طبع موزون
مین نگاف قلمِ صنع اُسے کیون نہ لکھون — جس سے ظاہر ہوا سترِ خفی کن فیکون

شعرا نے اُسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا
اسمِ اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے — آتش خط شکست دل اعدا کہیے
سرِ فرمان خدا کا خط طغرا کہیے — کلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیے

اِسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہی شفاعت کی سند خط شفیعا ہمکو

رخ پُر نور ہی قرآن کا پہلا نسخا — ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکتا — اِس لیے حاشیہ لکھا ہی خط رنگین کا

رخ جو ایمان ہی تو اک جزو ہی یہ ایمان کا
ہی نیا حاشیہ یہ منھ پہ ہی قرآن کا

نگہ پاک الف صاد ہی چشم زیبا — لام گیسو ہین سر مو نہین کچھ فرق صلا
چہرے پر ہی خط گلزار سے یعنے لکھا — کہ وہ ہی اصل سبب خلقت دین و دنیا

جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجیے
دیکھیں تضمینین بہت یک نئی تضمین کیجیے

پردۂ کعبہ ہی گیسوے حبیب یزدان — اور محراب حرم کا ہی اُس ابرو پہ گمان
اُسمین پاکیزہ مصلا ہی نگہ کا دامان — مردم چشم ہی بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان

زیرِ رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف
رحل ہی جسپہ کھلا رکھا ہی قرآن شریف

تو لگائے ہی یہی روشنی طبع ولا ۔ شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوا
نہیں پروانگی پاتی ہی مگر فکر رسا ۔ پر یہان جلتے ہین جبریل کے اندیشہ کجا

سرفرازی اِسی گردن کو بہت زیبا ہی
آتش حسن گلو سوز کا یہ شعلا ہی

بارک اللہ وہ گردن ہی کہ فوارۂ نور ۔ جس سے ڈوبی عرق شرم مین ہی شمع طور
کسی مینا و صراحی کا یہان کیا مذکور ۔ بزم تنزیہ کی کہیے اُسے مینائے طہور

جسکی کیفیت اگر دیں باطن مین نہ آئے
خلد مین شربت دیدار حق اُچھو ہو جائے

ہاں گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن ۔ کہ شب فکر مین افروختہ ہی شمع سخن
ہی تجھے کس لیے ای خانۂ ایجاد اُلجھن ۔ اُنتخابی ہین سب اشعار بیاض گردن

ہر شب در وزچہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

صفت مُہر نبوت کا بیان ہو کیونکر ۔ خامشی مُہر دہن اور سخن ہی ششدر
مُہر کی پشت کے فقرون سے یہ حق نے لکھکر ۔ کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اُس پر

ہوئے پھر بھی جو سیہ دل نبی گمراہ
خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوْبِھِم اِنَّا لِلّٰہ

مہر انور کے جو معلوم ہوئے حرف تمام ۔ کلمہ اُس سے نمایان تھا نہین اِسمین کلام
راست ہی دعوی مقبولی دین اسلام ۔ ایک ہی مُہر شہادت مین لکھے ہین دو نام

نئے انداز کی یہ مُہر ہوئی عالم گیر
ایک سکّہ مین کھُدا نام شہنشاہ و وزیر

دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہی ۔ شاخین نکلین جو کہون شاخ گل رعنا ہی
طوطی ناطقہ اِس باغ مین چپ رہتا ہی ۔ بلبل طبع کو غنچے کی طرح سکتا ہی

ہاتھ باندھے ہوئے جبریل کھڑے رہتے ہین
دست گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھ کھینچے ہوئے ہر رنگ ہی مانی کا فن ۔ قلم انگشت ششم ہی کف افسوس ورق

کلک مداح نے جب صفحہ کو بخشی رونق
ہوگیا سینہ عطارد کا بھی حسرت سے شق

رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر
مرے ہاتھون پہ تصدق ہوے گجرا ہو کر

بند دست آپکا ہی یا کوئی خمسہ کا بند
طبع استاد ازل بھی ہی عجب نازک بند
انگلی ہر ایک ہی وہ مصرع موزون و بلند
انگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند

مجکو مخمس صفت پنجۂ اقدس بس ہی
اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہی

گو کف دست منور کو مین کہتا ہون ماہ
غور کیجے تو یہ تشبیہ نہین خاطر خواہ
مہر انور ہی ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ
دونون جس وقت مقابل ہوے اللہ اللہ

ہمنے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا
یک گھڑی مین مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور
دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے بھی یہ حیران ہو کر
لوح محفوظ ہی یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہی
صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہی

صاف و بے مو ہی نبی کا بر سیمین شفاف
جیسے نقطون سے حروف کی صدر کہ ہین صاف
ہان مگر سینے سے ہی اک خط مشکین تا ناف
جسکو کہتا ہی سخنور کشش مرکز کاف

صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ
عقل کہتی ہی وہ آئینہ ہی اور بال ہے یہ

مخزن گوہر اسرار شب اسریٰ ہی
شرح صدر رتبہ عالی کا یہ اک نکتہ ہی
جو کہ لبریز لطافت ہی یہ وہ چشمہ ہی
جسمین امواج لطافت ہین یہ وہ دریا ہی

خط نہین سینے مین شاہنشہ بحر و بر کے
عنبرین موج ہی یہ بحرین گویا بر کے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہی بال جبریل
اور احیاے مضامین مین ہی فکر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل
ہوگیا ہم عدد لفظ عدم لفظ عدیل

قاف تک ہمنے بہت کاف کمر ڈھونڈھا ہی
گرہن دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہی

ہیچ اس جا ہی کسی تیغ و کمر کا مذکور
تا کمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور

اُسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور
سامنے اُسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سُنکے اوصاف شجاعان جہان گھبرائین
چیتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہوجائین

لا خط نسخ مین لکھو تو کہون اک نکتا
واہ کیسا کمرون پر یہ خط نسخ کھنچا

لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صل علا
کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سے آشنا بھی
یہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا الا بھی

سر عالم ہی فدائے قدم پاک نبیؐ
ہاتھ آیا ہی جو کاغذ تو یہ حسرت ہی نئی

وصف مین جسکے سخندان کا لگا گھسنے جی
نہین چلتا ہی لگی پائے قلم مین مہندی

سر بہ زانوے ادب آکے سخنگو بیٹھین
فکر عالی کے فرشتے بھی دوزانو بیٹھین

دیکھیے کیا اُسے شمشاد و صنوبر سے مثال
سرو جنت سے نکل آئین پے استقبال

چمنستان ارم اُسکے قدم سے ہی نہال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجے پامال

مثل بلبل کے سر راہ بچھائین گل چشم
فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہی عالم بالا یہ قد رعنا کا
ساق ہی نخل تمنا ملأ اعلا کا

سر افلاک ہی فدیہ قد والا کا
خاک پا غازہ ہی حورون کے رخ زیبا کا

رکھ دیا آپنے جس فرش پہ دوبار قدم
بڑھ گیا پایہ مین وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم مین تذکرہ پاے نبیؐ گر سن پائے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے

شمع گو رشک سے جلجائے مگر سر نہ اٹھائے
گرہ ابروے خوبان کی حقیقت کھلجائے

ماہ نو گر کہین ہمچشمی کا ارمان کرے

تاکہ چشم فلک میں خلش تا نہ کرے

تو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن
کسکو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہین باقی ہی کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہی بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤن جو نقش قدم سرور پر
صاف محشر کی زمین رکھ لون اٹھا کر سر پر

ہی یہ اُمید کہ جب گرم ہو بازار نشور
یون کہے بادشہ بارگہ عالم نور
تو سراپا ہمین تم دو عوض حور و قصور
مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

مفت حاضر ہی مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہین

علیہ اشرف نسل آدم صلی اللہ علیہ وسلم

ساتوین صبر کہ حضرت ایوب علیہ السّلام اسمین شریک ہین کہ اللہ صاحب فرماتے ہین انّا وجدناہ صابرًا اور ہمارے حضرت کو فرمایا فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل یعنی ٹھہر رہ جیسے ٹھہرے رہے ہین ہمت والے رسول مگر صبر آنجناب صبر ایوب سے زیادہ تر تھا چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین ما اوذی نبی قط کما اوذیت یعنی تکلیف نہین دیا گیا کوئی نبی ہرگز جیسا کہ مین تکلیف دیا گیا اور ُیہ ظاہر ہی کہ تکلیف روحانی و جسمانی جسطرح کی حضرت نے کافرون اور اپنے ہمسایون اور یگانون سے اٹھائی ہی ہرگز کسی پیغمبر نے نہین اٹھائی باینہمہ بد دعا نہین فرمائی اس مقام سے جان لینا چاہیے کہ ایذائین لسانی تین قسم کی ہوتی ہین ایک یہ کہ اسکے معبود اور مرشد اور اُستاد اور پیر کے حق مین طعن کی زبان دراز کرے کہ یہ ایذارسانی نہایت سخت ہی دوسرے یہ کہ خاص اسی شخص کے حق مین زبان طعن دراز کرے تیسرے یہ کہ اسکے زن اور فرزند اور دوست اور آشنا کے حق مین طعن کرے ان علاقون کے سبب سے انکی طعن بہت رنج و ملال کا سبب پڑتی ہی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینون قسم کی ایذائین اپنی امت کی بدبختون اور منافقون اور کافرون سے انتہا درجے کی پہونچین بخلاف اور نبیون کے کہ منجملہ انکے ایک قسم یا دو قسم کی ایذا مین مبتلا ہوئے تھے اور تفصیل اسکی یہ ہی کہ اول قسم کی ایذا یہ تھی کہ آپکی رنج دہی کے واسطے اللہ جل شانہ کے حق مین کافرون نے اس طرح کی بے ادبیان کین کہ جسکے سننے سے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہین چنانچہ بعضون نے کہا کہ حق تعالیٰ جل شانہ جورو لڑکے رکھتا ہی اور بعضون نے کہا کہ شیطان خدا بر خلاف ہی خلق کو گمراہ کرتا ہی اور بعض طعن کے طور پر کہتے تھے کہ محمد کا خدا کہتا ہی کہ میرے محتاج بندون کو کھانا کھلاؤ اور

زکوۃ ادا کرو اس سے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہی اور ہم غنی ہین اور سوا اسکے اکثر کلمات کفر کے کہا کرتے تھے
اور قرآن شریف کے حق مین عجب طرح کے احتمالات فاسدہ اور خیالات واہیہ باندھا کرتے تھے اور دین و
ملت مین طرح طرح کے شبہات نکالا کرتے تھے چنانچہ بعضے کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن خدا کا کلام ہوتا
تو ایک ہی مرتبہ نازل ہوتا یہ کیسا کہ شاعرون کے طور پر کسی دن کوئی غزل اور کسی دن رباعی
کسی دن قطعہ کبھی قصیدہ کبھی مستزاد تیار ہو کے اترتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اپنی طرف سے جھوٹ
باندھ لیا ہی اور بعضے کہتے تھے کہ یہ شخص مجنون ہی بیفائدہ ہزیان بکا کرتا ہی اور بعضے کہتے
کہ ہم ہرگز نہ مانینگے اس قرآن کو اور نہ اگلی کتابون کو اور بعض کہتے تھے کہ یہ سحر ہی اور بعض
کہتے تھے کسی کاہن کا کلام ہی اور اکثر مذبوح کی حلت اور میتہ کی حرمت مین تکرار کیا کرتے تھے
کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوے کو حلال اور خدا کے مارے ہوے کو حرام کہتے ہین یہ بات لغو و
بے معنی ہی اور اسی طرح کی اور واہیات بے سروپا بکا کرتے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے
حق مین کہ منصب استادی کا رکھتے تھے بیہودی طرح طرح کی بے ادبیان کرتے تھے اور فرقہ
روافض سے کہ غرابیہ تھے قائل تھے کہ وحی علی کے واسطے آئی تھی جبرئیل نے محمد صلعم کو پہونچائی اور
دوسری قسم کی ایذا جو خاص حضرت کی ذات پاک سے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ آپکو ساحر اور شاعر
اور دروغ گو اور دیوانہ کہا کرتے تھے اور ہجو کیا کرتے تھے اور آپکا نام ابن ابی کبشہ رکھا تھا یعنی
اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہی اسی کی خو بو اختیار کی ہی اپنے باپ دادا کے طریقہ سے پھرا ہوا ہی تو گویا
انکی اولاد نہین ہی اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ پیغمبر ہی تو فقیر مفلس کیون ہوا اور اگر وحی آنے مین چند
روز کا وقفہ ہوتا تو طعنہ دینا شروع کرتے اور کہتے کہ اللہ نے انکو رخصت کیا اور اللہ انسے بیزار ہوا اور شعرین
ہجو مین بناتے اور مغنیون سے مجلسون مین طبلے سارنگی کے پر گواتے تھے اور تیسری قسم کی ایذا جو آنحضرت کے
اہل و عیال سے متعلق تھی یہ تھی کہ مدینے کے منافق اور فاسق اور خیبر اور فدک اور نضیر اور قریظہ کے یہودی
حضرت کے خویش و اقربا اور یارون اور دوستون کے حق مین طعن اور تشنیع کے مضمون بنایا کرتے تھے
یہانتک نوبت پہونچی کہ آپکے حرم محترم کے حق مین بے ادبیان کین اور آپکی زوجہ طاہرہ مطہرہ کو زنا کی
تہمت لگائی نعوذ باللہ من ذلک اور آپکی وفات کے بعد اس امت کے گمراہون اور منافقون نے حضرت کے اہل
اور اصحاب کے حق مین کوئی بات اٹھا نہین رکھی کہ اقوال روافض اور خوارج سے بخوبی ظاہر ہی معاذ اللہ من ذلک
پس آنحضرت صلعم کا فرمانا کہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت باحسن وجوہ صادق آیا باین ہمہ حضرت صلعم نے تحمل فرمایا اور
اپنے موذیون کے حق مین بد دعا نہ کی اور دعوت خلق الی الحق سے منہ نہ موڑا اللھم صل علیہ اجزہ عنا افضل اجازیہ

نبیّا عن امتہ اور یہ جو مشہور ہی کہ الرسول خیر عبادہ و دشمنان سو ہمارے حضرت رسول مقبول کا حال ہی کہ ذکرہ
استاد الاستاد فی تفسیرہ آٹھوین عبادت لی کہ حضرت یونس علیہ السلام اسمین شریک ہین بلکہ حضرت صلعم کا
دستور تھا کہ ہر دم ذکر حق مین مشغول رہتے تھے کوئی وقت حضرت کا رائگان نہ جاتا تھا اور سورۂ مزمل کی
تفسیر آنجناب کی عبادت جاننا چاہیے وبس اور دوسرے وہ فضائل ہین کہ انمین کوئی شریک نہین اول انواع
ولایات یعنی قرب و منزلت رب العالمین و تصرف و حکومت از ارض تا اعلی علیین و لہذا وارد ہوا ہی ولایۃ النبی
افضل من نبوتہ یعنی جہت ولایۃ نبی کی کہ عبارت معاملہ راز و نیاز حضرت بے نیاز سے ہی طرف نبوت سے کہ متعلق
احکام مالک کارساز سے مراد ہی افضل ہی دوسرے محبوبیۃ مطلقہ کہ عبارت مقصود اور مطلوب مالک مطلق سے ہی
اور مقبول مطلق البتہ محبوب مطلق ہی کیونکہ محبوبیۃ ملازم مقبولیۃ ہی تیسرے رویت حق بچشم سر جو تھے قرب اتم
کہ قاب قوسین او ادنیٰ اسی کی تفسیر ہی پانچوین شفاعت کبریٰ کہ مقدمہ اسکا نجات انبیا ہی تجلی جلالی حضرت کبریا سے
اور خاتمہ اسکا اخراج عاصیان ہی دوزخ یا سزا سے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث مین وارد ہی اور
خلاصہ اسکا یہ ہی کہ قیامت کے دن بسبب درازی اس دن کے اور شدت گرمی کے اور انواع انواع تکلیف کے
لوگ بہت گھبرا وینگے اور نوبت یہانتک ہو پہنچیگی کہ کہینگے چاہیے دوزخ ہی کا حکم ہو جائے نا پرسانی سے تو نجات ملے
آپسمین مشورہ کرینگے کہ اب کوئی شفیع قائم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور مین سفارش کر کے نجات دلوائے اور آدم
صفی اللہ سے تا حضرت عیسے روح اللہ سب کے پاس جاوینگے اور شفاعت کے واسطے عرض کرینگے وہ سب کہینگے
لست ہناکم یعنی میرا یہ رتبہ نہین ہی آخر بایمائے روح اللہ حضرت حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور مین آوینگے
اور درخواست شفاعت کی گذرانینگے آپ فرماوینگے انا لہا مین اس کام کے لیے ہون اور آپ اسوقت خدا کی
حضور مین سجدہ کرینگے اور اسمین محامد الٰہی بیان کرینگے اللہ صاحب فرماوینگے یا محمد ارفع راسک سل تعطہ و اشفع تشفع
یعنی ای محمد سر اٹھاؤ جو مانگوگے ملیگا اور جسکی شفاعت کروگے قبول ہوگی آنجناب سر اٹھاوینگے اور کہینگے امتی امتی ترحّمن
ایسے پیغمبر رؤف رحیم کے کہ ایسے وقت مین کہ اللہ جل شانہ غضبناک ہوگا اور سب پیغمبر اولو العزم خوف سے تھرتھراتے
ہونگے اور آپ بے تکلف کمر شفاعت کی باندھینگے اور اپنی امت کی درخواست مغفرت کرینگے پس اس مقام مین قائم ہونا اور
خلائق کو ہول قیامت سے چھڑانا اور پھر دوزخ سے نجات دلوانا اسی کا نام قائم ہونا مقام محمود مین ہی کہ ارشاد ہوتا ہی
عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً الغرض اللہ جل شانہ بندون کا حساب کر کے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کریگا اور
جملہ مواطن اور مقامات محشر کے طی ہونگے اور آنجناب صلعم اپنی امت کی رفاہ ہر جگہ چاہینگے جو لوگ بسبب شامت اعمال کے
دوزخ مین پڑینگے انکے واسطے حضرت حق فرماویگا کہ جسکے دل مین جو برابر ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لیجاؤ آنجناب
موافق حد کے گروہ کو دوزخ سے نکال کے بہشت مین داخل کرینگے پھر آپ سجدہ کرینگے اور محامد الٰہی بیان کرینگے حکم ہوگا ای

بیان خاصہ حضرت صلعم

بیان فضائل حضرت

بیان شفاعت کبریٰ

محمد سر اٹھاؤ جو مانگو گے ملیگا آپ سر اٹھا کر کہینگے یارب امتی امتی پھر اللہ تعالیٰ حد مقرر کریگا کہ جنکے دل مین رائی برابر ایمان ہو انکو دوزخ
نکالو پھر آپ انکو نکال کر بہشت مین داخل کرینگے پھر حضور مین خداوند تعالیٰ کی سجدہ کرینگے اور حمد الٰہی بجالاوینگے ارشاد ہوگا کہ اے محمد
جو کچھ مانگوگے پاؤگے اور جسکی سفارش کروگے قبول ہوگی آپ سر اٹھا کر کہینگے یارب امتی امتی پھر اللہ تعالیٰ یہ حد مقرر کریگا کہ جسکے
دل مین بقدر ذرہ ایمان ہو اُسے دوزخ سے نکال لیجاؤ آپ دوزخ پر جاکے اُس حد کے موافق نکال کے داخل بہشت فرماوینگے آخر کار کوئی
جہنم مین نرہیگا مگر وہ لوگ جنکا خاتمہ ایمان پر نہین ہوا اور مستحق خلود ہین اللہم اجعل آخر کلامی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ
وارزقنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ نرہے کہ بروز قیامت شفاعت آنحضرت بارہ طرح پر ہوگی اول شفاعت کبریٰ کہ اسکا
بیان ہوا دوسری شفاعت ادخال فی الجنۃ بلا حساب یہ بھی خاصہ حضرت ہے تیسرے شفاعت منع دخول دوزخ سے بعد حساب
باوجود استحقاق چوتھی شفاعت اہل جنت رفع درجات مین پانچوین شفاعت بعض کفار تخفیف عذاب مین یہ وہ لوگ ہین کہ
حامی اور محب حضرت نبوی ہین جسطرح ابوطالب وغیرہ چھٹی نقل موازین مین کہ وزن اعمال کے وقت شفاعت امت فرماوینگے
ساتوین مسامحۃ حساب ایک گروہ مین آٹھوین شفاعت تجاوز تقصیرات اور نقصان طاعات اور عبادات مین نوین شفاعت
اہل اعراف دسوین شفاعت اطفال مشرکین گیارھوین شفاعت اہل بیت بارھوین شفاعت اہل مکہ و مدینہ و طائف
اور ابن حجر نے شفاعت زائرین قبر شریف اور شفاعت مجیبین اذان اور سائلین وسیلہ اور فضیلہ اور مقام محمود نوع پنجم مین
داخل کی ہے جدا نہین لکھی اور اس قسم کی شفاعتون مین بعضون نے اور انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام اور علماے ذوی الاحترام
اور صلحاے عظام کو بھی شامل کیا ہے کہ یہ بھی طفیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ اندوز ہونگے حضرت استاد الاستاد رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر عزیزی للمتقین مین تحریر فرماتے ہین کہ تیسرا فرقہ معذبین کا ہے کہ بقدر رسوخ گناہون کے انپر عذاب ہوگا یہانتک کہ انبیا اور
اولیا اور علما اور شہدا اور ملائکہ کی شفاعت سے نجات پاوینگے اور حدیث شریف مین ہے کہ سورۂ بقر اور آل عمران قیامت کے دن
دو بادل خواہ دو سائبان سیاہ کی صورت پر آوینگی انمین ایک نور درخشان ہوگا یا مانند دو غول پرند جانورون کے صف
باندھ کے آوینگی اور اپنے قاریون کی شفاعت مین اصرار کرینگی یہانتک کہ انکو بہشت مین پہونچاوینگی اور ابن مردویہ اور
اصفہانی اور دیلمی سے بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ ملائکہ بیت اشرف کو
مانند دولھن میدان قیامت مین لاوینگے اثناے راہ میری قبر پر گذرینگے تو بیت اللہ بزبان فصیح کہیگا السلام علیک یا محمد
مین جواب مین کہونگا وعلیک السلام یا بیت اللہ تو بیان کر کہ میری امت نے تجھسے کیا سلوک کیا اور تو انسے کسطرح روبروے خدا
پیش آویگا بیت اللہ شریف جواب دیگا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جو کوئی تمھاری امت سے میری زیارت کو آیا ہے اسکو مین
شفیع کافی ہون آپ اسکی طرف سے مطمئن رہین اور خاطر جمع رکھین اور جو کوئی میرے پاس نہین آسکا اسکی لیے آپ شفاعت
فرماوین اور کفایت کرین قربان اپنی جان و مال و اولاد و احفاد سے ایسے پیغمبر عاشق امت گنہگار پر کہ جسکو ہر دم اور
ہر لحظہ اسی کا خیال لگا رہتا ہے اللہم صل علی الرسول الکریم بالمومنین رؤف رحیم اور حضرت رئیس المحققین مولانا رفیع الدین محدث

قدس سرہ نے قیامت نامہ مین نہایت تفصیل سے حال شافعین لکھا ہی اور فرماتے ہین کہ بحکم حضرت رسول مقبول اولیا اور علما و صلحا اپنے جان پہچان لوگون کی شفاعت فرماوینگے اور دوزخ سے نکلوائینگے **فائدہ** اس مقام پر قیامت کا بیان کسی قدر ضرور ہوا پس اول حقیقت قیامت سے آگاہ ہونا لازم پھر آثار صغریٰ اور علامات کبری سننا واجب ہی سو حقیقت قیامت کی یہ ہی کہ وہ دن یوم جزا ہی اسدن سارے شبہات رفع ہوجاوینگے مظلوم اپنی داد پاوینگے ظالم کو سزا ملیگی بادشاہون کا عجز ظاہر ہوگا انبیا علیہم السلام نفسی نفسی پکارینگے اور اولیا روحی روحی کسی کو کسی کی پروا نہوگی کل نفس بما کسبت رہینۃ کا ظہور ہوگا کوئی کسی کے کام نآویگا لاینفع مال ولا بنون کا نقارہ بجیگا اسدن سلطنت کا مالک خدا ہی اور شفاعت کی راہ پر سالک محمد مصطفی مگر کوئی تاریخ اور وقت مقرر نہین ہی لوگ اپنے دنیا کے کام مین مصروف ہونگے کہ دفعۃ قیامت آجائیگی چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہوجائیگی حالانکہ مرد اونٹنی دوہتا ہوگا اور نہ پہونچا ہوگا برتن اسکے منھ تک کہ قیامت آجائیگی اور دو مرد خرید فروخت کرتے ہونگے کپڑے کی سو وہ خرید و فروخت نہ کر چکے ہونگے کہ قیامت آجائیگی اور مرد اپنا حوض درست کر رہا ہوگا سو اسکو درست کرکے نہ پھرا ہوگا کہ قیامت آجائیگی اور احادیث صحیح بلکہ قرآن مجید سے ظاہر ہی کہ علم قیامت کا سوا ے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خلائق علوی و سفلی مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا قل انما علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ہو یعنی تجھکو پوچھتے ہین قیامت کس وقت ہی اسکا ٹھہراؤ تو کہہ اسکی خبر تو ہی میرے رب ہی کے پاس وہی کھول دکھاویگا اسکو اپنے وقت پر اور جو علامہ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ انا فی آخرہا الفا یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین انہین سے پچھلے ہزار مین ہون سو اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور ملفق کیے ہوے ہین اور ابن اثیر وغیرہ نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین اور جو حدیثین علامۂ موصوف رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین وہ ضعف سے خالی نہین ہی اور جو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اُن لوگون کے واسطے ہی کہ گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جاوینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین ہانکے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہ کر نکلینگے اور بعضے ایکدن اور بعضے ایک ماہ اور بعضے ایک سال واطولہم فیہا مکثا من یمکث فیہا مثل الدنیا منذ یوم خلقت الی یوم فنیت و ذلک سبعۃ آلاف سنۃ وذکر بقیۃ الحدیث یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان ٹھہریگا ابتداے پیدائش دنیا سے انتہاے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ سو یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اسکے معنی صاف صاف بے غبار و کدورت

بیان احوال قیامت اجمالا

توجیہ قول جلال الدین

حضرت مولانا استادنا محمد رفیع الدین محدث دہلوی نے اسطرح بیان فرمائے ہین کہ ارتکاب دلیل اور توجیہ کی ضرورت نہین رہی چنانچہ
فرماتے ہین کہ مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگون کے ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان
کیا کرتے ہین پیدائش سے موت تک حساب نہین کرتے ہین اور اس جگہ اب مین دو احتمال ہوتے ہین مثلاً ایک شخص کہ چھٹے سال کو
تمام کر کے ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدمؑ سے اسدم تک چھ ہزار برس پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہی کہ ہم ساتوین ہزار مین
ہون پس موافق استعمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اور جو کوئی کہے کہ ہم لوگون کو تمام عمر کا علم وقت موت تک نہین ہوتا اس لیے
وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور شاید حضرت کو انتہاے دنیا وقت قیامت تک معلوم ہوئی اس لیے تمام عمر دنیا وقت انقطاع
نوع انسانی تک بیان فرمائی تو دفع اس شبہہ کا یون ہوتا ہی کہ احادیث صحیحہ اور نص قطعی سے بخوبی ثابت ہوا ہی کہ خلائق علوی
اور سفلی کو علم قیامت کا حاصل نہین ہی بس اس مقدمہ مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ حضرت جبرئیل نے قیامت سے
سوال کیا تو حضرت نے جواب دیا کہ ما المسئول عنہا باعلم من السائل اور اہل کتاب کو تعیین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اس
بلاد سے صاحب تقویم التواریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرتؐ کی
ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو تریسٹھ ۶۱۶۳ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوے واللہ اعلم اور کتنے باقی ہین
اور قیامت کب ہی کہ عندہ علم الساعۃ لا یجلیہا الخ انتہی تقریرہ آب دریافت ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت
الی یوم افنیت کا مندرج فی الحدیث ہی کسی راوی نے اپنی فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کی تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور درج
کلام راوی اور کمی بیشی الفاظ کی اس حدیث مین کچھ عجب نہین ہی اسواسطے کہ الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط اور غیر محفوظ ہین
چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعۃ ایام من ایام الآخرۃ اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی واللہ اعلم اب بخوبی ظاہر ہوا کہ وقت و تاریخ قیامت کسی کو معلوم نہین مگر آثار و علامات اسکے
البتہ کتب تفسیر و احادیث مین مذکور ہین چنانچہ آثار صغریٰ یہ ہین کہ جس بات کا اللہ و رسولؐ نے حکم دیا اسکو نہ ماننا اور علم دین کو
گھٹنا اور علم دنیا کا بڑھنا مذاہب باطلہ کا رواج پانا اور احادیث و اخبار کاذبہ کا سننا اور ارازل کا ذی شوکت ہونا اور اشراف کا
غربت و افلاس مین مبتلا ہونا اور دشنام بجاے سلام و کلام بزرگون پر تشنیع و اتہام والدین کی نافرمان برداری بیبیون کی تابعداری
اولاد بیبیون سے کمتر باندیون سے اکثر مردون کو مردون سے التیام عورتون کو عورتون سے کام سو یہ سب آثار نمودار ہین اہل عبرت کے لیے
قیامت کے یہی آثار ہین الٰہی صدقے اپنے حبیب کے ہمکو خواب غفلت سے بیدار کر سعد السعادات مین ہی کہ سواے علامات مذکورہ
اور بھی آثار صغریٰ ہین کہ ہنوز ظاہر نہین آگے بڑھ کر ظاہر ہونگے چنانچہ وان من قریۃ الا نحن مہلکوہا قبل یوم القیامۃ او معذبوہا
عذاباً شدیداً کان ذلک فی الکتاب مسطوراً کی تفسیر مین وقت قرات حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ملک شام کو روم
تباہ کرینگے اور عراق کو حبشہ رنگ خاک سیاہ وبا کے ہاتھون رے کا ملک برباد ہوگا اور ترکون کا کوفے مین ظلم بیداد بلخ بربیدین مانند

عدد ملخ ہجوم لائینگے کاشغر کو کفار ہندستان لینگے ہندوستان مین خانہ جنگی بہت ہوگی اور بدخشان مین رزق کی تنگی سنجار اسمرقند کو
اہل چین غارت کرینگے چندطراز کو کفار سیدین بلا عمارت علجیون کے سبب فاریاب ویران محل بوم ہوگا غوریون کے باعث سے
طوس بیچ پوچ نامعلوم آذربایجان اور اصفہان مین قحط پڑیگا فارس و کرمان مین موت کا جھنڈا گڑیگا اور مینہ اور روم مین بجلی
کوندے گی نیشاپور اور سجستان کو باد سموم روندے گی بصرے مین باران کی کثرت ہوگی او مصر مین نیل دریا کے طوفان کی شدت
بغداد مین دجلہ کا طغیان ہوگا خراسان مین انواع امراض کا اعلان سعد مین علی الاتصال اولے پڑینگے ہرات مین مار زہردار
سر بازار اٹھینگے یمن مین ملخ کا ٹڈی دل ہوگا سرخس مین آوازون ہولناک کا شور مادر ذیون کے بدن کو کیڑے کھاینگے اہل عبرت
انھین باتون سے گھبرائینگے اللہم احفظنا وسائر المسلمین برحمتک یا ارحم الراحمین اور آثار کبری بارہ ہین ایک حضرت امام مہدی
علیہ السلام کا ظہور اسم پاک انکا محمد اور مان کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور تمامی صورت اور اکثر سیرت مین حضرت
رسول مقبول کے مشابہ ہونگے البتہ زبان مین لکنت کسی قدر ہوگی مولد آپکا بعض قرا مین ہوگا اور مخرج اشرف کعبہ معظمہ
خروج کے وقت سن شریف چالیس برس کا ہوگا اور آپ سید بنی فاطمہ ہین سلسلۂ نسب جناب حسن مجتبی سبط اکبر سے ملتا ہی
بحر العلوم مولانا عبد العلی قدس سرہ الولی نے فتح الرحمن مین افادہ فرمایا ہی کہ اسکا یہ سبب ہی کہ ہرگاہ جناب علی مرتضی علیہ السلام کے بعد
سبط اکبر حسن مجتبی علیہ السلام خلیفہ برحق ہوے بعد چھ مہینے کے آپنے صیانۃ لدماء المسلمین خلافت کو ترک کیا صلح کے بعد یہ عہدہ
معاویہ کو دیا اسواسطے حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ خلافت کی انتہا آپ ہی کی نسل مین ہو تا حق بحق دار رسید دوسرے دجال
بد مآل کا خروج ہی اسکے باپ کا نام صائد یا صیاد ہی اور مان کا نام کیا ہنہ یا قطانہ داہنی آنکھ کا کانا ٹینٹ ابھرا ہو جیسے انگور کا
دانا گھونگھر والے بال قوم کا یہودی بدخصال پیشانی پر رقم ک ف ر مولد اسکا مزرعہ شعب مین حارث مدینے سے دو فرسنگ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین پیدا ہوا فاروق اعظم نے مارنا چاہا حضرت نے منع فرمایا کہ یا عمر لن تستطیع ان ترد قضاء اللہ وہ لعین
مشرق مین یعنی خراسان سے آخر زمان مین نکلیگا دین کے کامون مین حارج ہوگا پہلے شعبدے اور استدراج کے زور سے نبوت کا
دعوی کریگا پھر الوہیت کا دم بھریگا بخاری اور مسلم مین فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا جانتے ہو
کہ مین نے کسواسطے تمکو جمع کیا ہی اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول دانا تر ہی حضرت نے فرمایا البتہ قسم خدا کی نہین مین نے
جمع کیا خوشی سنانے کو نہ ڈر سنانے کو و لیکن مین نے جمع کیا تمکو اسواسطے کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھا سو آیا مجھسے
بیعت کی اور مسلمان ہوا اور پیچھے سے ایسی بات کہی جو موافق پڑی اس بات کے جو مین تمسے کہا کرتا تھا مسیح دجال کی
خبر سے اسنے مجھسے یون کہا کہ وہ شخص یعنے تمیم داری سوار ہوا سمندر کے جہاز مین تیس آدمیون کے ساتھ جو لخم اور
جذام کی قوم سے تھے سو انسے ایک مہینے لہر کھیلا کی سمندر مین یعنے طوفان رہا پھر وے لوگ جا لگے ایک ٹاپو سے
سورج ڈوبتے پھر وے جہاز سے چھوٹی کشتی مین بیٹھے اور ٹاپو مین داخل ہوے سو ملا انکو ایک جانور بہاڑی
دم بہت بالون والا کہ اسکا آگا پیچھا دریافت نہوتا تھا بالون کے ہجوم سے لوگون نے کہا اے کمبخت تو کیا چیز ہی

بیان آثار قیامت کبری

بیان دجال علیہ ما علیہ

اُسنے کہا مین جاسوس ہون لوگون نے کہا جاسوس کیا اُسنے کہا اے قوم چلو اس مرد پاس جو دیر مین ہے اس لیے کہ وہ تمھاری خبر کا بہت مشتاق ہے تمیم نے کہا جب اُسنے مرد کا نام لیا تو ہم اُس جانور سے ڈرے کہ شیطان نہو تمیم نے کہا پھر ہم چلے دوڑتے ہوے یہان تک کہ دیر مین داخل ہوے تو ہمنے دفعۃً ایک بڑا قد آور آدمی دیکھا کہ ہمنے دنیا مخلوق اور ایسا سخت جکڑا ہوا نہ دیکھا تھا کبھی کہ جکڑے ہوے ہین اُسکے دونون ہاتھ گردن کے ساتھ درمیان دونون زانوون کے دونون ٹخنون تک لوہے سے ہمنے کہا اے کم بخت تو کیا چیز ہے اُسنے کہا تم قابو پاگئے میری خبر پر یعنی میرا حال معلوم ہو جائیگا اب تم کہو کون ہو کہا ہم عرب ہین سمندر مین سوار ہوے تھے اور اس کیفیت سے تجھ تک آئے ہین کہا اُس مرد نے کہا خبر دو بیسان کے نخلستان سے ہمنے کہا کونسا حال پوچھتا ہے اُسنے کہا پھلتا ہے یا نہین ہمنے کہا پھلتا ہے اُسنے کہا خبردار ہو کہ عنقریب وہ نہ پھلیگا پھر اُسنے کہا طبرستان کے دریا کا حال کہو اُسمین پانی ہے ہمنے کہا اُسمین بہت پانی ہے اُسنے کہا تھوڑے دنون مین سوکھ جائیگا اُسنے کہا زغر کے چشمے کا کیا حال ہے اُسمین پانی ہے اور اُسکے پانی سے کھیتی ہوتی ہے لوگون نے کہا ہان اُسمین بہت پانی ہے اور وہان کے لوگ اُس سے کھیتی کرتے ہین اُسنے کہا خبر دو عرب کے پیغمبر سے کہ اُسنے کیا کیا لوگون نے کہا مقر نکلا مکے سے اور اُترا مدینے مین اُسنے کہا کیا اُس سے عرب لڑے ہمنے کہا ہان اُسنے کہا کیونکر اُنکے ساتھ پیش آیا ہمنے کہا غالب آیا اپنے گرد و پیش کے عرب پر سو اُنھون نے اطاعت کی اُسکی اُسنے کہا یہ بات ہو چکی ہمنے کہا ہان اُسنے کہا خبردار ہو کہ البتہ یہ بات اُنکے حق مین بہتر ہے کہ اُسکے تابعدار ہون اور البتہ مین تمکو اپنی خبر بتلاتا ہون کہ مین مسیح ہون یعنی دجال تمام زمین کا پھرنے والا عنقریب ہے کہ مجھکو نکلنے کی اجازت ہو جب نکلونگا تو نہ چھوڑونگا کسی گانو کو مگر مین اُسمین اُترونگا چالیس رات کے اندر سواے مکے اور مدینے کے کہ وہان جانا مجھپر حرام ہے اور جب قصد کرونگا تو ایک فرشتہ شمشیر برہنہ لیے روکیگا اور ہر ایک ناکے پر فرشتے ہونگے جو چوکیداری کرینگے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست خاص سے منبر پر ٹھوکا دیا کہ یہی مدینہ ہے یہی خبردار ہو کہ بھلا تمکو مین اس حال سے خبر دے چکا ہون صحاب نے کہا ہان حضرت نے فرمایا مجھکو اچھی لگی تمیم کی بات کہ موافق پڑی اُسکے جو مین کہا کرتا تھا خبردار ہو کہ البتہ دجال دریاے شام یا دریاے یمن مین نہین بلکہ وہ پورب کی طرف ہے اور اشارہ کیا پورب کی طرف یہ بات اُسی وقت وحی سے معلوم ہوئی لہذا تاکید فرمائی کہ جانب مشرق ہے حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ دجال کی سواری کا گدھا عجائب مخلوقات سے ہوگا کہ اُسکے مابین دونون کانون کے فاصلہ شراع کا ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور باع چار ہاتھ کو بولتے ہین مراد اُس سے طوالت و کثرت جسامت ہے اور مسلم و ترمذی کی روایت مین ہے کہ صحابہ نے التماس کیا یارسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جس طرح ابر باران کہ اُسکے پیچھے ہوا ہو کہ اُسکو چلاوے کاتب اوراق کے نزدیک خلاصہ روایات یہ ہوا کہ زمانہ دولت دجال چودہ مہینے ہونگے چودہ دن اوپر اُسمین مع لشکر

اور انبار روٹیون وغیرہ کارخانون کے تمام دنیا کو سوا حرمین شریفین کے روندیگا اور تمام لشکر اسکے ہمراہ ہوگا کیونکہ یہ یک مینی دوگوش گدھے پر سوار کسی ملک مخالف مین اگر جائیگا تو مع خرکتے کے مار مارا پڑیگا اور روایات احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ مع خدم وحشم وساز وسامان بھر اکریگا تو اب ضرور ہوا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری باد رفتار درکار ہوگی کہ اس شیطانی دور کے برابر پہونچ سکے پھر ایسا مرکب دنیا مین نظر نہین آتا کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی کو ہمرکاب پہونچاوے مگر دجالی گاڑی کہ قبل از ظہور اس ملعون کے تمام دنیا مین شاید پھیل جاوے اور اسی کو ابر پر باد سے مشابہت صوری بدرجہ ہی کہ بجاس ساٹھ گاڑی کا ان ایک جسم ہوکر مانند بادل کے دوڑتی ہین اور چال اس گاڑی کی حسب ارشاد رسول مقبول ہوا کی چال ہی کسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی بہت تیز چلائی نہین جاتی بلکہ تیس میل صرف ایک ساعت مین جاتی ہی اور ولایت مین حسب بیان اہل فرنگ ساٹھ میل جاتی ہی اور اب ایسی کلین ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے تیز تر ہو جاوے پس چال ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھ ساعت مین تین سو ساٹھ میل چلے اور دوپہر سے شام تک بھی اسی قدر اور بحساب کل جدید کے اس سے بھی زائد ہو جائیگی اور یہی ہوا کا بھی حال ہی چنانچہ قرآن مجید سے واضح ہی کہ ولسلیمان الریح غدوہا شہر ورواحہا شہر یعنی مسخر کیا ہمنے ہوا کو سلیمان کے واسطے صبح کی منزل اسکی یکماہ اور شام ایک ماہ کہ ہمنے حضرت سلیمان کے حال مین تصریح سے لکھا ہی مگر یہ بات جدا ہی کہ یہان حاجت کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور راہ بچھانے اور آگ سلگانے کی اور دیگر مصائب کی نہین یہی حکم الٰہی تھا جن وانس ورند وپرند سب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ملائک تازیانہ آتشین لیے شیاطین پر موکل تھے اور اگر سر مو تجاوز کرین سخت سزا پاوین بالجملہ یہ گاڑی ریلوی بھی گویا آثار قیامت سے ہوئی اور سبب الاسباب نے قبل ظہور دجال عالم مین پھیلانا شروع کیا ہی شاید سو برس مین تمام عالم مین پھیل جائے تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کہ جامہ زعفرانی پہنے ہوے دو فرشتون کے کندھون پر منارہ مشرقی مسجد جامع دمشق پر عصر کے وقت آسمان سے آوینگے نردبان لگایا جاویگا اسپر ہوکے تشریف فرما ہونگے چوتھے یاجوج ماجوج کا خروج یہ قوم جو ہر بن یافث بن نوح کی اولاد ہی اسکی نسل بہت ہوئی عبد اللہ بن عمر فرماتے ہین کہ تمامی بنی آدم دس جزو ہین از انجملہ نو جزو یاجوج ماجوج اور ایک جزو تمام عالم انکے قامت چالیس گز ایک بالشت تک ہین کان اتنے بڑے کہ ایک کو بچھاتے ہین اور ایک کو اوڑھتے ہین زیادہ تفصیل انکی احوال سکندر مین لکھی گئی ہی انمین چار بادشاہ ہین طولان اشجع طارون طاقر بلاد شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا ملک ہی سکندر ذوالقرنین نے دیوار آہنی قلعہ کوہ کی مقدار ساٹھ گز کے موٹی انکے گرداگرد اٹھادی ہی اسمین محصور ہین نکلنے بیٹھنے سے معذور قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹیگی پانچوین خسوف ثلثہ کا حدوث ایک مشرق مین ایک مغرب مین ایک جزیرۂ عرب مین چھٹے دخان کا نشور کہ یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس اسی کا اشارہ ہی ساتوین رات کی درازی آٹھوین مغرب سے آفتاب کا نکلنا نوین دابۃ الارض کا ظاہر ہونا دسوین باد جنوبی چلنا زور شور سے گیارھوین اہل حبش کا غلبہ بارھوین آتش عظیم کا حدوث ان امور دوازدہ گانہ علی الاتصال بالاجمال کی یہ تفصیل ہی کہ ہرگاہ قیامت کے آثار صغریٰ

تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام

خروج یاجوج ماجوج

ظہور پائینگے کفار ہجوم لائینگے غزوۂ عظیم مچائینگے سلطان روم کو نصاری سے مقابلہ پیش آئیگا فتح نمایان کے بعد سلطان شہید ہوگا نصاری کا عمل خیبر تک پہونچ جائیگا اہل اسلام تلاش امام مدینہ منورہ مین آئینگے آخر آپ کو مکہ معظمہ مین طواف کرتے پائینگے بیعت کی شرط بجالائینگے اس ہنگام مین ہر طرف سے ندا ہوگی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا لہ واطیعوا ابدال دین و اولیاے روے زمین حاضر ہونگے عرب اور عجم کے لوگ جمع ہونگے اُدھر نصاراے شام با ہزاران از دہام بڑھینگے ادھر امام عالی مقام با احتشام تمام اُنپر چڑھینگے دمشق مین مقابلہ ہوگا ایک گروہ نامرد اسوقت آپکے لشکر سے نکل کر بھاگ جائیگا حدیث مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی توبہ کبھی قبول نہوگی اور بقیہ جوان مرد رو کش میدان نبرد خوب لڑینگے اور نصاری بڑھ جائینگے تین دن تک ادھر شربت شہادت کی سبیل جاری رہیگی اُدھر اعدا کے سر پر زیست بھاری رہیگی چوتھے دن اہل اسلام فتح پائینگے نصاری بدانجام اسقدر مارے جائینگے کہ ریاست کی بو انکے دماغ سے نکلجائیگی بقیۃ السیف فرار کی راہ پکڑینگے امام عالیمقام جانب قسطنطنیہ متوجہ ہونگے دریاے روم پر پہونچکر ستر ہزار بنی اسحاق کو استنبول پر روانہ کرینگے اور یہ جماعت تکبیر گویان با عظمت و جلال چلیگی کہ تکبیر کی بزرگی سے دیوار شہر پناہ خود بخود گر جائیگی بے مشقت و تکلیف قلعہ استنبول ہاتھ آئیگا اور بندوبست بقاعدۂ اسلام ہو جائیگا جب چھ سات برس ظہور امام سے گذرینگے دجال بد مآل جانب مشرق سے ایک آگ شعلہ زن بنام دوزخ اور ایک شے گلشن بنام بہشت کہ نفس الامر مین دوزخ بہشت ہے اور بہشت دوزخ زشت اور تودہ نان اور شیر مال اور آب شیرین کی پکھال ہمراہ ہوگی اور خوارق عادات بنا بر آزمائش خلق اللہ اُسکے ہاتھ سے ظاہر ہونگے ابر سے پانی برسائیگا زمین سے زراعت اُگائیگا اُسکے حکم سے اشجار پھل لائینگے مواشی فربہ اور شیردار ہو جائینگے کہ اُنمین ستر ہزار یہودی اصفہانی ہونگے اور ایک لاکھ چالیس ہزار یہودی مقدمہ اور ساقہ لشکر ہوگا اور قدریہ و جبریہ اور سائر اہل ہوا داہنے بائین بیشمار ہونگے اور بہ نسبت اور فرق ضالہ کے توابع ابن سبا مردود زیادہ ہونگے اور کلیہ کل شئ یرجع الی اصلہ اسوقت بخوبی صادق آئیگا بالجملہ دجال بیحیا مع گروہ اشقیا اور مطیعان ابن سبا ایک عالم کو تباہ اور برباد کرتا ہوا حرمین شریفین کی حدود مین پہونچیگا مگر بسبب بندوبست ملائکہ آسمان وہان اُسکا پاؤن نہ جمیگا اس اثنا مین ایک جوان شیرین کلام احمد بن عبد اللہ نام مدینہ منورہ سے برامد ہوگا اور اُس لعین بدین کو دیکھ کر کہیگا کہ مین نے تجھے پہچانا کہ تو دجال بد مآل ہے وہ غضب مین آکر بیچارے کو آرے سے دو پار کریگا اور پھر بنا بر اغواے مردم دونون پارے ملا کر جلائیگا وہ جوان زندہ ہوتے ہی غل مچائیگا کہ اے بیدین اب مجکو یقین کامل ہوا کہ تو وہی دجال ہے جسکی خبر ہمارے پیغمبر نے دی بار دگر غصہ ہو کر ذبح کرنا چاہیگا چھری نہ چلیگی شرمندہ ہو کر آتش دوزخ مین کہ درحقیقت برد و سلام ہے لائیگا مین بعد کسی مردے کے زندہ کرنے کی قدرت نہ پائیگا اور جانب دمشق جائیگا یہان حضرت امام لشکر اسلام کے ساز و سامان مین مصروف ہونگے نماز عصر کے وقت حضرت عیسے آسمان سے نزول فرمائینگے اور امام کی اقتدا کرینگے صبحدم حضرت امام با لشکر اسلام اور

مقابلۂ نصاری

خروج دجال

حضرت عیسےٰ علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ گرہ دار لیکر میدان مین آوینگے یکبارگی یورش فرماینگے مقاتلہ
عظیم اور محاربہ بس فخیم ہوگا کفار نابکار بیشمار مارے جائینگے دجال مردود باب لد مین بھاگیگا جناب
عیسوی کے زخم سنان سے واصل نار ہوگا ابتدائے فتنہ دجال ملعون سے اس حال تک چالیس
دن گذرینگے جمیع ایام ان ایام کے موافق عادت مستمرہ ہونگے مگر تین دن کہ ایک برس کے برابر
اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے بقدر ہونگے الغرض جدال دجال اور
قتال اہل ضلال کے انفصال کے بعد جناب امام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام ملکون کی سیر
فرماوینگے خنزیر اور چلیپا کا نام جہان سے مٹائینگے اہل ایمان کے سوا کوئی بیدین روے
زمین پر باقی نہ رہیگا ظلم اور فساد کا نام کوئی نہ لیگا ہر فرد بشر خدا کی عبادت مین مصروف ہوگا
ابتدائے ظہور امام سے ابتک آٹھ یا نو برس کا زمانہ ہے اس حساب سے سن شریف انچاس کا ہوتا ہے
پھر وفات ہوگی حضرت عیسےٰ علیہ السلام نماز پڑھینگے دفن کرینگے اور خود بحکم رب المعبود مع مخلصین عباد کوہ طور کے
قلعے مین متحصن ہونگے کہ ناگاہ یاجوج ماجوج سد سکندری توڑ کر نکل پڑینگے سوائے مردم قلعہ طور اور کوئی شخص
پناہ نہ پائیگا بحیرہ طبریہ کہ دس کوس کے مربع مین واقع ہے اور نہایت عمیق اُسکا سب پانی نوش کر جائینگے
اور مارتے کھاتے آدمیون جانورون کو ستاتے ملک شام مین آئینگے جبل خمر پر کہ ایک پہاڑ ہے بیت المقدس کا
چڑھ کر تیر چلائینگے وہ تیر خون آلودہ گریگا بڑی خوشی کرینگے کہ اب ہمارے سوا کوئی زمین آسمان مین نرہا
اُدھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر غلے کی تنگی ہوگی بدعا وزاری مصروف حضرت باری ہونگے یاجوج
ماجوج مین حق تعالےٰ نغف کی بیماری پیدا کریگا نغف ایک دانہ ہوتا ہے کہ ناک اور گردن بز اور میش پر نکلتا ہے
اور ہلاک کر دیتا ہے خواہ کیڑا ہے کہ ناک اور کان بز اور میش مین پیدا ہو جاتا ہے کہ اُس سے جلد ہلاکت کی صورت
پیدا ہو جاتی ہے بالجملہ رات بھر مین اس بیماری سے تمامی یاجوج ماجوج فی النار ہونگے عنقا آئینگے لاشون کو گھسیٹ کر
دریا مین لائینگے چالیس دن متواتر باران رحمت برسیگا تعفین زمین دور ہوگی اور نباتات کی نشو و نما
بوفور قلعہ کے لوگ باہر نکلینگے عبادت مین بفراغ خاطر بسر کرینگے سات برس بعد بشریت کے لوازم شروع
ہونے لگینگے اس اثنا مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام نکاح فرماوینگے اولاد پیدا ہوگی پینتالیس برس کے سن مین
وفات پاکے روضۂ اطہر انور مین مدفون ہونگے بنی قحطان سے جہجاہ نامے آپکا خلیفہ عادل ہوگا بعد اُسکے گیارہ
خلیفہ اور ہونگے اِنکے عہد مین کچھ کچھ ظلم اور جور کفر اور جہل شروع ہوگا اس شامت کے سبب مشرق اور مغرب
اور عرب کے بعض جزائر مین خسف واقع ہوگا منکرین تقدیر اُسمین دھسینگے اس حال کے مقارن ایک دھوان
پیدا ہوگا کہ اُسکی کدورت سے مسلمانون کا زکام سے سر بھاری ہوگا اور منافقون پر غفلت اور بیہوشی طاری ہوگی کسی کو

وفات امام مہدی علیہ السلام

بیان حضرت عیسیٰ

طلوع آفتاب از مغرب و بستہ شدن دروازۂ توبہ

خروج دابۃ الارض

علامات قیامت

ایک دن مین کسی کو دو تین دن مین افاقہ ہوگا چالیس دن بعد آسمان صاف ہو جائیگا ماہ ذیحجہ مین یوم النحر کے بعد
ایک رات تین چار راتون کے برابر ہوگی کہ اُسکی درازی سے مسافر گھبرا جائینگے نیند سے بچے چونک پڑینگے مویشی
چرائی کے واسطے غل مچائینگے خدا خدا کرکے قرص آفتاب بشکل خسوف ماہتاب مغرب کی جانب سے نمایان ہوگا
اور دروازۂ توبہ بند ہوجائیگا دوسرے دن زلزلہ آئیگا صفا کا پہاڑ پھٹیگا دابۃ الارض ایک جانور نکلیگا اُسکی
شاخ گوزن کی سی ہوگی اور مُنھ آدمی کا سا اور گردن گھوڑے کی صورت اور دونون ہاتھ بندر کی شکل اور دُم
گائے کے مانند اور کفل آہو کی طرح اور پانوٗن شتر کے مثال زبان کا نہایت صاف اور فصیح اُسکے دست راست مین
عصائے موسوی ہوگا اُس سے اہل ایمان کی پیشانی پر ایک خط کریگا کہ تمام چہرہ نورانی ہوجائیگا
اور دست چپ مین خاتم سلیمان کہ اس سے بے ایمان کی ناک پر مُہر کریگا کہ چہرہ بالکل ظلمانی ہوجائیگا پھر غائب
ہوگا تب ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے بعد باد جنوب چلیگی اُسکی تاثیر سے اہل ایمان کی بغلون مین پھوڑا نکل آئیگا مرنے
لگینگے یہانتک کہ کوئی دیندار زمین پر زندہ نہ رہیگا اس اثنا مین حبشیون کا غلبہ ہوگا کعبۂ شریفہ کو شہید
کرڈالینگے حج بیت اللہ موقوف ہوجائیگا قرآن مجید الواح قلوب اور صفحات قراطیس سے محو ہوجائیگا اللہ اللہ بھی
کوئی زبان پر نہ لائیگا تھوڑے دنون کے بعد جنوب کی طرف سے ایک آتش سرکش نمودار ہوگی لوگون کو گھیر کر
صحرائے شام مین پہونچائیگی یہ ہوے آثار قیامت رہا احوال قیامت وہ بارہ ہین اول صور کہ جب آثار کبری پر
تین چار برس گذرینگے محرم کا عشرہ جمعہ کے دن پڑیگا کہ صور پھونکا جائیگا صور ایک نرسنگا ہے چاندی کا
اسمین ستر دائرے ہین ہر دائرہ برابر دنیا کے کسی مین ارواح ہین کسی مین فرشتون کی روح کسی مین
جنات کی کسی مین شیاطین کی کسی مین انسان اور سائر اصناف حیوانات کی آور یہ بھی روایت دقائق الاخبار مین
لکھی ہے کہ صور کی چار شاخین ہین ایک پچھم مین ایک پورب مین ایک ساتوین زمین کے نیچے ایک ساتوین آسمان کی
اور جتنی تمام عالم کی ارواح ہین اُتنے ہی صور مین دروازے ہین اور اُسکے ایک طبقے مین نبیون کی روحین ہین
اور ایک مین اور آدمیون کی اور ایک مین پریون کی اور ایک مین جانورون کی آور باتفاق علما حامل اس صور کے
حضرت اسرافیلؑ ہین اُنکے چار بازو ہین ایک پورب مین ایک پچھم مین ایک کو چھپاتے ہین ایک سے ڈھانکتے ہین
اور عرش کے پائے اپنے کندھے پر اُٹھائے ہین اور داہنی ران پر صور رکھے ہوے ہین اور جبدن سے آسمان و زمین
و ما بینہما من الاکوان پیدا ہوے ہین صور کو مُنھ سے لگائے منتظر ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین کیونکر خوشی
کرون کہ اسرافیل تو مُنھ سے صور لگائے ہوے ہین حکم کے منتظر یہ سنکر صحاب ڈرے فرمایا گھبراؤ نہین حسبنا اللہ ونعم
الوکیل پڑھا کرو رواہ الطبرانی وغیرہ فرمایا حضرت نے کہ جبدن نرسنگا پھونکا جائیگا قیامت آجائیگی حالانکہ آدمی کے
مُنھ مین لقمہ ہوگا نگل نہ سکیگا اور کپڑا پہنتا ہوگا پہن نہ سکیگا اور پانی مُنھ مین لگائے ہوگا پی نہ سکیگا اور صور تین بار

پھونکا جائیگا ایک کو نفخہ فزع کہتے ہین ایک کو نفخہ صعق ایک کو نفخہ بعث اول نفخہ فزع ہوگا تمام خلقت مین
ہول پڑ جائیگا اور پہاڑ اڑنے لگینگے اور آسمان بہنے لگینگے اور زمین کانپنے لگیگی اور حاملہ عورتون کے حمل
گر جائینگے اور لڑکے خوف سے بوڑھے ہو جائینگے شیطان بھاگتے پھرینگے ستارے ٹوٹنے لگینگے چاند سورج دھندلے
ہو جائینگے چالیس برس تک ایسا ہی رہیگا پھر حضرت اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اب کے آواز اول ایک
ہوگی ہر ایک کے کان مین برابر آئیگی اور بتدریج تیز ہوتی جائیگی لوگ جہان کے تہان رہ جائینگے نہ گھر مین آئینگے
نہ کچھ وصیت کی مہلت پائینگے زلزلہ اٹھیگا زمین پھٹیگی دریا کا پانی پھیل پڑیگا حضرت اسرافیل کہینگے اے روحو
حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ بدنون سے نکلو تب آسمان و زمین کے سب لوگ بیہوش ہو جائینگے اور مر جائینگے
مگر جسے خدا چاہیگا وہ نہ مریگا کما قال ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ
یعنی اور پھونکا گیا نرسنگا پھر بیہوش گرا جو کوئی ہے آسمانون مین اور زمینون مین مگر جسکو اللہ نے چاہا
اور وہ بروایت صحیحہ زمین مین ابلیس ہے اور آسمان مین جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ اور
ایک روایت مین سوا انکے آٹھ حاملین عرش بھی اور دنیا بھی کہ تنہا بے آدمی بے پیرے بے شیطان بھی رہ جائیگی
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بعد ازان بحکم مالک یوم الدین ابلیس کی جان حضرت ملک الموت قبض کرینگے اور
جان نکالینگے اور جسوقت بصورت ہیبت ابلیس کی جان نکالنے کو جائینگے اسوقت ستر ہزار پیادے دوزخ کے
زنجیرین آتشین لیے ہوے ہمراہ ہونگے اور شیطان کو للکارینگے یہ مردود بیہوش ہو جائیگا پھر ہوش مین
آکر چارون طرف بھاگتا پھریگا اور ملک الموت اسکے پیچھے ہونگے آخرکار تھک کر حضرت آدم علیہ السلام کی
قبر کے پاس ٹھہریگا اور کہیگا کہ اے آدم مین تیرے سبب سے پھٹکار مین پڑا اور رجیم و ملعون ہوا ملک الموت
اسکو آگ کا پیالا پلائینگے اور مار ڈالینگے پھر ارشاد الٰہی ہوگا اے ملک الموت اب میری خلقت مین کون باقی ہے
کہینگے الٰہی حی لا یموت تو ہی ہے اور باقی تو اب کوئی بھی نہین رہا مگر جبرئیلؑ اور میکائیل اور اسرافیل اور عرش کے
اٹھانے والے اور مین ضعیف بندہ تیرا تب انکی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا اور خود ملک الموت بھی نار و جنت کے
میدان مین اپنی روح آپ قبض کرینگے جب تمام جہان فنا ہو جائیگا یہانتک کہ بحکم کل من علیہا فان عرش کرسی
لوح قلم دوزخ بہشت ارواح بھی دم بھر کی فنا مین گرفتار ہونگے اور بفحوائے ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام
فقط ذات پاک حضرت احدیت باقی رہیگی تب اس عالم وحدت و بقا مین ہیبت و جلال ارشاد ہوگا لمن الملک
الیوم آج کسکا راج ہے کہان ہین جبارین کہان گئے مدعیین اور کہان ہین وہ جو میرا کھاتے تھے اورون کا گاتے تھے
پھر اللہ تعالیٰ آپ ہی برسر جواب آئینگے کہ للہ الواحد القہار آج راج ہے اسی اللہ کا جو زبردست ہے ایک مدت تک
یہی فنا کا عالم رہیگا چالیس برس بعد عالم کی آفرینش اور زمین و آسمان کی خلقت از سر نو قرار پائیگی دوسرے بعث

قبض روح ابلیس

یعنی قبر سے اُٹھنا سو اُسکی صورت یہ ہی کہ اول حضرت اسرافیل زندہ ہونگے پھر جبرئیل میکائیل عزرائیل علیہم السلام اور حضرت اسرافیل عرش سے صور لیکر بہشت مین جائینگے اور کہینگے ای رضوان بہشت کو آراستہ کر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنی امت کے یہان تشریف لاتے ہین پھر بُراق کو زندہ کرینگے اور اُسکو باساز براق لیکر مع لوای احمد اور حلہ ہاے بہشتی قبر رسول مقبولؐ آئینگے اور آنجناب کو السلام علیک کہکر اُٹھائینگے اور حضرت جبرئیل حلہ ہاے جنت پیش کرینگے اسرار الفاتحہ مین ہی کہ آنجناب کے واسطے دو حلے ایک سبز ایک زرد مع تاج ہونگے آپ حلہ سبز کو ازار اور حلہ زرد کو چادر کرینگے اور ہنوز تاج کرامت سر مبارک پر نہ رکھینگے پوچھینگے ای جبرئیل ای یوم ہذا یہ کون دن ہی جبرئیلؑ التماس کرینگے ہذا یوم القیامۃ و یوم الحسرۃ والندامۃ فرمائینگے مجکو کوئی بشارت سنا عرض کرینگے آپکے واسطے لواے حمد لایا ہون فرمائینگے مین یہ نہین چاہتا عرض کرینگے میرے ساتھ آپکے واسطے تحفے اور سوغات ہین فرمائینگے یہ بھی درکار نہین التماس کرینگے کہ دوزخ بجھ رہی ہی بہشت آراستہ ہی فرمائینگے یہ بھی مقصود نہین عرض کرینگے کہ فرشتے آپکے انتظار مین ہین اور آپ اول شفیع ہونگے اور شفاعت قبول ہوگی فرمایا یہ سب سہی لیکن خبر دو میری امت کے حال سے کہ وہ کہان ہی عرض کرینگے ہنوز وہ زیر زمین ہی فرمائینگے مجکو خوش نہین آتا کہ مین زمین پر ہون اور امت میری زیر زمین یہ فرماکر پھر لحد مین لیٹ جائینگے فرمان واجب الاذعان ہوگا ای میرے حبیب تو سالار ہی اور تیری امت سپاہ پہلے سالار نکلا کرتے ہین پھر سپاہ پس آپ اُٹھ کھڑے ہونگے کہ انا اول من تنشق عنہ الارض اسی کا بیان ہی اور تاج کرامت سر پر رکھینگے اور حضرت اسرافیل صور پھونکینگے تمام مخلوق اپنی قبرون سے اُٹھیگی جوان بوڑھے لڑکے لولے لنگڑے کانے گونگے اندھے بہرے جو جیسے تھے ویسے ہی اپنی قبرون سے اُٹھینگے اُٹھتے وقت ایماندار کہینگے سبحان من احیانا بعد ما اماتنا یعنی پاک ہی وہ جسنے ہمکو جلایا جب ہم مر چکے تھے اور کفار کہینگے یاویلنا من بعثنا من مرقدنا ای خرابی کسنے اُٹھادیا ہمکو ہمارے خواب کے مقام سے اور سواے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عریان اور غیر مختون اور بے ریش و بروت ہونگے کما بدأنا اول خلق نعیدہ جیسا کہ سے بنایا پہلی بار پھر اُسکو دوہراوینگے ہم اسی کا اشارہ ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ آدمی قیامت کے دن برہنہ تن برہنہ پا اُٹھینگے جسطرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہین لیکن کوئی کسی طرف نہ دیکھیگا نگاہین ہول و ہیبت سے آسمان کی طرف ہونگی چالیس برس تک اسی طرح کھڑے رہینگے نہ کھائینگے نہ پئینگے آفتاب کی گرمی سے کسی کے پاؤن پسینے مین تر ہونگے کسی کی پنڈلیون تک پسینا آئیگا کسی کے پیٹ تک کسی کی چھاتی تک حضرت عائشہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ اُسدن کوئی سوار بھی اُٹھیگا فرمایا ہان انبیا علیہم السلام اور اُنکے اہل بیت اور وہ لوگ جو رجب اور شعبان اور رمضان مین متصل روزہ رکھتے تھے اور سب لوگ اُسدن بھوکے ہونگے مگر انبیا اور اُنکے اہل بیت اور رجب شعبان کے روزہ دار کہ وہ آسودہ ہونگے کذا فی دقائق الاخبار للغزالیؒ اور بھی اسی مین ہی کہ لوگون نے حضرت سے پوچھا

کہ قیامت کے دن آپکے امتی کس نشان سے پہچان پڑینگے فرمایا وضو کے اثر سے غر محجلین ہونگے یعنی جو عضو وضو مین
دھوئے جاتے ہین روشن و تابان ہونگے حدیث شریف مین ہی کہ حشر کے دن جب مخلوق قبرون سے اُٹھیگی فرشتے
موسنون کے پاس آئینگے اور اُنکے بدنون سے خاک جھاڑینگے سب جگہہ کی خاک جھڑ جائیگی مگر اعضاے سجود کی
گرد نہ جھڑے گی تب آواز آئیگی کہ یہ قبر کی مٹی نہین ہی مسجدون اور محرابون کی مٹی ہی اِسکو اسی طرح رہنے دو
یہانتک کہ پل صراط سے اُتر کر جنت مین داخل ہون حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ لوگ جب قبرون سے
اُٹھینگے تو فرشتے تین فرقون سے مصافحہ کرینگے شہیدون سے اور روزہ داران رمضان سے اور صائمین
یوم عرفہ سے تیسرے حشر یعنی میدان قیامت مین چلنا وہ بیت المقدس کے صحرے پر ہوگا اہل تفاسیر نے یوم
ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کے سیاق مین لکھا ہی کہ کفار اشرار نابینا محشور ہونگے اور زنادقہ بصورت درندگان
بیدو دلون بلا حساب دوزخ مین جائینگے اور انبیا علیہم السلام مراکب پر سوار ہونگے ہمارے حضرت اپنے براق پر
اور صالح و عزیر اپنے ناقے اور غزیر و علی ہذا القیاس اور امت کے نیک بختون مین حب اللہ اور بغض للہ والے
نور کے منبر پر اور دقائق الاخبار مین ہی کہ کفار پیادہ اور ایمان دار سوار ہونگے کما قال اللہ تعالی یوم نحشر المتقین
الی الرحمن وفدا یعنی جسدن ہم اکھٹا کر لاوینگے پرہیزگارون کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور حضرت علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ متقیون کو گھوڑون پر سوار محشور کرینگے فرشتون سے ارشاد ہوگا کہ انکو پیادہ پا نہ چلنے دو کیونکہ دنیا مین
انکو ہمیشہ سواری کی عادت رہی ہی ابتدا مین باپ کی پشت مین رہے پھر مان کے پیٹ مین بعد ازان دائیون کی
گود مین پھر باپ کے کاندھون پر پھر اونٹ گھوڑے ناؤ وغیرہ پر جب مرے تو بھائیون کے کاندھون پر اب جو قبرون سے
اُٹھے ہین تو انکی قربانیون کو انکی سواری بناؤ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم سمنوا ضحایاکم و عظموا فانہا یوم القیامۃ
مطایاکم اور اہل توکل مانند ماہ تابان اور فقرا تارک الدنیا مثل کواکب درخشان اور قائم اللیل زرین کرسیون پر
ملقب بسادات الناس اور اہل ذکر مشک و زعفران کے ٹیلون پر مخاطب بہ اشرف الناس محشور ہونگے اور
شہیدون کا حشر خون آلودہ ہوگا زخمون سے بوے مشک آئیگی یہ چھ فرقے باحساب داخل جنت ہونگے روایت ہی
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کے معنی پوچھے فرمایا رو کر کہ تمنے بڑی بات پوچھی
سنو قیامت کے دن میری امت کے دس جھنڈ ہونگے ایک بصورت بندر یہ وہ ہی کہ انھون نے باہم دغل فصل سے
لڑوا دیا ہی دوسرا خوکون کی صورت یہ وہ ہین کہ جنھون نے رشوت لی حرام کھایا ہی تیسرے اندھے یہ قاضی اور مفتی ہین
اُلٹا حکم دینے والے چوتھا فرقہ گونگے بہرے یہ لوگ عبادت اور طاعت پر غرور کرنے والے ہونگے پانچوان فرقہ عالم اور
مشایخ کا ہوگا کہ آپ برے کامون مین مصروف رہے اورون کو سمجھاتے تھے اور منع کرتے تھے یہ اپنی زبانین کاٹتے ہونگے
اور انکے منھ سے ریم خون بہیگا چھٹا فرقہ جھوٹے گواہون کا سر آگ کے کوڑے پڑتے ہونگے ساتوان فرقہ شہوت پرستون کا

ہوگا اُنکے پانون کھونٹے سے بندھے ہونگے اور بدن سے بدبو آتی ہوگی آٹھوان فرقہ داہنے بائین گرتا پڑتا ہوگا ایک جگہ
کھڑا نرہ سکیگا یہ وہ ہین کہ جنھون نے اللہ کا حق مال سے نہین دیا نوان فرقہ گندھک کے پائجامے پہنے ہونگے یہ وہ ہین کہ
لوگون کی غیبت کرتے تھے دسوان وہ فرقہ جسکی زبانین گُدی سے نکلی ہونگی یہ ناحق لڑنے والے ہین تفسیر عمدہ مین بھی
دس بیان کیے ہین اور معاذ بن جبل سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ میری امت کی بارہ صفین ہونگی بعضے
قبرون سے اُٹھینگے ہاتھ کٹے منادی ندا کریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جو پردیسیون کو ستاتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ
دوزخ ہی اور بعضے جانورون کی صورت ہونگے منادی ندا کریگا کہ یہ لوگ وہ ہین جو نماز مین سستی کرتے تھے اور بے توبہ
مرے ہین انکی جگہ دوزخ ہی اور بعضے اُٹھینگے کہ اُنکے قد پہاڑ کے برابر ہونگے اور سانپ بچھو بدن مین چمٹے ہونگے
منادی پکاریگا کہ یہ وہ ہین جو زکوۃ نہ دیتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اُٹھینگے
کہ اُنکے منھ سے خون بہیگا اور آگ نکلیگی اور انکی آنتین پیٹ سے نکلکر زمین پر لوٹینگی پکارنے والا پکاریگا کہ یہ تجار فجار ہین
جو خرید فروخت مین جھوٹ بولتے تھے اور بلا توبہ مرے ہین انکی یہ سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے
اُٹھینگے کہ جنکے جسم سے بدبو آئیگی منادی ندا کریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جو خلق سے چھپ کر گناہ کرتے تھے اور خدا سے خوف
نہ کھاتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اُٹھینگے جنکی گردنین سانپون نے ڈسی ہونگی
پکارنے والا پکاریگا کہ یہ جھوٹے گواہ ہین اور بلا توبہ مرے ہین انکی یہ سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے
اُٹھینگے جنکے منھ مین زبان نہوگی اور ریم و خون بہیگا پکارنے والا پکاریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جو گواہی چھپاتے تھے
اور دیکھا ہوا معاملہ نبتاتے تھے حق پوشی کرتے تھے اور بے توبہ مرے یہ انکی سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اُٹھینگے
سر نیچے پانون اوپر اُنکے شرمگاہون سے پیپ لہو بہیگا پکارنے والا پکاریگا کہ یہ زنا کرنے والے ہین انکی یہ سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ
اور بعضے قبرون سے اُٹھینگے کالا منھ نیلی آنکھین دوزخ کے انگارون سے پیٹ بھرا سو پکارنے والا پکاریگا یہ وہ لوگ ہین جو
یتامی کا مال کھالیتے تھے اور بے توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے کوڑھی اُٹھینگے منادی ندا کریگا کہ یہ وہ لوگ ہین
جو ماں باپ کی نافرمانی کرتے تھے اور بلا توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اندھے اُٹھینگے بڑے بڑے دانت
نکلے ہوے جسطرح بیلون کے سینگھ اور ہونٹھ پیٹ تک لٹکتے ہوے سو پکارنے والا پکاریگا یہ شراب خوار لوگ ہین اور بلا توبہ
مرے ہین جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اُٹھینگے کہ اُنکے چہرے جیسے چودھوین رات کا چاند اور بجلی کی طرح پل صراط
اُتر جاینگے پکارنے والا پکاریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اچھے کام کیے ہین اور خلق کو وعظ و نصیحت کی ہی اور صلوۃ خمسہ
با جماعت ادا کی ہی اور توبہ کر کے مرے یہ انکی جزا ہی اور مکان انکا بہشت ہی حق تعالی انسے راضی اور یہ حق تعالی سے
راضی انکو غم نہین نور اللہ وجہنا منہم اور حدیث شریف مین آیا ہی بلکہ نص قرآنی سے ثابت ہی کہ سود خوار پیٹ بھرے
آسیب زدہ کی صورت اُٹھینگے الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس یعنی جو لوگ کھاتے ہین سود

نہ اُٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اُٹھتا ہی جسکے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر اور علماے بے عمل زبان آویختہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا حکم کرتے ہو لوگون کو نیک کام کا اور بھولے ہو آپکو اور غلط فتوے دینے والے اندھے اور قرآن کے بھلانے والے کوڑھی اور توجہ گر گندھک کے پیراہن پہنے اور رسائل بلاضرورت شرعیہ مخدوش الحذین اور عبادت پر غرور کرنے والے گونگے اور ہمسائے کے ستانے والے لولے لنگڑے اور حاکمون سے چغلی کھانے والے آگ کی سولی پر اور شہوت پرست بدبو اور گندہ اور اہل تکبر مورچہ افگندہ اور جبریہ بصورت بہایم اور قدریہ بندر کی شکل مین آئینگے یہ لوگ حساب کے بعد بہشت یا دوزخ مین جائینگے بعض رسائل حشریہ مین لکھا ہی کہ خوارج کا بصورت خوک حشر ہوگا اور روافض کا خر کی صورت اور بعض علما بالعکس فرماتے ہین وہو الصحیح حدیث مین وارد ہی کہ پہلے ہمارے حضرت کا بعث ہوگا پھر اہل بقیع کا پھر اہل مکہ کا اور آپ مکے والون کی راہ دیکھینگے جب وہ آئینگے تب آپ حشر کے میدان مین جلوہ فرمائینگے اسی طرح تمام عالم محشر کو روانہ ہوگا اچھون کے اچھے عمل بصورت خوش مرکوب ہونگے اور بُرون کے بُرے عمل راکب جب محشر مین سب جمع ہو جائینگے آفتاب ایک میل پر آئیگا زہرۃ الریاض وغیرہ مین ہی کہ آتش سے ایک سایہ پیدا ہوگا اور حکم ہوگا کہ اُس طرف جاؤ خلق تین فرقے ہوکر اُس طرف چلیگی ایک ایمان دار ایک منافق ایک کافر جب سب زیر سایہ پہونچینگے وہ سایہ تین پھانک ہو جائیگا قال اللہ تعالی انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب یعنی چلو ایک سایہ مین جسکی تین پھانکین ہین ایک نورانی وہ مومنون کے سر پر ہوگا کیونکہ وہ دنیا مین ایمان کے نور سے نور بار تھے یخرجہم من الظلمات الی النور نکالتا ہی انکو اندھیرون سے اجالے مین دوسرا دخانی نیرانی منافقون کے لیے کیونکہ وہ دنیا مین آپکو گرمی سے بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم رسول کے ساتھ جہاد کو گرمی کے سبب سے نہین جائینگے اور لوگون کو بھی ڈراتے تھے لاتنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا یعنی مت کوچ کرو گرمی مین تو کہہ دوزخ کی آگ اور سخت گرم ہی تیسرا ظلمانی کافرون کے لیے کیونکہ وہ دنیا مین کفر کے اندھیرے مین گرفتار تھے یخرجونہم من النور الی الظلمات نکالتے ہین انکو اُجالے سے اندھیرون مین فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ سات فرقے سایۂ عرش مین ہونگے اُسدن کہ سوائے اُس سایے کے اور کوئی سایہ نہوگا ایک بادشاہ عادل دوسرا جوان عابد تیسرے وہ دو شخص کہ صرف اللہ کے واسطے آپسمین دوستی رکھتے ہین چوتھا وہ مرد جسے خوبصورت عورت نے پیار کیا اور اُسنے بخوف خدا آپکو بچایا پانچوان تنہا رونے والا خوف خدا سے چھٹا وہ جسکا مسجد ہی مین دل لگا رہتا ہی ساتوان وہ جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائین سے پوشیدہ رکھے حدیث مین وارد ہی کہ جب حق تعالی خلق کو جمع کریگا پکارنے والا پکاریگا ای اصحاب فضل آؤ تو بہت لوگ اُٹھینگے اور جلد جلد جنت کو چلینگے فرشتے انکو راہ مین ملینگے اور کہینگے تم کون ہو کہینگے ہم وہ ہین کہ ہمنے ظالمون کے ظلم پر صبر کیا اور جب کسی نے ہماری تقصیر کی ہمنے معاف کی فرشتے کہینگے اچھا سیدھے جنت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکاریگا اہل صبر کہان ہین تب بھی بہت لوگ اُٹھینگے اور جلد جلد

ذکر ان لوگون کا جو زیر عرش ہونگے

بہشت کی طرف چلینگے فرشتے راہ مین ملینگے اور کہینگے تم کون ہو جو بہشت کو لیکے چلے جاتے ہو کہینگے ہم صبر کرنے والے ہین کہ خدا کی
بندگی پر ثابت رہے فرشتے کہینگے اچھا بہشت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکاریگا آپسمین اللہ دوستی رکھنیوالے کہان ہین
تب بھی بہت لوگ اُٹھینگے اور بہشت کی طرف شادان و فرحان شتابان ہونگے راہ کے فرشتے کہینگے تم کون ہو کہ بہشت کو
جھپٹے جاتے ہو کہینگے ہم آپسمین اللہ دوستی رکھتے تھے فرشتے کہینگے اچھا بہشت کو چلے جاؤ اس مقام سے واضح ہوا کہ یہ لوگ بلا حساب
داخل بہشت ہونگے وہان ہمہ میدان محشر مین آفتاب کی تمازت بشدت ہوگی لوگ گرمی اور اُس کی حدت اور بھوک پیاس کی
شدت سے آشفتہ اور بیتاب ہو جائینگے لیکن نیکون کی نیکیان اُنکے سر کی چھتریان ہونگی اور خاک زمین کہ حلوائے شیرین
ہوکے کھانے کو ملیگی اور حوض کوثر کا پانی پینے کو اور بدون کو نہ کھانا نہ پانی آفتاب کی تابش مین بیتاب ہونگے اور
ہزارون تکلیف اور ایذا اور ہول اور آواز ہولناک کا سامنا ہوگا تب ناچار نبیون کا وسیلہ ڈھونڈھینگے اول
حضرت آدمؑ کے پاس آئینگے اور گڑگڑائینگے اور ہزارون طرح سے ثنا و ستائش کرینگے اور کہینگے کہ ہمکو اپنی سفارش مین لیجیے
حضرت آدمؑ فرمائینگے آج حق تعالی غضب پر ہی مجکو اکل شجرہ کے مواخذے کا ڈر ہی حضرت نوحؑ کہینگے مین نے بے ادبانہ
اپنے کافر بیٹے کی سفارش کی تھی مجکو ڈر ہی کہ اُسکی باز پرس نہو حضرت ابراہیمؑ فرمائینگے مجکو انی سقیم اور بل فعلہ کبیرہم
اور ہذہ اختی کا ڈر ہی کہ تمھاری سفارش کو جاؤن جوابدہی کذبات ثلثہ مین گرفتار ہون حضرت موسیٰ عذر کرینگے
کہ مین نے قبطی کو مار ڈالا تھا اُس اندیشے مین پریشان ہون حضرت عیسیٰ کہینگے کہ میری قوم نے مجکو خدا کا بیٹا اور
میری مان کو خدا کی جورو قرار دیا ایسا نہو کہ اسمین پکڑا جاؤن اس کام کے سزاوار محمد مصطفیٰ سردار انبیا ہین اگر تم اُنکے
پاس جاؤگے خدا چاہیگا تو اپنی مراد پاؤگے اہل محشر جب حضرت صلعم پاس آئینگے اپنا درد سنائینگے حضرت شفیع الامم
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائینگے خاطر جمع رکھو مین اپنے رب کے پاس جاتا ہون تمھارے واسطے مژدہ لاتا ہون یہ تسلی دیکر
براق پر سوار ہونگے اور مقام محمود مین آئینگے نزول فرمائینگے سجدۂ خضوع بجالائینگے سات دن کے بعد حکم ہوگا
ای محمد صلی اللہ علیک سر اُٹھاؤ پاؤگے جو مانگوگے مین تمسے راضی ہون آپ چلین پیچھے مین بھی تجلی فرماتا ہون حضرت
تشریف لائینگے اور جمیع ملائکہ سموات نزول فرمائینگے صور پھکیگا حضرت موسیٰ کے سوا کہ آپکو طور کی تجلی کے سبب مشاہدہ
نور کی استعداد بہم پہونچی تھی سب بیہوش ہو جائینگے اور حق جل جلالہ با ملائکہ عرش معلی بحکم وجاء ربک والملک صفاً صفاً
بیت المقدس کے صخرے پر تجلی فرمائیگا آفتاب مہتاب کی روشنی ماند ہوگی نور آلہی سے زمین منور ہوگی پھر صور پھونکا جائیگا
پہلے ہمارے حضرت پھر سارے انبیا اور مومنین اور کفار منافقین ہوش مین آئینگے غیب کا پردہ اُٹھ جائیگا ملائکہ جنات اور اعمال کی
صورتین دکھلائی پڑینگی بہشت کو کمال زیب و آرائش سے جلوہ دینگے اور دوزخ کو نہایت ہیبت اور آتش سے حاضر کرینگے
پھر حساب کتاب شروع ہو جائیگا روایت ہی کہ اول دواب اور انعام کا حساب ہوگا یہانتک کہ جس جانور شاخدار نے
جانور بیشاخ کو مارا ہی یا جسنے جس جانور کو بوجہ شرعی منفعت کے ذبح کیا ہی اُسکا قصاص ہوگا بعد قصاص جملہ دواب جنت کے

خاک ہوجائینگے اور کسی طرح کی لذت ماس کی مگر حضرت اسمٰعیل کا دنبہ اور حضرت صالح کا ناقہ اور اصحاب کہف کا کتا اور حضرت
عزیر کا گدھا اور ہمارے حضرت کا براق خاک اور فنا ہونے سے بچینگے اور ایک روایت مین بھیڑیا حضرت یعقوب کا بھی
باقی رہیگا اور بعض علما کے نزدیک فیل محمود بھی بچ جائیگا اور شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو جانور کہ خدا کی راہ مین یا خدا کے
واسطے مذبوح ہوا اُسکا بھی یہی حال ہی اور نباتات وجمادات کا حساب یہ ہی کہ نباتات مین سے عصاے موسیٰ اور استوانہ
حنانہ اور جمادات مین کوہ طور اور صخرا بیت المقدس اور حضرت صلعم کا روضۂ اطہر اور مسجد اور منبر اور کعبہ
شریفہ اور مسجد الحرام اور حجر اسود اور کوہ احد اور مواضع متبرکہ قبور انبیا و اولیا اور مسجد اقصےٰ اور مسجد قبا اور وہ مساجد
جنکی تعمیر خالصًا للہ ہوئی انکو باصد آب و تاب جنت مین نگاہ رکھینگے اور باقی سب فنا ہوجائینگی اور خاک جنت ہوگی
اسکو دیکھ کر کفار آرزو کرینگے یالیتنی کنت ترابا جو تھے اُسی میدان قیامت مین ہر ایک کا نامۂ اعمال اُڑکر ہاتھ مین آئیگا
مومن کو داہنے ہاتھ مین آگے سے کافر کو بائین مین پیچھے سے پھر کافرون سے شرک اور کفر کا سوال ہوگا صاف انکار
کرجائینگے تب جس زمانے مین کہ ان لوگون نے کفر کیا تھا وہ گواہی دینگے اُسکو بھی جھٹلائینگے بحکم خدا اُنکے منھ پر مہر ہوگی
دست و پا کلام کرینگے تب اپنے اعضا کی طرف مخاطب ہونگے وہ جواب دینگے ملزم ہوکر کہینگے البتہ ہمسے یہ کام نادانستگی سے ہوا
تب کہا جائیگا کیا تمھارے پاس کوئی رسول ڈرانے والا نہین آیا سب یک زبان ہوکر کہینگے کوئی نہین آیا پس ہر امت کے نبی
اکھٹا ہونگے حق تعالیٰ فرمائیگا کیا جواب پائے تھے تمنے حضرت نوحؑ کہینگے خداوندا مین ان لوگون مین آیا اور خفیہ اور علانیہ بخوبی سمجھایا انھون نے
نہ مانا مجکو تکلیف دی لہذا امت محمدیہ کے علما اور شہدا گواہ ہین کفار کہینگے اُسوقت محمدؐ کی امت کہان تھی ہمارے حضرتؐ فرمائینگے اگرچہ
میری امت اُسوقت نتھی پر انکو باخبار خدا معلوم ہوا تھا ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہ فلبث فیہم الف سنة الا خمسین عامًا فاخذہم
الطوفان وہم ظالمون یعنی ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم پاس پھر رہا اُنمین ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا انکو طوفان نے اور وہ
گنہگار تھے کفار چپ رہینگے اسی طرح ہر امت کے کافر اپنے نبیون کے روبرو انکار کرینگے الزام اُٹھائینگے آخر کار سب ملکر
کہنے لگینگے کہ ہمنے یہ کفر اور شرک اورون کے اغوا سے کیے اب دنیا مین ہمکو بھیجیے کہ ہم اچھے کام کرین حکم ہوگا یہ بخیر ہی ہر
جسنے جو کام جسکی خاطر سے کیا وہ اُس سے اُسکی جزا چاہے اور اُنکے ساتھ جائے کہ وہی اُنکے معبود ہین پس
بت پرست بتون کے ساتھ اور آفتاب ماہتاب ستارہ پرست اُنکے ساتھ اور ملائکہ انبیا اولیا کے پوجنے والے
اُن شیاطین اور جنات کے ساتھ ہونگے جنکے اغوا سے پرستش کی تھی راہ مین تشنگی غالب ہوگی سراب دیکھ پڑیگی
پانی کے دھوکے اُس طرف دوڑینگے وہ درحقیقت وادی دوزخ کا سراب ہوگا دھوکے مین وہین مجتمع ہوجاینگے
اور اُنکے معبود شیاطین اور جنات ایک تودۂ بلند آتشین پر مسندنشین ہونگے انکو دیکھ کر بلائینگے کہ ادھر آؤ یہ سب امید
نجات اُنکی طرف جائینگے وہ کہینگے آج ہمسے توقع نہ رکھو اپنے اعمال بد افعال کا مزا چکھو یہ ناامید حیران پریشان ہونگے
حکم ہوگا خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلة ذرعہا سبعون ذراعًا فاسلکوہ یعنے اسکو پکڑ و پھر

پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر مین بٹھاؤ پھر ایک زنجیر مین جسکا ناپ ستر گز ہی اسکو پیرد دو سو ملائکہ انکے اعمال کے موافق انکو
کشان کشان دوزخ مین پہونچا ئینگے اسکے بعد مومن اور منافق کہ بھی وہ ظاہر مین اہل ایمان کے شریک حال تھے توجہ ہوگا ہر ایک
اپنے نامہ اعمال کو دیکھیگا حکم ہوگا کہ پڑھو اپنا لکھا سو سب اپنے اعمال نیک و بد پڑھینگے پھر حکم ہوگا کہ ہر گروہ اپنے معبود کے ساتھ گیا
تم کیون کھڑے ہو عرض کرینگے ہم اپنے معبود کے انتظار مین فی الفور ایک تجلی نمودار ہوگی اسمین آواز آئیگی کہ مین تمہارا معبود ہون
تم میرے ساتھ چلے آؤ یہ لوگ دیکھکر کہینگے معاذ اللہ یہ ہمارا معبود نہین جب وہ آئیگا ہم پہچان لینگے تب ایک ساق نورانی چمکیگی مومنین
سجدے مین گرینگے منافقون کی پشت تختہ ہو جائیگی کہ سجدہ نہ کر سکینگے پھر وہ تجلی آگے آگے چلیگی انکو حکم ہوگا کہ تم پیچھے پیچھے چلے آؤ
ہر امت اپنے نبی کے ہمراہ ہوگی ایک جنگل مین پہونچینگے وہان میزان نصب ہوگی یہ پانچوان حال ہی قیامت کا اسمین مسلمانون کے
عمل وزن کیے جائینگے تاکہ معلوم ہو کہ عمل کسکا ثقیل ہی اور کس کا خفیف اور سبک اور گرانی اعمال کی بہت چیزین ہین ازانجملہ علم ہی
کہ جب اسکو رکھینگے تول بھاری ہو جائیگی ازانجملہ کلمہ طیبہ ہی کہ اگر یہ ایک پلے ترازو مین ہو اور ساتون آسمان و زمین دوسرے مین
تو یہ پلہ لا الہ الا اللہ والا بھاری ہوگا ازانجملہ تسبیح تحمید تکبیر ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ سبحان اللہ آدھی ترازو کو اور تمام
اور الحمد للہ ساری میزان کو اور اللہ اکبر بھرتا ہی آسمان و زمین کے درمیان کو بالجملہ جس مومن کے اعمال بھاری ہونگے فہو فی عیشۃ
راضیۃ یعنی اوسکی گذران من مانتی ہوگی اور جسکے اعمال ہلکے ٹھہرے فامہ ہاویۃ اسکا ٹھکانا ہاویہ گڈھا اور کافرون کے اعمال کے وزن
نہونگے کما قال اللہ فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا ہم نہ کھڑے کرینگے انکے واسطے قیامت مین تول اسواسطے کہ نیک عمل انہین کہان اور جو کچھ ہی
وہ حبط ہوگا اور منافقون کے اعمال تولے جائینگے اگرچہ اعمال حسنہ انکے نہین ہونگے لیکن بحسب ظاہر جب دنیا مین انپر احکام اسلام کے
جاری ہوئے تھے ویسا ہی روز حشر مسلمانون کے ساتھ وزن اعمال مین شریک ہونگے اور وزن کیے جائینگے آخر کار انکا بدلہ سب سے گا
جہنم کے طبقہ زیرین مین پڑینگے چھٹے صراط ہی یہ ایک پل ہی بڑا جہنم کی پشت پر پڑا اسکے داہین بائین نیچے آگ ہی صرف پل نار سے
خالی اور یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اسمین دو لکڑیان لٹکتی ہونگی ایک لکڑی لوہے کی سرکج جیسے نان پز کے
پاس روٹی تنور سے نکالنے کی ہوتی ہی دوسری لکڑی آہنی ایک طرف سیدھی ایک طرف ٹیڑھی ایسی کہ اگر گردن مین کسی کے ڈالکر
کھینچین تو کھنچ آوے اور خار خسک چھٹکے پڑے ہونگے بعد حساب کتاب اور درستی کاغذ کے مومن اور منافق اس پل پر چلائے جائینگے
مومن پار ہو جائینگے منافق نار مین آئینگے اول ہمارے حضرت مع اپنی امت کے گذرینگے پھر اور انبیا علیہم السلام مع اپنی امتیون کے
اور جو کوئی رہ جاویگا وہ حضرت کی شفاعت سے پار ہوگا اسوقت اس پل پر گذر یون ہوگا کہ مومنین اور مومنات کے ساتھ روشنی
ایمان کی داہنے اور آگے ہوگی یہ دیکھکر منافق کہینگے ذرا ٹھہرو ہم بھی تمہارے ساتھ اس نور مین ہو چلین اہل ایمان کہینگے پیچھے دیکھو
جہان سے ہم نور لائے تم بھی لاؤ پیچھے دیکھینگے ایک دیوار حائل ہو جائیگی کہ اسکے ادھر نار ہی ادھر جنت ہی سخت ظلمت مین گھبراکر
کہنے لگینگے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو ہم کو چھوڑے جاتے ہو مسلمان کہینگے البتہ ظاہر مین تم ہمارے ساتھ تھے پر باطن مین طلبہ کفار کی راہ
دیکھتے تھے اب تمہارا چھٹکارا نہین کافرون مین جا ملو تم دونون کا برا ٹھکانا ہی اس حالت مین ایک شعلہ سرکش نمودار ہوگا کہ انکو دوزخ

حصول نامہ اعمال

حال میزان کا

حال پل صراط

عبور صراط

کے درجہ اسفل مین کھینچ لیجائیگا کبھی کسی کی شفاعت انکے حق مین مقبول نہوگی اور اہل ایمان پل صراط پر چڑھینگے اُسکی دونون جانب
فرشتے کھڑے ہوئے سلم سلم پڑھین گے ہر امت کے نیکبخت ایمان کی قوت سے اور عمل کی کثرت کے موافق کوئی برق درخشان کوئی باد وزان
کوئی اسپ دوان کوئی پیادہ روان کی طرح صراط سے گذریگا اور کوئی آن انکڑیون مین اور خسک مین پھنس رہیگا وہ بھی شفاعت شفیع الامتہ سے
پار ہوجاے گا پھر یہ لوگ پل صراط کے اُس کنارے ایک صحراے وسیع مین جمع ہونگے اور تشنگی ہوگی آب کوثر پینے کو ملیگا اُس حوض کا پانی
ہوگا کہ ساتوین چیز ہے قیامت کی انا اعطیناک الکوثر اسی کا اشارہ ہے حدیث شریف مین ہے کہ وہ اتنا بڑا حوض ہے جسطرح ایک ماہ کی راہ ہے پانی
اسکا دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیرین خوشبودار جیسے مشک اُسکے آبخورے جیسے آسمان کے تارے جو کوئی ایک بار اُسکا پانی
پی لے کبھی پیاسا نہو یہ پانی برادران ایمانی کے سوا کسی کو نہ ملیگا بعد اسکے جنت کا قفل کھلیگا ابرار اُس صحراے ناپیدا کنار مین جمع ہین
اپنے نبیون کے ہمراہ بہشت مین آئینگے اول ہمارے حضرتؐ اور آپ کی امت پھر حضرت عیسی اور اُنکی امت اسی ترتیب سے حضرت نوح اور
اور اُنکی امت تک سب جنت مین جگہ پائینگے پھر ہمارے حضرت صلعم کو معلوم ہوگا کہ بہشت مین امت کے بہت لوگ نہین ہین دوزخ مین
گرفتار ہین تب آپ محزون اور غمگین سات دن تک سجدے مین رہینگے حکم ہوگا کہ جنکے دلون مین رائی برابر ایمان ہے اُنکی شفاعت کا
بھی فرمان ہے یہ آٹھوین چیز ہے قیامت کی شفاعت نام ہے سفارش کا اور ہر نبی اپنی امت کی سفارش کریگا لیکن ہمارے حضرت تین بار
شفاعت کرینگے ایک محشر مین پیش از حساب دوسرے صراط پر تیسرے جب امت کے عاصی دوزخ مین ہونگے یہی ہے شفاعت کبری جسکا بیان
اول ہوچکا ہے بالجملہ حضرت صلعم سجدے سے سر اٹھائینگے دوزخ کے کنارے تشریف لائینگے امت کے گنہگارون کی شفاعت فرمائینگے اور ابرار
امت سے کہینگے تم بھی اپنے دوستون کی سفارش کرو سو شہیدون کا گروہ ستر آدمی کی شفاعت کریگا اور حافظ قران دس کی اور اولیا اور
علما حسب مراتب اکثر کو بخشائینگے جان پہچان تک کو دوزخ سے نکالینگے من بعد اور انبیا بھی اپنی امت کے گنہگارون کی شفاعت کرینگے
اور ہر امت کے فجار جو دوزخ مین ہونگے اُنکا حال یہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ بعضون کے قدم تک پہونچیگی اور بعضون کے ساق اور کمر تک قلب
محفوظ رہیگا نہ اُنکے منہ سیاہ ہونگے نہ کافرون کی طرح جزع فزع پیشہ صبر و سکوت اور اکثر مغشی اور مبہوت ہونگے مالک خازن کہیگا ایسے فرخی
مین نے نہین دیکھے بالجملہ جب یہ لوگ دوزخ سے نکلینگے اُسی صحرا مین اکٹھا کیے جائینگے اور رفع قصاص اور رد مظالم اور فیصل خصومات
کے بعد نہر الحیات کی نہر مین نہلائے جائینگے پاک صاف ہوکر بہشت مین داخل ہونگے تمام امتون کی نسبت ہمارے حضرتؐ کی امت
بہشت مین دہ چند بلکہ زیادہ ہوگی خاتمہ بخیر الٰہی مجھ عاصی مؤلف کو بھی اپنے حبیب کے صدقے اُسی مین شامل کرنا اور وہ لوگ جنکی نیکی بدی
میزان مین برابر ہوئی وہ بھی انتان خیزان صراط سے عبور کرینگے پھر یہ لوگ اور وہ جنکو پیغمبرون کی دعوت نہین پہونچی اور مشرکون کے لڑکے
سے بچے رہے اور ابلہ اور سفیہ کا فرقہ سب اعراف مین ہوگا یہ نوین چیز ہے قیامت کی یہ ایک دیوار ہے مابین جنت و نار کے کہ وہان دونون
طرف کی ہوا آتی ہوگی اور جہر دکون سے ابرار کو بہشت مین دیکھکر اللہ کا حمد اور شکر کرینگے اور اشرار کو نار مین دیکھکر پناہ مانگینگے اور در
بہشت مین داخل ہونیکی متوقع ہونگے آخر کار بفضل کردگار بہشت مین جائینگے اور کفار جن مثل کفار انس ہمیشہ نار مین رہینگے
لیکن مسلمان جن جنکو البتہ ثواب مخلد ہے مگر بہشت مین رہنے نہ پاوین گے کیونکہ جنت آدم کی اولاد کا حق ہے بلکہ جنت کی دیوارون تلے

انکو جسطرح انکا بود و باش ہوگا اور بدستور دنیا مین اور ارازل جلب منافع کے لیے جنت مین آمد و رفت رہیگی بالجملہ جب
بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہونگے تو ایکدن دونون گروہ بہشت و دوزخ کے کنارے طلب ہو آئینگے موت
کو بشکل گوسفند ابلق حاضر کرینگے اور حضرت اسرافیل باشارت رب جلیل اسکو لٹا دینگے اور یحیی پیغمبر اسکو سب کے روبرو ذبح فرمائینگے
اور ندا ہوگی یا اہل الجنۃ خلود ولا موت و یا اہل النار خلود و لاموت یعنی ای بہشت والو اب تم کو یہان ہمیشہ رہنا ہے اور نہین تم کو موت
اور ای دوزخ والو اب تم کو یہان ہمیشہ رہنا ہے اور نہین تم کو موت پھر جنت و نار کا دروازہ بند ہو جائیگا ابد الآباد بہشتی ناز و نعمت مین
اور دوزخی غم و وحشت مین بسر کرینگے دسوین چیز دوزخ اور اسکے درکات ہین گیارھوین بہشت اور اسکے درجات کہ ان دونون کا
حال مقدمہ کتاب مین بیان ہو چکا ہے کچھ مختصر اس مقام مین بھی لکھتا ہون بارھوین ماوی یعنی کھانا بہشتیون اور دوزخیون کا سوا اول
ماوی یہ کہ بہشتیون کو ملیگا مچھلی کی کلیجی ہوگی اور دوزخیون کو گائے کی تلی اسمین یہ حکمت ہے کہ مچھلی حیوان مائی ہے اور پانی کی طبیعت
رطب اور رطوبت عنصر حیات ہے اور حیات کو نعیم کے باعث سے جنت سے مناسبت تام ہے اور کلیجی دم صالح کا محل ہے اور دم صالح مین بدن کا
صلاح گویا اسمین اشارہ ہے کہ اہل جنت کو حیات ابدی بھی ہے اور صحت بدنی ہے اور گائے حیوان ترابی ہے اور تراب کی طبیعت یابس
اور یبوست عنصر موت ہے اور موت کو بسبب تالم نار سے مشابہت تمام ہے اور طحال دم فاسد کا محل ہے اور دم فاسد مین بدن کا فساد گویا
اسمین اشارہ ہے کہ اہل نار کو نہ حیات ہے نہ موت لایموت فیہا ولا یحیی اب نار و جنت کا حال سنو کہ حضرت صلعم نے فرمایا دوزخ دنیا کو محیط ہے
اور بہشت اسکے درپے ہے اسی سبب سے صراط کی راہ جنت سے لگی ہے اسی حدیث کے مطابق فتوحات مین ہے کہ جو چیز فلک ثوابت کے
جوف مین ہے دوزخ ہے اور جو چیز کہ فلک ثوابت کے اوپر ہے تا فلک اطلس بہشت ہے پس بہشت کا سطح سقف فلک اطلس کا ہے اور بہشت کا عرض
جسطرح ہفت فلک اور سبع ارضین پس بہشت کی سرشت سونے اور چاندی کی خشت سے ہے اور اسمین مشک کا گارا دیا ہے اسکی ٹھیکریان
لعل اور مروارید اور خاک اور خاشاک عبیر اور زعفران اور آٹھ درجے ہین برابر برابر سطح پر کہ ہر ایک کا سقف عرش ہے گویا باغین باغ
یا بلند باغ کہ ایک دوسرے کے وسط مین گرداگرد واقع ہے پہلا درجہ دار القرار ہے جسکو دار المقام بولتے ہین یہ درجہ رضاجویان الہی کا قرارگاہ ہے
دوسرا دار السلام اسمین ارباب سخاوت اور اصحاب ہمت اور مروت جگہ پائینگے خصوصاً وہ لوگ کہ علم اور وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتے ہین
تیسرا دار الخلد اسمین وہ لوگ رہینگے جو شرک کفر و کبائر سے بچتے تھے چوتھا جنۃ الماوی یہ شہیدون کا چراگاہ ہے کہ وہ دن بھر اس مین
چرتے پھرتے ہین رات کو سبز چڑیون کے شکم مین داخل ہو کر عرش کی قندیلون مین بسر لیتے ہین پانچوان جنۃ النعیم یہ ان لوگون کا گھر ہے
جنھون نے دنیا مین اللہ کے واسطے تکلیفین اٹھائین چھٹا جنۃ الفردوس یہ بہترین جنات ہے اسمین چھ قسم کے لوگ رہینگے جنکا ذکر
مومنون مین ہے قد افلح المومنون الی ہم فیہا خالدون اول جو نماز مین جھکے رہتے ہین دوم جو بری بات پر دھیان نہین رکھتے
سوم زکوۃ دینے والے چہارم شہوت کے تھامنے والے مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر پنجم جو اپنے اماتون اور اپنے اقرار
سے خبردار ہین ششم وہ کہ اپنی نماز سے خبردار ہین ساتوان جنۃ العدن اسمین وہ لوگ رہینگے جو اپنے وعدون کے پورے ہین اور غصے کے
متحمل اور بلا پر صابر اور اللہ سے خائف ہین آٹھوین جنت کرسی برابر ہے اسکے نام مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک دار الجلال

ف ذبح کرنا موت کا بشکل گوسفند ابلق

ف ہمیشہ رہنا اہل جنت و اہل نار

ف بیان دوزخ و بہشت کا

اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکا نام جنۃ الکثیب ہی اور مولانا رفیع الدین محدث فرماتے ہین کہ میرے اعتقاد مین اُسکا نام مقعد الصدق ہی یہ اہل تقوی کے لیے موضوع ہی اسی بہشت مین خدا کا دیدار ہوگا حدیث مین ہی کہ جنت مین منازل اتنے ہین جتنی قرآن مین آیتین اور درجات اتنے جتنے اسمائے حسنی ان درجون مین جو سب سے اوپر ہی اُسکا نام وسیلہ ہی وہ حضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہی تمام امت مامور ہی کہ اس وسیلے کو طلب کرے چنانچہ اذان کے بعد دعا مین کہتے ہین آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ صاحب اسکا وزیر کا حکم رکھتا ہی اور جنت کے یاقوتی ہین ستارون کی طرح روشن اور اسمین ابواب بیشمار ہین کسی دروازے سے نمازی داخل ہونگے کسی سے روزہ دار کسی سے جہادی کسی سے اہل انفاق صحیحین مین ہی کہ صدیق اکبر نے پوچھا یا رسول اللہ ایسا بھی کوئی ہوگا کہ ہر دروازے سے بلایا جائے فرمایا ہان مجھے امید ہی کہ وہ شخص تو ہی ہو طبرانی مین روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا جنت مین قصور ہین ازانجملہ ایک قصر موتی کا ہی اُسمین ستر گھر ہین یاقوت کے ہر گھر مین ستر بیت زمرد کے ہر بیت مین تخت زرنگار ہر تخت پر ستر فرش رنگارنگ اور تابدار ہر فرش پر ستر بادلے چنے ہین ہر بادلے پر ستر قسم کے کھانے ایک بندہ مومن کو اتنی قوت ملیگی کہ ان سب کو کھا لیگا اور جنت مین نفائس ہین بیشمار ازانجملہ چمن بصفا بے خار کہ انمین درخت ہین نقرئی اور طلائی انکی شاخین بے خار اور بے خزان اور ایک درخت ہی کہ سو برس کی راہ تک اُسکا سایہ دراز ہی اور ایک درخت ہی طوبی نام اسکی شاخین بہشت مین تمام سایہ کیے ہین ان درختون مین طرح طرح کے میوے ہین صورت مین متشابہ خاصیت مین متفاوت جس شاخ سے جو میوہ اُترے فی الفور اُنمین دوسرا لگے جب کسی کی رغبت ہو شاخین جھک پڑین ازانجملہ چار نہرین ہین ایک میٹھے پانی کی دوسری شیر خالص کی تیسری شراب خوشبودار کی چوتھی شہد کی حضرت انس سے روایت ہی کہ بہشت مین ایک نہر ہی ریان نام اُس پر ایک شہر آباد ہی مرجان کا اُسمین ستر ہزار دروازے ہین زر و نقرہ کے وعلی ہذا القیاس اور ہزارون نہرین ہین ازانجملہ تین چشمے ہین ایک کافور کا دوسرا زنجبیل کا جسکو سلسبیل کہتے ہین وہ گرم ہی تیسرا تسنیم کہ ہوا پر معلق ہی تفصیل اسکے مقدمہ کتاب مین مذکور ہی ازانجملہ فرش طرح طرح کے اُنپر بیل بوٹے منقوش دو فرشون کے مابین اتنا فاصلہ جسطرح زمین و آسمان ازانجملہ لباس بقدر قامت ہر پاس جو نہایت باریک ہی وہ لاہی کی طرح ہی کہ اُسکا نام سندس ہی اور جو نہایت صفت ہی وہ اطلس اور محمودی کے مثل ہی اُسکا نام استبرق اور ایک کپڑا حریر سبز ریشم کا ہی ازانجملہ کھانا پانی جسقدر کھایا جائے سب ہضم نہ کبھی تخمہ ہو نہ زکام دنیا مین فضلہ بول و براز سے دفع ہوتا ہی وہان بعرق معنبر و آروغ معطر دفع ہوگا ازانجملہ شراب و کباب نہ اُسمین سر پھرتا ہی اور نہ اُسمین بک ہوتی ہی عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ اہل جنت پرندون کو دیکھینگے کہ اُڑا جاتا ہی رغبت کرینگے فی الفور کباب ہوکر آجائیگا ازانجملہ ازدواج حیض و چرک اور سایر عیوب سے پاک ہونگی اور وہ دو قسم ہین ایک وہ جو بے شوہر یا صغیر سن مین مرین یا وہ عورت کہ دنیا مین اُسکو چند شوہر کرنے کا اتفاق ہوا یا وہ چند عورت کہ ایک شخص کے نکاح مین آئین پس اُنمین جس سے محبت زیادہ تھی اور جنتی ہی تو بہشتی مرد کو ملیگی حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین نے حضرت سے پوچھا دنیا کی عورت افضل ہی یا جنت کی حور فرمایا دنیا کی عورت اسلیے کہ صوم و صلوۃ کے باعث دنیا کی عورتون کے منھ اور بدن چمکتے ہونگے اور حورون کے رنگ سفید دوسری حور جنکی صفت قرآن شریف مین کئی طرح پر مذکور ہی حور اسقدر روشن ہین کہ اُنکے ساق کی سفیدی ستر تہ کپڑے کو پھوڑ نکلے اور ساق کی راہ استخوان کا مغز دکھائی پڑے حضرت نے فرمایا کہ اگر جنتی عورت کے زیور یا لباس کا دنیا مین

بیان حور بہشت

بیان فرش و لباس بہشت

بیان ازواج بہشت

پر نور پڑے سارا جہان روشن ہو جاوے اور آفتاب کی روشنی مکدر اور جنتی مرد کو بہشت کی عورت سے صحبت کا بھی اتفاق ہوگا

ان اصحاب الجنة الیوم فی شغل فاکہون یعنی بہشت کے لوگ آج ایک دھندے میں ہیں باتیں کرتے ابن عباس نے فرمایا مراد شغل سے ازالۂ بکارت ہے بجماع لیکن فراغت کے بعد پھر باکرہ ہو جاویگی اور انزال بخروج ریح باراحت ہوگا از انجملہ خدام وہ تین قسم ہیں ایک ملائکہ کہ ایلچیوں کی طرح اللہ کا پیام بہشتیوں کو سنائینگے اور بہشتیوں کا پیغام اللہ کو پہونچائینگے دوسرے غلمان کہ وہ مثل حوروں کے خلقت جدا گانہ ہیں اور سب ایک عمر کے تیسرے مشرکون کی اولاد صغار کہ انکے حق میں حضرت نے دعا کی کہ خداوندا یہ بے گناہ مرے ہیں دنیا میں میری امت کے غلام تھے بہشت میں بھی انکو میری امت کا غلام بنا چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی از انجملہ نعمات جلیلہ میں کہ تین قسم پر ہونگے ایک یہ کہ طوبی کے پتے کے کھڑکھڑائینگے ہوا کے جھونکے سے اس میں الحان کی کیفیت نکلیگی دوسرے بہشت کی حوریں خوش ادائی سے اپنے مالک کی اوصاف بیان کرینگے لیکن یہ تغنی مزمار شیطانی نہیں بلکہ اللہ کی تسبیح و تحمید ہوگی تیسرے دیدار الٰہی کے وقت بعضے ملائکہ جسطرح اسرافیل اور بعضے انبیا جیسے حضرت داؤد کو حکم ہوگا کہ اپنے رب کی تسبیح کریں انکی تسبیح سے سامعین کو وجد پیدا ہوگا از انجملہ مراکب یعنی سواریاں کہ وہ دواب باد رفتار یا تخت رواں ہیں کہ جنکی راہ طرفۃ العین میں طے کریں از انجملہ ملاقات احباب کہ وقت ملاقات دنیاے فانی کی حکایات اور واقعات فیمابینہم بیان کرینگے از انجملہ یہ کہ وہاں گرمی ہوگی نہ سردی نہ دن کی روشنی نہ رات کی تاریکی بلکہ ایک حالت ہے کہ قبل طلوع آفتاب ہوتی ہے فیہ ابعضا میں ہے کہ جنتیوں کے قد ساٹھ گز کے حضرت آدم کے قد کے برابر ہونگے اور تمام اعضا مناسب اس قد کے تاکہ بیڈول نہ معلوم ہوں اور سن حضرت عیسی کا ساتھ تینتیس برس کا تھا اور عورتوں کا سولہ برس کا اور انکا حسن یوسفی ہوگا اور نغمہ داؤدی اور حلم ابراہیمی اور رقت ایوبی اور خلق محمدی اور زبان عربی اور بہشتیوں کے داڑھی مونچھ نہ ہوگی ہاں سر پر بال ہونگے مگر حضرت موسی کی ڈھاڑھی ناف تک دراز ہوگی اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت آدم اور حاتم انس کے بھی داڑھی ہوگی اور زبان بہشتیوں کی عربی ہوگی اور وہاں کوئی شخص بہ کنیت پکارا نہ جاوے مگر حضرت آدم کہ آپ کی کنیت ابو محمد ہوگی اور تمام بہشتی کثافت بشری یعنی بول و براز حدث لعاب دہنی آب بینی چرک گوش چرک بدنی سے پاک ہونگے ابدالآباد بیماریوں ظاہری اور باطنی سے پاک اور محفوظ رہینگے بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب بہشتیوں کو اسی برس تا آرام تمام گذرینگے تو ندا ہوگی کہ اے بندو تم حور و قصور سے مشغول ہوئے اور میرے دیدار کو بھول گئے یہ آواز سنتے ہی بہشتی وجد میں آئینگے ارشاد ہوگا کہ کل علی الصباح جمعہ کے دن دار الجلال میں حاضر ہوں سب حاضر ہونگے ایک میدان لق و دق میں کہ جنت اعلی کے اوپر ہے اور عرش معلے کے نیچے جڑاؤ کرسیوں اور مشک و عنبر کے ٹیلوں پر علی قدر المراتب بٹھلائے جاوینگے کھانے لذیذ پانی خوشگوار ملیگا اور لباس نفیس پہننے کو عطیات ملنے کو عنایت فرماوینگے اور شراب طہور عطا کرینگے پس حجاب اٹھ جاویگا تمام حاضرین جمال باکمال سے مسرور ہونگے اور بے چون کے مثال بیچون اور بیچگون اور بے شبہ بے نمون دیکھینگے جنت کے ساری نعمتیں بھولینگے اور خلعت رضا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ پہنینگے اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ دیدار بعضوں کو آٹھویں دن جمعہ کو ہوگا اور بعضوں کو ہر روز ایک بار

اور کسی کو دو بار یا زیادہ اور کسی کو ہر ساعت اور ہر لحظہ واللہ اعلم فائدہ اس دیدار کی دولت مین سوائے فلاسفہ کے اہل اعتزال اور
روافض بدخصال کو بھی انکار ہے وہ باستبعادات خیالیہ اور بہ استحالات عادیہ اس لذت سے محروم ہین والحق انہم جاہلون اور رد اسکا
کتب کلامیہ مین موجود ہے یہ ہوا احوال بہشت کا اب حال دوزخ کا مختصر یہ ہے کہ اسکے سات طبقے ہین ہر طبقے مین وسعت عظیم اور عذاب گوناگون
اور اسمین ستر ہزار وادی ہر وادی مین ستر ہزار شعبے ہر شعبے مین ستر ہزار دار ہر دار مین ستر ہزار بیت ہر بیت مین ستر ہزار چاہ ہر چاہ
مین ستر ہزار اژدہے ہر اژدہے کے گلو ن مین ستر ہزار عقرب نیش دار ان وادیون مین ایک ویل ہے وہ اسقدر عمیق ہے کہ چالیس خریف تک
برابر چلے تب اسکے قعر تک پہونچے ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اسمین دوزخیون کا پیپ بہتا ہے دوسرا غی ہے ویل سے زیادہ بعید القعر ہے اور سخت متعفن
تیسرا اثام ہے چوتھا موبق ان دونون مین خون غلیظ سیاہ بھرا ہے پانچوان سحق چھٹا طیلم یہ اسقدر گرم ہین کہ انکی گرمی سے سارے وادی
پناہ مانگتی ہین پھر ان وادیون مین چار کنوئین ہین ایک جب الحزن کہ اس سے ہر روز چارسو بار دوزخ پناہ چاہتا ہے دوسرا ہبہب
کہ اسمین اہل غرور مجبوس ہین تیسرا فلق یہ چاہ سرپوش دار ہے چوتھا فساد وہ ان لوگون کے واسطے ہے جن پر غضب ہوا کہ حق تعالی
نے انکی طرف دیکھیگا نہ انسے بات کریگا اور مکذب غدار اور مبتدع اور مدمن الخمر اسمین رہینگے اور دوزخ مین ایک پہاڑ ہے صعود نام کہ ستر خریف
کی اسکی چڑھائی ہے کافرون کو اسپر چڑھاوینگے وہان سے دوزخ مین گرا دینگے وعلی ہذا القیاس دوزخ مین زنجیرین ہین ستر گز کی اسکی
چوڑائی ہے کافرون کو اسمین باندھینگے اور گرز ہائے آتشین کہ جب سر پر پڑین پاش پاش کرین اور سانپ ایسے زہردار کہ جسکو کاٹین ہڈی تک
گل جاوے اور بچھو ایسے نیش دار کہ جسکو ڈنک مارین اسکے آگے گرمی دوزخ کی یاد نہ آوے اور مکھیان ہین کہ زخم پر جمتی ہین اور ہزارون
طرح کے کیڑے مکوڑے اور دوزخیون کے لباس آتشین ہین اور کرتے انکے گندھک کے ابن عباس نے فرمایا کہ قطران جو کریمہ سرابیلہم من قطران
مین واقع ہے وہ مس گداختہ ہے کہ نہایت گرم ہوتا ہے اور بچھونا اور اوڑھنا انکا آگ سے اور کھانا درخت سینڈ اور جھاڑ کے کانٹے ہی طرح ہزارون
قسم کے عذاب ہین اللہ محفوظ رکھے ہم کو صحیحین مین ہے کہ کافرون کے دونون بازو پھول کر اتنے بڑے ہو جاوینگے کہ جیسے تین دن کی راہ
اور انکے دانت جسطرح احد کا پہاڑ اور بدن کا چمڑا پینتالیس گز کے برابر دبازت پیدا کریگا اور ران جیسے کوہ بیضا اور نشستگاہ تین
دن کی راہ اور ترمذی مین ہے کہ زبان کافرون کی دو فرسخ کے برابر ہوگی اسی قیاس پر اور اعضا اسرار الفاتحہ مین ہے کہ دوزخ مین کافرون کے
سر ایسے ہونگے جیسے پہاڑ سخت اور انکے دانت ایسے تیز جیسے ہندی تلوار اور انکے ہونٹھ جیسے اونٹ کے ہونٹھ اور انکی آواز
جیسے گدھون کی آواز انکے بدن جلینگے اور فی الفور اور بدن ہونگے یہان تک کہ ایک ساعت مین سات سو بدن متبدل ہونگے لیکن
اجزاے اصلیہ باقی رہینگی مدت دراز کے بعد انپر بھوک پیاس کا عذاب غالب ہوگا کھانا مانگینگے زقوم ملیگا اور پانی چاہینگے حمیم کہ اس سے معدہ
اور انتڑیان کٹ کٹ کر دبر کی راہ نکل پڑینگی بیقرار ہوکر فریاد کرینگے یا الٰہی ہماری جان لے یا ہم کو نجات دے ہزار برس بعد جواب ملیگا
اخسئوا فیہا ولا تکلمون پھٹکارے ہوے ہو اسمین مجھسے کچھ نہ کہو ہم کو اس عذاب سے نجات ہوتی نہین تب بحسرت تمام کہینگے اب برابر ہے
ہمارے حق مین ہم بیقراری کرین یا صبر کرین ہم کو خلاصی نہین پھر آپس مین لڑینگے ہر تابع اپنے متبوع سے کہیگا کہ تم ہی تھے کہ آگے تھے
ہم پیروانے سے ہر متبوع اپنے تابع کو جواب دیگا کہ ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا تم ہی تھے قوم طاغی الغرض یہ لوگ ابدالآباد دوزخ مین

رہینگے کوئی بصورت بندر اور ریچھ اور کوئی بصورت سگ و گرگ اور کوئی بصورت مور و مار اور کوئی بصورت موش وغیرہ حدیث مین وارد ہی کہ حق تعالی نے میرے نام کی صورت پر بنی آدم کو پیدا کیا ہی اسی واسطے کفار کو بصورت شیطان داخل دوزخ کرینگے یہ اہل ایمان کی نسبت بڑی بشارت ہی الحمد للہ یہان سے واضح ہوا کہ اہل ایمان بسبب عصیان داخل نیران ہونگے لیکن نہ اُنپر مسخ طاری ہوگا نہ عذاب بجا عی نہ اُنکو چھٹکارا رہی نہ خلود نار اُنکا ادخال تطہیر اور غسال کے واسطے ہوگا تاکہ قرب الٰہی کی استعداد پیدا کرین جسطرح زرگر زر کو کٹھریہ مین ڈالتا ہی کہ اُسکا کساد زائل ہو نہ آنکہ جو اور انساد مائل ہو حضرت موسی علیہ السلام نے دور سے نار کو دیکھا جب نزدیک آئے تو نور نظر آیا اسی طرح اہل عصیان نیران مین وہی دیکھینگے جو اہل ایمان جنان مین حضرت یونس علیہ السلام پر عتاب ہوا مچھلی کے پیٹ مین قید ہوئے طاعات سابقہ شفیع ہوئی اہل کبایر کہ معصب کے سبب دوزخ مین پڑینگے توحید الٰہی کیونکر عذر خواہی نکریگی اہل تحقیق نے فرمایا کہ اگرچہ ظاہر مین ایمان دار داخل نار ہی پر حقیقت مین یہ نار گلزار ہی دیکھو زنان مصر کہ جمال یوسفی کے مشاہدے مین کس قدر محو تماشا ہوئین کہ اُنکے ہاتھ تک کٹ گئے مگر الم و ملال سے بیخبر رہین اسی طرح اہل ایمان تجلیات الٰہی کے نظارے مین اسقدر بیخود رفتہ اور بیخود ہونگی کہ نار اور نکال سے بیخبر ہوجاینگی لو کانت الجنۃ بدون جمالہ و وصالہ نوادیلاہ و لو کانت النار مع جمالہ و وصالہ فوا شوقاہ اسرار الفاتحہ مین لکھا ہی کہ شب معراج مین حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار ہزار حاجتین روا ہوئین مگر ایک حاجت کہ آپنے عرض کیا کہ خداوندا قیامت کے دن امت کا حساب میرے ہاتھ رہے ارشاد ہوا کہ مقصود تیرا یہی ہی کہ تیری امت کی برائیون پر کوئی آگاہ نہو تو اے محمد مین جو چاہتا ہون وہ تجکو معلوم نہین اگر تیرے ذمہ پر امت کا حق مقرر ہی تو تجکو ادا کی قدرت نہین اور اگر امت کے ذمے پر تیرا حق مقرر ہی تو اُنکو ادا کی قدرت نہین اس صورت مین مناسب ہی کہ انکا حساب میرے ہاتھ رہنے دے کہ اگر میرے ذمے پر انکا حق ثابت ہی تو بخشش شیوت میری آن ہی مین اُنکو دونگا اور اگر انکے ذمے پر میرا حق ثابت ہی تو رحمت اور مغفرت میری شان ہی مین اُنکو دامن رحمت مین لونگا اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم مجکو اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تیری امت کو مین رحمت کا نقد نہ دیتا قیامت کے دن انکا حساب لیتا تیری امت کا حساب اس عنوان پر ہوگا کہ جیسے پدر مہربان اپنے پسر نادان سے باتین کرتا ہی حالانکہ باپ خوب جانتا ہی جو کچھ بیٹے کے ہاتھ مین ہی پھر گستاخ کرنے کو پوچھتا ہی یہ کیا ہی تیرے ہاتھ مین اہل لطائف نے فرمایا کہ نبی اور امت مین نسبت واحدہ ہی کہ وہ نبی اس امت کا نبی ہی اور یہ امت اُس نبی کی امت ہی ہرگاہ یہ نسبت واحدہ اتنی رحمت کو مقتضی ہوئی کہ اپنی اولاد اخفاد پر نبی نے امت کو اختیار کیا پھر کیا کہنا چاہیے جہان نسبت متعددہ ہون گو وہ بندون مین اور اللہ مین متحقق ہی جیسے خالقیت مخلوقیت رازقیت مرزوقیت ربوبیت مربوبیت محبیت محبوبیت وغیرہ یہ نسبتین تو بطریق اولی مقتضی رحمت بیحد گار نسبت بامت گنہگار متحقق ہونگی اب گویا اللہ صاحب فرماتے ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اگر تو نے اپنی اولاد و اہلبیت کی شفاعت بمقتضاے شفاعتی لاہل الکبائر من المومنین اختیار کی مین نے تیری امت کو اپنی رحمت دی اگر تو اُنکو دوست رکھتا ہی کہ وہ تیری امت مین ہین کیونکر اُنکو نہ بخشونگا کہ وہ میرے مطیع الخدمت ہین اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ہر چند امت تجھکو ناراض ناخوش کرتی ہی تو بالکیہ خبر و رحمت

عنـ[illegible] اہل عصیان در دوزخ

شنہاے اللھم اہد قومی فانھم لایعلمون پڑھتا ہی اور ہر چند تیری امت مجکو بیزار اور خفا کرتی ہی تو مین باصد خیر ورحمت بغیر منتہاے اکرامہ تمہیں
ورحیم غفور فرماتے لگون تو کیا بعید ہی القصہ عہدۂ شفاعت کبری ہمارے حضرت کو ملا ہی اور شفاعت کی حقیقت یہ ہی کہ کامل کا کمال
پھیل جاوے اور اپنے ناقص اتباع کو اپنے مین لے لے اور اسکا نقصان اُسکے کمال مین پورا ہو جاے اور مدار شفاعت کا دو چیز
پر ہی اول نفس کامل کا کمال پھیل جانا کہ بروز قیامت محض اللہ تعالی کی عنایت بنہایت سے وعدہ کیا گیا ہی اس انبساط اور احاطہ
و نہی کو شریعت مین اذن اور حکم کہا ہی دوسرے ناقص لوگون کا اہل کمال کے تابع ہونا کہ بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہی اسکو
کہا ہی کہ کافر و منافق کو شفاعت نہین ہی ہذا یا حقیقہ استاد الاستاد فی تفسیر العزیزی اب واضح ہو کہ مذہب اہل سنت و جماعت مین
شفاعت پیغمبرون اور مقبولون کی گنہگارون کے حق مین اگرچہ فاعل و مرتکب کبیرہ ہون اور بلا توبہ مرے ہون ثابت ہی
کہ بعضے بیحساب بسبب شفاعت کے بہشت مین جائینگے اور بعضے باوجود ثابت ہو جانے اس بات کے کہ دوزخ کے مستحق ہین بسبب شفاعت
کے دوزخ مین نہ جائینگے اور بعضے دوزخ مین جاکر بسبب شفاعت کے نکل کر بہشت مین جائینگے اور بعضون کے درجے بلند ہونگے لہذا
اہل سنت فرماتے ہین کہ الشفاعۃ حق یعنی یقیناً ہونے والی ہی موافق وعدہ خدا کے اور شفاعت شافعین کا انکار تو کیا توقف بھی اسمین
کفر ہی اور جو گفتگو اہل سنت اور معتزلہ ہی اس مسئلہ مین ہوئی مع دلائل تفسیر کبیر وغیرہ مین مذکور ہی اس وقت مین فرقہ وہابیہ بھی شریک
معتزلہ ہوا ہی اسکو مولوی فضل رسول صاحب سیف اللہ المسلول نے بخوبی رد فرمایا ہی جسکو منظور ہو نور المومنین لشفاعۃ الشافعین
رسالہ مختصرہ انکا ملاحظہ کرے تفسیر عزیزی مین تفسیر کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضی مین لکھا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت
صلعم نے یارون سے فرمایا کہ مین ہرگز راضی نہونگا جب تک کہ ایک ایک کو اپنی امت سے بہشت مین داخل نکرون اور اُسی جگہ لکھا ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ وسیلہ کو کہ نہایت بڑا مرتبہ ہی پہونچینگے کہ اصلا کسی مخلوق کو نصیب نہین ہوا کیونکہ حضرت بروز قیامت
بمنزلہ وزیر کے ہونگے صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت آیات عذاب پڑھکر روئے اور فرمایا اللھم امتی امتی اللہ نے جبرئیل کو بھیجا اور سبب
گریہ سے پوچھا جبرئیل نے دریافت کر کے عرض کیا فرمایا اللہ نے یا جبرئیل تو جا محمد کے پاس اور کہہ اُس سے ہم تجکو تیری امت کے
مقدمہ مین راضی کرینگے حسب قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہی تو انکار اسکا بلاشبہ کفر ہی ولا یجوز الصلوۃ
خلف من ینکر الشفاعۃ کما فی البحر الرائق ساتوین جہاد بنفس نفیس یہ بات دلیل شجاعت لا انتہا کی ہی کسی پیغمبر کو حاصل نہین ہوئی
آٹھوان علم وسیع کہ آیۃ وعلمک مالم تکن تعلم اور کریمہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے ظاہر ہی بالجملہ جمیع اخلاق حسنہ کہ شرعا و عقلا محمود تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بوجہ کمال تھے مثلا عقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مرتبہ تھا کہ تمام عالم کی عقل اُسکے مقابلے مین ایک
ذرہ ہی چنانچہ وہب ابن منبہ نے کہا ہی کہ مین نے اکثر کتابین کتب سابقین سے دیکھین سب مین لکھا پایا کہ اللہ صاحب نے
ابتداے دنیا سے تا قیام قیامت سب آدمیون کو اتنی عقل دی ہی کہ بمقابلے عقل رسول مقبول ایک چھوٹی کنکری سنگریزہ دلن
دنیا سے کما رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ وابن عساکر عقبہ اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف مین ایک بزرگ سے
روایت کی ہی کہ حق تعالے نے عقل کے سو ۱۰۰ حصے فرمائے ننانوے ۹۹ حصے حضرت صلعم کو عنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات پر تقسیم فرمایا اور

شفاعت کبری مخصوص حضرت خاتم الانبیا صلعم

جس کسی کو حضرت کی دانائی کی باتین دریافت کرنا ہو وہ کتب سیر اور تواریخ خوب غور اور تامل سے مطالعہ کرے اور حلم اور عفو مع القدرۃ
اور صبر یہ تھا کہ وہ کریمہ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین سے ظاہر ہی یعنی خوب کر معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ
کر جاہلون سے اسی طرح واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور کہ اس سے صبر کیسا نکلتا ہی چنانچہ آنحضرت کا یہ حال تھا
کہ جو کوئی حضرت سے بدخلقی کرتا تھا اور بے ادبی سے پیش آتا تھا اس سے درگذر فرماتے تھے کافرون نے خاص مکہ شریف
مین کیسی کیسی شرارتین کین لیکن اُنکے لیے بددعا نہ فرمائی اسیقدر فرمایا اللہم اغفر لقومی فانہم لایعلمون اور جود و کرم و سخا کا یہ حال تھا
کہ ہرگز کسی سائل کو بے نیل مرام واپس نہ کرتے تھے اور گھر مین حضرت کے رات تک درہم و دینار نہ رہتا تھا اگر اچانک آ رہ جاتا اور کوئی
مستحق نہ آتا تو آنجناب دولت خانے مین تشریف نہ لیجاتے تھے جب تک کسی مستحق کو عطا نہ کر لیتے اور عطایا حنین و ہوازن مشہور
ہین وانما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق شاہد ہی اور حسن ادب یہ تھا کہ اپنے دوستون کا نہایت اکرام فرماتے اور اُنکی مجلس مین
پیر نہ پھیلاتے اور وقت تنگی مجلس سمٹ کر جگہ فراخ فرماتے اور اپنا زانو ہمنشین سے کبھون آگے نہ بڑھاتے اور اُنکے ساتھ
اُنکے باغون مین تشریف لے جاتے اور ضیافت کھاتے اور ہمیشہ سب کا حال پوچھتے رہتے جو کوئی بیمار ہوتا اُسکی عیادت کرتے
اور جو کوئی سفر مین ہوتا اُسکے واسطے دعا کرتے اور جو مر جاتا اُسکے حق مین انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعا فرماتے اور جس کو جانتے
کہ آزردہ ہو گیا ہی اُسکے گھر پر تشریف لے جاتے اور اُنکی ملاقات کے واسطے جب چلتے تو تزئین و تجمل لباس اور شانہ وغیرہ سے
فرماتے اور سب لوگون سے تازہ رو رہتے اور توانا و ناتوان کو صدق قول مین برابر جانتے اور کسی کو اپنی پشت پر چلنے نہ دیتے
اور سواری مین کسی کو پیادہ پا نہ لے جاتے یا سوار کرا لیتے یا ارشاد فرماتے کہ تو آگے جا ہم بھی آتے ہین اور جو کوئی حضرت
کے پاس جاتا تو اُسکی تکریم کرتے اور اپنے کپڑے بچھا دیتے اور تکیہ دیتے اور جب نماز مین ہوتے اور کوئی آجاتا تو نماز کو سبک
فرماتے اور اُسکی حاجت دریافت کر لیتے اور اپنے خادم اور غلام اور لونڈی کو ماکول اور مشروب مین اپنے برابر رکھتے اور
خود خادم اپنے کی خدمت فرماتے اور جو کچھ اصحاب اور خادم آپ کے کام کرتے اُسمین شریک ہو جاتے اور اُنسے زیادہ کرتے اور
حیا اور وقار کا یہ مرتبہ تھا کہ دختر ناکتخدا سے بھی زیادہ شرماتے تھے عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ اشد حیاء من العذراء
فی خدرہا وقالت عائشہ رضی اللہ عنہا ما رایت فرج رسول اللہ قط اور جب حضرت کو کوئی شخص یکبیک دیکھتا ہیبت مین آجاتا
اور جو صحبت مین رہتا عاشق ہو جاتا اور جس مجلس مین بیٹھتے تو سب اہل مجلس چپکے بیٹھے رہتے اور جب خاموش بیٹھتے تو وقار تھا
اور جب باتین کرتے تو خوبی اور تازہ روئی اور زہد یہ تھا کہ اپنی خواہش سے فقر اختیار کیا اور بیت المال سے کبھو سوائے قوت
یکسالہ اپنے عیال کی نہ لیتے تھے اور جو لیتے تھے تو ارزان چیز تلاش کر کے لیتے جسطرح خرمے اور جو اسمین بھی ایثار جاری تھا
اہل بیت آپ کے قبل انقضائے سال محتاج ہو جاتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہی کہ جب وفات ہوئی تو زرہ آپ کی ایک
یہودی کے پاس گروی تھی اور شفقت اور رافت اور رحمت تمام خلق پر یہ تھی کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اُسپر گواہ ہی
اور امانت اور صدق لہجہ کا یہ حال تھا کہ مخالفون اور دشمنون نے بھی حضرت کا نام امین رکھا چنانچہ حجر اسود کے رکھنے مین

حکم کیا اور ابوسفیان نے ہرقل بادشاہ سے کہا کہ ہم نے کبھون محمد کو جھوٹ سے تہمت نہین کی اور ابوجہل باوصف اُس عداوت
کے کہتا تھا کہ ہم تم کو نہین جھٹلاتے ہین لیکن جو تم خدا کی طرف سے لائے ہو کما قال اللہ لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ
یجحدون اور یہ تو خوب روشن اور ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا ہاتھ نہین چھوا جب تک اُسکے مالک
نہوے یا نکاح مین نہ لائے یا ذی رحم محرم کا اور عدل اور انصاف حضرت کا ایسا نہین ہے کہ اُسکے بیان کی حاجت ہو اِس
کتاب سے پیدا ہے اور سلاطین عادلین کا دستور العمل ہے اسی طرح عادات ضروریہ مباحات مین معتدل واقع تھے مثلاً کھانا
بقدر ضرورت کھاتے اور وقت فاقہ شدت جوع سے پیٹ پر پتھر باندھتے اور ہمیشہ بسم اللہ کر کے سیدھے ہاتھ سے کھاتے اور ایک کنارے سے کھاتے
نہ کہ بیچ سے اور فرماتے البرکۃ تنزل وسط الطعام فکلوا من حافیتہ ولا تاکلوا من وسطہ یعنی برکت اُترتی ہے میان طعام مین
سو کھاؤ کنارے سے اور نہ کھاؤ درمیان سے اور قبل طعام اور بعد طعام ہاتھ دھوتے اور جب کھاتے تو سب کے ساتھ بیٹھکر کھاتے اور جب
کھانا اُٹھایا جاتا تو فرماتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وارونا وجعلنا مسلمین اور ہدیہ کو بہت دوست رکھتے اور دعوت کا کھانا کھاتے
اور صدقے کا کھانا نہ کھاتے اور جو کوئی ہدیہ بھیجتا تو حضرت اُسکے مقابل مین بہتر اُس سے عنایت فرماتے اور کبھی کھانے کو عیب نہ کرتے اگر رغبت
ہوتی کھا لیتے ورنہ ترک کرتے اور تین انگلیون سے کھانا کھاتے اور بعد فراغت انگلیان چاٹتے تھے اور شیرینی و شہد سے آپکو رغبت تھی اور
پانی بیٹھکر پیتے تین مرتبہ مین اور شیرین اور سرد پانی حضرت کو خوشگوار تھا اور جب سوتے تو داہنی کروٹ تا کہ نیند کم آئے
اور آنکھین حضرت کی سوتین اور دل جاگتا رہتا اور جب سو جاتے تو آواز دم لینے کی سنی جاتی تھی مگر خرّاٹا کبھون نہوتا تھا
اور اکثر مستقبل قبلہ کف دست تحت الخد رکھکر آرام فرماتے اور فرماتے رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک اللہم باسمک اموت
واحیی اور جب جاگتے تو کہتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور اور بہترین جامہ آپ کے نزدیک قمیص تھا اور
جامہ سبز سے مسرور ہوتے تھے اور عمامہ بھی باندھتے تھے اور دونون شانون کے بیچ مین شملہ چھوڑتے تھے اور خوشبو سے
بہت خوش ہوتے اور بدبو سے ناخوش اور سرمہ اثمد کہ اعلیٰ قسم سرمہ کی ہے بعدد وطاق رات کو استعمال کرتے تھے اور کبھی
حالت صوم مین بھی لگاتے تھے اور روغن زیت وغیرہ سر اور ڈاڑھی مین ملتے تھے اور آئینہ دیکھتے اور مسواک کرتے تھے
اور حال وضع عبادات و دیگر احوال و افعال سفر السعادت اور بہجۃ المحافل وغیرہ کتب مسطولہ مین ملاحظہ کرنا چاہیے نوان[۹]
عرفان تب پلے سرے کا کہ قرب اتم سے ظاہر ہے کیونکہ جسقدر قرب زیادہ معرفت زیادہ اور جسطرح قرب کے کنہ دیدہ عقل سے
نہین معلوم ہوتی اسی طرح عرفان اتم کی حقیقت دریافت نہین ہوتی دسوان[۱۰] منصب قضا گیارھوان[۱۱] منصب فتوی بارھوان[۱۲]
منصب اجتہاد تیرھوان[۱۳] منصب احتساب کہ اِن چارون کے قواعد اور جزئیات کتب حدیث مین مصرح ہین اور تتبع قاضیون
اور مفتیون اور مجتہدون کے دستور العمل ہین چودھوان[۱۴] عہدہ قرأت کہ قرأت قرا سبعہ سے واضح ہے پندرھوان[۱۵] عالم ارواح
مین سب سے پہلے پیدا ہونا چنانچہ تفسیر نظم الجواہر اور شرح وردالتقرب مین مفتی ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ امیر المومنین
علی مرتضی علیہ السلام سے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مین روایت ہے کہ جب ارادہ آلہی ایجاد موجودات سے متعلق

ہوا تو اللہ نے صورت عالم قائم فرمائی اور اسوقت حضرت خالق فردانیت ملکوت اور وحدانیت جبروت مین تھے بعد اسکے
ایک نور اپنی ذات سے نکالا کہ وہ نور بصورت میانہ مجتمع ہوا وہ صورت ہمارے حضرت کی تھی پھر اُسسے ارشاد کیا انت المختار
المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوز ہدایتی من اجلک لبسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنۃ
والنار پھر بعد ایک مدت کے عالم بنایا اور زمانہ پیدا کیا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا چنانچہ بیان اسکا مقدمہ کتاب
مین لکھا گیا اس سے واضح ہوا کہ روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل وجود جسمانی متصف بہ نبوت تھی اور بعد وجود ظہور جسمانی
عالم اجساد مین موصوف بہ نبوت ہوئی اور بعد وفات بھی حلیہ نبوت سے آراستہ ہی اور دُرود امتیون کا بخوبی پہونچتا ہی اگرچہ
جسم شریف بھی تصرفات زمین سے محفوظ ہی اگر کوئی نافہم کہے کہ جب مبدء کل کائنات کا نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا
تو خوک اور سگ اور کافر بھی اُسی سے ہوتے حالانکہ نجس ہین اور اسمین قباحت صریحہ لازم آتی ہی سو دفع اس تردد کا
یون ہوتا ہی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اصل جمیع اشیا کا ہی مگر احکام اور آثار فرع کے اصل پر جاری ہونا واجب
نہین ہی جس طرح خاک کہ اُس سے سبزہ و تسبیح و دانہ اور گوشت حیوانات وغیرہ اشیا پیدا ہوئے ہین اور یہ سب انسان کی غذا ہین
اور وہی غذا پشت مین نطفہ ہوتی ہی اور مثانہ مین بول اور عروق مین خون یعنی ہر مقام مین احکام جدید ظاہر ہین اور خاک
جملہ آثار اور احکام سے پاک ہی اسی طرح ہزارہا صورتین نکلتی ہین کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آثار فرع کی اصل پر جاری ہونا
پایا نہین جاتا ہے ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر فرق مراتب نکنی زندیقی ٭ الحاصل ان پندرہ کمالون مین کوئی اور نبی
علیہ السلام حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوۃ کا شریک نہین ہی اسی طرح اور کمالات غیر مشترکہ بھی ہین جسطرح تمام عمر
[1] جماہی کا نہ آنا اور [2] احتلام کا نہونا اور [3] عرق بدن سے مشک و عنبر کی خوشبو آنا اور [4] بغل شریف کا ہمرنگ بدن ہونا اور [5] آگے پیچھے
اندھیرے اُجالے مین برابر دیکھنا اور [6] زمین کا وقت قضاے حاجت پھٹ جانا اور بول اور غایط کا فی الفور غائب
ہوجانا اور [8] اُس مکان سے مشک کی خوشبو ظاہر ہونا اور [9] اثر فضلہ زمین پر نہ دیکھنا اور [10] مختون پیدا ہونا اور [11] ناف بریدہ
بطن مادر سے نکلنا اور [12] وقت تولد سجدہ کرنا اور [13] انگشت سبابہ جانب آسمان اُٹھانا اور [14] کلمہ پڑھنا اور [15] فرشتون کا مہد حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہلانا اور [16] ماہتاب سے باتین کرنا اور [17] حرارت شمس مین ابر کا سایہ کرنا اور [18] درختون کا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونا اور [19] بدن اور کپڑون کا مکھی سے محفوظ رہنا اور [20] تا مدت رکوب مرکب کا بول اور براز نہ کرنا اور
[21] مرقد شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہونا کہ جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے وہ حضور مین پہونچاوے اور اعمال امت
کے ہر روز عرض کیے جانا اور [22] آپنی امت کے واسطے اعمال بد پر استغفار فرمانا اور [23] حضرت حق کا آنجناب کی عمر کا قسم کھانا
اور [24] معراج مین با روح وجسد آسمانون پر تشریف لیجانا اور خداے پاک کو بچشم سر دیکھنا اور [25] کافرون سے فرشتون کا لڑنا اور
[26] بروز حشر اول قبر سے اُٹھنا اور [27] اول بیہوشی سے افاقہ پانا اور [28] اول بہ زانوے ادب شفاعت کے واسطے روبروے
حضرت مالک الملک کے بیٹھنا اور [29] اول ماذون شفاعت ہونا اور [30] اول خاکساری کا سجدہ کرنا اور اول سر سجدے سے

اٹھانا اور اوّل زبان شفاعت کھولنا اور اوّل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہونا اور اوّل سب اہل محشر سے
اپنی امت مرحومہ کے ساتھ صراط سے گذرنا اور اوّل دروازہ بہشت کو جنبش دینا اور کھٹ کھٹانا اور اوّل آپ کے واسطے دروازہ
بہشت کا کھولا جانا اور اوّل با فقرا امت بہشت مین داخل ہونا اور لوا احمد کا ہاتھ مین لینا اور سب انبیا کا پس رو ہونا اور اوّل
دیدار حق سے مشرف ہونا اور مرتبہ وسیلہ یعنی وزارت کا حاصل کرنا کہ ان کمالات مین بھی کوئی پیغمبر حضرت صلعم کا شریک نہین ہی
صرف ایک مرتبہ شہادت کا باقی رہ گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود حاصل نہوا اور بلا واسطہ ممکن نہ تھا اس واسطے
حکمت الہی نے چاہا کہ یہ کمال کسی قریب کے واسطے سے حضرت کے کمالات مین ملجائے سو سبط دو نواسے جو تھے اُس شہ کے
صغیر اور کبیر شبّر انہین بڑے چھوٹے تھے انسے شبیر ہو بہو اُن مین تھی تصویر نبی عکس نذیر یعنی تھے صورت و معنی
مین محمد کے نظیر پھر تکمیل کمالات نبی کام آئے دونون نے خلعت پر خون شہادت پائے اور شہادت دو قسم تھی ایک شہادت
خفی اور دوسری جلی اور ظاہر ہی کہ غیب کو شہادت پر اور خفیہ کو علانیہ پر تقدم ہی اور سر بطور اجمال ہی اور علانیہ مثل تفصیل اسواسطے
حضرت امام حسن سبط اکبر علیہ السلام مخصوص بشہادت علانیہ تاکہ تقدم مین السبطین بھی ہاتھ سے نجائے اور ظہور شہادت
بعد مرتبہ غیب اور وقوع تفصیل بعد اجمال صورت پذیر ہو اور ہرگاہ کہ شہادت سرّیہ عبارت پوشیدگی سے تھے اس سبب سے
وحی الٰہی اور حدیث حضرت مصطفوی اور اثر جناب مرتضوی مین اُسکا کچھ اثر نہ پایا گیا بلکہ یہانتک اخفا منظور ہوا کہ یہ حادثہ
حضرت امام حسن کی بی بی کے ہاتھ سے حادث ہوا کہ علاقہ محبت سے تھی نہ عداوت سے اور چونکہ شہادت جلّے کی بنا شہرت
و اعلان پر تھی اسلیے قبل وقوع واقعہ وحی سماوی اور زبان نبوی مین با تعین زمان اور مکان بھی وارد ہوا اور حضرت امیر
نے بھی خبر دی اور بعد وقوع واقعہ ایسے آثار ارضی اور سماوی اور غیب و شہادت ظاہر ہوے کہ موجب کمال اشتہار اور باعث
نہایت اظہار واقع ہوے تاکہ جملہ حاضر و غائب اس واقعہ سے خبردار اور ہر ایک قریب و بعید اس غم سے واقف کار ہوجائین
بلکہ مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی یہ ہوا کہ غم و الم اُسکا پائدار رہے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود شہادت نہ ہوئی
اُسکا سر یہ تھا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ مین شہید ہوتے تو کسر شوکت اسلام لازم آتی اور بڑی خرابی واقع ہوتی
دیکھو جنگ احد مین شیطان مردود نے بصورت جعال ابن سراقہ متمثل ہوکر بالکل جھوٹ کہہ دیا تھا کہ الا ان محمداً قد قتل
کیسی پریشانی پڑ گئی کہ تمام فوج متفرق ہو گئی پھر مطابق واقع مین معاذ اللہ کس طرح کی خرابیان متصور تھین اور اگر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اور دفعتہً شہید ہوتے جس طرح حضرت عمر اور عثمان اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو اسطرح
کی شہادت مین شہرت اور اعلان نہ تھا بلکہ شہادت کا امر ناتمام رہتا کیونکہ تمامی شہادت کی یہ ہی کہ مارا جائے حالت غربت
و کربت مین اور پرے کیے جائین اُسکے گھوڑے اور ڈالا جائے اُسکا بدن زمین پر اور شہید ہوا اُسکے ساتھ جماعت کثیرہ
اعزا و اقربا سے اور مال اُسکا لوٹا جائے اور عورتین قید ہون اور یتیم لوگ گرفتار ہون اور یہ صدمے سب صرف
خدا ہی کے واسطے ہون اور وہ شخص فی سبیل اللہ یہ سب مصیبتین گوارا کرے اور چونکہ قبل بیان شہادتین اول بیان

فضائل حسنین علیہما السلام ضروری ہی اس لیے بیان کرتا ہون کہ اول تو یہ دونون صاحبزادے حضرت کے بیٹے تھے قطع نظر اس سے کہ بیٹی کا بیٹا فرزند کے حکم مین ہو چنانچہ حضرت فرماتے ہین کہ حسن وحسین دونون میرے بیٹے ہین امام احمد اپنی مسند مین علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہین کہ جب پیدا ہوے امام حسن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہی تم نے مین نے عرض کیا حرب یعنی جنگی حضرت نے فرمایا بلکہ اسکا نام حسن ہی پھر جب پیدا ہوئے حسین فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہی تم نے مین نے عرض کیا حرب فرمایا بلکہ حسین اسکا نام ہی پھر جب پیدا ہوئے محسن فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہی مین نے کہا حرب فرمایا بلکہ محسن اسکا نام ہی پھر ارشاد کیا کہ مین نے انکے نام اولاد ہارون علیہ السلام کے نامون پر رکھے ہین کہ عبرانی مین شبر اور شبیر و مشبر ہین فائدہ اول حضرت علی مرتضیٰ نے موافق عرف اور عادت عرب کے ایک رئیس عرب کے نام پر نام رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیے تو اس سے معلوم ہوا کہ اکابر دین کے نامون پر نام رکھنا چاہیے نہ رئیس جاہلیت کے نامون پر ولہذا پھر ولایت مآب نے اپنے بیٹون کے نام خلفاء نامدار اور صحابہ عالی مقدار کے نامون پر یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور عباس وغیرہ رکھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت محسن روبروے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح وسالم پیدا ہوئے تھے بالجملہ اس تقریر سے بیٹا ہونا حضرت حسنین علیہما السلام کا حسن وجہ ثابت ہوا دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حسن وحسین سردار ہین بہشتی جوانون کے اور فرمایا کہ جس نے حسنین سے محبت رکھی اسنے مجھسے رکھی جسنے انسے عداوت رکھی مجھسے رکھی اور چونکہ دوستی رسول بعینہ دوستی خدا ہی اور دشمن بھی اسی طرح پس حسنین کی محبت محبت خدا ہی اور عداوت انکی عداوت خدا اور نتیجہ محبت جنت اور نتیجہ عداوت دوزخ اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حسن وحسین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین سے منقول ہی کہ چھاتی سے سر تک حسن مشابہ رسول تھے اور حسین سینہ سے قدم تک اس سے معلوم ہو کہ ایک جان دو قالب تھے اور دونون مل کر گویا آنحضرت کی تصویر تھے اور گویا صورت جسمیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم دو حصے ہوکر بارہ خلقت دونون مجردہ نبوت مین جلوہ فرما تھے اور جسطرح صورت مین یہ دونون صاحبزادے اشبہ تھے اسی طرح اخلاق و عادات مین بھی مشابہ تر تھے صحیح مسلم مین وارد ہی کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے پاس ایک کملی سیاہ تھی سو حسن ابن علی آئے حضرت نے انکو کملی مین لیا پھر حسین ابن علی آئے انکو بھی داخل کیا پھر فاطمہ علیہا السلام آئین انکو بھی داخل فرمایا پھر علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آئے انکو بھی اٹھا لیا پھر حضرت نے فرمایا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس ویطہرکم تطہیرا اور ترمذی نے روایت کی ہی کہ حضرت نے فرمایا حسن اور حسین میری دنیا کے باغ کے گل ہین یعنی کل مراد اور ثمرہ فواد میرے باغ دنیا سے غیر حسن اور حسین کے دوسرا نہین ہی اور بھی ترمذی نے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو شخص یعنی حسن اور حسین میرے دونون بیٹے ہین

اور میرے بیٹی کے بیٹے ہین خداوندا مین انکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ انکو اور انکو جو انسے محبت
رکھے ہین کہتا ہون کہ دعاء رسول مقبول بلاشبہ مقبول ہی پس دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسنین علیہما السلام
کو یقینی ہی اور ابوہریرہ سے ابی شیبہ نے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے ابوہریرہ سے فرمایا کہ مین حسنین کو دوست
رکھتا ہون تو بھی انکو دوست رکھ اور دشمن رکھ اسکو جو انکو دشمن رکھے اور بھی طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت
کی ہی کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسنین کو دوست رکھتے ہین اسکو دوست رکھتا ہون اور جسکو مین دوست رکھون
اسکو خدا بھی دوست رکھے اور جسکو خدا دوست رکھے وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جو شخص حسنین سے دشمنی
رکھتے ہین اس سے دشمنی رکھتا ہون اور جسکا مین دشمن ہوا خدا اسکا دشمن ہوا اور جب خدا دشمن ہوا تو دوزخ
اسے نصیب ہوگی اور ہمیشہ عذاب مین رہیگا اس حدیث سے صاف نکلا کہ یزید اور اسکے انصار اور اعوان
جنھون نے حضرت حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہین ولہذا لاتوقف فی شانہ ولانی اعوانہ وانصارہ اور
ابن عساکر نے روایت کی ہی کہ حسنین کو برانہ کہو کہ یہ دونون اولین وآخرین جوانان بہشت کے سردار ہین اور ضیا نے
حذیفہ سے روایت کی ہی کہ حضرت نے فرمایا خوش خبری دی جبرئیل نے کہ حسنین عرش کے دو گوشوارے ہین
اور کسی چیز سے معلق نہین ہین اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی شخص
مجلس مین کسی کی تعظیم نہ کرے مگر حسنین اور انکی اولاد کی شیخ ابوسعید ماوردی نے مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ مین لکھا ہی کہ یہ حضرت توقیر اور احترام سادات مین نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس
واحد مین چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوے اور بیٹھے اور سبب ظاہر نہوا اہل مجلس نے پوچھا کیا سبب تھا
فرمایا کہ ان مین ایک لڑکا علوی ہی ہر گاہ مین اسکو دیکھتا ہون تعظیم کے واسطے اٹھتا ہون اور شیخ عبد الحق
محدث دہلوی اخبار الاخیار مین لکھتے ہین کہ شیخ امان پانی پتی بنابر ارشاد طالبین و درس متعلمین بیٹھے ہوتے
اور اطفال سادات کبھی آتے تو یہ حضرت اٹھ کھڑے ہوتے اور اسدم تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کود کے
چلے جاتے لوگون نے پوچھا اسکا کیا سبب ہی فرمایا کہ امان کی کیا مجال جو بیٹھا رہے اور اولاد رسول کھڑی رہے
اور طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہی کہ مین حسنین کو لیکر مرض موت رسول اللہ
مین آئی اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ دونون تمھارے بیٹے ہین انکو کچھ ورثہ دیجیے فرمایا کہ حسن کو ہیبت وسیادت
اور حسین کو جرأت وسخاوت مین نے اپنی ارث دی ہی اور ابن عساکر نے ہیبت وحلم وعزت ومجد بھی بیان
کیا ہی اور احمد وترمذی نے روایت کی ہی کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہ حسنین تشریف
لائے اور پاے مبارک انکا پھسلا کہ اندیشہ گرنے کا ہوا حضرت نے دیکھا تو فرط شفقت سے خطبہ چھوڑ کر دونون
کو گود مین اٹھا لیا اور فرمایا صدق اللہ ورسولہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ اس مقام سے شفقت حضرت دیکھا چاہیے

اور مصائب و بلا جو حضرت سید الشہدا پر واقع کربلا مین گذرے ہین خیال کرنا چاہیے یہ کب موجب رنج عنصر
لطیف اور صدمہ روح شریف نہ ہوا ہوگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گھر کو چلے مین بھی ساتھ ہوا جب گھر مین آئے تو حسین کو گلے سے چپٹا لیا اور فرشتے نے اپنے پرون سے
سایہ کیا پھر آپ نے حضرت حسن کو گلے سے لگایا اور فرشتے نے حسین کو گود مین لے لیا اور سب لوگ
یہ احوال دیکھتے تھے کہ آنحضرت رے چلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوایوب انصاری نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ
حسن کو ہم لیوین کہ آپ کو تکلیف نہو فرمایا نہین جانتے کہ حسنین دنیا اور آخرت مین بزرگ ہین اور باپ
انکا انسے بہتر ہی پھر فرمایا کہ آج مین بزرگی دیتا ہون انکو جس چیز سے انکو خدائے تعالے نے بزرگی دی ہی
پس خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو خبر دون تم کو کہ بہترین آدمی از روے جد و جدہ کے کون ہی حاضرین نے
عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے ارشاد ہوا کہ حسن و حسین ہین کہ جد انکا رسول خدا اور جدہ انکی خدیجۃ الکبری
بنت خویلد پھر فرمایا خبر دون تم کو کہ بہترین خلائق از روے والدین کون ہی بولے بلے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن
و حسین کہ باپ انکا علی ابن ابی طالب اور ما انکی فاطمہ بنت رسول اللہ پھر فرمایا کہ خبر دون بہترین خلائق کے
از روے چچا و پھوپھی کے بولے نعم یا رسول اللہ فرمایا حسن و حسین کہ چچا انکا جعفر ابن ابی طالب اور
عمہ انکی امہانی بنت ابی طالب پھر فرمایا خبر دون تم کو بہترین مردم سے جو از روے خال اور خالہ کے ہی
بولے آرے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن و حسین ہین کہ ماموں انکا قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی
زینب بنت رسول اللہ اب خبردار ہو کہ باپ اور ماموں اور خالہ انکی جنتی ہین اور یہ بھی جنتی ہین اور
جو انکو دوست رکھے وہ بھی بہشتی ہی اور جو شخص انکے دوست کا دوست ہو وہ بھی بہشتی ہی اسی طرح طبرانی نے
کبیر مین روایت کی ہی پوشیدہ نرہے کہ ان روایتون سے واضح ہی کہ بلاشک حسنین علیہما السلام
بہترین خلائق اور افضل ترین مخلوقات ہین اور جو اہل حق کے نزدیک ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما
افضل البشر بعد رسول اللہ شمار کیے گئے ہین سو اسکے حیثیات اور جہات اور ہین یعنی ایصال نفع
اعمال کثیرہ متعددہ و کثرت ثواب افشاے اسلام و ترویج احکام اسلام و فتح ممالک کفار و جہاد فی سبیل اللہ
و انفاق مال و جان علی رسول اللہ کہ انھین امور کے واسطے بعثت رسول اللہ ہوئی ہی اور آیات اور
احادیث انکی فضیلت مین بے حد و حساب ہین جسکو دیکھنا منظور ہو قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین
ملاحظہ کرے اور جس طرح محبت اولاد رسول اللہ فرض ہی اسی طرح محبت اصحاب رسول اللہ بھی فرض ہی چنانچہ
حدیث شریف مین آیا ہی میرے یارون سے دشمنی مت کرو میرے بعد پس جس شخص نے دوست رکھا
انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جسنے انکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور

جس نے انکو ایذا دی مجکو دی اور جسنے مجکو ایذا دی خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی قریب ہی کہ خدا اُس سے مواخذہ کرے اسی طرح اور
حدیثین اور آیتین اصحاب آنحضرت کی شان مین اسقدر نازل ہین کہ انسے صراحۃً نکلتا ہی کہ عداوت انکی سبب نار ہو در اے
اسکے محبت حضرت اہل بیت کی بلا محبت صحابہ کام نہین آتی اسلیے کہ اہل بیت کی شان مین آیا ہی کہ مثال انکی تم مین
مانند کشتی نوح علیہ السلام کے ہی کہ جو اُسپر چڑھا نجات پا گیا اور جس نے خلاف کیا ڈوبا اور اصحاب کی
شان مین ہی کہ میرے یارون کی مثال ستارون کی ہی جس سے اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے پس کشتی
محبت اہل بیت بے رہنماے محبت صحابہ دریاے ایمان مین چل نہین سکتی کیونکہ کشتی شب تیرہ مین بے ہدایت
النجم دریا مین نہین چلتی فصل الخطاب مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہی کہ جب شہر مداین
خلافت حضرت عمر مین فتح ہوا تو حضرت عمر نے فرش حریر مسجد مین بچھایا اور جمیع غنایم وہان جمع کیے
اول امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے یا امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہی عطا کرو
پس حضرت عمر نے کہا بالبرکۃ والکرامۃ اور ہزار درم نذر کیے جب الجناب دولتخانہ کو تشریف لیگئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف
لائے انکو بھی ہزار درم دیے پھر عبد اللہ ابن عمر آئے انکو پانسو درم دیے عبد اللہ نے کہا یا امیر المومنین مین جوان ہون کہ
رسول خدا کے حضور مین بھی جہاد کرتا تھا اور حسنین علیہما السلام صغیر السن تھے اور کوچہ ہاے مدینہ مین
کھیلا کرتے تھے انکو آپ نے ہزار ہزار درم دیے اور مجکو پانسو امیر المومنین عمر نے فرمایا کہ ای بیٹے تو ایسی
فضیلت تو حاصل کر جو حسنین کو ہی تجھکو بھی ہزار درم عنایت کرون کیونکہ باپ انکے علی مرتضی اور مان
انکی فاطمہ زہرا اور جد شریف انکے محمد مصطفی اور جدہ انکے خدیجۃ الکبری اور چچا انکے جعفر طیار اور پھوپھی
انکی ام ہانی اور ماموں انکے ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی رقیہ وام کلثوم دختران رسول اللہ پس عبد اللہ
ابن عمر ساکت ہو گئے اور یہ خبر علی مرتضی کو پہونچی تو انھون نے کہا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی
کہ عمر چراغ اہل جنت ہی جنت مین بعد اسکے یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی تو وہ ایک جماعۃ مسلمانون کے ساتھ
دروازہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پر گئے اُسی وقت حضرت امیر مرتضی باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا
کہ ای علی تم نے سنا ہی کہ رسول اللہ نے مجکو چراغ اہل بہشت فرمایا ہی حضرت امیر نے فرمایا ہان مین نے
یہ حدیث اُس آنحضرت سے سنی ہی پس امیر المومنین عمر نے کہا یا علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے مجھے لکھ دیجیے
حضرت نے دست مبارک سے لکھدیا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما ضمن علی ابن ابی طالب لعمر ابن الخطاب
رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام عن اللہ تبارک وتعالی ان عمر ابن الخطاب
سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی خلاصہ یہ کہ علی ابن ابی طالب عمر کا ضامن ہوا اور یہ لکھے دیتا ہی کہ رسول خدا نے
عمر کے حق مین فرمایا تھا کہ جبرئیل نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر ابن الخطاب چراغ اہل جنت ہین

پس حضرت عمر نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کر کے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل وتکفین یہ کاغذ کفن مین رکھ دینا تاکہ اسکے ذریعہ سے خدا کی ملاقات کرون سو جب حضرت عمر شہید ہوے تو وہ کاغذ کفن مین رکھ دیا گیا بعض علما فرماتے ہین کہ معنی سراج اہل جنت کے یہ ہین کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تمامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی وہ سب بہشتی ہین اور عمر رضی اللہ عنہ اُن مین چراغ ہین کیونکہ اسلام اُنکا آنجناب کے سبب سے قوی ہوگیا اور اُسی طرح اظہار اسلام کیا جسطرح راہ روروشنی چراغ سے ہدایت پاتا ہی کذا فی النہایہ للجذری اس مقام سے سند رکھنے شجرہ کی حضرات صوفیہ کو کافی ہاتھ آئی اب گنجایش انکار نہین رہی واضح ہو کہ تفضیل حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر محض باعتبار قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوت حسنین علیہما السلام کے ہی نہ کسی اور جہت سے علاوہ اِسکے ان دونون بزرگوارون مین ایسی محبت باہم تھی کہ ایک دوسرے کو اپنی نفس پر تفضیل دیتے تھے گر تصنیفات محققین کے اس سے مالامال ہین اگرچہ یہ مقام مقتضی بیان تفضیل صحابہ کا نہ تھا مگر اس لحاظ سے کہ محبت اہل بیت امین یہ تحریر ہو رہی ہی سو وہ محبت بلا محبت صحابہ ناتمام تھی اسلیے بیان بعض مراتب کا ضرور ہوگیا اب پھر مقصد اول پر آیا اور دل یہ چاہتا ہی کہ جس طرح شہادت خفی اور جلی علیحدہ علیحدہ بیان کیجائینگی اسی طرح قبل شہادت کے کچھ کچھ فضائل سبطین علیہما السلام بھی علیحدہ علیحدہ اُنکے حال مین لکھے جائین تو اس کتاب مین زیادہ تر برکت ہو جاے اور سننے والون کو بھی سرور علی السرور پیدا ہو اگرچہ اختصار اسکا مقتضی نہین ہی مگر تطویل بھی خالی از فائدہ نہین ہے

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ۞ ہو المسک ما کررتہ یتضوع پس اول فضائل حضرت سبط اکبر رشک خورشید و قمر امام الاورعین سید المتقین امیر المومنین امام حسن علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہین سننا چاہیے علی ابن حسین سے روایت ہی کہ جب حضرت امام حسن کے تولد کا وقت پہونچا تو آنحضرت نے اسما بنت عمیس اور ام ایمن کو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت مین بھیجا کہ آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھے اور جب خبر تولد آنحضرت کو پہونچی تو آپ تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی اللہم انی اعوذ بک ولدہ من الشیطان الرجیم اور اسما سے روایت ہی کہ وقت تولد امام حسن علیہ السلام کے مین حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پاس گئی تو کوئی علامت عورتون کی از قسم حیض و نفاس فاطمہ مین نپائی سو مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی حیض اور نفاس سے پاک پیدا کی گئی ہی اور یحیی ابن زکریا سے روایت ہی کہ حضرت امام حسن ابن فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسی ابن مریم چھہ مہینے کے پیدا ہوئے اسی باعث سے اہل شریعت نے

اقل مدت حمل چھ مہینے کی مقرر کی ہی اور اسمار سے روایت ہی کہ آنحضرت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے
اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ سو مین زرد کپڑے مین لپیٹ کر لائی تو حضرت نے وہ کپڑا دور کیا اور فرمایا کہ
مین نے منع نہ کیا تھا کہ مولود کو پارچہ زرد مین مت لپیٹو تب مین نے سفید کپڑے مین لپیٹ کر دیا تو آنحضرت
نے داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا اور تاریخ الخلفا مین لکھا ہی کہ حسن
وحسین دونون نام اللہ نے پوشیدہ رکھے تھے کہ تا وقت ولادت انکے کسی کا نام نہین ہوا یہانتک کہ حضرت
نے انکا نام رکھا اور فصول المہمہ مین لکھا ہی کہ ساتوین دن آنحضرت نے نام انکا حرب سے حسن کیا ہی
پھر اپنے ہاتھ سے ایک دنبہ ذبح کر کے عقیقہ کیا اور ایک ران دایہ کو دی اور موے مبارک ترشوا کے
ہموزن اُسکے چاندی صدقہ دی کُنیت انکی ابو محمد اور القاب تقی و نقی و زکی و طیب و سبط و ولی مگر مشہور
سید ہی اور جمال و حسن انکا بیان کرنا دشوار ہی فائدہ تولد آپ کا متصل رمضان سال سوم ہجرت مین
ہوا ہی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت حسن ساڑھے سات برس کے تھے
مرویات آپکی تیرہ حدیثین ہین حضرت انس ابن مالک سے روایت ہی کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ تر شبیہ سواے حسن کے نہ تھا اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رسالہ حلیہ مبارک
مین فرماتے ہین کہ جو کوئی آنحضرت کو خواب مین دیکھتا حالانکہ اُسنے زندگی مین نہ دیکھا تھا اور صحابہ
سے بیان کرتا تو صحابہ اُسکی تشبیہ پوچھتے اگر بینندہ خواب امام حسن کی شبیہ بیان کرتا تو صحابہ یقین
لاتے والا لا اور بخاری مین ہی کہ ایک دن صدیق اکبر نماز پڑھکر مسجد سے نکلے تو حضرت علی ساتھ تھے
اتنے مین امام حسن نظر پڑے حضرت صدیق نے انکو کندھے پر رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا شبیہ جمال مصطفوی ہی
اے علی تم سے مشابہ نہین ہی حضرت علی متبسم ہوے صحیحین اور ترمذی مین براء ابن عازب سے روایت
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو کندھے پر چڑھائے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ مین اس
لڑکے کو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ اسی طرح ترمذی مین ابن عباس سے روایت ہی ایک دن
آپ انکو کندھے پر لیے تھے کہ ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو اچھی سواری پر سوار ہی آنحضرت نے فرمایا
کہ نیک سوار ہی یہ لڑکا حافظ ابو نعیم فرماتے ہین کہ ایک دن مین آنحضرت کے ساتھ نماز مین تھا جب آپ سجدے مین
گئے تو حسن آکر پیٹھ پر سوار ہوے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرت نے بہت آہستگی سے اُتارا جب نماز سے
فارغ ہوے تو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام نماز مین کبھون نہین کرتے تھے حضرت نے فرمایا
کہ یہ لڑکا میرا ریحان جنت اور بیٹا میرا ہی اور قریب ہی کہ اسکے سبب سے اللہ تعالے دو فرقے مسلمانون
مین صلح کرواوے اور امام احمد و نسائی و بغوی و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عبد اللہ ابن شداد سے اور اُسنے اپنے

باپ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب یا عشا کے واسطے مسجد مین تشریف لائے حسن بھی ساتھ
تھے انکو بٹھا کر حضرتؐ نے نماز شروع کی تو آنحضرتؐ نے سجدہ دراز کیا راوی کہتا ہے کہ مین نے سر اٹھا کر دیکھا تو حسن پشت
مبارک پر سوار تھے پھر مین سجدہ مین جا رہا جب فراغت ہوئی تو مقتدیون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اس توقف
سے ہم کو گمان ہوا کہ کوئی امر جدید پیدا ہوا یا وحی آگئی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دونون مین کوئی بات نہ تھی بلکہ یہ بیٹا میرا
حسن سوار تھا سو مین نے اسکا اتارنا مکروہ جانا تاوقتیکہ اپنی خوشی سے نہ اترے اور ابو یعلی نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سید جوانان بہشت کو دیکھنا چاہے تو حسن کو دیکھے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ
فرماتے تھے کہ یا الٰہی مین حسنؑ کو دوست رکھتا ہون تو اسکو دوست رکھ اور مین چاہتا ہون اسکو جو اسکو چاہے اور
اس کلمہ کو تین مرتبہ تکرار فرمایا اور حاکم نے زبیر ابن الاحمر سے روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت حسنؑ کو بہلاتے تھے اور
فرماتے تھے کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے حسن کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر پہونچاوے اور طبرانی نے کبیر
مین انس سے روایت کی ہے کہ ہمارے گھر مین آنحضرت سوتے تھے کہ حسن آئے اور سینہ مبارک پر چڑھے اور پیشاب کر دیا
مین نے چاہا کہ حسن کو علیحدہ کر دون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دے میرے بیٹے کو جسنے اسکو ایذا دی بیشک
مجکو دی اور جسنے مجکو ایذا دی خدا کو رنج دیا اسی طرح کی بہت حدیثین انکے فضائل مین کتب تفاسیر اور حدیث مین مذکور
ہین تفسیر جلادی مین لکھا ہے کہ ایک شخص مسجد مین آیا اسوقت عبد اللہ ابن عباسؓ اور عبد اللہ ابن عمر اور حسنؑ ابن علی وعظ
فرما رہے تھے اسنے اول ابن عباس سے شاہد اور مشہود کے معنے پوچھے انھون نے کہا شاہد یوم جمعہ اور مشہود روز عرفہ ہے
پھر ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا تب حضرت امام حسن علیہ السلام کے حضور مین گیا تو آپ نے فرمایا شاہد محمد مصطفےؐ ہین اور
اور مشہود قیامت اور یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و ذلک یوم مجموع لہ الناس وذلک یوم مشہود
ایک دن حضرت امام حسن بالباس فاخرہ گھوڑے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور معتقد و ہوا خواہ رکاب تھامے چلے جاتے
تھے راہ مین ایک یہودی مسکین محتاج ہزارہا تکلیف مین گرفتار ملا اسنے عرض کیا کہ تھوڑا توقف فرمائیے
کہ مین آپ سے انصاف چاہتا ہون آپ نے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہے اسنے کہا تمہارے جد پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الدنیا سجن المومنین و
جنۃ الکافرین سو تم مومن ہو اور ایسی ناز و نعمت مین بسر کرتے ہو اور مین کافر ہون ایسے عذاب مین گرفتار سو یہ دنیا تمہاری بہشت ہے
اور میری دوزخ حضرت امام حسن نے فرمایا کہ اے یہودی اللہ تعالے نے ہمارے لیے جو کچھ ثواب آخرت مین رکھا ہے
اگر تو دیکھے تو مجکو اسکی نسبت اب سجن مین جانے اور جو کچھ قبر سے لیے یا اور کافرون کے واسطے عذاب آخرت
مقرر ہے اگر اسکو دیکھے تو آپ کو بہشت مین جانے اور عبد اللہ ابن عبید اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت حسن نے
پندرہ مرتبہ پیادہ پا حج فرمایا اور سواری آگے آگے کوتل بھیجی اور آپ کی سخاوت یہ تھی کہ ایک جوتہ پانون مین
اور دوسرا سائل کو دے آئے فصول المہمہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنا حال پریشانی کا

بیان کیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ مجکو مقدور اسقدر نہین ہی کہ تیرے سوال کا حق ادا کرون مگر جو کچھ مجھسے ممکن ہی
نذر کرتا ہون اُسنے عرض کیا کہ مجکو تھوڑا بھی بہت ہی اسپر شکر کرونگا تب حضرت امام حسن نے پچپن
ہزار درم طلب فرماکر عنایت کیے اور شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ائمہ اثنا عشر مین لکھا ہی
کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار
درم عنایت فرمائے اور اُسنے اسی قدر چاہے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ آپ نے
دو ہزار درم بخشش کیے اور کھانے کی صلاح نہ فرمائی حضرت امام نے کہا کہ مجکو یہ معلوم نہ تھا کہ آنے
والے سے صلاح کھانے کی بھی کرتے ہین اور ابونعیم اور ابن سعد نے علی ابن خدمان سے روایت کی ہی
کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا مین خیرات کیا اور تین بار نصفا نصف
اور اس نصف مین یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو جوڑی جوتے کی تھی اُسمین سے ایک دیا اور ایک رکھا یہ غور
کا مقام ہی کہ بالکل دفعۃً سب مال کا خیرات کر دینا سخت مشکل ہی اور اسی طرح کی تقسیم علی السویہ نفس پر
کمال شاق ہی انھین صاحبون کا کام ہی اور اخلاق و حلم کا یہ مرتبہ تھا کہ چھہ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر
نہ لائے جب ساتوین مرتبہ زہر نے اپنا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ ای
بھائی صاحب آپ زہر دینے والے کو جانتے ہو تو بیان کیجیے کہ مین اُس سے عوض لون حضرت امام حسن نے
فرمایا ای عزیز علی مرتضی شیر خدا میرے باپ غماز نہ تھے اور محمد مصطفے محبوب خدا میرے جد ایسے نہ تھے
اور ماں میری فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ مین بھی یہ صفت نہ تھی اگر قیامت کے روز میری بخشش
ہوگی تو بلا بخشایش زہر دہندہ کے بہشت مین نہ جاؤنگا اور ابن سعد نے عمر ابن اسحاق سے روایت
کی ہی کہ مروان جب عامل مدینہ ہوا تو اُسنے منبر پر چڑھ کر حضرت امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام
کو بُرا کہا حضرت امام حسن علیہ السلام نے سنا پر جواب نہ دیا اتنا فرمایا کہ ای مروان مین کچھ نہین
کہونگا خدا پر چھوڑتا ہون اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ ایک شخص شام سے مدینہ مین آیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہی
اُسنے لوگون سے پوچھا یہ مرد کون ہی معلوم ہوا کہ حسن ابن علی ہین وہ غیظ مین آیا اور کہنے لگا
کہ اسے علی کا بیٹا اس لائق ہوا اور امام حسن سے کہا تو علی کا بیٹا ہی امام نے فرمایا ہان تب حضرت
علی کو بد کہنے لگا امام حسن خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہوکر چپکا ہو رہا تب امام متبسم ہوکے
اور فرمانے لگے کہ میرا گمان ہی کہ تو شام سے آتا ہی اُسنے کہا ہان فرمایا کہ تو میرے گھر چل تو مین
تیری ضیافت کرون اور جو تیری حاجت ہو اُسے قضا کرون وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور اُنکی تہذیب

اخلاق و حلم سے متعجب تھا شامی کہتا ہی کہ مین اُسی دم سے اُنکا عاشق ہو گیا کہ سوائے اُنکے کوئی میرا محبوب نتھا
انتہی اور اسی طرح ایک دن امام حسن مسند امامت پر بیٹھے ہوے وعظ فرماتے تھے اور بہت لوگ جمع تھے ناگاہ ایک
کافر نے آکر پوچھا کہ سردار مجلس کا کون ہی حضرت امام حسن نے فرمایا مین ہون حسن ابن علی اُسنے خشونت
سے کہا وہی علی جو مرد خونخوار اور جبار و جفا کار تھا اس بات پر حضار مجلس کو غصہ آیا اور مستعد ہوے کہ
اُسکو ادب دین حضرت امام حسن نے منع کیا اور فرمایا ای مرد تیری گفتگو سے تراوش کرتا ہی کہ تو کسی مصیبت
مین مبتلا ہی خیر اگر بھوکھا ہی تو کھانا لذیذ اور بہتر موجود ہی کھالے اور جو پیاسا ہی تو آب شیرین و سرد خوشگوار
تیار ہی اور جو قرضدار ہی تو ادا ے دین پر حاضر ہون اور اگر کوئی دشمن پیچھے پڑا ہی تو تیری اعانت اور
مدد کر سکتا ہون جب اُسنے یہ کلام معجز نظام سُنا تو کہنے لگا الحق تو بیٹا علی ولی اللہ کا ہی جسنے خیبر کا دروازہ
اُکھاڑا اور بھائی اور وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یہ کہکہ مسلمان ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسن
کی خدمت مین رہا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی کرامتون کا حصر نہین ہی کہ اُسکو بیان کرون ہر ایک
سخن کرامت اور ہر ایک فعل اعجاز تھا اور دیکھو اب تک کہ بارہ سو برس ہوے ہین اُنکی تاثیرات اولیاء
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ظاہر ہین اور جسطرح کے معجزے انبیاے پیشین سے سرزد ہوتے ہین
اسی طرح کی کرامتین اولیاء اس اُمت سے ہوتی ہین یہ برکت محض انھین حضرت کی برکت سے ہی اور
تزویج آنجناب کا حال یہ تھا کہ چار عورتین منکوحہ سے کم کبھون آپ کی خدمت مین نہین رہین سوائے مملوکہ کے
علی ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ امام حسن علیہ السلام عورتون کو طلاق دیتے تھے اور کوئی عورت اُنسے
جدا نہوئی مگر یہ کہ اُسنے آنجناب کو پیار کیا اور امام جعفر صادق ابن محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ بسبب
کثیر الطلاق ہونے جناب امام حسن علیہ السلام کے امیر المومنین علی مرتضی فرماتے تھے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی
حسن کو نہ دے کہ وہ کثیر الطلاق ہی یہ بات سُنکر ایک ہمدانی نے کہا کہ بخدا کریم مین اپنی بیٹیون کو اُنسے نکاح
کرونگا اگر راضی ہو رکھے ورنہ دور کرے اور خلافت رسول اللہ کا حال یہ ہوا کہ جب امیر المومنین
امام المتقین علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اکیسوین رمضان سنہ ۴۰ چہلم ہجرت مین جمعہ کے دن شہید ہوے
تو صبح اُسکی حضرت امیر المومنین حسن علیہ السلام نے لوگون کو جمع کرکے خطبہ فرمایا بآواز بلند کہ مستدرک حاکم مین سند
صحیح متصل بلفظہ یون مذکور ہی لقد قبض فی ہذہ اللیلۃ رجل لا یسبقہ الاولون بعمل ولا یدرکہ الآخرون بعلم وقد کان رسول اللہ
یعطیہ الرایۃ فیقاتل وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فما یرجع حتی یفتح اللہ علیہ ثم قال علیہ السلام من عرفنی
فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن ابن علی وانا ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی
الی اللہ وانا ابن السراج المنیر وانا من اہل البیت الذی کان جبرئیل ینزل الینا ویصعد من عندنا وانا من اہل البیت

الذی اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا اور انا من اہل البیت الذی افترض اللہ مودتہم علی کل مسلم حاصل یہ کہ وفات پائی آج رات کو ایک شخص نے کہ مثل اسکے علم وعمل مین نہ اگلون مین تھا نہ پچھلون مین اور تھے رسول اللہ کہ جہاد مین علم بردار کرتے تھے انکو سو وہ لڑتے تھے اور جانب یمین جبرئیل اور یسار مین میکائیل رہتے تھے پھر منھ نہ موڑتے تھے جب تک اللہ تعالی انکے ہاتھ پر فتح نہ دے پھر جو کوئی مجھکو جانتا پہچانتا ہی اسکو آگاہ کرنیکی ضرورت نہیں ہی وہ تو پہچانتا ہی اور جو نہیں پہچانتا ہی وہ خبردار ہو کہ مین حسن بیٹا علی کا ہون اور مین بیٹا نبی کا ہون اور مین لپسر وصی ہون اور مین فرزند بشارت دینے والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہون اور مین نور البصر ڈرانے والے کا ہون اور مین لخت جگر اسکا ہون جو تم کو اللہ کی طرف بلانے والا ہی اور مین نور چشم چراغ روشن کا ہون اور اس خاندان عالیشان سے ہون جسمین جبرئیل امین خدا آمد و رفت رکھتے تھے اور اس گھرانے کا ہون جسکے گناہون کو اللہ لے گیا ہی اور پاک کر دیا ہی خوب پاک کرنا اور اس گھر کا لڑکا ہون جنکی محبت اللہ نے سب مسلمانون پر فرض کی ہی یعنی اللہ نے فرمایا ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی پھر خطبہ تمام فرما کر رو دئے اور بعض مورخین نے اسی خطبہ مین اسقدر عبارت اور زیادہ روایت کی ہی کہ اسی رات مین وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسی ابن مریم اور سوا سات سو درم جو انھون نے واسطے مول لینے کنیز کے رکھے تھے کچھ نہیں چھوڑا ہی بالجملہ بعد اختتام خطبہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے حاضرین یہ حسن تمھارے پیغمبر کا بیٹا ہی اور تمھارے امام کا وصی ہی سو بیعت کرو اسسے چنانکہ حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کوفی اسی دن کہ تاریخ بست دوم رمضان سال چہلم ہجری تھا بیعت مین در آئے اور عمر آنجناب اسوقت سینتیس برس کی تھی بعد ازان آنجناب نے عبد اللہ ابن عباس کو عامل بصرہ فرمایا یہ خبر معاویہ کو پہونچی اسنے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ مین دوسرا کوفہ مین تاکہ اخبار نویسی کرین اور لوگون کو تالیف قلب بہکا دین یہ حال حضرت امام علیہ السلام پر بھی کھلا تو آنجناب نے ان دونون کو قتل کرا دیا تاکہ عبرت ہو جاے اور معاویہ کو لکھا کہ اگر تو ارادہ لڑائی کا رکھتا ہی تو مین حاضر ہون سو معاویہ بالشکر شام مقابل ہوا اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب معاویہ تشریف لے گئے اور مقابلہ نوجوان کا ہوا اسوقت اللہ نے خود بخود حضرت امام حسن علیہ السلام کے دل مین ڈالا کہ دونون فرقون مین غلبہ کسی کو نہیں ہوگا مگر ایک فتنہ عظیم برپا ہو جاےگا اسلیے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم امارت دنیا تجکو سپرد کرتے ہین بچند شرط یہ الشراح صدر بصلح معجزہ پیغمبر خدا تھا اور بخاری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا تو عمرو ابن عاص نے کہا اے معاویہ یہ لشکر ایسا نہیں ہی کہ بلا جدال و قتال پھر جاے ہزارون کا خون ہوگا معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہوئی تو ہزارون مسلمان مارے جاوینگے اور کوئی باقی نہ رہیگا جو حفاظت آبروے مسلمانون کی کرے لہذا عبد الرحمن ابن عامر و عبد الرحمن ابن سمرہ کو جناب امام علیہ السلام کی خدمت مین

بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم دونون حاضر ہوکر آنجناب کی حضور مین بحسن تقریر عرض کیجیو اور مجھکو طلب کرائیو اور جسطرح ہو سکے
صلح کی تدبیر کیجیو چنانچہ اُنھون نے حاضر ہوکر ہر طرح سے التماس کیا مگر آنجناب نے جوابات اول عذر آمیز فرمائے پھر اُنھون نے
کہا کہ معاویہ کی یہ عرض ہے کہ جس طور سے آپ ارشاد کرین مجکو قبول و منظور ہے حضرت نے فرمایا اُن شرائط کا ضامن کون ہوتا ہے
اُن دونون نے کہا ہم ضامن ہین سب شرائط قبول کرتے ہین بجا لاوینگے حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ صلح آنجناب کی طرف
سے واقع ہوئی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی انی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین کما رواہ
البخاری فی صحیحہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ صلح آنجناب کی طرف سے بسبب قلت و ذلت کی نہ تھی بلکہ آنجناب از روے فوج و حشم
غالب تھے اور حق بھی جانب امام تھا مگر جب چھہ مہینے خلافت حقہ پر گذر گئے تو حضرت کے دل مین الہام ہوا کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم
نے فرمایا ہے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وصححہ ابن حبان اور وہ تیس برس گذر گئے
تو اب وقت ملوک و سلاطین آ گیا ایسا نہو کہ مین اُنھین معدود ہو جاؤن لہذا از خود صلح فرمائی بالجملہ جب صلح امام کی طرف سے
موافق ارشاد رسول خدا صلعم ہو گئی تو آنجناب نے معاویہ کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان
سے صلح کی اس بات پر کہ ولایت مسلمانون کی اُسکی تفویض کی باین شروط کہ مطابق قرآن و سنت رسول و سیرت خلفاء
راشدین مہدیین عمل کرے اور اُسکو یہ اختیار نہین کہ یہ امر بعد اپنے کسی کو تفویض کرے بلکہ مسلمانون کی راے پر چھوڑ دے
اور سب لوگ امن مین رہین جہان کہین ہون اس ملک مین یا شام و عراق و حجاز و یمن مین اور توابع علی مرتضی اپنے مال و اولاد
و ازواج و نفوس سے جہان کہین رہین محفوظ رہین اور معاویہ ابن ابی سفیان پر ان امور مین عہد و پیمان خدا کا ہے اور مجکو اور میرے
بھائی کو اور کسی اہل بیت کو علانیہ و پوشیدہ گزند نہ پہونچاوے اور یہ بھی معاویہ سے بدعہدی نکرین شہد بما فیہ فلان و فلان
ابن فلان وکفی باللہ شہیدا ایہ وثیقہ صواعق وغیرہ کتب معتمدہ اہل سنت مین موجود ہے اور ابن بابویہ قمی و قطب راوندی و ابن شہر آشوب مازندرانی
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے بعد ازان معاویہ کوفہ مین حاضر ہوا اور بصلاح عمرو ابن عاص التماس کیا کہ آنجناب اس صلح کا خطبہ فرماوین
چنانچہ حضرت نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد و صلوۃ فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ مابین جابلقا و جابلصا کوئی آدمی جسکا جد رسول خدا ہو سوا
میرے و حسین کے نہ پاؤگے اور خدا نے تم کو میرے جد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور گمراہی سے بچایا اور جہالت تم سے دور کی اور
بعد ذلت کے عزیز اور بعد قلت کے کثیر کیا سو اب سنو کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے مجھسے نزاع کی خلافت مین کہ میرا حق تھا
نہ اُسکا سو مین نے بنا بر اصلاح حال امت محمد صلعم و رفع فتنہ کے صلح کی ہے اور تم لوگون نے مجھسے بیعت کی تھی اس بات پر کہ جس سے
مین صلح کرون تم صلح کرو اور جس سے لڑون اُس سے لڑو پس مین نے مصلحت دیکھی کہ امر خلافت معاویہ کو تسلیم کرون اور مین نے
بیعت کر لی اور خونریزی سے دست بردار ہوا کیونکہ حفاظت خون کی خونریزی سے بہتر ہے اور اس صلح سے میرا اور کچھ مطلب
نہین ہے مگر اصلاح حال تم لوگون کا اور مین نہین جانتا ہون شاید کہ یہ صلح آزمایش ہو تمھاری اور بہرہ وری تا اجل موعود والسلام
یہ خطبہ سنکر معاویہ نے کہا کہ اے عمرو تو نے یہی ارادہ کیا تھا کہ سب کے روبرو میری عدم حقیت ظاہر ہو اور نزاع ناحق آشکارا ہو

بالجملہ یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ اکتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرتضی اور تابعین امام حسن مجتبی سے
ناراض ہوے اور بعض نے کہا یا عار المومنین سودت وجہ المومنین حضرت نے فرمایا العار خیر من النار بعضے کہتے ہین کہ
صلحنامہ مین یہ بھی شرط تھی کہ محکوم مع اہل بیت مدینہ مین پہونچادے اور بیت المال کا کل مال میرے لیے چھوڑ دے اور جو کچھ
عراق مین ہی اسکو تقسیم کرے مجھ مین اور میرے بھائیون مین اور پانچ ہزار درم ہیانہ مقرر کرے اور اہل مدینہ و عراق سے کچھ مطالبہ
نکرے اور بعض روایات مین ایک لاکھ درم سالیانہ ہی الغرض معاویہ نے جملہ شرائط قبول کیے اور صحیح یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنجناب نے
کچھ بھی معاویہ سے طلب نہین کیا کیونکہ مضمون صلح نامہ سے جو بخاری نے روایت کیا ہی کچھ ذکر اسکا نہین ہی کما ذکرنا سابقا الحاصل
بعد از صلح آنجناب مع اہل و عیال و خدم و حشم مدینہ مین تشریف لاے اور معاویہ نے بشر ابن ارطاط کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور عبداللہ ابن عامر
کو مصر کا عامل کیا اور مروان علیہ اللعن کو مدینہ باسکینہ مین بھیجا سو منو جنکے فضائل کی ہوتی یہ تقریب اب نو انکے شہادت کی مجملی
تفسیر ہے کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس زوجہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس یزید پلید نے اسمار ابن قیس کو پوشیدہ بھیجا کہ اگر تو
امام حسن کو زہر دیوے تو مین تجھسے نکاح کرون کہ اسنے زہر دیا چالیس روز آنجناب بیمار رہے اور وفات پائی اور بعض اہل تاریخ
لکھتے ہین کہ عامل مدینہ مروان علیہ اللعن نے بایاے یزید سماۃ السویہ رومیہ کو جو ایک بڑی مجبہ دلالہ تھی طلب کرکے پوچھا تو امام حسن
کے گھر جاتی ہی اسنے کہا اکثر جاتی ہون یہ سنکر اسنے کہا ایک بات کہتا ہون کسی سے نہ کہنا تجکو تین ہزار دینار وقت برآمد کار عطا
کرونگا اور سو دینار فی الحال لے اسنے کہا مین نہ کہونگی مروان نے کہا کہ تو جعدہ کو کسی طرح وہان سے نکال تو یزید اس سے نکاح
کرے اسنے قبول کیا اور حالت تنہائی مین جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چپڑی باتین کرکے کہنے لگی کہ یزید تم پر عاشق ہی اگر اسکے پاس
رہو تو ملک شام و عراق تمہارے تصرف مین آوے اور ملکہ کہلاؤ حسن ابن علی کے پاس سواے محتاجگی کے اور کیا ہی کسی قائل
نے سچ کہا ہی ؎ شیطان نہ ند از عصیان ہر نخطہ رہ مردان ٭ در مکر و حیل اما شاگرد زنان باشد ٭ پس جعدہ سوداے ملک و دولت
مین گرفتار ہوکر حق صحبت دیرینہ حضرت حسن علیہ السلام یک قلم بھول گئی اور بولی مجکو یزید کے پاس رہنا بدل منظور ہی اس قطامہ
نا جعدہ نے یہ احوال مروان علیہ اللعن سے کہا تب مروان نے اسی مزار کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی مین ملاقات
یزید مشکل ہی انکو دفع کر تو مطلب حاصل ہو جعدہ نے کہا کہ مین کس طرح امام حسن کو دفع کرون سو مروان مردود نے تھوڑا سا زہر
بھیجا کہ اسے شہد مین گھول کر پلادے چنانچہ اس کم بخت نے ویسا ہی کیا کہ حضرت حسن علیہ السلام کو رات بھر قی ہوتی رہی مگر
اللہ نے صحت بخشی پھر حضرت امام حسن نے اسی دن سے جعدہ کے گھر کا کھانا پینا موقوف کیا ام قاسم کے گھر کا کھانا کھانے لگے
بعد چند روز کے ایک روز جعدہ کے پاس تشریف لے گئے تو اسنے پھر خرمون مین ملاکر بایاے مروان ملعون زہر کھلایا اسی طرح
چھ مرتبہ زہر کھلایا مگر اللہ نے صحت بخشی اور مروان کو خبر پہونچتی رہی آخر ایک دن مروان نے اسی دلالہ کو پھر طلب کرکے
کہا کہ تو جعدہ کے پاس جاکے کہدے کہ اب یزید کا حال بہت پریشان ہی ہلاکت امام حسن کی تدبیر جلد کرنا چاہیے ورنہ
ملک و دولت جعدہ کے ہاتھ سے جاتا ہی اور تھوڑا الماس پسا ہوا دیا کہ جعدہ کو دینا کہ یہ زہر کسی طرح امام حسن کو کھلادے

وہ دوالہ جعدہ کے پاس آئی اور امانت کا فریب کیش بلاخیانت جعدہ کے پاس پہونچا ئی تو اسنے کسی تدبیر سے الماس
پانی مین پلا دیا کہ حضرت حسن کو اسہال کبدی عارض ہوگیا اور آنتین کٹ کٹ کے گرنے لگین آخرکار حال بہت
متغیر ہوا کہ امید بچنے کی نرہی جب وفات امام حسن علیہ السلام کی قریب پہونچی تو امام حسین علیہ السلام تشریف لائے
اور پوچھا کہ اے بھائی صاحب یہ حرکت کس نے کی ہے فرمایا کیا تم اُسکو قتل کیا چاہتے ہو امام حسین نے کہا ہان تب
فرمایا اگر وہی میرا قاتل ہے جسکو مین گمان کرتا ہون تو اللہ منتقم ہے اُس سے انتقام لیگا اور جو واقع مین وہ نہین ہے جسکی
میرا شبہہ ہے تو مین نہین چاہتا کہ بیگناہ کے قتل کا تم سے مواخذہ ہو اور مین تو کئی مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر یہ بہت
سخت ہے ایسا حال میرا کبھون نہین ہوا جو ابکی مرتبہ ہے گویا اشارہ کیا کہ اب امید زندگی منقطع ہے مخفی نرہے کہ حضرت
امام حسن علیہ السلام نے کئی وجہ سے اپنے قاتل کو نہ تبلایا اول یہ کہ بنا اس شہادت کی اخفا پر تھی لہذا قاتل کو بھی
مشتبہہ رکھا دوسرے یہ کہ بموجب احکام شرعیہ کے قصاص کا حکم جاری نہو سکتا تھا تیسری افشا اس راز کا
آپ کے حلم و مروت و صبر و اخلاق کے خلاف تھا سو تبقاضائے کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ بات ایسی نتھی
اگر تحقیقات ہوتی تو بیشک زہر دینا جعدہ پر ثابت ہوجاتا مگر سچ یہ ہے کہ ایسے مقام مین باوجود قدرت کے انتقام
دشمن سے قطع نظر کرنا انھین حضرات کا کام ہے کہتے ہین کہ اس حال مین جعدہ کو خلوت مین بلا کر ارشاد کیا کہ اے بانو
ناساز گار واے یار بیوفا جفا کار تیرے اس کردار سے مین نے اپنے عزیزون کو مطلع نہین کیا محکمہ قیامت پر اسکا
فیصلہ رکھا ہے افسوس کہ تو خدا سے نہ ڈری اور اس محبت دیرینہ کو تونے برباد کردیا کیا دوستون سے یہی امید ہوتی ہے
جو تونے کیا اور فرمایا کہ جو تیرا مطلب ہے کبھون نہوگا پھر اُسکی طرف سے منہ اپنا پھیر لیا اور حلیہ ابونعیم مین عمر ابن اسحاق
سے روایت ہے کہ مین و ایک شخص اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرض موت مین عیادت کو گیا تو حضرت نے فرمایا
کہ مجھسے کچھ دریافت کر مین نے کہا یا ابن رسول اللہ اس حالت مین کیا پوچھون آپ کی طبیعت نادرست ہے بعد اُسکے
گھر مین تشریف لے گئے اور پھر باہر آکر فرمانے لگے کہ جو کچھ پوچھنا منظور ہو پوچھ لے شاید پھر فرصت سوال نملے اور مجکو
طاقت جواب دینے کی نرہے اور فرمایا کہ مجکو کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر ابکی بار حالت میری از بس متغیر ہے کہ ٹکڑے جگر کے
کٹ کٹ گرتے ہین پھر مین دوسرے دن جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ حالت احتضار ہے اور حضرت امام حسین
علیہ السلام سرہانے بیٹھے ہوے قاتل کا نام پوچھتے ہین اور فصل الخطاب مین ہے کہ چھ مرتبہ آپ کو زہر دیا پانچ مرتبہ
اثر نہ کیا چھٹے مرتبہ اپنا کام کر گیا کہ شہید ہوے روایت ہے کہ ایک دن قبل اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام
نے خواب دیکھا کہ گویا دونون آنکھون کے بیچ مین قل ہو اللہ لکھا ہے سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ اگر
خواب حضرت حسن کا سچا ہے تو وفات قریب ہے حافظ ابو عمر و یوسف ابن عبد اللہ ابن عبد البر اقرطبی نے روایت
کی ہے کہ جب وقت رحلت بہت قریب پہونچا تو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ وصیت فرمائی کہ کونیون کے قول

و فعل پر اصلا اعتماد نہ کیجیو یہ لوگ اپنی سفاہت و حماقت سے تم کو خلافت کے واسطے قائم کرینگے اور مدینہ سے بلا دینگے
سو تم ہرگز خلافت کا قصد نہ کرنا اس لیے کہ مین جانتا ہون کہ خداوند تعالی اہل بیت نبوت مین خلافت و نبوت جمع نکریگا
اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے حضرت عائشہ رض صدیقہ سے پوچھ لیا ہی کہ مین روضہ مبارک جد امجد کے قریب دفن ہون اور انھون نے
مجھسے وعدہ کیا ہی سو تم کو چاہیے کہ بعد میری وفات کے میرا جنازہ روضۂ مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر لیجانا
اور حضرت عایشہ رض سے پھر بہ تجدید اجازت لینا اگر وہ کہین تو دفن کرنا مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ منع کرینگے جو ایسا ہو تو
قصد نکرا ضرور نہین جنت البقیع مین میری مان کے پاس دفن کردینا پھر جب وفات ہوئی تو حضرت امام حسین نے حضرت
عائشہ سے اجازت چاہی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بلا تامل لطیب خاطر اجازت دی یہ خبر مروان علیہ ما یستحقہ کو پہونچی
اسنے کہا یہ نہوگا پس حضرت امام حسین چند آدمیون کو لیکر مستعد ہوے مروان بھی مسلح ہوا تب حضرت ابو ہریرہ نے حاضر ہوکر
کہا کیا ہی ظالم لوگ ہین کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہین ہونے دیتے اور امام حسین کے پاس گئے اور وصیت
حضرت امام حسن کی یاد دلائی وہ جنازہ شریف اٹھاکر جنت البقیع مین لیگئے و سعید ابن عاص نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت
فاطمہ کے پاس دفن کیا امام حسین علیہ السلام و محمد ابن حنفیہ و عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر مین اتارا تھا اور فرقہ
بنی امیہ سے کوئی شخص جنازے پر نہ آیا مگر سعید ابن عاص کہ اسوقت امیر مدینہ تھا وہ خالد ابن ولید کے ایما سے حاضر ہوا اور
اسنے باجازت امام حسین علیہ السلام نماز جنازہ پڑھی تہذیب التہذیب مین ثعلبہ سے روایت ہی کہ مین وقت دفن حاضر
تھا اسقدر کثرت آدمیون کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیون پر پڑتی حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ بنی ہاشم
کی عورتون نے ایک ماہ کامل غم و الم کیا عمر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی بروایت بعض چھیالیس برس کی و بروایت
صحیحہ سینتالیس برس چھ مہینے کسر سے کم کی تھی دنون کے حساب سے سات برس حضور رسالت پناہ مین پرورش پائی
اور تیس برس ظل حمایت پدر بزرگوار حیدر کرار مین رہے اور آٹھ برس کئی مہینے نقط حفظ و حمایت جناب احدیت مین زندگی
کی اور پیدائش آپ کی ایک روایت مین نصف شعبان سنہ تین ہجری مین اور بعض کے نزدیک پندرھوین ماہ مبارک
رمضان ہی اور آنجناب کی اولاد مین پندرہ بیٹے آٹھ بیٹیان ہوئین اور نسل آپ کی پانچ بیٹون سے باقی رہی پوشیدہ
نرہے کہ جسطرح حضرت کی ولادت مین اختلاف ہی ویسی ہی آپ کی شہادت مین روایات مختلفہ ہین بعض کے نزدیک
غرہ ربیع الاول اور بعض کے نزدیک پانچوین مگر بقول مختار ماہ ربیع الاول ہی اور مشہور ماہ صفر سنہ انچاس ۴۹ ہجری ہی تنبیہ
کذا فی اخبار الاول
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خیبر مین زہر دیا گیا تھا چنانچہ بخاری و مسلم مین حضرت عایشہ رض سے روایت ہی
کہ حضرت نے فرمایا کہ اے عایشہ رض مین ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہون جو مین نے خیبر مین کھایا تھا سو یہ وقت وہ ہی
کہ مجھکو معلوم ہوا اپنی جان کی رگ ٹوٹنا اسی زہر سے علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام
شہید ہوے تو جعدہ نے یزید پلید کو لکھا کہ ایفاء وعدہ کر یزید نے لکھ بھیجا کہ مین راضی نہ تھا کہ تو حسن ابن علی کے پاس

رہے حالانکہ مین انکو اپنا دشمن جانتا تھا پھر تجکو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کرونگا استغفر اللہ الہ کیا کارخانے قضا و قدر
کے ہین کہ جعدہ بے نصیب دونون طرف سے گئی نہ ادھر کی ہوئی نہ اودھر کی ہوئی خسر الدنیا والآخرہ اسکو کہتے ہین اور
بعض محققین نے یون لکھا ہی کہ جعدہ اس حرکت سے سخت پشیمان ہو کر بھاگی اور مروان علیہ اللعنۃ کے گھر مین چھپی اُسنے
دو غلام اور تین لونڈیان ساتھ کر کے جانب شام روانہ کیا اور امیر معاویہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے نہین تو بنی ہاشم
کے ہاتھ سے نجات مشکل ہی سو امیر معاویہ سخت رنجیدہ ہوے یعنی جب جعدہ پہونچی تو اسکو طلب کر کے کہا تو نے
نہایت بد حرکت کی لعنت خدا کی تجھ پر اور اُسپر جس نے امام حسن کی شہادت مین سعی کی بتخصیص اُسپر جسنے زہر
بھیجا ای جعدہ تجکو شرم نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو اسطرح مارا اور خدا اور رسول کے غضب سے نہ ڈری
دور ہو میرے پاس سے تو ہر گز لائق یزید نہین ہی تب جعدہ نے یزید کو لکھا کہ اب مین نے اپنا کام کیا تو بھی وفا
وعدہ کر اُسنے وہ جواب دیا جو علامۂ سیوطی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی مخفی نہ رہے کہ یہ شہادت حضرت پیغمبر خدا
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور یہی قسم اول تھی جسکو سر یہ اصلیہ کہتے ہین اب سُنا چاہیے حال شہادت
جہریہ کا جو سبط اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام سے خاص ہوئی اور ہر گاہیکہ بنا اسکی اعلان پر تھی اسلیے
اولاً وحی مین فرشتون کی زبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور مکان وزمان اسکا معلوم ہوا اور یہ
خبرین بمنزلۂ مشہور و متواتر کے پہونچین تا کہ کسی طرح کا شبہہ نہ رہے مگر قبل تحریر یہ واقعہ بیان حال ولادت باسعادت
اور فضائل و مناقب انکے جو بہ تخصیص بلا شرکت سبط اکبر علیہ السلام کے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے صادر ہوئی ہین ضرور ہی اور لکھنا اخبار موحشہ کا کہ دلالت شہادت پر کرتے ہین واجب لہذا التماس ہی کہ ولادت
حضرت امام حسین علیہ السلام کی پانچوین شعبان سنہ ۴ ہجری مین ہوئی بعد پچاس روز کے تولد امام حسن سے رحم مادر
مین آئے اور دس مہینے چند روز مان کے پیٹ مین رہے اسی قدر بزرگی و خوردی سبطین علیہما السلام مین تھی
اور بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و تسمیہ و ختنہ وغیرہ امور جو کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ
فرماے وہ سب انکے ساتھ بھی کیے اور کُنیت انکی ابو عبد اللہ و القاب سید و طیب و ولی و زکی و مبارک و تابع
لمرضات اللہ و سبط رسول اللہ مگر اشہر القاب زکی اور اعلی سید ہی اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم
تک مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کی انگوٹھی مین کندہ تھا لکل اجل کتاب فضائل شریف حد حصر سے
خارج ہین علم و عمل زہد و تقوی جود و سخا شجاعت و فتوت اخلاق و مروت صبر و شکر و حلم و حیا وغیرہ صفات
کمال مین بوجہ کمال طاق اور مہمان نوازی و غربا پروری و اعانت مظلوم بمقابلہ ظالمین و ایصال رحم و انعام فقیر
و مساکین مین شہرۂ آفاق تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک لونڈی دستۂ گل لائی حضرت
امام نے سونگھا اور اسکو آزاد کیا انس کہتے ہین مین نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے دستۂ گل کے بدلے

آزاد کیا و فرمایا اللہ صاحب فرماتے ہین واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہین کہ ایک دن حضرت
امام کھانا کھاتے تھے لونڈی آپ کی پیالہ پانی کا لیے ہوے کھڑی تھی دفعۃً وہ پیالہ ہاتھ سے گرا ٹوٹ گیا حضرت امام
غصے ہوے لونڈی نے کہا الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس حضرت نے فرمایا کہ مین نے غصہ کھایا اور تیرے گناہ سے
در گذرا لونڈی نے کہا واللہ یحب المحسنین اسی وقت حضرت نے آزاد کیا اور عبادت کا یہ مرتبہ تھا کہ پچیس مرتبہ پیادہ پا
حج کیا چنانچہ علی ابن حسین ؑ سے کسی نے پوچھا کہ تمھارے باپ کی اولاد کیونکر کم ہوئی فرمایا کہ جس قدر ہوئی
وہی تعجب ہی انکو فرصت کہان ہوتی تھی کہ عورتون سے صحبت کرین دن اور رات مین تین ہزار رکعتین پڑھتے تھے
اور ہمت کا یہ حال تھا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے مکے مین آکر بہت مال و اسباب نذر کیا حضرت نے پھیر دیا
شواہد النبوۃ مین لکھا ہی کہ چہرۂ شریف ایسا تابان تھا کہ لوگ اسکی روشنی مین راہ چلتے تھے اور فضائل آنجناب
خاصۃً یہ ہین شواہد النبوۃ مین ہی کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو ران راست پر بٹھلائے تھے اور
ابراہیم اپنے صاحبزادے کو ران چپ پر کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ اللہ صاحب ان دونون کو
آپ کے واسطے جمع نہین کرینگے سو آپ ایک ہی کو اختیار کیجیے حضرت نے خیال کیا کہ حسین کے مرنے مین
مجکو اور علی اور فاطمہ کو غم ہوگا اور ابراہیم کے مرنے مین زیادہ مجھی کو رنج ہوگا سو مین اپنا رنج گوارا کر سکتا ہون
چنانکہ تیسرے دن ابراہیم نے وفات پائی بعد ازان جب حضرت امام حسین آنحضرت کے پاس آئے تو آپ بوسہ
دیکر فرماتے کہ اسی پر مین نے اپنا بیٹا فدا کیا ہی اور ترمذی نے یعلی ابن مرہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا نے
فرمایا کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون اللہ دوست رکھے اسکو جو حسین کو دوست رکھے اور حسین سبط ہی
اسباط سے سبط بمعنی نواسے اور گروہ کے ہی اور دونون معنی یہان درست ہوتے ہین اول ظاہر ہین دوسرے یہ کہ
امام حسین حسنات و مبرات مین مثل گروہ تھے کہ اچھے کام انسے برابر جماعت کے ہونگے اور ایک نفس شریف انکا
برابر انفاس کثیرہ ہی اور یہ بھی اشارہ ہی کہ انکی نسل سے اکثر اولاد باقی رہیگی اور ابن اخضر نے یزید ابن زیاد سے
روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر سے فاطمہ علیہما السلام کے گھر مین تشریف
لے گئے تو حسین کے رونے کی آواز آئی فرمایا اے فاطمہ تو نہین جانتی کہ حسین کے رونے سے مجکو ایذا ہوتی ہی اور
برا ابن عازب سے روایت ہی کہ مین نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسین کو اپنے کندھے پر چڑھائے تھے
اور فرماتے تھے اے خدا مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ اور تہذیب التہذیب مین یعلی
ابن مرہ سے روایت ہی کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کے گھر دعوت کھانے کو گیا اور بھی
لوگ ساتھ تھے پس آنحضرت جماعت سے علیحدہ ہوے اور امام حسین لڑکون مین کھیلتے تھے حضرت نے
چاہا کہ انکو پکڑین امام حسین بھاگے حضرت نے پکڑا اور ایک ہاتھ پیچھے پر اور دوسرا زیر ذقن لگا کر بوسہ دیا

اور فرمایا کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون دوست رکھتا ہی اللہ اُسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہی اور طبرانی نے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو
جبرئیل نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جائیگا میرے بعد زمین طف مین اور میرے پاس یہ مٹی لائے فائدہ طف کنارۂ دریا
اور جانب دشت کو کہتے ہین اور کربلا کو طف اس سبب سے کہتے ہین کہ کنارہ جنگل فرات واقع ہی اور
ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل یا در عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ آئے
میرے پاس جبرئیل اور مجھے خبر دی کہ میری امت قریب ہی کہ قتل کرے میرے اس بیٹے کو یعنی حسین کو اور
مجھے دی تھوڑی مٹی سرخ اور بھی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بے شک میرے گھر آیا ایک فرشتہ کہ کبھون
میرے پاس نہ آیا تھا اس سے پہلے سو کہا مجھسے کہ آپکا یہ بیٹا یعنی حسین مارا جائیگا اور آپ چاہین تو دکھاؤن
اُس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائیگا پھر نکالی تھوڑی مٹی سرخ از انجملہ ایک دن فرشتے موکل باران نے
اجازت مانگی اپنے پروردگار سے کہ زیارت کرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پس اجازت ہوئی اُسکو
اور اُسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ کے گھر مین تشریف فرما تھے اور فرمایا رسول اللہ نے
کہ اے ام سلمہ بند کرے دروازے اور خبرداری کر کہ کوئی آنے نپاوے اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین
امام حسین بزور اندر چلے گئے پھر کودنے لگے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سو رسول خدا نے انکو گود مین لیا
اور چومنے لگے اُس فرشتے نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہین فرمایا ہان اُسنے کہا آپکی امت قریب ہے انکو قتل کریگی
اور آپ چاہین تو مین وہ مکان جسمین مارے جائینگے دکھلا دون پھر دکھلایا وہ مکان اور لایا بالو یا مٹی سرخ
پھر اُس بالو کو ام سلمہ نے اپنے کپڑے مین لے لیا ثابت راوی اس حدیث کا کہتا ہی کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ
زمین کربلا ہی اور بھی ام الفضل بنت حارث والدۂ عبد اللہ ابن عباس کہتی ہین کہ مین ایک دن حسین کو لیکر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور مین نے انکو گود مین دیا اور دوسرے کام مین مشغول ہوگئی پھر جو میری
نظر پڑی تو آنحضرت کی آنکھون سے آنسو جاری تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہی کہ میری
امت شہید کریگی میرے اس بیٹے کو اور دی ہی مجھکو اُسکے مقتل کی مٹی سرخ تمام حدیث جو بیہقی نے ام الفضل
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی یہ ہی کہ ام الفضل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مین نے بہت بری خواب دیکھی ہی آپ نے فرمایا کہ بیان کرو مین نے کہا کہ مین نے خواب مین
دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپکے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود مین رکھا گیا آپ نے فرمایا کہ تمنے اچھی خواب دیکھی
فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمھاری گود مین رہیگا سو حضرت امام حسین پیدا ہوے اور میری گود مین رہے
جیسا کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا تھا اور مین ایک دن آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور امام حسین کو

آپکی گود مین دیا پھر اور طرف دیکھنے لگی ایکبارگی جناب رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہین مین نے کہا کہ یا نبی اللہ میرے مان باپ آپکے قربان آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ جبرئیل نے آکر مجھسے خبر دی کہ تیری امت اس تیرے بیٹے کو قتل کریگی مین نے اُس سے کہا ہان اور مجھے ایک مٹی سرخ لادی اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایک دن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ سے سوتے تھے یکایک جاگ پڑے تو غمگین تھے اور آپکے ہاتھ مین سرخ مٹی تھی کہ اُسکو اُلٹتے پلٹتے تھے مین نے پوچھا یہ کیا مٹی ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہ حسین مارا جائیگا عراق کی زمین مین اور یہ مٹی وہین کی ہی آور بھی انھین سے روایت ہی کہا ام سلمہ نے حسن اور حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے جبرئیل آئے سو کہنے لگے کہ ای محمد تیرے بیٹے کو تیری امت قتل کریگی تیرے بعد اور اشارہ کیا امام حسین کی طرف اور دی آپکو تھوڑی سی خاک سو حضرت نے اُسکو سونگھا اور فرمایا اسمین بو آتی ہی رنج وبلا کی اور فرمایا کہ ای ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید ہوا پھر مین نے اُس مٹی کو شیشے مین رکھ چھوڑا آور انس ابن حارث سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین مین جسکو کربلا کہتے ہین پھر جو شخص وہان موجود ہو اُسکی مددگاری کرے سو گئے ابن حارث کربلا کو اور شہید ہوے آور ابی سلمہ ابن عبد الرحمان سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُسوقت جبرئیل علیہ السلام بھی موجود تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بالاخانے پر جلوہ فرما تھے سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکو دیکھکر فرمایا کہ یا رسول اللہ آپکی امت قریب ہی کہ شہید کرے اسکو اگر آپ چاہین تو بتادون آپکو وہ زمین جسمین یہ شہید ہونگے اور زمین طف کا اشارہ کیا اور مٹی سرخ لیکر دکھلائی آور ابو نعیم نے یحیی حضرمی سے روایت کی ہی کہ مین صفین کے سفر مین حضرت امیر المومنین علی مرتضے کے ساتھ تھا جب نینوی کے برابر پہونچے تو حضرت مرتضیٰ نے پکار کر فرمایا کہ ای ابو عبد اللہ کنارے فرات کے صبر کیجیو مین نے کہا آپ نے کیا کہا فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خبر دی ہی کہ جبرئیل کہتے تھے حسین میرا بیٹا مارا جائیگا کنارہ فرات کے اور مٹی وہان کی دکھلائی تھی آور بھی حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو تبلایا تھا کہ یہ مقام شہیدون کے اونٹ بندھنے کا ہی اور یہ جگہ کجاوے کھولنے کی ہی اور یہ موقع خون بہنے کا ہی اور کئی جوان اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ مارے جائینگے کہ اُنپر آسمان وزمین روئینگے یہ کلام اُسوقت ارشاد کیا

جب مقام شہادت امام حسین علیہ السلام پر پہونچے ہین اب واقعہ شہادت کا سننا چاہیے
سو اول سبب ظاہری واقعہ کا بیان ہی پھر تفصیل معرکہ پوشیدہ نہ رہے کہ منجملہ اسباب ظاہر کے
ایک یہ سبب ہی کہ سنہ پچاس ہجری مین بعد وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کے معاویہ
ابن ابی سفیان نے بیعت یزید اہل شام سے کرائی اور مروان کو لکھ بھیجا کہ اہل مدینہ سے بھی بیعت
یزید لے سو مروان نے لوگون کو جمع کر کے کہا امیرالمومنین معاویہ نے یہ مصلحت دیکھی ہی کہ اپنے
بیٹے یزید کو تمپر خلیفہ کرے سو تم لوگ طریقۂ ابوبکر و عمر پر اسکی بیعت کرو عبدالرحمان ابن ابی بکر نے
کہا بلکہ ہر طریقہ کسرے و قیصر یعنی طریقہ ابوبکر و عمر نہین ہی کیونکہ انھون نے اپنی اولاد سے کسی کو
خلیفہ نہین کیا یہ تو طریق کسریٰ اور قیصر کا البتہ ہی پھر سنہ اکاون ہجری مین خود معاویہ ابن ابی سفیان
واسطے حج بیت اللہ و اخذ بیعت یزید عدو اللہ مکے مین آئے اور اہل حجاز و حرمین شریفین سے
جبراً بیعت یزید کرائی صرف حضرت امام حسین علیہ السلام و عبدالرحمن ابن ابی بکر و عبداللہ
ابن عمر و عبداللہ ابن زبیر و عبداللہ ابن عباس نے بیعت نہ کی گو کہ معاویہ نے انکو عطا و انعام بھی دیا
اور سختی و نرمی سے بھی کہا تاہم ان لوگون نے بیعت نہ فرمائی اور جب کلام اس باب مین بڑھا تو عبداللہ
ابن عمر نے فرمایا کہ ای معاویہ تجھسے پہلے خلیفہ گذرے ہین اور انکی اولاد تیری اولاد سے بہتر تھی مگر انھون نے
وہ بات انکے واسطے نہین چاہی جو تو نے اپنے بیٹے کے لیے تجویز کی ہی بلکہ خلافت کو مسلمانون پر چھوڑ دیا
کہ انھون نے جسکو مناسب جانا خلیفہ کیا اور تو مجھکو تخویف کرتا ہی کہ مین مسلمانون کی نافرمانی کرون
اور انکو مشقت مین ڈالون سو یہ مجھسے ہرگز نہوگا مین ایک مرد مسلمان ہون جس بات پر سب مسلمان
قرار پکڑینگے مین بھی انکا ہمداستان ہونگا معاویہ نے کہا خدا تجھکو خیر دے اور عبدالرحمن ابن ابی بکر نے
کلام معاویہ قطع کر کے فرمایا بخدا ای معاویہ مین تجھکو امر خلافت یزید مین وکیل بخدا کرتا ہون اور
خدا کے سپرد کرتا ہون تو ہرگز یزید کو خلیفہ نہ کر بلکہ امر خلافت مسلمانون مین چھوڑ دے اور
اس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ ای معاویہ اگر تو یزید کو اپنا خلیفہ
کرتا ہی تو خود الگ ہو اور یزید کو لا کہ ہم بیعت کرین اور جب تجھسے بھی بیعت کی اور تیرے بیٹے سے بھی
بیعت کرین تو اطاعت کسکی کرین واللہ بیعت تم دونون کی قیامت تک کبھی درست نہوگی یہ فرما کر
چلے گئے معاویہ نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و نعت مصطفےٰ خطبہ پڑھا اور کہا کہ لوگون کو گمان تھا
کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کرینگے حالانکہ ان تینون نے بیعت کی اہل شام
بولے کہ ہم ایسی خفیہ بیعت پر راضی نہین ہین جب تک علانیہ بیعت نہ کرین والا ہم انکی گردن مارینگے

معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کون لوگ ہو واللہ پھر ایسا سخن زبان پر نہ لانا اور جب ابن ابی بکر و ابن عمر
و ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے لوگوں نے حال بیعت کا پوچھا تو وہ منکر ہوئے شیخ عبد الحق محدث نے
رسالہ ما ثبت بالسنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دو شخصوں نے کار معاویہ اہل شام
ابتر کر دیا ایک عمرو ابن عاص نے کہ اُسنے مصحف مجید کے باندھنے کی نیزے پر صلاح دی اور دوسرے مغیرہ
ابن شعبہ نے کہ عامل کوفہ تھا جب معاویہ نے اُسکو خط لکھا کہ بمجرد ملاحظہ خط آپکو معزول جان کر میرے
پاس حاضر ہو اُسنے توقف کیا اور جب آیا تو معاویہ نے سبب توقف دریافت کیا اُسنے کہا کہ خلافت یزید کی
بیعت لوگوں سے بعد موت تیری کے چاہتا تھا معاویہ نے کہا تو نے یہ کام کر لیا مغیرہ نے کہا کر لیا معاویہ نے
اُسی کام پر رخصت کیا جب کوفے میں پہونچا تو کوفیوں نے پوچھا تو نے معاویہ کو کس حال میں چھوڑا ہے
مغیرہ نے کہا کہ میں اُسکا قدم گمراہی میں ڈال آیا ہوں کہ قیامت تک رہیگا بالجملہ معاویہ نے حضرت
امام حسین کو اسباب و مال بہت دیا اور کہا کہ یزید کی بیعت کرو حضرت نے جواب دیا کہ اگر عبد الرحمن
ابن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس بیعت نہ کرینگے میں بھی نہ کرونگا
اسی وجہ سے یزید پلید کو حضرت امام وغیرہ سے عداوت تھی اور دوسرا سبب عداوت کا یہ تھا کہ عبد اللہ
ابن زبیر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا تا کہ میرا خطبہ کرے اثناء راہ قثم
ابن عباس ملے اور ابو موسیٰ سے احوال دریافت کیا اور کہا میرا پیغام بھی کہنا اتفاقاً حضرت امام علیہ السلام نے بھی
خواہش فرمائی تھی جبکہ ابو موسیٰ وہاں پہونچے تو قثم اور یزید کا پیغام کہا اُس عورت نے کہا کہ حضرت حسین
ابن علی نے بھی میری خواہش فرمائی ہے تمہاری صلاح کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا اگر دنیا درکار ہے تو یزید کو
قبول کر اور اگر حسن صورت ظاہری مطلوب ہو تو قثم کو اختیار کر اور اگر حسن صورت و خوبی سیرت و نعمت
آخرت و کرامت نسبت مرغوب ہو تو امیر المومنین حسین علیہ السلام کو منظور کر سو اُسنے بلا تامل آنجناب کو پسند کیا
اس بات سے یزید پلید کو کوفت خاطر پیدا ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا بخدا اگر مجھے حسین پر قدرت ملیگی تو قتل
کرونگا چنانچہ سعادت الکونین میں لکھا ہے کہ جب معاویہ نے شام میں یزید کو ولیعہد اپنا کیا اور وصیت کی
کہ حسین ابن علی کے مراتب کا لحاظ رکھنا کیونکہ سب لوگ اُنسے محبت رکھتے ہیں تو بھی سلوک کرنا پھر تاریخ
بائیسویں رجب بروایتے پندرھویں ماہ مذکور سنہ شصت ہجری میں معاویہ نے اسّی برس کی عمر میں
وفات پائی اُسی دن یزید مردود خلیفہ پیدا ہوا اور تخت سلطنت پر بجائے پدر قائم ہوا اور شقاوت ازلیہ کے
اظہار میں سرگرم ہوا یہ معاویہ ابن ابی سفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہیں
اور مواہب القلوب میں حسب تحقیق اصیل الدین محدث مصنف درج الدرر معدود ہیں ولادت حضرت

ہین پائی والدہ انکی مسماۃ ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ بن عبد الشمس بن مناف ہے اور کنیت ابو عبد الرحمن بعض نے
کتاب وحی مین شمار کیا ہی اور بعض نے منشی یا خطوط نویس لکھا ہی اور ایکسو تریسٹھ حدیث کی روایت بھی اُنسے
کتب حدیث مین پائی جاتی ہی اور مدت سلطنت چالیس برس کیونکہ حضرت عمر رضہ کے وقت سے عامل دمشق تھے
کہ بیس برس حال ہے اس مدت مین خلیفہ ثانی اور ثالث کا وقت گذر گیا اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق ہوے تو آنجناب نے معزول فرمایا فصار متغلباً علی امارۃ دمشق اور
بعد تفویض امام حق حضرت امام حسن علیہ السلام کے انیس ۱۹ برس اور حاکم رہے آخبار الدول مین ہی وفی فضلہ احادیث
قل ما یثبت یعنی انکی فضائل مین حدیثین ہین کمتر ثبوت کو پہونچی اور باب جابیہ اور دروازہ دمشق کے
مدفون ہین نماز جنازہ ابن قیس خواہ ضحاک فہری نے پڑھی تھی اور علماے اہل سنت وجماعت حال معاویہ بن ابی سفیان
مین مختلف ہین ماوراء النہر کے علما اور متقشفین فقہا انکے جنگ وجدال کو جو حضرت امیر المومنین علی مرتضی سے
واقع ہوئین محمول خطاے اجتہادی پر کرتی ہین اور محققین اہل حدیث بعد تتبع روایات صحیحہ فرماتے ہین کہ حرکات
معاویہ خالی شائبہ نفسانیت وحمیت وتعصب قرابت سے جو کہ حضرت عثمان سے رکھتے تھے نہ تھے پس نہایت کار یہ ہی
کہ مرتکب کبیرہ و باغی ہوے والفاسق لیس قابل اللعن واگر مراد سب ولعن سے اسی قدر ہی کہ انکی حرکات کو برا کہنا اور
برا جاننا پس بلا شبہہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر واقع ہی اور اگر سب ولعن شتم مراد ہی تو معاذ اللہ کوئی اہل سنت سے
اسکا قائل نہین کیونکہ فاسق اور مرتکب کبیرہ کے واسطے استغفار ہی پس لعن حرام ہی خاصۃً وہ صحابی تھے شفاعت حضرت
رسول مقبول وعفو حضرت امیر المومنین انکے حق مین اور فاسقون سے زیادہ تر متوقع ومرجو ہی کذا قال استاذ الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ
فی الجواب الخامس من الاسولۃ العشر منقاح ہین ہی کہ مدت خلافت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس برس موافق حدیث
صحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا کے یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہی بعد ازان ہونگے پادشاہ سخت گزندہ
ثابت ہوتی ہی اور انقضاے خلافت کے دو طریق ہین اول یہ کہ عین کمال اور اوج تمام مین مانند آجال جرامیہ منقضی ہو
دوسرے یہ کہ قوی بتدریج تساقط اور اضمحلال قبول کرین اور مثل آجال طبعیہ منقضی ہو سو انقضاء مدت خلافت بطریق دوم
واقع ہوا اسلیے کہ انتقال دفعی خیر محض سے جانب شر محض کہ ملک عضوض ہی عادت آلہی مین محال ہی چنانچہ حکما نے
قاعدہ امکان اشرف مین انتقال بامکان احسن عقول فعالہ ہیولاے عناصر کے ساتھ قرار دیا ہی اور جب یہ قرار پایا تو تعین اسنان
اربعہ کا خلافت مین لازم آیا پس سن اول سن صبا ہی کہ حرارت اور رطوبت اس عمر مین زیادہ ہوتی ہی اور بدل حاصل
قدر ما یتحلل سے افزون ہوتا ہی اور بخوبی نشوونما ہوتا ہی اور یہ حال خلافت خلیفہ اول کا ہی کہ دو برس کئی مہینے مین تمام جزیرۂ
عرب کا اہل ارتداد سے پاک ہوا اور رنگ اسلام عراق وشام مین ہویدا ہوا بعد اسکے خلافت خلیفہ ثانی مین تشدید
احکام اور قوت اسلام مین گذری کہ یہ حالت شباب تھی پھر خلافت ثالث مین انحطاط خفی شروع ہوا اور دنیا

غیر ظاہر قوائے اسلام مین پیدا ہوا اور خلافت خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ مین تساقط و اضمحلال ظاہر بین نمود ہوا اور
اعضائے رئیسہ اسلام مین کہ ازواج اور اولاد اور مہاجرین تھے مختلف المزاج ہوئے اور احکام متعارض پیدا ہوئے
اور ہر واقعے مین بعض اعضا کا فقدان یا تعطل نمودار ہوا یہان تک کہ خلیفۂ وقت جو کہ بمنزلۂ قلب وجود انسانی کے
تھا حرارت غریبہ خوارج الملاعنہ سے ماموں ہوا اور روح غریزی اسلام نے کہ عبارت نفس مقدس سے تھی مفارقت کی مگر
خوب خیال رہے کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام کی جسقدر ظاہر اسلام سے قاصر ہوتی تھی باطن مین کامل ہوتی جاتی تھی لہذا
ایام خلافت حقہ خلیفہ رابع مین خلافت برنگ ولایت ظہور پذیر ہوئی اور بعد اُسکے حیات بالکلیہ ظاہر سے مختفی ہوئی اور
باطن مین در آئی اور مستور ہوئی اسی معنی مستور نے ائمہ علیہم السلام مین بترتیب ظہور پکڑا اور اسی باعث سے فیض باطن فی
حضرات ائمہ سے تمام امت مین انتشار پایا اور سلاسل اہل ولایت پیدا ہوئے انتہیٰ اور جو حضرت سلطان الاولیا غوث الثقلین
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے کہ ثم ولا یا معاویہ تسع عشر سنۃ یعنی بعد خلیفہ رابع
معاویہ والی خلافت ہوا اُنیس ۱۹ برس اور اسی قول سے اہل تشیع معاویہ کو خلیفۂ خامس بقول حضرت شیخ قدس سرہ ثابت
کر کے زبان طعن و تشنیع کھولتے ہین سو یہ بات کلام حضرت سے ہرگز مفہوم نہین ہوتی اسلیے کہ آنجناب نے بحث امامت اور
خلافت مین مشاجرات صحابہ مین صریح معاویہ کو باغی لکھا ہے کما قال وکان اماما حقا الی ان قتل ومن خرج عن ذلک فی ناصبہ
حربا کان باغیا خارجا علی الامام یعنی حضرت امیر المومنین علی امام بحق تھے تا وقت شہادت اپنی اور جسنے خروج کیا اور مخالفت
کی اور لڑا حضرت سے وہ شخص باغی خروج کرنے والا ہوا امام پر اور منشاء غلط فہمی کا یہ ہے کہ حضرت شیخ بتقریب شرح اس حدیث کے
تدور رحی الاسلام ست وثلثین او سبع وثلاثین سنۃ کہ اس سے پھرنا چکی اسلام کا اس زمانے تک اور وقوع انقلاب عظیم اور تغیر روش
و طریق کا اسلام مین بعد چھتیس یا سینتیس ۳۷ برس کے مفہوم ہوتا ہے یہ تقریر کی ہے کہ زمانہ رحلت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس مدت تک خوبی اسلام تھی پس کئی برس ولایت معاویہ کے بھی خوبی اسلام مین داخل ہوئے کیونکہ انقراض زمان خلافت تیس ۳۰ برس پر
تھا بعد ازان چھ یا سات برس اور اگر شمار کرین تو بالضرور زمانہ معاویہ مین ہونگے اس تقریر سے خلافت معاویہ چھ مہینے تک نہ دکھیو
اہل سنت وجماعت کے کسطرح سمجھی جاویگی سو کہتا ہون مین کہ چند سال کو خصوصیت کیا کہ زمان خوبی مین داخل ہون اور باقی ایام
خلافت معاویہ مان فساد اور ہلاک مین معدود ہون پس وجہ اسکی یہ ہے کہ مراد رحی اسلام سے ریاست اسلام ہے اور لشکر کشی رؤسائے دین
خیر الانام اعدائے دین اور مخالفین پر اور ابتدا اس معاملے کی سال دوم ہجرت سے ہے کہ اسمین غزوہ بدر واقع ہوا اور پیشتر سے محض مقابلہ
ربانی تھا نہ سیفی اور سنانی شروع سال مذکور سے لغایت سنہ انچاس صورت ریاست اسلامی یعنی ہونا رئیس کا خاندان نبی خواہ
رفیقان مصطفوی سے تھا اور اُسی سال مین حضرت امام حسن علیہ السلام نے وفات فرمائی بعد اُسکے معاویہ کو گنجایش اپنے
استقلال کی اور بھی یزید ملعون اپنے بیٹے کی دامن گیر ہوئی اور اُسوقت تک آپکو نائب امام حسن علیہ السلام کا جاننا تھا اور
تفویض آنحضرت کا رہند تھا سو جب اس مدت سے دس برس کہ تا آخر خلافت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ تھے منہا کیے جائین تو

یعنی مشورت ۱۲

اُسی قدر باقی رہتا ہی اور اگر تتمیم کسور کر کے گیارہ برس منہا کیے جائین تو چھتیس برس رہ جاتے ہین اور وجہ منہائی کی
یہ ہی کہ اس مدت مین افواج اسلام بلاد عرب سے متجاوز نہین ہوئی اور اُسنے عراق و عجم اور فارس اور کرمان اور خراسان مین
مداخلت نہین پائی پس گویا چکّی اسلام کی عہد خلیفہ ثانی سے شروع ہوئی اور وفات حضرت امام حسن علیہ السلام تک رہی بذا اما حقّقہ
استاد الاستاد قدس سرہ فی شرح الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے واضح ہوا کہ شمار معاویہ بن ابی سفیان کا ملوک
مین ہی نہ خلفائے رسول اللہ مین اور جو بعضے جہال امامیہ فرط عناد سے کہتے ہین کہ اہل سنت بعد حضرت عثمان کے معاویہ کو
خلیفہ و امام جانتے ہین سو یہ بات اُنکی عینی کمال شوخ چشمی پر ہی و الا ہر جاہل فارسی خوان بلکہ طفل دبستان جسنے عقائد نامہ ملا جامی
پڑھا یا سُنا ہی یقیناً جانتا ہی کہ باجماع اہل سنت معاویہ بن ابی سفیان ابتدائے امامت حضرت امیر سے تا تفویض امام حسن منجملہ
بغات تھا کہ اطاعت امام وقت کی رکھتا تھا اور بعد تفویض کے سلاطین مین ہو ا باقی رہا یہ کہ متغلب اور باغی ہوا پھر لعن کیون
نہین کیے تے سو اہل سنت کے نزدیک مرتکب کبیرہ مستوجب لعن نہین ہوتا بالخصوص باغی بھی مرتکب کبیرہ ہی اُسکو کیونکر لعن کرین اور متمسک
ہمارا اس باب مین کتاب اللہ اور اقوال عترت رسول اللہ ہی لیکن کتاب اللہ و استغفر لذنبک و للمومنین و المومنات کہ صریح نص قرآنی
دلالت کرتی ہی کہ مقصود و مطلوب شارع حق مومن مین استغفار ہی و الامر بالشئی نہی عن ضدہ پس امر بالاستغفار نہی صریح ہوئی لعن سے
اور موافق قاعدۂ اصولیہ امامیہ بھی ایسا ہی چنانچہ مقداد اولی شرح فصول مین لکھا ہی الفاسق فاعل کبیرۃ بل یسمی مومناً و الحق
انہ مومن لما قررناہ ان حقیقۃ الایمان ہو التصدیق القلبی فاذا کان مومناً کان مستحقاً للثواب الدائم لانہ عوض ایمانہ یعنی
فاسق کرنے والا گناہ کبیرہ کا آیا نام اُسکا مومن ہی یا نہین اسلیے کہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ حقیقت ایمان کی تصدیق قلبی ہی
پھر جب ہوا مومن تو مستحق ثواب ہمیشہ کے ہوگا کیونکہ یہ اُسکے ایمان کے عوض ہی اسی طرح کریمہ و بشر الذین آمنوا ان لہم قدم صدق
عند ربہم یعنی خوشی سُنا اُنکو جو ایمان لا رہین کہ اُنکو ہی پایہ سچا اپنے رب کے یہان نزدیک پروردگار کے اور باغی لعز مرتکب کبیرہ با الاتفاق
ایمان کھتا ہی کما قال اللہ تعالی و ان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما یعنی اگر دو فرقے مسلمانون کے آپسمین لڑ مرین تو
اُنمین ملاپ کرا دو پس لعن کرنا باغی کا ممنوع ہوا لیکن لعن با وصف حق اہل کبائر مین البتہ وارد ہی مثل الا لعنۃ اللہ علی الظالمین
مگر یہ لعن درحقیقت لعن اس صفت کی ہی نہ لعن صاحب صفت کی اور اگر بالفرض لعن صاحب صفت کی ہو تو وجود ایمان
مانع لعن ہی اور وجود صفت مجوز لعن اور یہ بھی اصول امامیہ مقرر ہی کہ اذا اجتمع المبیح و المحرم غلب المحرم اور بھی وجود مقتضی
با وصف تحقق مانع اقتضاء حکم نہین کرتا پس لعن صرف وجود صفت پر مترتب نہین ہوتی تا وقتیکہ رفع ایمان کہ مانع ہی
صورت نہ پکڑے جسطرح کافر کے حق مین جسکی موت کفر پر متیقن ہو باوجود صفات حسنہ اُسکے استغفار جائز نہین ہی لیکن
اقوال عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو بتواتر ثابت ہی کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی نے لعن اہل شام سے نہین فرمائی ہی
اور حضرت امیر کا بجا نہ لانا کام اہل سنت کا نہین ہی اور منشاء اشتباہ فرقہ امامیہ کا یہ ہی کہ لعین معاویہ و مروانیہ اور عباسیہ نے
آپکو خلیفہ کہا اور کہلایا بسبب مشابہت صوری خلافت پیغمبر سے کہ اجرائے جہاد اور فتح بلدان اور تجہیز عساکر اور

جیوش اور تقسیم غنایم اور صدقات اور حفاظت دار اسلام شر کفار سے عبارت ہی علماء اہل سنت نے بھی
یہ لقب بسبب مشابہت صوری اور نیز عدم پرخاش القاب اور اسماء مصطلحہ کسی قوم بلا ضرورت اطلاق کرتے تھے
چنانچہ اب جو کوئی کربلا مین جاکر کتاب شرائع گذرانتا نزدیک امامیہ کے وہ مجتہد کہلاتا ہی اسی طرح اُس زمانے مین لفظ
خلیفہ نے ابتذال پیدا کیا تھا اس گروہ نے سمجھا کہ چونکہ خلیفہ مرادف امام ہی اہل سنت اس جماعہ کو خلیفہ اور امام بحق جانتے ہین
حالانکہ یہ محض غلط فہمی فرقۂ امامیہ کی ہی ورنہ محققین اہل سنت اطلاق لفظ خلیفہ سے تحاشی کرتے ہین چنانچہ سعید ابن جمہان
راوی حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ سے کسی نے کہا کہ مروانیہ اپنکو خلیفہ کہتے ہین فرمایا کذب بنو الزرقاء انما ہم ملوک
من شر الملوک اور ابوبکر بزار نے بسند حسن ابو عبیدہ ابن الجراح سے روایت کیا ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول
دینکم بدأ نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم یکون ملکا وجبریۃ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر معاویہ کو دیکھتے تھے فرماتے تھے
ہذا کسریٰ العرب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الخلافۃ فی المدینۃ والملوک بالشام
بالجملہ جب یزید پادشاہ ہوا اہل شام نے بیعت کی اور فرامین اور پروانجات بنابر اخذ بیعت اطراف مین جاری ہوے چنانچہ
ایک رقیمہ شقاوت پر ضلالت ولید ابن عقبہ عامل مدینۂ منورہ کے نام بھی بھیجا کہ معاویہ ایک بندۂ بندگان خدا سے تھا مر گیا
اور مین خلیفہ ہوا چاہتا ہون کہ رعایا کل ممالک میری بیعت کرین اسلیے لکھتا ہون کہ حسین ابن علی وغیرہ اہالی مدینہ سے میری
بیعت کر اسمین تاخیر نہ کرنا ولید نے خط پڑھا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون مجھکو جگر گوشۂ رسول اور نور چشم بتول سے کیا کام ہی پھر
مروان خبیث الباطن سے مشورہ کیا اُسنے کہا کہ حسین ابن علی اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لینا
ضرور ہی اگر کر لین فہو المراد والا قتل کر ولید نے کہا استغفر اللہ ایسا ہرگز نہ کرونگا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا
تو آنجناب مع پچاس تا بعد ار مسلح تشریف لے گئے اور ولید بن عتبہ کے پاس تنہا گئے اُسنے نہایت تعظیم سے بٹھلایا اور خط کا مضمون
عرض کیا آنجناب نے ارشاد کیا کہ اسمین چار آدمیون کا نام ہی انکو سنا تاکہ ایک مرتبہ سب بیعت کرین اُسنے کہا بہتر خوب اور بعضے کہتے ہین
کہ آنجناب نے فرمایا کہ مین یزید کی بیعت نہ کرونگا وہ فاسق و مدائم الخمر ہی ولید نے کچھ جواب دیا آنجناب رخصت ہوے مروان نے
بشرارت جبلیہ کہا تو نے عبث چھوڑ دیا اب ہاتھ نہ آوینگے مناسب ہی کہ انکو قید کر اور بجبر بیعت یزید لے اگر نہ کرین گردن مارتا کہ
یزید راضی ہو ولید نے کہا ای مروان اگر مجھکو ربع مسکون کوئی بخشش دے تو بھی جگر گوشۂ رسول کا خون اپنی گردن پر نہ لون
ای مروان ایسی باتون سے تیرا نامۂ اعمال سیاہ ہوگا بعضون نے لکھا ہی کہ مروان کا کلام حضرت امام حسین کے کان مین پہونچا
تو حضرت نے فرمایا ای مروان کسکو یارا طاقت ہی جو مجھسے ایسی حرکت بے ادبانہ کر سکے ای ولید مین ابن علی و سبط نبی ہون
یزید شارب خمر فاسق کی بیعت کسطرح کرون کل مجلس عام مین اسکا جواب دیا جائیگا اور دیکھا جائیگا کہ اعلیٰ و احق
بالخلافۃ کون ہی بعد اسکے گھر کو روانہ ہوے فائدہ مروان ابن الحکم ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد شمس ابن مناف ہی اسی کے
حق مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الملعون ابن الملعون چنانچہ حاکم نے کتاب الملاحم والفتن مین مستدرک سے روایت

کی ہی کہ عبد الرحمن ابن عوف رض فرماتے تھے کہ جس کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تھا اُسکے دیکھنے کو حضرت صلعم تشریف لیجاتے تھے
اور دعا فرماتے تھے جب مروان ابن الحکم کے پاس تشریف لیگئے تو فرمایا ہٰذا الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون اور بھی
حاکم نے عمرو ابن مرّہ جہنی سے روایت کی ہی کہ حکم ابن العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلعم سے چاہی فرمایا
اذن دے دو اسکو لعنۃ اللہ علیہ علی من یخرج من صلبہ الا المومن منہم وقلیل ماہم یشترفون فی الدنیا ویوضعون فی الآخرۃ
ومالہم فی الآخرۃ من خلاق اور مروان کو طرید بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت صلعم نے اُسکو نکال دیا تھا طائف مین
جا رہا حضرت عثمان رض نے اپنے عہد مین اُسکو طلب کرلیا اور منشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اُس ملعون کے سبب سے
واقع ہوے ظاہر ہین اور اول فساد اسلام مین اُسی کی وجود سے پڑا ہی لعنۃ اللہ علیہ اور امارت معاویہ مین حاکم مدینہ
ہوا یہی مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہی اور بعد معاویہ ابن یزید اُسنے شہر جابیہ کے لوگون سے خلافت کی بیعت لی
اور شام مین آیا وہان کے لوگون کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر مین گیا اہالیان مصر نے بعد محاربۂ کثیر بیعت کی
عمر اس ملعون کی تراسی برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے آٹھ دن نقش خاتم رجائی اسد اور زخم بر چھے سے
فی النار والسقر ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسنے اپنی عورت کو گالی دی تھی اُسنے حالت خواب مین ذبح کر ڈالا اور عبد الملک
ابن مروان نے نماز جنازہ پڑھی شہر دمشق مین بیرون دروازہ جابیہ مدفون ہی کذا فی اخبار الدول روایت ہی کہ
ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُسنے چار مرتبہ محراب رسول اللہ مین بول کیا ابن سیرین نے خواب سُنکر فرمایا
اگر تیرا خواب سچ ہی تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کرینگے بعد تیرے سو ویسا ہی ہوا کہ ولید و سلیمان و ہشام
و یزید نے خلافت کی بالجملہ جب امام حسین رخصت ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا وہ بسبب
غروب ہوجانے آفتاب کے تشریف نہ لائے کہلا بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشہاد بیعت کرونگا اور شب کو
جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اُسنے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اُٹھا امام کی تدبیر کر
اور سر اُنکا بھیجدے ولید نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھسے یہ حرکت نہوگی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا
تب آنجناب جانب بیت اللہ شریف تاریخ چہارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ با اہل و عیال روانہ ہوگئے
اور بعض کے نزدیک تاریخ روانگی بست و ہشتم شعبان المعظم ہی بہر دو تقدیر شارع پر تشریف لے چلے و سرگردانی
موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فخرج منہا خائفًا یترقب و قال رب نجنی من القوم الظالمین بعض منازل مین
عبد اللہ مطیع ملا اُسنے کہا آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین فرمایا ظالمون نے مدینے طیبہ مین رہنے نہ دیا ناگزیر
بمقتضائے من دخلہ کان آمنا کعبے کو جاتا ہون اُسنے التماس کیا یا امیر المومنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدم ہین
آپ رونق افروز بیت اللہ شریف ہون وہان کے رہنے والے آنجناب کے سوا کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کرینگے
مگر قول و فعل کوفیون پر اعتماد نہ کیجئیگا کہ تمھارے باپ کو انھین لوگون نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

جو سعد نے کیا وہ آپکو خوب معلوم ہے اور مین بالیقین جانتا ہون کہ اہل کوفہ آپکو بکمال اختصاص طلب کرینگے اگر آپ تشریف لیجائینگے تب سب الگ ہو جائینگے کیونکہ وفا و مروت اُنکی جبلت مین نہین ہے حضرت نے اُنکے حق مین دعاے خیر فرمائی اور روانہ ہوے اور فرمایا عسیٰ ربی ان یہدینی سواء السبیل بعد طے منازل داخل حرم شریف ہوے وہان کے باشندون نے نہایت تعظیم سے استقبال کرکے اُوتارا یہ خبر یزید پلید علیہ مایستحقہ نے سُنی اُسنے ولید کو مدینہ باسکینہ سے معزول کیا اور ابن الاسدق کو حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ یزید یحییٰ بن حکم بن صفوان کو بھی موقوف کیا اور ابن سعد بن عاص کو حاکم مقرر کیا مگر وہ بسبب عمل دخل عبد اللہ بن زبیر کے بھاگ گیا کیونکہ عبد اللہ نے مکہ معظمہ مین داخل ہوتے باتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھی ہرچند امام حسین علیہ السلام نے منع بھی فرمایا جب یزید پلید کو خبر ہوئی تو اُسنے حاکم مدینہ کو پروانہ لکھا کہ بنا بر قلع وقمع ابن زبیر فوج کثیر جانب حرم محترم روانہ کر اُسنے عمر بن زبیر برادر عیانی عبد اللہ بن زبیر کو کہ باہم دونون کے سوء مزاجی تھی امیر کیا ہرچند لوگون نے عمر سے کہا کہ دو سبب سے اس امارت کا اقبال زیبا نہین ہے اول حرم شریف مین جنگ وجدال منع ہے دوسرے ابن زبیر تمھارا بھائی حقیقی ہے لیکن اُسنے بطمع مال نہ مانا اور جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور ایک طوق چاندی کا طیار کرا کے ساتھ لیا اس خیال سے کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کرونگا تو یہ طوق گلے مین ڈال کر یزید کے پاس بھیجونگا الغرض قریب بیت اللہ پہونچکر آدھی فوج ہمراہ انیس بن عمرو اسلمی کرکے ایک طرف کا ناکہ روکا اور دوسرا ناکہ اپنے متعلق رکھا اور ابن زبیر سے کہلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق اپنے گلے مین ڈال کر یزید کے پاس حاضر ہو کہ تیرا قصور معاف ہو جاوے عبد اللہ نے بھی جواب درشت کہلا بھیجا اور اول بمقابلہ انیس بن عمرو روانہ ہوے اور اُسکو شکست فاش دی کہ انیس مارا گیا پھر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو عمر بن زبیر کے مقابلے کو بھیجا وہ غالب آئے اور عمر بھاگا اور اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر کے گھر پوشیدہ ہوا عبد اللہ بن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کرا کے اسقدر تازیانے لگائے کہ وہ مر گیا پھر حکومت مکہ مین قائم ہوئی بعد ازان اہل کوفہ نے طلب حضرت امام حسین علیہ السلام مین خطوط متواتر لکھے روایت ہے کہ ڈیڑھ سو ۱۵۰ خط کوفیون نے پے درپے بھیجے خلاصہ اُنکا یہ کہ ہم یزید کی حکومت پر راضی نہین ہین آپ تشریف لائین تو ہم اُسے کوفے سے نکال دین اور پچھلا خط جو آیا اُسمین تملق اور چاپلوسی زیادہ تھی حضرت علیہ السلام نے لکھا کہ اب مجھکو آنے مین تامل نہین ہے انشاء اللہ جلد آتا ہون القصہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عزم بالجزم جانب کوفہ فرمایا عبد اللہ بن عباس وغیرہ اصحاب نے منع کیا اور کہا کہ بے وفائی اہل کوفہ ضرب المثل ہے انکے قول وفعل لائق اعتماد نہین آپ ہرگز ہرگز تشریف نہ لیجائین آخر بعد قیل وقال بسیار حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ قرار دیا کہ اگر میرا جانا مناسب نہین ہے تو کوئی اور ہی شخص میرے متوسلین سے جانب کوفہ روانہ ہو اور اُنکی کیفیت اور چگونگی حالات سے مطلع کرے چنانچہ مسلم بن عقیل اپنے چچیرے بھائی کو نائب اپنا کرکے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھدیا مگر عبد اللہ ابن عباس اس تجویز پر بھی راضی نہوے روایت ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام

حضرت مسلم کو رخصت فرماتے تھے روتے تھے اور مسلم بزبان حال گویا تھے ؎ وداعت میکنم جانان وداع آخرین از دل
زکوئیت میروم وازغصہ دارم قصۂ مشکل + ندارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری عجب دردیست بیدرمان عجب کاریست بیحاصل
بود حاصل مرا دمن گرت بینم ولے دیدن + چسان آید ز مہجوری بخون آغشتہ پا در گل + القصہ حضرت مسلم مع اپنے بیٹوں کے
کوفے میں پہونچے اور مختار بن عبید ثقفی کے گھر جلوہ فرما ہوے اور کوفیوں نے جوق جوق حاضر ہوکر بیعت کی بروایتے بارہ ہزار و بروایتے
بیس ہزار و بروایتے چالیس ہزار چند روز میں داخل اطاعت ہوگئے یہ خبر نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو ہوئی تو ظاہر میں کوفیوں کو
ڈرایا اور باطن میں اعانت حضرت مسلم میں ساعی رہے اور کسی طرح کا تعرض نہ کیا تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ
بن ولید بن عقبہ وغیرہ اخبار نویسوں نے یہ حال یزید پلید کو لکھا اور تغافل نعمان کی شکایت کی اور حضرت مسلم نے اطاعت
کوفیوں کی کیفیت حضرت امام علیہ السلام کو لکھی وہ آمادہ روانگی جانب کوفہ ہوے اور یزید نے خطوط اخبار نویسوں کے سنکر
مشورہ کیا اہل شورے نے بالاتفاق کہا کہ ابھی تک خیر ہی جب کہ امام علیہ السلام داخل کوفہ ہو جائینگے تو حکومت عراق یکقلم
جاتی رہیگی بلکہ بنائے سلطنت ٹوٹ جائیگی صلاح وقت یہ ہی کہ نعمان معزول کیا جائے اور دوسرا شخص قسی القلب حاکم ہو کہ وہ
اول مسلم اور اُسکے توابع کو قتل کرے چنانچہ عبداللہ بن زیاد مایۂ فساد لائق ٹھہرا پھر یزید پلید نے نعمان بن بشیر کو معزول کرکے
ابن زیاد کو بصرے سے امارت کوفے پر روانہ کیا اور تاکید لکھی کہ بہت جلد کوفے میں جاکے مسلم بن عقیل کو مع توابع قتل کر اور جو
امام حسین آجائیں تو میری بیعت لے اور اگر بیعت کریں تو بہتر ورنہ اُنکو بھی قتل کر جب یہ پروانہ ابن زیاد کو پہونچا تو اُسنے اپنے بھائی کو
قائم مقام اپنا کرکے روانہ جانب کوفہ ہوا یہان تک کہ قادسیہ میں آیا اور لشکر اُسی مقام میں چھوڑکر خود بخوف بلوے حاجیوں کے لباس میں
عمامہ سیاہ باندھکر اونٹ پر سوار ہوا اور کئی آدمی ہمراہ لیکر اُس راہ سے جدھر سے قافلہ حجاز آتا ہی بین المغرب والعشا کوفے میں داخل ہوا
اہالیان کوفہ کہ منتظر قدوم میمنت لزوم حضرت امام علیہ السلام تھے غایت شوق سے غلطی میں پڑے اور جناب امام علیہ السلام کو سمجھ کر استقبال کو
نکلے اور سلام کیا اور مرحبا بک یا ابن رسول اللہ کہتے ہوے پیش پیش ہوے ابن زیاد نے ازرہ مغالطہ دہی جواب سلام آہستہ دیا اور
دانتوں کو پیستا دار الامارہ کوفے میں داخل ہوا روایت ہی کہ نعمان نے دروازہ بند کر لیا اور بالاے خانہ چڑھکر کہا
یا ابن رسول اللہ صلعم یہان آپ تشریف نہ لادیں کہیں اور جلوہ فرما ہوں کہ ہمیں فتنہ برپا ہوگا کوفیوں نے سخت سست کہا کہ دروازہ کھول ابن رسول اللہ
کھڑے ہیں اُسوقت عبید اللہ مکار بدذات نے چادر چہرہ سیاہ سے اُٹھادی تب اہل کوفہ نے پہچانا اور سب اپنے اپنے گھر آئے صبح کو ابن زیاد
مسجد جامع میں گیا اور اشراف کوفہ کو طلب کرکے سند حکومت دکھلائی کر زبانی دھمکی سے جماعت کوفہ متفرق ہوگئی اور حضرت مسلم مختار کے
گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر آگئے ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی معرفت ہانی کو با جماعہ رؤسائے کوفہ گرفتار کرکے قید کیا حضرت مسلم نے اپنے
توابع کو آواز دی کہ چالیس ہزار آدمی نے قلعہ کو گھیرا اور ابن زیاد ایک گوشہ میں چھپ رہا اور روسائے کوفہ سے کہا کہ اس جماعت کو
منع کرو نہیں تو سبکو گردن مارونگا چنانچہ کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور شمر ذی الجوشن اور شبث ربعی نے برج پر چڑھکر لوگوں کو
ڈرایا کہ سب بھاگ گئے حضرت پانسو نفر رہ گئے جب حضرت مسلم نے نماز مغرب انکے ساتھ شروع کی وہ بھی روانہ ہوے سلام پھیرا تو کوئی نہ تھا

انجناب سراسیمہ ہوکر مسماۃ طوعہ کے گھر گئے اُسنے ٹھہرالیا اب کارخانۂ قضا اور قدر دیکھنا چاہیے کہ طوعہ کا بیٹا گھر مین
آیا وہ بدبخت محمد بن اشعث کا چیلہ تھا اُسنے حضرت مسلم کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کردیا اُس مایۂ فساد نے عمرو بن حریث
کوتوال شہر کوفہ اور محمد بن اشعث کو مع ستّر نفر سپاہیون کے بنابر گرفتاری حضرت مسلم روانہ کیا اُنھون نے جاکر طوعہ کا گھر گھیرا
اور یہ قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کرلین اُسوقت حمیت اور شجاعت ہاشمی نے یہ تقاضا نہ کیا کہ ایک عورت کے گھر مین
بیٹھ رہیے سو حضرت مسلم تلوار میان سے لے مثل شیر غران نکل پڑے اور اُن نامردون کو تہ تیغ کرنے لگے جب اکثر مارے گئے اور
کسی نے مقابلہ نہ کیا تب محمد بن اشعث اور کوتوال بدمآل نے کہا کہ بنی ہاشم کی تلوار کا سامنا کون کرسکتا ہے اور کسکو تاب مقاومت ہے
کہ انکی تلوار کے مقابل ہوسکے اب کچھ فریب ہی بن آوے تو بہتر ہے چنانچہ دونون مردود مکّار بخدع اور فریب پیش آئے اور کہنے لگے
کہ آپ کیون بے وجہ لڑتے ہین ہم لوگ تو لڑنے کو نہین آئے ہین ہم لوگون کو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے
حضرت مسلمؑ بتقدیر ازلی فریب سے واقف نہوے اور بمقتضاے حلم اور مروت جبلی بر سر رحم آئے اور لڑنا موقوف کرکے مع
دونون صاحبزادون کے اُنکے ساتھ چلے وہان ابن زیاد مایۂ فساد نے پہلے ہی دربانون سے کہدیا تھا کہ جب حضرت مسلمؑ دروازے مین
قدم رکھین تو اُنکا سر کاٹ لینا میرے پاس زندہ لانا ضرور نہین ہے دفعۃً حضرت مسلمؑ مظلوم کریمہ ربنا افتح بیننا و بین قومنا
بالحق وانت خیر الفاتحین پڑھتے ہوے دار الامارۃ کوفہ مین داخل ہوے اور دربانون نے شربت شہادت اُنکو اور محمد اور
ابراہیم دونون بیٹون کو پلایا بعد ازان ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو سولی دی اور اُنکے سر کو نیزون پر کوچہ و بازار مین پھرایا
یہ واقعہ بتاریخ سوم ذیحجہ سنہ ہجری مین واقع ہوا آج ہی کے دن خواہ آٹھوین ذیحجہ حضرت امام حسین علیہ السلام آمادۂ
روانگی جانب کوفہ ہوے اور اسباب سفر مہیا کرنے لگے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی
رضی اللہ عنہم مانع ہوے حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کوفیون کے قول و فعل پر
اعتماد نہ کیجیے آپکو معلوم نہین کہ اِن لوگون نے آپکے بھائی اور باپ سے کیا معاملہ کیا ہے اور جو آپکو یونہین منظور ہو تو اہل و عیال کو
ساتھ نہ لے جائیے مین ڈرتا ہون کہ آپ شہید ہون اور اہل و عیال اسیر اور مجھکو گمان ہے کہ مثل عثمان بن عفان آپکو اہل و عیال کے
شہید کرینگے باینہمہ التماس انکا قبول نہوا تب ابن عباس رنجیدہ ہوے اور بہت روئے اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینے سے آئے اور خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہین پیچھے اُنکے
دوڑے اور اُس جگہ ملے جہان سے بعد دو منزل تھا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خداے تعالے نے اپنے پیغمبر کو دنیا
اور آخرت مین اختیار دیا تھا سو حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جگر گوشۂ رسول مقبول ہین واللہ نہ ملیگی تم مین سے دنیا
کسی کو کبھی اور اسی مین تمہارے واسطے بہتری ہے کہ حکومت دنیا نہلے آپ پلٹ چلین حضرت نے نہ مانا تب عبد اللہ نے امام کو
گلے لگایا اور کہا تمکو سپرد بخدا کرتا ہون اے شہید ہونے والے روایت ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے بھی منع کیا حضرت نے جواب دیا
کہ تم لوگ راز نہان سے واقف نہین ہو بے سبب رنجیدہ ہوتے ہو مین نے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ایک بکری

مکے مین ذبح کیجائیگی اُسکے سبب سے خانۂ خدا کی بیحرمتی ہوگی مین نہین چاہتا کہ وہ بکری مین ہون اور میرے سبب سے
حرمت کعبہ مین فرق آوے ترجمہ طبری مین ہی کہ مصداق حدیث آخر کو عبد اللہ بن زبیر ہوے سبحان اللہ کیا جودت طبع تھی
اور کرامت صریح کہ عبد اللہ کو وہ حدیث سنائی جسکا مصداق وہ ہونے والے تھے اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ بیحرمتی کعبہ گوارا نکی
گو درجہ شہادت تھا ترجمہ صواعق مین ہی کہ جب محمد ابن حنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسینؑ جانب عراق معلوم ہوئی تو اتنا
روئے کہ طشت وضو اشکون سے بھر گیا اور بعض روایات صحیحہ مین ہی کہ عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن الحنفیہ نے بھی خطوط
منع متواتر لکھے اور تہذیب التہذیب مین ہی کہ مسور ابن مخرمہ نے لکھا کہ آپ کوفیون کے فریب مین نہ آئیے اور عراق
کی طرف قصد نہ فرمائیے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحیٰ قریب تر ہی اور مسلمان لوگ جمع ہونگے
چندے توقف فرمائیے کہ آپکے ساتھ بہت مسلمان ہوجائینگے مگر امام حسین علیہ السلام نے کہ سہام تقدیر کے ہدف بنگئے تھے
اور گردن تسلیم قضاء ایزدی پر خم فرما چکے تھے راضی برضائے الٰہی ہوکے کسی کا کہنا نہ مانا اور جو لوگ منع کرتے تھے اُنکو
یہ حال معلوم نہ تھا کہ اس سفر پر خطر مین کارگزاران قضا و قدر احکام تقدیر جاری کرینگے والا عبد اللہ
ابن عباس اور عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن حنفیہ وغیرہ صحابۂ کبار اور اقربائے نامدار ضرور ہمراہ ہوتے اور
سعادت رفاقت حاصل کرتے چنانچہ ابن عباس سے حاکم نے روایت کی کہ فرماتے تھے کہ ہم شک نکرتے تھے
اور اہلبیت کثیر اسمین کہ بتحقیق حسین شہید ہونگے کربلا مین اور یہ بھی ہی کہ اگر ابن عباسؓ وغیرہ اہلبیت جانتے کہ
اسی سفر مین سابقۂ ازلی کام اپنا کریگا تو بروقت عزیمت کوفہ رفاقت سے منہ نہ موڑتے اور وقت عزم عراق ہرگز تنہا
نہ چھوڑتے اور جو حدیث ابن السکن اور بغوی نے کتاب الصحابہ مین اور ابو نعیم نے سُحیم سے روایت کی ہی کہ انس ابن حارث نے
کہا مین نے سنا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین مین جسکا نام کربلا ہی
سو جو شخص کہ تم لوگون مین سے وہان موجود ہو اُسکی مدد کرے سو گئے انس ابن حارث کربلا کو اور شہید ہوے سو یہ حدیث
احاد ہی اسپر عمل ہر ایک کو واجب تھا مگر جسنے کہ اس بات کو زبان مخبر صادق سے سنا اوسپر شریک ہونا واجب ہوگیا
لہذا انس ابن حارث گئے اور عبد اللہ ابن عمر کا کلمہ تاسف زبان پر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرۂ خبر شہادت
امام حسین مدت سے تھا دوسرے منظور بیوفائی اور بدعہدی اہل کوفہ کے تیسرے بسبب بے سامانی جناب امام کے اسیطرح
حضرت استادی مولانا سلامت اللہ نے شرح سر الشہادتین مین تحریر فرمایا ہی الحاصل حضرت امام حسین علیہ السلام
مع اہلبیت اور دوست غلام کے کہ سب بیاسی آدمی تھے جانب کوفہ روانہ ہوے کہتے ہین کہ اثنائے راہ مین فرزدق شاعر
با جامۂ جبہ پوش ملا اور وہ کوفہ کی طرف سے آتا تھا آپ نے اُس سے کوفے کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ حضرت
آتا تو ہون جانتا ہون کہ دل کوفیون کے آپکے ساتھ ہین اور تلوارین اُنکی بنی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے
نازل ہورہی ہی واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ سچ ہی قضاء الٰہی کسی طرح نہین ٹل سکتی

اور تہذیب التہذیب مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدق سے ملاقات کی اور حال کوفیون کا
پوچھا فرزدق خود کہتا ہی کہ مین بسبب بیماری کے بات نہ کر سکتا تھا سو مین نے اشارے سے کہا کہ آپ کوفے کو
نہ جائیے مکہ شریف کو لوٹ جائیے پھر آگے کو تشریف لے چلے تو خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدعہدی کی اور ابن زیاد
شقی نے حضرت مسلم اور اُنکے صاحبزادون کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہوگئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا
تب تو حضرت امام علیہ السلام نے بمقتضاے رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب مین مستلزمات بشریت سے ہی
مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہرگاہ اہل کوفہ کا یہ حال ہی تو وہان جانا کیا ضرور رہی اور مصلحت بھی مقتضی نہین ہی
حضرت مسلم کے بھائی جو آپکے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھرینگے یہان تک کہ اپنے بھائی کا بدلا لین یا شہید
ہون حضرت امام حسین نے برادران مسلم کا عزم مصمم دیکھ کر فرمایا لا خیر فی الحیوٰۃ بعدکم یعنی جب تم سب مارے گئے
تو پھر زندگی کا کیا مزہ اور جینے کا کیا لطف ہی بسم اللہ چلیے جو کچھ ہو سو ہو الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے
اور نواحی عراق مین کہ وہان سے کوفہ دو منزل رہجاتا ہی پہونچے اُس مقام پر حُر ابن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح
ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اور عرض کی کہ یا امام کو مین مجھکو ابن زیاد نے اسواسطے بھیجا ہی کہ جسطرح سے ہو
آپکو اُس شقی کے پاس لیچلون مگر واللہ مین اس کام کو مکروہ جانتا ہون اب سخت مشکل ہی نہ تو آپکو لیجا سکتا ہون
اور نہ چھوڑ سکتا ہون حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سنو مین از خود تمھاری طرف نہین آیا جب تم سب
لوگون نے مل کر خطوط لکھے اور قاصد بھیجے تب مین نے قصد کیا ورنہ کیا غرض تھی کہ مین یہان آتا اور تم بھی کوفے سے ہو
اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو مین تمھارے شہر کو چلتا ہون نہین پھر جاتا ہون مجھکو نہ تم سے کچھ مطلب ہی نہ تمھارے شہر سے
کسی طرح کی غرض حُر نے کہا واللہ مجھکو ہرگز خبر نہین کہ کسنے آپکو خط لکھے اور کسنے قاصد بھیجے اور کیون بلایا مین نے
سُنا بھی نہین خدا جانے آپ کیا فرماتے ہین اور مین بغیر آپکے کوفے کو پھر نہین سکتا الغرض اس بات مین بہت
گفتگو ہوئی اور حُر کی نادانستگی کی یہ وجہ تھی کہ وہ کوفے مین نہ تھا نواح کوفے مین کسی ملک کا عامل تھا سو نامے
اور پیغام اُسکی غیبت مین آئے گئے تھے اس سبب سے حُر نے انکار کی روایت ہی کہ حُر نے بعد قیل و قال بسیار بمقتضاے سعادت
ازلیہ التماس کیا کہ آپکا جہان دل چاہے تشریف لیجائیے مین آپسے متعرض نہین ہوتا اور کوفے پھرا جاتا ہون ابن زیاد سے
کہونگا کہ امام حسین مجھکو نہین ملے چنانچہ امام حسین علیہ السلام تمام رات چلے صبح ہوئی تو وہین تھے جہان سے
چلے تھے پھر حُر ابن یزید ریاحی حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ رات کو ابن زیاد نے ایک خط بھیجا ہی اگر تو
حسین ابن علی کی گرفتاری مین پہلو تہی کریگا تو مین ایسی سزا دونگا کہ اسکا تحمل نہو سکیگا سو یا حضرت اب مین
کیا کرون آپ کسی طرف چلے جائین تو بہتر ہی مجھپر جو کچھ گذریگی دیکھ لونگا الغرض دوسری محرم کو کربلا مین پہونچے تھے
اُسدن سے سات راتین برابر چلے پھر صبح کو وہین تھے جہان سے کوچ کیا تھا تب آپنے پوچھا یہ کون جگہ ہی

کسی نے کہا یہ مقام کربلا ہی فرمایا ؎ این زمین ست کہ آلودہ بخون خواہد شد ۔ علم سید ابرار نگون خواہد شد ۔ بے شک یہ مقام کرب و بلا ہی اور یہ مقام ہی اونٹون کے بندھنے کا اور یہ جگہ ہی اسباب کھنے کی اور مقتل اعوان وانصار ہی پھر تو یہ احوال ہو گیا کہ اونٹون کو مارتے تھے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتے تھے اور جو میخ زمین مین گاڑتے ہیجان مادۂ دموی سے خون نکلتا تھا اور جو لکڑی درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا آخر کار اُسی مقام پر اُتر پڑے تو خاک کربلا زرد ہو گئی اور ایک غبار عظیم اُٹھا کہ چہرۂ مبارک زرد آلودہ ہو گیا اُسی وقت زینب آپکی بہن نے کہا اے بھائی اس جگہ میرا جی گھبراتا ہی فرمایا یہ مقام شہیدون کا ہی صبر کرنا لازم ہی ترجمۂ طبری مین لکھا ہی کہ اس اثنا مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم با جماعت ملائکہ تشریف لائے اور مجھے گود مین لیکے فرماتے ہین کہ اے نور العین لخت جگر مین خوب جانتا ہون کہ دشمن دین تیرے مارنے پر مستعد ہین یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہین اور تجھکو درجۂ شہادت ملیگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہی اور والدین تیرے منتظر ہین اور دست مبارک اپنا سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہم اعط الحسین صبرا و اجرا چنانچہ یہ خواب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور رونے لگے الحاصل جب حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا مین فروکش ہوے تو حر بن یزید ریاحی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے اُترا اور ابن زیاد مایۂ فساد کو خبر ہوئی اُسنے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ مجھکو یزید بن معاویہ نے لکھا ہی کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر اگر بیعت کرلین تو بہتر نہین تو سر اُنکا کاٹ کے بھیجدے سو مین نصیحت کرتا ہون کہ تم بیعت کرلو نہین تو لڑائی کے واسطے مستعد ہو حضرت امام حسین علیہ السلام نے نامۂ اعمال سیاہ ابن زیاد کا پڑھا اور ڈال دیا اور فرمایا کہ اسکا جواب بجز عذاب میرے پاس نہین ہی ہر کارہ ابن زیاد نے پلٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اُس ناری کی بھڑک اُٹھی اور کہنے لگا کون شخص مقابلۂ حسین علیہ السلام پر جاتا ہی کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر وسعد حاکم رے بڑا قسی القلب مکار ہی اسکو بھیجنا چاہیے سو اُسکو پروانہ بھیجا اولاً اُسنے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ مجھسے یہ کام نہوگا کہ مین سبط رسول اللہ کے مقابلے مین جاؤن کسی اور کو تجویز کیجیے ابن زیاد ملعون ناراض ہوا اور دوسرا پروانہ بھیجا کہ اگر تجھکو حکومت رے کی منظور ہی تو امام حسین کے مقابلے پر جا نہین تو سند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ مین دوسرے کو حاکم رے مقرر کرتا ہون اور یہ کام ضروری اُس سے لیتا ہون جب نوشتۂ ابن زیاد حامی طریقۂ نمرود و شداد علیہ اللعنۃ الی یوم التناد ابن سعد بد کردار نابکار کے پاس پہونچا تو طمع جاہ دنیا نے ناکام نے کشان کشان مستعد کر دیا کہ اسی دن جانب کوفہ روانہ ہوا اور جلد ابن زیاد کے پاس پہونچا اُسنے بائیس ہزار پیادے اور سوار بانام کرکے کربلا کی طرف بھیجدیا اور کہدیا کہ پیچھے سے اور بھی فوج تیری کمک کو پہونچیگی اطمینان رکھنا اور بعض محققین نے اس مقام کے یون تقریر کی ہی کہ جب نامۂ اول ابن زیاد ملعون عمر و ابن سعد مردود کے پاس پہونچا تو اُسنے جواب لکھا کہ اس مقدمے مین بعد مشورے کے عرض کرونگا

بعد اُسکے اپنے گھر مین آیا اور اپنے بیٹون سے صلاح پوچھی بیٹون نے کہا ای عمر و تیرا باپ سعد ابن ابی وقاص جانثار رسول اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر عاشق او رفدا تھا تجھکو ہرگز لائق نہین ہی کہ تو اُنکے مقابلے کو جائے تجھکو حیا نہین آتی اُسنے انکار لکھی جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا تاکیدی آیا اور حکومت ری کی جانے کا اندیشہ زیادہ ہوا تب دین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا اور چلنے پر مستعد ہوا حمزہ ابن مغیرہ اُسکے بھانجے نے کہا ای ابن سعد دنیا چند روزہ ہی حکومت اور سلطنت کچھ کام نہین آئیگی آخرت مین اسکا محاسبہ سخت ہی اور بہ مقابلہ امام حسین علیہ السلام سے سرداری دوزخ کی البتہ حاصل ہوگی مگر ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر سیدھا کربلا مین آیا اور امام حسین علیہ السلام سے پیغام بھیجا کہ تم اس مقام مین کیونکر آئے آپ نے جواب دیا کہ تمھارے قاصد او رہرکارے یہان لائے نہین تو مین کیون آتا مجھے کیا کام تھا مگر تم لوگون نے اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہو چلا جاؤن عمر و ابن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے اسواسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت یزید کی طلب کر اگر قبول کرین تو مجھکو اطلاع دے اور تا صدور حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد صلح پر راضی ہی سو اُسنے نامۂ سیاہ اُس روسیاہ بدمآل کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا حضرت نے فرمایا کہ مین ابن زیاد کے قول پر عمل نہ کرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہونچی اُسنے حصین ابن نمیر اور شیث ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ ملاعنہ کو بافوج قاہرہ روانہ کیا کہ اب بائیس ۲۲ ہزار پیادے اور سوار بمقابلہ اولاد حیدر کرار و اہلبیت رسول مختار دشت کربلا مین جمع ہوے ساتوین محرم سنہ اکسٹھ ہجری مین انھین کافرون سے پانسو سوار نہر فرات پر مقرر کیے گئے اور پانی کی بندش ہوئی اور اہلبیت رسول اللہ پر عرصۂ زندگی سخت تنگ ہوا یزید ہمدانی ایک شخص حضرت کے انصارون مین تھے وہ حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے او رابن سعد سے بہت ملاقات ہی اور وہ مردود میرا مدت کا یار ہی یقین ہی کہ میری مروت سے پانی مین مضائقہ نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کے واسطے استدعا کرون حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تمکو اختیار ہی چنانچہ یزید ہمدانی ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے اور بغیر ادائے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا ای برادر ہمدانی تونے رسم سلام سنت اسلام کیون ترک فرمائی کیا مین مسلمان نہین ہون اور خدا و رسول خدا کو نہین پہچانتا ہون یا کوئی اور سبب ہی یزید ہمدانی نے کہا واے بر اسلام تو کہ دعوی مسلمانی کرتا ہی اور جگر پارۂ رسول و نور دیدۂ بتول کا دشمن جانی بن کے اُنکے خون کا پیاسا ہوا ہی بڑے افسوس کی جا ہی کہ کتے اور سؤر فرات سے پانی پئین اور اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ترسین یہ کیا اسلام ہی اور کیا ایمان ابن سعد یہ کلام سُنکے دل مین پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو سب سچ ہی لیکن حکومت ری سے دست برداری نہین ہو سکتی ناچار یزید ہمدانی بے نیل و مرام واپس ہوے اور سارا حال جناب امام علیہ السلام سے نقل کیا تو امام علیہ السلام نے کنوین کھدوائے مگر نشتر نشتر ہاتھ تک بھی پانی کا نشان نظر نہ پڑا اور اہلبیت کا یہ حال تھا کہ نماز تیمم سے ادا فرماتے تھے اور کلام

اشارون سے تب عباس ابن علی چند آدمی اپنے ساتھ لیکر فرات پر گئے کہ اشقیا نے ہمراہیون کو شہید کیا اور عباس علمدار زخمی ہوکر لوٹے اور عرض کی کہ یا حضرت سوائے آب شمشیر آب فرات ہمارے نصیب مین نہین ہی بعد اسکے حضرت امام حسین علیہ السلام خیمۂ مبارک سے نکلے اور مقابل لشکر شام کھڑے ہوکر حمد و ثنائے خالق کبریا و نعت سرور انبیا بیان فرمائی پھر ارشاد کیا کہ ای لشکریان یزید خوب تامل کرکے دیکھو کہ مین کون اور کسکی اولاد ہون اور اپنے دل مین سوچو کہ میرا خون کرنا اور میرے اہلبیت کی بے حرمتی چاہنا تمکو درست ہی آیا مین لڑکا تمھارے پیغمبر کی لڑکی کا نہین ہون اور پسر علی مرتضی برادر و عم زاد رسول خدا محمد مصطفیٰ صلعم کا نہین ہون اور رسول خدا نے میرے حق مین نہین فرمایا سید اشباب اہل الجنۃ یعنی حسن و حسین دونون جوانان بہشت کے سردار ہین اسی طرح بہت فضائل آپ نے بیان فرمائے اور دشمنان دین پر حجت خدا ختم کی مخفی نہ رہے کہ یہ کلام حضرت کا از روے عاجزی نہ تھا کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی شہادت سے واقف کار تھے اور میدان کارزار کے شہسوار بلکہ یہ ارشاد بنا بر قطع حجت تھا تاکہ دشمنون کو خدا کے روبرو عذر کی جگہ نہ رہی اور ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا مین مزہ جاٹین تہذیب التہذیب مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد اس کلام کے ابن سعد کو لکھا کہ تین باتون سے ایک بات اختیار کر یا تو مجھکو مدینۂ شریف مین جانے دے کہ وہان جاکر بیٹھ رہون اور اگر یہ منظور نہو تو مجھکو ترکستان کی طرف جانے دے کہ وہان کفار ترک سے جہاد کرکے شہید ہون اور اگر یہ دونون باتین منظور نہون تو مجھکو یزید کے پاس بھیجدے ہان جو کچھ شدنی ہی ہوگا ابن سعد نے جواب لکھا کہ مین ابن زیاد کو آپکے سوال لکھتا ہون جو کچھ جواب ملیگا عرض کرونگا تامل کیجیے چنانچہ اُسنے لکھا تو ابن زیاد بانیٔ فساد نے کمال تہدید سے لکھ بھیجا کہ مین نے تجھکو لڑنے کے واسطے بھیجا ہی نہ صلح کے واسطے اگر حسین ابن علی بیعت کرین تو بہتر ورنہ قتل کر اور اگر تجھکو تامل ہی تو مین تجھے معزول کرکے دوسرے کو تیری جگہ بھیجتا ہون اور یہ کام اُس سے لیتا ہون جب کہ نامۂ ابن زیاد لعنۃ اللہ علیہ الی یوم التناد ابن سعد بدمآل کے پاس پہونچا تو اُسنے صف قتال آراستہ کرکے امام حسین علیہ السلام سے کہلا بھیجا کہ مین نے ہر چند چاہا کہ تم یزید کی بیعت کرلو مین تمھارے خون مین گرفتار نہون پر تمنے قبول نہ کیا آپ لڑنے پر مستعد ہوجاؤ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج مجھے مہلت دے ترجمۂ صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ سختی اور تکلیف گذری تو آپکو نصیحت و وصیت حضرت امام حسن کی یاد آئی کہ اُنھون نے آپکو سمجھایا تھا کہ ای حسین کوفیان بدعہد کے قول و فعل پر ہرگز اعتماد نہ کرنا اور اُنکے بلانے سے زنہار کوفے کی طرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہین وہان کا جانا تمھارے حق مین بہتر نہین ہی اور باعث کمال خفت و پریشانی ہوگا ترجمۂ طبری مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت خوب چیز ہی اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہی خبردار ایسا نہو کہ تم صبر و استقلال کو ہاتھ سے دو اور کسی طرح سے ہماری ثابت قدمی مین فرق آئے اور رونے سے منع فرمایا اور آسمان کی طرف مُنھ کرکے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ اہل کوفہ نے مجھسے بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف

تیرے ہاتھ ہی اور خیمہ سے باہر آکر اپنے انصار سے فرمایا کہ مین تمسے بہت راضی ہون جو کچھ حق خدمت اور رفاقت تھا وہ تمنے بخوبی ادا کیا اللہ تمکو جزاے خیر دے حال یہ ہی کہ تم لوگ کم ہو دشمن دین بہت اس سے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ مین تمکو اپنی بیعت سے علیحدہ کرتا ہون جسطرف تمہارا جی چاہے وہان جاؤ مجھکو یہ منظور نہین کہ میرے ساتھ تمہاری بھی جان جائے اور مین تو اپنی زندگی سے ناامید ہون خیر جو کچھ میرے باب مین منظور آلہی ہوگا وہ قبول ہی اُس سے چارہ نہین انصار بہت روئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے ہین ذرا خیال تو کیجیے کہ ہم ایسے وقت مین آپکو چھوڑ کر چلے جائین روز حشر جناب رسول خدا و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا علیہم السلام کو کیا مُنہ دکھائینگے اور دولت شفاعت محمدی کیونکر پائینگے ہم تو حضرت کو کبھون اکیلا نہ چھوڑینگے ؎ گر دست دہد ہزار جانم + در پاے مبارکت فشانم + پھر یہ کہکر سامان لڑنے کا درست کیا اور ایک سنگر شبیہ بخندق گرد اپنے لشکر کے کھودی اور ایک راہ آمد و رفت کی رکھی جب دہم محرم ہوئی اور صبح عاشورہ مصیبت نے اُفق شہادت سے طلوع کیا تو لشکر ابن سعد صف آرا ہوکر مقابلے مین آیا جناب سید الشہدا نے نماز صبح ادا کی اور ناقے پر سوار ہوکر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے اول خطبہ پڑھا بعد حمد جناب کبریا و نعت سرور انبیا اُن لوگون سے مخاطب ہوے کہ ای لشکریان یزید غور کرو اور سمجھو کہ نصاریٰ نشان سُم خر عیسیٰ علیہ السلام کی اب تک تعظیم کرتے ہین اور یہود اگر کوئی آثار موسیٰ علیہ السلام پاتے ہین تو اُسکو دل و جان سے عزیز رکھتے ہین اور مین تمہارے نبی کے لڑکی کا لڑکا ہون اور مجھکو بھی تمہارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہی سو تم میرے قتل پر مستعد ہوا ہو مین نے تم مین سے کسی کا خون کیا ہی کہ اُسکے عوض مین مجھکو قتل کرتے ہو یا کسی کا تم مین سے مین نے کچھ مال لے لیا ہی کہ اُسکے مطالبے مین مجھکو ایسا تنگ کرتے ہو یا اور کسی طرح کا مجھپر دعویٰ ہی کہ تم اُسکے واسطے عاجز کر رہے ہو مین تو مدینے مین اپنے جد امجد کی قرار پر بیٹھا تھا وہان تمنے رہنے نہ دیا ناچار حرم شریف مین آیا وہان بھی تمنے خطوط لکھ کر بلوایا اور مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عہد اپنا توڑا خداے تعالے کو کیا جواب دوگے سو اس اتمام حجت کا جواب دشمنان دین نے کچھ بھی نہ دیا تب حضرت امام نے فرمایا کہ خدا کی حجت تمپر ہی مجھپر نہین یہ فرما کر ناقے سے اُترے گھوڑے پر سوار ہوے صف لشکر آراستہ فرمائی اور سب سے کہدیا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے مین سبقت نہ کیجیو جانب اشقیا سے ابتدا ہونے دو یکایک ایک آدمی لشکر اشقیا سے عبد اللہ نام کہ درحقیقت عبد الشیطان تھا گھوڑے پر سوار میدان مین آیا اُسنے دیکھا کہ خیمۂ اہلبیت کے گرد آگ جلتی ہی اور یہ آگ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنظر احتیاط گرد خیمہ کے روشن کرادی تھی تاکہ کوئی مخالف جا نہ سکے اُس عبد الشیطان نے جسارت کر کے کہا ای حسین آتش دنیا کی تمکو بشارت ہی قبل آتش دوزخ حضرت نے فرمایا اللہم احرقہ بالنار یعنی ای اللہ اسکو آگ مین جلا دے اُسی دم گھوڑے نے آگ مین ڈال دیا کہ عبد الشیطان مخلد فی النار ہوا تو حضرت امام علیہ السلام نے سجدۂ شکر ادا کیا اور باواز بلند فرمایا کہ یا آلہی مین اہلبیت رسول مین ہون تو میرا انصاف کر ابن اشعث نے پکار کر کہا کیا ایسی تمکو پیغمبر خدا سے

قرابت ہی کہ جسپر اتنا لاف وگزاف مارتے ہو تب تو امام حسین علیہ السلام کا دل کڑھا ناچار دعا فرمائی کہ یا الٰہی
ابن اشعث مجھکو فرزند رسول نہین جانتا اور بے محابا قطع نسبت کرتا ہی اسکو ذلیل فرما اُسی وقت ابن اشعث پیشاب کو
بیٹھا تو بچھو نے نیش مارا کہ اُسکی تکلیف سے ننگا تمام لشکر مین پھرتا تھا اور اسی حالت مین واصل نار ہوا اب
شمر علیہ اللعنۃ نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام کی طرف چلایا
اور فخریہ کہنے لگا کہ سب لوگ گواہ رہیو کہ اول لشکر امام حسین پر مین نے تیر مارا ہی پھر زیاد و سالم دو غلام ابن زیاد کے
نکلے اسطرف سے دو بہادر ایک حیدر ابن مطہر دوسرے یزید ابن حسین اُنکے مقابل ہوے اور دونون کو قتل کر آئے
پھر مُعقل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا سو اسکو بھی یزید ابن حسین نے مارا بعد اُسکے دوسرا نکلا وہ بھی انھین کے ہاتھ سے
مارا گیا پھر مزاحم ابن حریث نکلا اُسکو نافع ابن ہلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا
اور ہر مرتبہ امام علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ خود بسبب شجاعت کے مقابلے کا قصد کرتے تھے انصار
نہ جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگون سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپ جانے نہ پائینگے اور
انصار کی یہ مردانگی تھی کہ مخالف کو اسطرح جھٹ پٹ مار لیتے تھے جیسے کُتے کو مارتے ہین جب لشکریان شام نے
دیکھا کہ اسطرح کا مقابلہ کہ ایک شخص کا مقابلہ ایک کرے سخت مشکل ہی ہرگز عہدہ برائی نہوگی ایک ہی
انصار سارے لشکر کو کافی ہی تب یہ تجویز کی کہ دس دس ایک ایک انصار کے مقابل ہون چنانچہ دس کافر
ایک اہل اسلام کے مقابل ہونے لگے مگر تاہم یہ حال تھا کہ کوئی نامرد نزدیک نہ آتا دور ہی سے تیر اندازی کرتا
اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کئی نامرد مل کر شہید کر ڈالتے یہان تک کہ پچاس انصار سے زیادہ
شہید ہوے صرف عزیز و قریب حضرت امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے تب حضرت نے ایک نعرۂ پردرد
مارا کہ کوئی فریادرس بھی ہی جو اللہ کے واسطے ہماری مدد کرے اور کوئی بچانے والا ہی کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اعدا سے بچا وے یہ استغاثہ صرف اتمام حجت تھا تا کہ پھر کسی کو فوج اشقیا سے مقام عذر باقی نہ رہے
اور یہ بھی غرض تھی کہ اسوقت آتش غضب فوج مخالف مین شعلہ زن ہی ایسا نہو کہ اس اندھا دُھند مین
کوئی شخص اہل ایمان سے جہنمیون کے ساتھ ہو رہے اور مجھ تک نہ پہونچ سکے چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ
حر ابن یزید ریاحی مع مصعب برادر اور علی ابن حر پسر اور عروہ غلام معتبر ساتھ لیکر فوج ابن سعد سے نکل کر
حاضر ہوا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ مین سب سے پہلے آپکے مقابلے کو نکلا تھا اب مین آپکے گروہ مین
داخل ہون اجازت دیجیے کہ جان نثاری سے پیش آؤن تا کہ شفاعت تمھارے جد کی مجھے نصیب ہو اور
میری تقصیرین معاف فرمائیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عفو تقصیر فرما کے اجازت قتال دی کہ حر
ابن یزید لشکر اشقیا پر شیر کی طرح جھپٹا ابن سعد نے دیکھا صفوان ابن حنظلہ کو بھیجا کہ تو حر کو سمجھا کے

یہان لاؤ اگر نہ آوے ناچار قتل کر صفوان نے نزدیک آکر نصیحت کی اور کہا کہ تجھکو پھر چلنا مناسب ہی حر نے کہا
کہ تیری عقل سے بہت بعید ہی حالانکہ تو جانتا ہی کہ یزید فاسق و شارب خمر ہی اور حسین علیہ السلام پاک وصادق
و نور دیدہ رسول مقبول آیا حسین کی رفاقت و تبعیت اولی ہی یا یزید ناپاک کی صفوان نے کہا یہ تو سچ ہی لیکن
مال و دولت یزید کے پاس ہی اور سپاہی مال کے محتاج ہوتے ہین نہ تقوی و طہارت کے حر نے کہا اے
صفوان تو حق پوشی کرتا ہی تیرا اسلام منافقانہ ہی تب صفوان نے نیزہ چلایا حر ابن یزید بچ گئے اور وہی نیزہ
چھین کے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُسکے صفوان کے دو بھائی اور تھے وہ دوڑے اور صفوان پر آکر گرے کہ حر نے
اُن دونون کو بھی قتل کیا غرض جو شقی ہاتھ لگا حر نے تہ تیغ کیا یہان تک کہ مخالفون نے گھیر لیا اور تیر اور
نیزے سے شہید کیا بعد اُسکے مصعب اور علی اور عروہ بھی اسی طرح شہید ہوے اور ترجمہ متعارف طبری مین لکھا ہی
کہ ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی کہ حر ابن یزید فوج اعدا سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر
ہوے تھے مگر روایت اولے صحیح ہی الحاصل جب نائرۂ جنگ و جدال نے اسقدر اشتعال پایا کہ انصار و اعوان
شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہی آپکے عزیزون نے کہا جب تک ہم مین سے کوئی باقی
رہیگا آپ مقابلۂ مخالف کو جانے نہ پائینگے اور سب سے پہلے علی اکبر بڑے صاحبزادے حضرت امام حسین کے مسلح ہوے
روایت ہی کہ علی اکبر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے چنانکہ جب کبھون اہل مدینہ دیدار رسول خدا کے
مشتاق ہوتے تھے علی اکبر کو دیکھ لیتے تھے جب علی اکبر عالم آراے معرکہ ہوے اور اشقیا نے دیکھا تو ہیبت و جلالت
شان حضرت علی اکبر سے صورتین سب کی زرد ہو گئین اور دل اُنکے پانی پانی ہوے اور ابن سعد نے اپنے لشکر سے
کہا کہ یہ فرزند اکبر امام حسین ہی کہ پیغمبر خدا سے شبیہ ہی اسکی شجاعت و بہادری دیکھنا چاہیے چنانچہ علی اکبر نے
مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلہ پر آیا ناچار خود حضرت فوج مین در آئے تو لشکر تہ و بالا ہو گیا اور دس حملے حضرت نے
فرمائے ہر حملہ مین فوج اشقیا کے دو تین آدمی مارے کہ تیئیس یا پچیس شقی آپکے ہاتھ سے سیدھے دوزخ کو گئے
اور ریاضت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا کہ زبان مبارک خشک ہو گئی ناچار لشکر مخالف سے لوٹے اور امام حسین
علیہ السلام سے پیاس کی شکایت فرمائی حضرت نے فرمایا اے جان پدر کیا کرون میری زبان منھ مین رکھ لے
تو تسکین ہو جائے کہ علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا تو پیچھے سے مرۃ ابن سعد نے ایک

تلوار ماری کہ علی اکبر زمین پر گرے ظالمون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون
بعد اُنکے عبد اللہ ابن مسلم ابن عقیل مسلح ہو کر نکلے تو ایک ظالم نے دور ہی سے ایک تیر پشت شریف پر مارا شہید ہو گئے
پھر جعفر ابن عقیل نکلے وہ بھی تیر سے شہید ہوے اب فقط آل عبا سے حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبد اللہ اور
عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد پانچون بھائی اور قاسم ابن حسن علیہ السلام بھتیجے اور علی زین العابدین اور علی اصغر

دونون بیٹے امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے اور محمد ابن حنفیہ اور عمر ابن علی دونون بھائی آپکے جو اسمعرکے مین نہ لڑے تھے سو بقیہ آل عبا سے اول قاسم ابن حسن کہ عمر انکی اُنیس برس کی تھی مسلح ہوکر خیمے سے برآمد ہوے ہر چند کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے منع کیا مگر تقدیر الٰہی کشان کشان فوج اعدا مین لے گئی تو ایک کافر بے دین نے تلوار سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روایت ہی نکاح سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے فریقین کے نزدیک غلط ہے سرِ دست یہ ہی اُسوقت اس کام کی فرصت کہان تھی اور یہ جو مشہور ہو کہ سکینہ نے دیار شام مین وفات پائی یہ بھی سراسر غلط ہی وہ تو اہلبیت کے ساتھ مدینہ مین آئین اور مصعب ابن زبیر کے ساتھ نکاح ہوا پھر عبد اللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان او محمد پانچون بھائی ایک ساتھ مسلح ہوکر نکلے ظالمون نے نرغہ کرکے شہید کیا جب یہ سب شہید ہوچکے تو کافرون نے جناب سید الشہدا علیہ السلام پر بلوہ کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے کے لگا کہ آپ گھوڑے سے اُترے اور زمین پر بیٹھ گئے اس عرصہ مین علی اصغر کہ شیرخوار تھے شدت پیاس سے خیمے مین رونے لگے تو آپ نے انکو گود مین لیا اور زبان مبارک اُنکے مُنھ مین ڈالی کہ فی الجملہ تسکین ہوئی یہ معجزہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتک باقی تھا اتنے مین ایک ظالم بے دین نے تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق مین لگا اور کنار پدر مین شہید ہوگئے تو حضرت نے اُنکو گود سے رکھدیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور زبان حال نے کہا ے ای فلک پیر وجوانان ہمہ رچیدی تو چہ طفل راہم بکنار م نہ پسندیدی تو چہ اور فرمایا الٰہی مجھکو ان مصائب مین صبر عطا کر اور خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہلبیت کو سپرد بخدا کیا امام زین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب مجھکو اجازت دیجیے تو مین بھی آپکے سامنے ہی شربت شہادت پیون حضرت نے فرمایا ابھی تجھسے بہت کام درپیش ہین اور تیری نسل قیامت تک قائم رہیگی تو میرا وصی ہی میرے بعد کسی سے لڑائی نہ کرنا اور صبر اور شکر مین بسر کرنا ناچار امام زین العابدین اسی حالت سے خیمے مین پڑے رہے اور حضرت امام حسین لشکر یزید کے مقابل ہوے پہلے اپنے فضائل بیان فرمائے پھر مبارز طلب کیا کسی کی جرأت نہ پڑی آخر کئی نامرد نکلے اور دست مبارک سے داخل نار ہوے پھر کئی سردار نکلے وہ بھی جہنم واصل ہوے اب لشکر مخالف مین بڑا تزلزل پڑگیا کہتے ہین کہ چار سو سوار اور دس پیادے آنجناب کے ہاتھ سے داخلِ نار ہوے یہ حال شمر بدبخت اور ابن سعد ملعون دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمنے حسین علیہ السلام کا نظیر شجاعت اور مردانگی مین نہین دیکھا کہ سب اہلبیت انکے شہید ہوگئے ہین اور خود زخمون سے چور ہین اور ایسی فوج گھیرے ہی اور پیاس کی شدت ہی مگر لڑنے سے باز نہین آتے آخر جب لشکر کے لوگ سخت تنگ آئے اور کسی کے ہوش وحواس باقی نرہے اور سب نامرد مقابلے سے جی چرانے لگے تو سرداران لشکر نے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی قریب ہی کہ سب لوگ بھاگین تب شمر ذی الجوشن نامرد نے یہ حیلہ کیا کہ چند آدمی مخصوص لیکر خیمہ کے قریب پہونچا اور حضرت کے بیچ مین حائل ہوگیا تو حضرت نے یہ حال دیکھ کر نعرہ مارا کہ ویحکم یا شیعۃ الشیطان مین تمسے لڑتا ہون یا عورتین تب شمر ملعون ڈرا اور لوگون سے کہا کہ عورتون سے متعرض نہوا اور اُدھر سے فوج کو پھیر کر حضرت

امام حسین پہ جھکا دی کہ دونوں طرف سے حضرت علیہ السلام گھر گئے اور چاروں طرف سے تیر اور نیزے برسنے لگے جب جسم شریف زخموں سے چور ہو گیا اور اتنے زخم لگے کہ شمار اُنکا ممکن نہیں ایک ایک زخم پر سو سو زخم تھے تب حضرت امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے جدا ہوئے اور زمین پر شہید ہو کر گرے نصر ابن خرشنہ ملعون سر مبارک کاٹنے لگا نہ کاٹ سکا تب خولی ابن یزید اُترا اُسنے سر کاٹا حقیقت یہ ہے کہ نصر ابن خرشنہ کسطرح کاٹ سکتا یہ شقاوت تو ازل میں خولی ابن یزید کی تقدیر میں لکھی تھی اُسی سے صادر ہوئی اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے بھائی خولی کو دیا یہ سانحہ بعد زوال آفتاب اَز نقطۂ دائرۂ نصف النہار کے کہ جزو اول اجزاء نماز ظہر کا ہے واقع ہوا اور گویا یہ حال اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ تکبیر افتتاح آپ نے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جھکے تو رکوع ہوا اور جب زمین پر آئے تو وہ سجدہ تھا غرض اس ہیئت مجموعیہ سے نماز ظہر ادا کر کے خلد برین کے منتظرین کا رفع انتظار کیا روایت ہے کہ جب تک حضرت امام حسین پشت زین پر تھے کسی کافر کی جرأت نہوئی کہ آپکے پاس آکر تلوار سے مقابلہ کرے بلکہ نیزے کی رو پر بھی نہ آسکا فقط تیروں سے مارتے تھے اور جب تن مبارک کثرت جراحات سے مضمحل ہوا تب بھی کسی نامرد کی یہ جرأت نہ پڑی کہ آپ تلوار کا حربہ کرے اس حالت میں شمر شقی نے اپنے سواروں سے کہا کہ زوف تمھاری بہادری پر کہ یہ شخص زخموں سے چور ہے اور کوئی مقابلے پر نہیں جاتا اسپر بھی کوئی نہ گیا مگر تیروں اور نیزوں کا تار باندھ دیا یہانتک کہ ایک شقی ناری کا تیر حلق مبارک پر لگا کہ حضرت شہید ہو کر گھوڑے سے گرے اور اسی حال میں شمر نامرد نے چہرۂ مبارک پر تلوار ماری پھر اُسپر سنان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی ابن یزید سر کاٹنے کو اُترا اسوقت اُسکے ہاتھ کانپے پھر اُترا اُسکا بھائی شبل ابن یزید اُسنے سر کاٹا اور اپنے بھائی کو دیا اور قیس ابن اشعث ملعون نے پیراہن شریف تن بے سر سے اُتار لیا اور جیب ابن موید نے تلوار حضرت کی اپنے قبضے میں کی ابن عساکر نے امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے کربلا کی دو نہروں پر یعنی دونوں ہو توں فرات پر کہ گرد کربلا واقع ہیں جو دیکھا امام نے شمر ذی الجوشن کو اور فرمایا سچا ہے اللہ اور اُسکا رسول فرمایا تھا جناب رسول مقبول نے کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ کتا ملعون منہ ڈالتا ہے میرے اہلبیت کے خون میں اور تھا شمر کوڑھی یعنی حضرت نے جو فرمایا تھا کہ قاتل اہلبیت کا سفید داغ والا ہو گا سو وہ شخص یہی ہے ادبی الواقع یہ ملعون بہ نسبت اوروں کے زیادہ تر حریص بخون اہلبیت رسول اللہ تھا اور اگرچہ امام کو مومنین کے قتل میں اکثر ملاعنہ شریک تھے الا پرواز روح مبارک کا ملا اعلی کو شمر بد بیکی کی تلوار سے اور سنان ابن انس کے نیزے لگنے کے ساتھ ہی واقع ہوا اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں یہ واقعہ دسوین محرم بروز جمعہ بعد زوال آفتاب خط نصف النہار سے سنہ اکسٹھ ہجری میں واقع ہوا اُسدن عمر شریف چھپن برس پانچ مہینے پانچ روز کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ ولادت آنجناب مدینہ میں پانچویں شعبان سال چارم ہجری میں ہوئی اور شہادت روز جمعہ دسوین محرم بمقام کربلا اور چھ اولاد ذکور اور تین اناث اور نسل آنجناب حضرت امام زین العابدین سے باقی رہی القصہ جب شجرۂ رسالت و دوحۂ نبوت تیشۂ ظلم سے کاٹا گیا تو شمر

اور ابن سعد ملعونون نے خیمہ اہلبیت لوٹ لیا اور بارہ آدمی کہ اہلبیت نبوت مع زنان و اطفال باقی رہے تھے قید کر لیے اور جو کچھ اسباب پایا
لوٹ لیا جب نظر انکی علی ابن حسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ انکو بھی شہید کرے ایک شخص نے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافرون کے لڑکون کو بھی نہیں مارتے ہین یہ تو مسلمان کا لڑکا ہی اور بیمار ہی شمر بے پیکر نے کہا ابن زیاد کا یہ
حکم ہی کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے اُسنے کہا تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر جیسا چاہے وہ کرے یہان نہ مار
تب شمر باز رہا شمر اور ابن سعد ملعونون نے صلاح کر کے تن مبارک سید الشہدا علیہ السلام پر گھوڑے دوڑائے اور بھی بیس کافرون نے
گھوڑے دوڑا کر لاش کو روندا کہ ہڈیان تن مبارک کی چور چور ہو گئین اُسی دن اہلبیت نبوت کو بے پردہ اونٹون پر سوار کرا کر
مع سر مبارک سید الشہدا اور کئی سر شہدائے کربلا کے نیزے پر رکھ کر بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد مایۂ فساد
لعنۃ اللہ علیہ الی یوم التناد کے پاس روانہ کیا اور خود ابن سعد علیہ اللعن نے ایک دن کربلا مین مقام کیا اور اپنے مقتولون
و زخمیون کو گور کفن کیا اور لاش بے سر حضرت امام حسین علیہ السلام نور دیدۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اور لاشون کے
وہین پڑی رہے دو دن تیسرے دن قریۂ غاضریہ کے لوگ کہ ایک موضع کنارے فرات کے واقع ہی آئے اور تن مبارک سید الکونین
امام حسین علیہ السلام ایک جگہ دفن کیا و عباس و علی و محمد و عبد اللہ و جعفر فرزندان حیدر کرار و قاسم ابن حسن و عبد اللہ ابن حسن
و ابو بکر ابن حسن و عمر ابن حسن و علی اکبر و عبد اللہ کہ جنکو بعضے علی اصغر کہتے ہین و محمد و عون پسران زینب بنت فاطمہ علیہما السلام یعنی
عبد اللہ ابن جعفر طیار کے بیٹے و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر تینون بیٹے عقیل ابن ابیطالب کے پہلوے امام حسین علیہ السلام مین دفن کیے
صرف عباس ابن علی کہ علمدار تھے انکا روضہ ایک تیر پرتاب کے فاصلے سے واقع ہی اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ کہ اُس دن
شہید ہوئے تھے یکجا مدفون ہوئے ہین تنبیہ امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابن عباس نے
مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب مین دیکھا بال بکھرے ہوئے گرد آلودہ ہاتھ مین شیشہ خون کا بھرا ہوا
مین نے کہا یہ کیا ہی فرمایا کہ حسین اور اسکے ساتھیون کا خون ہی مین اُسے اُٹھاتا ہون آج صبح سے ابن عباس کہتے ہین
کہ مین نے وہ وقت وہ دن یاد رکھا یہان تک کہ مجھکو خبر پہونچی کہ حسین شہید ہوئے اُسی دن یعنی جس دن یہ خواب
دیکھا تھا اور حاکم و بیہقی نے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کی ہی کہ کہا اُنھون نے مین نے دیکھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین کہ آپکا سر و داڑھی خاک آلودہ ہی مین نے کہا یہ کیا حال ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ مین مقتل
حسین پر ابھی گیا تھا اور صواعق محرقہ مین ہی کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھین کہ شب شہادت مین نے ایک آواز غیب
سُنی کوئی کہتا تھا ﴿ ایہا القاتلون جہلا حسینا + ابشروا بالعذاب والتنکیل + قد لعنتم علی لسان ابن داود + و موسی و حامل
الانجیل یعنی اے کُشندگان حسین کے نادانی سے مژدہ ہو تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہوئے داود و موسی
و عیسی کی زبانون پر یعنی قاتلین حسین کو موسی و عیسی و داود علیہم السلام نے بھی لعنت کی ہی اور ابو نعیم نے
حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہی کہ اُسنے کہا مین نے سُنا جنون کو کہ روتے تھے حسین پر یہ پڑھ کر ﴿ مسح النبی

جبینہ ۞ ولہ بریق فی الخدود ۞ ابواہ فی علیا قریش ۞ وجدہ خیر الجدود ۞ یعنی ؀ اس جبین کو
مین نے چوما تھا ۞ تھی چمک کیا ہی اُسکے چہرہ پر ۞ اُسکے ما باپ تھے قریش کی جان ۞ اُسکا نانا جہان سے
بہتر ۞ اور بھی ابونعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے کہا مین نے نہین سُنا
رونا جنون کا جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مگر آج کی رات تو مین نے جانا کہ میرا بیٹا حسین
شہید ہوا پھر کہا ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکل کر پوچھ اُسنے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین
شہید ہوے اور جن یہ کہکر رونے لگے ؀ الا یا عین فابتھلی بجھد ۞ ومن یبکی علی الشہدا بعدی
علی رہط تقودہم المنایا ۞ الی متجبر فی ملک عبدی ۞ یعنی ؀ ہو سکے جتنا رو لے تو ای چشم ۞
کون روویگا پھر شہیدون کو ۞ پاس ظالم کے کھینچے لائی ۞ موت ای وا ے ان عزیزون کو ۞
پوشیدہ نہ رہے کہ نوحہ عبارت ہے اُس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اُسکے ذکر کرے
مگر واویلا و وامصیبتا کرنا و بے صبری و سینہ کوبی و طمانچہ زنی حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے
ان النیاحۃ من عمل الجاہلیۃ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر و شرک سے ہے اور آنکھون سے رونا دل سے غم کرنا
پسندیدہ ہے اور بیہقی و ابونعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام
تو اُسدن جو پتھر بیت المقدس مین اُٹھایا گیا اُسکے نیچے خون تازہ نہایت سرخ نکلا اور کہتے ہین کہ
تمام دنیا مین جس جگہ کا پتھر اُٹھایا اُسکے نیچے سے خون سرخ نکلا بیہقی نے ام حبان سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتے ہین جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہمپر تین دن اور جسنے منھ پر زعفران ملی
اُسکا منھ جل گیا بروایت صحیح ثابت ہے کہ یزیدیون نے کئی اونٹ لشکر حسینی کے پکڑے تھے جب اُنکو ذبح کیا اور پکایا
تو ایسے کڑوے تھے جیسے اندراین کا پھل کوئی اُنکو کھا نہ سکا اور ترجمہ صواعق مین لکھا ہے کہ ایک قافلہ
ورس بھر کے یمن سے عراق کو جاتا تھا راہ مین یزید کے لشکریون کا ساتھ ہو گیا تو اُنکی شامت سے
اُنکی ورس راکھ ہو گئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور بیہقی نے علی ابن مسہر سے روایت کی ہے
کہ اُسنے کہا مین نے سُنا اپنی دادی سے وہ کہتی تھی کہ مین لڑکی نوجوان تھی جب امام حسین شہید ہوے تھے
تو مین نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنپر رویا کیا اور ابن جوزی و ابن سیرین سے روایت ہے کہ تین دن
عالم مین تاریکی رہی بعد اُسکے آسمان سرخ ہو گیا اور ثعلبی سے منقول ہے کہ آسمان حضرت امام حسین پر
رویا اور چھ مہینے تک اُسکی نشانی رہی یعنی سرخی اور ابن سیرین و ابن سعد کہتے ہین کہ شفق کی
سرخی بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے ظاہر ہوئی ہے پہلے اسکا وجود نہ تھا اور اُسکا سر
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون جوش کرتا ہے اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے

اور حق تعالی شانہ عوارض جسمانی سے مانند غضب اور غصہ وغیرہ پاک ہی سو اسنے بنابر اظہار غضب تمام آسمان کو سرخ کردیا اور اسکا
نشان تاقیامت قائم رکھا روایت ہی کہ سات دن آسمان رویا اور اسکی سرخی سے دیوارین گویا لحاف گلنار ہوگئین اور جو کپڑا اس سے
سرخ ہوگیا پھر وہ سرخی ہرگز نگئی یہان تک کہ پارہ ہوگیا اور ستارے اور شواہب آسمان بکثرت گرے اور اسی دن کسوف کامل
واقع ہوا کہ دوپہر کو ستارے نظر آئے گویا قیامت قائم ہوئی اصل یہ ہی کہ ایسا سانحہ ہوش ربا اور اسطرح کا معرکہ عبرت افزا حضرت
آدم علیہ السلام کے وقت سے اسوقت تک کسی نبی کے اہلبیت پر نہین گذرا ہی پھر خون ہونا آسمان اور زمین کا اور تیرہ و تاریک ہونا
عالم کا اور ٹپکنا خون کا شجر اور حجر سے اور دیوار و در سے کیا تعجب ہی بلکہ اگر اسی دم قیامت قائم ہوجاتی اور ہر ایک کافر شقی اپنی
سزا کو پہونچتا تو عجب نتھا مگر زمانہ موعود قریب ہی اور خداوند کبریا نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر کیا ہی **فائدہ** ہمارے استاد الاستاد
مولانا مقتدانا حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا مین تشریف
فرما ہوئے ہین تو انکے ہمراہ تین فرزند خاص تھے یعنی اول علی اوسط امام زین العابدین بعمر بائیس ۲۲ برس کہ بیمار خیمہ مبارک مین تشریف
رکھتے تھے اور شہید نہین ہوئے دوسرے حضرت علی اکبر بعمر اٹھارہ ۱۸ برس کہ شہید ہوئے تیسرے علی اصغر شیرخوارہ کہ شہید ہوئے
اور انکے نام مین اختلاف ہی بعضے عبد اللہ کہتے ہین اور بعضے جعفر اور بعضے علی اصغر اور ایک بیٹی سکینہ نام بعمر ہفت سالہ کہ حضرت
امام قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب تھین کربلا مین ہمراہ تھین روایت انکے نکاح کی سراپا غلط ہی اور وفات
سکینہ راہ شام مین بھی غلط محض ہی کیونکہ وہ بعد معرکہ کربلا مدت تک زندہ رہی ہین اور مصعب بن زبیر سے منکوحہ ہوئی ہین
یہ زبیر برادر پھوپھی زاد حضرت علی مرتضی اور جناب رسول خدا تھے اور دختر کلان حضرت امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغری نام اپنے
شوہر کے پاس یعنی حضرت حسن مثنی بن امام حسن علیہ السلام کے مدینہ منورہ مین رہ گئی تھین کربلا مین نہین آئی تھین اور نام والدہ
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شہربانو ملقب بشاہ زنان بنت یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا
اور نام مادر علی اکبر یعنی دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود سردار بنی ثقیف تھا اور نام والدہ پسر سوم یاد نہین ہی مگر عربیہ تھین نسل
بنی قضاعہ سے اور نام والدہ سکینہ رباب دختر امرء القیس بن عدی کہ بنی کلب سے تھا اور حضرت امام علیہ السلام رباب سے محبت
زیادہ رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہین **شعر** لعمری انّنی لاحب ارضا ٭ تحل بہا سکینة والرباب ٭ یعنی اپنی جان کی قسم کہ مین اُس زمین کو
دوست رکھتا ہون کہ جسمین سکینہ اور رباب قیام کرین اور منزل پکڑین انتہی نام والدہ فاطمہ صغری کا ام اسحق بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اندنون چار برس کے تھے کیونکہ معرکہ کربلا سے چار برس پیشتر یعنی سنہ ستاون ۵۷ ہجری مین پیدا ہوئے
اور یہ معرکہ سنہ اکسٹھ مین ہوا ہی اور ازواج مطہرات امام سے صرف شہربانو اور والدہ علی اصغر ہمراہ تھین اور حال اوروں کا معلوم نہین
کہ زندہ تھین یا مردہ اور فرزندان حضرت امام حسن علیہ السلام سے چار شخص شہید ہوئے حضرت قاسم اور عبد اللہ اور عمر اور
ابوبکر یہ سب نوجوان تھے اور حضرت حسن مثنی کربلا مین نہین آئے وہ مع اپنی زوجہ فاطمہ صغری بنت امام حسین علیہ السلام کے
مدینہ یا سکینہ مین رہ گئے تھے اور فرزندان علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پانچ نفر کربلا مین تھے حضرت عباس اور عثمان اور محمد اور

عبد اللہ اور جعفر کہ یہ سب شہید ہوئے روضہ حضرت عباس کا ایک تیر کے فاصلے پر ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضۂ مبارک
سے اور سب اسی روضہ مین مدفون ہین اور فرزندان حضرت عقیل سے حضرت مسلم مع محمد ابراہیم دو بیٹون کے حسب ارشاد حضرت امام
کوفے مین بنا بر استحکام قول و قرار تشریف لیگئے تھے وہین شہید ہوئے تاریخ دوم ذیحجہ ۶۰ ہجری مین اور تین شخص یعنے عبد اللہ
و عبد الرحمن و جعفر ہمراہ امام کربلا مین شہید ہوئے اور فرزندان حضرت جعفر طیار سے محمد اور عون پسران حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام
کے کہ پوتے جعفر طیار کے تھے ہمراہ امام کربلا مین شہید ہوئے اور منجملہ صاحبزادہاے اہلبیت سترہ آدمی کربلا مین شہید ہوئے
اور حضرت امام زین العابدین اور عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن بندیون مین تشریف لیگئے تھے
اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام علیہ السلام اور شہر بانو زوجۂ امام اور حضرت سکینہ دختر امام وغیرہ زنان اہلبیت ہمراہ
کربلا مین تھین اور قیدیون کے ساتھ روانہ شام ہوئین انتہی القصہ جب اہلبیت رسالت مع سر مبارک سید الشہدا علیہ التحیہ والثنا
با دیگر سرہاے آل عبا ہمراہ اشقیا کوفے مین رونق افروز ہوئے تو ابن زیاد نے مطلع ہو کے مجلس کو آراستہ کیا اور باہیبت و
وقار اوف مجلس بنکر بیٹھا اور اہل کوفے کو جمع کر کے قیدیون کو طلب کیا پھر کہا الحمد للہ الذی اکرب واکرب یعنی شکر خدا ہے کہ اسنے
دشمنون پر سختی ڈالی اور سختی دی حضرت زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی کرمنا بمحمد وطہرنا تطہیرا یعنی سب تعریف ہے خدا کو جسنے حضرت مصطفے
کے سبب سے ہمکو بزرگ کیا اور بخوبی پاک کیا ابن مرجانہ نے کہا کیف رایتم قدرۃ اللہ حضرت زینب نے فرمایا سیجمع اللہ بیننا وبینکم
ویقضی بیننا وبینکم یعنی قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو اور تمکو جمع کر کے انصاف فرماوے ابن زیاد اس کلمے سے سخت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ
ظاہرا ابتک تم مین دلیری باقی ہے اور چاہا کہ بے ادبانہ پیش آئے حضار مجلس نے کہا عورتون کے کلام پر اعتنا نہ چاہیے ناچار جناب
علی بن حسین علیہ السلام متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ کون اور کسکا لڑکا ہے کسی نے کہا حسین بن علی علیہما السلام کا بیٹا ہے کہا اسکو بھی قتل کرنا
لازم ہے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ آل عبا مین سے کوئی عمر و زندہ رہے کوتوال کوفی نے چاہا کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام کو لیجاکے
اور بیرون قلعہ شہید کرے اسوقت حضرت زینب نے اپنی گود مین لیا اور کہا کہ اول مجھکو قتل کر لو تب انپر ہاتھ ڈالو یہی ایک
لڑکا نسل فاطمہ علیہا السلام سے ہمارا محرم باقی ہے اگر اسکو بھی مارتے ہو تو ہم سب بلا محرم رہے جاتے ہین اس کلام سے ابن زیاد کو
گونہ خوف لاحق ہوا کہ خون ناحق حضرت امام سے درگذرا پھر نظر اس ملعون کی سید الشہدا کے سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود
ہنس پڑا اور ایک چھڑی سے جو اسکے ہاتھ مین تھی لب مبارک کو مس کیا اور دندان پیشین کو توڑنے لگا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ اے ابن زیاد یہ لکڑی لب و دندان شریف سے علحدہ رکھ بخدا کہ مین نے بارہا حضرت رسول مقبول صلعم کو انپر بوسہ
دیتے دیکھا ہے اور بہت روئے اس مردود نے نہ مانا اور کہا قسم ہے اس خدا کی جو آنکھ تیری پر آب رکھے اگر تو ضعیف نہوتا تو مین
گردن مارتا زید نے کہا کہ ایک کلام اور زیادہ غصہ دلانے والا سن کہ مین نے دیکھا حضرت صلعم کو ایسے حال مین کہ حسن کو سیدھی ران پر
اور حسین کو بائین پر بٹھلائے اور ہاتھ سرون پر پھیرتے اور فرماتے تھے کہ یا الہی مین انکو تیرے اور مومنین صالحین کے پاس
بامانت سپرد کرتا ہون سو اے ابن زیاد تو نے امانت رسول خدا سے کیا سلوک کیا اے لوگو حق سبحانہ تمسے خوش نہو کہ تمنے

ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سردار بنایا بعد اُسکے ابن زیاد نے منبر پر چڑہ کر خطبہ پڑھا کہ شکر خدا کا ہی جسنے اظہار حق کیا اور
امیر المومنین یزید اور اُسکے لشکر کو فتح دی اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا عبد اللہ ابن عفیف نے فرمایا کہ تو جھوٹا اور تیرا باپ اور
جسنے تجھکو امیر کیا افسوس ہی کہ مقام صدیقین پر کھڑے ہو کر کلمات قبیحہ زبان پر لاتا ہی اور شرماتا نہین ہی ابن زیاد نے حکم قتل
صادر کیا مگر اُسوقت اُنکی قوم نے بچایا رات کو مارے گئے القصہ ابن زیاد نے اہلبیت کو قید کیا اور سر مبارک کو تشہیر کرایا زید ابن ارقم
فرماتے ہین کہ جب سر سید الشہدا نیزے پر قریب میرے دریچہ کے آیا تو مین نے کانون سے سُنا یہ آواز آتی تھی ام حسبت ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا یعنی تو نے جانا اے محمد کہ اصحاب کہف اور رقیم نشانیان اعجوبہ ہماری قدرت کی ہین کہ تین سو نو برس
ایک غار مین سوتے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اُس سے اپنے گمان مین سوئے تھے زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ جب یہ آیت زبان سر مبارک سے میرے کان مین پہونچی تو بخدا میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے اور مین نے کہا
یا ابن رسول اللہ صلعم حقیقت حال تمہاری اُس سے عجیب تر ہی خلاصہ یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے
فرمایا کہ قصہ اصحاب کہف جو مشتمل بر عجایبات و خوارق عادت ہی اگرچہ عجیب تر ہی لیکن میرا قصہ اُس سے زیادہ تر عجیب ہی یعنی
امام کو ناحق و بیگناہ مارا اور اہل و عیال کو اسطرح بے پردہ و ذلیل کیا اور سر مبارک کو کوچہ و بازار مین نیزے پر لٹکا کر پھرایا
اور اصحاب کہف جنکے خوف سے غار مین پوشیدہ ہو رہے تھے وہ لوگ بت پرست کافر تھے اور قاتل اور آمر بقتل
حسین علیہ السلام دعوی اسلام کرتے ہین و خوب جانتے ہین کہ یہ نور دیدہ حضرت بتول و راحت جان رسول مقبول
ہین اور اصحاب کہف جو سو کر بعد سالہا سال کے بولے تھے تو آخر وہ زندہ تھے اور روح اُنکی بدن مین موجود تھی اور امام
کے سر مبارک نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو درحقیقت جسقدر تعجب امام کے
قصے مین ہی اُتنا اصحاب کہف کے قصے مین نہین ہی فاعتبروا یا اولی الالباب ان ہذا لشی عجاب سبحان اللہ و بحمدہ کیا
کارخانے الٰہی ہین کہ اُسکی درگاہ لاابالی مین کسی کی پروا نہین کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا آمین یہ حکمت یہی تھی کہ
قاتلون اور آمرون کا گھر دوزخ بنایا اور شہیدون کو بہشت کا سردار کر دیا فتاوی قرطبی مین لکھا ہی کہ جب علی ابن حسین ع کا
ہاتھ گردن مین بندھا تھا اور اہلبیت نبوت کو ظالم لوگ مجلس مین لیے جاتے تھے تب کوفے کے لوگ اُنکے ساتھ تھے اور
مطلق شرمندہ نہ تھے مین کہتا ہون کہ حیا و شرم لازمہ ایمان ہی کما قال رسول اللہ صلعم الحیاء من الایمان ہر گاہ کہ اُسوقت اہل کوفہ
بے ایمان محض تھے پھر شرم کہان سے آتی ابن الاخضر نے لکھا ہی کہ اول اول اسلام مین سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا
نیزے پر چڑھایا گیا اس سے پہلے یہ حرکت نہوئی تھی بالجملہ بعد اس ظلم و بدعت کے ابن زیاد بانی فساد نے فرق مبارک
سید الشہدا اور دیگر شہدائے کربلا مع جملہ اسیران اہلبیت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا شمر ذی الجوشن ملعون و بدنہاد کے ساتھ
جانب دمشق یزید پلید علیہ ما یستحقہ کے پاس روانہ کیا اور تقید بلیغ کر دیا کہ جو قریہ یا شہر راہ مین پڑے فرق مبارک
امام حسین علیہ السلام کو نیزہ پر لٹکا کر تشہیر کیجیو کہ اُس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہو جائین کذا فی تذکرہ القرطبی مین کہتا ہون

کہ غرض ابن زیاد مردود کی یہ تھی کہ حضرت سید الشہدا اور اہلبیت مصطفے کی ذلت قرار واقعی ہو اور جو لوگ کہ یہ گمان رکھتے تھے
کہ یزید اور ابن زیاد مسلمان ہین سو مطلع ہو جاوین کہ انکو اسلام سے کچھ کام نہین ہی اور یہ بھی منظور نظر تھا کہ سب جگہ کے
لوگ واسطہ بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عوض اپنے اعزہ و اقارب کا جو سبب کفر کے
کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب لیا القصہ جب شمر بدبخت وغیرہ ملاعنہ کوفے سے چلے اور ایک منزل
چلکر اُترے وہان ایک درویش بنی اسرائیل کا عبادت خانہ تھا اُسکی دیوار پر یہ بیت لکھی تھی ۵ اترجوا قتلت
حسینا* شفاعة جده یوم الحساب* یعنی ۵ شبیر کے قاتل کیا فردا ے قیامت مین* اُمید بھی رکھتے ہین نانا کی شفاعت
کی* سو یہ بیت اُن ملاعنہ کی نظر پڑی درویش سے پوچھا کہ یہ بیت کسنے لکھی ہی اُسنے کہا اتنا تو مین جانتا ہون
کہ پانسو برس قبل بعثت تمہارے نبی سے یہ بیت لکھی گئی ہی اور بعض کہتے ہین کہ اُس دیر کی دیوار پھٹی اور ایک ہاتھ
نکلا اُسنے قلم سے یہ بیت لکھی اور ابو نعیم نے طریق ابن اللہیعہ سے اور اُسنے قبیل سے روایت کی ہی کہ جب سر مبارک
شام کی طرف لیچلے تو اشقیا پہلی منزل پر بیٹھکر خرمے کا شیرہ پینے لگے اِس حالت مین ایک قلم آہنی غیب سے
نمودار ہوا اور اُسنے خون سے یہ بیت لکھی بہر تقدیر اِس بیت کے لکھے ہونے مین شک نہین روایت ہی کہ اُس
درویش نے سر مبارک کو دیکھکر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہین کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کرکے اُسکے اہلبیت کو
اِس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہین پھر اُسنے جماعت اشقیا سے متوجہ ہو کر کہا کہ اگر ایک رات سر امام حسین
علیہ السلام میرے پاس رہنے دو تو مین تمکو دس ہزار درہم دیتا ہون اُنھون نے قبول کیا درویش نے
فرق مبارک دونون ہاتھون سے لیا اور خلوت مین خوشبوؤن سے معطر کرکے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھکر رونے لگا
رات بھر انوار خدا جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا تھا کہ تمام رات آسمان سے طبقات
نور اُترتے تھے صبح کو مسلمان ہوا اور تمام عمر اپنی محبت اہلبیت مین گذرانی اور دس ہزار درہم
مطابق وعدہ کے اُن ظالمون کو عنایت کیے تھوڑی دور چلکر اُن کمبختون نے تقسیم کرنے کے واسطے
تھیلیون کے منھ کھولے تو سب درم ٹھکریان ہو گئین تھین ایک طرف لکھا تھا ولا تحسبن
اللہ غافلا عما یعمل الظالمون یعنے نہ جانو تم اللہ کو غافل اُس سے جو کرتے ہین ظالم لوگ اور دوسری جانب
لکھا تھا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنے اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ الٹتے ہین القصہ
بعد طے منازل اسیران کربلا مع فرق مبارک سید الشہدا دمشق مین پہونچے یا ابن عساکر منہال ابن عمر سے روایت
کرتے ہین کہ جب سر مبارک نیزہ پر دمشق مین نکلا تو مین نے واللہ یہ دیکھا کہ ایک شخص آگے آگے سورہ کہف پڑھتا ہوا
چلا آتا تھا یہان تک کہ اِس آیت پر پہونچا ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا دفعۃً اللہ نے فرق مبارک
کو گویا کیا کہ اُسنے بزبان فصیح فرمایا اعجب من ذلک قتلی وحملی یعنے عجب تر اُس سے ہی میرا قتل ہونا اور سر کا نیزہ پر

لیے ہوئے پھر انا بالجملہ یزید پلید علیہ ما یستحقہ نے خبر آمد اہلبیت نبوت سنکر قصر امارت آراستہ کیا اور علمار شام کو جمع کرکے سب کو
مجلس عام مین طلب کیا اور بکمال انبساط سے ایک ایک سر پر نظر ڈالی اور سب کے نام پوچھے شمر ذی الجوشن ملعون نے نام
بتلائے یہان تک کہ اُسنے سر مبارک سید الشہدا بھی پیش کیا اور ماجرائے لڑائی پر مباہات وافتخار اسطرح بیان کیے کہ مجکو
عبد اللہ ابن زیاد نے حسین ابن علی کے مقابلے مین بھیجا سو مین لشکر جرار لیکر اُنپر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے اُنکے ساتھیون کو
گھیرا اور ایک ایک کو ذبح کر چلا یہان تک کہ مین نے سب کو کوشش سے مارا کہ اُن سب کے سر حاضر ہین اور یہ سر حسین کا ہے
یزید پلید یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور بوتل شراب ہاتھ مین لیکر پینے لگا اور انواع اہانت سے پیش آیا اور ایک
لکڑی چھوٹی درخت خیزران کی کہ اُس ملعون کے ہاتھ مین تھی لب دندان پر مارتا تھا اور اشعار ابن زبعری پڑھتا اور اُن شعرون
مین دو شعر اور کہ دلالت صریحہ کفر پر کرتے تھے زیادہ کرتا تھا اور کہتا تھا ای ابوعبد اللہ مجھکو گمان نہ تھا کہ تیری عمر اسقدر ہوگی اور خضاب ریش
کی حاجت نہوگی یہ خبر بعض اصحاب اخیار سید مختار حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی وہ روتے پیٹتے اس مجلس
نامعقول مین آئے اور فرمانے لگے کہ ای یزید یہ کیا بے ادبی سر مبارک سے کرتا ہے یہ وہ سر ہے جسکو رسول اللہ چومتے تھے یزید نے
سات نفر صحابیون کو اُسی وقت قتل کروایا فائدہ نہ لگنا خضاب کا ریش مبارک پر صحیح نہین ہے اسلیے کہ صحیح بخاری مین ہے کہ جب
امام حسین شہید ہوئے ہین تو ریش مبارک مخضوب بوسمہ تھی اور کاتب الحروف نے اپنے اُستاد مولانا میر حسن علی محدث رحمۃ اللہ
علیہ سے سنا ہے کہ خضاب سیاہ سوائے وسمہ کے مکروہ ہے اور وسمہ کا ممنوع نہین ہے روایت ہے کہ سمرہ ابن جندب صحابی اُسوقت
حاضر تھے اُنھون نے جرارت کرکے فرمایا ای یزید قطع اللہ یدک یعنی کاٹے اللہ تیرا ہاتھ تو لکڑی ان لبون پر لگاتا ہے جو بوسگاہ رسول اللہ ہے
یزید نے کہا ای سمرہ اگر شرف صحبت رسول اللہ مانع نہوتا تو مین تجکو قتل کرتا سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ میرے
حق مین ملاحظہ صحبت رسول خدا یا مین مرتبہ اور جگر گوشگان رسول و فرزندان بتول سے یہ معاملہ ہے کہ کوئی کافر بھی کسی
مسلمان سے نہ کریگا یہ کہکر مجلس سے اُٹھ آئے روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بھی اُس مجلس مین حاضر تھا اُسنے پوچھا یہ
کِسکا سر ہے یزید نے کہا کہ یہ سر اُس شخص کا ہے جو دعوی مقابلہ خلیفہ وقت سے رکھتا تھا سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ
صاحب اِس سر کا شرافت و بزرگی رکھتا ہے جو اُسکو داعیہ خلافت تھا یزید نے کہا کہ اشراف بنی ہاشم مین تھا تاجر نے کہا
اِنکا نام کیا ہے اور اِنکے ماباپ کون تھے یزید نے کہا حسین اِسکا نام اور باپ کا نام علی ابن ابیطالب اور ما کا نام فاطمہ
بنت رسول اللہ محمد مصطفے صلعم یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمھارے نبی کا فرزند ہے یزید نے کہا ہان تب یہودی نے
دانت کے نیچے اُنگلی دابی اور کہا ای یزید افسوس صد افسوس میرے اور داؤد پیغمبر کے بیچ مین ستر پشتین گذری ہین
اور ہنوز فرقۂ یہود میری تعظیم اور توقیر کرتے ہین اور محمد رسول عربی تمھارے پیغمبر کہ ابھی کل کے دن اِس عالم سے تشریف
لیگئے ہین تمنے یہ معاملہ اُنکی اہلبیت سے کیا کہ نہ ایسا معاملہ کانون سے سُنا اور نہ آنکھون سے دیکھا وای بر شما
تملوگ تو سخت شریر اور بد ہو اور اُسی جگہ قیصر روم کا سفیر بھی حاضر تھا اُسنے کہا ای یزید بعض جزائر مین عیسی علیہ السلام

کے گدھے کے سم کا نشان ہے سو ہم لوگ ہر سال جواہرات اور تحائف لیکے جاتے ہین اور اسکی زیارت کرتے ہین اور مراتب تعظیم
جسطرح مسلمان بیت اللہ سے ادا کرتے ہین ہم اس سے کرتے ہین حیف کہ تمنے اپنی نبی کے لڑکون کو قتل کرکے عورتون اور یتیمون کو
ایسی ذلت سے قید کیا ہے تم لوگ بڑے شریر ہو یزید نے کہا اگر تو سفیر قیصر کا نہوتا تو مین تیری گردن مارتا اسنے کہا اے یزید تجکو
شرم نہین آتی کہ قیصر کی تو نے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر نجانی اس حال مین مقبول غلام یزید نامعقول کا
اس جگہ حاضر تھا اسنے کہا اے یزید خدا سے ڈر کہ حسین علیہ السلام سردار اولاد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین میرے روبرو
انکے لب و دندان سے بے ادبی نہ کر کہ پیغمبر خدا نے ان لبون پر کئی مرتبہ بوسہ دیا ہے یزید مردود نے کہا کہ مین تجکو بھی
انھین دشمنون مین شمار کرتا ہون جب غلام نے یہ کلام سنا تو اسنے تین بار تلوار ماری خالی پڑی اور مجلس
مین ایک شور برپا ہوا اسنے چالیس آدمی داخل نار کیے آخر شہید ہوکر داخل بہشت ہوا یعنی امام زین العابدین
اور زینب بنت فاطمہ علیہم السلام نے وعدہ جنت فرمایا بعد اسکے یزید پلید حضرت امام زین العابدین کی طرف متوجہ ہوا پوچھا
یہ کسکا لڑکا ہے کسی نے کہا حضرت حسین ابن علی کا کہا مین نے سنا تھا کہ علی بن حسین قتل ہو گئے لوگون نے کہا حضرت امام حسین کے
تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر دو شہید ہوئے یہ علی اوسط بیمار تھے وہ مقید ہین حاضر یزید نے کہا اے لڑکے جانتا ہے کہ تیرا
باپ مسند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اسکو یہ دعوی تھا کہ اسکے نام خطبہ پڑھا جاے الحمد للہ کہ اپنی مراد کو نہ پہونچا امام زین العابدین
نے فرمایا اے یزید سچ بتا کہ یہ منبر ہمارے باپ دادے کے رکھے ہوئے ہین یا تیرے اور خلافت و امامت ہماری خاندانی ہے
یا تیرے آبا و اجداد کی جو مشرک تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہوگا اور کریمہ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پڑھکر
ختم کلام فرمایا پھر یزید نے کہا کہ ان سب کو اس مقام پر لیجاؤ جہان فروکش ہین اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام
دروازے دمشق پر لٹکاؤ چنانچہ تین شبانہ روز برابر سر پر نور دروازے دمشق پر آویزان رہا پھر سب اہلبیت رسالت مع
سر مبارک ہمراہی نعمان بن بشیر صحابی اور تیس نفر جماعہ سواران یزیدی روانہ مدینہ ہوئے نعمان بن بشیر نے راہ مین نہایت
خدمت اور اطاعت کی کہ تقریر اور تحریر سے خارج ہے بعض کے نزدیک حضرت امام زین العابدین نے کربلا مین پہونچکر سر مبارک
امام اور سرہاے دیگر شہدا بدنون سے ملاکر بیسوین صفر کو پھر دفن کیا واللہ اعلم جب قریب مدینہ منورہ پہونچے تو اولاد مہاجرین
اور انصار اور تابعین سید ابرار نے استقبال کرکے لیا اور اہلبیت کو مبتلاے مصیبت دیکھکر واویلا وامصیبتا پکارتے ہوئے
لائے اس دن مدینہ پاسکینہ مین اتنا غم اور الم تھا گویا آج حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ہے ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک ایک کو گلے لگاکر روتی تھین اسی حال سے سب کو روضہ مبارک پر لیگئین اور روتے روتے
بیتاب ہوگئین اور گویا بزبان حال فرماتی تھین ؎ یا رسول اللہ برا از روضہ تا بنگری + اہلبیت خویش را زار و
غمناک و حزین + در بلاے دشمنان دین گرفتار آمدہ + کس مبادا در جہان یارب گرفتار چنین + فائدہ حضرت شہربانو والدہ
امام زین العابدین کا حال بعد واقعہ کربلا کسی تاریخ اسلام سے صحیح لائق اعتماد دریافت نہین ہوتا کہ جناب عفت مآب

ملک شام مین رہین یا مدینہ مین تشریف لائین الا نعمت اللہ جزائری شیعی نے شرح تہذیب مین دو قول لکھے ہین ایک یہ کہ جناب موصوفہ کربلا مین ہمراہ امام تھین دوسرا یہ کہ حضرت امام نے فرما دیا تھا کہ جب اسپ ذوالجناح کی پشت سے جدا ہونگا تو وہ در خیمہ پر حاضر ہوگا تم اُسی پر سوار ہوکر باگ چھوڑ دینا جسطرف کو مامور ہی لیجائیگا بعد اُسکے لکھا ہی کہ قد ورد فی الآثار انتہا مفوتہ فی الری ومزارہا مشہور معروف اور بعض امامیہ نے لکھا ہی کہ حوالی کوہ طہران مین ایک دّرہ ہی وہان اثر قبر اور صندوق کا پایا جاتا ہی بلکہ ضریح بھی ہی اور اکثر درخت وہان لگے ہین اور ایک مجاور بھی رہتا ہی واللہ اعلم مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت شہر بانو اہلبیت مین رہین کبھی جُدا نہین ہوئین الخ جو بعضون نے لکھا ہی کہ ایک شخص اُنکے وطن کا ہمراہ اپنے لیگیا اور ملک نوشیروان مین اُنکے گھر پہونچایا غلط ہی الغرض سر مبارک امام علیہ السلام کو کفنا کر جنت البقیع مین دفن کیا علامۂ قرطبی کہتے ہین کہ پہلوے حضرت فاطمہ قریب حضرت امام حسن علیہ السلام دفن کیا اور خلاصۃ الوفا مین بھی ایسا ہی ہی یعنے جنت البقیع پہلوے امام حسن علیہ السلام اور جو بعضے کہتے ہین کہ سر مبارک بھی کربلا ہی مین مدفون ہی یا یہ کہ سلیمان بن عبد الملک کے وقت تک خزانہ مین تھا صحیح نہین ہی **تنبیہ** بخاری اور مسلم مین حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روحون کے لشکر ہین جھنڈ کے جھنڈ جو انمین سے ازل مین آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم مین ملا ہی اور الفت والا رہا اور جو انمین سے وہان ناآشنا اور بے پہچان تھا وہ یہان بھی جُدا اور بھٹکا رہا یعنی ازل مین خدا نے روحون کی قسمین طرح طرح کی پیدا کی ہین اور اُنمین استعدادین مختلف اور گوناگون رکھی ہی سو جنمین مناسبت تھی وہ اس عالم مین شیر و شکر ہوگئے جسطرح سعد بن وقاص والد عمر ملعون کہ عاشق زار رسول اللہ صلعم تھے اور جان نثار امام حسین کہ اُنکے بہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہی اور جو وہان بے شل تھے یہان بھی بھولے بھٹکے رہے جسطرح عمرو بن سعد اور یزید وغیرہ ملاعنہ کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہر مین ایماندار اسی سبب سے کہتے ہین کہ ولی سے شیطان سے ولی پیدا کرتا ہی خدا اپنی قدرت عجیبہ سے ؎ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ٭ ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی ست ٭ سبحان اللہ سعد بن ابی وقاص کی یہ فضیلت کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین فرمادین کہ ای سعد تیر مار میرے ماں باپ تجھپر فدا کہ یہ حدیث صحیحین مین حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی سے مروی ہی اور مصابیح مین حضرت موصوف سے روایت ہی کہ مین نے کسی کے حق مین یہ کلمہ حضرت صلعم سے سواے سعد ابن ابی وقاص کے نہین سُنا اور عمرو بن سعد اسطرح کا نطفہ بے وقت کہ جگر گوشہ رسول مقبول کے خون کا پیاسا ہوگیا قدرت حق ہی پوشیدہ نہ رہے کہ جو شخص سہیم اور شریک اور راضی اور خورسند بشہادت شاہ شہیدان حضرت امام حسین علیہ السلام تھا قطع نظر از عذاب آخرت اس عالم مین بھی اپنے جزاے اعمال کو پہونچکر داخل دوزخ ہوا زہری سے روایت ہی کہ جو کوئی حر کہ کربلا مین مقابلہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تھا بلا معائنہ عذاب اور نکال دنیا سے نہین گیا بعضے بہزار ذلت اور خواری مقتول ہوے اور بعضے آنکھون سے اندھے ہوگئے اور ٹھوکرین کھاتے پھرے پھر نہایت تکلیف اور فاقہ کشی سے پیوند زمین ہوے

اور بعضون کا مُنھ کالا ہوگیا کہ دیکھنے والے اُسکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدت پیاس سے پکھالین پانی کی
ہضم کرکے حطب جہنم ہوئے اور بعضے برص اور جذام مین مبتلا ہوکر داخل سقر ہوئے اور بعضے اور عذابون مین گرفتار ہوکے
تحت الثریٰ کو گئے اور بعضے تھوڑے دنون کے بعد بھیک مانگنے لگے اور تمام مال و دولت موروثی اور ذاتی جو یزید پلید علیہ ما یستحقہ
کے خزانہ سے پایا تھا جاتا رہا اور اسی حالت دریوزہ گری مین مرکے خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے سچ ہی ع کلوخ انداز را پاداش
سنگ ہست * اور بعضے اسطرح مارے گئے کہ پھر انکا نشان قیامت تک نرہا روایت ہی کہ ایک مجلس مین چند آدمی باہم
گفتگو کررہے تھے کہ دشمنان حضرت امام حسین علیہ السلام سے کوئی شخص نظر نہین پڑتا کہ بلا مصیبت اور بلا اس عالم فانی
سے عالم باقی کو گیا ہو جو دیکھا اُسکو بلاہی مین مبتلا ہوکر فنا ہوتے دیکھا ایک بوڑھا آدمی اُس مجمع کا بول اُٹھا کہ ہم معرکہ
کربلا مین شریک تھے ہمکو اسوقت تک کوئی مصیبت اور بلا نہین پہونچی دفعۃً چراغ اُس مجلس کا بُجھنے لگا یہ مردود
اُسکے اشتعال کے واسطے گیا ہاتھ بڑھاتے ہی شعلہ چراغ نے پکڑا کہ ساری مجلس مین لوٹتا تھا اور کہتا تھا مین جلا مین جلا
یہان تک کہ افتان وخیزان دریا مین جاگرا چونکہ یہ آتش غضب الٰہی کی تھی دریا کا پانی اُسکے حق مین روغن چراغ
ہوگیا اور ایسا جلایا کہ خاکستر ہوا اور سدی سے روایت ہی کہ مین ایک جگہ ضیافت کھانے گیا تھا بہت لوگ
شریک تھے تذکرہ معرکہ کربلا ہونے لگا اہل مجلس نے کہا بھائیو جو کوئی اس معرکہ مین تھا لاریب مصیبت اور بلا
مین گرفتار ہوا میزبان کہ پیر مجلس تھا بول اُٹھا کہ ہم بھی اس معرکہ مین تھے سو کوئی آفت ابتک ہمکو نہین پہونچی
ہنوز کلام اُسکا تمام نہ ہوا تھا کہ ایک شعلہ چراغ سے اُٹھا اور اُسکے بدن پر گرا تمام بدن اُسکا جلکر خاک
ہوگیا راوی کہتا ہی بخدائے منتقم مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گویا کوئلا ہی جلا ہوا اور منصور ابن عمار نے روایت کی ہی کہ جسنے
سر مبارک سید الشہدا امام حسین علیہ وعلی آبائہ الصلوۃ والسلام کا نیزے مین باندھا تھا وہ شخص اول بہت حسین و
خوبصورت شہرۂ آفاق تھا اُسی روز سے ایسا سیاہ قبیح منظر بدہیکل تیرہ و تاریک ہوگیا کہ لوگون نے از روئے تعجب اُس سے
پوچھا کہ اے مرد تو تو خوبصورت اور حسین تھا یہ حال تیرا کیا ہوا ہی اُسنے کہا واللہ جس دن سے مین نے سر مبارک سید الشہدا
علیہ السلام نیزے مین لگایا ہی اُس دن سے دو شخص مہیب صورت ہر روز میرے پاس آتے ہین اور دونون بازو
پکڑکے کھینچتے ہوئے آگ مین لیجاتے ہین اُلٹا لٹکاتے ہین پھر واپس لاتے ہین اسی سبب سے تمام منھ میرا سیاہ ہوگیا ہی
کہ مین خود مخوف ہون راوی کہتا ہی کہ وہ شخص اسی بلا مین رہا اور اسی کیفیت مین مرکر داخل دوزخ ہوا اور
یہ بھی روایت ہی کہ ایک بوڑھے آدمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک طشت خون سے
بھرا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہی اور لوگ آتے ہین اور حضرت انکو اُسی خون سے آلودہ فرماتے ہین یہان تک
کہ نوبت اُس پیر مرد تک پہونچی اُسنے کہا یا رسول اللہ مین قتل امام حسین علیہ السلام مین شریک نہ تھا فرمایا تو شریک
نہ تھا لیکن تیری خواہش تھی اور تو اس بات پر راضی تھا پھر انگشت شہادت سے اُسکو اشارہ کیا جب وہ

صبح کو سوکر اٹھا تو اندھا تھا اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ نے فاسق ابن فاسق کو قتل کیا اسی وقت دو ستارے آسمان سے اسکی دونوں آنکھوں پر گرے کہ وہ نابینا ہوگیا اور ابونعیم نے طریق سفیان سے اور اسنے اپنے دادے سے روایت کی ہے کہ سفیان نے اپنے دادے سے کہا کہ دو آدمی معرکہ کربلا مین بمقابلہ سید الشہدا امام حسین علیہ وعلی آبائہ التحیۃ والثنا کے تھے سو ایک کا عضو تناسل اسقدر بڑھ گیا تھا کہ کمر مین یا گردن مین لپیٹتا تھا اور دوسرے آدمی کا یہ حال تھا کہ پیاس اسکی اس مرتبہ تھی کہ پکھالین پانی کی پی جاتا تھا اور پیاس نجاتی تھی آخر کار قدرت الٰہی یہ ہوئی کہ اسی حالت مین داخل جہنم ہوا اور وہان کے پانی سے سیراب ہوا واقدی سے منقول ہے کہ ایک پیرمرد حاضرین معرکہ کربلا سے نابینا ہوگیا اس سے لوگون نے پوچھا کس سبب سے تو اندھا ہوگیا اسنے کہا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آستین بازو تک چڑھائے ہوئے تلوار ننگی ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اور ایک فرش چرمین روبرو بچھا ہے اسپر دس آدمی قاتلین امام حسین علیہ السلام سے ذبح کیے پڑے ہین وہی نابینا کہتا ہے کہ اسی حال مین مجھپر نظر پڑی تو حضرت صلعم نے لعنت کرکے ایک سلائی خون سے تر کی اور میری آنکھ مین پھیر دی کہ مین اندھا ہوگیا اور ایک شخص قاتل حسین علیہ السلام سے شام مین تھا منھ اسکا سور کا ہوگیا تھا کہ آدمی اسکو دیکھ کر ڈرتے تھے اور جسنے حضرت علی اصغر کے حلقوم مین تیر مارا تھا وہ اس بلا مین تھا کہ آگے کے بدن مین گرمی اور پس پشت سردی تھی ہر چند لوگ سامنے سے پنکھے جھلتے تھے اور پیچھے سے آگ جلاتے تھے پر کچھ اثر نہ تھا اور شدت پیاس سے گھڑے کے گھڑے پانی کے پی جاتا تھا آخر اسکا پیٹ پھٹ گیا اور اسی عقوبت مین مرا اسقدر جو بیان ہوا سو ایک شمہ ہے احوال عوام الناس سے جو معرکہ کربلا مین حاضر تھے اب حال خواص یعنی یزید پلید وابن زیاد مایۂ فساد و ابن سعد و شمر بد سیر وغیرہ ملاعنہ کا مجملاً بیان کرتا ہون کہ سرآمد اشقیا یزید علیہ ما یستحقہ جب قتل امام حسین سے خوش ہوا تو حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے قطع نظر امراض جسمانیہ کر شاق تر ہون لیکن بلحاظ سزاے اعمال احتمال انکا سہل ہے ایسے افعال اور احوال شنیعہ مین مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الٰہی بے تکلف اسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی از انجملہ ایک شنیعہ واقعہ حرہ ہے جسکو حرۂ واقم اور حرۂ زہرہ کہتے ہین یہ موضع ایک میل مدینہ منورہ سے واقع ہے اور اس واقعہ کی خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سو اسکے ہاتھ سے وقوع مین آیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن اہل مدینہ کو پیش آویگا جسمین اہل مدینہ کو مدینے سے باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہے جو نکال دیگا فرمایا کہ امراء السوء اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہے کہ ہلاکت میری ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ سے ہوگی اصحاب نے عرض کیا کیا فرماتے ہین آپ یا رسول اللہ ہملوگون کو اس زمانے مین فرمایا عزلت اور گوشہ نشینی خلق سے اور دوسری حدیث ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے قسم خدا کی کہ جان میری اسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ مدینے مین مقاتلہ واقع ہوگا کہ دین اسطرح

جاتا رہیگا جسطرح سر کے بال مُنڈ جاتے ہین جاتے رہو اس دن مدینے سے اگرچہ مقدار ایک منزل کی بھی ہوا ور
حضرت ابوہریرہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا حوادث سال ساٹھ ہجری اور امارت چھوکرون سے محفوظ رکھ اور
قبل اسکے مجھکو اس عالم سے اُٹھا لے یہ اشارہ زمانِ دولت یزید بے دولت پہ فرماتے تھے کہ سنہ ساٹھ ہجری مین
تخت شقاوت پر بیٹھا تھا اور واقعہ حرہ اسی زمانہ مین واقع ہوا اور واقدی نے کتاب الحرہ مین ایوب ابن بشیر
سے روایت کی ہو کہ حضرت سید ابرار ایک سفر مین تشریف لیگئے جب حرۂ زہرہ پر پہونچے تو آیۂ مصیبت انا للہ وانا الیہ
راجعون فرمائی صحابہ نے جانا کہ مگر کوئی امر مکروہ جو اس سفر کے خلاف مدعا حضرت کے معلوم ہوا ہوگا اُسپر ارشاد
کیا ہو حضرت عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسول اللہ کیا بات نظر آئی کہ آپ نے یہ آیت فرمائی ارشاد کیا کہ کوئی امر
تمھارے اس سفر سے متعلق نہین ہو عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون بات ہو بتلائیے فرمایا اس سنگستان مین
خیار اُمت جو بعد اصحاب کے ہین مارے جاینگے بلکہ جب آنحضرت اس موضع پر پہونچے تو دست مبارک سے
اشارہ کرکر فرماتے یہان اچھے اچھے لوگ میری اُمت کے مارے جاینگے اور کیفیت اس حادثۂ شنیعہ کی ابن جوزی
اور قرطبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یون بیان کی ہو کہ جب یزید پلید نے قتل امام حسین علیہ السلام اور تذلیل
اہلبیت نبوت سے فراغت پائی تو سال باسٹھ ۶۲ ہجری مین عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچیرے بھائی کو
مدینہ مین بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے سو اُسنے مدینے مین جاکر ایک جماعت کو یزید کے پاس روانہ کیا
اُنھون نے بیعت کی جب یہ لوگ مدینے مین پلٹ کر آئے تو یزید کی بیدینی اور شراب خواری اور ارتکاب دیگر
مناہی اور ملاہی اور ترک نماز ورواج زنا اور لعب کلاب وغیرہ امور ذمیمہ اُسکے یاد کر بیزار ہوئے اور خلع بیعت
فرمائی اور باقی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے بیزار ہوئے منذر ایک شخص اُس جماعت مین تھا
کہنے لگا واللہ یزید اگر مجھکو لاکھ درہم انعام دے لیکن راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا یزید بلاشک شراب خوار اور
تارک نماز ہو پھر اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ سے بیعت کی اور عثمان بن محمد کو جو عامل مدینہ تھا نکال دیا کہ مدینہ
اغیار سے پاک ہوگیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ واللہ بیعت یزید سے ہم نہین نکلے مگر اس خوف سے کہ پتھر
آسمان سے برسین گے یعنی بخوف عذاب الٰہی غرض اہل مدینہ نے بعد از ظہور فسق وفجور یزید منبر پر چڑھ کر خلع بیعت کی
عبد اللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے اُتارا اور فرمایا کہ اگرچہ یزید نے مجھکو انعام دیا اور میرا
مشاہرہ زیادہ کردیا ہو لیکن وہ دشمن خدا دائم الخمر ہو مین اُسکو اپنی بیعت سے نکالے دیتا ہون جسطرح
عمامہ سر سے اُتارا ہو دوسرا آدمی اُٹھا اُسنے پاپوشین اُتارین اور کہا اسطرح اُسکو بیعت سے نکال ڈالا ہو
جسطرح پاپوشین اُتاری ہین یہان تک کہ مجلس عمایم اور نعال سے بھر گئی بعد اسکے عبد اللہ ابن مطیع کو قریش پر
اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی مدینے مین فرقہ بنی امیہ سے تھا اُسکو مروان کے گھر مین

نکھیرلیا تب مروان نے یزید کے پاس استغاثہ کیا تو یزید مردود مسلم ابن عقبہ کے پاس آیا یہ مردود مسرف علت فالج
مین مبتلا تھا اور قریب بہلاکت یزید نے کہا اگر تجھکو ضعف مرض نہوتا تو مین تجھکو اہل مدینے کے قلع اور قمع پر روانہ
کرتا کہ تجھسے زیادہ کوئی مخلص اور محب نظر نہین آتا سو مسرف اٹھ بیٹھا اور بولا قسم ہے خدا کی اے امیر المومنین
مین طیار ہون اور میرے سواے کسی سے سرانجام اس کام کا نہوگا مین نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک
درخت سینٹھ کا اپنی شاخون سے انتقام عثمان ابن عفان مین فریاد کر رہا ہے سو مین نزدیک گیا تو سنتا ہون
کہ وہ درخت مجھے کہتا ہے کہ بر آمد اس کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ پر ہوگا اُس دن سے مین نے یہ فال
قتال اہل مدینہ پر دیکھ لیا ہے یزید نے کہا پھر جلدی کر اور مدینے مین پہونچکر بیعت اور اطاعت میری اہل مدینہ
سے طلب کر اگر نمانین تو بلا تامل بصیرفہ قتل کر کہ نام و نشان کسی کا نہ رہے اور تین دن تک مدینے کو
لوٹ کہ کسی کے گھر مین کوئی چیز باقی نہ رہے اور بعد اُسکے عبد اللہ بن زبیر سے متوجہ ہو کہ وہ
مکے مین ہے چنانکہ یزید نے بیس ہزار سوار اور پیادے مسرف کے ساتھ کر کے جانب حجاز روانہ کیے اور ابن مرجانہ کو لکھا
کہ تو عبد اللہ بن زبیر پر جا اُسنے توقف کیا اور کہا مین ہرگز بیت اللہ شریف مین فرزند پیغمبر سے نہ لڑونگا اور مسرف
سے یہ بھی نصیحت کر دی تھی کہ اگر تجھپر کوئی حادثہ پیش آوے تو حصین ابن نمیر سکونی کو خلیفہ کر دینا اور علی ابن حسین یعنی زین العابدین
سے کچھ متعرض نہونا کہ وہ ان لوگون مین شریک نہین ہے رفتہ رفتہ یہ خبر مدینے مین فاش ہوئی تو سب اہل مدینہ
مدافعت اہل فساد پر مستعد ہوئے اور جماعہ بنی اُمیہ سے جو محصور تھی قرار و عہد ہوگیا کہ امداد و اعانت اہل فساد کی نہ کرینگے
اور مدینے سے باہر آپڑے مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ناحیہ
حرم سے آکر تین روز لڑائی اور جدال موقوف رکھنا چاہیے آنھون نے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے
کہنے لگا کہ اب تدبیر کیا ہے اہل مدینہ بولے کہ سواے محاربہ اور مقابلہ کے کوئی تدبیر نہین ہے تاکہ فتنہ اور فساد حرم مدینہ
سے رفع ہوجاے تو مروان نے کہا یہ بہتر نہین ہے اطاعت کرنا اولی ہے اہل مدینہ نے نہ مانا آخر عبد اللہ بن غسیل سوار ہو کے
لڑے اور شہید ہوئے اور عبد اللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتون بیٹون کے شہید ہوئے مسلم نے سر انکا کاٹکر یزید کے
پاس بھیجا آخر کار قہر و غلبہ یزیدیون کے نصیب ہوا اور تین دن تک موافق حکم یزید کے مدینہ منورہ خوب لوٹا گیا
اور زناکاری کی بازار گرم ہوئی اور چھوٹے بڑے قتل ہوئے کہ ایک ہزار سات سو صحابی بقایاے مہاجر و انصار
و علماے تابعین اخیار سے شہید ہوئے اور سات سو آدمی حافظ قرآن اور ستانوے (۹۷) آدمی سردار قریش
تیغ تظلم سے مارے گئے کہ سب عورت و لڑکے قریب دس ہزار آدمی کے از قسم عموم ناس تہ تیغ ہوئے اور فسق و فساد
و زنا مباح ہوگیا حتی کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد زنا جنی اور گھوڑے مسجد شریف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
مین باندھے گئے اور روضۂ مبارک مین جو ایک موضع میان قبر و منبر شریف ہے اور جسکی شان مین حدیث صحیح

وارد ہو کہ یہ مقام ایک روضہ ہو ریاض جنت سے گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور آدمیون کو یزید کی بیعت پر
عہد عبودیت کہ اگر چاہے بیچ ڈالے اور چاہے آزاد کر دے اور چاہے طاعت خدا پر حکم دے خواہ معصیت پر مجبور ا کراہ
دعوت شروع کی یہان تک کہ یزید بن عبداللہ ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت بر حکم قرآن وسنت
رسول کرینگے انکی گردن ماری گئی اور سعید بن المسیب کہ اکثر تابعین مین تھے گرفتار آئے تو انسے بیعت یزید کی
طلب کی گئی انھون نے کہا مین بیعت سیرت ابوبکر اور عمر پر کرونگا مسرف نے کہا انکی بھی گردن مارو سو ایک
شخص نے کہا سعید بن مسیب مجنون ہو تب انکو چھوڑا غرض مدینہ منورہ آدمیون سے خالی ہوگیا اور فواکہ و
ثمرات اُسکے نصیب وحوش و بہائم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی مین رہنے لگے سعید
بن مسیب سے محدث ابن جوزی روایت متصل کرتے ہین کہ اُن دنون مسجد نبوی مین سواے میرے رات کو
کوئی نہوتا تھا اور اہل شام مسجد مین آتے تھے اور کہتے تھے یہ بوڑھا دیوانہ یہان کیا کرتا ہو اور نماز کے وقت
حجرہ شریف سے آواز اذان واقامت آتی تھی اُسی سے مین نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز
مین نہوتا تھا روایت ہو کہ اسی واقعہ مین ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے
اُکھاڑ ڈالے تھے چنانچہ ابوسعید خدری کو جب لوگون نے اس حال مین دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لعب کرتے ہو
اور بالون کو کھا لیتے ہو حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ یہ آثار ظلم اہل شام سے ہو کہ واقعہ حرہ مین مجھپر پہونچا تھا کہ اول
کچھ لوگ میرے گھر مین آئے اور جو کچھ مال ومتاع تھا لیگئے پھر اور لوگ آئے تو کچھ بھی اسباب اور مال نتھا
تب مجھکو پچھاڑ کے بال داڑھی کے اُکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھکر لیگئے روایت ہو کہ مسرف ملعون اور مروان
علیہ اللعن کشتگان حرم کو بطور سیر وتفریح دیکھتے پھرتے تھے تو عبداللہ بن الغسیل کہ شہید ہوگئے تھے اپنی انگشت شہادت
جانب آسمان اُٹھائے ہوئے پڑے تھے مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے انگلی آسمان کی جانب اُٹھائی ہو
ہمنے تمھارے ہاتھ سے اکثر انگلیان آسمان کی طرف اُٹھائی ہین اور درگاہ الٰہی مین تضرع اور زاری کرتے رہے ہین
اُسوقت ایک مرد شامی نے کہا اگر حال ان لوگونکا ایسا ہو تو ہماری دعا قتل اہل بہشت مین تھی تب مروان نے کہا
کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد سلطانی توڑ ڈالا تھا نقل ہو کہ جب مروان بعد اس واقعہ کے
یزید پلید کے پاس گیا تو یزید سے احوال کہا یزید بہت شکر گذار رہا اور مروان کو اپنے مقربین مین داخل کیا
اور مسرف ملعون کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود قتل ان لوگون کے اگر مین دوزخ مین جاؤن تو
مجھسے زیادہ کوئی بدنصیب نہین ہو ذکوان سے کہ موالی مروان مین تھا روایت ہو کہ مسلم ابن عقبہ نے اپنی
بیماری کی دوا استعمال کی اور بلا توقف کھانا مانگا تو طبیب نے کہا چندے صبر کیجیے کہ دوا کا اثر ہوے مسرف
نے کہا کہ اب مجکو تمنائے حیات نہین ہو مین زندگی اسی واسطے چاہتا تھا کہ سوزش سینہ قاتلین عثمان سے

باب شمشیر رفع کردن سواب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر موت سے نہین ہی کیونکہ مجھے یقین ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے تمام گناہون سے مجھے پاک کر دیا ہی سُبحان اللہ یہ تو کچھ میان یزید سے بھی بڑھ نکلے روایت ہی کہ اس مردود کو اس باعث سے مسرف کہتے تھے کہ اسنے ہتک حرمت مدینہ مین افراط کی اور داد اسراف دی حالانکہ اُسکی شان مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے من اخاف اہل المدینۃ ظالماً اخافہ اللہ وکانت علیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین رواہ النسائی لیکن اسکو مسلمان البتہ جانتا ہی نہ کہ کافر عدو رسول اللہ روایت ہی کہ جب مسرف نے بیعت یزید باختیار عبودیت واطاعت در معصیت وطاعت بجبر واکراہ لی تو اکثر لوگون نے باضطرار قبول کی اُنمین سے ایک مرد قریش نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہین لیکن اطاعت مین نہ معصیت مین مسرف نے قبول نہ کی اور اُسکو قتل کیا تب اُسکی ماں نے قسم کھائی کہ اگر مجھکو خدا قدرت دیگا تو مین مسرف کو زندہ یا مردہ جلا دونگی القصہ مسلم ابن عقبہ بعد غارت مدینہ وقتل اصحاب رسول وخواص وعوام مدینہ بنابر قلع وقمع عبد اللہ ابن زبیر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا قرطبی روایت کرتے ہین کہ جب مسرف موافق ایماے یزید پلید جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا تو تیسرے دن بعد واقعہ حرہ سے پیٹ اُسکا زرد آب اور ریم سے پر ہو گیا اور نہایت فضیحتی سے ہلاک ہوا اور غایت قساوت اور حماقت سے مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوندا مجھے بعد از شہادت کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی عمل محبوب تر اور قابل قبول تیری درگاہ کے نہین ہوا مگر قتل اہل مدینہ اگر باوجود اس عمل کے بھی مجھکو دوزخ مین ڈالے تو مجھسے بدبخت زیادہ کوئی نہوگا اور اُس حالت مین بایماے یزید پلید حصین ابن نمیر سکونی کو طلب کرکے کہا کہ تجھکو امیر المومنین یزید نے میرے بعد امیر کیا ہی اب مین مرتا ہون تو جلد متوجہ مکہ ہو اور قلع وقمع ابن زبیر مین تاخیر مت کر اور قتال بیت اللہ مین تقصیر روا نرکھ اور جو عبد اللہ بن زبیر خانہ کعبہ سے پناہ پکڑے تو کچھ باک نہ کر غرض یہ سب مراتب بایماے یزید پلید مسرف ملعون نے حصین بن نمیر کے گوش گذار کر دیے چنانچہ یہ مرد وجانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور اسنے جاکر چونسٹھ روز برابر مکہ معظمہ کو گھیرا اور ہتک حرمت بیت اللہ مین سرگرم ہوا اور سنگ منجنیق سے صحن کعبہ بھر دیا اور ستون مسجد شریف کے گروا دیے اور لباس کعبہ جلوا دیا اور پردہ بیت اللہ جو دروازہ پر کھنچا رہتا تھا ہمیہ تنور کیا گیا یہان تک کہ کئی دن خانہ کعبہ بے لباس رہا اور اتفاقات قضا وقدر سے آج ہی کے دن یزید باطوق لعنت ابدی داخل دوزخ ہوا یا کہ اُسکی موت کی خبر اسی دن پہونچی کہ مرض ذات الجنب مین مبتلا ہو کر کمال ذلت اور خواری سے قعر دوزخ مین گیا اور اصح یہ ہی کہ عارضہ سل اور دق سے مرا حدیث شریف مین وارد ہی کہ فرمایا حضرت نے کوئی بدسگالی نہ کرے اور ایذا نہ دے اہل مدینہ کو مگر یہ کہ فانی ہو جاے قریب تر جسطرح کہ گھل جاتا ہی نمک پانی مین سو دیکھو بعد واقعہ حرہ کے اندک فرصت مین یزید پلید عارضہ سل ودق سے گداختہ اور فانی ہوا جسطرح نمک پانی مین گھلتا ہی بالجملہ اُسکے مرنے سے اہل شام

اور بنی امیہ پر پریشانی پڑ گئی اور سب کے سب رسوا اور ذلیل ہو کر بھاگے اور عبد اللہ ابن زبیر محفوظ رہے بعض محققین
نے تاریخ فوت یزید پندرھوین ربیع الاول ۶۴ھ بمقام حمص مین لکھی ہو اور عمر ۳۹ اُنتالیس برس یا ۳۷ سینتیس برس کی بیان
کی ہو اور لکھا ہو کہ بعد قتل امام حسین کے ہمگین تین برس اور سات مہینے اس ملعون نے کفر اور کافری کو رونق دی
اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ وقوع واقعۂ حرّہ روز چہارشنبہ ۲۷ ستائیسوین
یا ۲۸ اٹھائیسوین ذیحجہ سال ترسٹھ ہجری مین ہوا اور مسلم ابن عقبہ غرہ محرم سال چونسٹھ ۶۴ مین واصل جہنم ہوا اور ہتک حرمت
بیت اللہ اور تخریب بیت اللہ بسنگہاے منجنیق بروز شنبہ تیسری ربیع الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینے کے
بعد تاریخ یکم ربیع الثانی کو یزید پلید دوزخ مین پہونچا توضیح اگرچہ قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر اور راضی ہونا یزید پلید
کا ہتک حرمت اہلبیت نبوی پر موجب لعن اور کفر یزید اور اوسکے اعوان و انصار کا ہو اور آسیب تخریب مدینہ منورہ
اور قتل صحابہ رسول اللہ اور لوٹا جانا گھر ام المومنین ام سلمہ کا اور باندھا جانا گھوڑون کا مسجد نبوی مین اور
قیام کرنا کتّون اور پلیدون کا منبر شریف پر کہ مورد جنود ملائکہ ہو اور ہتک حرمت بیت اللہ شریف اور آباحت و حلت
منہیات شرعیہ مثل قتل و زنا و لواطت و شرب خمر اور تزویج برادر با خواہر وغیرہ جو یزید کے اور اُسکے اعوان
و انصار کے ہاتھون سے صادر ہوئے اور باخبار متواترہ ثابت ہین گویا سلاسل و طوق زینت بخش کفر ہین
پھر با این ہمہ جو کوئی یزید کے حق مین خیال اسلام رکھتا ہو خالی حماقت اور جہالت سے نہین ہو غرض راقم الحروف
کو ملاحظہ کتب معتمدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہہ نہین رہا ہو کہ یزید پلید آمر اور راضی اور مستبشر
قتل امام حسین علیہ السلام سے تھا و لہذا لعن اُس ملعون پر بدلائل واضحہ جائز اور درست ہو بلکہ مجرد لعن بھی قصور ہو
اور اگر اب بھی کسی کو شبہہ ہو تو مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی اور مناقب السادات قاضی شہاب الدین دولت آبادی
اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی اور تکمیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی و سیف المسلول قاضی ثناء اللہ
پانی پتی وغیرہ کتب معتبرہ بامعان نظر دیکھے اور شبہات واہیہ کو دفع کرے اور ہمارے استاد الاستاد حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ مین جو کلمہ ما یستحقہ پر تعلیق فرمایا ہو کہتے ہین کہ یہ کلمہ لعنت کا کنایہ ہو
و الکنایۃ ابلغ من التصریح کیا معنے کہ جو بات اس لفظ مین پائی جاتی ہو وہ لفظ لعنت مین نہین ہو اور حق یہ ہو کہ اُس
پلید کے حق مین فقط لعنت پر اکتفا کرنا زیبا نہین ہو اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے لعنت تو اُس شخص پر فرمائی ہو
جو ایک مسلمان کو قتل کرے اور اُس شقی نے تو ایسے امیر المومنین ابن امیر المومنین کو قتل کیا ہو سزا اسکی اللہ ہی خوب
جانتا ہو کہ کسقدر ہو یہ ناپاک تو مستحق اُس بات کا ہو جو لعنت سے کروڑ درجے زیادہ ہو اور اسکا علم سواے علام الغیوب
کے بشر کو نہین ہو سکتا و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ رویانی نے اپنے مسند مین ابو داؤد سے روایت کی ہو کہ فرمایا
حضرت صلعم نے کہ اول وہ شخص کہ میری سنت کو تغیر دے ایک شخص بنی امیہ سے ہوگا جسکو یزید کہینگے القصہ جب

یزید پلید باطوق لعنت داخل دار البوار ہوا تو معاویہ ابن یزید المشہور بمعاویۃ الاصغر کہ ولیعہد و خلیفہ تھا باسترضاے عمائد
شام بر ذر فوت یزید تخت سلطنت پر بیٹھا یہ معاویہ جوان صالح باعقل و دین تھا اور زہد و تقوی مین کمال رغبت رکھتا تھا
اور دنیا و مافیہا سے نفرت چنانچہ نقش خاتم اسکا الدنیا غرور تھا والدہ اسکی ام خالد بنت ہشام ابن عتبہ تھی سو اسنے منبر پر چڑھکر
خطبہ پڑھا اور بعد حمد و صلوۃ بآواز بلند کہا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور حق خلفاء باصفا ہو معاویہ ابن ابی سفیان
میرے جد نے از راہ خلاف خلیفہ برحق علی مرتضی سے ناحق نزاع کی بعد ازان یزید میرے باپ نے کہ اصلا
اہلیت و استحقاق نرکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور بنا بر استحکام اپنی سلطنت کے حسین ابن علی فرزند رسول مقبول کو
قتل کیا آخر خود بھی جوان مرا اور وبال و نکال دونون جہان کا بالطبع حکومت چند روزہ اپنی گردن پر لیگیا بعد اسکے بہت رویا
اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ محاربہ امیر المومنین حسین علیہ السلام سے نہایت بدتھا جو میرے باپ سے واقع ہوا اب مقام
اسکا دوزخ ہی کہ اسنے اولاد رسول خدا کو قتل کیا اور شراب کو مباح کیا اور مدینہ طیبہ کو خراب و برباد اور بیت اللہ شریف
سے بے ادبیان کین سو مین ہرگز اس امارت و خلافت مین لذت نہین پاتا اولاد ابی سفیان سے جو کوئی
راضی ہو اسکو امیر کرو مین عقد بیعت اپنا مسلمانون کی گردن سے نکالے لیتا ہون بعد ازان منبر سے اتر آیا
اور اک گوشہ عافیت مین دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا اور چالیس دن بعد اسی حال مین دنیا سے عازم
ملک بقا ہوا اور زبدۃ المحققین قاضی ثناء اللہ سیف المسلول مین فرماتے ہین کہ چون یزید مرد پیش از مردن خود
معاویہ ابن یزید را خلیفہ ساخت معاویہ مردے صالح بود چون بعمر بست سالہ خلیفہ شد بر منبر برآمد و
حمد و سپاس الہی و نعت و درود رسالت پناہی بر خواند پس گفت ان ہذہ الخلافۃ حبل اللہ وان جدی معاویۃ
نازع الامر اہلہ و من ہو احق بہ منہ علی ابن ابیطالب رکب بکم ما تعلمون حتی اتتہ منیتہ فصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ ثم قلد ابی الامر
وکان غیر اہل لہ و نازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقصف عمرہ و انبتر عقبہ و صار فی قبرہ رہینا بذنوبہ
ثم بکی وقال ان من اعظم الامور علینا السوء مصرعہ و بئس منقلبہ وقتل عترۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اباح الخمر
وخرب الکعبۃ وانی لم اذق حلاوۃ الخلافۃ فلا اتجرع مرارتہا فشانکم امرکم واللہ لئن کانت الدنیا خیرا فقد نلنا منہا حظا
ولئن کانت شرا فکفی ذریۃ ابا سفیان ما اصابوا منہا فشانکم امرکم خذوہ و من رضیتم فولوہ فقد خلعت بیعتی من
اعناقکم والسلام عمر معاویہ اصغر کی تئیس ۲۳ برس کی ہوئی اور مدت خلافت سہ ماہ بست ۲۰ روز وزرا اور عبد الرحمن
برادر معاویہ نے نماز جنازہ پڑھی اور باب جابیہ دمشق کے باہر دفن کیا اور مرات مین لکھا ہی کہ ولید ابن عقبہ
ابن ابی سفیان نے نماز جنازہ شروع کی تھی لیکن دو تکبیرون کے بعد مر گیا بعد اسکے مروان ابن الحکم نے
نماز پڑھی اب ابن زیاد بدنہاد لعنۃ اللہ علیہ الی یوم التناد اور شمر بد بکار سگ ابلق اور عمر و ابن سعد وغیرہم کا
احوال بگوش ہوش سننا چاہیے کہ ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ بروایت صحیح کہا ہی کہ فرمایا ابن عباس نے

وحی بھیجی اللہ جل شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہ مین نے مار یحیی ابن زکریا کے عوض ستر ہزار
اور مجکو مارنے ہین تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار سو اسکا ظہور مختار ابن عبید ثقفی
اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ہوا حال اجمالی اسکا یہ ہی کہ جب مختار ابن عبید ثقفی عبد الملک کے عہد سلطنت
مین کوفہ پر غالب ہوا تو اُسنے اول بلا تامل اپنے ایک خواص کو عمرو ابن سعد کے بلانے کو بھیجا سو ابن سعد کا بیٹا
حفص نام حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہی اُسنے کہا خانہ نشین ہی مختار نے کہا کہ اب کیونکر حکومت ری سے
دست بردار ہو کے گھر مین بیٹھا امام حسین علیہ السلام کے قتل کے دن کیون خانہ نشینی اختیار نہ کی بعد اُسکے حکم دیا کہ
جو کوئی کربلا مین شریک عمرو بن سعد تھا اُسکو جہان پاؤ مار ڈالو یہ سُنکر سب کوفے والے بصرے کو بھاگے وہان عبد اللہ
ابن زبیر کا عمل تھا اور مختار کا حکم جاری نہ تھا مگر مختار کے لشکر نے تعاقب کیا تو جسکو پایا مار ڈالا اور اُسکی لاش
جلادی اور گھر لوٹ لیا اور جب خولی ابن یزید کو قید کر کے مختار پاس لائے تو اُسنے پہلے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے پھر
اُسکو سولی چڑھایا بعد اُسکے بدن کو آگ مین جلا دیا اسی طرح ہر ایک آدمی لشکر ابن سعد کا طرح طرح کے عذاب
سے مارا گیا صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ مختار نے چھ ہزار کوفے والون کو جو شریک معرکہ امام حسین علیہ السلام مین
تھے طرح طرح سے عذاب کر کے مارا ہی پھر عبید اللہ ابن زیاد کی فکر مین ہوا یہ مردود ان دنون موصل مین جا رہا تھا
اور اُسکے ساتھ بیس ہزار سوار اور پیادے تھے چنانچہ ابراہیم ابن مالک اشتر کو فوج ہمراہ کر کے ابن زیاد کے
مقابلہ کو بھیجا جب ابراہیم سرحد موصل مین پہونچا تو ابن زیاد نے دریا کے کنارے پندرہ کوس پر موصل سے
نکلکر مقابلہ کیا صبح سے شام تک خوب لڑائی ہوئی قریب شام کے ابراہیم کی فوج نے ابن زیاد کو شکست دی
جب ابن زیاد کے ہمراہی بھاگے ابراہیم نے حکم کیا کہ جس کسی کو فوج مخالف سے پاوین زندہ نہ چھوڑین چنانچہ
بہت لوگ مع ابن زیاد کے مارے گئے اور ابن زیاد اور اُسکے سردارون کے سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس
حاضر کیے ابراہیم نے مختار کے پاس بھیجدیے جب سر اُنکے کوفے مین آئے تو مختار نے دار الامارت کوفے مین محفل آراستہ کر کے
کوفے والون کو جمع کیا اُسوقت سر مبارک اُس مایۂ فساد کا منگوا کے کہا اے اہل کوفہ دیکھو کہ خون ناحق حضرت
امام حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کو زندہ نہ چھوڑا ملاحظہ تواریخ سے واضح ہوتا ہی کہ مختار کی لڑائی مین ستر ہزار
اہل شام مارے گئے اور یہ واقعہ سال سٹھ ہجری مین چھ برس واقعہ کربلا کے بعد عاشورے کے دن
واقع ہوا اور بعضون نے سنہ شصت و نہ مین اُسی دن بیان کیا ہی بہر تقدیر کمال ذلت سے ابن زیاد مارا گیا
اور سر اُس ملعون کا اُسی جگہ لٹکایا گیا جہان حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر آویزان تھا اُسکے بعد اُس جگہ
سے دوسرے مقام پر لٹکایا ترمذی کی صحیح روایت مین وارد ہی کہ جب ابن زیاد اور اُسکے یارون کے سر مختار
کے پاس رکھے گئے تو یکایک ایک سانپ بہت بڑا ظاہر ہوا کہ لوگ اُسے دیکھ کے ہٹ گئے سانپ

حال عبداللہ ابن زیاد مردود

سب سرون مین سے عبداللہ ابن زیاد کے سر کے پاس آکر اُسکے نتھنے مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے منھ سے نکلا پھر اُسکے منھ مین گھسا اور نتھنے سے نکلا اسی طرح سات بار سانپ نے آمدورفت کی پھر غائب ہوگیا یہ عبداللہ ابن زیاد ولدالزنا تھا ماں اُسکی مسماۃ سمیہ کنیزک حارث ثقفی کی تھی اور حارث کے غلام کے نکاح مین موسماۃ مذکورہ سے ابوسفیان پدر معاویہ نے زنا کی اور گرفتار ہوا اُس سے یا پیدا ہوا لڑکپن مین اُسکو عبدالحارث کہتے تھے حتی کہ ہوشیار ہوا اور آثار فصاحت اور بلاغت اور خوش بیانی اور طلاقت لسانی زبان زد خلائق ہوئے ایک روز عمرو بن عاص نے کہا کہ لوکان ہذا الغلام من قریش لساق العرب بعصاہ یعنی یہ اگر غلام قریش کا ہوتا تو اسکو لوگ لکڑی سے ہانکتے ابوسفیان نے سنکر کہا انی لاعرف واللہ فی بطن امہ من وضعہ یعنی مین اسکو جانتا تھا ماں کے پیٹ مین قسم خدا کی اُسکی وضع سے حضرت امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ موجود تھے وہ بولے من ہو یا ابا سفیان کون ہے وہ ای ابوسفیان وہ بولا مین فرمایا سچ بول اُسنے کہا و قسم اگر خوف ایک شخص کا نہ ہوتا جو دیکھ رہا ہے مجھکو تو اس سر کو ظاہر کرتا صخر ابن حرب وقال لم یکن المقالۃ من زیاد وطالت مجادلۃ علی الضیفاد تزکی فیہم ثمرۃ الفواد چنانچہ زیاد بھی اس قصہ سے واقف ہوا اور فرط بیحیائی سے لوگون مین بیان کرتا کہ مین اصل مین نطفہ ابوسفیان کا ہون نسل قریش سے جب امیرالمومنین نے اسکو والی فارس فرمایا تو اُسنے کار نمایان کیے معاویہ نے اُس سے خط و کتابت پوشیدہ شروع کی اور انواع خوش آمد سے پیش آیا کہ اگر میرے پاس حاضر ہو تو مین تجھے اپنا بھائی قرار دون آخر تو نطفہ ابوسفیان کا ہے جب حضرت امیر کو اس حال سے اطلاع ہوئی تو آنجناب نے خط لکھا اور سب حال اُسمین مندرج فرمایا اُسنے کہا واللہ ابوالحسن نے گواہی دی کہ مین بیٹا ابوسفیان کا ہون یہ حرکت بھی اُسکی کمال بیحیائی سے تھی لیکن تا وقت شہادت جناب امیر ظاہرداری کرتا رہا ترک رفاقت سے باز رہا تھا جب امیرالمومنین امام حسن نے تفویض ملک اور سلطنت معاویہ کو کر دیا اور اُسکو ملک عضوض قرار دیا تو اُسنے زیاد سے استمالت شروع کی اور اپنا بھائی قرار دیا بلکہ منادی کرائی کہ سال چوالیس مین لوگ ابن ابی سفیان کہنے لگے اول فعل کہ زیاد مردود سے سرزد ہوا عداوت اولاد حضرت امیر کی تھی جب تک سبط اکبر زندہ رہے فی الجملہ ملاحظہ کرتا تھا بعد وفات والی عراق ہوا اور کوفہ مین متصرف ہوا تو اُسنے سعید ابن جبرہ سے مصادرہ چاہا وہ مدینہ مین بھاگ آئے اُس مردود نے اسباب نقد اور جنس ضبط کیا اور گھر جلا دیا امام حسین علیہ السلام نے خط سفارش لکھا اُسنے نہایت سخت جواب بے ادبانہ لکھا اور گالی دی آنجناب نے شکایت معاویہ کو لکھی معاویہ نے ایک خط نہایت سرزنش کا لکھا اور سعید کی سفارش کی اُسی مردود کا بیٹا عبداللہ ہے کہ باپ زنازادہ سے زیادہ شریر و بدذات دشمن اہلبیت نکلا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے قبل شہادت اس بیان سے عبداللہ کو مطلع کر دیا تھا جیسا جامع التواریخ قاضی فقیر محمد راجپوری مین موجود ہے اسقدر زیادہ ہے کہ سمیہ کنیز دہقانی تھی حارث کی دوا سے اچھی ہوئی اُسکے مالک نے حارث کو ہبہ کی اُسنے اپنا تصرف جاری کیا دو مرد ابوبکرہ

نافع پیدا ہوئے پھر حارث نے ترک کیا ابوسفیان نے حالت مستی شراب مین زنا کی کہ اُس سے زیاد پیدا ہوا الحاصل ابن زیاد زنازادہ اور ابن سعد اور شمر ذی الجوشن اور قیس ابن اشعث کندی اور خولی ابن یزید اور سنان ابن انس نخعی اور عبداللہ ابن قیس اور یزید ابن مالک وغیرہ اشقیا طرح طرح کے عقوبتون سے قتل ہوئے اور لاشون کو انکی اسطرح گھوڑون کے سمون سے روندا کہ ہڈیان چور چور ہو کر خاک برابر ہوئین مگر اہل سیر کو اختلاف ہے کہ ابن سعد و شمر وغیرہ ملاعنہ قبل ابن زیاد کے مارے گئے ہین یا بعد اُسکے بعضے قائل باول ہین اور بعضے قائل بثانی الغرض جب مختار کا قبضہ کوفے اور حوالی کوفہ مین بخوبی ہو گیا تو اُسکو دعوی لڑائی کا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور یہ خبط دل مین سمایا کہ مجھپر وحی آتی ہے اور محمد ابن حنفیہ مہدی موعود ہین یہ خبر عبداللہ ابن زبیر کو معلوم ہوئی تب مصعب ابن زبیر اپنے بھائی کو جو حاکم بصرہ تھے بنابر مقابلہ معین فرمایا کہ وہ وقت مقابلہ فتحیاب ہوئے اور مختار مارا گیا اور مصعب کا قبضہ کوفے پر ہو گیا آخر کو عبدالملک مصعب پر چڑھا اس لڑائی مین مصعب و مالک اشتر کا بیٹا ابراہیم دونون مارے گئے یہ معرکہ سنہ ہفتاد و یک ہجری مین ہوا عبدالملک ابن عمر ولیثی سے تروایت ہے کہ عجب اتفاق ہے کہ مین نے دارالامارت کوفے مین اول امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا کہ ابن زیاد کے روبرو رکھا تھا پھر ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب کے آگے رکھا تھا پھر دن ہین مصعب کا سر عبدالملک کے روبرو رکھا تھا عبدالملک نے یہ کلام سُنکر کہا خدا تجھکو پانچوان سر نہ دکھلائے اور اُسی وقت عبدالملک نے اُس مکان کو گروا دیا القصہ جب عبدالملک نے مصعب ابن زبیر پر فتح پائی تو چاہا کہ فوج ابن زبیر عبداللہ پر بھیجے سردارون نے عذر کیا کہ حرم محترم مین جدال و قتال حرام ہے وہان جا کر کیونکر لڑین آخر ایک دن حجاج ابن یوسف نے عبدالملک کے روبرو بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ عبداللہ کا سر مین نے کاٹ لیا عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکّے جانے کو طیار ہے سو اُسنے بہت جلد ایک لشکر حجاج کے پاس نامزد کر کے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طائف کا رہنے والا تھا اُسنے وہان سے اور فوج لی اور جانب حرم محترم روانہ ہوا اور وہان جا کر سرگرم جدال و قتال ہوا یہان تک کہ تمام حرم کو شہدا کے خون سے رنگ دیا اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی شہید کیا اور سر کاٹ کر بھیج دیا بعد اُسکے سولی چڑھایا پھر سولی سے اُتار کر قبور یہود مین ڈلوا دیا یہ معرکہ سنہ ہفتاد و سہ ہجری مین ہوا اُسوقت سے حکومت مروانیون کی شام و عراق و حجاز مین جم گئی کہ تراسی برس اُنھون نے حکومت کی فائدہ عبدالملک ابن مروان سنہ چھبیس ۲۶ ہجری مین چھ مہینے کا پیدا ہوا والدہ اُسکی مسماۃ عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ تھی بسبب بخل کے اُسکو رشح الحجر کہتے تھے اور کنیت ابوذباب تھی اس سبب سے کہ جب مکھی اُسکے منہ پر بیٹھ جاتی تو بسبب گندہ دہنی کے مرجاتی تھی یہ نابکار بزور و قوت پدر ناہنجار یعنے مروان علیہ اللعن کے خلیفہ بنا اور بڑا ظالم و سفاک ہوا اور عمال بھی فسقہ اور ظلمہ

ذکر حجاج

شہادت عبداللہ ابن زبیر

عبدالملک ابن مروان

مقرر کیے چنانچہ حجاج مردود کو عراق مین و مہلب ابن ابی صفرہ کو خراسان مین اور ہشام ابن اسمعیل کو مصر مین اور موسی ابن نصیر
کو مغرب مین اور محمد برادر حجاج کو یمن مین اور محمد ابن مروان کو جزیرہ مین معین کیا اسی نے دراہم و دنانیر پر قرآن لکھوایا اور سکہ
اسلام قرار دیا قبل اسکے دیناروں پر نقش رومیہ اور دراہم پر نقش فارسی تھا اس مردود نے علما کو امر بالمعروف
کرنے کی امتناع کی اور یہ بھی حکم دیا کہ خلیفہ کے روبرو کوئی شخص بات نہ کرے اسی کا نام اسلام مین اول عبد الملک ہوا ہے
اور قبل خلافت کے بڑا عابد و فقیہ و عالم تھا اسکو حمامۃ المسجد کہتے تھے جسوقت امیر ہوا قرآن پڑھتا تھا سو اسنے قرآن کو
غلاف مین بند کرکے کہدیا السلام علیک ہذا فراق بینی و بینک اخبار الدول مین ہے کہ عبد الملک کہتا تھا مین پیدا ہوا ہون
رمضان مین اور فطیم ہوا رمضان مین اور ختم کیا قرآن کو رمضان مین سو مین ڈرتا ہون کہ مرونگا رمضان مین چنانچہ
جب رمضان گذر جاتا تھا تو جانتا تھا کہ سال بھر بچا آخر مر گیا شوال مین عمر اسکی تریسٹھ برس کی ہوئی اور باب جابیہ
و باب صغیر دمشق کے دفن ہوا نماز جنازہ ولید ابن عبد الملک نے پڑھی گیارہ برس چھ مہینے اسنے خلافت ضلالت
کی اسمین سے آٹھ برس فراحم ابن زبیر رضی اللہ عنہ رہا و سترہ نفر اولاد چھوڑی اسی ملعون ابن ملعون نے حجاج
ابن یوسف ثقفی کو بیت اللہ شریف مین بنابر قلع و قمع عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے روانہ کیا تھا زبیر ابن العوام عشرہ مبشرہ
بالجنۃ مین ہین والدہ شریفہ عبد اللہ اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دادی انکی صفیہ عمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین
ولادت باسعادت عبد اللہ ابن زبیر مدینے مین بیس مہینے بعد ہجرت کے واقع ہوئی اور مسلمانون کو انکے پیدا ہونے سے نہایت
سرور ہوا اس سبب سے کہ یہود کہتے تھے ہمنے سحر کیا ہے مسلمانون کے اولاد نہ ہوگی نام انکا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے عبد اللہ رکھا اور کنیت ابو بکر بڑے عابد اور زاہد اور صائم الدہر قائم اللیل تھے اور جب عبد اللہ پیدا ہوئے
تو اسما بنت ابی بکر انکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائین اور آپ کی گود مین دیا آنحضرت صلعم نے کھجور
منگائی اور چبائی اور لعاب دہن انکے منہ مین ڈالا اور تالو مین لگایا اسکو تحنیک کہتے ہین اور یہ سنت ہے
اول انکے پیٹ مین حضرت کا تھوک گیا ہے پھر دعا کی انکے واسطے حضرت نے اور برکت طلب فرمائی ترمذی نے حضرت
عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ دیکھا حضرت نے زبیر کے گھر مین چراغ پس فرمایا ای عائشہ نہین گمان کرتا ہون مین
اسما کو مگر تحقیق جنی ہے یعنے چراغ جو اسوقت جلایا ہے نشان اسکا ہے کہ اسما حاملہ تھی سو جنی ہے سو نہ نام رکھنا اسکا
یہان تک کہ مین نام نہ رکھون پس نام رکھا اسکا عبد اللہ اور تحنیک کیا دست مبارک سے اور تینتیس حدیثون کی روایت
انسے کتب صحاح مین ہے اول انھین نے یزید لعین کی بیعت سے انکار کی اور مدینے سے مکہ کو تشریف لیگئے سو
اہل حرمین و یمن و عراق و خراسان نے انسے بیعت کی تب انھون نے تجہیز لشکر بنا بر قتال یزید اور یزیدیان فرمایا اور
یزید نے لشکر محرم کو بھیجا کہ اثنائے حرب مین خبر موت یزید مشہور ہوئی اور لشکر جانب شام چلا گیا بعد ازان عبد الملک
ابن مروان نے حجاج کو مع چالیس ہزار فوج کے بھیجا اسنے داد الحاد حرم محترم مین قرار واقعی دی اور عبد اللہ ابن زبیر

تھے اخبار بخلیق سے پہونچا کہ انجناب کعبہ کے اندر بیہوش ہوگئے تب اُسنے سر مبارک انکا کاٹ کر عبد الملک کے پاس بھیجدیا
اور لاش کو اُلٹا لٹکوایا یہ معرکہ سترھوین جمادی الاول سنہ تہتاد وسہ ہجری مین واقع ہوا بعد اُسکے حجاج مخذول والدہ عبد اللہ
کے پاس تعزیت کو آیا انھون نے فرمایا تو نے عبد اللہ کو قتل کیا اچھا نکیا بولا اے بیٹی ابی بکر کی مین قاتل ملحدین ہون
فرمایا بل انت قاتل الموحدین ابن حجاج تو نے بگاڑی اُسکی دنیا اُسنے بگاڑی تیری آخرت کچھ مضائقہ نہین اللہ تعالی نے
تیرے ہاتھ سے اُسکو سرفراز کیا اور جب لوگون نے جسد عبد اللہ حجاج سے مانگا واسطے دفن کے تو اُسنے انکار کیا اور
کہا جب تک والدہ عبد اللہ کی شفاعت نہ کریگی نہ دونگا چنانچہ ایک برس جسد مبارک عبد اللہ بلا دفن پڑا رہا آخر کار
اسما بنت ابی بکر نے طلب کیا اور پایا اور غسل دیکر ارضیہ بیت یحیی واقع مدینہ مین دفن کیا روایت ہی کہ جسد مبارک
ابن زبیر کی اسما کے روبرو آئی تو انکی چھاتیون مین دودھ اتر آیا کذا فی اخبار الدول مسعودی نے مروج الذہب مین
لکھا ہی کہ مادر حجاج فارعہ بنت ہمام تھی اول کلدہ کے بیٹے سے حارث کے نکاح مین تھی جب اُسنے طلاق دیا تو یوسف
ابن عقیل کے نکاح مین آئی اُس سے حجاج پیدا ہوا ابو محمد کنیت اُسکی ہی اُسکے بیان مین جاے خروج برازنہ تھی سو نشتر سے
چیر اگیا جب بیس برس کا ہوا عبد الملک نے اُسکو حاکم عراق مقرر کیا اور اول وزیر کی خدمت مین رہتا تھا یہ مخذول بڑا
ظالم سفاک خونریز گمراہ تھا اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھکو جیسی خون کرنے مین لذت ہی ایسی کسی اور چیز مین نہین ہی چنانچہ جب الحکم
اُسکے جب مقتولون کا شمار کیا گیا تو سواے لڑائیون کے ایک لاکھ بتیس ہزار آدمی ہوئے اور جو قید ناحق مین مرے
وہ پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورت شمار مین آئی اور جو محبس تعمیر کرایا تھا اُسمین چھت نہ تھی تا گرمی و سردی کا
بچاؤ ہو اور جسوقت یہ ملعون داخل دار البوار ہوا تو محبس مین تینتیس ہزار آدمی مظلوم بلا وجہ قید تھے ولید ابن عبد الملک
نے انکو چھوڑا ہی روایت ہی کہ حجاج ایک روز سوار ہوکر جانب محبس نکلا اور وہ دن جمعہ کا تھا دفعۃً آوازین بلند کرنے لگین
اُسنے پوچھا یہ شور کیسا ہی سپاہیون نے کہا مقیدین محبس بھوک پیاس سے روتے ہین اور نماز جمعہ بھی پڑھتے ہین
اُسنے حکم دیا کہ قیدی بولنے نہ پاوین ناچار قیدیون نے اُس دن سے جمعہ بھی ترک کردیا اور بولنا موقوف کیا اِس
مقام سے علماے نامدار و فضلاے عالیمقدار نے حجاج کی تکفیر کا فتوی دیا ہی اخبار الدول مین ہی کہ اُسنے ایک روز دیکھا
آدمیون کو کہ حجرۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے ہین تب کہا کہ نہین طواف کرتے ہین مگر تودہ خاک کا
اِس قول سے بھی علمانے اُسکی تکفیر فرمائی ہی اور عمر ابن عبد العزیز سے روایت ہی کہ مین نے حجاج ابن یوسف ثقفی کو
بعد موت اُسکے خواب مین دیکھا تو جیفۂ منتنہ نظر آیا مین نے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگا اللہ نے
بعوض ہر مقتول کے مجھکو ایک ایک مرتبہ قتل کیا لیکن بعوض سعید ابن جبیر کے ستر بار قتل کیا عمر اس ناپاک کی ستر
برس کی ہوئی خلافت ولید مین بماہ رمضان سال نود و پنج ہجری شہر واسط مین مرا اور وہین دفن کیا گیا اور قبر اُسکی
پوشیدہ کردی گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حجاج کی موت سے کسی کو اطلاع نہین ہوئی یہان تک کہ اُسکا جنازہ

نکلا روایت ہی کہ وقت موت حجاج نے کہا تھا اللہم اغفر لی فان الناس یزعمون انک لا تغفر لی کتب سیر مین ہی
کہ عبد الملک کے پاس نو برس بائیس دن رہا تھا چونکہ احوال حضرت سبطین علیہما السلام اس کتاب مین بہ تفصیل
لکھا گیا ہی غالبًا کسی اور کتاب مین اس ترتیب و تنقیح کے ساتھ نہو لیکن اور ائمہ اطہار کا حال فقیر نے اجمالًا یا تفصیلا
کسی جگہ نہین لکھا ہی منظور یہ ہی کہ ایک رسالہ مختصر علیحدہ و فضائل اہلبیت مین وقت فرصت لکھونگا مگر یہ کتاب
بلا ذکر احوال ائمہ اطہار کے مکمل نہ تھی اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ احوال ان بزرگوارون کا بھی بالاجمال جس سے
حالات ولادت و وفات اور بعض بعض صفات کمالات ان حضرات کے مسلمانون پر واضح ہون کتب معتبرہ و سیر و
تفاسیر سے نکال کر لکھون کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد لہذا بطریق تکملہ بیان کرتا ہون تکملہ پوشیدہ نہ رہے کہ بعد
سبطین علیہما السلام کے نو شخص اور ائمہ اطہار مین معدود ہین اول علی ابن حسین مشہور بزین العابدین ولادت
باسعادت انکی دو برس پیش از وفات امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے اور دوشنبہ نہم شعبان سال
سی و ہشت ہجری مین مدینہ منورہ مین ہوئی تھی گندم رنگ لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور بڑے عابد و متقی و خاشع و خائف
من اللہ القہار تھے یہان تک کہ جب وضو کرنے کو بیٹھتے تو رنگ بشرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا خوف خدا سے ہزار رکعت
روز و شب مین پڑھتے تھے اور صدقہ پوشیدہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے صدقۃ السر تطفی غضب الرب محمد ابن اسحاق
کہتے ہین کہ مدینہ مین کئی شخص بلا معاش ظاہری خوش و خرم بصورت امراء رہا کرتے تھے اور کوئی انکی بسر اوقات سے
واقف نہ تھا جبکہ علی ابن حسین نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج و بے مایہ ہو گئے آخر کار دریافت ہوا کہ آنجناب
وقت شب خفیہ انکو خرچ پہونچاتے تھے اُس سے بسر اوقات بخوشی و خرمی کرتے تھے اور نقش خاتم آنجناب وما توفیقی
الا باللہ اور استقامت و صبر کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک مرتبہ نماز پڑھتے تھے اُسی حال مین ایک بیٹا آپکا کنوین مین گر پڑا
تو اہل مدینہ نے بڑا شور کیا اور بمشکل تمام اُسکو نکالا لیکن آنجناب خبر بھی ہوے جسطرح نماز مین مشغول تھے اسی طرح پڑھتے رہے
اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تمکو دنیا کی مصیبت پہونچے یا فاقہ ہو یا کوئی امر اور مکروہ پیش آوے تو لازم ہی
کہ وضو کرے واسطے نماز کے اور پڑھے چار یا دو رکعت اور بعد سلام کہے یا موضع کل شکوی یا سامع کل نجوی و یا شافی کل
بلوی یا عالم کل خفیۃ و یا کاشف ما شاء کل بلیۃ ادعوک دعاء من اشتد فاقتہ و ضعف قوتہ و قلت حیلتہ دعاء الغریب الغریق
الذی لا یجد لکشف ما ہو فیہ الا انت یا ارحم الراحمین لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پس اللہ اُسکو بلا سے نجات بخشے
اور حضرت امام علیہ السلام اکثر دعا مین فرماتے تھے اللہم اسات فاحسن فان عدت فعد علی اور آنجناب کے سوا
کوئی اولاد ذکور حضرت امام حسین علیہ السلام کی باقی نہین رہی تھی عمر آنجناب ستاون برس یا اٹھاون برس کی ہوئی
بعضے کہتے ہین کہ ولید ابن عبد الملک نے زہر دیا تھا اور جنۃ البقیع مین مدفون ہین کذا فی تاریخ الخلفاء و
اخبار الدول فی احوال الاول اور صحیح تاریخ وفات ہیجدہم محرم ۹۴ھ ہجری مین ہوئی اور ترجمہ صواعق مین ہی

کہ وفات امام زین العابدین سال چورانوے ہجری مین ہوئی اور چار بیٹیان اور گیارہ بیٹے عقب چھوڑے دوم منبع الفضائل والمفاخر الامام محمد الباقر ابن علی زین العابدین والدہ شریفہ آنجناب مسماۃ فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام تھین تولد انکا تین یا چار برس قبل از شہادت سید الشہدا روز جمعہ سوم صفر سنہ پنجاہ وہفت مدینہ مین ہوا اور معرکہ کربلا مین موجود تھے آنجناب معتدل القامۃ اسمر اللون تھے اور نقش خاتم لا تذرنی فرداً اور بڑے صاحب کرامات ومقامات وذی علم تھے و لہذا اسمی باالباقر لانہ بقر العلم والباقر مشتق من بقر الارض یعنی پھاڑا زمین کو اور مخفیات اُسکے نکال کر ظاہر کر دیے سبب باقر اسی سبب سے کہلائے کہ اُنھون نے مخفیات کنوز معارف وحقائق احکام ولطائف حکم کے ظاہر کر دیے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ لقب اسوجہ سے ہوا کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تیری ملاقات ایک مرد اولاد حسین سے ہوگی اُسکا نام میرے نام پر ہوگا وہو یبقر العلم بقراً ای یفجر تفجراً جب تو اُس سے ملے تو میری طرف سے سلام کہنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اُسوقت تک زندہ رہا کہ امام محمد باقر سے ملاقات ہوئی اور مین حضرت صلعم کا سلام پہونچایا یہ حضرت اپنے باپ کے خلیفہ ووصی ہوکر قائم بالامامۃ ہوے ہین عمر شریف ستاون خواہ اٹھاون برس کی ہوئی اور سال یکصد وہفتاد ویک مین وفات پائی قبہ عباس وحسن رضی عنہما مین مدفون ہین کذا فی اخبار الدول ور ترجمہ صواعق مین ہے کہ سال یکصد وہفتدہ مین وفات ہوئی وہو الصحیح بعضے کہتے ہین کہ ابراہیم ابن الولید کے عہد مین آنجناب کو زہر دیا گیا اُسی سے وفات ہوئی اور نو اولاد عقب چھوڑی چھ پسر اور تین دختر اور نسل اُنکی امام جعفر سے باقی رہی سوم عالم الحقائق وکاشف الدقائق ابو عبد اللہ امام جعفر ابن محمد الصادق ولادت انکی سال ہشتاد یا ہشتاد وسہ ہجری مین بروز دوشنبہ ۱۸ ماہ ربیع الاول مدینہ مین ہوئی والدہ اُنکی مسماۃ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھین یہ حضرت افضل واکمل اولاد امام محمد باقر سے تھے اور مجتہد جمیع علوم مین کامل اکابر علما مثل یحیی ابن سعید وابن جریح وامام مالک وسفیان ثوری وامام ابو حنیفہ وابن عتبہ وشعبہ وابو ایوب سجستانی وغیرہ انھین سے تلمذ رکھتے تھے ایک مرتبہ سفیان ثوری سے ارشاد کیا کہ ای سفیان جب خداوند عالم کوئی نعمت تجھکو عطا کرے اور تو اُسکی بقا چاہتا ہو تو اکثر حمد وشکر مین مشغول رہا کر چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہین لئین شکرتم لازیدنکم اور جب رزق کی تنگی ہو تو اکثر استغفار کیا کر چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہین استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا اور جب حزن واندوہ کسی رئیس بادشاہ کے حکم سے لاحق ہو تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کر لانہ مفتاح الفرج وکنز من الکنوز روایت ہی کہ ایک مرتبہ منصور عباس زیارت کعبہ کو آیا کوئی شخص نے غیبت امام کی منصور سے کی جب آنجناب منصور کے پاس گئے تو غیبت کرنے والا بھی موجود تھا حضرت نے فرمایا کہ تو قسم سے بیان کر کہ جو کچھ مین نے منصور سے کہا ہی سچ ہی اُسنے کہا باللہ العظیم آنجناب نے فرمایا ای امیر المومنین جسطرح مین کہون اُسطرح یہ شخص حلف کرے تب قابل قبول ہی منصور نے کہا آپ فرمائین حضرت نے فرمایا اسطرح حلف کرے برئت من حول اللہ وقوتہ والتجاءت الی حولی وقوتی لقد فعل جعفر کذا وکذا وقال کذا وکذا اُسنے اول انکار کیا بعد اُسکے

اسی طریق سے قسم کھائی کہ اُسی وقت مرگیا منصور نے کہا ای جعفر تو پاک ہی اُس سے جو تیری نسبت لسنے کہا تھا روایت ہی کہ ایک روز آنجناب مجلس منصور عباسی مین جلوہ فرما تھے اور مکھیان باربار اُسکے منھ پر بیٹھتی تھیں منصور نے کہا یا ابا عبد اللہ مگس کو اللہ نے کیون پیدا کیا ہی فرمایا تاکہ ذلیل کرین جبارون اور متکبرون کو منصور نے سکوت کیا روایت ہی کہ مسمی ناقد غلام آزاد اپنے سے فرمایا کہ جب کسی کو رقعہ یا خط بنابر حاجت لکھنا منظور ہو تو قلم غیر مداد سے اُسکے سرے پر لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم وعد اللہ الصابرین المخرج مما یکرہون والرزق حیث لا یحتسبون جعلنا اللہ وایاکم من الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون پس تیری حاجت روا ہوگی ناقد کہتے ہین کہ مین اسی طرح کرتا رہا اور میری حاجت روائی ہوتی رہی الغرض کرامات آنجناب حیطۂ حصر سے خارج ہین اگر زمانہ فرصت دیگا تو بطور نمونہ رسالہ علیحدہ مین لکھونگا عمر شریف اڑسٹھ برس کی ہوئی بروز وفات ایکسو چہل وہشت ہجری تھی اور بروز دوشنبہ ماہ رجب خواہ شوال تھا جنۃ البقیع مین اپنے اب وجد کے پاس مدفون ہوئے بعضے کہتے ہین کہ زمانۂ منصور مین زہر دیے گئے اور عقب ایک بیٹی اور چھ لفر اولاد ذکور چھوڑی چہارم المتصدق الصائم الامام موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہما ولادت انکی موضع ابوا مین کہ میان مکہ و مدینہ واقع ہی بروز یکشنبہ ہوئی اور وقت تولد سال ہجری ایکسو اٹھائیس تھے والدہ شریفہ انکی ام ولد حمیدہ بربریہ تھین اور کنیت آنجناب ابو الحسین و ابو ابراہیم معتدل القامۃ اسمر اللون تھے اور نقش خاتم الملک للہ وحدہ یہ حضرت ولی کامل صاحب مناقب فاخرہ اور قائم اللیل صائم النہار تھے اور علیم ایسے تھے کہ نام مبارک کاظم ہوگیا تھا اہل عراق آپکو باب الحوائج کہتے تھے اس سبب سے کہ جس کسی نے آنجناب سے توسل چاہا وہ اپنے مقصود کو پہونچا اور بعد وفات بھی مزار مبارک باب الحوائج ہی چنانچہ امام شافعی سے منقول ہی کہ قبر امام موسیٰ کاظم برای اجابت دعا تریاق مجرب کا حکم رکھتی ہی روایت کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے کہا کہ تم کسطرح کہتے ہو کہ ہم اولاد و ذریۂ رسول اللہ ہین حالانکہ تم اولاد علی ابن ابیطالب ہو اُسوقت امام نے فرمایا قال اللہ تعالی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الی قولہ وعیسی حالانکہ عیسیٰ کے باپ نہ تھا اور ذریۂ ابراہیم مین خدا نے شمار کیا پھر یہ آیت پڑھی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم الی آخرہ اور فرمایا ای ہارون تو جانتا ہی کہ وقت مباہلہ سوائے علی و حسن و حسین و فاطمہ کے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ نے نہین بلایا پس اسی آیت سے حسنین علیہما السلام اولاد رسول اللہ ہوے اور ہم اولاد امام حسین سے ہون آخر ہارون ساکت ہوگیا اور ابن جوزی نے شقیق بلخی سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مین بسال یکصد و چہل و نہ ہجری مین بنابر حج بیت اللہ شریف جاتا تھا جب قادسیہ مین پہونچا تو ایک مرد گوشہ گزین یعنی آدمیون سے جدا بیٹھا ہوا نظر پڑا میرے دل مین خطرہ آیا کہ یہ شخص صوفیہ سے ہوگا چاہتا ہی کہ لوگون کو اپنے دام فریب مین پھانسے سو مین جاکر اسکو سرزنش کرون تاکہ یہان سے چلا جائے جب اُسکے قریب گیا تو ہنوز مین نہ بولا تھا کہ اُسنے مجھسے فرمایا ای شقیق تو نے یہ آیت سُنی ہی اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم

اُسی وقت مین نے سمجھا کہ امام ہین اور چاہا کہ عذر کرون وہ حضرت غائب ہوگئے اور پھر مجھکو نہ ملے مگر موضع واقصہ
دوسری منزل مین نماز پڑھتے ہوے نظر آئے اور حال یہ تھا کہ تمام اعضا وجوارح انکے مضطرب ومضطر تھے اور آنکھون سے
آنسو جاری تھے مجھکو عذر خواہ سمجھ کر نماز سبک فرمائی اور یہ آیت پڑھی وانی لغفار لمن تاب الی آخرہ بعد اُسکے موضع
زبالہ مین ایک چاہ پر کھڑے تھے اور سبب یہ تھا کہ چھاگل جسکو ابریق ورکوہ کہتے ہین گر گیا تھا اُسکو نکالنا منظور تھا
آخر دعا فرمائی تو آب چاہ لب چاہ آگیا آنجناب نے رکوہ لیا اور وضو فرما کر چار رکعت نماز ادا فرمائی بعد اُسکے اُسی
مقام مین قریب تر ایک تودہ ریگ تھا وہان تشریف لے گئے اور قدرے ریگ لیکر اُسی چھاگل مین ڈالی اور نوش
فرما گئے مینے کہا کہ حضرت اسمین سے مجھکو بھی عنایت فرماؤ سو مجھکو بھی عطا کیا مین نے کھایا تو ستو بفتح سین مہملہ
وتشدید فوقانیہ شکر مین ملے ہوے تھے اور مین اُس سے سیر ہوگیا ایسا کہ چند روز مجھکو میل جانب طعام وشراب نہوا
بعد اُسکے پھر ملاقات نہوئی مگر بیت اللہ مین کہ وہان ہمراہ اُنکے خادمون وغلامون کی فوج تھی نقل ہے کہ جب
ہارون رشید بیت اللہ مین آیا تو بعض کوتہ اندیشون نے حضرت امام کی غمازی وبدگوئی کی اور کہا کہ اُنکے واسطے
ہر جگہ سے تحفے وہدایا از قسم لباس ونقد ہمیشہ آیا کرتے ہین اور بہت لوگ اُنکے معتقد ہین اور اسی سبب سے یہ تمول
حاصل ہوا ہے کہ تیس ہزار دینار طلا کا فی الحال اسباب خریدا ہے ہارون رشید نے حضرت کو گرفتار کیا اور عیسی ابن جعفر
بن منصور والی بصرہ کے پاس بھیجدیا اُسنے ایک برس قید رکھا بعد ازان ہارون رشید نے والی بصرہ کو ایک خط
درباب قتل امام علیہ السلام کے بھیجا اُسنے جواب مین انکار لکھا اور لکھدیا کہ اور کسی کو یہان روانہ کر تا کہ مین امام کو
اُسکے سپرد کرون ورنہ مین چھوڑے دیتا ہون چنانچہ ہارون نے سندی ابن شاہک کو بھیجا کہ والی بصرہ نے امام کو
اُس ملعون کے سپرد کردیا اُس ناپاک نے آنجناب کو زہر کھلایا کہ تیسرے دن وفات ہوئی کذا فی اخبار الدول اور
مسعودی نے روایت کی ہے کہ حالت حبس امام مین ہارون نے خواب دیکھا کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ایک حربہ بدست مبارک
مین لیے ہوے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اگر کاظم کو نہ چھوڑیگا تو اسی حربہ سے قتل کرونگا ہارون خوفناک جاگا
اور اُسی وقت امام کو رہا کیا اور تیس ہزار درہم نذر بھیجے اور عرض کیا کہ آپکو اختیار ہے چاہیے یہان تشریف رکھیے اور
چاہیے مدینہ مین جب حضرت امام اُسکی مجلس مین تشریف لائے تو اُسنے التماس کیا کہ یا امام تمہاری نسبت مین نے
شب کو ایک معاملہ عجیب دیکھا اُسکے شر سے مجھے آگاہ فرماؤ آنجناب نے فرمایا کہ مینے شب کو جناب رسول خدا صلعم کو
خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے چند کلمے مجھکو تعلیم کیے ہنوز اُنکے پڑھنے سے فارغ ہوا تھا کہ تو نے خلاصی کا حکم دیا
اور بعضے کہتے ہین کہ موسی ابن مہدی نے جسکا لقب ہادی تھا حضرت امام موسی کاظم کو ابتداے حال مین قید کیا
تو اُسنے جناب امیر المومنین علی مرتضی شیر خدا کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم یعنی آیا توقع ہے تمسے کہ جب حاکم ہو تو فساد کرو زمین مین اور قطع رحم کرو چنانچہ ہادی نے بعد

بیدار ہی فی المغور رہا کیا پھر زمانہ ہارون رشید میں یہ معاملہ ہوا کہ اُسنے حضرت امام کو کعبہ کے نزدیک جلوہ فرما
دیکھا اور کہا تم پوشیدہ لوگون سے بیعت لیتے ہو فرمایا مین امام قلوب ہون اور تو امام اجسام بعد اُسکے اُنکو
لیکر مدینہ منورہ مین آیا جب روضۂ مبارک حضرت سرورکائنات صلعم پر گیا تو ہارون نے کہا السلام علیک
یا ابن عمی اور امام علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا ابی اس کلام سے وہ برہم ہوا اور بغداد مین لیجاکر قید کیا
بیان تک کہ وفات ہوئی کذا فی البراہین القاطعہ مین کہتا ہون کہ ظاہر اس حکایت کا باہم منافات رکھتا ہی
الّا ان یحمل علی تعدد الحبس انتہی بالجملہ عمر شریف پچپن برس کی وبروایتے پینسٹھ برس کی ہوئی اور سال ہجری
ایکسو تراسی تھی اور تاریخ وفات پانچوین رجب روز جمعہ ہی آخبار الدول مین ہی کہ جبسن آنجناب کی وفات ہوئی تو
ہارون رشید نے حکم دیا کہ نعش مبارک کو بغداد کے پل پر لیجاکر رکھو اور منادی کراؤ کہ یہ موسی ابن جعفر ہی جسکو
روافض گمان کرتے ہین کہ وہ نہین مرا اب دیکھ رکھو کہ وہ مرگیا ہی بعد اُسکے جانب غربی بغداد مقابر قریش مین
دفن کرو چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آنجناب نے سینتیس نفر اولاد ذکور اور بائیس اناث عقب چھوڑے اور چودہ نفر
ذکور سے نسل باقی رہی مزار شریف مدینۃ السلام بغداد مین فی الحال مرجع خاص وعام ہی اور دعا اُس مقام مین
نہایت جلد قبول ہوتی ہی پنجم امام ابو الحسن علی رضا ابن موسی کاظم ولادت اُنکی مدینۂ منورہ مین ہوئی
گیارھوین ربیع الاول روز پنجشنبہ نزدیک بعضے اور حضرت امام یافعی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ ولادت حضرت امام
علی رضا علیہ السلام بروز جمعہ بعض شہور سال ایکسو ترپن ۱۵۳ مدینہ مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین ساتوین شوال اور بعضے
آٹھوین اور بعضے ششم سال ایکسو اکاون اور وفات پنجم ذیحجہ وعند بعض تیرھوین ذلیقعدہ اور بعضے آخر یوم ماہ صفر
سال دوسو دو مدینہ طوس مین ہوئی اور مامون رشید نے نماز جنازہ پڑھی اور قبر ہارون رشید سے ملصق دفن کیا
انتہی اور شواہد النبوۃ مین لکھا ہی کہ وفات ولایت طوس قریہ سناباد از رساتیق نوقان اور قبہ ہارون رشید مین
مدفون ہوے کہ سرائے حمید بن محطبۃ الطائی ہی عمر شریف پچپن برس کی ہوئی والدہ اُنکی ام ولد تکتم حبشیہ
تھین اسی سبب سے آنجناب اسود اللون تھے اور بڑے عالم زاہد متقی ولی کامل قلیل النوم کثیر الصوم ایام زمستان
مین فرش خواب بوریا اور تابستان مین بستر استراحت کھال حیوان بے سمہ دریا تھا کنیت آنجناب ابو الحسن
اور لقب رضی وزکی وصابر وربیع ومحسن نقش خاتم لاحول ولاقوۃ الا باللہ چونکہ آنجناب جامع صفات کمال تھے
لہذا مامون رشید عباسی نہایت تعظیم کرتا تھا حتی کہ اُسنے اپنا داماد بنایا اور مملکت مین سہیم وشریک گردانا
بلکہ امور خلافت آنجناب کے تفویض کیے اور دوسو ایک ہجری مین اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا کہ امام علی رضا
ولی عہد میرے ہین اور اُسپر گواہیان کرائین مگر حضرت امام علیہ السلام نے قبل مامون رشید کے وفات پائی
اور مامون رشید کو کمال تاسف وافسوس ہوا منقول ہی کہ حضرت امام نے قبل از موت خبر دی تھی کہ انگور وانار

زہر آلود سے وفات میری ہوگی ویسا ہی واقع ہوا حضرت معروف کرخی استاد خواجہ سری سقطی انھین کے ہاتھ پر
اسلام لائے ہین اور تاریخ نیشا پوری مین لکھا ہی کہ جب حضرت علی رضا علیہ السلام نیشا پور سے تشریف لے چلے تو ایک
خلق کثیر بنا برزیارت نکلی اور آنجناب بسبب گرمی آفتاب کے ایک مقنعہ سر پر ڈالے روے مبارک چھپائے اشتر پر
سوار جاتے تھے کوئی شخص چہرۂ پرنور اُنکا دیکھ نہ پاتا تھا اس عرصہ مین اکابر شہر جیسے ابو ذرعہ رازی و محمد ابن اسلم
طوسی ایک جماعہ طلاب کو لیکر دوڑے اور ملتمس ہوے کہ روے مبارک اپنا ہمکو دکھلایئے اور کوئی حدیث روایت کیجیے
کہ بعد تکرار وجد کد بسیار قبول فرمایا اور اشتر سواری کو روکا اور غلامون سے پردہ چہرۂ مبارک سے اُٹھوا کر ارشاد کیا
کہ خبر دی مجھکو میرے باپ موسیٰ کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق سے اُنھون نے محمد باقر اپنے باپ سے اُنھون نے
اپنے باپ زین العابدین سے اُنھون نے اپنے باپ حسین سے اور حسین نے علی مرتضیٰ ابن ابیطالب سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ فرمایا رب العزت نے لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا
دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی بس ازان حضرت امام علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ پردہ ڈالو اور روانہ ہوے
روایت ہی کہ جو لوگ قلم و دوات لاکر مستعد کتابت ہوے اور لکھ لیا بیس ہزار مرد تھے اور حضرت نے پانچ نفر اولاد ذکور
اور ایک دختر عقب چھوڑی منجملہ انکے اجل و اکرم اولاد محمد جواد تھے تتمۂ ششم امام محمد ابن علی الجواد ولادت اُنکی نوین
رمضان یا دسوین رجب سال ایکسو ننانوے ہجری مین مدینہ یا سکینہ مین واقع ہوئی والدہ اُنکی ام ولد تھین مسماۃ ریحانہ
کنیت اُنکی ابو جعفر و لقب جواد و تقی معتدل القامۃ و ابیض اللون تھے اور نقش خاتم القدرۃ للہ تھا اُنکو اللہ نے
صغر سن سے ذی علم و صاحب کرامات فرمایا تھا جب عمر شریف نو برس کی ہوئی تو ایک روز کسی کوچہ مین کوچہاے
بغداد سے کھڑے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے کہ مامون رشید خلیفہ بقصد شکار سوار ہو کر اُس کوچے مین گذرا اطفال
بھاگ گئے مگر امام جواد اسی مقام پر کھڑے رہے مامون نے نزدیک آکر بہت محبت سے پوچھا کہ ای پسر تو کس سبب سے
لڑکون کے ساتھ نہ بھاگا آنجناب نے بلا تامل فرمایا کہ ای امیر المومنین راہ تنگ نہ تھی کہ مین وسیع کر دیتا اور مین
گنہگار نہ تھا کہ خوف کرتا اور میرا گمان تیرے ساتھ بخیر تھا مامون رشید فصاحت لسان و حسن بیان سے متعجب ہوا
اور پوچھا تیرا نام کیا ہی اور تیرے باپ کا نام کیا فرمایا میرا نام محمد اور باپ کا علی رضا مامون نے کہا رحمت خدا کی
تیرے باپ پر ہو بعد اُسکے بیرون شہر چلا گیا اور باز کو دُراج پر چھوڑا وہ اُسکے ہاتھ نہ آیا مگر باز غایب ہوگیا
بعد ایک ساعت کے اپنی منقار مین مچھلی خرد نیم جان دبائے ہوے پھر آیا مامون کو سخت تعجب ہوا اور شکارگاہ سے
مستعجلانہ مراجعت فرما ہوا اور اُسی موقع پر آیا جہان اطفال بازی کر رہے تھے دیکھا کہ اطفال محلہ لعب مین ہین
اور امام محمد جواد علیحدہ کھڑے ہین مامون رشید قریب حاضر ہو کر کہنے لگا ای محمد میرے ہاتھ مین کیا ہی حضرت نے
بالہام غیب فرمایا کہ ای امیر المومنین خالق کبریا نے بحر قدرت مین مچھلیان چھوٹی چھوٹی پیدا فرمائین ہین تا کہ باز ہاے

ملوک وخلفا انکو تسکار کرین اور اہل بیت پیغمبر کا امتحان لین مامون نے کہا بالیقین وبالحق امام علی رضی کا
بیٹا ہی اور اُسی وقت اپنے ساتھ سوار کراکر لایا اور بکمال تعظیم وتوقیر سے رکھنے لگا اور حضرت امام کو روز بروز علم وفراست
مین ترقی ہوتی تھی اور مامون کا اعتقاد روز افزون ہوتا تھا آخر کار مامون نے چاہا کہ اپنی بیٹی ام الفضل سے
انکا نکاح کردون فرقہ عباسیہ نے منع کیا اس خیال سے کہ شاید انکو بھی مثل پدر ولی عہد اپنا کرے اور اصل مانع
ومعارض یحیی ابن اکثم تھا تب مامون خلیفہ نے کہا اگر تمکو انکے علم وفضل مین کچھ کلام ہو تو امتحان کرلو اور
جسطرح چاہو بحث کرلو عباسیون نے اپنی طرف سے یحیی ابن اکثم کو بنا بر مناظرہ تجویز کیا اور اکثر عباسیہ
جمع ہوکر مجلس خلیفہ مین حاضر ہوے اور خلیفہ نے ایک فرش مکلف پر حضرت امام کو بٹھایا آغاز
بحث مین یحیی ابن اکثم نے چند سوال کیے کہ آنجناب نے جواب معقول صحیح ودرست دیے کہ مامون رشید نہایت
مسرور ہوکر بولا احسنت احسنت پھر کہا ای اباجعفر تم بھی اگر یحیی سے سوال کرو گو ایک ہی مسئلہ ہو تو میرے
نزدیک بہتر ہی امام نے فرمایا ای یحیی کیا جواب ہی اس مسئلہ کا کہ ایک مرد نے ایک زن نامحرم کو وقت صبح
بشہوت دیکھا اور جب آفتاب مرتفع ہوا تو وہ عورت اسپر حلال ہوئی اور ظہر کے وقت پھر حرام ہوئی اور عصر کے وقت
حلال اور جب آفتاب غروب ہوا تو حلال تھی حرام ہوئی اور عشا کے وقت حلال ہوئی اور نصف شب مین پھر حرام
ہوئی اور جب صبح ہوئی حلال یحیی نے بغور وتامل کہا مین نہین جانتا ہون امام نے فرمایا ای یحیی یہ عورت شخص غیر کی
لونڈی تھی کہ دیکھا اُسکو بشہوت ایک اجنبی نے وقت صبح کہ بلاشبہہ وہ نظر اُسپر حرام تھی جب آفتاب بلند ہوا
تو اُسی شخص نے خریدا حلال ہوئی اور جب ظہر کا وقت آیا تو اُسنے آزاد کیا حرام ہوئی اور وقت عصر اُس سے نکاح کیا
حلال ہوگئی اور وقت مغرب ظہار کیا حرام ہوئی اور وقت عشا کفارۂ ظہار ادا کیا حلال ہوئی پھر نصف شب کو طلاق
رجعی دی حرام ہوئی اور صبح کو رجوع کی حلال ہوئی اُسی وقت مامون رشید نے عباسیون سے فرمایا تمنے علم وفضل انکا
دیکھا اور اسی مجلس مین ام الفضل سے عقد کردیا اور دونون کو باعزاز واکرام تمام روانہ مدینہ باسکینہ فرمایا کہ آنجناب
مدت مدید وہان رہے بعد اسکے عہد معتصم مابعد مین کہ دوسو بیس ہجری تھی بغداد مین تشریف لائے اور آخر ذیقعدہ
سال مذکور مین وفات پائی مقابر قریش مین جوار امام موسی کاظم کے قریب مدفون ہوے عمر شریف اٹھاون برس کی
ہوئی اور صحیح پچیس برس ہین اور انکی اولاد مین چار لڑکے تھے دو پسر ودو دختر بعضے کہتے ہین کہ انکو بھی زہر دیا گیا تھا
کذا فی البراہین القاطعہ اور اخبار الدول مین ہی کہ عمر شریف نہایت کم ہوئی باین ہمہ کرامات وخوارق عادات خوشنما
ظاہر ہوے ہشتم امام علی عسکری ابن محمد جواد ولادت باسعادت تیرھوین رجب بروایتے نوین ذیحجہ سال دوصد چار دہ
ہجری مدینہ منورہ مین ہوئی والدہ شریفہ آنجناب ام ولد سمانہ تھین اور کنیت ابوالحسن ولقب ہادی ومتوکل اور
نقش خاتم اللہ ربی وہو عصمتی من خلقہ اور وجہ تسمیہ عسکری یہ ہوئی کہ بموافق حکم متوکل باللہ عباسی کے مدینہ سے

دار سر من رائے تشریف لے گئے اور وہین رہے اور وہ شہر مشہور و معروف بعسکر تھا لہذا عسکری نام ہو گیا مناقب و اوصاف آنجناب حد حصر سے افزون ہین از انجملہ سخاوت کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک گنوار ساکن کوفہ آیا اور کہنے لگا کہ مین محبان علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ہون سو مجھپر دین کثیر ہی کہ اُسکے ادا سے عاجز ہون سوائے ذات پاک تمھاری کوئی ایسا نہین کہ اُس سے عرض حال کرون فرمایا دین کسقدر ہی اُسنے کہا دس ہزار درہم ہین فرمایا کچھ اندیشہ نہ کر اور ایک تمسک بدستخط خاص اُسکو لکھدیا اور کہدیا کہ مجلس عام مین اس تمسک کو پیش کر کے مجھپر دعوی کر مگر تقاضا شدید بغلظت و سختی کرنا چنانچہ اعرابی اسی طرح دعویدار ہوا آنجناب نے تین دن کی مہلت چاہی اُسنے قبول کیا آخر یہ خبر متوکل خلیفہ کو پہونچی اُسنے تیس ہزار درہم فی الفور بھیج دیے آنجناب نے مجموع درہم اُسی کو عنایت فرمائے سو وہ دراہم لیے ہوے پکارتا جاتا تھا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اور ترجمہ صواعق محرقہ مین بعض حفاظ سے روایت کی ہی کہ ایام حکومت متوکل عباس مین ایک عورت نے کہا مین سیدانی ہون متوکل نے کہا اس بات کی ہم تحقیق کرتے ہین پھر اُسنے باستصلاح بعض عقلاء مجلس حضرت امام حسن عسکری کو طلب کیا اور تخت پر اپنے پہلو مین بٹھلا کر التماس کیا کہ آنجناب اس عورت سے کہ آپکو سیدہ قرار دیتی ہی سوال کیجیے حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے گوشت اولاد حسین علیہ السلام کا درندون پر حرام کیا ہی اگر یہ عورت سچی ہو تو درندون کے پاس جائے اُسنے سُنکر کہا کہ مین اپنے دعوی مین جھوٹی ہون پھر امام رخصت ہوے بعد چندروز کے کئی عباسیون نے خلیفہ سے کہا اسکا امتحان کرنا چاہیے سو خلیفہ نے تین جانور درندے اپنے محل اقامت مین رہا کرائے اور امام حسن عسکری کو طلب کیا جب امام داخل قصر امارت ہوے تو درندے قدمبوس ہونے لگے اور حضرت اپنی آستین سے اُنکو مسح فرماتے تھے بعد اُسکے خلیفہ کے پاس تشریف فرما ہوے اور ایک ساعت وہان اجلاس فرما کر رخصت ہوے تو پھر درندے اسی طرح پیش آئے حاضرین معاینہ سخت متعجب ہوے اور بعضون نے متوکل خلیفہ سے التماس کیا کہ جسطرح تیرے بھائی عم زاد نے کیا ہی تو بھی تو کر اُسنے کہا تم لوگ مجھکو قتل کرایا چاہتے ہو اور ارشاد کیا کہ اس راز کو کسی سے ظاہر کرنا نہ چاہیے اور بعضے اس قصہ کو امام علی رضا سے نسبت کرتے ہین لیکن یہ امر خلاف صواب ہی کیونکہ جناب موصوف عہد مامون رشید مین وفات پا چکے تھے چنانچہ مسعودی نے لکھا ہی نسبت اس کرامت کے حسن عسکری سے صواب صحیح ہی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی سال ہجری وقت وفات بروایتے دوسو چھپن ۲۵۶ و بروایتے دوسو چون ۲۵۴ تھے اور روز دوشنبہ ماہ جمادی الثانی تھا دار سر من رائے مین مدفون ہین اور چار پسر اور ایک دختر عقب چھوڑی ہشتم امام ابو محمد حسن خالص ابن علی العسکری رضی اللہ عنہ ولادت باسعادت انکی ماہ ربیع الثانی سال دوسو بتیس ۲۳۲ ہجری مدینہ منورہ مین ہوئی والدہ اُنکی ام ولد سُوسن تھین اور کنیت ابو محمد و خالص و نقش خاتم سبحان من لہ مقالید السموات والارض اور معتدل القامتہ واللون تھے روایت ہی کہ ایام لڑکپن مین آنجناب گریہ فرماتے تھے اور اطفال محلہ لعب و لہو مین مشغول تھے اُس حال مین بہلول دانا آ گئے اُنکو گمان ہوا کہ حسن خالص اُس چیز کے واسطے روتے ہین جو کہ اور لڑکون کے ہاتھ مین ہی سو عرض کیا کہ اگر آپکو اس چیز کی خواہش ہو تو مین خرید کر دون

تاکہ اُس سے آنجناب کھیلیں فرمایا یا قلیل العقل ما للعب خلقنا بہلول نے کہا پھر کسلیے پیدا کیا ہی فرمایا للعلم والعبادہ آگے کہا اس قول پر دلیل کیا ہی کہا افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لاترجعون بہلول نے التماس کیا کہ مجھکو نصیحت فرماؤ آنجناب نے ابیات چند متضمن موعظت و نصائح پڑھے اور خود ہی بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو بہلول نے کہا ابھی تو آپ معصوم ہین وجہ بیہوشی کی کیا ہوئی فرمایا کہ اے بہلول مین نے دیکھا کہ والدہ میری آگ جلاتی تھین اور وہ افروختہ نہوتی تھی مگر چھوٹی چھوٹی لکڑیون سے اس سے مجھکو خوف و ترس لاحق ہوا کہ مبادا ہیمۂ کوچک دوزخ کا مجھے بناوین کذا فی البراہین القاطعہ اور آخبار الدول مین ہی کہ سرمن راے مین قحط کا غلبہ ہوا معتمد باللہ ابن متوکل باللہ نے لوگون سے دعاے استسقا کرائی تین دن متواتر دعا کی گئی مگر پانی نہ برسا بعد ازان جماعت نصاری کہ وہان رہتی تھی استسقا کو نکلی انمین ایک درویش تھا جسوقت وہ اپنا ہاتھ بنا بر دعا دراز کرتا تھا پانی برسنے لگتا تھا دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا تو بعضے ضعیف الایمان شک مین پڑے اور بعضے دین اسلام سے مرتد ہو گئے معتمد باللہ کو سخت تردد ہوا آخر کار اُسنے جناب حسن خالص کو طلب کرکے کہا کہ اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سنبھالو کہ مرتد ہوئی جاتی ہی حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا اطمینان رکھ علی الصباح انشاء اللہ رفع شک کیا جایگا اور کہلا بھیجا کہ میرے یارون کو قید سے چھوڑ دے خلیفہ نے اُسی دم سب کو رہا کیا اور صبح کو امام حسن خالص مع اپنے توابع کے میدان استسقا مین رونق بخش ہوئے اور نصاری مع اپنے راہب کے آئے اور راہب نے بطریق معہود اپنا ہاتھ جانب آسمان دراز کیا اور ابر آیا امام نے فرمایا کہ اس راہب کا ہاتھ پکڑو اور جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہے ہاتھ لگے میرے روبرو لاؤ جب اسطرح کیا تو اُسکے ہاتھ مین ایک استخوان انسان انگلیون مین دبی ہوئی نکلی بعد اسکے اُس درویش سے فرمایا کہ اب دعا کر اُسنے جیسے تہ دعا کو اٹھائے ابر غائب ہو گیا حاضر و شاہدین محلس مع خلیفہ سخت متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ یہ ہڈی کسی پیغمبر کی ہی اس شخص کے ہاتھ لگی اور دستور یہ ہی کہ جب استخوان جلیل الشان کسی نبی علیہ السلام کے زیر آسمان کھلتی ہی تو پانی برستا ہی امتحان کر لو چنانچہ خلیفہ نے امتحان کیا اور شک و شبہہ جو کہ قلوب مردم مین پڑ گیا تھا رفع ہو گیا اور وہ درویش پشیمان ہوا اور حضرت نے اُس ہڈی کو لفافہ کر دفن کرا یا اور خلیفہ نے حضرت امام کو باعزاز و اکرام روانہ دولتخانہ کیا اور تا زمان حیات عطایا و انعام لطوبہ ہدایا وندر بھیجا رہا عمر شریف ستائیس برس کی ہوئی اور وقت وفات سال ہجری دو سو ساٹھ یا ساٹھ تھے اور ماہ ربیع الاول تھا دار سرمن راے مین اپنے والد بزرگوار کے پاس مدفون ہوئے اور اولاد جناب سواے ابو القاسم محمد حجت کے کوئی اور نہ تھی اور چونکہ عمر شریف بہت قلیل ہوئی اس سبب سے مناقب و مآثر آنجناب خلق مین کم ظاہر ہوئے تتمہ الامام القائم محمد المہدی ابن حسن الخالص رضی اللہ عنہما یہ حضرت امام دوازدہم ائمہ اہلبیت سے ہین والدہ آنکی مسماۃ نرجس ام ولد تھین ولادت آنکی شب جمعہ پندرھوین شعبان سال دو سو پچپن ہجری مین ہوئی اور شواہد النبوۃ مین ہی کہ بست سوم رمضان سال دو صد و پنجاہ و ہشت ہجری سر وادیہ سرمن راے مین پیدا ہوئے اور القاب آنکے مشہور نزد امامیہ مہدی حجت قائم و منتظر و صاحب الزمان

وخاتم اثنا عشر ہین وقت موت پدر عالیمقدار پانچ برس کے تھے مگر خدائے تعالی نے اسی عمر مین آپ کو حکمت عطا فرمائی تھی بعضے کہتے ہین کہ سرداب سر من راے مین غائب ہو گئے بقول روافض مہدی آخر الزمان وہی ہین چنانچہ جمہور امامیہ و کیسانیہ قائل ہین کہ مہدی صاحب الزمان زندہ و موجود ہین لیکن دشمنون کے خوف سے مخفی ہین بلکہ بغداد شریف کے شیعون کی یہ عادت تھی کہ ہر جمعہ کو ایک گھوڑا طیار کر کے سرداب پر لیجاتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے مہدی مہدی جب سلطان سلیمان ابن عثمان بغداد شریف پر مستولی ہوا تو اُسنے اس فعل کو بند کرایا کذا فی اخبار الدول اور سبب اس عقیدہ باطلہ کا امامیہ و کیسانیہ کے نزدیک یہ معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالی پر نصب امام ہر عصر مین واجب ولازم ہی اور امام معصوم ہونا چاہیے مگر یہ دونون مقدمہ باطل ہین کما صرح بذلک علمائنا فی محلہ اور عجیب تماشا ہی کہ بعد اذعان والیقان اس امر کے کہ مہدی صاحب الزمان پوشیدہ ہین تاہم کمال اختلاف رکھتے ہین چنانچہ اثنا عشریہ کہتے ہین کہ مہدی محمد ابن حسن عسکری ہین کہ غایب ہو گئے بحالت طفلی مگر اور لوگ اس قول سے منکر ہین بعضے کہتے ہین کہ عسکری لاولد تھے کیونکہ جعفر انکے بھائی نے میراث لی اور بعضے کہتے ہین کہ عسکری کے ایک بیٹا محمد ہوا تھا وہ مر گیا اور شبکی نے جمہور رفضہ سے روایت کی ہی کہ بعضے براہ تعصب حسن عسکری کی اولاد ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ باوجود اسکے جعفر نے میراث لی اور اسی بات پر جعفر کو کذاب کہتے ہین حاصل کلام یہ کہ امامیہ اس بات مین بہت فرقے متفرق ہو گئے ہین اور کیسانیہ کہتے ہین کہ مہدی موعود محمد ابن حنفیہ ہین اور اسماعیلیہ کہتے ہین کہ اسمعیل ابن جعفر ہین اور بعضے کہتے ہین کہ محمد ابن اسمعیل ابن جعفر ہین اور بعضے امامیہ کہتے ہین کہ مہدی محمد ابن علے الباقر ہین اور بعضے جعفر صادق کو کہتے ہین اور بعضے موسی کاظم کو اور بعضے محمد ابن حسن مثنی ابن حسن مجتبی کو مہدی کہتے ہین اور ایک فرقہ شیعہ قائل ہی کہ مہدی ابو القاسم محمد ابن علی ابن الحسین ہین کہ معتصم باللہ نے ایک برس انکو قید کر چھوڑ دیا تھا خواہ شیعہ دیوار کھود کر نکال لائے تھے پھر وہ غائب ہو گئے اور ایک فرقہ کہتا ہی کہ محمد ابن عبد اللہ ابن حسین ہین اور ایک فرقہ قائل ہی کہ یحیی ابن عمر مہدی آخر الزمان ہین کہ زید ابن علی ابن حسین کے پوتون مین تھے کذا فی السیف المسلول اور حقیقت حال مہدی آخر الزمان علیہ وعلی آبائہ التحیۃ والسلام کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کتب حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہی کہ مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و بیہقی وغیرہم ائمہ حدیث روایت فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی میری عترت سے ہوگا اولاد فاطمہ سے اور محمد ابن عبد اللہ نام ہوگا اور مال کو برابر تقسیم کریگا اور قلوب آدمیون کو مستغنی کریگا اور بروایت حاکم مین ہی کہ چھ برس یا سات برس یا آٹھ برس یا نو برس آدمیون مین رہیگا اور طبرانی کی ایک روایت مین بیس برس ہین اور ابو نعیم نے روایت کی ہی کہ مہدی پیوستہ دندان کشادہ پیشانی ہوگا در روایت رویانی چہرہ اوسکا مانند کوکب درخشندہ ہوگا اور لون جسم اسکا بیچو مردم عرب اور جسم بیچو جسم اسرائیلیان اور ائمہ حدیث نے جزم کیا ہی اس بات پر کہ احادیث جو تصریح دلالت کرتی ہین کہ مہدی اولاد فاطمہ سے ہونگے صحیح الاسناد ہین اور احادیث سے آور ظاہر یہ ہی کہ خروج مہدی قبل نزول علیہ السلام کے ہوگا

اور ابوالحسین آبری کہتے ہین کہ بتواتر ثابت ہی کہ مہدی خروج کرینگے اور اہلبیت حضرت صلعم سے ہونگے اور سات برس
خلافت کرینگے اور روے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینگے اور قتل دجال مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
اعانت ومدد کرینگے اور اس امت کی امامت فرماوینگے اور حضرت عیسےٰ مقتدی ہونگے انتہی قولہ اور ابو داؤد نے اپنے
سنن مین روایت کیا ہی کہ مہدی اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اسلیے کہ آنجناب نے براہ شفقت ورحمت
امت مرحومہ پر ترک خلافت فرمائی تھی **فائدہ** حضرت امام مہدی خاتم الخلفاء الراشدین جو اولاد حضرت سبط اکبر
امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اسمین دو سر ہین ایک یہ کہ حضرت ابراہیم ع کے دو بیٹے ایک اسمٰعیل فرزند اکبر
اور دوسرے حضرت اسحق خلف اصغر سو اولاد اصغر سے جملہ انبیا ہوئے اور اولاد اکبر سے حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح سبط اصغر کی اولاد مین اور آئمہ اطہار ہوئے خاتم الائمہ امام مہدی سبط اکبر کی اولاد مین
ہوئے دوسرا یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حسبتہ للہ بنا بر حفاظت امت جد امجد خونریزی ومقتولی سے خلافت کو
چھوڑ دیا تھا اُسکے صلے مین خاتم الخلفا کو پیدا کیا کہ تمام روے زمین کے بادشاہ ہونگے اور رفاہ امت محمدیہ علی صاحبہا
السلام اُنکے عہد مین علے وجہ الکمال ظہور مین آویگی اور یہ روایت کہ اولاد حسین علیہ السلام سے ہونگے واہی اور نحوی
کذا فی البراہین القاطعۃ فی ترجمۃ الصواعق المحرقۃ اور اخبار الدول مین ابو نصیر عبد اللہ سے روایت ہی کہ خروج نہ کرینگے مہدی
مگر طاق سال مین یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو مین اور ظہور اُنکا بروز شنبہ عاشرہ محرم مابین رکن ومقام کے ہوگا
ایک شخص سامنے کھڑے ہوکر پکاریگا البیعۃ البیعۃ پھر اکثر لوگ بیعت کرینگے اور اللہ تعالے زمین کو عدل سے پُر کریگا پھر
مکہ معظمہ سے کوفہ مین تشریف لاوینگے وہذا القول ضعیف جداً اِسواسطے کہ تاریخ ظہور مین کوئی حدیث پائی نہین جاتی ہی
اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے قول سے بھی خلاف ہی کیونکہ آنجناب فرماتے ہین کہ مولد مہدی مدینہ منورہ
ہوگا کما رواہ ابو داؤد فی السنن اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مین فرماتے ہین کہ مہدی آخر الزمان
عترت رسول اولاد فاطمہ سے ہونگے اور تین سو ساٹھ رجال اللہ کامل اُنکے ہمراہ ہونگے **فائدہ** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
فرضیت محبت اہلبیت کی ایک بیت مین تصریح فرمائی ہی **بیت** یا اہلبیت رسول اللہ حبکم ٭ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
اور علامہ بیہقی اور بغوی نے لزوم محبت اہلبیت پر تصریح کی ہی اور طبرانی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
کہ جب بعد واقعہ کربلا آنجناب کو اسیر کرکے جانب شام لیچلے تو ایک شخص نے اخلاف شام سے حوالی شہر مین ملاقات
کرکے کہا الحمد للہ خداے تعالیٰ نے تم لوگون کے قتل ہوجانے سے دفع فتنہ کر دیا امام زین العابدین نے فرمایا تو نے نہین پڑھا
قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اُسنے کہا اس آیت مین قربیٰ سے مراد تم لوگ ہو فرمایا نعم اس مقام سے معلوم
ہوتا ہی کہ محبت اہلبیت کی مومنون پر فرض عین ہی اور احادیث صحیحہ سے وجوب محبت وتحریم بغض وعداوت اہلبیت
نبوت باحسن وجوہ ثابت ہی اور ہمارے اسلاف یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین تعظیم وتوقیر ومحبت والفت جسطرح

اہلبیت نبوت کی کرتے تھے کسی کی نہ کرتے تھے چنانچہ کتب حدیث و سیر مین مفصل مذکور ہی اور عقیدہ کاتب الحروف ابو الحسن حسن ابن حسین ابن محمد علوی یہ ہی کہ مسلمان کو تین باتین دل مین رکھنا واجب ہین اول محبت حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم بعد ازان محبت ذریت آنجناب بعد ازان محبت عشرہ مبشرہ بالجنۃ کی اور اب آج کے روز ذریات حضرت پیغمبر خدا کو ایسا دیکھنا چاہیئے جیسا قبل انکے انکے آبا کو دیکھتے تھے اور لائق ہی کہ انکے اعتقادات سے چشم پوشی و اغماض کرے اور اگر کوئی شخص اہلبیت نبوت سے بواسطۂ کسی بدعت یا گناہ کے فاسق ہوگیا ہو تو اسکے فعل کو دشمن رکھنا چاہیے نہ اسکی ذات کو اسلیے کہ وہ بضعۂ رسول مقبول ہی اگرچہ ہزار واسطہ درمیان ہین ہون ابو سعید شرف النبوۃ مین فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے ای فاطمہ خداے تعالی تیرے غضب سے غضب فرماتا ہی اور تیری خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہی پس جو کوئی اولاد فاطمہ علیہا السلام کو ایذا یا تکلیف دیگا وہ بلا اشتباہ غضب الٰہی مین پڑجایگا اور جو کوئی دوست رکھیگا اور محبت کریگا وہ امیدوار رضا و خوشنودی حق کا رہے کہ نتیجہ اسکا جنت ہی اور علماے اہل سنت و جماعت نے تصریح فرمائی ہی کہ سزاوار یہ ہی کہ اکرام ساکنان مدینہ طیبہ ہر مسلمان کرتا رہے گو کہ انسے کوئی بدعت یا مثل اسکے صادر ہوئی ہو اور یہ بات محض برعایت جوار حضرت سرور کائنات صلعم ہی پھر ذریت آنحضرت کہ جگر گوشۂ آنجناب ہین بطریق اولی لائق اکرام و اعزاز ہین مگر روافض و شیعہ اس مقام سے توہم نہ کرین کہ ہم محب اہلبیت ہین کیونکہ وہ دوستان اہلبیت سے دشمنی و عداوت رکھتے ہین اور ظاہر ہی کہ دوست کا دشمن دشمن ہی نہ دوست چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جمع نہوگی محبت میرے ساتھ بغض ابی بکر اور عمر کے کسی مومن کے قلب مین اور امام زین العابدین فرماتے ہین کہ اے مسلمانو دوست رکھو ہمکو بدوستی اسلام اور دوستی بافراط تمہاری موجب عار ہی اور سبب بغض کیونکہ تمنے اصحاب رسول اللہ کے مقدمہ مین ہمپر کذب و بہتان باندھا ہی اس قول سے واضح ہوتا ہی کہ دوستان و محبان اہلبیت اہل سنت و جماعت ہین کہ بلا افراط و تفریط مطابق فرمودۂ خدا و رسول محبت رکھتے ہین اللہم اجعلنی محبا و احینی محبا و امتنی محبا و ابعثنی فی زمرۃ المحبین فی یوم الدین اگرچہ سبب تالیف اس کتاب کا فقیر نے موافق عادت زمانہ خطبہ مین لکھا ہی لیکن غایت اصلی یہ تھی کہ صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ جب آدمی مرگیا تو اسکا عمل کٹ گیا اور موقوف ہوا مگر تین طرح کے عمل کہ بعد موت بھی ثواب انکا موقوف نہین ہوتا ایک خیرات و صدقۂ جاریہ دوسرا وہ علم جس سے خلق کو فائدہ ہو تیسرا نیکبخت بیٹا جو باپ کے واسطے دعا کرے یعنی نیک عمل کا ثواب موت کے بعد نہین رہتا زندگی تک ہی اور بعد اسکے نہ عمل ہی نہ ثواب مگر ان تین عمل کا ثواب موت کے بعد بھی موقوف نہین ہوتا ایک صدقۂ جاری یعنی وہ نیک کام جسکا فائدہ خلق خدا کو ہمیشہ حاصل رہے جسطرح مسجد و چاہ اور مدرسہ و مہمان سرا اور زمین معافی و وقف یا گھر یا کتاب موقوف کرا انسے فوائد عام جاری ہین دوسرا علم جس سے خلقت کو فائدہ ہو یعنی علم دین پڑھانا اور دینی علم کی کتاب تصنیف و تالیف کرنا جسطرح علم تفسیر و فقہ و حدیث یا کسی دین کی کتاب کا ترجمہ و شرح کرنا تاکہ ناواقف

مسلمان دین کی باتون سے واقف ہون یا کہ پیغمبرون کے قصے و حکایتین صحیح صحیح جس سے خلق اللہ سنکر عبرت پکڑے
تیسرے نیک بیٹا کہ اُسکے باعث سے بہت کو ثواب ملتا ہی سو فقیر بے بضاعت نے مطلب حدیث شریف یہ سمجھا کہ
موت ہر دم سر پر کھڑی ہی ایسا نہو کہ دین کی راہ سے آدمی بے نام و نشان مر جاے اِن تینون کامون مین جو ہو سکے اُسکی فکر جلدی
کرے اگر دنیا کا کچھ مقدور ہو تو اُسکے موافق صدقات جاریہ کی تدبیر کرے اور اگر علم ہی تو اُسکے باقی رہنے کی سبیل کرے
اور اگر اولاد ہی تو اُنکو علم دین تعلیم کرے اور بری صحبت اور برے کامون سے بچاوے تاکہ بعد موت اُنکی دعا سے فائدہ
اُٹھاوے اور یہ بھی معلوم ہو کہ مردہ حقیقت مین وہ ہی ہی جسکا نشان نیک بعد موت کے نرہے سو اللہ تعالے نے
اپنی عنایت و فضل سے دو لخت جگر نور العین سعادتمند ازلی مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن علوی طول عمرہما الی ازل کا
محسنا و احسن عین شباب مین عطا کیے کہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بد و شعور سے طبائع زکیہ اُنکی تحصیل علوم دینیہ پر
و اذہان صافیہ اُنکے اکتساب اخلاق حسنہ پر مائل و ہنر خود بہدایت ازلیہ بری صحبت اور بد کامون سے متنفر بوجہ کامل ہین
اور کوئی دقیقہ دقائق متابعت والدین بفضل ایزدی اُنسے فروگذاشت نہین ہوتا و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم اللہم بارک
فی عمرہما و اجعلہما محبوبین فی قلوب المومنین و اکثر مالہما و اولادہما و بارک فیما اعطیتہما و اجعلہما وارثا لی و لابی و جدی بالنبی و آلہ
یا الٰہی مین اِس نعمت غیر مترقبہ کا شکر ہزار زبان سے بھی ادا نہین کر سکتا ہون کیونکہ مین نالائق و گنہگار تھا تو نے مجھے
بدکار کو ایسی اولاد صالح و پرہیزگار با علم و ہنر و با خلاق حسن عنایت فرمائی تو اُسکے شکر کرنے کو زبان کہان پاؤن پس ایک بات یہ
ہوئی کہ اُس سے انشاء اللہ تعالے بعد موت مجھکو اُمید ثواب ہی اور دوسری بات علم کی تھی سو یہ کتاب ہی کہ محض بنا بر فائدہ خلق اللہ کے
تالیف کی ہی اور ابتدا تالیف کی بروز جمعہ بست ششم ذی حجہ سنہ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین کی گئی اور بروز جمعہ
تاریخ پچیسوین رمضان المبارک سنہ بارہ سو ترسٹھ مین تسوید سے تمام ہوئی اور بروز شنبہ تاریخ پنجم محرم الحرام سنہ
بارہ سو چونسٹھ ہجری مین صاف ہوئی پس باقی رہی تیسری بات یعنی صدقہ جاریہ کہ موقوف مال دنیا پر ہی سو اب تک خداوند کریم
نے اسقدر استطاعت عطا نہین فرمائی کہ موافق حدیث خیر الانام علیہ التحیۃ و السلام بسر و چشم و طیب خاطر عمل کرتا
مگر ارادہ و نیت خالص انشاء اللہ تعالے رکھتا ہون اگر دنیا کا مالک و صاف اللہ نے دیا اور ارادہ کو دل مین قائم رکھا
تو اُسکے اجرا مین بھی خالصًا و مخلصًا قصور نہوگا الٰہی بحق ذات پاک سلطان سریر لولاک سرور اصفیا خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ
احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور بحرمت جمیع پیغمبران علیہ السلام میرے گناہون سے درگذر فرما اور اس کتاب کو مقبول قلوب
بندگان کر دے اور نظر عیب بینون کو ہنر مین فرما سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علے المرسلین و الحمد للہ رب العالمین
و صلے اللہ علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم اجعل آخر کلامی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
و اشہد ان محمد رسول اللہ آمین یا رب العالمین آمین فقط

تمت

استفتا از مردم اہل اسلام قصبہ مین پوری بخدمت مولوی ابو المحسن حسن عاوی ساکن حال مین پوری سلمہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال اگر کوئی شخص مسلمانون مین سے یہ بات کہے کہ ترتیب قرآن شریف کی جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہی ناقص ہے کیونکہ نزول آیات متفرق ہوتا تھا صحابہ نے اسکے مفہوم کو نہین سمجھا اور غلط ترتیب دیا یا یہ کہے کہ اگر اس ترتیب مین یون ہوتا کہ جو آیت جس سے علاقہ رکھتی ہی وہ سب ایک جگہ بیموقع ہے ہٹین تو سچ درست ہوجاتا اور اسپر یہ بھی کہے کہ مجکو خداوند تعالی نے حکم دیا ہی کہ تو از سر نو ترتیب قرآن کرکے مشہور کر تاکہ جسطرح کہ قرآن لوح محفوظ مین ہی مرتب ہوجاے سو مین اسکی ترتیب مین کوشش کرتا ہون چنانچہ اکثر معتمدین اہل اسلام کی زبان سے سنا گیا ہی کہ کسی شخص جاہل نے سورۂ والضحی کی کچھ آیتین اور سورتون مین ملائی ہین اور سات سات بند کی سورت بنائی اور ہر ایک بند مین پانچ پانچ آیتین قرار دی ہین بعد اسکے دو آیتین بیچ لگائین گویا معاذ اللہ بلا تشبیہ وہ پانچ مصرعہ ہین اور وہ دو آیتین شعر ترکیب ہین اور معوذتین داخل قرآن نہین جانتا ہی بلکہ کہتا ہی کہ یہ دونون فسون ہین واسطے دفع سحر کے نازل ہوئی تھین ایس ایسے شخص کو از روے شریعت محمدیہ علما کے نزدیک کیا کہنا چاہیے بینوا وتوجروا

جواب از بندہ خادم العلما ابو المحسن حسن عاوی عفا عنہ ربہ

ہو المصوب

جواب - اس استفتے کا چند امور کے بیان پر موقوف ہی اور انہی کے بیان سے حکم ایسے شخص کا صاف صاف بلا اختلاف نکل آویگا اول یہ کہ قرآن شریف جو مسلمین کے پاس ہی منجملہ سمعیات ہی اور صورت توثیق امور سمعیہ کی بدلائل عقلیہ اہل دانش کے نزدیک انسے وے اسناد ہوتی ہی کیونکہ اگر بغیر دیکھی چیزون کے باب مین کوئی صورت توثیق و اعتبار کی نہوتی تو تمام عالم کا کارخانہ ابتر ہوجاتا بلکہ وجود آدم و حوا و موسی و عیسی ثابت نہوتا اور نزول توریت و انجیل و زبور و صحائف ابراہیم و شیث وغیرہ انبیا بیشین کی حقیقت پوشیدہ رہتی حتی کہ ثبوت ولدیت و والدیت محال ہوجاتا دوسرے جملہ عقلا کے نزدیک ثابت ہی کہ ہمنشین کا حال صحبت سے کھلتا ہی یعنی یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص پختہ کار اور صاحب تمکین و وقار و باغیرت و سنجیدہ و راستگو و وضعدار ہی یا خام طبع تنگ ظرف سفلہ مزاج بیہودہ بیغیرت فضول سبک سر بد وضع ہی اگر ہمنشین پہلی قسم کی صفات سے متصف ہی تو اسکو وثاقت سے تعبیر کرتے ہین اور ایسے ہی جسے غلط العوام مین ثقاہت کہا کرتے ہین اور جو ہمنشین دوسرے قسم کی صفات سے متصف ہوتا ہی تو اسکو عدم وثاقت سے تعبیر کرتے ہین اور ایسا لوگ جنکو پہلی صفات والے ہمنشین کی ہی سو جب اسکے وثاقت ذہن نشین ہوگئی تو جب کسی کی جن بات کو وہ دیکھی یا سنی ہوئی کہتا ہی یا لکھتا ہی تو وہ بمنزلہ اپنی دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ سنی ہوئی ہوجاتی ہی اور جب اسی طرح کے کئی شخص صاحب وثاقت بیان کرین تو کچھ بھی شک و تردد نہین رہتا ہی بلکہ یقین کامل ہوجاتا ہی اسی جگہ سے یہ بات نکلی کہ اگر بازار مین سے کوئی خبر دربار شاہی کی سنی جاے اور انسے پوچھین کہ تمنے کہان سے سنی تو وہ کہتا ہی بازار مین چرچا ہوتا تھا مین نہین جانتا کہ یہ خبر کدھر سے نکلی ہی تو اس خبر کو غیر سندی بولتے ہین اور جو کوئی بات مثلا آشتی یا دیوان جی بیان کرے اور وقت استفسار کہے کہ مجھسے وزیر اعظم فرماتے تھے کہ یہ بات میرے سامنے بادشاہ نے دربار مین فرمائی تھی تو ایسی خبر کو سندی کہتے ہین اور اسطرح کی خبر مطابق واقع ہوتی ہی خصوص جب کہ کئی جلیل القدر صاحب وثاقت اسی بات کو بیان کرین اور آپس مین کسی طرح کا تعارض نہو یا ایک جماعت معتبرہ جماعت معتبرہ

سے نقل کرے تو اسمین احتمال بھول چوک کا بھی نہین رہتا ہی چہ جائے احتمال خلاف واقع ہونے کا بلکہ وہ خبر بالضرور مطابق واقع
کے نکلتی ہی اسی کو خبر متواتر بولتے ہین اگر منشی یا دیوان کہے کہ مینے کسی سے سنا ہی کہ بادشاہ یون فرماتے تھے تو وہ بھی خبر غیر معتبر
ہی کیونکہ بیچ مین سلسلہ ٹوٹ گیا اور جسطرح زبان سے خبر دینے مین احتمال صدق و کذب ہوتا ہی ویسی لکھنے مین بھی ہوتا ہی
اسکے واسطے بھی وہی ضابطہ عقلیہ کار ہی مثلا کوئی دستاویز ہاتھ آوے اور اسپر کسی معاملہ کی بنا ٹھہرانی منظور ہووے تو پہلے
یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ کسنے اس دستاویز کو لکھا ہی اور جسکی طرف دستاویز منسوب ہی وہ نسبت صحیح ہی یا بہم فرضی اسکے نام سے مشہور ہی
پھر اگر کاتب قرار پایا تو دریافت کرنا ضرور ہی کہ اسنے اپنی دیکھی یا بلا واسطہ سنی لکھی ہی یا بواسطہ اگر بواسطہ ہی تو وہ واسطہ صاحب وثاقت
تھا یا نہ تھا اور یہ لکھنے والا بھی اہل وثاقت تھا یا نہین اگر اس توثیق مین وہ وثیقہ صحیح نہ نکلا تو محض ردی ہی اور جو ان شرائط
کے ساتھ ثابت ہوا تو ظن غالب صحیح ہوتا ہی اور جب بہت لوگ اہل وثاقت اس دستاویز کے گواہ ہوتے ہین تو ہرگز اسمین شک
و شبہہ نہین رہتا خصوصا جب کہ کوئی ایسا ہی شخص معارض نہو اور اگر کوئی معارض ہوا اور ویسا نہو تو ہونا نہونا اسکا برابر
ہوتا ہی اور اسی واسطے اسلام مین ایک فن عظیم الشان مقرر ہوا اور اس فن کے سیکڑون عالم گذرے کہ انکی وثاقت وجلالت اور
اس فن کی مہارت سب اہل علم جانتے ہین اور انھون نے سیکڑون کتابین اس فن مین تصنیف وتالیف فرمائی ہین اور اس فن مین یہ
بحث ہی کہ فلانی بات جو فلان شخص کی طرف منسوب ہی اسکا ناقل کون ہی اور مولد ومنشا اسکا کہان تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور جسکی
یہ بات ہی اس سے بلا واسطہ سنکر لکھی ہی یا بواسطہ اگر بواسطہ ہی تو وہ واسطہ کون شخص تھا کہان رہتا تھا کب پیدا ہوا کب مرا کب تھا
فضول گو یا راستگو مغلوب النسیان یا حافظے والا صاحب تفتیش تھا یا طفلی محض اور اپنے بیان مین مستقل تھا یا مضطر اگر یہ ثابت ہوا کہ جسکی بات
جسنے لکھی ہی اس سے بلا واسطہ سنکر لکھی ہی اور اسنے تنہا آپ نہین لکھی بلکہ متعدد ثقہ لوگون نے جنھون نے خود بھی بلا واسطہ اس بات کو سنلیا تھا
لکھکر لکھی ہی اور اہل عصر نے اسکی ضد کچھ نہین لکھا بلکہ اسی کی تعلیم دیتے رہے اور انکے بعد کسی نے انکے مقلدین سے دوسری بات کو اسکے
ہم وزن وہم رتبہ نہین سمجھا بلکہ برابر کہتے آئے کہ کوئی چیز مرتبہ ثبوت مین اسکے ہم رتبہ نہین ہوسکتی اور اول طبقے سے لگا کر جہان تک
چلے آئے کسی درجہ مین ایسا نہین ہی کہ دو ہی ایک اسکے راوی ہون بلکہ سیکڑون ہزارون ہین سو ایسے مکتوب و دستاویز کو اہل دانش
و علم قطعیات مین شمار کرتے ہین اور اسکے منکر کو جاہل بیدین کافر کہتے ہین اور اسکی اصل مثال ہی ہمارا قرآن شریف جو مابین الدفتین فی الحال ہمارے
پاس موجود ہی کہ بالفاظہ ہمین ترتیب آیات فی السور وہمین فصل وصل حضرت سرور کائنات صلعم سے بواسطہ اصحاب جلیل الشان ہم تک پہونچا ہی
اور جیسا کچھ اسمین ہی اسکے اصل واجزا ووضع وترتیب ومحل متواتر ہی اور دین قویم وصراط مستقیم کی بنا ہی اور اسطرح کے ثبوت عقلی قطعی کے ساتھ کوئی
دستاویز دینی وکتاب آسمانی کسی پیغمبر کی یہود ونصاری کے پاس نہین ہی اور اسی وجہ سے ہم لوگ انکو الزام فاش دیا کرتے ہین اور انکے پاس

کی کتابون کو غیر معتبر جانتے ہین قال صاحب الاتقان جلال الدین السیوطی لا خلاف ان کلما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ واجزائہ و
کذا فی محلہ ووضعہ وترتیبہ عند المحققین آہ محققین محدثین کے بیان سے ظاہر ہی کہ ترتیب آیات کی سورتون مین توقیفی ہی اور موافق وحی الٰہی ہوئی ہی حضرت
جبرئیل علیہ السلام جب کوئی آیت بحسب واقعہ لاتے تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہدیتے تھے کہ اس آیت کو فلان سورت مین فلان مقام پر رکھو

کہ حضرت رسول خدا صلعم بعض کاتبان وحی کو طلب فرما کر اُسی موقع پر لکھوا دیتے تھے چنانچہ مشکوۃ شریف میں حضرت ابن عباس سے ایک حدیث طویل اِس باب میں موجود ہے کہ ایک ٹکڑا اُسکا بیان کرتا ہوں قال عثمان کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان وہو ینزل علیہ السور ذوات العدد وکان اذا نزل علیہ شئ دعا بعض من یکتب فیقول ضعوا ہولاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا رواہ احمد وابو داود والترمذی یعنی تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ آتا تھا اُنپر ایک زمانہ اور نازل ہوتی تھیں اُنپر سورتیں کہ اُنمیں آیات متعدد ہوتی تھیں اور تھے حضرت صلعم جب نازل ہوتی تھیں اُنپر کچھ بھی آیتوں سے تو طلب فرماتے تھے بعض نویسندگان وحی کو اور فرماتے تھے کہ لکھو اِن آیتوں کو اُس سورت میں جسمیں ایسی ایسی باتوں کا ذکر ہے اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدوام و استمرار عادت رسول مقبول یون جاری تھی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی کاتبان وحی کو فرما دیتے تھے کہ اِسکو فلان مقام پر لکھو کیونکہ حدیث شریف میں لفظ کان بصیغہ ماضی ہے کہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے قال السیوطی فی الاتقان الاجماع والنصوص المترادفۃ علے ان ترتیب الآیات توقیفی لا خلاف فی ذلک اما الاجماع فنقلہ غیر واحد منہم الزرکشی فی البرہان وابو جعفر فی مناسباتہ وعبارتہ ترتیب الآیات فی سورہا واقع بتوقیفہ صلے اللہ علیہ وسلم وامرہ من غیر خلاف فی ہذا بین المسلمین اور قاضی ابوبکر سے اتقان میں منقول ہے کہ ترتیب آیات کی سورتوں میں امر واجب اور حکم لازم ہے اسواسطے کہ ہمیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ فلان آیت کو فلان مقام میں درج کرو بعد اسکے قاضی ابوبکر فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جو اللہ نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمایا یہی قرآن ہے جو مصحف عثمان میں موجود ہے نہ کوئی چیز اسمیں سے کم ہوئی نہ زیادہ بلکہ مطابق نظم خدا اور ترتیب رسول خدا بلا تقدیم و تاخیر ہے اور اُمت محمدیہ نے تلاوت رسول اللہ اسی طرح پائی ہے اور ہر ایک آیت کی ترتیب و تالیف سورتوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے اور علامہ بغوی محی السنۃ کتاب شرح السنۃ میں اسی قول کے موافق فرماتے ہیں اسقدر زیادہ ہے کہ قرآن شریف بدین ترتیب جو ہمارے مصحف میں ہے اسی ترتیب سے لوح محفوظ میں ہے کسی طرح کا فرق نہیں ہے اور امام المحدثین علامہ کرمانی برہان میں فرماتے ہیں کہ ترتیب سورتوں کی جسطرح ہمارے مصاحف میں ہے اسی طرح لوح محفوظ میں ہے اور محدث طیبی اسکے موافق فرماتے ہیں کہ حدیث احمد و ابو داود دلالت کرتی ہے اسپر کہ ترتیب سورتوں کی جو فی الحال مصحف مجید میں ہے یہ وہی ترتیب ہے جو پیغمبر خدا کے عہد میں تھی قال ابن الحصار ترتیب السور ووضع الآیات مواضعہا انما کان بالوحی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ضعوا آیۃ کذا فی موضع کذا وقد حصل الیقین من النقل المتواتر بہذا الترتیب من تلاوۃ رسول اللہ ومما اجمع علیہ الصحابۃ علے وضعہ حاصل اِس عبارت کا بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اور شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکوۃ میں اسطرح لکھتے ہیں عبارتہ کذا کہ ترتیب سور و وضع آیات ہمہ بوحی بودہ جبرئیل علیہ السلام چون آیتی از قرآن بحسب واقعہ مے آورد بگفتی کہ اینرا در فلان سورہ بعد از فلان آیت بنہید و احادیث درین باب بسیار آمدہ و تحقیق حاصل شد یقین بران بنقل متواتر بہمین ترتیب از تلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع صحابہ بے تطرق شک و شبہہ و در لوح محفوظ ہم بہمین ترتیب نوشتہ اند و از انجا بآسمان دنیا فرستادہ و از انجا جبرئیل علیہ السلام بحسب وقائع سور و آیات مے آورد و ترتیب نزول غیر ترتیب تلاوت است و جبرئیل علیہ السلام ہر سال در ماہ رمضان یکبار تمام قرآن بہمین ترتیب مے آورد و با نحضرت بطریق مدارست میخواند و در سالیکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازین عالم رحلت خواہند فرمود دو بار آورد

مولانا جلال الدین سیوطی اتقان مین حارث محاسبی سے نقل کرتے ہین کہ کتابت قرآن کی مستحدث نہین ہی
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے تھے اسکی کتابت کو اور شیخ عبد الحق محدث شرح مشکوۃ
مین لکھتے ہین کہ کتابت قرآن مستحدث نیست بود آنحضرت کہ امر میکرد بکتابت آن لیکن متفرق بود در رقاع
وغیر آن حضرت صدیق اکبر رض امر کرد بانتساخ آن از جای متفرق بجاے مجتمع واین بمنزلہ آن بود کہ گویا اوراق
متفرق در خانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتند کہ دران قرآن نوشتہ بود ولیکن منتشر بود مجتمع ساختند و
در رشتہ القیام وانتظام کشیدند تا جزوے ازان گم نشود اور اتقان مین خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیے قرآن کو مصحف واحد مین جمع نہ فرمایا کہ آپکو انتظار نسخ بعض احکام
و تلاوت رہا کرتا تھا اور جب زمانہ نزول قرآن رحلت رسول مقبول سے منقضی ہوگیا تو حق تعالے نے
خلفاء راشدین کو الہام کیا کہ متفرق کو جمع کرد اور صحیح بخاری و مشکوۃ مین زید ابن ثابت سے حدیث طویل
جمع و تالیف کی جو حضرت صدیق اکبر نے بمشاورت حضرت عمر فرمائی موجود ہی اور جو کچھ حضرت عثمان نے کیا ہی
وہ بھی مشکوۃ شریف مین ہی اور حاصل ان حدیثون کا یہ ہی کہ حضرت صدیق اکبر رض نے بمشورہ حضرت عمر رض
زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجکو خوف ہی کہ بسبب قتل ہونے قراء کے قرآن سے کوئی چیز جاتی نہ رہے
اسکو جمع کرنا بہتر ہی سو تم جوان و عاقل و قوی الحافظہ اور امین اور کاتب وحی ہو قرآن کو صحائف مین
جمع کرو تاکہ خوف فوت جاتا رہے چنانکہ زید ابن ثابت نے باتفاق صحابہ صحائف متعددہ مین لکھا یعنی
جو کچھ خرمون کے پتون پر یا سفید پتھرون یا کاغذ کے ٹکڑون پر لکھا ہوا رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے گھر مین تھا
اُسے طلب کرکے صحائف مین نقل کیا کہ وہ صحیفے حضرت صدیق اکبر کے پاس رہے جب اُنکی وفات ہوئی
تو حضرت عمر کے پاس رہے جب اُنکی وفات ہوئی تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پھر
سنہ پچیس ہجری مین حذیفہ ابن الیمان صحابی نے جنکی شان مین پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ گواہی اسکی
دو شخصون کے برابر ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس امت کی دستگیری
فرمائیے قبل اسکے کہ کتاب خدا مین اختلاف کرین جیسا یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل مین کیا کیونکہ مین نے
اس امت کے لوگون کو بلغات مختلفہ پڑھتے ہوے قرآن سُنا ہی تب امیر المومنین عثمان نے حضرت ام المومنین
حفصہ کے پاس سے وہ صحیفے طلب کیے اور زید ابن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعد ابن عاص اور
عبد اللہ ابن حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم سے ارشاد کیا کہ ان صحیفون کو مصحف واحد مین بلغت قریش
جسپر اصل نزول قرآن ہی لکھو تاکہ اختلاف جاتا رہے چنانکہ اصحاب رسول اللہ نے اُسی طرح لکھا اور حضرت
عثمان نے سات مصحف لکھوا کر دیار اسلام مین منتشر کرائے یعنی ایک مدینہ مین رکھا اور باقی مکہ اور شام و یمن

وبحرین و بصرہ و کوفہ مین بھیجے اور حکم ناطق دیا کہ جو اور کوئی قرآن صحیفہ یا مصحف مین ہو جلا دیا جاوے
دو پارہ پارہ کیا جائے چنانچہ سب صحیفے و مصحف جلائے گئے یعنی جو کچھ تون پر اور پتھرون پر یا کاغذ کے رقعون پر
لکھا ہوا تھا اور جو کچھ حضرت ام المومنین حفصہ کے پاس صحائف شیخین رض کے لکھوائے ہوئے تھے سب جلائے گئے
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بسند صحیح مروی ہی کہ اگر یہ کام عثمان نہ کرتے تو مین اسی طرح کرتا شیخ عبد الحق
دہلوی فرماتے ہین کہ فرق جمع ابی بکر اور عثمان رضی اللہ عنہما مین یہ ہی کہ جمع ابی بکر اس خوف سے تھی کہ مبادا
قرآن شریف سے کچھ گم ہو جائے اور جمع عثمان اسواسطے تھی کہ اختلاف نہ واقع ہو اور جو لوگون مین مشہور ہی
کہ جامع قرآن حضرت عثمان ہین سو ایسا نہین ہی حضرت عثمان نے صرف یہ کیا ہی کہ لوگون کو لغت قریش پر جمع کیا
تاکہ فتنہ و فساد جو مابین اہل عراق و اہل شام کے حروف قرارت مین واقع تھا بند ہو جائے اور اصحاب رسول اللہ نے
اسی بات پر اجماع کی اور قبل اسکے واسطے آسانی کے قرآن شریف حروف سبعہ پر پڑھا جاتا تھا اب کہ سب پر
آسان ہو گیا تو حضرت عثمان نے سب لوگون کو لغت قریش پر کہ اصل نزول اسی پر تھا جمع کر دیا کیونکہ یہ لغت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور لغت حضرت پر قرآن نازل ہوا تھا اور یہ جو حدیث شریف مین ہی کہ انزل القرآن
علی سبعۃ احرف سو حال اسکا یہ ہی کہ اول نزول قرآن بلغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو اور عرب پر تکلم اسکا
شاق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزت جل جلالہ مین التماس کیا کہ اس بات مین توسع درکار ہی
ارشاد ہوا کہ ہر شخص اپنی لغت مین پڑھے اور مشہور بفصاحت عرب مین سات قبیلہ تھی قریش و طی و ہوازن
و اہل یمن و ثقیف و ہذیل و بنی تمیم سو قرآن تا زمان حضرت عثمان ان لغات مین پڑھا جاتا تھا جب حضرت
عثمان نے دیکھا کہ اسطرح کا اختلاف ہی اور سنا کہ ایک دوسرے کو تکفیر کرتا ہی اور اسمین دین کا فساد
لازم آتا ہی اسلیے آپ نے قرآن کو قرارت قریش پر لکھوایا اور ان لغات کو باقی نہ رکھا مگر قلیل اور اسی پر سب اصحاب
متفق ہوے کہ وہی قرارت باقی رہے اور ہوازن وغیرہ اسی قرارت پر پڑھنے لگے تا آنکہ قراء سبعہ کو باسانید متصلہ
پہونچا اور باقی رہا ادنی اختلاف جو کہ اس لغت مین مقدور تھا مثل ادغام و امالہ و وقف وغیرہ کذا فی الاتقان
و ترجمۃ المشکوٰۃ اور مولانا محمد رفیع الدین محدث بجواب سوال شیخ محمد ابن محمد محفوظ نگینوی تحریر فرماتے ہین کہ ترتیب
آیات قرآنیہ ہمہ توقیفی ست حضرت جبرئیل بعد تعلیم آیات منزلہ میگفتند کہ این آیات را در سورہ کذا بعد آیات کذا
باید نہاد چنانچہ آخر آیات کہ نازل شد یعنی واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم
لا یظلمون گفتہ اند ضعہ بعد مائتین وثمانین من البقرۃ و ہمچنین شواہد دیگر برین مدعا در کتب احادیث
موجود است اما ترتیب سور پس چہار کس از صحابہ بر چہار ترتیب مرتب ساختہ بودند حضرت علی مرتضی بر ترتیب
نزول اوائل سور نہ نزول تمام سور کہ نزول آیات سور متفاوت ساکنا میشد و مع ذلک ترتیب آیات چنانکہ

گفتہ شد توقیفی ست وعبد اللہ ابن مسعود رضہ بر ترتیب تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تہجد کہ بعضے آنرا
مطابق ہر میگفتند وابی ابن کعب بر ترتیب خواندن خود آنرا آنحضرت وحضرت شیخین رضی اللہ عنہما برین ترتیب
کہ اکنون موجود است وہمین ست ترتیب زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ چنانچہ مسموع شدہ کہ زید ابن ثابت
در ماہ رمضان المبارک در معارضۂ آنجناب با حضرت جبرئیل پس پردہ استماع نمودند وہمان ترتیب مرتب
ساختند واجماع صحابہ برین ترتیب منعقد شد پس اگر احدے در ترتیب آیات کہ ثبوت آن بتواتر اسناد
از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم است یا در ترتیب سور کہ باجماع صحابہ وخلفاے راشدین است نوعی گفتگو کند
یا آیتے را از جائے بجائے دیگر متعلق سازد یا سورتے را نوعے تغیر وتبدیل کند بسبب مخالفت رسول واجماع قطعی
کافر گردد اور اقتل باید ساخت لانہ افسد نظم القرآن ومن افسد نظم القرآن فقد کفر بالاتفاق اور مولانا
استاذ الاساتذہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ العزیز بعض تقریرات مین فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ سے
ثابت ہی کہ ترتیب آیات مین خلفاے راشدین نے مطلق دخل واجتہاد نہین فرمایا یہ ترتیب وہی ہی جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بایماے جبرئیل علیہ السلام فرمائی تھی مگر متفرق تھی صحابہ نے اسکو یکجا کر دیا اور قرآن شریف
اسی ترتیب سے لوح محفوظ مین ہی پس اگر کوئی شخص اس ترتیب مین دخل وتصرف کا قصد کرے
یا یہ کہے کہ ترتیب اسکی اور طرح سے ہوتی تو بہتر تھا وہ شخص کافر ہی مسلمانون کو اسکی صحبت سے احتراز کرنا
لازم ہی مگر ترتیب سورتون مین البتہ اختلاف ہی اکثر محققین کہتے ہین کہ ترتیب سور بھی توقیفی ہی اور جمہور
قائل ہین کہ اجتہاد صحابہ سے ہی قال السیوطی فی الاتقان قال ابن الفارس جمع القرآن علی ضربین احدہما
تالیف السور کتقدیم السبع الطوال وتعقبہا بالمئین فہذا ہو الذی تولتہ الصحابۃ واما الجمع الآخر فہو جمع الآیات
فی سورۃ فہو توقیفی تولاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما اخبر بہ جبرئیل عن امر ربہ وقال الکرمانی فی البرہان ترتیب السور
ہکذا ہو عند اللہ فی اللوح المحفوظ علی ہذا الترتیب وقال البیہقی ان جمیع السور ترتیبہا توقیفی الا سورۃ البرأۃ والانفال
مگر محققین متاخرین قائل ہین کہ ترتیب سور وضع آیات سب بوحی ہی اور اجتہاد صحابہ اسکے مطابق واقع ہوا ہی
انتہی اقول الصحیح بالجملہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ ترتیب کلام اللہ سورۃً وآیۃً بوحی الٰہی ہی اب باین ہمہ اگر
کوئی شخص اپنی راے سے اس ترتیب مین سرًا یا علانیۃً کسی طرح کی گفتگو کرے یا اسکو ناقص کہے خواہ اسکو
ترتیب احسن نہ سمجھے وہ شخص اس وعید مین داخل ہی من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ فی النار رواہ الترمذی
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعًا متصلًا یعنی ترمذی نے روایت کی ابن عباس سے کہ کہا ابن عباس نے
فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی کہے اور کلام کرے قرآن مین براے وعقل وقیاس بلے اسکے کہ کوئی شبہہ
از روے نقل صاحب قرآن سے بواسطہ یا بلا واسطہ رکھتا ہو پس چاہیے کہ پکڑے جاے نشست اپنی آتش دوزخ مین

اور ظاہر ہی کہ جب کسی جاہل نے یہ بات کہی کہ ترتیب قرآن مین آیتون کو آگے پیچھے کر دیا ہی اگر ترتیب مسلسل ہوتی
تو اچھا تھا پس اُسنے لاریب شکما و تشکیک سے قرآن کی نسبت بے ادبی کی اور شک و تشکیک قرآن مین
کفر ہی کما روی احمد و ابو داود عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المراء فی القرآن
کفر یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ شک و تشکیک قرآن مین کفر ہی اور بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی
شخص قرآن مین از روے عقل و قیاس اپنے کے گفتگو کرے اور راے اُسکی صواب پر بھی ہو تو بھی اُسنے خطا کی
کما روی الترمذی و ابو داود عن جندب قال قال رسول اللہ صلعم من قال فی القرآن برایہ فاصاب فقد اخطاء
شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ اگرچہ در واقع حق و ثواب اتفاق افتادا اما چون در قصد و طریق آن
خطا کرد حکم خطا دارد و این برعکس حال مجتہد ست کہ اگرچہ خطا کند بر صواب ست بمعنی نیل اجر و ثواب و کلام درین مقام
تفصیلے دارد اور مولانا استاذ الاستاذ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز بجواب سوال مولوی عبد الحی صاحب
میفرمایند کہ فہم قرآن و حدیث را اولا علم لغت و صرف و نحو و اشتقاق و معانی و بیان و فقہ و اصول فقہ و علم عقائد
یعنی کلام و علم حدیث و آثار و تواریخ و علم ناسخ و منسوخ و وقع و تعارض و طرق تاویل و توجیہات و امثال آن
ضرور است و بدون معرفت این علوم در آمدن در معانی قرآن و حدیث جائز نیست میزان در معرفت حق و باطل فہم
صحابہ و تابعین ست انچہ این جماعہ از تعلیم آنجناب با نضمام قرائن حالی و مقالی فہمیدہ اند و دران لحظہ ظاہر
نگر دیدہ واجب القبول ست پس اگر کسے بر خلاف فہم قرآن اول حمل میکند در بدعت او ملاحظہ باید کرد اگر مخالف
ادلہ قطعیہ است یعنی نصوص متواترہ و اجماع قطعی او را کافر باید شمرد و اگر مخالف ادلہ ظنیہ قریبۃ الیقین است
مانند اخبار مشہورہ و اجماع عرفی گمراہ توان فہمید دون الکفر و الا از باب اختلاف امتی رحمۃ باید دانست لیکن
تمیز این مراتب بعلم وافر تعلق دارد انتہی قولہ بالجملہ سوال مستفتی سے پیدا ہی کہ یہ شخص ترتیب قرآن مین دخل و تصرف
کرتا ہی پس مخالف نصوص متواترہ و اجماع قطعی ہوا و فی التوضیح جاحد الخبر المتواتر کافر بالاتفاق اور والمحصنات
کے تیرھوین رکوع مین ہی و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی
و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور چلے سب
مسلمانون کی راہ سے سواے ہم اُسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اُسنے پکڑی اور ڈالین اُسکو دوزخ مین اور بہت
بری جگہ پہونچا اور ترمذی نے بسند مرفوع متصل عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانون کی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین اور امام احمد
و ابو داود نے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جسنے جدائی کی جماعت سے
مقدار ایک بالشت کے بیشک اُسنے کھینچ ڈالا حلقہ اسلام کو اپنی گردن سے اور کتب اصول فقہ مین ہی الاجماع اتفاق

مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلعم فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی بکفر جاحدہ والاقوی اجماع الصحابۃ نصا مثل ان تقولوا اجمعنا علی کذا فانہ مثل الامۃ حتی یکفر جاحدہ دوسرا امر یہ ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازروے علم وفہم و دانش افضل الامۃ ہین خصوصًا خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین مشکوۃ شریف

مین حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی عبارتہ ہکذا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل الامۃ ابرہا قلوبا واعمقہا علما واقلہا تکلفا اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لہم فضلہم واتبعوہم علی اثرہم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم وسیرتہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم یعنی یاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے افضل ہین اور ازروے صفائی قلوب سب سے بزرگ تر اور ازروے علم وفہم سب سے دور اندیش تر اور تصنع وریا وتکلف مین قلیل تر وکمتر انکو اللہ نے اپنے رسول کی مصاحبت کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی اقامت کے واسطے تجویز فرمایا سو تم لوگ چلو انکے پیرون کے نشان پر اور اختیار کرو انکی روش وخو کہ وہ لوگ تھے راہ راست پر اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص بعد صحابہ کے علما وفہما انسے زیادہ نہین ہوسکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے جب انکے قلوب متصف بصفات حسنہ پائے تب انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت کے واسطے منظور کیا اور انکی شان مین ارشاد کیا والزمہم کلمۃ التقوی وکانوا احق بہا واہلہا یعنی تھے سزاوار ولائق کلمۂ تقوے کے اور زیادہ تر مستحق اسکے اور انکو اہلیت بوجوہ کمال تھی آثار مین وارد ہی کہ اللہ تعالے نے اپنے بندون کے قلوب دیکھے تو قلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روشن تر اور پاک تر پایا کہ نور نبوت اسمین رکھدیا پھر قلوب اصحاب کو صاف تر ولائق تر پایئے پس انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت مین قبول کیا شیخ عبد الحق دہلوی ترجمۂ مشکوۃ مین فرماتے ہین واین خود ظاہر است وہیچ عاقل نہ پسندد کہ آنہا یاران پیغمبر خدا باشند ومریدان محمد مصطفٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمرہا در سایہ تربیت او بودہ وخدمت کردہ باشند وہنوز پاک وصاف نشدہ وبدرجہ کمال علم وعرفان نرسیدہ باشند آخر این نقصان بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائد میشود نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد بکمال علمہم وفہمہم اور مین کہتا ہون کہ آخرکار یہ نقصان اللہ جل شانہ کی طرف عائد ہوتا ہی کیونکہ قطع نظر اور فضائل کے جو اللہ نے انکے حق مین ارشاد کیے ہین حکم مشورہ مین کہ اپنے پیغمبر سے فرماتے ہین شاورہم فی الامر بڑی قباحت لازم آتی ہی اور دین کی بنا ہی یکسر گر جاتی ہی اور یہ ظاہر ہی کہ مشورے عقلا واہل دانش وذوی علم سے لیا جاتا ہی نہ کہ بے علم وناقہم سے پس جو کوئی شخص فہیم اصحاب پر طعن کرے اسنے درحقیقت رسول خدا پر طعن کی اور جسنے رسول پر طعن کی وہ مسلمان نہین ہی اور یہ بالاتفاق ثابت ہی کہ جامع قرآن بایں ہیئت مجموعیہ جو فی الحال موجود ہی حضرت شیخین رضی اللہ عنہما ہین اور بحر الرائق مین صاف موجود ہی

کہ من سب الشیخین او طعن فیہما فقد کفر لاتقبل توبتہ و بہ اخذ الدبوسی و ابو اللیث و ہو المختار للفتوی
تیسرا امر یہ ہی کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بلا شبہہ و شک باجماع
امت محمدیہ قرآن مین داخل ہین جو کوئی انمین سے کسی لفظ کی انکار کرے کافر ہی اور نقل اس مذہب
کی عبد اللہ ابن مسعود سے کہ وہ معوذتین کو قرآن سے نہ جانتے تھے نقل باطل و موضوع ہی قال البزاز
قد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قراہما فی الصلوٰۃ بلکہ ابن قتیبہ نے مشکل القرآن مین لکھا ہی کہ عبد اللہ
ابن مسعود کو یہ گمان ہوا تھا کہ معوذتین قرآن سے نہین ہین اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت حسنین علیہما السلام کو ان دونون سے تعوذ فرماتے تھے مگر یہ ظن اسکا صواب پر نہ تھا کیونکہ جملہ
مہاجر و انصار معوذتین کو قرآن سے کہتے تھے قنیہ مین موجود ہی کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نے قرآن کو
حضرت علی مرتضیٰ سے پڑھا تو اس قول سے انھون نے رجوع کی اور کہا کہ مین نے اُنکو عوذتین گمان کیا تھا
اور امام رازی و نووی و ابن حزم نقل اس مذہب کی عبد اللہ ابن مسعود سے بالکل باطل و کذب جانتے ہین
اور معتمد بھی یہی معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس امر پر اجماع ہی
کہ قرارت قرا سبعہ کی صحیح و درست ہی کسی طرح کا کلام اسمین نہین ہی اور قرارت امام عاصم و کسائی
وحمزہ عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب ہی سو اُنکی قرارت مین اور بھی قرارت ابن کثیر و نافع وغیرہ مین جو کہ
منسوب ابی ابن کعب کی طرف ہی معوذتین موجود ہ قال صاحب القنیۃ من زعم ان المعوذتین لیستا
من القرآن فاولئک علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین اور جو کوئی شخص کہتا ہی کہ مجھکو
اللہ تعالے نے ترتیب کا حکم دیا ہی تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام اُسکا از قسم جنون و فساد تخیل ہی حکم اُسکا
از روے شریعت ظاہر ہی اور قرآن شریف کو شعر جاننا یا رسول اللہ صلعم کو شاعر خیال کرنا ایسا ہی جیسا
حضرت صلعم کے عہد والے کافر تجویز کرتے تھے مگر بعد تجربہ و مشورہ اُن کافرون نے بھی شاعر
کہنے مین تامل کیا اور آپ مین شاعر نہونے کے وجوہ بیان کیے ہین کہ بہجۃ المحافل وغیرہ کتب سیر مین
بتصریح موجود ہی اور محققین مفسرین نے بھی اس امر کی تفصیل تفسیر کریمہ ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ مین
دندان شکن بیان فرمائی ہی جسکو ضرورت ہو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بالصواب فقط

بیان مختصرے از حالات مصنف مرحوم

مصنف اس کتاب کے مولوی حسن بخش مرحوم متوطن قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ کے تھے انکے والد بزرگوار مولوی حسین بخش مرحوم تھے
جو قبل سنہ ۱۲۵۷ھ کے منصف بمقام اٹاوہ رہے اور ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۵۸ ہجری میں ایک ظالم کے ہاتھ سے بمقام سول آباد ضلع اٹاوہ
شہید ہوئے اور بمقام اٹاوہ اُس مکان کے باغیچہ میں جہان اُس زمانہ میں عدالت منصفی تھی مدفون ہوئے ایک حظیرہ خوبصورت
اُنکے مزار شریف کا بنا ہوا ہی دادا انکے حضرت شاہ میر محمد قلندر تھے رحمۃ اللہ علیہ جو اطراف لکھنؤ میں بڑے نامی اولیاء اللہ
مشہور و معروف ہیں ۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۲ھ کو اُنکی وفات ہوئی اور کاکوری میں بمقام تکیہ شریف روضۂ منورہ میں
مدفون ہیں مصنف مرحوم نے آغاز میں تعلیم عربیہ اپنے نبی اعمام مولانا شاہ حیدر علی اور مولانا شاہ تقی علی رضی اللہ عنہما سے
کاکوری میں کیا پھر لکھنؤ میں مولانا حسن علی محدث اور دیگر اساتذہ سے علوم ظاہری کی تکمیل کی اور علم باطن کو اپنے
جد بزرگوار سے حاصل کیا کسب معاش کے لیے مدت تک عہدہ اعلیٰ انگریزی کے تعلق سے مین پوری میں قیام پذیر رہے
اور سنہ ۱۲۹۰ء سے وہ تعلق چھوڑا اب بھی قیام مین پوری نہیں چھوڑا اشاغل روز و شب یہ تھے کہ دن کو علوم دینی کی کتابیں
دیکھتے تھے اور رات کو اذکار اشغال میں بسر کرتے تھے یہ برکت توجہ خاص و التفات تام مرشد عالی صفات کی تھی جو
ہمیشہ بقید حیات و بعد ممات مبذول رہی یہ کتاب تفریح الاذکیا اُنکے علم ظاہر و باطن کے ثبوت کے لیے دلیل بیّن ہی
اور علاوہ اسکے تفریح العاشقین فی مولد سید المرسلین جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال میلاد میں
اور تذکیر العارفین فی احوال سید الکاملین حضرت پیر دستگیر غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے بیان میں
اور دُرۃ الکلام فی عقائد الاسلام علم کلام اور تکملۂ ما لا بد منہ ضروریات فقہ میں اُنکی تصنیفات سے ہیں ۱۹ جمادی الاولی
سنہ ۱۳۲۱ ہجری کو بمقام مین پوری انتقال فرمایا اور عیدگاہ کے قریب اپنی وصیت کے موافق مدفون ہوئے حظیرہ
کی شمالی دیوار میں ایک بڑے پتھر پر اشعار ذیل کندہ ہیں دو خلف الصدق یادگار چھوڑے خلف اکبر مولوی محمد محسن
وکیل ہائی کورٹ علاقہ مغربی و شمالی اور خلف اصغر مولوی محمد احسن سب جج ضلع بارہ بنکی کے جو لوح جلد اول
کتاب ہذا میں خلف اکبر سہو کاتب سے لکھے گئے خدا مصنف کو غریق رحمت کرے اور اس کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے

نظم

مخزن علم و عمل فخر زمن	قبلۂ احسن ابو المحسن حسن	از سعیدی و از شہیدی او زمن	ابن ابن میران و ابن حسین
روز میلادش عزیزی محترم	ریخت برخوردار باد از قلم ۱۳۲۱ھ	طالعش مساز دولت یار ماند	از نصیب و بخت برخوردار ماند
علم ظاہر خواند با صد جستجو	از بزرگان خود و در لکھنؤ	در طریقت جد عالی جاہ او	ہادی او مرشد او شاہ او
مولدش کاکوری از شصت سال	مین پوری بود از ذوالکمال	بود مہری در غباری مستتر	ما خدش خند ما صفا دع ما کدر
بینوایان را کریمی چارہ ساز	مفتی مستفتیان را دلنواز	در پناہ مصطفےٰ دین را پناہ	عید اسلام و امام عیدگاہ

بست و پنجم از ربیع آخرین | بود گوشته زبیماری حزین
خواب چون آمد غذا افسانه شد | اشک شبنم خوار اتش آب و دانه شد

از دوا کردن مرضها می فزود | روغن بادام خشکی می نمود
داد از ما و من عالم نجات | بی حواسی قبل سہ روز از وفات

نی بغیر و نی بخود پرداختن | ہیچکس را ہیچگہ نشناختن
لیک می جست با عجز و نیاز | مثل اہل ہوش وقت ہر نماز

قبلہ را و بعد از تیمم می نشست | صحبت ارکان نمی رفتی ز دست
بار ہر گہ می رسیدی تا سلام | بد ہمان بیہوشیش بالالتزام

نوزدہ از اول جمادی چون رسید | صبح سہ شنبہ سر از بستر کشید
گشت پیدا دفعۃ آثار یاس | از اضطراب بشرہ و نبض حواس

بر لب او بار بار اللہ بود | بر زبان دلفگاران آہ بود
قبل وقت ظہر آن مہر مبین | چید از بہر تیمم آستین

چون بپاسی کرد مژگان دیدہ دور | ذکر حق سر کرد با ذوق حضور
ضربہا بر دل زدن بیتاب کرد | گرمی جوش طپشہا آب کرد

بہر پوشیدن طلب کرد آن زمان | جبہ و عمامہ میرن میان
طاقی مرشد پیمبر بر سر نہاد | از زبان الحمد للہ گفت شاد

چون بہنگام زوال آمد نہار | بر زبانش شد روان یارب یار
بر داد از ہمی بیشیش خشت خام | زد دو دست ناتوان با ذوق تام

رفت بالای رخ او دست راست | جیب بیجانی از انجا بر نہ خاست
باز از دست یمین جیب کشید | تا کہ آن نہم تاریخ انور رسید

ہمچنان شد در تیمم چارہ گر | ہر دو دست زار او با ہمدگر
از اشارت کرد فرض ظہر ادا | با سلام شوق پیش آمد قضا

رفت سوی عرش اعلی روح او | کل شیء ہالک الا وجہہ
ہاتفی از بہر تاریخش نوشت | جای پاکش باد آلہی در بہشت

سنہ ۱۳۰۱ ھ

خاتم الشہادۃ

یہ کتاب مبسوط جسکے مضامین پر نام اُسکا اطلاع دیتا ہی علم سیر مین جامع اور مفصل ہی زبان سلیس اور بے تکلف ہی اسمین چند
امور ایسے پائے گئے کہ اور کتب سیر سے اسکو امتیاز ہی اوّل یہ کہ کتب تفسیر اور حدیث اور سیر جو ماخذ اس کتاب کے اور معمول سے
زیادہ تعداد مین ہین سب معتبر و مستند ہین دوم یہ کہ جو مقام مختلف فیہ کسی واقعہ یا مسئلہ اہم کے بابت تھا
اسکی تحریر مین مصنف نے تقصیر نہین کی بلکہ جسقدر روایات متعلقہ کتب مدوّنہ ماخوذ عنہ مین پائین سبکو
مشرح اور بسط کے ساتھ لکھا تا کہ ناظرین کو سب روایات پر عبور ہو جائے سوم یہ کہ واقعات و روایات مختلف فیہ
مین اصول علماء حدیث کا برتاؤ کیا یعنی تطبیق روایات اور رفع اختلافات کا حسب قاعدہ کیا اور حق مقام
ادا کیا اور یہ امر لائق قدر کے ہی۔ چہارم مصنف نے تمام کتاب مین تعصب مذہبی کو دخل نہین دیا بلکہ جہان کہین
اختلافات مذہبی کا موقع آیا وہان سہولت کے ساتھ مہذبانہ بحث کی اور ترجیح مذہب خاص کی جو لازم
اہل مذہب ہی فرمائی کوئی فریق جانب مقابل کو موقع شکایت کا نہین دیا پنجم جیسی کہ یہ کتاب اپنے
مضامین عمدہ اور مقاصد پاکیزہ سے مملو ہی ویسی ہی مصنف نے عبارت کتاب کو پاکیزہ اور منزہ الفاظ فحش
اور نا ملائم سے رکھا اور اس لحاظ سے مین کہہ سکتا ہون کہ یہ کتاب اسکے بھی قابل ہی کہ عورات اہل اسلام کی

مطالعہ کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں - اور اہل اسلام کو مصنف کا ممنون ہونا چاہیے کہ ایسی کتاب اپنی قوم کے فائدہ کے لیے جمع کی اور دعا کرنی چاہیے کہ مصنف کو اسکا اجر بارگاہ الٰہی سے عطا ہو

قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکار سیرفی و علی سید تصدق حسین رضوی متخلص عاشق ملازم مطبع

شکر خدا کہ چھپ گئی تفریح الاذکیا
پیغمبروں کے حال میں جو بے عدیل ہے
عاشق نے سال طبع کیا عیسوی رقم
تاریخ انبیا میں کتاب جلیل ہے
سنہ ۱۸۸۶ع

ولہ

تفریح الاذکیا بھی عجب خوشنما چھپی
ہر خرد و ہر کلاں کی یہ مقبول ہے کتاب
عاشق نے سال طبع یہ ہجری میں لکھدیا
حالات انبیا میں یہ معقول ہے کتاب
سنہ ۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ فکر احمد منشی اشرف علی صاحب خوشنویس مطبع

چھپا ہے کیا ہی پاکیزہ یہ نسخہ
انیس خاطر اہل زمن ہے
رقم کر مصرع تاریخ اشرف
کلام شاہ اقلیم سخن ہے
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً عیسوی

فضل خدا سے یہ چھپی کیا کتاب
ہوگا ہر اک اہل زبان بہرہ مند
فکر ہے تاریخ مسیحی کی گر
لکھ ہے ریاض سخن دل پسند
سنہ ۱۸۸۶ع

خاتمۃ الطبع

خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ کتاب مستطاب مسمی بہ **تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا** تصنیف قدوۃ العلما زبدۃ الفضلا حضرت **مولوی ابوالحسن** حسن بخش کاکوروی طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ بتائید ایزدی و بلطف سرمدی بساعت محمود و بزمان مسعود ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۶ع مطابق شہر جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۳ھ میں بمطبع عالیہ جناب **منشی نول کشور** صاحب طبع ہوئی - اسکے لیے اہالیان مطبع نے اہتمام بلیغ کیا تقطیع اسکی موزون اور مناسب اور کاتبان باتمیز اسکے خوشنویس کاغذ نہایت عمدہ ہے ابتدا تصحیح اسکی جناب مولوی محمد ابوالحسن صاحب نے فرمائی بعد ازاں مولوی **میاںنجان** صاحب نے اسمین مدد دی حتی الوسع اس کتاب کے عمدہ چھپنے مین دقیقہ

فروگذاشت نہین ہوا اور اگر کہین غلطی باقی رہی تو قابل درگذر ہی اسواسطے کہ کتاب بڑی حجیم و ضخیم ہی انسان کی
نظر چوک ہی جاتی ہی مشکل ہی کہ ایسی بھاری کتاب پاک صاف ایسی ہو کہ غلطی کا نام نہو۔ صاحب فرمایش
جناب مولوی محمد احسن صاحب سبارڈنٹ جج نے جو توجہ اس کتاب مستطاب کی طبع اور رواج مین کی
کچھ شک نہین ہی کہ وہ موجب خوشنودی روح مقدس حضرت مصنف مرحوم والد صاحب فرمایش ہوگی اور کیا اس سے
بڑھکر سعادت اور ارجمندی فرزندان سعید کے لیے ہوسکتی ہی کہ بعد از انتقال بزرگان نامدار کے ایسی کتاب
یادگار کو رواج دے جسکے سبب مدتہاے دراز تک نام انکا قائم اور برقرار رہے اور چونکہ یہ کتاب سیر انبیاء مین
مستغنی امر لاجواب ہی اور اس زبان مین جو ہند کی ملکی زبان ہی اور تا زمان قیام ہند اسکا بقا ہی اور روز بروز
اسی زبان مین کتابین بنائی جاتی ہین لہذا امید ہی کہ مدتہاے دراز تک اس کتاب کے اشتہار کے سبب
نام مصنف صفحہ روزگار پر باقی رہیگا اور در حقیقت صاحب فرمایش نے احیاء نام مصنف کیا جسطرح احیاد
انکا فرض ہوا اور یہ ایک نعم البدل ہی اور حق اپنا پورا پورا ادا کردیا۔ اور ہرچند تصنیف جدید کا رائج اور
فروخت کرنا اسوجہ سے کہ باشندگان ملک کو اطلاع اسکے رطب یابس سے نہین ہوتی دشوار ہوتا ہی
لیکن مالک مطبع منشی نولکشور صاحب کی ہمت اور عالی حوصلگی تعریف کے قابل ہی اور قدر شناسی
کتب کی انھین کا حصہ ہی کہ ایک کثیر التعداد نسخے اس کتاب کے بیدریغ چھپوا ڈالے از انجا کہ یہ کتاب
مشتمل براحوال خیر مآل حضرت انبیاء مرسلین علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی اور بہ نیت خیر اور تعمیم
فیض و برکات تصنیف اور طبع ہوئی اسواسطے امید ہی کہ بہت جلد یہ کتاب تمام ہند مین رواج پائے
اور فائدہ تام مطبع کو اس سے پہونچے اور دوبارہ سہ بارہ چھپنے کی نوبت آئے جیسی عمدہ یہ کتاب
چھپی اور اعلیٰ درجہ کا اہتمام اسکی طبع مین ہوا اسکا تقاضا یہ تھا کہ اہالیان مطبع سبب تاریخ اور قطعات
اسکے طبع کے فرماتے لیکن بکثرت مشاغل انکو اسقدر رہتے ہین کہ اپنے اپنے خاص کام سے فرصت
سر اٹھانے کی نہین ملتی اور کارخانہ انکی کارگزاری اور عرقریزی کا شکرگزار ہی لہذا خاتمہ کتاب پر صرف
مولوی سید تصدق حسین صاحب مصحح اور منشی شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس وقت کی چند
تاریخین زینت بخش خاتمہ بالخیر ہوئین اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم اور مالک مطبع اور کارگزاران مطبع کو اس کتاب
بابرکات کے وسیلہ سے اجر عظیم اور کامیابی فخیم عطا کرے اور کارخانہ منشی نولکشور صاحب کو مدت دراز تک قائم
رکھے کہ اسکے باعث ہزارون بلکہ لاکھون کتب علوم دینی و دنیوی کے طبع ہوکر موجب ترقی علوم
و فنون ہوئی ہین اور قدیم و جدید کتابین جو کبھی دیکھنے مین بھی نہین آتی تھین ہر ایک شخص کو
بآسانی و ارزانی میسر آتی ہین فقط۔

سیر الاقطاب ۔ ذکر کرامات و خرق عادات
اولیاء اللہ مصنفہ شاہ الہدایہ۔

گنجینہ سروری ۔ معروف بہ گنج تاریخ تاریخ ولادت
و وفات اولیاء اللہ اور سلاطین ہند اسلامی کا ذکر ہے
از مفتی غلام سرور لاہوری۔

دبستان مذاہب ۔ اعتقادات مذاہب کا بیان
مصنفہ باسم نامہ نگار۔

جذب القلوب فارسی مصنفہ شاہ عبد الحق دہلوی۔

حیات القلوب ۔ نوادر کتب معتبرہ مذہب امامیہ سے
ہے بہت سندی مصنفہ قدوۃ العلما ملا محمد باقر
مجلسی تین جلد۔

۱ جلد میں احوال انبیا کا باسناد رواۃ از آدم
علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت شرح و
بسط کے ساتھ۔

۲ جلد ۔ خاص احوال باہرات پیغمبر آخر الزمان
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں
و بیان معجزات و غزوات۔

۳ جلد ۔ بیان امامت و اثبات امامت بائمہ
اثنا عشر صلوات اللہ علیہم بہ براہین و نص قرآنی
احادیث سرور دو جہانی۔

اسرار الاولیا ۔ اسمیں بائیس فصل ہیں اور ہر
فصل میں انواع و اقسام رموزات اہل اللہ کا ذکر ہے
از حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج۔

اخلاق محمدی ۔ خصائل علوم وغیرہ کا ذکر ہے چالیس
باب مصنفہ مولوی محمد علی یزدی۔

مصباح الہدایت ۔ ترجمہ عوارف مشتمل بر ذکر مبانی و
اصول طریقت اہل تصوف مترجمہ حضرت محمود الکاشانی۔

مصباح التہذیب ۔ باسم تاریخی حکایات نصائح
مصنفہ شیخ کمال الدین۔

صد پند سودمند لقمان حکیم مع چار رسائل جلی قلم خوشخط
۱ ۔ رسالہ سعادت نامہ۔
۲ ۔ رسالہ خواجہ عبد اللہ ۔ انصاری۔
۳ ۔ رسالہ تحفۃ الملوک۔
۴ ۔ رسالہ منہاج العارفین۔

مطالب رشیدی ۔ رموزات فقر و تصوف از
شاہ تراب علی کاکوروی۔

سرور العباد ۔ شرح قصیدہ بانت سعاد مصنفہ مولوی
حاجی عبد الحافظ محمد نذیر۔

پند نامہ عطار ۔ نصائح رموزات تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار۔

کیمیائے سعادت ۔ جو جامع شریعت و حقیقت ہے
مصنفہ امام محمد غزالی رحمہ اللہ۔

اخلاق جلالی ۔ محشی مصنفہ ملا جلال الدین دوانی۔

اخلاق ناصری مصنفہ محقق نصیر الدین طوسی۔

اخلاق محسنی ۔ درسی متداول از ملا حسین واعظ کاشفی

گلشن اسرار ۔ رموز تصوف کا بیان مصنفہ مولوی
انور علی صاحب۔

می باید شنید ۔ لب لباب اندرز و نصائح حکیمانہ
مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت۔

حدیقہ حکیم سنائی ۔ درسی کتاب مذاق تصوف میں۔

مکتوبات امام ربانی - تین جلدین مع رسالہ
رد روافض و رسالہ مصطلحات حضرات صوفیہ اسمین
مکاتیب و ارشادات حضرت مجدد الف ثانی ہین -
۱ جلد مین ایک سو تیرہ مکتوب ہین جمع کردہ
شاہ یار محمد بموجب ارشاد حضرت امام ربانی -
۲ جلد - تالیف شاہ محمد عبد الحق -
۳ جلد - تالیف شاہ محمد نعمان -
۴ جلد - رسالہ رد روافض -
۵ جلد رسالہ مصطلحات صوفیہ -
گنجینہ عرفان - بعنوان مذاق اہل تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار وغیرہ عرفا -
رسالہ غوثیہ مسمی بہ نشاط العشق - از ارشادات
حضرت غوث اعظم -
بوستان محشی - علی ... خوشخط
مصنفہ حضرت شیخ سعدی -
ایضاً - در مصرعہ علی خوشخط -
ایضاً بوستان ...
ایضاً ... تین ... ہین -
ایضاً شرح ...
... قلندر -
مثنوی مولوی روم - حضرت ...

ہر شش دفتر مشہور از نتیجہ طبع عرفانی حضرت
جلال الدین رومی بالحاق دفتر ہفتم
شرح مثنوی روم - حامل المتن بسیط شرح
مولانا عبد العلی ملقب بہ بحر العلوم تین جلد
ایضاً مسمی بہ لطائف معنوی تصنیف مو...
ایضاً مسمی بہ مکاشفات رضوی مصنفہ مولوی
مجموعہ کلیات مثنویات - مشمولہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار -
۱ - رسالہ جواہر الذات - ۲ - رسالہ ...
۳ - رسالہ الٰہی نامہ - ۴ - رسالہ ...
۵ - رسالہ منطق الطیر - ۶ - رسالہ بلبل ...
۷ - رسالہ نزہۃ الاحباب - ۸ - رسالہ ...
۹ - رسالہ ... نامہ - ۱۰ - رسالہ ...